RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب

تفسیر حقانی کا پانچوان حصہ جو سورۂ حجر سے لیکر سورۂ نمل کے آخر تک سات پارہ کی تفسیر ہے اور جس مین زمانہ حال
کے موافق قرآن مجید کے لطائف وحقائق کو اردو زبان مین ظاہر کیا گیا ہے المسمی

CHECKED

تفسیر فتح المنان

المشہور

تفسیر حقانی

CHECKED
۱۸۵
۲۰۳۰۱

[illegible]

[illegible]

مطبع انصاری دہلی میں چھپی

مصنفہ مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب

البیان فی علوم القرآن

دنیا مین انسان کیلئے مذہب حق کی پیروی سے (ایک آنیوالی نئی زندگی کیلئے) کوئی توشہ بہتر نہین۔ اسلام کی کر دیا ہے کہ اب ایک ہی آسمانی برحق مذہب صفحۂ دنیا پر ہے جو انسان کو ترقی دارین کی راہ دکہاتا ہے۔

مگر ان پچھلی صدیون مین اسلامیون کی غفلت اور باہمی خصومات سے مخالفون کو خالی میدان ہاتھ آیا انہون نے اسلام کی ایسی کہ جس سے ناواقفون کو خواہ مخواہ نفرت پیدا ہوا دہر دہریت او فلسفہ کا دریا موجزن ہونے لگا۔ اور سادہ لوح مسلمان بچون کو درسگاہون مین داخل ہونا پڑا۔ مگر ان کے پاس کوئی ایسی کتاب ہی نہ کوئی ایسا فاضل حقیقت شناس ہے جو ان کے شبہات کو اسلیے بمصلحت وقت مقدمہ تفسیر حقانی کو جسکی وجہ سے ہزارون گمراہون کو ہدایت ہوئی ایک ایسے نئے اسلوب مین بدلنا پڑا اور صدہا ضروری مضامین کا اضافہ ہوا ہے۔ اِس لئے اس کا نام بہی البیان فی علوم القرآن رکہا گیا۔

اس ضخیم کتاب مین جو تخمیناً ۵۰ جزر کی ہے نئے علم کلام کا بنیادی پتہر رکہکر ایک ایسی عمارت یا قلعہ بنایا گیا ہے جو مسلمانون کیلئے ہمیشہ کیواسطے اول علم و ادراک اور اسکے اقسام اور حقیقت پر تحقیقی بحث کرکے ثابت کر دیا ہے کہ موجودات کا سلسلہ عالم محسوس ہی تک محدود نہین بلکہ ایک عالم اور غیر محسوسات کا وجود ایک ایسے قادر مطلق کیطرف سے ہے جو ہماری حواس سے محسوس نہین ہو سکتا نہ حواس مین اسکی قابلیت ہے اور وہ خدا تعالی کی ذات و الاصفات پر بحث اور مذاہب باطلہ کا رد ہے۔ پہر ملائکہ جن ارواح وغیرہا حقائق ثابتہ پر بحث ہے جو جسم عنصری سے پاک ہونیکے سبب سے پہر ملائکہ جن و روح کی حقیقت اور ان کے آثار و خواص اور نیز مرنیکے بعد روح کے حالات اور اس پر جزا و سزا کا مترتب ہونا دلائل عقلیہ و نقلیہ دوزخ کی حقیقت پر بحث ہے اور مسئلہ نجات کا فیصلہ ہے اور ضمن مین جملہ مخالفون کا رد ہے پہر نبوت کی حقیقت اور انبیاء کے اسرار بعد مین آنحضرت صلعم کی نبوت ثابت کیگئی ہے اور آپکا حلیہ مبارک و مختصر حال و سیرت پاک کا بہی بیان ہے اور اس کے ضمن مین مخالفون کے حملہ اور مسئلہ نبوت مین جو کچہ مذاہب یگویین آمیزش و وہم ہوئی ہے اس کا بہی بیان ہے پہر عالم کی آفرینش اور نسل انسانی کا حال ہے پہر قرآن و عملیات مین انسانی سعادت و شقاوت کی تصویر کہینچکر اس کو آمیزش وہم اور غلط فہمی سے نجات دلائی ہے جو نہ کسی حکیم و فیلسوف سے ہی ممکن تہی پہر علوم قرآنی کا اور جو قرآن و اسلام پر مخالفون کے عقلی اور کتابی و تاریخی و فصاحت و بلاغت کے متعلق اعتراض تہے اس طرح بیشمار علوم و حقائق کو دلائل سے مدلل کیا گیا ہے۔

اس قسم کی کتاب کی جو علوم اسلامیہ پر حاوی ہونیکے ساتہ موجودہ علوم روشنی کے مذاق پر بہی ہو اس زمانہ مین اشد ضرورت تہی آریہ۔ ہندو عیسائی۔ یہودی وغیرہ مذ حقیقت آشکارا کر کے اہل انصاف کو دکہا دیا کہ وہ انسانی سعادت و شقاوت کیلئے بالکل غیر کافی ہین اِس کتاب کا طبع ہونا از بس ضروری ہے پہر اس کا انگریزی وغیرہ زبان مشتہر کرنا جسقدر ضروری ہے اسکو اہل عقل و دردمندان اسلام خود خیال کر سکتے ہین جو صاحب اس کار خیر مین جسکے لئے بڑی رقم کثیر درکار ہے بطور عطیہ وہ بہی بصد شکوری قبول کیجائے گی۔ قیمت پختہ فی جلد صہ مقرر ہے۔

المشتہر محمد عبد القیوم ابن جناب مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلی محلہ بلی ماران کوٹہی نواب صاحب

فہرست مضامین جلد پنجم تفسیر حقانی

صفحہ	مضامین
۱	کافرون کا بعد مرگ آرزو کرنا کہ کاش مسلمان ہوتے
۲	قرآن مجید کا تبدل و تغیر سے محفوظ رہنا
۳ و ۴	آسمانون مین بروج اور زمین مین رواسی بنانے سے کیا مراد ہے۔
۶	قوم جن کی تحقیق اور یہ کہ بانی جن جو آگ سے پیدا ہوا کون تھا۔
۸	حضرت لوط کا قصہ ہٰؤلاء بناتی کے معنی کی تحقیق
۹	اصحاب الایکہ کی تحقیق کہ کون قوم تھی اور بیت
۱۰	اصحاب حجر کا قصہ
۱۲	قرآن مجید کا روح ہونا
۱۶	وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ کی تحقیق اور مخالفون کے شبہ کا جواب
۱۸	ملائکہ کا بوقت مرگ ایمانداروں کو مژدہ دینا اور کفار پر سختی کرنا
۲۱	مہاجرین کو وعدہ ہونا کہ ان کو خدا تعالے دنیا مین راحت آخرت مین بہشت دیگا
۲۲	فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ کی تحقیق اور تقلید کی بحث۔
۲۴	یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ کی تحقیق کہ صبح و شام سایہ خدا کو کیونکر سجدہ کرتا ہے
۲۷	تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا پر بحث۔
۳۲	تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ کی بحث اور مسئلہ تقلید کی تحقیق۔
۳۵	فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ کی تحقیق اور اسمین فقہا کے مذاہب
〃	اِذَا بَدَّلْنَا اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ کی شرح۔
۳۶	حالت اکراہ مین کلمات کفر کا زبان سے نکالنے کا جواز
۳۷	فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ کی شرح اور اعتراض کا جواب
۳۸	اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ الخ پر بحث
۴۵	معراج کے واقعہ پر اعتراضات کا جواب اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق۔
۴۹	تاریخ بیت المقدس ابتدا سے اینحال تک مع نقشہ و جغرافیہ بلاد شام اور جو حوادث بیت المقدس پر گزرے اُن کا بیان مفصل مع حرب الصلیبین۔
۷۶	قَضٰی رَبُّكَ الخ مین تیرہ احکام موکدہ کا بیان۔
۸۷	نمازون کی فرضیت اور مقام محمود کی شرح۔
۹۴	قرآن کے یکبارگی نازل نہونے کی وجہ اور دفع مطاعن۔
۹۵	اسماء حسنے کا بیان۔
۹۶	ذکر جہر و خفی کا بیان
۱۰۰	اصحاب کہف کا قصہ مع جوابات مخالفین مورخانہ طور پر
۱۰۸	دو شخصون کا تذکرہ دنیا کے غرور کی بابت
۱۰۹	دنیا کی بے ثباتی کی مثال
۱۱۲	حضرت موسیٰ اور خضر کا ملاقات کرنا اور موسیٰ کا اُن سے علم لدنی کی تعلیم پانے کا درخواست کرنا علم لدنی کی تحقیق
۱۱۵	اسی قصہ پر ابحاث محققانہ اور خضر کی بابت گفتگو
۱۱۸	ذوالقرنین کا قصہ اور اسکی کامل تحقیق اور دیوار اور قوم یاجوج ماجوج کا مورخانہ بیان مع نقشہ و جغرافیہ
۱۳۴	حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا
۱۳۵	حضرت مریم کا قصہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور مخالفون کے شبہات کا جواب شافی
۱۴۶	حضرت موسیٰ کو جنگل مین شعلہ نورانی کا دکھائی دینا اور خدا تعالیٰ کا کلام کرنا اور ندا کے معنی
۱۴۸	فرعون کے جادوگرون سے مقابلہ اور انکا ایمان لانا وغیرہ سامری کا قصہ اور اس کی کامل تشریح اور اَثَرِ الرَّسُوْلِ کے معنی وغیرہ
۱۶۲	اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا کے معنی اور جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ کی تحقیق اور آفتاب ماہتاب کا آسمانون مین تیرنا۔
۱۶۵	اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا کی تفسیر
۱۶۶	قیامت مین میزان قایم ہونے کی تفسیر مع جواب
۱۶۷	حضرت ابراہیم کا قصہ اور اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ کی تفسیر۔
۱۶۹	حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ایک مقدمہ مین فیصلہ کرنا اور سلیمان کو وہان الہام ہونا اور جن و شیاطین و ہوا کا سلیمان کے تابع ہونا۔ اور اسپر ابحاث۔
۱۷۲	حضرت ایوب کا قصہ
۱۷۳	حضرت ذی الکفل اور یونس کا تذکرہ۔
〃	وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ
۱۷۴	وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کی تفسیر
۱۷۶	قیامت کے وجود پر دلائل اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ سے لیکر آخر تک۔
۱۷۸	مَنْ كَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ الخ کی تحقیق۔
۱۸۰	حضرت ابراہیم کو کعبہ کے بنانے اور پاک کرنے اور لوگون مین حج کی منادی کرنے کا حکم ہوتا ہے۔
۱۸۳	حج کے فوائد۔ اور قربانی کے احکام بهیمة الانعام کی تفسیر
۱۸۴	قربانی پر اعتراض۔ اُس کا جواب الزامی و تحقیقی۔
۱۸۶	مظلومون کو کفار سے جہاد کی اجازت اور اُن کی نصرت کا وعدہ۔
۱۸۷	خلفاء اربعہ کے فضائل۔
۱۸۸	وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ کی تفسیر
۱۸۹	وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ کے متعلق بحث۔
۱۹۱	دین اسلام مین کسی قسم کی تنگی نہونے کا بیان۔
۱۹۳	قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر اور اوصاف سبعہ کی تشریح۔
۱۹۸	توراۃ موجودہ کا غیر الہامی ہونا۔
۲۰۳	حسن معاشرت
۲۰۴	تناسخ کا ابطال۔
〃	میزان کی بحث۔
۲۰۶	زنا کی بحث۔
〃	زنا کی قباحت۔
۲۰۸	تہمت زنا کا حکم۔
۲۰۹	لعان کا بیان۔
۲۱۲	حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا ثبوت
〃	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کرنیوالا کافر ہے۔
۲۱۳	بغیر اجازت کسی کے گھر مین جانے کی ممانعت۔
۲۲۳	پیشین گوئی دربارہ خلافت اُمت محمدیہ
〃	خلافت اربعہ کا ثبوت۔
۲۳۱	قرآن رفتہ رفتہ نازل ہونے کے اسباب
۲۴۱	قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
۲۴۴	قوم عاد کی عادات۔
۲۴۵	قوم ثمود کی عادات۔
۲۴۶	قصہ اصحاب الایکہ۔
۲۴۸	قرآن پر شبہات کا جواب۔
۲۴۹	تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کے معنے۔
۲۵۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ۔
〃	منطق الطیر کے معنی۔
۲۵۳	بلقیس کا قصہ۔
۲۵۶	منکرون کے اعتراضات کا جواب
۲۵۸	دلائل توحید۔
۲۶۰	دلائل حقانیت قرآن مجید۔
〃	وہ مواقع کہ جہان قرآن نے بنی اسرائیل کو تنبیہ کیا۔
۲۶۱	دابۃ الارض کا حال۔

تمت

سورۂ حجر مکہ میں نازل ہوئی   المجلد الخامس   اسمیں ننانویں آیات چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ

یہ ہیں آیتیں کتاب اور کھلے قرآن کی   منکر بڑی حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے   انکو چھوڑ کہ کھالیں اور برت لیں اور انکو آرزو بھلائے رکھے

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا

پھر آیندہ تو معلوم ہی کر لینگے۔ اور ہم نے ایسی کوئی بھی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکے لیئے (اول سے) وقت مقرر نہ لکھا گیا ہو کوئی قوم اپنے وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہو اور نہ پیچھے رہ سکتی ہو اور کہا۔ یا (کفار نے) اے

الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ

وہ شخص کہ جسپر نصیحت نازل کی گئی تو تو ضرور دیوانہ ہی   ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا اگر تو   سچا ہو   ہم فرشتے تو فیصلہ ہی کے لیئے بھیجا کرتے ہیں   اور جب تو انہیں مہلت بھی نہ ملے گی

ترکیب رُبَ بالتخفیف و التشدید و ضم الراء و فتحہا و ما کافۃ رب و یمکن ان یکون نکرۃ موصوفۃ ای رب شئ یودہ الذین و رب حرف جر لا یعمل فیہ ما بعدہ والعامل محذوف تقدیرہ رب کافر یود الاسلام الا ولہا جملہ نعت ہی قریہ کی لوما بمعنی ھلا ۔

تفسیر یہ سورہ بھی مکے میں نازل ہوئی اِسمیں حجر کے رہنے والوں کی ہلاکت زیادہ تر عبرتناک بات ہی یعنی قوم ثمود کا حال اور حجر شام اور مدینہ کے درمیان ایک وادی ہے الٓرٰ سے مبین تک قرآن کا منجانب اللہ ہونا بیان کر کے دنیا کی لذات شہوات میں مبتلا ہونیوالے کفار کا انجام کار بیان فرماتا ہی کہ ربما یود کہ قیامت کے دن یا بوقت مرگ یہ لوگ خواہش کرینگے کہ کاش ہم ایمان لائے ہوتے رب کے معنی بعض کہتے ہیں بہت کے ہیں کہ بہت حسرت کرینگے اور بعض کہتے ہیں کم کے ہیں مگر مراد یہاں بہت ہی۔ عرب کی عادت ہی کہ کبھی کثیر الوجود چیز کو یقین دلانیکے لیئے بلفظ قلیل ذکر کرتے ہیں جیسا کہ اُس شخص کی نسبت کہ جس سے ہر وقت یا اکثر اوقات یاد کرنا متوقع ہو کہتے ہیں کہ کبھی تو ہمیں یاد کرو مکے کے مشرک آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں مصروف تھے اور خدا کی اس مہلت پر سمجھتے تھے کہ اگر پیغمبر سچا ہی تو ہمپر کوئی آسمانی عذاب کیوں نہیں آتا۔ ہم تو ویسے کے ویسے مزے اڑاتے پھرتے ہیں۔ یہ انکی حالت تھی جسکے رد میں اول تو الٓرٰ فرمایا جسمیں اشارہ ہی کہ یہ قرآن (الف اللہ) اللہ نے بواسطہ (لام) جبرئیل (ر) رسول اللہ پر نازل کیا ہے جسمیں کوئی دروغ نہیں۔ دوم اس سورۂ حجر کی نسبت جو قرآن مبین کا ایک جزو ہے۔ فرماتا ہی کہ یہ قرآن مبین اور کتاب الٰہی کی چند آیات ہیں۔ انہیں کے مطالب میں غور کرو۔ آپ معلوم ہو جائیگا کہ یہ مضمون اس فصاحت و بلاغت کیساتھ جس میں ان کی تکمیل کا پورا نقشہ ہی من اللہ ہی۔ پھر مبین کے لفظ سے اشارہ ہی کہ قرآن کی سب باتیں واضح ہیں۔ کوئی بھی خلاف عقل سلیم نہیں۔ پھر اسکے ماننے میں کیوں تردد ہی۔ سوم مرنیکے وقت جو قریب ہے یا مرنیکے بعد یہ اُس جہل و نادانی پر افسوس کریں گے اور حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے چہارم مہلت کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ چند روزہ ہے۔ اس میں اُن کو مزے کر لینے دو۔ ان کی لمبی چوڑی آرزوئیں دنیاوی کاروبار کی بابت کہ یوں کرینگے اُنہیں خود غفلت میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اور یہی طول امل غفلت کا پردہ ہی۔ پھر انکو جلد معلوم ہو جائیگا کہ ہائے کس غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ خصوصاً جبکہ اپنے افعال بد کا نتیجہ دیکھیں گے۔ اِنسے پہلے بھی بہت قومیں تباہ ہوئی ہیں۔ مگر انکا ایک وقت مقرر تھا اسلیئے آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتے تھے اسیطرح انکا بھی وقت معین ہی چنانچہ بدر میں اور قحط شدید میں ہلاک ہوئے پیشینگوئی صادق آئی وہ کفار آنحضرت صلعم کو دنیاوی مشاغل سے بیفکر دار آخرت کی طرف متوجہ دیکھکر کہتے تھے کہ ای محمد تو جو کہتا ہی کہ مجھپر نصیحت یعنی قرآن نازل ہو رہا ہی ضرور دیوانہ ہی چونکہ یہ قول دیوانوں کا تھا اسکا جواب کیا دینا تھا مگر وہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہی تو ہمیں فرشتے کیوں نہیں لا کر دکھاتا۔ اسکا جواب دیا کہ فرشتے تو جب آتے ہیں فیصلے ہی کے لیئے آتے ہیں خواہ عامہ ہلاکت کے وقت یا موت کے وقت۔ پھر جب وہ آئی تو مہلت توبہ کہاں ۔

ملہ قرآن کی سب باتیں عقل سلیم کے نزدیک واضح اور کھلی ہیں کوئی بات بھی ایسی نہیں کہ جس کو خلاف عقل محض اعتقاداً ماننے پر مجبور کیا گیا ہو ۱۲ منہ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ○ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْأَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا

ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہی اور ہم ہی اسکے نگہبان بھی ہیں اور تجھسے پیشتر ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں اور وہ بھی جب کوئی رسول انکے پاس آیا تو

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِيْنَ ○ وَلَوْ فَتَحْنَا

اُس سے مسخرہی کرتے رہے اسیطرح سے ہم گنہگاروں کے دلوں میں ڈالدیتے ہیں کہ وہ اُسپر ایمان نہیں لاتے اور یہ تو قدیم دستور چلا آیا ہے اور اگر ہم

عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ○ لَقَالُوْا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ○ ع ۱۵ ۱

اُنپر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھولدیں پھر وہ اُسمیں چڑھنے بھی لگیں تو بھی یہی کہینگے کہ ڈٹھ بندی کردی گئی ہی بلکہ ہمپر جادو کیا گیا ہے۔

ترکیب

نحن مبتدا نزلنا خبر جملہ انا کی خبر یا نحن انا کی تاکید۔ کذلک ای الامر کذلک۔ السلک ایک چیز کا دوسری میں داخل کرنا اور ممکن ہے کہ صفت ہو مصدر محذوف کی اے سلوکا مثل استہزائہم۔ والضمیر للاستہزاء اے کمثل ادخالنا التکذیب فی قلوب اولئک نسلکہ اے ندخل الاستہزاء فی قلوب المجرمین اے کفار مکۃ ولو فتحنا جملہ شرطیہ لقالوا اس کی جزاء ۰

تفسیر

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہا تھا جس سے اُن کا یہ مطلب تھا کہ جو کچھ رسول ہمکو سناتا ہی وہ کلام الٰہی نہیں دیوانوں کی بڑ اور بکواس ہے (اور کفار جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسی باتیں کہا کرتے تھے اُس کے چند سبب تھے۔ اوّل یہ کہ رسول شہوات و لذات باطلہ کے ترک اور عبادت و نیکی کی تاکید کرتے تھے یہ بات اُن پر شاق گزرتی تھی۔ دوم رسوم بد اور مذاہب باطلہ کا ترک کرنا جو پشت در پشت اِن میں مروج ہونے کی وجہ سے ایک امر ناحق قرار پاگیا تھا اور بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اب بھی لوگوں کا رسوم و عادات خلاف شرع ترک کرنے میں یہی حال ہی سوم انبیاء فقراء ہوتے تھے نہ اُن کے پاس مال جاہ تھا نہ اعوان و انصار اسلیئے روساء پر ایسے لوگوں کا مطیع ہونا شاق گزرتا تھا۔ چہارم اُن کا گمراہ ازلی ہونا بڑا سبب تھا) اس کے جواب میں فرماتا ہی انا نحن نزلنا الذکر یعنی قرآن ہمارا ہی نازل کیا ہوا ہی اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں اس **پیشین گوئی** کے مطابق آج تیرہ سو ۱۳۰۰ برس ہونے کو آئے قرآن ایسا محفوظ ہی کہ مشرق سے مغرب تک سب مسلمانوں کی زبان پر یکساں ہی ایک لفظ یا زیر و زبر کا بھی فرق نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لیکر اب تک بلکہ قیامت تک حفاظ اور قراء اور علماء کی جماعتیں اس کی محافظت پر کمر بستہ ہیں یہ قرآن کا بڑا معجزہ ہی۔ امام رازی فرماتے ہیں واعلم انہ لم یتفق لشیٔ من الکتب مثل ہذا الحفظ فانہ لا کتاب الا وقد دخلہ التصحیف والتحریف والتغییر۔ شیعہ میں جو متعصب اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں سے عثمان رضؓ نے فلاں فلاں سورتیں کم کردیں اس آیت اور دیگر آیات سے مردود ہیں وہ بھی شیع الاولین میں داخل ہیں جنہوں نے رسولوں کا انکار کیا۔ ولقد ارسلنا فرماتا ہی کہ ان کا ایسی باتیں کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ تجھسے پیشتر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلی قوموں میں بھی ہمنے رسول بھیجے تھے اُن کا بھی یہی حال رہا کہ جو رسول آیا اُسکو جھٹلاتے رہے اسیطرح ان کفار کے دلوں میں قضا و قدر نے یہ انکار و تکذیب ڈالدیا ہے جسکی وجہ سے وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے وقد خلت سنۃ الاولین اور پہلوں کے ساتھ جو کچھ اللہ کا دستور تھا کہ اخیر وہ انکو ہلاک کرتا آیا ہی وہ بھی چلا آتا ہی ولو فتحنا الخ یعنی وہ جو کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور فرشتے کیوں نہیں آتے فرشتے تو کیا اگر ہم انکے لیئے آسمان کے دروازے کھولدیتے اور سیڑھی لگادیتے کہ جسے چڑھکر وہاں کے حالات دیکھ آتے (یا یہ معنی کہ آسمان کے دروازوں سے فرشتوں کو چڑھتے اُترتے دیکھتے) تو بھی یہی کہدیتے کہ یہ نظر بندی ہے اور جادو ۰

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

اور البتہ ہم نے آسمان میں برج بنائے اور اُسکو دیکھنے والوں کے لیئے سنگار کردیا اور اُسکو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ مگر جو کوئی چوری سے سُن گیا تو

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا

اُسکے پیچھے دہکتا ہُوا انگارا پڑگیا اور ہم نے زمین کو پہیلایا اور اُسپر بوجھے سلہ ڈالدیئے اور اُس میں ہر چیز اندازے سے اُگائی اور اُس میں تمہارے لیئے

مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ

روزی کے لیئے سامان رکھے اور اُنکے لیئے بھی کہ جنکے تم روزی دہندہ نہیں اور ایسی کوئی بھی چیز نہیں کہ جسکے خزانے ہمارے پاس نہوں اور ہم صرف اُسکو ایک اندازہ معین سے نازل کرتے ہیں اور ہم نے

لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝

پہرنیوالی ہوائیں چلائیں پہر آسمان سے پانی اُتارا پہر وہ تمہیں پلایا حالانکہ تمہارے ہاتھ اُسکے خزانے نہیں اور ہم ہی تو زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور اخیر مالک ہم ہی ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

اور ہم کو معلوم ہیں تم میں سے اگلے اور پچھلے تیرا رب اُنکو جمع کریگا وہ حکمت والا خبردار ہے

ع ۱۰ ۲

سلہ یعنی پہاڑ جن کا ثقل طبعی زمین کو ڈگمگانے نہیں دیتا ۱۲ منہ

ترکیب

الا من منصوب ہی استثنار منقطع ہونے کی وجہ سے اور جر بھی ہوسکتا ہے۔ من استرق سے بدل ہوکر اور رفع بھی ہوسکتا ہے مبتدأ ہوکر۔ والخبر فاتبعہ وجاز دخول الفاء فیہ لتضمن المبتدأ معنی الشرط والارض منصوب ہے مددنا محذوف سے ومن لستم منصوب ہے جعلنا سے والمراد من العبید والبہائم فانہا مخلوقۃ لنا فعنا۔ اور مجرور بھی ہوسکتا ہے ای لکم ولمن لستم *

تفسیر

قرآن مجید کی عادت ہی کہ ایک مقصد کے بعد دوسرے مطلب کو بیان فرمایا کرتا ہے تاکہ سُننے والے کے دل پر بار نہ معلوم ہو اس جگہ جبکہ مسئلہ نبوت میں کلام کرچکا تو مسئلہ توحید کو شروع کرتا ہی جس پر کہ اثباتِ نبوت موقوف ہی اور نیز توحید کے متعلق ایسا کلام کرنا گویا نبوتِ نبی کو اُس کے اثر سے مشاہدہ کرادینا ہے کہ جسکے مُنہ سے ایسی بات الہامی اور روح کو تازہ کرنے والی نکلی وہ قطعی نبی ہے نہ کہ مجنون۔ ولقد جعلنا الخ توحید کے ثبوت میں دلائل سماویہ سے یہ اول دلیل ہے کہ ہم نے آسمان میں بُرج بنائے اور آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور شیاطین سے اُسکو محفوظ رکھا کہ کوئی شیطان وہاں تک جا نہیں سکتا اور جو کوئی چوری کے طور وہاں آسمانی بات سُننے کو جا بھی پہنچا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے تو شہاب مبین یا شہاب ثاقب یعنی آگ کا شعلہ جسکو ستارہ ٹوٹنا کہتے ہیں اُسکے پیچھے دوڑتا ہی رجیم رجم سے مشتق ہے جسکے معنی پتھراؤ کرنا یعنی پتھر پھینک پھینک مارنا۔ گالی گلوج اور بہتان لگانے کو بھی اِسی لیے رجم کہتے ہیں کہ گویا بیہودہ باتوں کے پتھر مارے جاتے ہیں۔ منہ قولہ لارجمنک ای لاسبنک اور اِسی مناسبت سے تخمینی اور بے تکی باتوں کو بھی رجم کہتے ہیں۔ منہ قولہ رجما بالغیب گویا شیاطین پر آتشی شعلوں کے پتھر مارے جاتے ہیں *

مقدمۂ تفسیر میں بیان ہوچکا ہی کہ شیاطین کو لطافتِ مادہ کی وجہ سے ملائکہ کی باتیں سُننے اور اُن کے دیکھنے اور اونچے چڑھنے کی قدرت عطا کی گئی ہے *

بروج برج کی جمع ہے اسیطرح ایک جگہ قرآن میں آیا ہی تبارک الذی جعل فی السماء بروجا اور ایک جگہ ہی والسماء ذات البروج اس سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح

اینٹ پتھروں کی گول گول عمارت قلعوں کی دیواروں پر اور دیگر جگہ ہوتی ہے اسیطرح آسمان پر برج بنے ہوئے ہیں بلکہ یہ مراد کہ آسمان میں مختلف ستاروں کے نمودار ہونے سے خربزے کی پھانکوں کیطرح آسمان کے بارہ حصے یا ٹکڑے جدا جدا معلوم ہوتے ہیں۔ اور انکی زبان عرب میں یہ نام مشہور تھے۔ حمل[۱] ثور[۲] جوزا[۳] سرطان[۴] اسد[۵] سنبلہ[۶] میزان[۷] عقرب[۸] قوس[۹] جدی[۱۰] دلو[۱۱] حوت[۱۲] +

جبکہ طبیعت فلکیہ ایک تھی اور اسی لیئے حکماء کے نزدیک اسکی شکل کروی یعنی گول بنی تو پھر یہ بروج مختلف الطبائع اور آسمان میں یہ گوناگوں چیزیں کسنے بنائیں ان میں کمی وبیشی کسنے کی اور ان اجزا کو کسنے مرکب کیا؟ صرف ایک اللہ قادر مختار قوی قہار وجبار نے۔ پھر اسنے نہ صرف ستاروں کو آسمان کی زیب و زینت بنایا۔ بلکہ وہاں کا انتظام لائق بھی کیا چور شیطانوں کے لیئے شہاب مبین کو کوتوال بنایا تو پھر کیا وہ انبیاء کو بھیجکر انتظام بنی آدم نہ کرتا؟ اور نیز شیاطین کو تو عالم علوی کی طرف رسائی نہیں پھر اگر خدا کا الہام اور جبرئیل امین کی پیغام رسانی نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علوی کی باتیں کیونکر معلوم ہوگئیں؟ سبحان اللہ اس ایک جملہ سے کسقدر باتیں ثابت کردیں +

والارض مددناہا یہ عالم سفلی کے حالات سے **دوسری دلیل** ہے۔ اول زمین کو پھیلانا باوجود کروی ہونے کے اس کا ایسا سطح رکھنا کہ جس پر مخلوق بس سکے اُسی کی صنعت ہے۔ دوم القینا فیہا رواسی مفرد راسی اور اس کی جمع راسیات اسکی جمع یعنی جمع الجمع رواسی ہے۔ رواسی ٹھیرنے اور جمنے والی چیزیں جس سے مراد پہاڑ ہیں۔ یہ مضمون بہت جگہ قرآن میں ہے منجملہ اُن کے وفی الارض رواسی ان تمید بکم اور کبھی ان پہاڑوں کو اوتاد یعنے زمین کی میخیں بھی فرمایا ہے۔ خواہ یوں کہو کہ زمین پیدا کرنے کے بعد جو بارشیں ہوئیں تو بلند قطعات میں اِدھر اُدھر سے مٹی گرکے اونچے نیچے مختلف صورتوں کے ٹیلے جو رہ گئے تھے متحجر ہوکر پہاڑ بن گئے یا یوں کہو کہ بدء الخلقت میں ساتھ ہی خدا نے پہاڑ بھی بنائے مگر ان کا زمین کے لیئے میخ اور بار اور تھماؤ ہونا کلام تشبیہی ہے گویا فرش زمین پر یہ بھاری بھاری پتھر دھرے ہیں کہ ہلنے نہ پاوے۔ اس میں بھی قدرت کاملہ کی بڑی نشانی ہے اور نیز پہاڑوں کے فوائد اور ان کے معادن اور نباتات کے منافع بآواز بلند اپنے خالق یکتا کی توحید و صناعی پر گواہی دے رہے ہیں۔ جن کی طرف وانبتنا فیہا من کل شیٔ موزون میں اشارہ ہے۔ موزون سے مراد اندازہ کی ہوئی چیز یعنی زمین میں یا پہاڑوں میں یہ بے انتہا جڑی بوٹیاں اس کے اندازے علمی سے باہر نہیں۔ یا یہ مراد کہ وہ وزن رکھتی ہیں یعنے بے فائدہ اور عبث نہیں عمدہ اور متناسب چیز کو موزوں کہتے ہیں جیساکہ کلام موزوں وجعلنا لکم فیہا معایش سوم تصرف بندوں کی معاش اور روزی زمین پر پیدا کی بلکہ من لستم لہ برازقین چار پائے اور تمہارے نوکر غلام بال بچے کہ جن کو اپنے زعم میں تم روزی دیتے ہو اُن کی روزی بھی اُسی نے پیدا کی نہ تم نے۔ یا یہ معنی کہ جن چیزوں کے تم روزی رساں نہیں ہو۔ چار پائے تمہارے غلام وغیرہ انکو بھی خدا ہی نے تمہارے لیئے پیدا کیا +

وان من شیٔ یہاں سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عالم وجود میں جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں وہ بقدر حاجت مخلوق ظاہر کرتے ہیں یہ نہیں کہ وہ ہمارے ہاں اسیقدر تھا۔ بلکہ اُس کے خزانے ہمارے پاس ہیں یعنے ہمارے ہاں بے انتہا ہے۔ بارش وغیرہ سب کا یہی حال ہے وارسلنا الریاح لواقح یہ **تیسری دلیل** ہے کہ ابر اٹھانے والی ہواؤں کا چلانا اور مینہ برسانا اور بندوں کو نفع پہنچانا اُسیکا کام ہے وانا لنحن نحیی ونمیت الخ یہ **چوتھی دلیل** ہے کہ باوجودیکہ اپنی بقا میں کوئی کیسی ہی کوشش کرے مگر ہم مارتے ہیں اور ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔ اسمیں کسیکو بھی دخل نہیں اور اگلے جو ہو چکے ہیں اور آیندہ جو ہوں گے وہ سب ہم کو معلوم ہیں اور پھر ہم سب کو جمع کرلیں گے۔ یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔ کیونکہ ہم حکیم اور علیم ہیں۔ اسمیں دار آخرت کا بھی کس عمدگی سے اثبات ہے +

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اور البتہ ہمنے انسان کو خشک مٹی سے خمیر دیکر بنایا اور جان کو اس سے پہلے آگ کے شعلہ سے بنایا تھا۔ اور جب کہ تیرے ربنے فرشتوں سے جن

اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ

کہا کہ میں ایک بشر بنانیوالا ہوں خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے پھر میں جب اُسکو ٹھیک بناچکوں اور اُسمیں اپنی روح پھونک دوں تو تم اُسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ

فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں نہ ہوا خدانے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہوا کہا

لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ

میں ایسا نہیں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں کہ جسکو تونے خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے بنایا۔ خدانے فرمایا یہاں سے دور ہو بیشک تو پھٹکارا گیا ہو اور بیشک تجھپر لعنت ہو

اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ

قیامت تک اُسنے کہا اے رب مجھے مہلت دے اُسدن تک کہ مُردے جی اُٹھیں خدانے فرمایا البتہ تجھے مہلت ہے وقت معلوم کے دن تک اس نے کہا اے رب

بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ

تونے مجھے (انسان کی خاطر) خراب کیا ہے میں بھی اُنہیں زمین پر بہکاؤں اور سب کو گمراہ ہی نہ کر ڈالوں تو سہی مگر اُن میں سے تیرے خالص بندے خدانے فرمایا یہ طاعت کی راہ

عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ

مجھ تک سیدھی پہنچتی ہے میرے بندوں پر تیرا کچھ بس نہیں چلیگا مگر اُسپر جو تیرا تابع ہوگا سرکشوں میں سے اور جہنم سب کا ٹھکانہ ہے جس کے سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝ ع ۱۹

ہر دروازے کے لیے اُن میں سے ایک فرقہ بٹا ہوا ہے۔

ترکیب۔ من حما موضع جر میں صفت ہے صلصال کی باعادۃ الجار۔ والجان منصوب ہے علی شریطۃ التفسیر۔ انی الخ جملہ مقولہ ہے قال کا فاذا شرط ونفخت عطف ہے سویتہ پر۔ فقعوا ف جواب شرط ہیں اور قعوا امر ہے وقع یقع سے تمام جملہ جزا ہیں ہے قال کے۔ الا ابلیس اگر منقطع کہا جاوے تو ابی ان الخ کیا متصل ہوگا اے ولکن۔ اور اگر متصل مانا جاویگا تو جدا کلام ہوگا سائل کا جواب۔ الحما الطین الاسود وقال ابو عبیدۃ الحماء بسکون المیم والتحریک والجمع الحما مثل تمرۃ وتمر والحماء مصدر مثل الہلع والجزع والمسنون قال الفراء ہو المتغیر واصلہ من سننت الحجر علی الحجر اذا احککتہ والخارج منہما یقال لہ السنانۃ۔ وقیل اصلہ من اسن الماء اذا تغیر ومنہ قولہ لم یتسنہ وقولہ من ماء غیر آسن وقال ابو عبیدۃ المسنون المصبوب السن الصب وقال سیبویہ المسنون المصور صلصال طین یابس تصلصل اذا حرک واذا طبخ بالنار فہو الفخار ۱۲ منہ

تفسیر

یہ **پانچویں دلیل** ہے توحید پر۔ پہلی آیات میں عام حیوانات کے پیدا کرنے سے توحید ثابت کی گئی تھی۔ ان آیات میں انسان اور جن کے پیدا کرنے کا ذکر کرکے اپنی توحید ثابت کرتا ہے۔ جب یہ ثابت ہوچکا کہ حوادث کا سلسلہ غیر متناہی نہیں ضرور اس کی ابتدا ہوتی ہے تو اب انسان کا

سلسلہ کہ جس کی پیدائش یکے از دیگرے ہوتی ہے ضرور کسی ایک ایسے شخص سے ہو گا کہ جو ماں باپ سے پیدا نہ ہوا ہو اور چونکہ انسان زمین پر رہتا ہے محسوس ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے ملاقی ہوتا اور جسم کثیف رکھتا ہے اور اسی لیے اِس کو بشر کہتے ہیں (اما تفسیر کونہ بشرًا فالمراد منہ کونہ جسمًا کثیفًا یباشر ویلاقی۔ تفسیر کبیر)

اِس لیے ضرور ہوا کہ اس کا مادّہ غالب خاک ہو ولقد خلقنا الانسان من صلصال۔ مگر خاک سے بغیر خمیر کیے اور گارا بنائے اس کا پُتلا نہیں بن سکتا من حما مسنون۔ لہذا اس سر سلسلہ کو جس کا نام آدم علیہ السلام ہے خاک سے گوندھ کر بنایا اور پھر اُس پُتلے میں روح ڈالی اور فرشتوں سے سجدۂ تعظیمی کرایا۔ اگر غور کیا جاوے تو عاقل بہت جلد اقرار کر سکتا ہے کہ خاک اور پانی کا ازخود جمع ہونا اور اُس میں روح پڑنا ازخود ممکن نہیں ضرور یہ کسی حکیم و علیم کا کام ہے۔ اور صرف آدم ع ہی کو ہم نے قدرت کاملہ سے پیدا نہیں کیا بلکہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم اس سے سیکڑوں ہزاروں برس پیشتر جنات کے سر سلسلہ جان کو آگ سے پیدا کر چکے ہیں ✦

قوم جن [illegible]

جان۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جان سب جنوں کے باپ کا نام ہے اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے اور یہی ٹھیک بھی معلوم ہوتا ہے گو بعض نے جان سے مراد ابلیس لیا ہے۔ جان کے معنی لغت میں ساتر یعنے چھپنے والے کے ہیں کہتے ہیں جن الشیٔ اذا سترہ۔ چونکہ آدم ع کے خلاف اس کا غالب مادّہ آگ کا لطیف شعلہ ہے اسلیے یہ قوم محسوس نہیں ہوتی ہر ایک کو دکھلائی نہیں دیتی اور اسلیے اِس قوم کو جن اور اس کے باپ کو جان کہتے ہیں ✦

خدا تعالی لطیف و خبیر نے اول ملائکہ کو بنایا انکے بعد جن کی قوم کو جنکا مادّہ ملائکہ سے ذرا قریب تر تھا پھر انسان کو جس کا مادّہ کثیف ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ دیگر حیوانات گدھا گھوڑا گائے بھینس وغیرہ کب بنائے۔ آدم ع سے پہلے یا پیچھے۔ لیکن اسمیں تو کوئی بھی شبہہ نہیں کہ ان انواع کا بھی ایک ایک سر سلسلہ ہو جس سے یہ انواع پھیلے ہوں گے۔ اِس آیت سے یہ بات تو صاف صاف معلوم ہو گئی کہ قوم جن انسان کے غیر ہے اور اس سے پہلے بنی ہے اور اسکا مادہ بھی انسان کے مادہ سے غیر ہے پھر جو مسلمان کہلا کر غیر محسوس ہونیکی وجہ سے بہ تقلید فلاسفہ قوم جن کا انکار کرتا ہے اور توجیہ باطل کر کے اِن کو انسانوں کے زمرے میں ملاتا ہے محض جاہل ہے ✦

اِن جنوں کا سر سلسلہ جان نبی تھا یا نہیں قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس قوم میں جو کافر سرکش ہیں جن کا پہلا پیشوا ابلیس ہے ان کو شیاطین کہتے ہیں۔ قوم جن کی کیفیت کسیقدر ہم مقدمۂ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بحث کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر کس جگہ بنائے گئے تھے۔ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں آچکی ہے ✦

ہر چند آدم ع خاک سے بنایا گیا مگر اس میں وہ اسرار حکمت رکھے تھے کہ جن کی نہ فرشتوں کو نہ ابلیس کو خبر تھی اس لیے اسکے پیدا ہونے سے پیشتر ملائکہ کو خبر کر دی اور حکم دے دیا کہ جب وہ بن کے تیار ہو تو سب کے سب اس کے آگے جُھک جانا تعظیم کے لیے۔ فرشتوں نے تو ایسا ہی کیا مگر ابلیس نے اسکے مادۂ خاکی پر لحاظ کر کے اِسکو کمتر اور اپنے تئیں اچھا سمجھا اور تکبر کی راہ سے حکم الٰہی نہ بجالایا اس کی سزا میں نکالا گیا اور بنی آدم کے بہکانے کا بیڑا اُٹھایا۔ اسلیے حشر تک زندہ رہنے کی دعا کی مگر وہاں سے وقت مُعیّن یعنے صور پھونکنے تک کی منظوری ہوئی موت سے چارہ نہ ہوا اور فرمادیا کہ میرے خالص بندوں پر تیرا بس نہ چلیگا اور جو تیرے کہنے میں آئے گا جہنم میں جائے گا جسکے سات دروازے یا طبقے ہیں یعنے جہنم بھی بڑی لمبی چوڑی تیار کر رکھی ہے ✦

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

ضرور پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہیں گے (کہا جائیگا) اِن باغوں میں سلامتی اور امن سے جاکر رہو اور جو کچھ انکے دلوں میں رنجش ہوگی اُسکو بھی دور کردینگے وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی بنے

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ وَ

نہ انکو وہاں کچھ رنج پہنچے گا نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ میرے بندوں کو جتلادو کہ میں بڑا معاف کرنے والا رحم کرنیوالا ہوں اور یہ بھی کہ میرا عذاب بھی سخت ہے اور

نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ

ابراہیم کے مہمانوں کا حال انکو سنادو جبکہ وہ اُن کے پاس آئے اور سلام کیا ابراہیم نے کہا مجھے تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے وہ بولے کچھ خوف نہ کھائیے ہم آپکو مژدہ دیتے ہیں ایک لائق

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنِ ۝ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ

ابراہیم نے کہا کیا مجھے اب بڑھاپے میں مژدہ دیتے ہو سو اب کاہے کا مژدہ دیتے ہو انھوں نے کہا آپکو صحیح مژدہ دیتے ہیں پھر آپ ناامید نہ ہوں ابراہیمؑ نے کہا اپنے رب کی رحمت سے ناامید تو کون

رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

ہوتا ہے بجز گمراہوں کے ابراہیم نے کہا اے خدا کے فرستادو تمہارا کیا قصد ہے؟ انہوں نے کہا ہم ایک نافرمان قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کا کنبہ کہ ہم اُن سب کو

اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

بچالیں گے بجز اُسکی بیوی کے کہ ہمنے ٹھان لیا ہے کہ وہ پیچھے رہجانیوالوں میں سے ہے

ع ۱۶

ترکیب۔ بسلام حال ہے فاعل ادخلوا سے۔ ای سالمین او مسلما علیہم۔ اخوانا حال ہے ہم سے علی سرر بھی حال ہے اور متقابلین بھی علی ان موضع حال میں ہے اے بشرتمونی کبیرا۔ تبشرون کے نون کو مکسور پڑھا ہے نون وقایہ ہے۔

تفسیر۔ توحید ثابت کرتے کرتے اسکے ضمن میں دارِ آخرت کا ذکر آگیا اور وہاں گناہگاروں کے لیے جہنم میں جانا بھی مذکور ہوا تو اسکے بعد نیک لوگوں کا حال اور انجام کا بیان کرنا گویا بیان کو تمام کردینا ہے فرماتا ہے کہ متقین یعنی شرک و کفر سے بچنے والے یا کبائر سے بھی حتی المقدور باز رہنے والوں کو باغ اور اُن میں نہر رواں ملیں گے اور فرشتے اُن سے استقبال کرکے کہیں گے اِن باغوں اور چشموں میں سلامتی اور امن سے داخل ہوجاؤ یا سلام علیکم کہینگے۔ اور بہشتیوں کے دلوں میں باہمی کدورت اور رنج نہوگا دنیاوی رنجشیں دل سے نکالدیجاوینگی بھائی بھائی بنے ہوئے سونیکے تختوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے کسیکو کوئی بیماری وغیرہ کی تکلیف نہوگی نہ وہاں سے نکلیں گے اس لیے فرماتا ہے کہ بندوں کو کہدو کہ میں غفور رحیم ہوں فرمانبرداروں کو جنت دونگا اور میرا عذاب بھی سخت ہے ۔

توحید اور دار آخرۃ کا ذکر کرکے انبیاء سابقین اور انکی قوموں کے عبرتناک واقعات شروع ہوتے ہیں تاکہ ناظرین کو عبرت اور نصیحت ہو۔ یہاں سب سے اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اور اسکے ضمن میں لوط علیہ السلام کی قوم پر ہلاکت آنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کے پاس چند مسافر آئے۔ مہمانی کے طور پر حضرت اُن کے لیے تلا ہوا بچھڑا کھانے کو لائے وہ دراصل فرشتے تھے۔ کھانے سے اُنہوں نے ہاتھ روکا ابراہیم سمجھے کہ یہ دشمن ہیں کیونکہ اُس عہد میں دشمن اپنے دشمن کے گھر کھانا نہیں کھاتا تھا یہی علامت عداوت تھی کہنے لگے مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے فرشتوں نے ابراہیمؑ کی تسلی کی اور حضرت اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور لوطؑ کی قوم کے ہلاک کرنے کا قصہ بیان کیا۔ بحیرہ لوط کے کنارے قوم لوط کی کئی بستیاں تھیں جنھیں اغلام کی عادت تھی۔ فرشتوں نے کہدیا کہ ہم اِس ناپاک قوم کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر لوط نبی اور اُسکے خاندان کو بجز اُنکی بیوی کے کہ وہ قوم میں پیچھے رہجائیگی بچالینگے

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ۙ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا

پھر جب لوط کے گھر فرشتے پہنچے تو کہا کہ تم اجنبی لوگ ہو وہ بولے بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جسمیں یہ شک کرتے ہیں اور ہم تیرے پاس مقرر ہوئی بات لائے ہیں اور ہم

لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ

سچے ہیں پس تو اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے سے لے نکل اور تو اُن کے پیچھے ہو لے اور تم میں سے کوئی بھی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں کا حکم کیا جاوے اور ہم نے لوط کو قطعی طور پر

ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝

یہ بات بتلادی تھی کہ اس قوم کی صبح ہوتے ہوتے جڑ کٹ چکے گی (یہ باتیں ہو رہی تھیں) اور شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔ لوط نے اُنسے کہا یہ میرے مہمان ہیں سو مجھے رسوا نہ کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کرو کہنے لگے کیا تجکو ہمنے دنیا بھر کی حمایت سے منع نہیں کر دیا ہے لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تمھیں کچھ کرنا ہی ہےف (اے محمد) آپکی جان کی قسم گویا وہ اپنے نشے میں

يَعْمَهُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اندھے ہو رہے تھے پھر تو دن نکلتے ہی انکو ہولناک آواز نے آلیا پھر ہمنے اُن بستیوں کو زیر و زبر کر دیا اور اُنپر کنکر کے پتھر برسائے البتہ اس میں عبرت کرنیوالوں کو

لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بڑی نشانیاں ہیں اور وہ بستیاں سیدھے رستے پر واقع ہیں اس میں ایمانداروں کے لیے نشانیاں ہیں

ترکیب۔ اولم ننہک الاستفہام للانکار والواو للعطف علی مقدر ای لم تتقدم الیک لم ننہک عن ان تکلمنا فی شان احد اذا قصدناہ بالفاحشۃ لعمرک العمر بالفتح والضم واحد لکنہم خصوا القسم بالفتح اختیار اللاخف لکثرۃ الاستعمال و اتفق المفسرون انہ قسم بحیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانہا الضمیر لقریۃ لوط وہی سدوم لبسبیل مقیم ای طریق ثابت والباء بمعنی فی ای انہ القریۃ فی سبیل واضح عن المدینۃ الی الشام تریٰ آثار غضب اللہ الی زماننا ہذا ۔ ہٰؤلاء مبتدا بناتی خبر یعمہون حال من ضمیر سکرتہم سے العامل السکرۃ او معنی الاضافۃ مشرقین وقت شروق الشمس حال ہے

تفسیر۔ پھر جب فرشتے لوط کے گھر پہنچے تو لوط نے اُنکو امرد شکلوں میں دیکھکر اور اپنی قوم کی بدعادت پر خیال کر کے اُن کا آنا مکروہ سمجھا چونکہ مہمان تھے گھر لے گئے فرشتوں نے لوط سے بیان کر دیا کہ ہم اس قوم ناپاک کی ہلاکت کے لیے آئے ہیں صبح ہوتے ہوتے یہ غارت ہو چکیں گے تم اپنے خاندان کو لیکر تڑکے سویرے چلدو اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے۔ انکی خبر بستی میں پہنچی پھر کیا تھا بدمعاش شہوت پرستوں نے آکر لوط علیہ السلام کا گھر گھیر لیا اس ارادے سے کہ ان لوگوں سے بدفعلی کریں لوطؑ نے کہا یہ میرے مہمان ہیں انکی بے عزتی میری بے عزتی ہے خدا سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو قوم نے کہا ہمنے تجھے منع کر دیا ہے کہ تو دنیا بھر کی حمایت نہ کیا کر یہ تیرے کون ہیں جو تو انکی حمایت کرتا ہے؟ لوط نے پھر کہا خیر اگر تمھیں یہی مقصود ہے تو میری یہ بیٹیاں موجود ہیں انسے نکاح کر لو۔ خدا تعالی حضرت سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے تھے اور بدمست اور سرشار تھے لوط کی کیا سنتے +

حقیقت میں جس قوم پر ادبار الٰہی نازل ہونیکو ہوتا ہے تب وہ اس بدفعلی میں ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ کسی کی نہیں سنتے۔ آج کل امرائے اسلام کی عجب حالت افسوسناک ہے شرابخواری و عیاشی و کاہلی بدفعلی فضولی میں انتظامِ دنیوی ملک کا بندوبست بیدار مغزی ہر کام میں ہوشیاری تو در کنار ملت و مذہب سے بھی ایسے غافل کہ نہیں معلوم ہوتا کہ انکا مذہب کیا ہے؟ نہ اسلامیوں کی سی صورت نہ سیرت نہ کسی اسلامی فریضے کے پابند اسپر بیدین ملحدوں کی صحبت جو اسلام کی پابندی کو بربادی کا ذریعہ تبلاتے ہیں +

وانہا الخ یعنے وہ گاؤں الٹے ہوئے قریش کو جب کہ ملک شام میں تجارت کے لیے جاتے ہیں تو سیدھے رستہ پر ملتے ہیں ان خرابات کے آثار موجود ہیں پھر کیوں عبرت نہیں کرتے؟

[illegible]

[illegible]

ف قوم کی بیٹیوں کی طرف اشارہ تھا کیونکہ نبی قوم کا باپ ہے انکی بیٹیاں اسکی بیٹیاں ہیں مراد یہ کہ اس کام کے لیے قوم میں لڑکئیں کیا کم ہیں ان سے نکاح کرو ۱۲ منہ

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۙ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا ع

اور ایکہ کے لوگ بھی بدکار تھے تو اُن سے بھی ہم نے انتقام لیا اور وہ دونوں شہر کھلے شارع عام پر واقع ہیں اور البتہ حجر کے لوگوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ باوجودیکہ ہم نے انکو اپنی نشانیاں بھی

فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

دی تھیں پھر بھی وہ اُن سے روگردانی کرتے رہے۔ اور وہ پہاڑوں میں خاطر جمع سے گھر تراشتے تھے پھر انکو صبح ہوتے ہوتے کڑک نے آلیا۔ پھر تو جو کچھ وہ اپنی حفاظت کے لیے کرتے تھے کچھ بھی کام نہ آیا

ربع وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن کے اندر کی چیزوں کو بغیر حکمت کے نہیں بنایا اور قیامت ضرور آنیوالی ہے پس آپ اُنسے خوش خلقی سے درگزر کیجیے بیشک آپ کا رب ہی پیدا کرنیوالا بڑا جاننے والا ہے ہم نے آپ کو

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

سات آیتیں دوہری (الحمد) اور قرآن عظمت والا دیا آپ ان اقسام اقسام کی چیزوں کی طرف جو ہم نے انکو برتنے کے لیے دی ہیں اپنی نظر نہ دوڑائیے اور نہ اُن پر رنج کیجیے اور ایمان داروں کے لیے جھک جائیے

وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا

اور کہدو کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں (ہم نے) اسیطرح نازل کیا جسطرح تقسیم کرنیوالوں پر نازل کیا وہ کہ جنہوں نے قرآن کو متفرق کردیا تمہارے رب کی قسم ہم اُن سب سے پرسش کرینگے کہ وہ کیا کیا

يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

کرتے تھے پھر جس کا آپ کو حکم ہے وہ کھول کر کہدو اور مشرکوں سے کنارہ کرو ہم کافی ہیں آپ کی طرف سے ٹھٹھا کرنیوالوں کو اُن کو جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مقرر کرتے ہیں پس وہ ابھی معلوم کرینگے

ع وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ ع

اور ہم جانتے ہیں کہ آپکا دل گھٹتا ہے ان کی باتوں سے پس آپ تو اپنے رب کی تسبیح کیجیے حمد کے ساتھ اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے

ترکیب الایکۃ جماع الشجر و مجمع الشئی والجمع الایک فی الاصل اسم للشجر الملتف المراد بہا الموضعۃ التی ہی محل اشجار مزوجۃ وقیل اسم قریۃ قال ابو عبیدہ ایکہ ولیکہ مدینتہم کمکۃ وبکۃ واہلہا قوم شعیب کما ان اہل مدین امۃ علیہ السلام والحجر دیار ثمود وقال ابن جریر ہی ارض بین الحجاز والشام + کما انزلنا کاف موضع نصب میں ہے لغت ہی مصدر محذوف کی۔ ای لقد اٰتینٰک سبعًا من المثانی ایتاء کما انزلنا لان اٰتیناک بمعنی انزلنا۔ وقیل ہو وصف لمفعول النذیر اقیم مقامہ ای مثل العذاب الذی انزلنا علیہم عضین اجزاء جمع عضۃ واصلہا عضوۃ۔ بما تؤمر ما مصدریہ ہے تو حذف نہیں اور جو بمعنے الذی ہے تو عائد محذوف۔ والمثانی جمع مثناۃ من التثنیۃ وہی التکریر وقیل جمع مثنیۃ وہی القراۃ بعد قراءۃ قال الزجاج تثنی بما یقرء بعدہا معہا۔ الازواج الاصناف۔

تفسیر وان کان یہ تیسرا قصہ اصحاب الایکہ کا ہے ایکہ درختوں کے بن کو کہتے ہیں یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے جو حوالی مدین میں بستی تھی بعض کہتے ہیں اہل مدین ہی کو اصحاب الایکہ یعنی بن والے کہتے ہیں۔ اس سبب سے کہ انکی بستی کے پاس درختوں کے بہت جھنڈ تھے مدین قلزم کے مشرقی کنارہ کی طرف عرب کے گوشہ مغرب شمال میں آباد تھا وہاں کے لوگ بڑے بدکار تھے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہیں مانتے تھے تب خدا نے اس قوم بد سے انتقام لیا پہلے زلزلہ کی ہیبتناک آواز محسوس ہوئی اور زمین سے مادہ آتشین اور گرم بخارات نکلکر دھواں کی ابر کیطرح نمودار ہوا اسی لیے انکی ہلاکت کے دن کو یوم الظلہ کہتے تھے اس حادثہ میں وہ قوم نیست و نابود ہوگئی۔ یہ قصہ بھی عرب میں مشہور و معروف تھا وانہما یعنی سدوم وغیرہ لوط کی بستیاں جو شام کے جنوبی حصہ میں جبیل مردار پر واقع تھے اور شعیب کی بستی مدین بعض کہتے ہیں انہما سے مراد مدین اور ایکہ ہے جو اسی کے پاس ایک دوسری بستی تھی اسکے لوگ بھی قوم حضرت شعیب میں تھے اور وہ بھی بدکاری میں مدین والوں کے مانند تھے اسی حادثہ میں ساتھ ہی وہ بھی ہلاک ہوئے یعنی یہ دونوں مقام عبرت خیز لبامام مبین کشادہ رستہ پر واقع ہیں آتے جاتے میں قریش مکہ کو وہاں کے آثار باقیہ نظر آتے ہیں عبرت عبرت!! ولقد کذب اصحاب الحجر یہ چوتھا قصہ اصحاب حجر کا ہے یعنی حجر کے رہنے والوں کا حجر اس وادی کو کہتے ہیں جو

ك اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کہ کس پر کس طرح [illegible] نازل کیا اور مقتسمین کون ہیں اور قرآن کو پارہ پارہ کرنیوالے کون ہیں [illegible] بعض کہتے ہیں [illegible]

عرب و شام کے درمیان واقع ہے یعنی قوم ثمود صالح پیغمبر علیہ السلام کی امت۔ یہ قوم بھی بدکار تھی اطمینان سے پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے۔ صالح علیہ السلام نے ناقہ کا معجزہ دکھایا اور نیز بہت سی آیات قدرت موجود ہیں کسی میں غور نہ کیا ہلاک ہوئے۔ اسکی تفصیل سورۂ اعراف میں دیکھو۔ اگرچہ اُنھوں نے صرف ایک نبی صالح کو جھٹلایا مگر صالح وہی باتیں کہتے تھے جو اور انبیاء فرما گئے تھے اسلیئے انہوں نے سب انبیاء کو جھٹلایا۔ وما خلقنا السموٰت الی ہو الخلاق العلیم ان قصوں کو سُن کر مکہ کے مشرک یہ خیال کرتے ہونگے (اور منکر بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں) کہ پہلی قوموں کے لیے خداتعالیٰ نشانیاں دکھلاتا تھا اب کیوں نہیں دکھلاتا اور پھر انکی سرکشی پر ہلاک کردیتا تھا اب ایسا کیوں نہیں کرتا؟ اور اسپر بہت اصرار کرکے پیغمبر علیہ السلام سے تمسخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بس جو کچھ انسان کے لیے سعادت و شقاوت ہے وہ اسی دنیا میں ہے، قیامت کیسی اور دار آخرۃ کیسا؟ اور اگر اچھا یوں ہے تو پھر دنیا میں منکروں کو کیوں پیدا کرتا ہے اور کیوں انکو عیش و آرام دیتا ہے؟ ان چاروں باتوں کا جواب اس آیت کے چاروں جملوں میں کس لطف اور شان کبریائی کے ساتھ دیتا ہے وما خلقنا السموٰت و الارض وما بینہما الا بالحق یہ پہلی بات کا جواب ہے کہ آسمانوں اور زمین اور انکی ہر چیز کو اور اُنکی تغیرات کو دیکھو کہ اُنمیں ہماری کسقدر نشانیاں ہیں ہر چیز کو ہمنے کس اسلوب کے ساتھ بنایا ہے؟ اب غور کرنے والوں کے نزدیک انسے بڑھکر اور کونسے معجزات آسکتے ہیں وان الساعۃ لاٰتیۃ اسمیں دوسری بات کا جواب ہے کہ اب قیامت بہت قریب آلگی ہے وہیں جزا و سزا جلد ہوجاوے گی اور پہلوں کو تمہارے لیے نظیر بنا دیا ہے اب قرب قیامت میں تم کس کے لیے نظیر ہوگے معاملہ قریب آلگا نہ اب وہ عمریں ہیں نہ وہ قوے ہیں اسلیئے تمسے ویسا نہیں کیا جاتا فاصفح الصفح الجمیل میں ایسے نادانوں حمقاء سے اعراض کرنے کا حکم دیا۔ اسمیں تیسری بات کا جواب ہے وہو الخلاق العلیم میں چوتھی بات کا جواب ہے کہ اس میں جو کچھ حکمتیں ہیں اُنکو وہی علیم جانتا ہے۔ ولقد آتیناک الی قولہ النذیر المبین ان جملوں میں اُنکی تیسری بات کا اور بھی رد کرتا ہے کہ وہ اسباب دنیا فانی پر فخر کرکے اے پیغمبر تجھسے کیا تمسخر کرتے ہیں ہمنے تجکو دولت سرمدیہ عطا کی ہے وہ کیا؟ سبعا من المثانی (المثانی مثنیۃ یا ثناء سے مشتق ہے) اسمیں مختلف اقوال ہیں مگر جمہور کے نزدیک سورۂ فاتحہ کی سات آیات مراد ہیں کہ جو نماز میں دوہرائی جاتی ہیں اور جن میں خدا کی ثنا وصفت بھی ہے اور قرآن عظیم بھی عطا کیا جسکے مقابلہ میں اور کوئی دولت ونعمت نہیں اسلیئے لاتمدن انکے اسباب دنیا اور اسکے تجملات کی طرف اے پیغمبر (خطاب گو حضرتؐ کی طرف ہے مگر مراد اہل ایمان ہیں) نظر بھی نہ ڈال اور وہ اس دنیاء فانی پر غرور و تکبر کرتے ہیں تو اس نعمت عظمٰی پر اے پیغمبر ایمانداروں کے لیے جھک جا نرمی اور فروتنی کر (چنانچہ آپ ایسا ہی کرتے تھے) اور کہدے کہ میں کھُلم کھُلا ڈرانیوالا ہوں تمپر بلا آنے والی ہے۔ کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین۔ اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں صاف یہ ہے کہ ہم باقی مخالفین پر اسطرح سے بلا نازل کرینگے کہ جیسے ہم نے ان لوگوں پر کی تھی کہ جنھوں نے قرآن کو بانٹ کر حصّے کیے تھے۔ اسمیں بھی مفسرین کئی طریق سے بیان کرتے ہیں مگر عمدہ یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں سے چند شریر اور سرکش تھے کہ جنھوں نے ایام حج میں مکہ کے رستے بانٹ رکھے تھے ہر ایک کو ایک رستے پر بٹھلا دیا تھا کہ جو لوگ اس راہ سے آئیں اُنکو کہدیجیو ہم میں محمدؐ جادوگر ہے ایسا ویسا ہے اسکی بات نہ ماننا اور انہیں نے تمسخر کی راہ سے قرآن کی سورتوں کے ناموں پر خیال کرکے اسکے حصے کیے تھے کوئی کہتا تھا کہ بقرہ میں لوں گا عنکبوت تجھے دیتا ہوں علی ہذا القیاس یہ لوگ بُری موت مرے اسپر اور لوگوں کو متنبہ کرتا ہے اور پھر حضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان تمسخر کرنیوالوں کو تیری طرف سے ہم کافی ہیں سو وہ کافی ہوا چونکہ مشرکین کی باتوں سے آنحضرت صلعم کو رنج ہوتا تھا اور یہ ایک فطری بات ہے اسلیئے آپ کو تسلی دی کہ آپ کے طرف سے ہم اُنکو کافی ہیں انکا کوئی کید آپ پر غالب نہ آئیگا نہ وہ اس چشمۂ ہدایت کو بند کرسکینگے سو ایسا ہی ہوا بھی اسکے بعد جملہ ہموم و غموم دفع کرنیوالے عمل کیطرف رغبت دلاتا ہے اور تبلیغ رسالت کے بعد اصلی کام بھی وہی ہے جس سے روح کو قوت ہوتی ہے وہ کیا فسبح بحمد ربک الخ کہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کر جب بندہ اُس خالق و مالک کی جملہ اوصاف ذمیمہ سے تنزیہ کرتا ہے اور اسیکو تسبیح بھی کہتے ہیں اور اسکے ساتھ اُسکی بیحد نعمتوں کی شکرگزاری اور اُسکے اوصاف حمیدہ پر خوبیاں زبان سے اپنے دلالت حال سے بیان کرتا ہے تو ایک انجذاب بارگاہ قدس تک پیدا ہوتا ہے پھر بارگاہ قدس میں بندہ کو بجز عبادت الٰہی کے خواہ ذکر ہو یا مراقبہ ہو چارہ ہی نہیں ہوتا اسلیئے اسکے بعد یہی فرمادیا واعبد ربک کہ اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہا کرو مگر جبتک یہ رابطہ دائمی قائم نہیں ہوتا بندہ کی تکمیل نہیں ہوتی اسلیئے اسکو مقید کردیا عارف سالک کو حضور میں پہونچاتا ہے ؎ بر دیقیں پردہ ہائے خیال ٭ نماند سراپردہ الا جلال ٭ یہ تسبیح عبادت کاروبار رسالت کی تکان کیلیے ایک قوت بخش دوا ہے ؎ ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم ٭ ہر گاہ کہ یاد روئے تو کردم جواں شدم ٭

سورۂ نحل مکیہ ہے اسمیں ایکسو اٹھائیس آیات سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلٰۤئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

خدا کا حکم آگیا پس اسکی جلدی نہ کرو وہ پاک اور بری ہے اُنکے شریک ٹھہرانے سے وہ اپنے بندوں میں سے جسکے پاس چاہتا ہو فرشتوں کو وحی دیکر بھیجتا ہے متنبہ کردو کہ

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ

میرے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں پس مجھسے ہی ڈراکرو اسنے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے بنایا ہے پاک ہو اُنکے شریک ٹھیرانے سے۔ آدمی کو اُسنے پانی کی بوند سے پیدا کیا پھر وہ یکایک کُھلم کُھلا جھگڑنے لگے

مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝

اور چارپایوں کو بھی اُسی نے بنایا تمہارے لیے ان میں جڑاول ہے اور فائدہ بھی اور بعض کو انمیں سے تم کھاتے بھی ہو اور تمہارے لیے ان میں زینت بھی ہوتی ہے جبکہ تم ان کو شام کو چراکر واپس لاتے ہو اور جبکہ چرانے لیجاتے ہو

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

اور وہ تمہارے بوجھے بھی اٹھاکر ان شہروں تک لیجاتے ہیں کہ جہاں تک تم بجز جانکاہی کے نہیں پہنچ سکتے بے شک تمہارا رب بڑا شفیق مہروالا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی اُسنے تمہاری سواری

وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور زیبایش کے لیے پیدا کیئے اور بہت سی ایسی چیزیں بناتا ہے جنہیں تم جانتے بھی نہیں اور سیدھا رستہ تو خدا تک پہنچاتا ہو اور بعض ٹیڑھے رستے بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سبکو سیدھا رستہ ہی دکھادیتا

وقف النبی صلعم

ع ۱ -

ترکیب

اتی صیغہ ماضی مگر معنی ہیں مستقبل کے ہے۔ ہٗ ضمیر امر اللہ کی طرف راجع ہے بالروح اے بالوحی موضع نصب میں حال ہوکر ملائکہ سے ای ومعہ الروح من امرہ روح سے حال ہے۔ ان انذروا بمعنی اے لان الوحی یدل علی القول فیفسر بان۔ انہ الخ جملہ محل نصب میں ہے مفعول انذروا ہوکر۔

تفسیر - یہ سورہ بالاتفاق۔ مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ حسن عکرمہ جابر بن عبداللہ ابن عباس ابی قتادہ کا بھی یہی قول ہو اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مشرکین عرب کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کہ وہ دنیا میں بھی عنقریب آنے والا ہے منکرین کہتے تھے کہ ابھی تو نہیں آیا اگر تو سچا ہے تو جلد بھیج ہم بھی تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟ اسلیے اِس سورۃ میں سب سے اول انکی اس دلیری اور جلد بازی کا جواب آیا کہ امر اللہ یعنی عذاب آلہی عالم غیب میں تم پر مقرر ہوچکا اور تمپر آچکا گو ظہور اسکا کسی حکمت و رحمت سے وقت معین پر ہوگا پھر کس لیے جلدی کر رہے ہو۔ فصحاء بلغاء قطعی ہونے والی اور قریب تر ہونے والی بات کو ماضی کے لفظوں سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اچھا دنیا میں یا آخرت میں ہمارے ان افعال پر کوئی بلا بھی آئے تو کیا پروا ہے فلاں بزرگ فلاں فرشتہ فلاں دیوتا کہ جو خدا کے ہاں کارمختار ہے اور اس کے ساتھ قضا و قدر میں شریک ہم اُن کی مورتیں پوجتے ہیں نذر و نیاز کرتے ہیں وہ ہماری بلا کو دفع کردیں گے اس کے جواب میں فرماتا ہے سبحانہ وتعالے عما یشرکون کہ وہ جن کو تم اُس کا شریک بناتے ہو اُن سے بری ہے یعنی اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس کے کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگر ہماری یہ باتیں ناپسند ہیں تو ہم کو خدا فرشتے کے ذریعہ سے کیوں نہیں مطلع کر دیتا۔ اے محمدؐ تجھ میں کیا خصوصیت ہے جو تیرے پاس فرشتہ وحی لاتا ہے۔ اس کا جواب دیتا ہے ینزل الملائکۃ الخ کہ یہ اللہ کے اختیار کی بات ہے جس کو نبوت کے قابل دیکھتا ہے

لہ یعنی اُن کی کھال اور بالوں سے جاڑے کے کپڑے بنائے ہوئے ۱۲ منہ

قرآن کا نور ہونا

اس کے پاس فرشتوں کو وحی دے کر بھیج دیتا ہے کہ لوگوں کو مطلع کر دے کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو مجھی سے ڈرو۔ الملائکۃ جمع کا صیغہ ہے مگر مراد اس سے ایک فرشتہ جبرئیل ہے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور واحدی اس کی تائید کرتے ہیں کہ سردار اور رئیس کو محاورۂ عرب میں بلفظ جمع تعبیر کرتے ہیں قرآن مجید میں اسکے بہت سے نظائر موجود ہیں بالروح روح سے مراد وحی اور قرآن ہے قرآن مجید میں اور کئی موقعوں میں قرآن و وحی پر یہ لفظ بولا گیا ہے ازآنجملہ قولہ تعالیٰ وکذالک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ روح نورانی چیز کو کہتے ہیں جو حیات کا باعث ہو جسم ایک کثیف اور ظلمانی چیز ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب اسمیں روح انسانی ڈالی تو نور کے آثار اس کے حواس خمسہ میں ظاہر ہوئے مگر اس میں بھی کسیقدر تیرگی تھی تو عقل کے ساتھ اسکو منور کیا لیکن عقل بمنزلہ آنکھ کے ہے اور آنکھ جب تک کہ آفتاب یا کوئی اور روشنی نہو ہرگز نہیں دیکھ سکتی تو اس کی ظلمت آفتاب وحی و الہام کے ساتھ دور کی پس قرآن مجید ایک ایسا نور ہے کہ جس سے حیاتِ ابدی قائم ہوتی ہے۔ اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ قرآن اور وحی سے مستفید نہیں وہ نہ صرف اندھیرے میں گرفتار ہیں بلکہ حیاتِ ابدی سے بھی محروم ہیں جب کہ خدا تعالیٰ نے اگلی آیت میں بذریعہ وحی توحید پر بقولہ انہ لاالہ الخ اور تقوٰے پر بقولہ فاتقون مطلع فرمایا تھا جو باعتبارِ تکمیل قوتِ نظریہ و عملیہ کے سعادت دارین کے دو رکن تھے اب خلق السموات والارض الخ میں اپنی خدائی اور یکتائی پر دلائل قائم کرتا ہے اور دلائل بھی وہ کہ جن میں اسکا بندوں پر بے حد انعام و لطف پایا جاتا ہے جن کے سننے سے دانشمند کا دل اپنے مولیٰ منعم حقیقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نیز ان دلائل میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تو تمہارے حال پر اس قدر مہربان ہیں پھر تم شرارت کرتے جاتے ہو اور اسپر اپنی سزا کی جلدی کرتے ہو جو انجام کار مفسدوں کے لیے مقرر ہے۔ چنانچہ بدر کی لڑائی میں ان کا خاتمہ ہوا اور ایک قحط شدید پڑا اور متکبر انواع و اقسام کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر کیڑے پڑ پڑ کر مرے اور اُخروی سزا جہنم کی طرف روانہ کیے گئے) +

ان دلائل کے چند قسم ہیں **اول قسم** آسمانوں اور زمین کا ایک ٹھیک اندازے پر پیدا کرنا بآوازِ بلند اس کی یکتائی پر گواہی دے رہا ہے اور زمین و آسمان کا ہر ہر جزو بآوازِ بلند یہی کہہ رہا ہے تعالیٰ عما یشرکون +

دوسری قسم۔ خلق الانسان من نطفۃ فاذا ہو خصیم مبین۔ آسمان اور زمین کے بعد دیگر اجسام سے اشرف انسان ہے۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے اوّل بدن دوم نفس۔ اب اس کی دونوں جزوں سے استدلال کرتا ہے۔ اول سے یوں کہ انسان کے بدن کی بنیاد نطفہ یعنی منی کے چند قطرے ہیں جو عورت کے رحم میں جانے کے بعد خون بن جاتے ہیں پھر گوشت کا لوتھڑا پھر اعضا نمودار ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ایک مادہ ہے اور ایک جگہ میں ہے پھر اس میں سے کسی کے ہاتھ پاؤں۔ ہڈی بنتی ہے کسی کے سر قلب وغیرہ اعضا۔ پھر وہ اعضا بے ڈول نہیں بلکہ ہر ایک مناسب بالوں کی جگہ بال آنکھ کی جگہ آنکھ۔ اب دیکھو یہ کس کا کام ہے۔ ماں باپ کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ اندر کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ اگر کہو طبیعت یا مادہ کا جیسا کہ بعض کہتے ہیں تو پوچھنا چاہیئے کہ اول تو افعال طبعیہ یکساں ہوتے ہیں۔ اس کا مقتضٰے یہ تھا کہ انسان کی شکل کروی ہوتی۔ آدمی ایک گول مول گیند سا ہوتا۔ جیسا کہ حکما، آسمان اور زمین کی شکل کی نسبت کہتے ہیں اور مان لو کہ طبیعت کا فعل ہے

تو پھر پوچھو کہ یہ طبیعت کسنے پیدا کی اِس کل کو کسنے چلایا۔ آخر وہی حکیم و علیم اگر ٹھیرے گا۔ دوسرے جزو سے استدلال یوں ہے کہ پیدا ہونے کے بعد حضرت انسان مرغی کے بچّے کے برابر بھی ہوشیاری نہیں رکھتے وہ تو انڈے سے نکلتے ہی دوست دشمن کو پہچاننے لگتا ہے بلّی چیل سے بھاگتا ماں کے پیچھے ہولیتا ہے برخلاف انسان کے کہ انھیں کچھ بھی خبر نہیں ہوتی۔ پھر وہ کون ہے کہ جس نے اس کو چالاک اور صاحب ادراک کر دیا کہ صاحب ادراک ہوتے ہی آسمانوں اور زمین کے قلابے ملانے لگے۔ دنیا میں ہزاروں صنعتیں اور بہت سی کلیں تو اس نے ایجاد کی ہی تھیں بارے اب پیغمبروں سے بھی مقابلہ کرنے لگے قیامت اور خدا کے منکر بن گئے۔ فاذا ہو خصیم مبین میں اسیطرف اشارہ ہے

والانعام خلقہا الی قولہ ان ربکم لرءوف رحیم یہ **تیسری قسم** ہے۔ اس میں انعام کے پیدا کرنے سے اور اُن سے انسان کے لیے فوائد حاصل ہونے سے استدلال کرتا ہے۔ الانعام بھیڑ بکری اونٹ گائے کو کہتے ہیں۔ اول تو ان کی پیدایش میں غور کیجئے کہ ہر ایک کو اُس کے مناسب حال پر بنایا۔ اگر اونٹ کی لمبی گردن نہ ہوتی تو بوجھ اُٹھا کر اُس سے اُٹھا نہ جاتا۔ علی ہذا القیاس پھر جو اِنسے انسان کو منافع اور فائدے پہنچتے ہیں ان میں غور کیجئے۔ پہلا ضروری فائدہ تو ان کے بالوں سے وہ کپڑے تیار ہوتے ہیں کہ جن سے سردی دفع ہوتی ہے اونٹ اور بھیڑ بکری کی پشم اس میں بہت مستعمل ہوتی ہے۔ دفٔ گرمی کو کہتے ہیں۔ دوم اور بہت سے فائدے ہیں ومنافع۔ سوم بعض ان میں سے کھائے جاتے ہیں۔ یہ ضروری فائدے ہیں اس کے علاوہ اَور بھی ہیں۔ ولکم فیہا جمال الخ کہ جب وہ شام کو جنگلوں سے چر کر گھروں میں آتے ہیں اور اُن کے مالک ان گلّوں اور ریوڑوں کے انتظار میں گاؤں کے کنارے نکل کر بیٹھتے ہیں تو پھر اس وقت اُن کو جو کچھ رونق اور زینت ہوتی ہے۔ اُنہیں کے دل سے پوچھنی چاہیئے۔ اسی طرح جب صبح کو چرنے جاتے اور غل و شور مچاتے ہیں تو وہ بھی عجب کیفیت ہوتی ہے۔ یہ بھی خدا ہی کا کام ہے کہ ان جانوروں کو تمہارے قابو میں کر دیا۔ ورنہ زور و طاقت میں وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس کے سوائے ان پر بوجھ لاد کر ایسے دور دراز شہروں میں لے جاتے ہو کہ اگر خود اُٹھا کرے جاتے تو حقیقت معلوم ہوتی۔ یہ سب باتیں اُسکی رحمت سے ہیں۔ ان ربکم لرءوف رحیم۔ اسپر بھی عذاب کی جلدی کرتے ہو۔

والخیل والبغال والحمیر الخ یہ **چوتھی قسم** ہے چار پایوں میں سے بالخصوص اُن کے ساتھ استدلال ہے کہ جو بالخصوص سواری کے کام آتے ہیں اور زینت کا بھی باعث ہوتے ہیں۔ ان چند چیزوں کو شمار کر کے اجمالاً ان سواریوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو ہنوز ظہور میں نہیں آئی تھیں یا آیندہ آئینگی جیساکہ ریل گاڑی اور دخانی جہاز یا جن کو عرب جانتے نہ تھے۔ ویخلق مالا تعلمون و علی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر ولو شاء لہدٰکم اجمعین دلائل توحید بیان فرما کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی رحمت خاصّہ سے اللہ کا کام ہے کہ وہ سیدھا رستہ بیان فرمائے چنانچہ اُسنے انبیاء بھیجے اور دلائل بیان فرمائے مگر کچھ رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اگر کوئی کہے اُسنے ایسا کیوں ہونے دیا۔ اس کا جواب دیتا ہے کہ اس کی مشیت یوں ہی ہے اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کرتا مگر نہ کی۔ بعض مُفسّرین وعلی اللہ الخ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ راہ راست کہ جو انبیاء کی معرفت دنیا میں قائم کی گئی اللہ تک پہنچتی ہے۔ یعنی شریعت انبیاء پر چلنے والا اللہ تک یعنی اُسکی رضا تک پہنچتا ہے اور بعض ٹیڑھے رستے ہیں ولو شاء الخ میں قدریہ کا صاف رد ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَ

وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا جسمیں سے تم پیتے ہو اور اسی سے پیڑ لگتے ہیں جن میں تم مواشی چراتے ہو تمہارے لیے اس سے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور

النَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے بھی البتہ اس میں ایک نشانی ہے اس قوم کے لیے جو غور کرتی ہے اور تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کردیا اور آفتاب اور چاند کو بھی

وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ

اور ستارے اسکے حکم کے تابع ہیں البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں عقلمند قوم کے لیے اور جو زمین پر رنگ برنگ کی چیزیں پیدا کی ہیں وہ بھی تمہارے لیے ہیں) البتہ اسمیں اس قوم کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ جاتے ہیں

منہ شراب جملہ اور نیز منہ شجر دونوں جملے ماء کی صفت ہیں وما ذرا (**ترکیب**) محل نصب میں ہے خلق یا انبت محذوف سے مختلفاً حال ہے واصل السوم الابعاد فی المرعی قال الزجاج من السومۃ وہی العلامۃ لانہا تؤثر فی الارض **تفسیر** علامات برعیہا یقال سامت السائمۃ تسوم سوماً رعت فہی سائمۃ ۱۲

عالم سفلی میں حیوان کے بعد اشرف الاجسام نباتات ہیں۔ پس حیوان کے عجائب حالات سے خدا تعالیٰ کا قادر مختار ہونا ثابت کرکے نباتات کے عجائب حالات سے ثابت کرتا ہے۔ چونکہ نباتات کے پیدا ہونے کا سبب مینہ ہے اسلیئے سب سے اول فرماتا ہے کہ ہو الذی الخ یعنے ہی تو آسمان سے یعنے بادل سے پانی اُتارا یعنے برسایا جسکا پہلا فائدہ یہ ہے کہ تم اسکو پیتے اور پیکر جیتے ہو۔ جہاں کنووں اور نہروں کا پانی نہیں ہاں تو اسی پر زندگی ہے اور کنووں نہروں کا پانی بھی برسات نہو تو خشک ہو جاوے۔ دوسرا فائدہ ومنہ شجر الخ یہ کہ اُس سے شجر یعنی گھاس اُگاتا ہے جس سے تمہارے چارپایوں کی زندگی ہے نجم اُس گھاس کو کہتے ہیں جو زمین پر لپٹی ہوئی ہوتی ہے بیل اور شجر وہ جو اُٹھا ہوا ہوتا ہے اور اگر شجر سے درخت بھی مراد لیے جاویں تو درختوں کے پتے بھی اکثر حیوانات کی روزی ہے۔ حیوانات کی روزی بیان فرماکر اب اس پانی سے انسان کی روزی پیدا کرنا ذکر فرماتا ہے اور چونکہ اناج سب سے ضروری چیز ہے جس بغیر سرنا ہی نہیں سب سے اول اسیکا ذکر کرتا ہے ینبت لکم بہ الزرع یہ تیسرا فائدہ ہے والزیتون اسکے بعد بہت کارآمد چیز ہے۔ والنخیل والاعناب پھر کھجور اور انگور میووں میں سب سے اسلیے بڑھکر ہیں کہ صرف انہیں کو کھا کر انسان مہینوں جی سکتا ہے اسکے بعد بیشمار میووں اور پھلوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ومن کل الثمرات۔

اب غور کرو کہ بادلوں میں پانی کا ہونا اور پھر اس سے یہ چیزیں پیدا کرنا پھر انکے پتوں اور پھولوں میں یہ گلکاری کرنا ایک دانہ کو زمین میں ڈالکر اس سے یہ باتیں ظہور میں لانا کیا بغیر کسی قادر مختار حکیم علیم کے ہو سکتا ہے؟ آپ سے آپ یہ چیزیں اس اسلوب سے کہیں ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بڑے حکیم کا کام ہے مگر ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون اس نشانی کو غور و فکر کرنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی کوتاہ فہم ان چیزوں کو ان کے اسباب ظاہری آفتاب و مہتاب و ستاروں کی تاثیروں رات کی گرمی سردی کی طرف منسوب کرے تو اسکو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ اسباب کس کے بس میں ہیں کسنے انکو بھی کام پر لگا رکھا ہے وسخر لکم اللیل الخ اسی قادر مختار نے کیونکہ آفتاب و مہتاب اجسام ہیں ان میں یہ تفاوت اگر جسم من حیث الجسم ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ اس میں سب برابر ہیں۔ پھر آخر اور کوئی ہے جسنے یہ تفاوت کیا اسکو اہل عقل خوب سمجھتے ہیں ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون۔ اچھا اگر انہیں کی تاثیر ہے تو پھر یہ تمام نباتات میں برابر ہونی چاہیئے تھی ایک ہی درخت ہے ایک ہی زمین ہے ایک ہی پانی دیا جاتا ہے مگر پھر ماذرا لکم فی الارض مختلفاً الوانہ۔ رنگ برنگ کے پتے ہیں۔ ان فی الخ۔ مگر اس بات کو بجز اہل عقل کے حمقا کیا سمجھ سکتے ہیں ؟؟

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ

اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے بس میں دریا کر دیا تاکہ تم اسمیں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تاکہ اُس سے زیور (مونگا موتی) نکالو جسکو تم پہنتے ہو اور اے مخاطب تو اسمیں جہاز دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور اسلیے بھی (دریا کو مسخر کیا)

فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ وَعَلَامَاتٍ

کہ تم اُسکے فضل[1] کو تلاش کرو اور اسلیئے بھی کہ تم شکر کرو اور زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈال دیئے تاکہ تمہیں لیکر نہ ڈگمگائے اور تمہارے لیے نہریں اور رستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ[2] اور نشانیاں بھی بنائیں

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ○ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ○

اور ستاروں سے وہ رستہ پاتے ہیں پھر کیا (ان سب کا) بنانیوالا اسکے برابر ہو گیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتا یعنے تمہارے معبودوں کے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو بھی تو شمار نہ کر سکو گے البتہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ترکیب

وتستخرجوا معطوف ہے تاکلوا پر تلبسونہا جملہ حلیۃ کی صفت، وتری کا مفعول ثانی مواخر من المخر بمعنی شق الماء، فیہ مواخر سے متعلق جملہ البحر کے بیان حال کے لیے۔ ولتبتغوا عطف ہے لتاکلوا پر۔ ولعلکم اسپر۔ ان تمید اے مخافۃ ان۔ لحماً طریاً والمراد بہ السمک وانما وصفہ بالطراوۃ اشعاراً بلطافتہ۔ والطراوۃ ضد الیبوسۃ۔ اے غضاً جدیداً یقال طریت کذا اے جددتہ واطریت فلاناً اے بالغت فی مدحہ مدحۃ باحسن ما فیہ۔

تفسیر

اوّل بار ذاتِ الٰہی کا ثبوت اجرام سماویہ سے کیا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ میں انسان کے بدن اور اس کے نفس سے تیسری مرتبہ میں عجائب خلقت حیوانات سے چوتھی مرتبہ میں نباتات کے عجائب حالات سے۔ اب پانچویں مرتبہ میں خدا کا موجود و قادر و یکتا ہونا۔ اُس کی اُس صنعت سے دکھاتا ہے جو عناصر کے ساتھ متعلق ہے۔ سب سے اول پانی کا ذکر کرتا ہے بقولہ ہو الذی سخر البحر۔ بحر سے مراد سمندر ہے جو زمین کے چاروں طرف محیط ہے جس میں سے تقریباً چہارم حصہ کے قریب زمین کھلی ہوئی ہے جسپر یہ حیوانات نباتات انسان رہتے ہیں۔ اب اول تو اس پانی کو دیکھیے کہ کہاں سے آیا اور کس نے اُس کو پیدا کیا؟ پھر اسکو غور کیجیے کہ خدا نے ایسا گہرا پانی کہ جہاں آدمی کا پتا بھی نہ لگے انسان کے لیے کس طرح سے مسخر کر دیا اُسکے قابو میں کیسا کر دیا کہ اول تو اس سے لحم طری یعنے تازہ گوشت نکالکر کھاتے ہیں وہ کیا مچھلی اور عام اقوام کے لیے کچھوے وغیرہ دیگر چیزیں بھی کہ سمندر سے نکالکر کھاتے ہیں کیا قدرت ہے کہ آدمی جو پانی میں دم بھر میں ڈوب مرتا ہے وہ پانی کے جانوروں کو کس طرح سے پکڑتا ہے اور لطف یہ کہ سمندر کا پانی شور اور وہاں کے جانوروں کا گوشت خصوصاً مچھلی کا شور نہیں **دوم** تستخرجوا منہ حلیۃ الخ کس طرح انسان کے ساتھ سیکڑوں گز گہرے پانی سے غوطہ لگا کے (لیکن وہ غوطہ یوں نہیں لگتا اسکی اور تدبیر ہوتی ہے جسکے ذکر کی یہاں گنجایش نہیں) زیور نکالتے ہو یعنی موتی اور اُسکے عمدہ عمدہ سیپ اور مونگا جن کو طرح طرح سے زیور بنا کے پہنتے ہیں پہنتی تو عورتیں ہیں مگر مردوں سے اسلیئے خطاب کیا کہ عورتوں کے پہننے سے مردوں کا دل خوش ہوتا ہے اور نیز بعض مرد بھی پہنتے ہیں **سوم** وتری الفلک الخ کہ بڑی بڑی کشتیاں جو ہوا کے زور سے چلتی ہیں پانی کو چیرتی پھاڑتی کس تیزی کے ساتھ آتی جاتی ہیں ہوا کو بھی انسان کے کیا بس میں کیا ہے۔ عنصر ہوا کا بھی اور نیز آگ کا بھی اسمیں مجملاً ذکر آ گیا کیونکہ دخانی جہاز یا آگبوٹ یا سٹیمر سمندر میں اسطرح ادھر اُدھر دوڑتے پھرتے ہیں کہ جس طرح زمین پر لگام کے اشارہ سے گھوڑا ادھر اُدھر دوڑتا ہے گویا سمندر کو سطح زمین کر دیا لاکھوں من

---

[1] فضل سے مراد اسباب معاش ہیں جو دریائی سفر سے حاصل ہوتے ہیں تجارت ملک گیری اور دیگر اشیاء دریائی جو کارآمد ہیں اور علمی منافع بھی یہ سب اُسکے فضل و کرم سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ بہت سے جہاز ڈوب بھی جاتے ہیں جس کام کے لیئے جاتے ہیں اسمیں ناکامی ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

[2] تمہارے اسباب معاش تمہیں حاصل ہو جاویں اور ان میں تمہیں کامیابی ہو۔ اسطرف بھی اشارہ ہے کہ ان اسباب سے مسبب الاسباب کی طرف ہدایت ہو عارف کو ہر نعمت میں اسکا یدِ ہدایت دکھائی دیا کرتا ہے ۱۲ منہ

اسباب دور دراز ملکوں سے کس سہولت کے ساتھ آتا ہے اور کیسی تجارت ہوتی ہے جو مالداری کا جلد باعث ہو جاتی ہے ولتبتغوا من فضلہ میں یہی مراد ہے[لہ] کیونکہ فضل رب سے روزی اور فراخ دستی کی طرف اشارہ ہے۔

اب اس سے زیادہ کیا تسخیر بحر ہوگی اسی نے یہ تدابیر تم کو تعلیم فرمائیں لعلکم تشکرون تاکہ تم اسکا شکر کرو مگر شکر تو درکنار لوگ اپنی ہی تدبیر اور کاریگری پر نازاں ہوکر خداے تعالیٰ ہی کو بھول گئے۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم الخ (المید الحرکۃ والاضطراب یمیناً وشمالاً یقال ماد یمید میداً یعنے مید کے معنے اِدھر اُدھر ہلنے کے ہیں) اب عنصر خاک یعنی زمین کے حالات سے استدلال کرتا ہے کہ جسپر رہکر یہ بنی آدم غرور کرتے ہیں اور بعض تو سرے سے خدا تعالیٰ کے ہی منکر ہیں اور بعض اسکے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ جمہور مفسرین کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح خالی کشتی اِدہر اُدہر ہلا کرتی ہے اور جب اُس میں کچھ بوجھ پتھر ڈالدیتے ہیں تو اُسکے دباؤ سے نہیں ہلتی۔ یہی حال زمین کا تھا پھر جب خدا نے اِسپر پہاڑوں کا بوجھ ڈال دیا تو ہلنے سے رُک گئی ؎ زمیں از تپِ لرزہ آمد ستوہ + فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ +

مگر اس تفسیر کے ظاہری معنی پر چند اعتراض ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ جسطرح پانی اپنی جگہ پر میل طبعی کی وجہ سے ٹھیرا ہوا ہے تو زمین جو اس سے بھی ثقیل ہے بدرجہ اولیٰ اپنے حیز طبعی پر ٹھیری ہوگی پھر اسکے ہلنے کے کیا معنے۔ کچھ وہ پانی پر کشتی کی طرح نہیں بلکہ پانی اِسپر ہے اس کے اردگرد سمندر لپٹا ہوا ہے دوّم اگر باوجود اس جسامت اور ثقل کے زمین کی طبیعت میں سکون نہ تھا تو پہاڑ بھی تو زمین ہی کے جزو بدن ہیں جیسا کہ آدمی کے بدن پر پھوڑے اور پھنسیاں اُبھر آتی ہیں ایسا ہی پہاڑوں کو سمجھ لو پھر پہاڑوں کی طبیعت میں سکون کہاں سے آگیا؟ اور یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ پہاڑ بعد میں زمین پر رکھے گئے ہیں۔ اس اعتراض کو مخالفین اسلام نے بڑے شد ومد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اسکا جواب بھی مفسرین نے خوب دیا ہے مگر کاتب الحروف کے نزدیک سرے سے اس آیت پر اور نیز اسی قسم کی دیگر آیات پر کوئی اعتراض ہی نہیں پڑتا کیونکہ صاف معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین پر رواسی بوجھے ڈالے یعنی اِسکی طبیعت میں ثقل اور بھاری پن رکھا۔ اور پہاڑ چونکہ اسکے اجزا میں سے سخت اور ثقیل تر اجزا ہیں اسلیئے یہ ثقل اُنکی طرف منسوب کیا گیا اور انکو زمین کی میخیں قرار دیا ہوا کی طرح زمین کو خفیف نہیں بنایا جو ادنیٰ سے سبب سے حرکت کرنے لگتی اسلیئے اسپر سکون مشکل ہے بلکہ زمین میں ثقل پیدا کیا جس سے وہ ہلتی نہیں۔ اس تقدیر پر اگر یہ مسئلہ بھی حکماء حال کا مان لیا جاوے کہ زمین حرکت کرتی ہے تب بھی کچھ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اسکی یہ حرکت اینی یا وضعی جو کچھ ہو وہ نہیں کہ جس سے اس کے رہنے والے ہلنے لگیں اور چلنا پھرنا دشوار ہو جاوے جیسا کہ اسکی کرویت بساط ہونے کے منافی نہیں۔ یہ کیا احسان باری ہے۔

وانہاراً وسبلاً وعلامات یہ تین باتیں اور بیان فرماتا ہے جو اسکی قدرتِ کاملہ کی دلیل اور بندوں کے حق میں احسان عظیم ہے یعنی زمین پر نہریں جاری کیں جنسے آبادی ملک ہے اور رستے بھی پہاڑوں اور دروں میں اُسینے رکھے اور پہاڑوں اور ٹیلوں کی علامتیں کردیں اگر سب زمین یکساں ہوتی تو بڑی مشکل پڑجاتی۔

وبالنجم ہم یہتدون یعنی نہ صرف زمین ہی کی چیزیں اُنکے لیے رستوں کی علامات ہیں بلکہ رات کو لق و دق بیابانوں میں ستاروں کی سیدھ میں قافلے چلتے ہیں

افمن الخ پھر جسنے یہ چیزیں بنائیں کیا وہ تمہارے بتوں کے برابر ہوگیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے۔ ان سب کے بعد فرماتا ہے کہ میری اور بیشمار نعمتیں ہیں جنکو تم شمار نہیں کرسکتے۔ اسپر بھی تم ناشکر اور غیر معبودوں کیطرف مائل ہو جسکی سزا میں یہ نعمتیں چھین لینا بجا تھا مگر اسپر بھی ہم بڑے غفور رحیم ہیں درگزر ہی کرتے ہیں۔

[لہ] اس میں بحری تجارت اور سفر کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

ف زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈالنے پر اعتراض اور اس کا جواب ۱۲

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ یہہ جنکو خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے حالانکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں۔ وہ تو مُردے ہیں بیجان

ع ۱۱ ۸ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ

اور انہیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ کب لوگ زندہ کئے جاوینگے۔ تمہارا معبود تو خدای واحد ہے۔ پھر وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل نہیں مانتے اور وہ سرکش ہیں۔ ضرور

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک اوسکو غرور کرنے والے پسند نہیں اور جب اُنسے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے ربنے کیا نازل کیا تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کے قصے

ع ۳ ۴ ۹ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ ع

تاکہ قیامت کے دن اپنا بھی پورا بار گناہ اٹھاویں اور انکا بھی کہ جنکو نا سمجھی سے گمراہ کر رہے ہیں۔ دیکھو کیا بڑا بوجھا ہے کہ جسے وہ اپنے اوپر لادے چلے جا رہے ہیں۔

ترکیب

لایخلقون خبر ہے والذین کی اموات خبر ثانی غیر احیاء تاکید ہے۔ ایان منصوب ہے یبعثون سے فالذین مبتدا قلوبہم جملہ خبر۔ ان اللہ الخ جملہ لاجرم بمعنی حق و ثبت کا فاعل جملہ ان اللہ الخ ما استفہامیہ مبتدا و ذا موصلہ والعائد محذوف اساطیر الاولین خبر ہے مبتدا محذوف کی لیحملوا ای قالوا ذلک لیحملوا لام العاقبۃ۔ ومن اخفش کے نزدیک زائدہ ہے۔ والاساطیر جمع اسطورۃ کی احادیث جمع احدوثۃ و اضاحیک جمع اضحوکۃ واعاجیب جمع اعجوبۃ بغیر علم حال من الفاعل ای یضلون الناس جاہلین۔

تفسیر

واللہ یعلم الخ اس میں ایک اور فرق الہ الحق اور فرضی معبودوں میں بتلایا ہے کہ اللہ کو ہر ایک ظاہر و باطن بات معلوم ہے تمہارے معبودونکو نہیں۔

والذین یدعون من دون اللہ الخ جمہور مفسرین کے نزدیک انسے مراد انکے بت ہیں کہ جنکو وہ قادر زندہ اور دانا جانکر پرستش کرتے تھے جلالین میں ہے وہم الاصنام تفسیر کبیر میں اس جملہ کی شرح یوں کی ہے فاعلم انہ تعالی وصف ہذہ الاصنام بصفات کثیرۃ الخ پھر انکے بتوں کی قدرت کو یوں باطل کرتا ہے لایخلقون شیئا وہم یخلقون۔ کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیئے جاتے ہیں سنگتراش انکو گھڑ گھڑ کر بناتے ہیں۔ زندگی کا بطلان یوں کرتا ہے اموات غیر احیاء کہ بے جان ہیں حس و حرکت بھی نہیں انکی علم و دانائی کو یوں باطل کرتا ہے وما یشعرون کہ انہیں جو ضروری بات ہے وہ بھی معلوم نہیں کہ انسان مر کر کب زندہ ہونگے۔ پھر جب یہ تینوں باتیں نہیں تو انکی خدائی کیسی اور انکی عبادت لغو اور بے فائدہ ہے اسلیئے فرمایا الٰہکم الٰہ واحد کہ خدا صرف ایک ہی خدا ہے مخالفین ان دلائل توحید سے بند ہو جاتے تھے اور دلمیں بھی سمجھتے تھے مگر قوم کی رسم و عادت سے اُنکی پرستش نہیں چھوڑتے تھے دلمیں توحید نہیں سماتی تھی اور نہ انکا تکبر پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کی اجازت دیتا تھا اس بات کو فالذین سے لیکر لایحب المتکبرین تک بیان فرماتا ہے۔

واذا قیل لہم اب انکی ضد اور تکبر اور عناد کی ایک اور بات بیان فرماتا ہے کہ جب انسے کوئی قرآن کی نسبت سوال کرتا ہے کہ وہ کیسا ہے تو اُسکے الہامی مطالب سے قطع نظر کرکے طعن کی راہ سے اسکے پند آمیز قصوں کو اگلے لوگونکی کہانیاں کہہ دیتے تھے جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لیے۔ لیحملوا الخ ولا تزر وازرۃ وزر اخرےٰ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہاں یہ مراد نہیں کہ دوسرے انکا گناہ اٹھا کر انکو بری کر دینگے بلکہ یہہ کہ ایک تو اپنا ذاتی گناہ اُٹھاوینگے دوم جنکو گمراہ کیا ہے اُنکی گمراہی کا گناہ بھی انہیں کے سر پر رہیگا اور ولا تزر الخ میں یہہ مراد کہ ایک دوسرے کو بری نہ کریگا۔

قد مکر الذین من قبلہم فاتی اللہ بنیانہم من القواعد فخر علیہم السقف من فوقہم واتىہم العذاب من حیث

انسے پہلے لوگون نے بھی مکر کیا تھا۔ پر اللہ نے انکی عمارت کو جڑون سے آلیا پھر اسکی چھت انہیں پر اوپر سے گر پڑی اور اُنپر وہان سے عذاب آپہنچا کہ جدھر کی

لا یشعرون ۝ ثم یوم القیمۃ یخزیہم ویقول این شرکاءی الذین کنتم تشاقون فیہم ط قال الذین اوتوا العلم ان

انکو خبر بھی نتھی پھر قیامت میں بھی انکو خدا رسوا کریگا اور پوچھیگا کہ کہان ہیں میرے وہ شریک کہ جنمین تم جھگڑا کیا کرتے تھے (انکو تو جواب بھی نہ آویگا لیکن علم والے (انبیا) کہہ اٹھینگے کہ

الخزی الیوم والسوء علی الکفرین ۝ الذین تتوفىہم الملئکۃ ظالمی انفسہم ص فالقوا السلم ما کنا نعمل من سوء ط بلی

آج کے دن رسوائی اور خرابی ہی منکرونکی یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکی فرشتون نے ایسی حالت مین روحین نکالی تھین کہ وہ اپنے اوپر ستم کر رہے تھے پھر تو سر جھکا دین گے کہ ہم تو کچھ بھی برائی نکیا کرتے تھے

ان اللہ علیم بما کنتم تعملون ۝ فادخلوا ابواب جہنم خلدین فیہا ط فلبئس مثوی المتکبرین ۝

(فرشتے کہینگے) ہان ہان اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ پھر (حکم ہوگا) کہ دوزخ کے دروازون میں داخل ہو کہ وہان ہمیشہ رہا کرو پھر متکبرون کا بھی کیا ہی برا ٹھکانا ہے

ترکیب

فاتی اللہ اے قصد۔ من فوقہم متعلق ہے خرّ سے ویجوز ان یکون من لابتداء الغایۃ وان یکون حالا اے کائنا من فوقہم یوم القیامۃ ظرف ہے یخزیہم کا الیوم کا عامل الخزی الذین جملہ الکافرین کی صفت ہے ظالمی حال ہے ہم ضمیر تتوفہم سے السلم بمعنی القول جیسا کہ دوسری آیت میں ہے فالقوا الیہم القول ما کنا تفسیر السلم کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ وہ کافر قرآن کو مکر و فریب سے قصّے کہانیان بتلاتے ہین لوگون کو بہکانے کے لیے اب فرماتا ہے کہ کچھ انہین پر منحصر نہین انسے پہلون نے بھی دین حق کے مقابلہ میں بہت کچھ مکر و فریب کیے تھے کہ جنکو خدا نے برباد کر دیا۔ فاتی اللہ الخ بعض مفسرین کہتے ہین آیت کے ظاہری معنے مراد ہین کہ از راہ مکر کے قدیم زمانہ میں کفار نے مقامات بلند بنائے تھے خدا نے انکو جڑ سے گرا دیا چھت انکے اوپر آپڑی دبکر یکایک مر گئے جیسا کہ طوفان نوح کے بعد بابل شہر مین ایک نہایت بلند برج بنایا تھا بعض کہتے ہیں یہہ ایک محاورے کی بات ہے کہ انکے منصوبون کو ڈھا دیا جیسا کہ کسی منصوبے کے پورا نہ ہونیکے موقع پر کہتے ہیں کہ چُنا چُنایا گھر گر پڑا۔ ثم یوم القیامۃ پھر فرماتا ہے کہ کچھ دنیا ہی کی سزا پر منحصر نہین بلکہ قیامت کے دن بھی اللہ انکو رسوا کریگا کہ ان سے پوچھیگا کہ وہ میرے شریک جو تمنے اپنے نزدیک قرار دے رکھے تھے کہان ہیں؟ ادھر طعن و توبیخ کے طور پر اہل علم (مومنین۔ یا انبیاء۔ یا ملائکہ) انہیں کہین گے کہ آج کفار کی رسوائی اور برائی ہے۔

الذین تتوفہم الملائکۃ[لہ] یہ کفار کی رسوائی قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اُس روز انسے خدا پوچھیگا کہ جنکو تمنے دنیا میں میرا شریک بنا رکھا تھا وہ کہان ہین جواب نہ آئے گا سرنگون ہو جائین گے انکی سرزنش کیلئے علماء۔ انبیاء۔ ملائکہ کہین گے کہ یہ بڑے بدنصیب اور قابل سزا ہین مرتے دم تک یعنی اسوقت تک کہ فرشتے جان نکالنے آئے کے اپنی اسی بت پرستی اور بدکاری مین اپنی جانون پر ستم ڈہا رہے تھے اسوقت بھی انکو توبہ نصیب نہ ہوئی اسپر وہ بدبخت سر نیچا کرکے ان اہل علم کے جواب مین کہینگے ہم تو دنیا میں کوئی بھی برا کام نہیں کرتے تھے انکی اس دروغگوئی پر ملائکہ کہین گے کہ تم جھوٹے ہو تمہارے اعمال خدا کو معلوم ہین اسکے بعد انکو فیصلہ سنایا جاویگا کہ چلو جہنم کے دروازون مین گھسو جہان تمکو سدا رہنا ہوگا یعنے عمر قید اسکے بعد خدا فرماتا ہے کہ کیا ہی برا ٹھکانا ان متکبرون کا ہے یعنی بہت بری سزا کے مستوجب ہین۔

[لہ] کہان ہے وہ نیچر مفسر جو فرشتون کا انکار کرتا ہے اور انکو کبھی انسانی قوتین اور کبھی صفات باری اور کبھی نباتات کی قوتین بتلاتا ہے ۱۲ منہ

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ

اور پرہیزگارون سے جو کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ تو کہتے ہیں اچھی چیز جنہون نے نیکی کمائی ہو انکے لیے اس دنیا مین بھی بہتری ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی خوب ہے اور پرہیزگارون کا

دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝

کیا ہی خوب گھر ہے رہنے کے باغ کہ جنمین داخل ہونگے وہان انکے نیچے نہرین بہتی ہونگی وہان انکے لیے جو چاہین گے موجود ہوگا۔ اسی طرح اللہ بدلا دیتا ہے پرہیزگارون کو

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن

انکو کہ جنکی فرشتے ایسی حالت مین روح قبض کرتے ہین کہ وہ آلایش گناہ سے پاک و صاف ہوتے ہیں انسے آکر سلام کرتے اور کہتے ہین کہ جنت میں چلو اپنے عملون کی وجہ سے کہ جنہیں تم کیا کرتے تھے کیا اسی بات کے

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

انکے پاس فرشتے آوین یا تیرے رب کا حکم آجاوے انسے پہلون نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور اللہ نے تو کچھ بھی ان پر ظلم نہین کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانون پر ظلم کیا کرتے تھے۔

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

پھر انکو انکے اعمال بد کے نتیجے ملے۔ اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر آنازل ہوا

ع ۴ ۹ ۱۰

ترکیب ماذا محل نصب میں ہے انزل سے جیسا کہ ماذا کے جواب قالوا خیرا اے انزل خیرا سے معلوم ہوتا ہے۔ جنت عدن مخصوص بالمدح نعم کا یدخلونہا اس سے حال اور ممکن ہے کہ جملہ مستانفہ ہو کہ یدخلونہا اسکی خبر ہو یا محذوف ہو طیبین حال من المفعول و ہو القوی و قیل من الفاعل مقارنۃ او مقدرۃ

تفسیر کافرون کے مقابلہ مین مومنین کا ذکر کرتا ہے وقیل للذین الخ کہ انسے جو قرآن کا حال پوچھا جاتا ہے تو اسکو بہتر اور عمدہ بتلاتے ہیں۔ مکّہ کے مشرکین ایام حج مین بدمعاش لوگون کو مکّے کے رستون پر بٹھلا دیتے تھے اور عرب کے قبیلون مین آنحضرت صلعم کے دین اور قرآن کا ایک حیرت خیز چرچا پھیلا ہوا تھا وہ اپنے ایلچی ان ایام میں اس امر کے دریافت کرنیکو بھیجتے تھے یہہ رستون پر بیٹھنے والے انسے کہدیتے تھے کہ قرآن بہت بُری چیز ہے پھر بعض انہین کج مزاج کے اسکو سچ جانکر اپنی قوم مین بُرائی سے یاد کرتے تھے اور نیک طینت مکّہ مین حضرتؐ کے صحابہ سے ملکر اصل حال سے واقف ہوتے تھے وہ اپنی قوم مین جاکر بھلائی کے ساتھ یاد کرتے تھے اس آیت مین اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔ للذین احسنوا الخ یہانسے نیکی کا نیک بدلہ ملنا بیان فرماتا ہے۔ فی ہذہ الدنیا کو بعض مفسرین احسنوا سے متعلق کرتے ہین تب یہہ معنی ہونگے کہ جنہون نے اس دنیا مین نیکی کمائی ہے انکو دار آخرت مین نیک بدلا ہے۔ اور اکثر حسنہ سے متعلق کرتے ہین اور یہی قوی ہے یعنی نیکون کو اس دنیا مین بھی بھلائی ہے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی کچھ ہے۔ دنیا مین بھلائی ملنا عام ہے نیکنامی ہو یا فراخ دستی خوشحالی ہو یا مخالفون پر فتحیابی ہو۔ یا روح کا نور و سرور ہو۔ پھر دار آخرت کے اجر کا بیان فرماتا ہے کہ جنت ہے اور وہ مین یہہ یہہ نعمتین ہین۔ الذین سے نیکون کی صفت بیان فرماتا ہے کہ فرشتے جو انکی جان قبض کرنے آتے ہین تو اسوقت وہ طیب ہوتے ہیں (یہہ بھی بڑا وسیع المعنی لفظ ہے شامل ہر گناہون کے میل کچیل سے پاک صاف ہونیکو اور نیز علائق دنیا دل سے دور ہونیکو اور اصلی گھر مین جانیکی خوشی کو اور شوق دیدار الٰہی کو) فرشتے انسے سلام علیکم کہتے ہیں اور جنت کا مژدہ دیتے ہین۔ ہل ینظرون سے یہ بات بتلاتا ہے کہ منکر بجز موت کے فرشتون کے دیکھنے کے یا عذاب الٰہی دیکھنے کے نہین مانینگے برخلاف ایماندارون کے کہ وہ پہلے ہی سے ایمان رکھتے ہین سو یہ کچھ نئی بات نہیں پہلے بھی ایسا ہی کرتے تھے جو بلا مین پڑے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ

اور مشرکین کہتے ہین کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ تو ہم اس کے سوا اور کسیکی عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ بغیر اسکے حکم کے ہم کوئی چیز حرام قرار دیتے ان سے

[illegible]

سلہ جبکہ وہ بھی متقی ہوسکتے ہین کہ وہ اسوقت خدا کے پاس جانے کے لیے خوش ہوتے ہیں اور دار البقا کا شوق ان پر غالب ہوتا ہے دنیا سے جانا قید خانہ سے رہائی سمجھتے ہین اور جب طیبین کو ملائکہ سے حال بتایا جاویگا تو وہ بھی خوش ہونگے کہ ملائکہ ہو نہایت خوش اخلاقی سے مومن بنکر سلام کہتے اور دار الخلد کا مژدہ دیتے ہین اسوقت مومن نیکوکار کی ایسی فرحت ہوتی ہے کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا برخلاف ان کے جو دنیا اور اس کے لذات اور شہوات کی آلایش مین ڈوبے ہوتے ہین اور برے اعمال کے برے نتائج دیکھ رہے ہین اور دنیا کی محبت اور لذات و شہوات کی بھاری [illegible] یاد [illegible] ہوتا ہے اور جنت کی [illegible] [illegible] ہوتا ہے اسی طرح دوزخ [illegible] جہان [illegible]

فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا پھر رسولوں پر اس کے سوا اور کیا تھا کہ صاف صاف حکم پہنچا دین اور ہم ہر قوم میں ایک نہ ایک رسول اسی بات کے لیے بھیجتے رہے ہین کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَی اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ط فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ○

پھر ان میں سے کسیکو تو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی سوار ہو گئی پھر ملک میں پھر کر تو دیکھو کہ جھٹلانے والون کا کیا انجام ہوا۔

ترکیب نحن تاکید لضمیر عبدنا من دونہ من شیٔ من الاولی والثانیۃ زائدتان الطاغوت من الطغیان یذکر ویونث ویقع علی الواحد والجمع والمراد بہ کل معبود دون اللہ کالشیطان والصنم وکل من دعا الی الضلال۔

تفسیر نبی علیہ السلام جب کفار کو انکی بری باتون سے منع کرتے اور عذاب الہی سے ڈراتے تھے تو وہ یہہ بھی جواب دیا کرتے تھے کہ ہمارا یہہ شرک کرنا بت پوجنا اور اسی طرح بتون کے نام کی چیزون کو تعظیماً حرام سمجھنا جیسا کہ بحیرہ اور سائبہ ہے کچھ آج سے نہین بلکہ باپ دادا کے زمانۂ دراز سے چلا آتا ہے اگر یہہ امر خدا کو منظور نہ ہوتا تو ہمیں انہیں کرنے دیتا نہ ہمین خود کرنے دیتا کیونکہ بندہ اُسکے بس مین ہے اب اسکو ای رسول تمہاری معرفت منع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ كذلك فعل الذين چونکہ یہہ جبر وقدر کا نازک مسئلہ اس قابل نہ تھا کہ جسکو وہ سمجھتے کہ فی الجملہ بندہ کو بھی اختیار دیا گیا ہے اور نیز انکی یہہ حجت معاندانہ تھی جس سے انکار نبوت مقصود تھا اسلیئے فرمایا کہ انسے پہلے جہلا بھی یون ہی حجت کرتے آئے ہیں انبیاء کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے انکا کام صرف سمجھا دینے کا ہے اور ہر قوم مین رسول آکر بت پرستی سے منع کرتے آئے ہین اور توحید کا حکم دیتے آئے ہین جس طرح آج تم میں سے جو ازلی نیک ہیں رسول کے مطیع اور بدبخت ازلی رسول کے نافرمان ہین وہ بھی ایسے ہی تھے پھر تمنے یہہ کہان سے ثابت کرلیا کہ خدا ہمارے اس کام سے خوش ہے اگر ہمیشہ سے اللہ کی عادت یون جاری نہ ہوتی کہ وہ انبیاء بھیجکر بری باتون سے منع نہ کرتا تو اسکا سکوت رضامندی پر محمول کرتے۔ حاصل یہہ کہ ہمیشہ سے ہر جگہ رسول بری باتون سے منع کرتے آئے ہین انکا کام حکم پہنچا دینا تھا پہنچا دیا لیکن گمراہون نے نہ مانا سو تم بھی انکی پیروی کر رہے ہو خدا تمہارے اس کام سے خوش نہین اب تم زمین پر پھر کر دیکھ لو کہ رسولون کے جھٹلانے والون کا کیا انجام ہوا؟ کسی پر کچھ مصیبت آئی کسی پر کچھ گاؤن اور شہر اجڑے پڑے ہیں انکے آثار اور بقیہ علامات انکے حال زار پر اشک حسرت بہا رہے ہین۔ یہہ دلیل ہے اس بات کی کہ پہلون کی بری باتین بھی قابل سزا نہین۔

اسمین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ کچھ پہلون ہی پر وبال الہی کا آنا منحصر نہین گو اللہ تعالی غصہ کا دھیما اور بہت فروگزاشت کرنیوالا ہے جھٹ پٹ انسان کو دنیا میں اس کے برے کام پر سزا نہین دیتا مگر جب کسی قوم کی شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے تو انتقام الہی کا وقت بھی آجاتا ہے اور مختلف طور پر دنیا مین عذاب اُترتا ہے کسیکو دشمن کی تیغ بیدریغ کا لقمہ کرتا ہے کسیکو افلاس و نفاق کی بلا سے ہلاک کرتا ہے کسی قوم کو ہیضہ سے کسی کو زلزلہ سے کسی کو پہاڑون کے آتش فشان مادے سے کسی کو قحط شدید سے ہلاک کرتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ○ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ط

اگر آپ انکی ہدایت کی حرص کرتے ہین تو کیا اس لیئے کہ اللہ جسکو گمراہی پر رکھنا چاہتا ہے اسکو ہدایت نہیں کرتا اور نہ انکی کوئی مدد کر سکتا ہے اور منکر اللہ کی سخت سخت قسمین کھا کر کہتے ہین کہ اللہ مردونکو

بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ ○

ہاں ہاں اسکا پکا وعدہ ہے۔ لیکن بہت سے لوگ جانتے نہین۔ (وہ ضرور زندہ کریگا) تاکہ جو اسمین اختلاف کر رہے ہین انکو معلوم کر دے اور اس لئے بھی کہ کافرون کو معلوم ہو جاوے کہ وہ جھوٹے تھے

ع ۵/۶ نصف ۱۱

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○

ہم جس چیز کے کرنیکا ارادہ کرتے ہین تو اس کے لیئے ہمارا اتنا کہنا ہی بس ہے کہ ہم کہتے ہیں ہو جا پھر وہ ہو ہی جاتی ہے۔

ترکیب ان تحرص شرط۔ لا تقدر جواب محذوف فان اللہ اسکی جگہہ قائم ہے۔ من یضل مفعول ہے لا یہدی کا۔ لیبین یبعث مقدر سے متعلق قولنا مبتدا۔ لشئ موصوف اردناہ صفت قولنا سے متعلق ان نقول خبر۔ جہد ایمانہم الجہد بالفتح الجیم المشقۃ وبضمہا الطاقۃ ونصبہ علے المصدریۃ والمعنی حلفوا جاہدین غایۃ اجتہادہم وذلک انہم کانوا یقسمون بآبائہم والہتہم فاذا کان الامر عظیما اقسموا باللہ تعالے وعدا مصدر موکد لما دل علیہ بلی

تفسیر: پچھلی آیتون میں ظالموں اور نبی کے منکرون کا انجام کار بیان فرمایا تھا اب آنحضرت صلعم کو تسلی دیجاتی ہے کہ آپکی ہدایت و تلقین میں کوئی قصور نہیں لیکن جسطرح پہلے زمانہ مین ازلی گمراہ ہدایت پر نہ آئے یہانتک کہ ہلاک ہوگئے آپ کی قوم کے ازلی گمراہون کا بھی یہی حال ہے یہ سب انبیار کے ساتھ ہوتا آیا ہے اب آپ تبلیغ کرچکے انکی ہدایت پر حرص نہ کرین فائدہ مند نہوگا کیونکہ یہہ ازلی گمراہ ہین انکو کون ہدایت دے سکتا ہے۔ واقسموا باللہ جہد ایمانہم یہہ انکی ضلالت ازلی کی ایک بڑی بھاری بات تھی کہ جسکا ذکر کرنا یہاں مناسب تھا وہ یہ کہ انکو قیامت کا سخت انکار تھا وہ قسمین کھا کھا کر کہتے تھے کہ مرکر کوئی زندہ نہ ہوگا اس خیال کو انکی اس کوتاہ فہمی نے اور بھی قوی کر رکھا تھا کہ جب آدمی مرگیا اور اس کے اجزار بدن ریزے ریزے ہوکر خاک مین اسطرح مل گئے کہ جنکا بہم کرنا انکے خیال مین محال در محال تھا تو پھر انکا جمع کرنا اور روح ڈالنا ناممکن تھا اور جب انسان کو یہہ خیال پیدا ہوجاوے کہ مرکر نیست ہوجاتا ہے تو پھر نیکی اور بدی کی اسکو کچھ بھی پروا نہیں رہتی دنیا ہی کی کامیابی اور ناکامی کو یہہ نجات اور عذاب سمجھنے لگتا ہے جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہین۔ بلیٰ وعداً علیہ حقاً سے انکے اس خیال باطل کو ایک دلیل نقلی اور ایک عقلی سے رد کرتا ہے اور نقلی دلیل چونکہ جلدی ساکت کردیتی ہے اسلیئے اسکو بلیٰ وعداً سے لیکر انہم کانوا کاذبین تک تمام کیا عرب کے مشرکین انبیار سابقین کے حقیقی یا ادعاے پیروون سے یہ سنتے آئے تھے کہ خدا نے پہلی کتابون مین پہلے انبیا کی معرفت مرنیکے بعد زندہ کرنیکا وعدہ کرلیا ہے تاکہ وہان انسان کے نیک و بد کام کی کامل سزا و جزا ملے لیبین و لیعلم میں اسیطرف اشارہ ہے پس خدا اپنے وعدہ کو ضرور پورا کریگا خدا کا وعدہ جھوٹا نہین ہوسکتا۔ انما قولنا الخ یہہ دلیل عقلی ہے کہ ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ اس عالم گونا گون کو قادر مختار نے بنایا ہے اور نیز وہ کسی بات مین عاجز نہین جب کسی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کن کہتا ہے یعنی ہو سو وہ اسیوقت ہو جاتی ہے اسکے اسباب بھی معاً بہم ہو جاتے ہین پھر انسان کا بار دگر زندہ کرنا اور موجود کرنا اسکے نزدیک کیا محال ہے؟ وہ قادر مطلق ہے جسنے انسان کو قطرہ منی سے بنایا وہ اسکو بار دگر بھی بنا سکتا ہے۔

وقفہ لا ۱۲

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ م لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○ الَّذِينَ

اور جنہون نے کہ اللہ کے لیئے گھر چھوڑ دیئے ظلم اٹھانے کے بعد البتہ ہم انکو دنیا میں بھی اچھی جگہہ دین گے اور آخرت کا بدلا تو بہت ہی بڑا ہے کاش انہیں معلوم ہوجاتا انکو کہ جنہون نے

صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○

صبر کیا اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کئے رہے۔ اور ہمنے آپ سے پہلے بھی تو انسان ہی بھیجے تھے جنکی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ پھر اگر تمہیں معلوم نہو تو یاد رکھنے والون سے پوچھ دیکھو

ذ

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ط وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ○

انکو ہمنے معجزے اور کتابین دیکر بھیجا تھا اور آپ کے پاس بھی ہمنے قرآن بھیجا تاکہ جو کچھ لوگون کے لیے حکم بھیجا گیا ہے آپ انکو بیان کرین اور تاکہ وہ خود بھی سوچین

ترکیب والذین الخ مبتدا۔ لنبوئنہم خبر حسنۃ لنبوئنہم کا مفعول ثانی کیونکہ لنبوئنہم بمعنی لنعطینہم ہے۔ اور ممکن ہے کہ بمعنی لننزلنہم ہو فالتقدیر لننزلنہم

فی الدنیا دار احسنة۔ الذین صبروا موضع رفع مین ہے علی اضمار ہم۔ بالبینات متعلق ہے ارسلنا محذوف سے۔

تفسیر۔ پہلی آیتون مین تھا کہ کفار قسم کھا کر قیامت کا انکار کرتے ہین پھر جب دار جزا سے انکو اسقدر انکار تھا تو ایسی حالت مین کہ مین نہین کا غلبہ و زور تھا دیندار مسلمانون پر کیا کچھ ظلم و ستم نہ کرتے ہونگے چنانچہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہہ آیت چھ صحابہ کے بارہ مین نازل ہوئی جو قریش مکہ کے غلام تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے انپر بڑا ظلم و ستم ہوتا تھا منجملہ انکے صہیبؓ بلال و عمار ہین الخ) اسلیئے والذین ہاجروا سے لیکر و علی ربہم یتوکلون تک ایماندارون کو صبر برداشت اور توکل کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور دنیا اور آخرت مین اسکے اجر کا وعدہ فرماتا ہے۔ والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا یعنی اول کفار کی ایذائین سہنا انکی مار پیٹ سب و شتم پر برداشت کرنا پھر لاچار ہو کر اللہ کے لئے وطن چھوڑ دینا جبکہ وہان رہنا مشکل ہو جاوے جیسا کہ ابتدا اسلام مین ہوتا تھا ایسے لوگون کے لیئے دو وعدے کرتا ہے اوّل لنبوئنہم الخ یہہ کہ ہم دنیا مین بھی حیران و سرگردان نہین رہنے دینگے بلکہ انکو اچھے طور سے جگہہ دینگے جیسا کہ صحابہ کو مدینہ مین عمدہ جگہہ دی (حسن شعبی۔ قتادہ) دوم ولاجر الاخرة اکبر یعنی دار آخرت مین اُنکے لیئے بڑا اجر ہے وہ کیا سرور جاودانی اور حیات ابدی کی بادشاہت ان دونون صفتون کے مقابلہ مین وہ انعام کا وعدہ ہوا۔ پھر ان دونو وصفون کی عام طور پر تشریح فرماتا ہے الذین صبروا یعنے مخالفون کی ایذائین سہارنا اور حق پر ثابت قدم رہنا و علی ربہم یتوکلون یعنی خدا پر توکل کرنا جو اپنے رب سے بہتری کی امید پر ہجرت کرنیکی ترغیب دلاتا ہے۔ صبر تو ظلموا سے متعلق ہے اور توکل ہاجروا سے اسمین یہ بھی اشارہ ہے کہ کچھ کفار کے ستم اٹھا کر ہجرت کرنے ہی پر یہہ وعدہ آلہی منحصر نہین بلکہ صبر و توکل پر جہان کہین ہو اور کسی بات مین ہو خواہ گناہون کے ترک کرنے پر اور نفس ظالم کے صدمات اٹھا کر اسکو اسکی بُری خواہشون سے روکنے پر یا دین آلہی مین کوئی محنت و مشقت کا کام اختیار کرنے پر اسلام کی ترویج و افشا پر خواہ کفر و بُت پرستی چھوڑ کر خدا کی طرف آنیمین۔ گویا یہہ آیت جسطرح اسکی راہ مین صبر و توکل کرنیوالون کے لئے انعام آلہی کا پروانہ ہے اسی طرح اس بات کے لیئے بھی اعلان ہے کہ خدا تعالی سے رابطہ کرنا کوئی ہنسی کھیل نہین اس رستہ مین بڑا مستحکم ہو کر مصائب پر صبر کرنا چاہیئے و ما ارسلنا من قبلک الخ ان آیتون مین پھر اسی بات کی طرف رجوع ہے کہ جسکی وجہ سے مشرکین عرب مسلمانون اور نبی علیہ السلام کو تکلیفین دیتے تھے جنپر صبر اور برداشت اور توکل کا انکو پچھلی آیت مین حکم دیا گیا تھا اور وہ بات یہہ تھی کہ عرب کے لوگ حضرت صلعم کا وعظ سنکر کہ جنمین ظلم اور ناپاک اور مکروہ افعال کی مذمت اور بُت پرستی کی قباحت اور مکارم اخلاق کی تاکید تھی یہہ کہتے تھے کہ اگر خدا کو ہمین سمجھانا ہی مقصود تھا تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتہ کیون نہین بھیجدیا؟ چنانچہ یہہ شُبہ انکا مع الجواب قرآن مجید مین اور مقامات پر بھی ذکر ہوا ہے۔ اب اس شبہ کا اس آیت مین یون جواب دیتا ہے کہ چند در چند اسرار و مصالح کی وجہ سے ہمیشہ انسان ہی رسول ہوتے آئے ہین اور وہی خدا کے صحیفے اور معجزات لائے ہین اگر تمہین یہ بات معلوم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ دیکھو۔ اور اسی لیئے ہمنے اے محمدؐ آپ پر بھی ذکر یعنے قرآن نازل کیا تاکہ لوگونکو آپ احکام آلہی بتا دین اور آیات قدرت سے نصیحت حاصل کرنا سکھا دین اور تاکہ وہ خود بھی فکر و غور کرین۔

فوائد

(۱) فسئلوا اہل الذکر مین علما کے کئی قول ہین ابن عباسؓ کہتے ہین اہل تورات یعنی یہود مراد ہین۔ زجاج کہتے ہین عموماً اہل کتاب مراد ہین کیونکہ وہ سب جانتے ہین کہ پہلے انبیاء بھی انسان تھے۔ اور عرب کے مشرک اہل کتاب کو اہل الذکر یعنی اہل علم سمجھتے تھے اسلیئے انسے دریافت کرنیکا مشرکین کو حکم دیا بعض کہتے ہین عموماً اہل علم مراد ہین۔

(۲) اس آیت سے یہہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اسوقت تورات یا انجیل اہل کتاب کے پاس بلاتحریف موجود تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔

(۳) بالبینات والزبر ارسلنا کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ آیت کا سیاق اور سباق چاہتا ہے نہ کہ فاسئلوا سے۔

(۴) اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی بات خصوصاً شرعی مسئلہ از خود معلوم نہو تو جو اسکو جانتا ہو اُس سے دریافت کر لینا چاہیئے۔ یہہ بات بھی مان لینی چاہیئے کہ دریافت کرنے مین کسی کی خصوصیت نہین کہ کس سے دریافت کرے کوئی اہل علم ہو خواہ روایات احادیث و اقوال علماء سلف صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ماہر ہو اور ان سے جواب دے خواہ قرآن و احادیث سے استنباط کر کے اصول فقہ مین علماء نے اس بات کو طے کر دیا ہے کہ اول قرآن سے پھر احادیث سے پھر اجماع سے حجت پکڑی جاتی ہے اور پھر جب کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ قرآن مین ملے نہ احادیث مین نہ اجماع سے ثابت ہو تو پھر وہان استنباط کی ضرورت ہی اور استنباط خود پیغمبر علیہ السلام نے بھی کیا ہے اور صحابہؓ نے بھی اسلیئے دین مین استنباط بھی ایک مستند چیز مانی گئی اور ضرور مانی چاہیئے کیونکہ بغیر اسکے قرآن مجید تفصیلاً لکل شئ نہین ہو سکتا ہان یہہ بات ضرور ہے کہ استنباط کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور اسکے شروط بھی ہیں اور استنباط کو فقہاء قیاس بھی کہتے ہین پس جو استنباط نہ کر سکتا ہو اسکو اُس مسئلہ مین جو اسکو کتاب و سنّت و اجماع مین نہ ملے تو مستنبط یعنی مجتہد سے پوچھ کر اسپر عمل کرنا چاہیئے اور اسی کو تقلید شرعی کہتے ہین جسکی ضرورت سمجھی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب و عندہ ام الکتاب۔

النصف

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

پھر کیا جو لوگ بڑی بڑی تدبیرین کیا کرتے ہیں انکو اس بات کا بھی کچھ خوف نہیں رہا کہ خدا انکو زمین میں دھسا دے یا انپر اس طرف سے عذاب آجاوے کہ جدھر کی انھیں خبر بھی نہو یا خدا انھیں چلتے پھرتے پکڑ لے

فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ

پھر وہ اسکو ہرا بھی نہ سکین یا انکو خوفناک حالت مین آپکڑے اسمیں شک نہیں کہ تمہارا رب ہی نہایت شفیق رحم کرنے والا ہے۔ کیا وہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیز ونکو نہین دیکھتے کہ

ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ

انکے سائے کبھی دائین طرف کبھی بائین طرف جھکے جا رہے ہین نہایت عجز کے ساتھ خدا کو سجدہ کر رہے ہین اور جو کچھ آسمانون اور زمین میں ہے اور زمین پر سب چلنے والے

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

ع ۱۲

وہ سب کے سب انکساری کے ساتھ اللہ ہی کو سجدہ کر رہے ہیں اپنے بالادست رب سے ڈر ڈر کر اور جو کچھ انکو حکم ہے اسکو بجا لاتے ہین

ترکیب

السیئات صفت ہے المکرات مفعول محذوف کی اے مکروا المکرات السیئات ان یخسف الخ جملہ مفعول امن او یأتیہم معطوف ہی یخسف پر اسی طرح یاخذ اور یاخذ ثانی علیٰ تخوف موضع حال مین ہے فاعل یا مفعول سے جو یاخذہم مین ہے۔ یتفیؤ تمیل ظلال جمع ظل۔ یا تو واحد کو موضع جمع میں استعمال کیا ہے یا ہر روز کے سایہ کے لحاظ سے یا وقتاً فوقتاً پھیلنے کے لحاظ سے ایک سایہ کو متعدد سایون کے ساتھ تعبیر کیا یعنی لفظ جمع ظلال استعمال کیا گیا عن واسطے مجاوزۃ کے یتجاوز الظلال الیمین الی الشمال۔ شمائل جمع۔ سجداً حال ہے ظلال سے وہم داخرون بھی انہین سے حال ہے انکو ذی عقل قرار دیکر۔

تفسیر اب اُن سرکشون کو (کہ جو بڑے مکر و فریب کرتے تھے یعنی مخفی طور پر اسلام کے مٹانے کی تدبیرین کیا کرتے تھے) اپنے قہر و جبروت سے دھمکاتا ہے کہ کیا انکو ان چار باتون سے بھی ڈر نہین اور کیون اطمینان اور امن ہو گیا؟ (۱) ان یخسف اللہ بہم الارض کہ اللہ انکو زمین مین دھسا دیوے یہہ پہلی بھی اور پچھلی صدیون مین کیا بلکہ حال مین بھی زلزلہ آکر زمین پھٹ گئی اور بڑے بڑے جبار و شہوت پرست مع مکانات زمین میں سما گئے قارون بھی سما گیا تھا۔

سه الحوز الصادر والزوال قال الازہری تفیؤ الظلال رجوعہا بعد انتصاف النہار فالتفیؤ لا یکون الا بالعشی والظل ما نسخته الشمس والقمر والذی یکون بالغداۃ فہو الظل والمراد ہہنا مطلق الظل قال صاحب السمین التفیؤ من فاء یفیء اذا رجع ثم ذا الرجع تعدیۃ عدی بالہمزۃ کقولہ ما افاء اللہ علی رسولہ او بالتضعیف نحو فیأہ اللہ الظل ۱۲ منہ

(۲) اویاتیہم العذاب من حیث لایشعرون کہ پھر ایسے طور یا ایسی جگہہ سے عذاب آوے کہ جسکی انہیں خبر بھی نہو آسمان سے دفعۃً اولے کیا بلکہ بڑی بڑی سلین سنے لگین چنانچہ ابھی کئی سال کا عرصہ گذرا کہ مرادآباد اور اُسکے نواح مین بڑے بڑے اولے کیا آسمانی گولے برسے کہ جس سے صدہا آدمی اور جانور ہلاک ہو گئے اور سیکڑون درخت گر پڑے خاص دہلی میں میرے ایک دوست نے جو ایک اولا تولا تو آدھ سیر کا تھا اور پہلی امتون میں بھی اولے مائیت سے مستحیل ہو کر حجریت میں آگئے تھے اور بڑے بھاری پتھر بنکر برسے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی بستیون پر واقعہ گزرا یا پانی سے دفعۃً رو آکر غارت کردے چنانچہ دو تین سال کا عرصہ گزرا کہ آدھی رات کے قریب جبکہ لوگ خواب راحت مین تھے شہر پٹیالہ مین ایسی رو آئی کہ مکانون اور بازارون مین گزون پانی تھا جس سے صدہا آدمی ڈوب مرے صدہا مکانات گر گئے یا ایسی تند ہوا آجاوے جو بربادی کا باعث ہو۔ الغرض خدا کی صدہا بلائین ہین جو دفعۃً آجاتی ہین جنمیں بادشاہ سے لیکر رعیت تک کسیکا کچھ زور نہین چلتا (۳) اویاخذہم فی تقلبہم فماہم بمعجزین اسکی کئی طور پر تفسیر ہوسکتی ہے اول یہہ کہ انکو سفر میں مبتلاے بلا کر کے ہلاک کرے کیونکہ جو وطن مین ہلاک ہوسکتا ہے وہ سفر مین بھی اور وہان کی ہلاکت بسبب پردیس ہونے کے کہ جہان نہ کوئی یار ہوتا ہے نہ غمگسار اور بھی سخت ہوتی ہے اور قریش مکہ سفر کے عادی تھے اور لفظ تقلب بمعنی سفر بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد دوم یہہ کہ انکو حالات انقلابات اور تدابیر مین کامیاب نہونے دے اور ہلاک کردے اور یہہ معنی اس آیت سے ماخوذ ہین وقلبوا لک الامور (۴) اویاخذہم علی تخوف تفعل ہے خوف سے (یقال خوفت الشی وتخوفتہ) یہہ معنی کہ دفعۃً بلا نازل نہ کرے بلکہ اُسکے پہلے علامات و آثار نمایان کرے اور لوگون میں ہلاک سے پہلے خوف اور پریشانی پیدا ہو پھر ہلاک ہو جاوین جیسا کہ قحط شدید اور وبا یا دشمنون کے غلبہ مین ہوتا ہے مگر خدا رئوف ہے اس لیئے مہلت دیتا ہے اولم یروا الی ماخلق اللہ الخ اپنا رئوف رحیم ہونا ان آیات مین ظاہر فرماتا ہے کہ جنمین اسکے آثار جبروت اور قدرت کاملہ کا بیان ہے جن سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام عالم اسکے آگے مسخر ہے تا کہ یہہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اسکو دفعۃً یا تدریجاً ہلاک کرنیکی بھی قدرت ہے پھر اس سے نڈر ہونا اور باوجودیکہ درختون اور جمیع سایہ دار چیزون کے سائے اسکو سجدہ کررہے ہین (انکا زمین پر پڑنا گویا سجدہ کرنا ہے) اور اسی طرح آسمانون اور زمین کے تمام رہنے والے چارپائے اور فرشتے اُسکے آگے سربسجود اور اُسکے فرمانبردار اور خائف ہین پھر بندہ کا نافرمان ہونا اور حجتین کرنا اور اسکے ہادیون اور انکے پیروون کو ستانا کیسی لغو بات ہے۔

یتفیئو ظلالہ عن الیمین والشمائل یتفیئو تفعل من الفی کہتے ہیں فاء الظل یفئ اذا رجع وعاد۔ فئ کے معنی اصلی رجوع کرنے کے ہیں جیسا کہ آیا ہے فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم ازہری کہتے ہین تفیئو الظلال پچھلے پہر کے سایہ ڈھلنے کو کہتے ہیں مگر یہان عام مراد ہے بموسم گرمی اور سردی اور آفتاب و مہتاب اور خط استوا کے قرب و بعد اور شام و صبح کے لحاظ سے کبھی سایہ دائین طرف سے کبھی بائیں طرف سے جاتا ہے۔ یمین مفرد اور شمائل جمع لانے میں کئی باتیں ہین یا تو یہہ کہ یمین گو لفظ مفرد ہے مگر مراد جمع ہے جیسا کہ یولون الدبر یا یہ کہو کہ شئ چونکہ لفظاً مفرد ہے اسکے لحاظ سے یمین لفظ مفرد آیا اور معناً جمع ہے اسکے لحاظ سے شمائل جمع آیا گویا دونو کی رعایت کی۔ یا یوں کہو کہ عرب جب دو صیغے جمع کے لانا چاہتے ہین تو ایک کو مفرد کرکے لاتے ہین جیسا کہ جعل الظلمات والنور اور ختم اللہ علی قلوبہم وسمعہم مین سجد اللہ وہم داخرون سجدہ سے مراد مطیع ہونا جھکنا عرب کہتے ہین سجد البعیر جبکہ وہ سوار ہونیکے وقت گردن جھکا دیوے چونکہ خدا تعالیٰ نے آفتاب و مہتاب و ستارون کو کہ جن سے اجسام کثیفہ پر سایہ پڑتا ہے ایک چال خاص پر مامور کر رکھا ہے جس سے اون سایون ہین فرق نہیں آتا سو یہہ فرق نہ آنا اور ایک خاص طور پر رہنا سجدہ کرنا ہے انہیں معنون میں یہ آیت ہے والنجم والشجر یسجدان وقولہ وظلالہم بالغدو والاصال یا یون کہو کہ سایہ زمین پر لگا ہوا چلتا ہے جسطرح عابد زمین پر سر رکھکر سجدہ کرتا ہے گویا تشبیہ مراد ہے۔ اور غرض اس کلام سے اسکا جبروت و تسلط عالم پر ظاہر کرنا ہے اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ عالم حسی مین یہہ اشیا جو وجود حقیقی کا ظل ہین اسکے حکم کے پابستہ ہین۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

اور اللہ فرما چکا ہے کہ دو خدا نہ بناؤ خدا تو ایک ہی خدا ہے پھر مجھی سے ڈرا کرو اور اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانون اور زمین میں ہے اور بندگی ہمیشہ اُسیکے لیے

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ○ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ○ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

سزاوار ہے پھر کیا تم اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے سب اللہ ہی کیطرف سے ہے پھر جب تمپر سختی آتی ہے تو اسی کی طرف آہ وزاری کرتے ہو پھر جب وہ تمہاری مصیبت دور

عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ وَيَجْعَلُوْنَ

تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتی ہے تاکہ جو کچھ نعمتیں ہمنے دین تھیں انکی ناشکری کریں (تو) خیر دنیا میں چند روز مزے کر لو پھر آخرت مین تو تمکو معلوم ہی ہو جائیگا اور جنکو وہ جانتے ہی نہیں (یعنی صنم)

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ○ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ

انکے لیے ہماری دی ہوئی چیزون میں سے ایک حصہ مقرر کرتے ہین قسم ہے خدا کی (یعنی اپنی) تسے ضرور ضرور تمہاری افترا پردازی پر بازپرس ہوگی اور یہ سنکر فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں سبحان اللہ (اسکے لئے تو بیٹیاں) اور انکو

مَا يَشْتَهُوْنَ ○ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ

وہ جسکو دل چاہے (یعنی فرزند) حالانکہ جب انمیں کسیکو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دیجاتی ہے تو غم کے اسکا چہرہ سیاہ پڑجاتا ہے۔ بیٹی کی خبر کی عار سے قوم سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔

اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ع ۱۰ ۱۳

(سوچتا ہے) آیا اسکو اس ذلت پر رہنے دے یا اسکو خاک مین گاڑدے دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کر رہے ہیں۔ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حالت تو انہیں کی بُری ہے اور اللہ کی تو بلند شان ہے اور وہ زبردست

ترکیب۔ اثنین تاکید ہے الٰہین کی اور مفعول ثانی لاتتخذوا کا بھی ہوسکتا ہے وفیہ ما فیہ۔ واصبا ای دائما حال ہے الدین سے اور عامل اسین معنی ظرف کے ہیں۔ ما بمعنی الذی بکم اسکا صلہ من نعمۃ حال ہے ضمیر سے جو جار مین ہے فمن اللہ خبر دوسری وجہ بھی ممکن ہے۔ تجئرون ترفعون اصواتکم بالاستغاثۃ۔ سبحانہ جملہ معترضہ مسودا خبر ظل۔ تیواری حال ہے ضمیر کظیم سے اذا کشف الم اذا شرطیہ اذا فریق فجائیۃ جواب الشرط۔ لیکفروا لام کے وقیل لام العاقبۃ۔

تفسیر۔ پچھلی آیتون میں یہ ثابت کرکے کہ تمام عالم اسکے قبضۂ قدرت میں ہے اسی کے آگے سر تسلیم جھکائے ہوئے ہے قال اللہ سے لیکر فارہبون تک توحید خالص کا حکم دیتا ہے پھر ولہ ما فی السموات والارض سے لیکر تتقون تک اسپر دلیل قائم کرتا ہے کہ عبادت کا مدار دو چیزون پر ہے اول یہ کہ کسی کا خوف ہو کہ اگر نذر و نیاز اور دیگر عبادت نکرینگے تو وہ ہمکو جانی یا مالی کوئی نقصان پہونچاویگا جیسا بت پرستون کا اپنے معبودونکی نسبت خیال ہے سو یہ بھی اللہ کے سوا اور کسیکا مرتبہ نہیں کسلئے کہ ایسا وہ کرسکتا ہے کہ جسکا مخلوق پر کوئی اختیار و اقتدار ہو سو یہ ہے نہیں اسلیئے اول ایای فارہبون فرمایا اور وجہ اسکی ولہ ما فی السموات الخ مین ذکر فرمائی اسکے بعد اوسی بات کو بطور نتیجہ دلیل عادہ کیا افغیر اللہ تتقون دوئم یہ کہ کسیکی نعمت تندرستی مال و جاہ وغیرہ اوس سے حاصل ہو اس طمع مین عبادت کی جاتی ہے یہ بات بھی اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہین کسلیے کہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ جو کچھ نعمتین تمہارے پاس ہین سب اللہ کی طرف سے ہین اول تو اس لیئے کہ جو کچھ آسمانون اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور کسی کے پاس دہرا ہی کیا ہے جو تمکو دیگا دوئم جب تمپر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو فطرت انسانیہ اللہ ہی کیطرف فریاد کرنیکو مجبور کرتی ہے اُسوقت اپنے معبودونکو بھول جاتے ہو عوارض جہل اُٹھ جاتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ بنی آدم کے دلون مین بھی اصلی اعتقاد اسی بات کا ہے مگر جب وہ وقت نکل جاتا ہے اور جہل و خرمستی کے پردے نور فطرت پر کائی کیطرح پھر آپڑتے ہین تو پھر اپنے فرضی معبودون یا اسباب کے استقلال اور اپنی تدبیر کی درستی پر تکیہ کرنے لگتے ہین اور یہہ پوری نمکحرامی اور کامل ناشکری ہے جسکا یہ بدنتیجہ عنقریب معلوم ہوجائیگا یا تو دنیا ہی مین بار دگر گرفتار مصیبت ہونے پر یا دار آخرت مین منجملہ نمکحرامیون کے ایک یہ بھی ہے کہ جن معبودونکی اصل

حقیقت بھی انہیں معلوم نہین کہ آیا وہ فرضی نام ہین جنکو باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہین یا وہ کچھ تھے بھی اور تھے تو انکا مخلوق پر کیا اختیار و اقتدار تھا انکے لئے ہماری دی ہوئی چیزون میں سے مال مین سے اولادیں سے حصہ مقرر کرتے ہین کھیتی مین سے ایک حصہ اور اولا دین سے کوئی ایک بیٹا بتون کے نام سے نامزد کرتے تھے اور بتون پر اولاد اور مواشی کی قربانیان کرتے تھے انکے نام کے سانڈ اور جانور چھوڑتے تھے اسپر جو انسے کہا جاتا تھا کہ ان ارواح غیر مرئیہ کو خدا کے کارخانہ مین کیا دخل ہے اور وہ اس سے کیا تعلق رکھتے ہین تو مشرکین کہدیا کرتے تھے کہ یہہ خدا کی لاڈلی بیٹیاں ہیں انکی بڑی خاطر منظور ہے یہ جو کچھ چاہتی ہین کرتی ہین یہہ دیویان اور لال پری کالی پری سبز پری انہیں کے نمونہ ہین ویجعلون للہ البنات مین انکا ذکر ہے اسکے رد مین ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے لیئے تو بیٹیان ہونا پسند ہی نہین کرتے حالانکہ خود بیٹیون کے بقاء نسل مین محتاج ہین اسپر بھی بیٹی پیدا ہونیکی خبر سنکر غم کے مارے چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے زندہ گاڑ دینے کی کبھی ٹھہراتے ہو کبھی بڑی ذلت سمجھکر انکو رہنے بھی دیتے ہو پھر خدائے بے نیاز کو اولاد اور بیٹیون سے کیا تعلق ہے جسکی شان بلند اور اعلے ہے حدوث و احتیاج سے پاک ہے برخلاف تمہارے وللہ المثل الاعلی

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور اگر خدا لوگون کو انکے گناہون پر پکڑتا تو کسی جاندار کو بھی زمین پر نہ چھوڑتا لیکن ایک مدت مقرر تک انکو مہلت دیتا ہے پھر جب انکا وقت آتا ہے تو نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہیں

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

نہ آگے بڑھ سکتے ہین اور یہہ منکر اللہ کے لئے وہ چیزین تجویز کرتے ہیں کہ جنکو آپ بھی پسند نہیں کرتے اور زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہین کہ آخرت کی بھلائی اُنہیں کے لئے ہے بھلائی [illegible]

مُّفْرَطُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ

جسمیں سب سے اول داخل کیئے جائینگے - اللہ کی قسم یعنی اپنی ہمنے آپ سے پہلے بھی قومون مین رسول بھیجے تھے پر شیطان نے انکے اعمال بد انکو عمدہ کر دکھائے سو آج بھی انکا وہی دوست بنا ہوا ہے اور انکو عذاب الیم ہونا ہے

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ہمنے آپ پر اسلیئے کتاب اُتاری ہے کہ جن چیزون مین وہ اختلاف کر رہے ہین آپ انکو کھولکر بیان کردین اور نیز یہ کتاب ایمانداروں کیلئے ہدایت اور رحمت بھی ہے

ترکیب - الکذب بالنصب مفعول ہے تصف کا ان لہم الحسنی اس سے بدل - الکُذُبُ بضم الکاف والذال والباء جمع کذوب جیسا کہ صبور و صُبُر تب یہہ السنۃ جمع لسان کی صفت ہوگا واللسان یذکر و یؤنث - وہدًی معطوف ہے لتبین پر اے للتبئین والہدایۃ والرحمۃ -

تفسیر مشرکون کے قبائح اور اقوال فاسدہ بیان کر کے یہہ ظاہر فرماتا ہے کہ ہم صرف اپنی رحمت سے درگزر کرتے ہین جو دنیا مین عمر معین تک جینے دیتے اور نعمتیں سلب نہیں کرلیتے ورنہ انکے گناہون پر جاوین تو دنیا پر کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑین انکی نحوست سے بلا آجاوے - ویجعلون للہ سے اوس بیہودہ بات پر کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں بار دگر سرزنش فرماتا ہے بالخصوص اسلیئے کہ اس نالایق قول و فعل و اعتقاد پر دعوے کے ساتھ یہہ بھی کہا کرتے تھے کہ دار آخرت کے درجات ہمارے لئے ہین کیونکہ ہماری یہہ وسیلے ہین اسپر فرماتا ہے کہ آخرت کی بھلائی کی جگہ انکے لئے اس جرم پر تو ضرور جہنم ہے جس میں سب سے اول داخل ہونگے وانہم مفرطون نافع اور قطیبہ اور کسائی کی روایت سے مفرطون کو بکسر الراء پڑھتے ہین اور باقی بفتح الراء - اول قرأت پر یہہ معنی ہوئے کہ وہ گناہون مین یا خدا پر جھوٹ بولنے مین افراط یعنی زیادتی کرنے والے ہیں - دوسری قرأت پر یہہ معنی انہم متروکون فی النار یعنی آگ مین ڈالے گئے وہان چھوڑے گئے - کہتے ہین ما افرطتُ من القوم احدًا اے ماترکت یا یہہ معنی انہم معجلون یعنی آگ کی طرف ان افعال سے جلدی کر رہے ہین سب سے پہلے جا رہے ہین واحدی کہتے ہیں عرب بولتے ہین فرط الرجل اصحابہ یفرطہم فرطًا و فروطًا اذا تقدمہم لتدبیر حوائجہم یعنی اور ونکی قافلہ سالار بن کر پہلے جہنم مین جھنڈے لئے جا رہے ہین - تاللہ الخ سے یہ بات بتلاتا ہے کہ یہہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی ہمنے قومون کیطرف رسول بھیجے تھے سو شیطان نے اُن قومون کو

ایسا بہکایا کہ بُری باتون کو انکی نظرون مین بھلا کر دکھادیا آج کے دن بھی وہی شیطان ان لوگون کا رفیق بنکر بہکا رہا ہے جہنم کا رستہ تیار ہا ہے اسلیئے ہمنے اے محمد تمپر قرآن نازل کیا کہ آپ انکو مطلع کردین اور نیز نیکو کارون کے لیئے یہ قرآن ہدایت و رحمت بھی ہے ۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ ع ۵ ۱۲

اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے مرجانے کے بعد (خشک ہو جانیکے بعد) زمین کو زندہ کردیا ۔ بیشک اسمین سننے والون کے لیئے بڑی نشانی ہے اور تمہارے لئے چارپایون میں بھی ایک غور کا مقام ہے

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ○ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

کہ انکے پیٹوں میں سے گوبر اور خون میں سے جدا کرکے تمہیں خالص دودھ پلاتے ہین جو پینے والونکو رچتا پچتا ہے اور کھجور اور انگور کے پھلون مین بھی عبرت ہے

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

جن میں سے تم نشا ربناتے ہو اور عمدہ روزی بھی قرار دیتے ہین ۔ بیشک اسمین بھی عقلمندون کے لیئے بڑی نشانی ہے ۔

ترکیب

لعبرۃ اسم ان لکم خبر ۔ بطونہ بطون جمع بطن ۔ بمعنی شکم ۔ بطونہ کی ضمیر انعام کیطرف راجع ہے کیونکہ انعام[۱] مذکر بھی ہے اور مؤنث بھی ۔ من بین للابتداء متعلق ہے نسقیکم سے لبنا مفعول ثانی ہے نسقیکم کا خالصاً سائغاً اسکی صفت ومن ثمرات الخ محذوف سے متعلق ہے اے نسقیکم من ثمرات الخ تتخذون جملہ مستانفہ یا صفت ہے محذوف کی تقدیرہ شیئاً تتخذون منہ اے وانّ من ثمرات النخیل شیئاً ۔

تفسیر ۔ قرآن مجید کا دستور ہے کہ وہ ایک اصول میں گفتگو کرکے دوسرے اصول کیطرف متوجہ ہوتا ہی الٰہیات[۱] کے بعد معاد[۲] اور کبھی نبوات[۳] اور کبھی اصلاح[۴] افعال اور اعتقاد عباد کیطرف رجوع کرتا ہے اور یہی چاروں باتین کتاب آلہی کے اصل اصول ہین ۔ اسی قاعدہ سے کلام تمام کرکے اب الٰہیات مین کلام کرتا ہے اور اپنا قادر و مختار ہونا ثابت کرتا ہے (جیسیں توحید اور صفات باری کا کامل ثبوت ہے وہ دلائل کہ جن سے خدا تعالیٰ کا وجود اور اسکا وحدہ لاشریک ہونا اور ہر چیز کا اسی کے دستِ قدرت میں ہونا ثابت ہوتا ہے) پانچ قسم کے ہین ۔ اوّل[۱] آسمانی چیزین جنمین سے یہان پانی کا ذکر کرتا ہے واللہ انزل من السماء ماء کہ اللہ نے آسمان سے یعنی بادلون سے پانی برسایا جس سے مردہ زمین یعنی خشک زندہ ہو جاتی ہے یعنی ہری بھری جڑی بوٹیاں گھاس اور درخت اور کیا کیا کار آمد انسان چیزین اُگتی ہین جس سے اسکے آثار قدرت و رحمت[۲] نمودار ہین دوم[۲] انسان کے حالات اور اسکی پیدائش سوم[۳] حیوانات کی پیدائش اور انسے انسان کے لیئے نفع دینے والی چیزون کا پیدا کرنا جنکی طرف وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ مین اشارہ ہے کہ حیوانات گائے بھینس بھیڑ بکری اونٹنی وغیرہ کا دودھ بھی ایک غور کرنیکی بات اور اسکی بڑی نشانی ہے اسکو ہم پلاتے ہیں پر یہہ تو دیکھو کہ وہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے ؟ جانورنکے شکم مین گھاس جا کر گوبر لید مینگنی بنجاتی ہے اسکا عطر کھینچکر جگر مین رہا اور جگہہ بقول حکماء حال) خون بنتا ہے پھر عروق کے ذریعہ سے وہ خون ان جانورونکے تھنون مین (پستانون مین) جو نرم گوشت ہے اور جسکی تاثیر یہ ہے کہ خون کو دودھ کردے) دودھ بنجاتا ہے غور کرو گوبر اور خون مین سے جو شکم میں ملے جلے تھے ایک دوسرے کا کسطرح سے امتیاز کرتا ہے اور ان مین سے خوشگوار شیرین دودھ کسطرح سے نکالکر تمہیں پلاتا ہے پھر یہہ کام بجز اسکے اور کون کرسکتا ہی ؟ دیکھو وہ کیسا منعم ہے ۔ چہارم[۴] نباتات جنمین سے یہان کھجور اور انگور کا ذکر کرتا ہے کہ تتخذون منہ سکراً سکر سے مراد شراب ہے چونکہ خطاب قریش مکہ کی طرف ہے اور نیز مکہ مین شراب حرام بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ مدینہ مین آکر اسلیئے ان لوگونکو انکے فوائد بتلاتا ہی ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں سکر سے مراد نبیذ ہے یعنی کھجور یا انگور کا شیرہ جسکو یہان تک جوش دیا جاوے کہ دو حصہ جل جاویں چونکہ اس میں نشا نہیں ہے یہ حلال ہی ورزقاً حسناً یعنی تم انگور اور کھجور سے سکر اور اچھی چیزیں کھانے کی بناتے ہو سرکہ اور شیرہ اور بہت چیزین بنتی ہیں اور وہ خود بھی عمدہ غذا ہیں اور نفیس میوے ہیں پھر یہ کسکی بنائی ہوئی ہیں کسنے انمیں لذت اور شیرینی پیدا کی ؟ پانچوین[۵] پہاڑ زمین دریا جنکا ذکر آیندہ آتا ہی

[۱] ہو اسم جمع لا جمع ولذلک عدہ سیبویہ فی المفردات المبنیۃ علی افعال کاخلاق واکیاش ۱۲ منہ

[۲] حشر کی یہی ثبوت ہوتا ہے کہ جسطرح ایک سال زمین برسات میں ہری بھری ہوتی ہے پھر بہار کے بعد مردہ خشک نیست و نابود ہوجاتی ہے پھر برسات میں زندہ ہوتی ہے ویسی ہی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں اسیطرح زمین کے پیٹ میں انسان بھی قدرت کا ودیعہ ہیں اس آیت کو ہی وہ فنا ہوجانے کے بعد قیامت میں جو حیات کی دوسری فصل ہے پھر زندہ کرسکتا ہی اسمیں مسئلہ حشر بالاجساد کا بڑی ثبوت ہے اور عبرت کے معنے قیاس کرنے کے ہیں یہان زیادہ چسپان ہے ۱۲ منہ

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل مین یہ بات ڈالی کہ پہاڑون مین اور درختوں میں اور ان ٹٹیون مین جنہیں لوگ چھاتے ہین اپنے چھتے بنایا کر پھر ان پھلوں کو کھایا کر پھر سدہا راہون مین سے سمٹ کر

رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

آیا جایا کرے انکے پیٹون مین سے پینے کی ایک ایسی چیز نکلتی ہے جسکی مختلف رنگتین ہوتی ہین اس مین لوگون کے لیئے شفا ہے۔ بیشک اسمین بھی غور کرنے والون کے لیئے بڑی نشانی ہے۔

ترکیب ان مفسرہ ہے اتخذی جملہ تفسیر اوحی کی لفظ نحل اگرچہ مذکر ہے مگر معنی کے لحاظ سے مؤنث کا صیغہ آیا۔ بیوتا اتخذی کا مفعول ومن الشجر معطوف ہی من الجبال پر ذللا جمع ذلول کی یہہ حال ہے ضمیر اسلکی سے یا سبل سے اے اسلکی سبل ربک انت ذلل منقادۃ او اسلکی سبل ربک حال کونہا مذللۃ ذللہا اللہ تعالے لک وسہلہا یخرج جملہ مستانفہ جسمین شہد کی مکھیون کے الہام کا نتیجہ بتاتا ہے۔

تفسیر حیوانات مین چرندون میں سے دودہ کا نکلنا بیان ہوچکا۔ اب پرندون میں جوکچھ منافع انسان کے لیئے رکھے ہین انکا ذکر فرماتا ہے یا یوں کہو وہان چارپایوں سے دودہ نکلنا بیان کیا تھا جنکو انسان دانہ چارہ بھی کھلاتا ہے یہان پرندون سے شہد کا نکلنا بیان فرماتا ہے ان پرندون میں سے کہ جنمین ہنر بھی رکھا ہوا ہے وہ کون شہد کی مکھیان جنکو عربی مین نحل اور ہندی میں مہال کہتے ہین۔ اور اوحی کے لفظ میں یہہ بھی اشارہ ہی کہ نہ صرف انسان کو انبیا کی معرفت ہم وحی الہام کے ذریعہ سے انکے فوائد دنیاویہ واخرویہ تعلیم کرتے ہین بلکہ حیوانات خصوصاً پرندون کو بھی انکے کار آمد باتین الہام ہوتی ہیں جسکو الہام فطری کہنا چاہیئے مگر کمبخت انسان اپنے روحانی سردارون کا مقابلہ کرتا ہے برخلاف مہال کے کہ انمین جو ایک بڑی مکھی ہوتی ہی جسکو یعسوب کہتے ہین سب اسکی اطاعت کرتی ہین ان اتخذی الخ یہہ پہلی بات ہے جو انکے دلمین القا کیگئی ہے کہ پہاڑون اور درختون کی چوٹیون یا پتون مین اپنا گھر بنائے اور نیز ان چھتون میں بھی کہ جنکو انسان چھاتے ہین چھپر وغیرہ یا انگور کی بیلون کے چھتوں میں تاکہ ہر ایک کا وہاں ہاتھ نہ پہنچے انکے گھر کو کوئی نہ بگاڑے یا زمین سے مرتفع رہنے میں ابخرات وکثافت زمین کا ان تک اثر نہ پہنچے پھر انکے گھرون کو یعنی سوراخون کو دیکھیئے کہ مسدس بنے ہوئے ہوتے ہین جس سے ذرا بھی جگہہ بیکار نہیں جاتی اور کس پرکار سے ناپے ہوئے ہوتے ہین کہ ذرا بھی کم زیادہ نہیں ہوتے۔

ثم کلی من کل الثمرات پھر یہہ القا ہوا کہ بلا قید ہر قسم کے پھل کھایا کرے۔ بعض کہتے ہین درختون کے پتوں پر شبنم کی وجہ سے ایک شیرین چیز جمی ہوتی ہے اسکو مکھیان چاٹتی ہین اور وہی شہد ہے بعض کہتے ہیں نہین بلکہ ان کے پیٹ میں ہر چیز جاکر شہد ہوجاتی ہے اور چونکہ پھلوں مین مٹھاس ہے بیشتر شہد کی مکھیاں انہین کو کھاتی ہین فاسلکی سبل ربک ذللا یہہ وہ تیسری بات ہی جو انکو الہام کی گئی ہے۔ جو علما ذللا کو سبل ربک سے حال ڈالتے ہین وہ یہہ معنی قرار دیتے ہین کہ آنے جانے کے رستے جو خدا نے مکھیوں کے لیئے سہل کر رکھے ہین ان سے چلنے کا القا کیا جیسا کہ اس آیت مین ہی جعل لکم الارض ذلولا بعض کہتے ہین یہ ضمیر اسلکی سے حال ہے تب ذللا کے معنی منقاد اور فرمانبردار ہوکر چلنے کے ہیں سبل ربک وہ اسکے سوراخ ہین جنکو اللہ ہی نے بنایا ہے اور مسخر ہوکر چلنا بتایا یعنی سمٹ کر کیونکہ پر کھول کر کبھی انمین نہیں گھس سکتی نہ نکل سکتی یہہ ہین ذللا کی معنی یخرج من بطونہا شراب یہ نتیجہ بیان فرماتا ہے کہ مختلف رنگ کا شہد انکے پیٹ سے نکلتا ہے سفید زرد جسمین بیشتر امراض کے لیئے شفا ہی بعض کہتے ہین فیہ شفاء للناس قرآن مجید کی بابت جملہ ہے کہ قرآن مین روحانی مرض کی شفا ہے کسطرح دلائل سے توحید و دار آخرت و نبوت کا ثبوت کرتا ہے شہد مین شفا ہونے کے یہہ معنی کہ اکثر امراض کی شفا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىكُمْ ۙ۫ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ ع ۱۵

اور اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمکو مارتا بھی ہے اور کچھ تم مین سے نکمی عمر تک بھی پہونچائے جاتے ہین کہ جنکو علم کے بعد کچھ بھی معلوم نہین رہتا بیشک اللہ بڑا علم اور قدرت والا ہی اور اللہ ہی نے تم مین سے

بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ایک کو دوسرے پر روزی میں فضیلت دی ہے پھر جنکو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دیڈالتے تاکہ پھر وہ برابر ہوجاتے پھر کیا اللہ کی نعمتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِا

انکار کرتے ہو۔ اور اللہ نے تمہارے لیئے تمہیں میں سے جوڑے (بیویین) پیدا کیئے اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کیئے اور تمکو اچھی اچھی چیزین کھانیکو دین پھر کیا

الْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۙ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝

جھوٹے معبودوں پر ایمان رکھتے ہین اور وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا انکی عبادت کرتے ہیں کہ جو آسمانوں اور زمین سے انکی روزی کا انکے لئے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہین

ترکیب۔ شیئاً بصریون کے نزدیک مصدر سے منصوب ہے اور کوفیون کے نزدیک لیعلم سے فہم فیہ سواء مبتدا خبر سے ملکر یہہ جملہ واقع ہے موقع مین فعل و فاعل کے فالتقدیر فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی ما ملکت ایمانہم فیستووا اور یہہ فعل منصوب ہے جواب نفی ہوکر اور مرفوع بھی ہوسکتا ہے شیئاً رزقا سے منصوب ہے اگر اسکو مصدر مانا جاوے اور اگر بمعنی مرزوق لیا جاوے تو اس سے بدل ہے۔

تفسیر۔ ان آیات میں انسان کے حالات سے استدلال کرتا ہے **اول** واللہ خلقکم الخ کہ اللہ ہی نے تمکو پیدا کیا نطفہ کا رحم مین انسان بنانا اور اسکے موافق اسکو اعضاء عطا کرنا یہہ ضرور کسی مدبر حکیم کا کام ہے طبیعت اور مادہ تو خود بےشعور ہے اور اچھا یہہ بھی سہی تو پھر یہہ طبیعت امین کسنے رکھی ہے؟ ثم یتوفاکم یہہ بھی اسکے آثار قدرت کی برہان قاطع ہے کسی حکیم فیلسوف سے موت کا بندوبست نہیں ہوا نہ ہوگا ومنکم من یرد الخ ایسی بڑی عمر تک پہنچنا جسمین کہ تمام علوم وفنون بھول جاوے پھر وہی لڑکپن آجاوے اسیکا کام ہے ان اللہ علیم قدیر میں ان امور کی حکمت کیطرف اشارہ ہے کہ انکو وہی جانتا ہے **دوم** واللہ فضل الخ کہ کوئی غنی ہے کوئی فقیر ہے یہہ بھی اسکی طرف سے ہے اگر یہہ بات عقل و علم پر موقوف ہوتی تو کوئی بدعقل جاہل مالدار اور عالم و دانا خوار نہوتا حالانکہ معاملہ بالعکس ہے۔ پھر فما الذین سے یہ بات ثابت کرتا ہے کہ ہر چند روزی رزق ہم دیتے ہین مگر باینہمہ تم اپنے نوکرون غلامون کو اپنا مساوی اور برابر کا اسمین نہیں کرنا چاہتے پھر خدا تعالی کیونکر اپنی مخلوق مین سے کسی کو اپنے برابر کردیگا؟ لیکن تم اللہ کی نعمتون کا انکار کرکے ان نعمتون کو فرضی معبودون کیطرف منسوب کرتے ہو کہ تندرستی فلان دیوتا نے عطا کی بیٹا فلان بزرگ نے دیا یہہ کام فلان ستارہ کی تاثیر سے ہوا۔ یا یہہ معنی کہ باوجودیکہ روزی میں تم اور تمہارے غلام برابر ہین کچھ انکو تم نہیں دیتے بلکہ ہم دیتے ہین مگر پھر ہمنے تمکو فضیلت دے رکھی ہے اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے **سوم** واللہ جعل لکم من انفسکم الخ کہ اللہ نے تمہارے لیئے بیویین بنائین اگر مرد کو عورت نہ ملے تو دنیا کا عیش تلخ ہوجائے اسمین کسکی حکمت اور علم اور طبیعت کو کیا دخل ہے؟ پھر عورتین بھی کیسی تمہاری جنس اور قبیلے کی جنکی مجانست سے تمہین پوری موالفت ہوتی ہے پھر اگر اولاد اور اہل قرابت کام آنیوالے نہوتے تو بھی مشکل پڑجاتی اسلیئے بنین وحفدۃ بیٹے پوتے اقارب بھی پیدا کیئے اسپر رزقکم من الطیبات اچھی چیزین کھانیکو دین پھر اسپر بھی لوگ جھوٹے معبودون پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتون کے منکر ہوتے ہین کیونکہ ان نعمتون کو اوروں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑکر اورونکی عبادت کرتے ہین جنکو رزق روزی میں اختیار ہے نہ قدرت ہے

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

پس اللہ کے لیئے (اپنی اٹکل سے) مثالیں نہ گھڑو کیونکہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔ (دیکھو) اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے تابعدار کہ جو کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھتا اور ایک شخص ہے

---

۵ انسان ہے کہ ماں کے پیٹ سے جو اسکی پہلی منزل ہے اپنی عمر کی منزلین بے اختیار طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے اسکی عمر کی ریل گاڑی کس سرعت کے ساتھ رات دن کے اسٹیشنوں کو طے کرتی ہوئی جا رہی ہے۔ بالکھ چاہے کہ چندے وہ لڑکپن یا جوانی کے ملک میں ٹھہری مگر کب ٹھہر سکتا ہے ۵ لائی حیات آئی قضا لیچلی چلے ۔ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے ۔ سب کی منزل مقصود معبود حقیقی کے ہان جانا ہے۔ پھر کوئی جلدی کوئی دیر میں ایسا بڈھا ہو کر جاتا ہے کہ لڑکون کی طرح پھر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ پھر قیامت مین اگر دوبارہ زندہ کرے تو کیا تعجب ہے جسپر کفار تعجب کرتے مین ۱۲ منہ

۵ حفدہ جمع حافد کی ہے اور معنا اسکے خدمتگار کے ہیں حفد حفدت کرنا دعاء قنوت میں بھی آیا ہے ونحفد بیان اس کا اطلاق اقارب پر ہوا ہے جو کام آتے ہیں جیسے پوتا ہی داخل ہے بعض کہتے ہیں خاص پوتے پر بولا گیا ہے ۱۲ عبد الحق

مِّنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ

جسکو ہمنے اپنے ہان سے خوب روزی دے رکھی ہے سو وہ اسمین سے چھپا کر اور دکھا کر خرچ کرتا ہے کیا دونو برابر ہین؟ (وہ کہینگے نہیں تو کہہ الحمد للہ (اتنا تو سمجھے) مگر ان مین سے اکثر تو یہہ بھی نہیں جانتے اور خدا دوسری ایک دو مثال آدمیون [illegible]

اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ع ۱۰ ۹ ۱۶

کہ انمین سے ایک تو گونگا ہے لاچار پا بیچ) کچھ بھی نہیں کرسکتا اور وہ (اسلیے) اپنے آقا پر بار بھی ہے جہاں کہیں جاتا ہے بھلائی لیکر نہیں آتا۔ کیا یہہ اور وہ برابر ہے کہ جو لوگونکو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ خود بھی سیدھے رستہ پر قائم ہے؟

ترکیب عبداً موصوف مملوکاً صفت اول لایقدر صفت ثانی پھر یہہ بدل ہے مثلاً سے ومن معطوف ہے عبداً پر یہہ بھی مجموعہ میں شامل ہو کر مثل سے بدل ہوگا۔ سراً وجہراً حال ہے ضمیر ینفق سے اور اسی طرح رجلین مثلاً سے بدل ہے پھر احدہما سے رجلین کا بیان ہے۔

تفسیر مشرکین رد شرک کے یہہ دلائل سنکر جواب مین یہہ مثالین بیان کیا کرتے تھے کہ دنیا مین کوئی شخص بادشاہون سے انکے وزیرون اہل کارون کے ذریعہ بغیر عرض حال نہین کرسکتا اور نیز جسطرح بادشاہوں نے اپنے تمام کارخانون کے مختار کر رکھے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ نے بھی انکے جواب مین فرمایا ہے فلا تضربوا الخ کہ یہہ مثالین بناؤ خدا کا معاملہ بندون کا سا نہین ان اللہ یعلم الخ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ دو مثالیں بیان فرماتا ہے جن سے یہہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ کے آگے اسکی تمام مخلوق عاجز اور اسیکی دست نگر ہے اسکے حکم بغیر ذرہ بھی حرکت نہین کرسکتا خصوصاً بت پرستون کے بت کہ وہ تو بےحس ہی ہیں پہلی مثل کو ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً سے شروع کرتا ہے کہ ایک تو غلام ہو اور غلام بھی کیسا مملوکا آزاد کیا نہو یا اُسے کاروبار تجارت میں اجازت نہو نہ مولیٰ نے اپنے مرنے کے بعد اس کی آزادی مقرر کی ہو نہ کسیقدر مال ادا کرنے پر اسکی آزادی معین ہوئی ہو اسپر طرہ یہہ ہو کہ لایقدر علیٰ شئ خانہ داری کے امور مین بھی کسیکو دینے لینے کی اسکو کچھ بھی قدرت نہو اور ایک وہ امیر با اختیار ہو کہ جسکو اپنے مال میں چھپے کھلے ہر طرح کے تصرف کی نہ صرف قادرت ہی ہو بلکہ وہ تصرف بھی کرتا ہو پھر کیا یہہ دونو برابر ہو سکتے ہین؟ ہرگز نہیں اللہ کے سوا جسقدر اسکی مخلوقات ہے ارکہ جسکو مشرکین پوجتے ہین اور نئے نئے طریقون سے انکو حاجت برآری کا ذریعہ جانکر انکو پکارتے اور انکی نذر ونیاز کرتے ہین جیساکہ عرب مین دستور تھا) سب اسکے آگے اس غلام کی طرح محتاج ہے کہ جسکو اسکی اجازت بغیر کچھ بھی قدرت نہین نہ لینے کی نہ دینے کی اور امیر با اختیار کی مثال اللہ قدیر کی ہے جسکو ہر طرح کے تصرف کی قدرت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے پھر کیسی بیوقوفی ہے کہ گھر کے مالک کو جو بڑا دانا اور کریم بھی ہے چھوڑ کر اسکے ایسے بےبس غلام سے سوال کیا جاوے؟ اس مثال کے بعد یہی جواب دینگے کہ ہرگز برابر نہین اسپر فرماتا ہے الحمد للہ کہ اسقدر تو سمجھ ہے کہ دونون برابر نہیں۔ مگر اکثرہم لایعلمون اکثر کو تو یہہ بھی خبر نہین اسقدر جاہل و بےتمیز ہین۔ دوسری مثال وضرب اللہ مثلاً رجلین میں ہے یہہ دو شخصون کی مثال ہے جنمین سے ایک تو گونگا ہو اور اپاہج بہی اور نکما بھی جہان جائے کوئی کام نباکر نہ آئے دوسرا حکیم و دانا ہو کہ لوگوں کو بھی نیکوکاری عدل و انصاف کا حکم دیتا ہو اور خود بھی راہ مستقیم پر قائم ہو بھلا یہہ دونون برابر ہو سکتے ہین ہرگز نہین پہلے شخص سے انکے معبود دوسرے سے وہ خدائے قادر حکیم مراد ہے مشرکین دو قسم کے تھے بلکہ اب بھی ہین ایک وہ جو پتھر یا اور چیزونکی مورتون کو پوجتے تھے انکے معبودونکی مثال اخیر مین ذکر کی اور ایک وہ جو بزرگونکو پوجتے تھے انکے لئے مثال اول ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ

اور آسمانون اور زمین کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کو معلوم ہین اور قیامت کا معاملہ تو بس ایسا ہی ہے کہ جیسا پلک کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر کیونکہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ ہی تو ہے کہ جسنے تمکو تمہاری

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـــِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

ماؤن کے پیٹ سے باہر نکالا جسوقت کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمکو کان اور آنکھ اور دل عطا کیئے تاکہ تم شکر کرو کیا پرندون کو نہیں دیکھتے کہ بندھے ہوئے ہیں۔

فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ط مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

آسمان کے تلے انکو کون سنبھال رہا ہے اللہ کے سوا البتہ اسمین بھی ایمانداروں کے لئے بڑی نشانیان ہین اور اللہ نے تمہاری گھرونکو تمہارے لئے آرام کی جگہہ بنایا اور تمہارے لئے

جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ لا وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ○ وَاللّٰهُ

چارپایون کی کھال کے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر اور اقامت میں بہت ہلکے پاتے ہو اور انکی اُون اور رووں اور انکے بالون سے بھی بہت سے سامان اور ایک وقت تک کارآمد چیزین بنائین اور اللہ ہی نے

جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ ط كَذٰلِكَ یُتِمُّ

اپنی پیدا کی ہوئی چیزون میں سے بعض کو تمہارے لئے سایہ دار بنایا اور تمہارے لئے پہاڑون مین چھپنے کی جگہیں بنائین اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سی بچاتے ہین اور زرہ بھی جو تمہیں جنگ میں

نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○ یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ ع

اپنی نعمتین پوری کیا کرتا ہے تا کہ تم جھکو پھر اگر نہ مانین تو اے رسول تمپر تو صرف کھولکر حکم پہنچا دینا ہے ۔ وہ اللہ کی نعمتیں پہچانتے بھی ہین پھر مکرتے ہین اور بہت سے تو ناشکر ہی ہیں

ع ۱۱ ۱۷

ترکیب ۔ او بمعنی او ہو اقرب او للتمثیل او للتخییر وقیل لشک المخاطب وقیل بمعنی بل والجملۃ تمثیل لسرعۃ وقوع القیامۃ ۔ مسخرات حال من الطیر ۔ سکنا بمعنی مسکون لا تعلمون جملہ حال ہے ضمیر منصوب امہاتکم سے ما یمسکہن جملہ حال ہے مسخرات سے ظعن سفر ۔ اثاثا معطوف ہے سکنا پر اور دونوں میں من اصوافہا جار مجرور کا فصل مستقبح نہیں ہے کیونکہ جار مجرور بھی مفعول ہے اور ایک مفعول کا دوسرے پر مقدم کرنا قبیح نہیں الظعن بفتح العین وسکونہا کالنہر وہو سیر اہل البادیۃ من موضع الی موضع والصوف للغنم والوبر للابل والشعر للمعز ۔ اکنانا جمع کن وہو ما یستکن بہ ۔

تفسیر ۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ انکی اُن معبودون کے مقابلہ مین کہ جنکو دو مثالون میں عاجز اور کمزور ثابت کیا تھا اپنے کمال قدرت و احسان کو ذکر فرماتا ہے ۔ وللّٰہ غیب الخ میں اپنا علم بیان کرتا ہے اور غیب کی نادر چیزون مین سے قیامت کا قائم ہونا تھا اسلئے اسکو بھی ذکر کرتا ہے کہ نہ صرف ہمکو اسکا علم ہے بلکہ وہ ہمارے قبضہ قدرت میں بھی ہے پلک جھپکنے سے بھی جلد وہ ظاہر ہوگی ہمکو ہر چیز پر قدرت ہے ۔ اسمین اسکی قدرت کا بھی اظہار ہے پھر اس قدرت کی دلیل کہ جسمین بندونپر احسان بھی ہے واللّٰہ اخرجکم الخ سے شروع کرتا ہے کہ تمکو پیدا کیا تمکو علم و ادراک دیا معدوم سے موجود کر دیا اگر اپنی وہ حالت یاد نہو تو ہوا میں اُڑنیوالے جانورونکو دیکھو کہ ادھر میں اسیکا ید قدرت انکو تھامے رہتا ہے ۔ اور اپنے اوپر روزمرہ احسانون کو غور کرو کہ جنمیں سے ایک تمہارے رہنے کے مکانات ہیں پھر سفر کے مکانات کہ جنکا ساتھ لیچلنا آسان ہے جانورونکی کھال اور بالون کے خیمے تمکو دیئے عرب میں اونٹ یا اور جانورونکی کھال کے رنگ کر خیمہ بناتے تھے اور دنبے بھیڑ کے بالون سے جنکو صواف (جمع صوف) کہتے تھے اور اونٹ کے بالون سے جنکو اوبار (جمع وبر) کہتے تھے اور بکری کے بالون سے جنکو اشعار (جمع شعر) کہتے تھے خیمہ وغیرہ بناتے تھے ان چیزون کے بنانے کا تمکو علم دیا پھر انسے کیسے کیسے کپڑے اور دریاں تیار کرتے ہو جو مدتون تمہارے کارآمد ہوتی ہیں ۔ اور مخلوق الٰہی سے ایسے اجسام بھی بنائے جنکے سایہ مین آرام پاتے ہو اور پہاڑوں مین غار وغیرہ بھی اس طور کے طیار کئے جنمیں چھپکر دشمنون سے امان پاتے ہو اور بارش وغیرہ سے بھی پناہ لیتے ہو اور تمہیں کپڑے سینے کا بھی علم دیا کہ اسطرح سے کرتے بناتے ہو جنسے دہوپ سے بچتے ہو اسکے سوا لوہے کے بھی کپڑے زرہ و خود وغیرہ بنانے سکھائے جن سے جنگ میں محفوظ رہتے ہو ۔ یہہ سب ماؤن کے پیٹو ںسے باہر آنیکے بعد کی انسانی علمی ترقی ہے اور اُس ادراک عطا کردہ کا نتیجہ اسپر بھی اسکی طرف نہ جھکیں تو جہنم مین جائین رسول پر بجز پیغام رسانی کے کوئی مطالبہ نہین ۔ یہہ بھی جانتے ہیں کہ یہہ نعمتیں اللہ کی طرف سے ہین جنمین انکے معبودونکا کوئی بھی دخل نہین ۔ مگر بت پرستی کرکے سبکا انکار کئے دیتے ہین ۔

سلہ ہمارے محاورہ میں بھیڑ دنبے کے بالونکو پشم یا اون کہتے ہیں شاید بکری کے بالونکو بھی کہیں اس لفظ کا استعمال ہوتا ہو بلکہ وہ ... کے بالون پر بھی بولتے ہیں ... کے بالونکو جت بھی پورب میں کہتے ہیں ۱۲ منہ

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ

اسدن کو یاد کرو جسدن کہ ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ کھڑا کرین گے پھر تو کافرون کو اجازت نہ ملیگی اور نہ انکا کوئی عذر قبول کیا جاویگا اور جبکہ ستمگار عذاب دیکھینگے پھر تو نہ پڑ تخفیف عذاب

عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ج

ہوگی نہ انکو مہلت ہی دیجائیگی اور جبکہ مشرک اپنے معبودونکو دیکھینگے تو کہینگے اے ہمارے رب یہی ہیں ہمارے وہ معبود کہ جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے

ربع فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۣالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

پھر وہ انہیں جواب دینگے کہ تم سراسر جھوٹے ہو اور وہ جسدن اللہ کے سامنے سرجھکا دین گے اور دنیا میں جو ڈھکوسلے بنایا کرتے تھے سب گئے گزرے ہو جائینگے جو لوگ دنیا میں خود منکر ہوئے اور دوسرونکو بھی

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ○ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

اللہ کی راہ سے روکتے رہے انکی بدمعاشی کی سزا مین ہم انکے لیئے عذاب پر عذاب بڑھاتے جائین گے (اسدن کو یاد کرو) کہ جسدن ہر ایک گروہ میں سے انکے اوپر انہیں مین کا ایک گواہ لا کھڑا کرین گے

ع ۱۲ ۱۸ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰؤُلَآءِ ط وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○

اور اے نبی آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائینگے۔ (اسلیئے) کہ آپ پر ہمنے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جسمیں ہر چیز کا بیان کافی ہے اور وہ مسلمانون کیلئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے

ترکیب - یوم اذکر محذوف سے منصوب - یستعتبون لایطلب منہم العتبیٰ اے الرجوع الی ما یرضی اللہ - قالوا ربنا جواب ہے اذا را الذین کا -

تفسیر - منکرین نعام الٰہی اور انکے ان بیہودہ حرکات کا ذکر کرکے جو آخرت میں بازپرس کے قابل ہین یوم نبعث سے لیکر آخر تک روز حشر کی کیفیت بازپرس اور حساب و کتاب بیان فرماتا ہے کہ ہر قوم میں سے ایک ایک گواہ بلائینگے جو اس قوم مشرک و کافر کے مقابلہ میں گواہی دیگا کہ ہمنے انکے پاس توحید و احکام الٰہی پہنچائے پر انہوں نے نہ مانا گواہی دینے والے انبیاء یا انکے جانشین ہین جن سے کوئی گروہ خالی نہیں) گواہی کے بعد وہ اجازت مانگیں گے کہ ہم پھر دنیا مین جائین یہ قبول نہو گا عذر و معذرت کرینگے یہ بھی نہ سنا جاویگا۔ پھر مشرکین دنیا میں اللہ کے سوا جن معبودونکو پوجتے اور انکو حاجت روا جانکر پکارتے تھے وہان انکو دیکھکر کہینگے کہ الٰہی ہم انکو پوجتے تھے یعنی انہیں کا اشارہ تھا گویا اپنے اوپر سے الزام اوٹھانا چاہیں گے - اس کے جواب میں وہ کہیں گے تم جھوٹے ہو ہمنے تمسے کب کہا تھا کہ تم ہمکو حاجت روا جانیو تبیانا لکل شئی اس سے دنیاوی باتیں مراد نہیں بلکہ دینی کیونکہ قرآن کے بعد اور کوئی کتاب نہین آئیگی پھر اسمین بھی سب دینی مسائل نہون تو کیا ہو - تبیان یعنی کھولکر بیان کرنا قرآن کا سب مسائل کو حاوی ہونا[1] دو وکیلون کے ذریعہ سے ہے اول سنت یعنی جو کچھ قرآن کے بعد مسائل تھے انکو انکے اصول مودوعہ سے جو قرآن میں ودیعت رکھی گئی ہین رسولؐ نے بیان کردیا اور جو اسنے بھی بچی ان کو مجتہدین نے استنباط کرکے بیان کردیا اور آئندہ استنباط کے اصول فقہ میں قواعد مقرر کردئے - اس اعتبار سے مجتہد بھی قرآن کا وکیل یا ترجمان ہے غیر مجتہد پر بضرورت اسکی تقلید کرنا قرآن کو ماننا ہے -

ثبوت تقلید
مجتہد

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

ضرور اللہ انصاف کرنیکا اور سلوک کرنیکا اور قرابت دارون کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بیحیائی اور بُری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ط اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ وَلَا

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ عہد قائم کرچکو اور قسمون کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو - حالانکہ تم اللہ کو اپنا ضامن بھی کرچکے ہو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے

---

[1] کیونکہ اگر یہ دو وکیل تسلیم نہ کئے جاوین تو دعوی تبیان لکل شئی صحیح نہو کیلئے کہ بہت سے مسائل نصوص قرآنیہ مین نہین ہان احادیث مین ہین اسی طرح بہت سے احادیث میں بھی نہیں وہ استنباط قرآن وحدیث سے ظاہر ہوتے ہین اس لئے اس مقام پر بیضاوی وغیرہ کہتے ہین من امور الدین علے التفصیل او الاجمال بالاحالۃ الی السنۃ او القیاس انتہی ۱۲ منہ

تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ط تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ط إِنَّمَا

اُس عورت جیسے نہ ہو جاؤ کہ جو اپنا سوت مضبوط کات کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی تھی تاکہ تم اپنی قسمونکو آپس مین حیلہ بنانے لگو (یہہ سمجھ کر) کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زبردست ہے اللہ تمہاری

يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ط وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

اسمین آزمائش کرتا ہے۔ اور جس چیز مین تم اختلاف کرتے ہو اسکو ضرور وہ قیامت میں ظاہر کر دیگا

ترکیب۔ انکاثا جمع نکث بمعنی المنکوث اے المنقوض شکستہ مفعول ثانی ہے کیونکہ نقضت بمعنی صیرت۔ اور حال بھی ہو سکتا ہے غزلہا سے تتخذون جملہ حال ہے ضمیر تکونوا سے ان تکون اے مخافۃ ان تکون۔ امۃ اسم کان ہی اربی جملہ خبر کان۔

تفسیر۔ روز حشر کی کیفیت کے بعد وہ باتین ذکر فرماتا ہے کہ جنپر عمل کرنیسے حشر مین کامیابی ہو۔ ان اللہ الخ اس آیت میں انسان کے مکارم اخلاق اور تدبیر منزل سیاست مدن کے سب مسائل آ گئے جنکی تفصیل کو ایک دفتر درکار ہے انسان کے یا تو وہ معاملات ہین جو خدا تعالی سے متعلق ہین عقائد صحیحہ و اعمال صالحہ یا وہ ہیں جو باہم آپسمین ایک دوسرے کے متعلق ہین بیع شرا سیاست ملک والدین و اولاد و اقارب کے ساتھ برتاوا۔ ان دونون قسموں کے پھر صدہا اقسام ہین پس ان سبکو برابر اور پورا پورا ادا کرنا عدل ہے یہہ عبادات معاملات سب مین ہے یہہ حکم سب پر فرض ہے اسکے بعد اسپر ایک عمدگی کا مرتبہ ہے جسکو احسان کہتے ہیں۔ عبادات مین احسان کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تعبد اللہ کانک تراہ (الحدیث رواہ البخاری) کہ اللہ کی عبادت کرنے میں یہ خیال کرکہ مین اسکو دیکھ رہا ہون اگر یہہ نہو تو یوں خیال کرکہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور معاملات میں احسان اپنے حقوق اور انتقام سے درگذر کرنا غیر کو اسکے استحقاق سے زیادہ نفع پہنچانا جیسا کہ بعض احادیث مین آیا ہے کہ جو تجھے گالی دے تو اسکو دعا دے جو تجھسے توڑے تو اس سے رشتہ محبت جوڑ۔ چونکہ اس احسان میں زیادہ تر منظور نظر اہل قرابت ہیں انسے سلوک کرنیکی بھی تیسری مرتبہ مین تصریح فرمائی اسیطرح ان تینون باتونکے مقابلہ میں تین چیزوں سے منع کیا اول فحش سے خواہ وہ زبان سے ہو گالی دینا بیشرمی کی باتین کرنا یا افعال سے جیسا کہ زنا لواطت وغیرہا یہہ قوت شہوانیہ کا اثر ہے پھر منکر سے یعنی ناپسند باتون سے جو قوت غضبیہ کا اثر ہے پھر بغی یعنی سرکشی سے جو قوت وہمانیہ کا اثر ہے اور یہی تین قوتین انسان کو ہلاکت مین ڈالتی ہین۔ یہہ ایسی جامع آیت ہے کہ کوئی بات اسمین رہ نہیں گئی عثمان بن مظعون رض وغیرہ بہت سے لوگ اس آیت کی وجہ سے مشرف باسلام ہوئے۔ اسکے بعد قسم اور عہد کی پابندی کی تاکید فرماتا ہے جسپر تمام دینی و دنیاوی کامون کا مدار ہے اور فرماتا ہے کہ قسم کھا کر نہ توڑو جسطرح کوئی بیوقوف عورت سوت کات کر توڑ ڈالے بعض کہتے ہین قریش میں ایک ایسی عورت تھی بعض کہتے ہین محض تمثیل مقصود ہے کسی خاص عورت کی طرف اشارہ نہین۔ جاہلیت میں ایک قوم سے ہم قسم ہونے کے بعد جب انکے مقابلہ مین دوسری زیادہ قوم کو دیکھتے تھے تو قسم توڑ کر انکے ساتھ ہو جاتے تھے اس سے بھی منع کرتا ہے کہ یہہ آزمائش کا مقام ہے عہد سے ہر عہد عموماً مراد ہے مگر اسمین بالخصوص اوس عہد الست اور اوسکے بعد اوس عہد یعنی بیعت کیطرف بھی ایماء ہے جو مسلمانون نے رسول کریم سے بوقت قبول اسلام باندھا تھا کہ جو کچھ ہو اسپر ثابت رہنا اور اسکے مقابلہ میں جو کفار اسلام سے پھیر لانے مین شبہات و شکوک پیش کریں انکی طرف التفات نکرنا کیونکہ وہ سب ملمع کاری ہے جسکو اللہ قیامت میں تخت عدالت کے سامنے کھول دیگا۔ ان آیات میں کس خوبی کے ساتھ معاد کے مسئلہ کو احکام مفیدہ کے بعد بیان فرمایا ہے۔

سله قال الزاعدی الدخل والدغل الغش والخیانۃ قال الزجاج کل ما دخله عیب قیل هو مدخول فیه دخل ۱۲ منه

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ط وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ وَلَا تَتَّخِذُوا

اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جسکو چاہتا ہے گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور البتہ تم سے پوچھا جائیگا کہ تم کیا کرتے تھے اور تم اپنی قسمونکو

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

آپس کے لیے فریب بناؤ تاکہ یہ نہو کہ جمنے پیچھے قدم اکھڑ جائے اور تمکو برائی کا مزہ چکھنا پڑے کہ لوگوں کو اللہ کے رستہ سے روکا تھا اور تمہارے لیے بڑی سزا بھی ہو

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ

اور خدا کے عہد کو تھوڑے سے داموں پر نہ بیچو جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو تمام ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہتا ہے

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ

اور ہم صبر کرنیوالوں کو انکے اچھے کاموں کا ضرور بدلہ دین گے جو کوئی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم دنیا مین بھی اسکی زندگی اچھی بسر کرائیں گے

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

اور آخرت مین بھی انکے کاموں کا عمدہ بدلہ دین گے

ترکیب - فتزل جواب ہے نہی لا تتخذوا کا و تذوقوا جواب پر معطوف انما متصل لکھا جاتا ہے ورنہ یہ انّ اور ما موصولہ ہے ہو ضمیر اسکی طرف راجع من ذکر الخ من کا بیان ہے۔ و ہو مومن جملہ حال ہے من سے فلنحیینہ جواب ہے من عمل کا ولنجزینہم اسپر معطوف۔

تفسیر - پہلے فرمایا تھا کہ جس چیز میں تم اختلاف کر رہے ہو (کہ بعض تم میں سے اپنے طریقے کو اچھا اور بعض اسکو برا کہتا ہی) اس سے سوال ہوگا۔ یہ ناظرین کو تسلی دیتا ہی کہ یہ اختلاف بھی قضا و قدر سے ہے ورنہ خدا چاہتا تو سبکو امۃ واحدۃ یعنی متفق العقائد والمذہب کر دیتا مگر یہ ہدایت و گمراہی اسکے ہاتھ مین ہے پھر اسپر اس سے کون سوال کر سکتا ہی کہ تو نے یوں کیوں کیا بلکہ تم سے سوال ہوگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟ موت کے بعد ہی اس سوال و حساب کا وقت آ جاتا ہی ولا تتخذوا الخ یہاں سے پھر اسی قسم و عہد پر قائم رہنے کی تاکید و تہدید فرماتا ہی۔ دستور تھا اور اب بھی ہے کہ قسم کھا کر دوسرے کو فریب دیتے تھے اس سے منع کرتا ہے اور نیز نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی بعض قبائل عرب ایسا کیا کرتے تھے۔ فرماتا ہی کہ اگر قسم توڑ کر بد عہدی کرو گے اور قدم جما کر پھسلاؤ گے تو دنیا ہی میں برا مزہ چکھو گے اور آخرت میں بھی عذاب الیم پاؤ گے۔ ولا تشتروا الخ عہد الٰہی دین اور خدا کے رسولؐ کی فرمانبرداری کا اقرار ہے جو ازل میں ہر ایک نے کیا تھا اور نیز دنیا میں بھی زبان سے آنحضرتؐ سے عہد کرتے تھے اور خدا کے نام پاک کی قسم کھا کر اقرار کرنا یہ بھی عہد الٰہی ہی۔ پھر اس عہد کو بیشتر لوگ دنیاوی طمع مین آ کر یا اسپر قائم رہنے مین مال کا نقصان جانکر توڑ ڈالتے تھے اسکو تھوڑے سے داموں پر فروخت کرنا فرمایا اور اس سے منع کیا اور پھر دنیا کی بے ثباتی بیان کی کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ تُھڑ جاتا ہی اسکو فنا ہے خود تمکو ہی فنا ہے اور خدا کے ہاں جو کچھ اجر آخرت ہے وہ ہمیشہ رہیگا۔ اور جو اس امر میں تکالیف و خسارت مال کی برداشت کریگا عہد الٰہی پر قائم رہیگا خدا اسکے اچھے عملوں کا اچھا بدلا دیگا۔ من عمل الخ سے عام بندوں کو بشرطیکہ وہ مومن ہوں اطلاع دیتا ہی کہ نیکوں کو دنیا میں بھی خوش رکھینگے اور آخرت میں بھی اجر نیک دین گے۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○

پھر جب آپ قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ اسکا اُنپر کچھ بھی قابو نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ○ ع ۱۳ ع ۱۱ ۱۹

اسکا قابو تو انھیں پر چلتا ہے کہ جو اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں اور خدا کے ساتھ شریک ٹھیرایا کرتے ہیں۔

ترکیب - فاذا قرأت اے اردت قرأۃ شرط فاستعذ جواب۔ سلطانہ اے الشیطان مبتدا علی الذین خبر یتولونہ اے الشیطان والذین معطوف ہے الذین پر

له تفسیر
حیات طیبہ کے متعدد اقوال ہیں
[illegible]

مجرور ہے علی کا یہ لے اللہ اے سلطان الشیطان علے الذین یشرکون باللہ۔

تفسیر۔ پہلے فرمایا تھا من عمل صالحا الخ اور نیک کاموں میں قرآن مجید کا پڑہنا ایک اعلیٰ درجہ کا کام ہے۔ اور انسان جب قرآن پڑہتا ہے تو اسکی قوت الملکیہ کو غلبہ اور بہیمیہ کو (جو شیطان ابلیس یا اسکی ذریت کا مرکب ہے) کمزوری حاصل ہوتی ہے تب شیطان اسکی اعانت کے لیئے اس فعل مین تشویشات ڈالتا ہی اسلیے اسکی دفعہ کیلیئے خدا تعالیٰ سے پناہ لینی چاہیئے منجملہ تشویشات شیطانیہ کے ایک یہہ بھی ہی کہ وہ انسان کو اسکی نیک کام پر غرور و خود بینی کیطرف اُبھارتا ہی اسلیئے فرمایا فاذا قرأت القرآن الخ آیت مین گو خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف ہی مگر مراد سب لوگ ہین کیلیئے کہ جب ایسے بڑے جلیل القدر انبیا کو پناہ مانگنے کا حکم ہوا تو اورونکو بدرجۂ اولیٰ حکم ہی اور اسطرح جب قرأت قرآن کی وقت استعاذہ کا حکم ہی حالانکہ قرآن کی حفاظت کا بارگاہ آلہی نے ذمہ بھی لیلیا ہی بقولہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ و بقولہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون تو اور کاموں مین بھی استعاذہ بدرجۂ اولیٰ ہونا چاہیئے۔

جمہور کے نزدیک یہہ حکم ندب کیلیے ہے خواہ قرآن نماز مین پڑہا جاوے یا نماز سے باہر تو اول مین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا مندوب یعنی بہتر اور عمدہ بات ہے مگر عطا رح ظاہر الفاظ پر خیال کرکے اس حکم کو وجوب پر محمول کرتے ہین یعنی استعاذہ واجب ہے خصوصاً جبکہ قرآن نماز میں پڑہا جائے۔ شافعیہ کہتے ہیں چونکہ نماز کی ہر رکعت مین قرآن کا پڑہنا ایک ایک مستقل پڑہائی ہے اسلیے ہر رکعت میں جبکہ قرآن پڑھا جاوے اعوذ کہنا چاہیئے۔ مگر حنفیہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ سب رکعات کا حکم ایک ہے متعدد قرأت نہیں بلکہ یہہ ایک ہی قرأت ہی سلام پھیرنے تک اسلیے ایک بار اعوذ کہنا اول مین کافی ہی فاستعذ کی ف تعقیب کے لیے ہے اسلیے ظاہری معنی پر خیال کرکے اہل علم کی ایک جماعت جنمیں ابو ہریرۃ اور امام مالک رح اور داؤد ظاہری رح وغیرہ ہین یہہ کہتے ہین کہ قرأت کے بعد اعوذ کہنی چاہیئے تاکہ جو اسکو اس نیک کام سے عجب پیدا ہو وہ دور ہوجاوے مگر جمہور اسکے برخلاف ہیں کیونکہ محاورہ کے موافق افعال سے مراد ان افعال کا ارادہ کرنا ہوتا ہی جیسا کہ آیا ہی اذا اکلت فقل بسم اللہ و اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم جس سے یہہ مراد نہین کہ جب کھا چکو تب بسم اللہ کہو بلکہ جب کھانیکا قصد کرو پہلے بسم اللہ کہو اسی طرح یہاں حکم ہے اور اسیکو عقل چاہتی ہے۔

اس حکم سے یہہ خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ شیطان کو بھی انسانی کاموں مین قدرت تصرف ہے نیک بد سب پر اسکا زور چلتا ہے اس شبہ کو اس قول سے دفع کردیا انہ لیس لہ سلطان الخ کہ ایمانداروں اور خدا پر بھروسہ کرنیوالوں پر اسکا کچھ بھی زور نہین چلتا کبھی بشریت سے جو وسوسہ پیدا ہوتا ہی دفع ہوجاتا ہی وہ اسپر جمتے نہین اور جو گناہ بھی سرزد ہوجاتا ہے اسکے وسوسہ سے تو اسکے بعد وہ توبہ و استغفار کرکے اسکو دھو ڈالتے ہیں۔ ہان اسکا زور تو انہیں پر چلتا ہی جو اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں یعنی قوت بہیمیہ و رلذائذ شہوانیہ میں گرفتار ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

اور جب ہم ایک آیت کی جگہہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ ہی خوب جانتا ہے جو نازل کرتا ہی تو کہتے ہیں کہ تو از خود گھڑ لیتا ہے نہیں نہیں بلکہ اکثر انمیں سے جانتے ہی نہیں آپ کہدین کہ اسکو تو روح القدس

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ

میرے رب کے پاس سے سچائی کیساتھ لایا ہے تاکہ جو ایمان لاچکے ہیں انکو ثابت رکھے اور فرمانبرداروں کے حقمین ہدایت اور خوشخبری ہو اور البتہ ہمکو خوب معلوم ہے کہ منکر کہتے ہیں کہ اسکو کوئی آدمی سکھایا کرتا ہے حالانکہ

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا

جسکی طرف یہہ نسبت کرتے ہیں اسکی زبان عجمی ہے اور یہہ (قرآن) تو فصیح عربی ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ بھی انکو ہدایت نہیں دیتا اور انکے لیے آخرت مین سخت عذاب ہے

سلہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا ۱۲ منہ

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْكٰذِبُونَ ○

جھوٹ تو وہی بنایا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور در اصل وہی جھوٹے ہیں

ترکیب اذا شرطیہ واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ شرط اور جزا ہیں قالوا جملہ جواب شرط۔ مفتر صیغہ اسم فاعل افترا یفتری سے ی گر گئی مفتری تھا۔ وہدًی و بشریٰ دونو محل نصب میں ہیں مفعول لہ ہونے کی وجہ سے ان کا لیثبت پر عطف ہے تقدیرہ لان یثبت۔ اعجمی لسان الذی کی خبر۔ لا یہدیہم خبر ہے ان کی الذین یفتری کا فاعل۔ افترا کسی پر جھوٹ سے کوئی بات بنانا۔ العجمۃ الاخفاء وہی ضد البیان والعرب۔ یقال رجل اعجمی وامراۃ اعجمیۃ ورجل اعجم وامرۃ عجماء لا یفصحان۔ وقیل العجمی منسوب الی العجم والاعجمی من لا یفصح سواء کان من العرب والعجم وقیل الاعجمی من لا یفصح والاعجم الذی من العجم وقال الراغب الاصفہانی بالعکس یعنی الاعجمی الذی من العجم والاعجم من فی لسانہ عجمۃ وان کان من العرب۔

تفسیر اس مقام سے منکرین نبوت کے شبہات کا جواب شروع ہوتا ہے (۱) ابن عباسؓ کہتے ہین کہ جب ایک آیت میں کوئی سخت حکم نازل ہوتا اور اس کے بعد کوئی ایسی آیت نازل ہوتی جسمیں حکم نرم ہوتا تھا تو قریش کہتے تھے کہ محمد تمسخر کرتا ہے از خود جو چاہتا ہی بنا کر سنا دیتا ہے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی (کبیر) یعنی ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلنے سے مراد احکام آیات میں نسخ واقع ہوتا ہے جسپر کفار قریش کو اعتراض تھا واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ ہے کہ انہیں کیا خبر ہے حقیقت قرآن مصالح نسخ اللہ ہی جانتا ہی پھر اسکا جواب دیتا ہی کہہ دو میں از خود نہین بنا لاتا بلکہ جبرئیل خدا کے ہان سے لیکر نازل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ تم نسخ کی حقیقت سے جاہل ہو نسخ کی پوری بحث مقدمہ تفسیر مین ہو چکی)

(۲) ولقد نعلم یہہ ایک اور بیہودہ شبہہ کا جواب ہے جو کفار قریش کرتے تھے۔ مکہ مین بعض غلام فارسی یا رومی بھی تھے جنکو صاف طور سے عربی میں بات بھی کرنی نہیں آتی تھی چونکہ وہ عیسائی یا فارسی مذہب سے کسیقدر سن سنا کر واقفیت رکھتے تھے مکہ کے جاہلون مین وہی لائق اور عالم سمجھے جاتے تھے جیسا کہ دیہات میں ادنیٰ ملا کو بڑا مولوی سمجھ لیتے ہین قریش کو جب کوئی اور بات عیب کی معلوم نہ ہوئی تو یہی کہہ دیا کہ اسکو روح القدس نہیں بلکہ کوئی بشر یعنی وہی غلام تعلیم کرتا ہے۔ اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ اسکو تو عربی مین صاف طور پر بات بھی کرنی نہیں آتی اعجمی ہے اور قرآن فصیح عربی میں ہے یعنی اسکو خود کیا لیاقت ہی جو وہ اور کو ایسے مضامین الہامیہ تعلیم کریگا اور پھر انکو اس پاکیزہ عربی زبان میں بھی اس فصاحت سے لائیگا کہ جسکا مثل مکہ کے تمام فصحا سے نہو سکا۔

ف الحاد میل لحد والحد اذا مال عن القصد اور لحد جو قبر مین ایک طرف یعنی مائل وسط سے ہوتی ہے اسلیئے اسکو لحد کہتے ہیں۔ ملحد دین سے مائل یعنی برطرف ہوتا ہے اسلئے اسکو ملحد اور اسکے فعل کو الحاد کہتے ہین۔ ع۔ ج۔ م۔ کا مادہ کلام عرب مین ابہام اور اخفا کے لیئے موضوع ہے جسکے بیان مین صفائی نہو اسکو عجمی کہتے ہیں اور اسی لئے چارپائے کو عجماء اور عرب کے سوا اور ملکون کے رہنے والون کو اعجام کہتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ ج

جو کوئی ایمان لائے پیچھے اللہ کا منکر ہو جائے (اگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اسکا دل ایمان پر برقرار ہو تو خیر لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوگا) تو اسپر اللہ کا غضب ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ لا وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ○ أُولٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

اور انکے لیئے بہت بڑا سخت عذاب ہے۔ یہہ اسلیئے کہ انہون نے دنیا کے جینے کو آخرت سے عزیز سمجھا اور نیز اسلیئے کہ اللہ (ایسے) کافرون کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہہ وہی لوگ ہوتے ہین جنکے

قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ج وَأُولٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُونَ ○ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ○

دلون اور کانون اور آنکھون پر اللہ مہر کر دیا کرتا ہے انکو کچھ بھی خبر نہین ضرور وہی لوگ آخرت میں گھاٹے مین رہین گے

ترکیب میں کفر بدل ہے الکاذبون سے یا اولٰئک سے یا الذین لایؤمنون سے اور ممکن ہے کہ مبتدا ہو فعلیہم اسکی خبر- الا من استثنا مقدم بعض کہتے ہیں مقدم (نہیں بلکہ لبید کے اس شعر) کی طرح ہے - الا کل شئی ما خلا اللہ باطل - من شرطیہ جواب اسکا محذوف جسپر فعلیہم دال ہے - یہ استثنا متصل ہے-

تفسیر یہاں سے پھر اسی عہد پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بوقت اسلام باندھا جاتا تھا اسلیئے اور بھی زیادہ تر قائم رہنے کی تاکید و تہدید ہے کہ جہلاء مکہ طرح طرح کے شبہات سے دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتے تھے اسپر مار پیٹ بھی غریب ایمانداروں سے کیا کرتے تھے فرماتا ہے کہ جو کوئی اس عہد کو توڑ کر کافر ہوگا تو اسکو سخت سزا ہے مگر ان میں سے ان مسکینوں کو مستثنے کرتا ہے کہ جنکے دلمیں ایمان تھا مار کے ڈر سے کلمات کو منھ سے نکال دیتے تھے کیونکہ مکہ میں کفار قریش غربا اہل اسلام بہت کچھ ظلم و ستم کیا کرتے تھے اور انکو مجبور کر کے آنحضرت صلعم اور اسلام کے خلاف باتیں کہلواتے تھے بعض مرنا اور مار کھانا گوارا کرتے مگر ایسی باتیں منھ سے نہ نکالتے تھے اور بعض نکال دیتے تھے اور دلسے ویسے ہی مطیع اسلام رہتے مگر پھر بھی انکو بڑی پشیمانی ہوتی تھی اور مکہ کے کفار بھی کچھ عجب نہیں کہ انپر جھوٹھ بولنے کا طعن کرتے ہوں جیسا کہ آج کل کے متعصبین بھی کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے جھوٹھ کی اجازت دی- اسلیئے کذب کی برائی کے بعد اس مسئلہ کا بھی ذکر فرما دیا اور اسمیں ایمان لا کر کافر ہونیکی سزا بھی بیان ہوگئی من کفر باللہ الخ یعنی جھوٹھے وہی ہیں جو ایمان لا کر کافر ہوتے ہیں یا یوں کہو جو ایمان لا کر بغیر کسی کی زبردستی کے خود بخود کفر کریگا تو اسپر اللہ کا غضب ہے اور آخرت میں ہوگا الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان مگر وہ شخص ہے کہ اسکو کسی نے مجبور کر دیا ہو بایں ہمہ اسکی دلمیں ایمان راسخ ہو اور وہ جان بچانے کیلئے کلمہ کفر زبان سے کہدے تو معاف ہے منقول ہے کہ مکہ میں بہت سے مسلمانوں کو سخت ایذائیں دی گئیں بعض تو دراصل دین سے پھر گئے اور بعض نے ہر تکلیف گوارا کی مگر زبان سے بھی کلمہ کفر نہ نکالا جیسا کہ بلالؓ و خبابؓ و سالمؓ و یاسرؓ اور سمیہؓ انکو مار مار کر تھک گئے سمیہ کے پیشاب گاہ میں ابوجہل نے نیزہ گھسیڑ دیا وہ مرگئیں انہی طرح اسکا خاوند یاسر بھی شہید ہوا اور انکا بیٹا عمارؓ ظاہر میں کلمہ کفر کہہ بیٹھا لوگوں نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ عمار مرتد ہوگیا فرمایا کبھی نہیں اسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے عمار روتے ہوئے حضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے اپنے ہاتھوں سے انکی آنسو پونچھ کر فرمایا کچھ غم نہ کر- الغرض ایسی حالت اکراہ میں زبان سے کلمہ کفر کہنے کی شرع نے اجازت دی ہے مگر صبر کرنے پر ثواب ہے - اکراہ کسیکو قتل[له] یا کسی عضو کاٹنے کی دھمکی دیجائے اور اسکو یقین ہو جاوے تو ایسی حالت میں بظاہر ایسے قول یا فعل کی رخصت ہی مگر نہ کرنا افضل ہے ذالک الخ سے کفر اختیار کرنے کی وجہ ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے زندگی دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا یہ ازلی گمراہ ہیں آخرت میں جلیں گے خسارہ میں رہیں گے ایسے لوگونکو ہدایت ازلی سے کوئی حصہ نہیں ملا- اس بات کو دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر کرنے سے بطور استعارہ کے ذکر کیا-

ع ۱۴

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ع يَوْمَ تَاْتِيْ

پھر تیرا رب انکے لیئے کہ جنہوں نے مصیبت میں پڑنے کے پیچھے گھر بار چھوڑ دیا پھر جہاد کیا اور مصائب کی برداشت کی بیشک تیرا رب انکی اس مساعی جمیلہ کے بعد غفور رحیم ہے جسدن کہ ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً

اپنے ہی لیئے کوشش کرتا ہوا آئیگا اور ہر شخص کو اسکے عمل کا پورا بدلا دیا جاویگا اور انپر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا- اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثل بیان فرماتا ہے کہ جو امن چین سے تھا- اسکی روزی بھی

يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

بافراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اسنے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی پھر تو اللہ نے انکے ان برے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے انکو بھوک اور خوف کا جامہ پہنا دیا اور انکے پاس

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

انہیں میں کا رسول بھی آیا مگر انہوں نے اسکو جھٹلا دیا تب تو انکو بدکاری کرتے ہوئے ہی عذاب نے آپکڑا

[له] یہاں تعرض کرنے یا تعزیر کرنے کی دھمکی اکراہ شرعی نہیں ایسی حالت میں خلاف اسلام حرکات کرنا قابل مواخذہ ہے کیونکہ ایسا بودا اور پھسپھسا اسلام ہی کوئی چیز نہیں جو ذرا سی تکلیف کی سہار نہ ہو اور ذرا سے خوف سے نشاں مٹ جاوے پختہ کاری ہی تو ایک چیز ہے اور اس سے صحابہ کی پختہ کاری ہے اسلام کے لئے گھر بار چھوڑا زن و فرزند اہل و عیال عزیز و اقارب [illegible] رنج اٹھائے فاقے سہے [illegible] یاد حق کا ساتھ نہ چھوڑا [illegible] ہو کر اہل وطن فدا کر [illegible] برخلاف حضرت عیسیٰ [illegible] کے لوگ [illegible] تھوڑی تھا ۱۲ منہ

ترکیب - ان ربک کی خبر لغفور رحیم اور انّ دوسرا اور اسکا اسم تاکیداً مکرر آیا اور ممکن ہے کہ انّ اولی کی خبر محذوف ہو کیونکہ انّ ثانیہ کی خبر اسپر دال ہے فتنوا مجہول کا صیغہ یعنی لوگوں نے انکو فتنہ میں ڈالا مار پیٹ کر کلمہ کفر منھ سے نکلوایا۔ صیغہ معروف بھی آیا ہے یعنی انہوں نے ایسا کیا تھا اور دکھ سہے

تفسیر - عہد الٰہی توڑنے والوں کی سزا اور انجام کار بیان فرما کر انکے مقابلہ میں اُن لوگوں کی جزا بیان فرماتا ہے جو ایمان پر ثابت قدم رہے کفار کی ایذاؤں کو برداشت کیا آخر الامر حضرت کے ساتھ جا ملے اور وہاں بھی جا کر جان توڑ اسلام میں کوششیں کیں اور اطمینان دلایا کہ جو کچھ قصور ادائے اطاعت میں انسے اس حالتِ مصیبت میں ہوگیا ہے خدا غفور رحیم ہے اور اگر فتنوا معروف پڑھا جاوے تو یہہ معنی ہوتے ہیں کہ عہد شکنوں میں سے یا کفار میں سے کہ جنہوں نے غریب مسلمانوں کے ساتھ طرح طرح کی بدسلوکیاں کر کے انکو فتنہ میں ڈالدیا تھا توبہ و استغفار کر کے اسلام میں مساعی جمیلہ کرنے اور مصائب پر ثابت قدم رہنے پر مغفرت اور رحم کا مژدہ دیتا ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل کے رضاعی بھائی اور ابی جندل بن سُہیل اور ولید بن المغیرہ و سلمہ بن ہشام و عبداللہ بن ابی اسید ثقفی کے باب میں نازل ہوئی ہے مشرکین نے انکو فتنہ میں ڈالکر شر پر برانگیختہ کیا تھا لیکن پھر یہ لوگ ہجرت کر کے حضرت صلعم کی خدمت شریف میں آئے اور جہاد کرتے رہے اُنکے گناہ معاف ہوگئے (معالم) ابن عامر فتنوا کو بفتح التاء والفاء پڑھتے ہیں اُنکے نزدیک یہ آیت اُن مشرکین مکہ کے لئے ہے کہ جنہوں نے مسلمانوں کو فتنہ یعنی مصیبت میں مبتلا کیا تھا لیکن پھر وہ مسلمان ہوگئے ہجرت کر کے جہاد میں شریک ہوئے جیسا کہ خالد بن الولیدؓ۔ الغرض یہہ آیت توبہ کرنے والوں کے لئے مژدہ ہے اسکے بعد اس ہولناک دن کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ یوم تاتی الخ جسدن کوئی کسی کے کام نہ آئیگا اور ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔ اُسدن جو کسی کے لئے مغفرت اور رحمت الٰہی ظہور کرے تو کیسی بڑی چیز ہے۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ آج جو قبیلہ کی حمایت اور اپنے معبودوں کی عبادت کے بھروسہ پر یہہ کچھ نافرمانی اور بدکاری کر رہے ہیں اُسدن ان میں سے کوئی بھی کسی کے کام نہ آئیگا تجادل تخاصم و تحج اپنے ہی لئے برات کی حجتیں پیش کریگا۔ ضرب اللہ یہاں سے مکہ کے بدمست مشرکوں کو جو کعبہ کے طفیل امن سے تھے اور ہر طرف سے انکے لئے رزق آتا تھا ایک ایسی مثال سے سمجھایا جاتا ہے جو ہر ایک ایسی صفت کی بستی پر صادق آتی ہے جہاں کے لوگ خدا کی نعمت کی ناشکری کریں اور جو رسول سمجھانے آئے تو اُسے بھی نہ مانیں اسی بدکاری کی حالت میں عذاب الٰہی آپڑے نعمتوں کے بدلے بھوک اور پیاس اور امن کے بدلے خوف و ہراس اسپر ایسا طاری ہوا کہ لباس کی طرح ہر طرف سے گھیرے۔ پھر بتاؤ انکا کیا حال ہوگا مکہ کے مشرکوں کی امن اور نعمت پا کر رسول کی تکذیب و مقابلہ کرنے میں وہی حالت تھی اب صرف اسپر عذاب الٰہی آنے کی دیر تھی جو بعد میں آیا بدر میں بڑے بڑے سردار مارے گئے گھر گھر ماتم چھا گیا ادھر سات برس کا سخت قحط پڑا کہ مردار اور ہڈیوں اور کتوں کے کھانے کی نوبت آگئی اور امن بھی جاتا رہا ہر دم آنحضرت صلعم کی چڑھائی کا دغدغہ رہنے لگا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قریہ سے مراد خاص مکہ ہے اور انہیں کی حالت موجودہ اور آیندہ کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صفت ماضیہ کا امم ماضیہ میں کوئی شہر تھا جنپر انکی ناشکری کے سبب ایسی مصیبت بھوک اور خوف کی پیش آئی تھی مگر مثل میں جو قریہ ہے وہ سب کو شامل ہے تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں لباس الجوع یہ استعارہ ہے کہ لباس کو جو انسان کو ہر طرف سے ڈھانک لیتا ہے انسان کی اُس مصیبتناک حالت کے لئے استعارہ کیا ہے جو اسپر لباس کی طرح چھا جائے یہاں دو چیزیں ہیں ایک مستعار یعنی لباس دوسری مستعار لہ انسانی زبون حالت بھوک ہراس اسلیئے اسکے ادراک کے لئے لفظ ذوق استعمال ہوا جو ایسی حالتوں کے ادراک میں مستعمل ہوتا ہے یہ استعارہ مجردہ ہے جیسا کہ اس شعر میں ؎ غمر الرداء اذا تبسم ضاحکا ٭ غلقت لضحکتہ رقاب المال

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

پھر تمکو اللہ نے جو کچھ حلال طیب روزی دی ہے اُس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسکی پرستش کرتے ہو تمپر حرام تو صرف مردار اور خون

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا

اور سؤر کا گوشت کیا ہے اور وہ چیز بھی جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے پکاری گئی ہو پھر جو کوئی بھوک کے مارے بے تاب ہی ہو جاوے نہ تو وہ باغی ہو نہ عادی (یعنی ایسی حالتیں اگر ان چیزوں کو بھی کھالیگا) تو خدا غفور [illegible]

حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

حلال اور یہہ حرام ہے کہ خدا پر الٹے بہتان باندہنے لگو کیونکہ جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندہتے ہیں فلاح نہیں پاتے دنیا تو تھوڑا سا اسباب ہے اور (آخر تو) انکے لئے عذاب دردناک ہے

ترکیب۔ وما اہل اے رفع الصوت لغیر اللہ بہ والاہلال رفع الصوت عند رویۃ الہلال وبکار الصبی والتلبیۃ۔ غیر باغ منصوب علے الحال من فاعل اضطر۔ الکذب بفتح الکاف والبار وکسر الذال۔ یہہ منصوب ہے تصف کی وجہ سے وما مصدریہ اور ممکن ہے کہ بمعنی الذی ہو اور عائد محذوف اور الکذب اس سے بدل اور بضم الکاف والذال وفتح البا بھی آیا ہے یہ جمع ہے کذاب مخفف کی جیسا کہ کتاب وکتب اور بضم بار السنۃ کی صفت ہوگا۔

تفسیر۔ کفار کا کفران نعمت اور اسپر زوال نعمت اور نزول عذاب بیان فرما کر مسلمانوں کو اپنی نعمتوں کے کھانیکی اجازت دیتا ہے کہ تم ہماری نعمتوں کو شوق سے کھاؤ پیو مگر شکر کرو کیونکہ نزول عذاب نعمتوں کے کھانے سے نہیں بلکہ کھا کر ناشکری کرنے پر وابستہ ہے۔ لیکن نعمتوں کے کھانے میں شتر بے مہار نہ ہوجاؤ بلکہ فلاں فلاں چیزیں جو مضر ہیں انکو حتی المقدور نہ کھاؤ اسکے بعد ممنوع اشیاء کا حال بیان فرماتا ہے اسکے بعد جو پہلے انبیاء کی معرفت اشیاء ممنوع کی گئی تھیں انکا اسلیئے ذکر فرماتا ہے کہ یہہ قید ممانعت کوئی نئی بات مسلمانوں کے لئے نہیں اور کبھی بعض اشیا کسی جرم کی سزا میں بھی حرام کردی گئی ہیں جیسا کہ یہود کے ساتھ ہوا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلوا کا خطاب ان کفار کی طرف ہے جنکو ناشکری میں سزا ہوئی تھی۔ بارِ دیگر انکو ہر قسم کی روزی عطا کر کے فرماتا ہے کلوا مما رزقکم اللہ کہ لو خدا کی دی ہوئی حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور اسکا شکر کرو۔ حلالاً طیبًا سے مجملاً ناپاک اور حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت سمجھی جاتی تھی مگر اسکی تصریح بھی کردی۔ بقولہ انما حرم علیکم الخ کہ مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ چیز جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جاوے یا وقت ذبح غیر کا نام اسپر لیا جاوے پھر یہہ چیزیں بھی بحالت اضطرار درست ہیں۔

انما حصر کا کلمہ ہے خدا نے حرام چیزوں کا انحصار ماکولات میں سے انہیں چار چیزوں پر کیا ہے یہاں بھی اور سورۂ انعام میں بھی بقولہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم اور یہہ دونو سورتیں مکیہ ہیں پھر سورۂ بقرہ میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ حصر ہے اور سورہ مائدہ میں احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم سے اور ما یتلی علیکم کو حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ میں کھولدیا۔ اور یہہ دونو سورتیں مدنیہ ہیں۔ پس نطیحہ اور متردیہ وغیرہا حرام چیزیں انہیں میں داخل ہیں جیسا کہ ہم انکے موقع پر بیان کر آئے ہیں انما حرم سے افراط سے منع کیا تھا کہ شتر بے مہار نہ ہوجاؤ ناپاک اور گندی چیزیں نہ کھاؤ اسی طرح ولا تقولوا سے تفریط سے منع کیا کہ حلال چیزوں کو بھی حرام نکرو یہہ افراط وتفریط ناشکری ہے ایسی ناشکری پر بلا نازل ہوتی ہے۔ ناشکری کر کے جو اسکی نعمتوں سے مزا اٹھاتے ہیں اور منعم سے غافل وسرکش رہتے ہیں ایسے نفس پروروں کے لئے خاتمہ آیت میں یہہ بھی کہدیا کہ متاع قلیل یہہ دنیا کے مزے چند روزہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم اور حقیر ہیں انکو برت لو آخر مرنے کے بعد تو ایسے ناشکروں اور منکروں کے لئے عذاب الیم بڑی دکھہ دینے والی سزا ہے ان الوان نعمت کے بدلہ زقوم ہے اور ان عمدہ کپڑوں کے بدلہ رال اور گندہک کا لباس ہے

(فوائد)

(۱) حلالا طیبا حلال کے بعد طیب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ جو چیزیں حلال ہیں وہ طیب بھی ہیں یعنی پاکیزہ اور ستھری ان میں جسمانی یا روحانی کوئی بھی ناپاکی نہیں اور جنمیں ناپاکی ہی انھیں کو حکیم مطلق نے بندوں پر اس لئے حرام یعنی منع کردیا ہے کہ غذا کا اثر معدے میں ضرور پہونچتا ہے جسکا اطباء انکار نہیں کرسکتے حلال کے

رحیم ہے [illegible]

۱۵ اس آیت کا نزول اگر اس قحط کے بعد کا مان لیا جائے تو یہ ربط نہایت مناسب ہے ۱۲ منہ

۱۶ یعنی حصر ماکولات میں ہے نہیں بلکہ تم [illegible] سے کہ اسکا حرام ہونا اس حصر کے منافی نہیں ۱۲ منہ

کفران نعمت کی صورت ایک یہ کہ افراط کرے یعنی شتر بے مہار ہو کر حلال حرام طیب غیر طیب کی کچھ بھی پروا نہ کرے جیسا اب مردار بھی خون اور بتوں کے نام معبودوں کے چڑھاوے اور نذر و نیاز جو بسبب نجاست ظاہری و باطنی کے خدا نے منع کردیئے ہیں بے دہڑک کھانے لگے دوسرا یہ کہ تفریط کرے یعنی خدا کی نعمتوں کو جو کہ حلال ہیں اپنے اوپر حرام کرلے جیسا کہ مشرکین کی عادت ہے یہ تو تفریط ہے سوم یہ کہ ان نعمتوں پر منعم حقیقی کا شکر نہ کرے [illegible] اسکی عادت کرے نہ اوامر و نواہی کا پابند ہو یا انکو بتوں اور غیر معبودوں کی عطا کردہ ہر بات سمجھے ان صورتوں میں بعد مرنے کے عذاب الیم ہے اور دنیا میں بھی یہ نعمتیں اکثر چھن لی جاتی ہیں جیسا کہ قلیل لفظ اشارہ کرتا ہے ۱۲ منہ

ڈاکٹروں نے ثابت کیا ہے کہ سور کے اِنچ بھر گوشت میں ہزاروں سے زیادہ کیڑے خوردبین سے دکھائی دیئے ہیں جو صحت جسمانی کے لئے سخت مضر ہیں۔

(۲) ناپاکی دو قسم پر ہے ایک جسمانی کہ وہ جانور یا وہ چیز گندی ہو جسکی کھانے سے طبائع سلیمہ نفرت کیا کرتی ہیں جیساکہ گوہ موت پیپ جانوروں میں سور اور ہر قسم کے درندے شیر بھیڑیا وغیرہ پرندوں میں پنجوں اور جنگل سے شکار کرنے والے باز چیل وغیرہ یا زمین کے حشرات سانپ بچھو وغیرہ۔ اسمیں مردار جانور بھی شامل ہے کہ جو از خود مر جاوے جسسے علماء نے غیر مذبوح جانور مراد لیا ہے بسبب ان تشریحات کے جو پیغمبر علیہ السلام نے فرمائی ہے جنکا ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔ اسی طرح خون بھی جسکو جاہلیت میں توؤں پر پکا پکا کر کھاتے تھے کیونکہ جسطرح غیر مذبوح کے گوشت میں وہ لطافت نہیں رہتی جو مذبوح کی ہوتی ہے یہاں تک کہ دونوں کی کھال میں بھی بڑا تفاوت ہوتا ہے مضبوطی اور غیر مضبوطی کے لحاظ سے اسیطرح خون کے کھانے یا پینے میں بھی صحت میں فرق آجاتا ہے اور دل پر بھی ایک قسم کی درندگی پیدا ہوتی ہے جیساکہ مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے یہہ وہ چیزیں ہیں کہ جنمیں جسمانی ناپاکی ہے اور صحت واخلاق پر بھی بُرا اثر پیدا کرتی ہیں ان سب کی حرمت اس طیبا کی قید سے ثابت ہے جسکی تشریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اسی لئے علماء کا بھی انکی حرمت پر اتفاق ہو گیا ہے۔ دوسری قسم کی نجاست روحانی ہے وہ کیا ہے کہ اُس جانور یا اُس چیز میں بُت پرستی کی نجاست سرایت کر گئی ہو اس کا ذکر اس جملہ میں ہے وما اہل لغیر اللہ بہ یہہ جملہ کہیں لفظ بہ کی تقدیم کہیں تاخیر سے قرآن مجید میں چار جگہہ وارد ہے۔ بعض مفسرین نے اسکے بعد عند الذبح کی قید بڑہائی ہے کہ ذبح کے وقت جسپر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے وہ حرام ہے مگر مطلق کو قید لگا کر مقید کرنا یا عام کو خاص کوئی ہلکا سا کام نہیں کس لیئے کہ یہہ بھی ایک قسم کا نسخ ہے اور آیت کو کسی کا قول منسوخ کر نہیں سکتا اس کے لئے یا تو کوئی آیت ہونی چاہیئے ورنہ کم سے کم کوئی ایسی حدیث ہو کہ جو صریح الدلالۃ بھی ہو اور اسکے ثبوت میں بھی کسیکو کلام نہو ہمنے ہر چند غور اور بہت تلاش کی مگر اس قسم کا کوئی مخصص ہمکو نہیں ملا۔ پھر صرف مفسروں کی اس قید سے یہہ آیت کیونکر مقید یا خاص ہو سکتی ہے ان مفسرون نے بھی جہاں تک ہماری سمجھہ میں آیا یہہ قید احترازی نہیں لگائی ہے بلکہ ایک بیان واقع کیا ہے یعنی اسوقت اکثر بت پرست ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ بتوں پر جانوروں کو انکے نام سے ذبح کیا کرتے تھے۔ اب یہاں ایک تو لفظ قابل بحث ہے دوئم اہل بہ۔ سوم غیر اللہ۔ ما کا لفظ بھی عام ہے اسمیں جانور کی کوئی تخصیص نہیں جانور ہو یا کھانا کپڑا ہو جو بتوں کے نام سے پکارا جاوے یا انپر چڑھایا جاوے حرام ہے۔ اہلال لغت میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں جو چاند دیکھنے کے بعد پکار کر کہتے ہیں ہذا ہلال یعنے یہہ چاند ہے پھر اسکا استعمال لڑکے کی آواز پر بھی ہونے لگا جو وقت ولادت ہوتی ہے کہتے ہیں استہل الصبی اور حج میں تلبیہ پکار کر کہنے پر بھی اور پھر ہر موقع پر آواز بلند کرنے پر بھی۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں کہ جس چیز پر بہ قصد عبادت غیر اللہ کا نام پکارا جاوے عام ہے کہ ذبح کے وقت یا اوس سے پہلے کہ یہہ جانور فلاں کے لئے ہے تو وہ حرام ہو گیا خواہ وہ جانور اصل میں حلال تھا بکرا بکری گائے بھینسا اونٹ وغیرہ یا نہ تھا اب وہ نجاست اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے دور نہیں ہوتی جیساکہ نجاست ظاہری۔ اگر کوئی سور یا کتے کو اللہ کا نام لیکر ذبح کرے تو کیا وہ گوشت حلال ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں پھر نجاست روحانی تو اوس سے بھی زیادہ عند اللہ مکروہ ہے وہ تو جبہی زائل ہو سکتی ہے کہ جب وہ شخص توبہ کرے اور پکار کر کہے کہ میں اس سے باز آیا تب اگر وہ بسم اللہ کہکر ذبح کیا جاوے تو درست ہو سکتا ہے لغیر اللہ بھی مطلق ہے اللہ کے سوا کسیکے نام سے بہ نیت تقرب کوئی چیز پکاری جاوے حرام ہے۔ نیت تقرب نہیں بلکہ تملیک وغیرہ کا اظہار مقصود ہے تو اس سے مستثنیٰ ہے مثلاً کسی بکرے کے لئے کوئی پکار کر کہدے کہ یہہ فلاں کا ہے یعنی اسکا وہ مالک ہی یا مینے اسکو ہبہ کر دیا تو اس سے وہ حرام نہیں ہو جاتا کسلئے کہ اہلال لغیر اللہ میں تقرب ہی مقصود ہوتا ہے۔

(۳) گرچہ حلالاً طیباً کی قید سے جملہ ناپاک اور گندی چیزیں جنمیں نجاست جسمانی ہو یا روحانی سب حرام ہو گئیں مگر ان میں سے ان چار چیزوں کو ان میں زیادہ تر نجاست تھی

اور عرب کے مشرکین زیادہ تر استعمال کرتے تھے مخصوص کر کے حرام ہونا بیان کر دیا اور کلمہ انما جو حصر کا فائدہ دیتا ہے تو یہہ حصر اضافی ہے یعنی حلال و طیب چیزوں کے مقابلہ میں بالفعل بصراحت یہی چار چیزیں حرام ہیں کیونکہ غیر حلال و غیر طیب سب چیزیں حرام ہیں انھیں میں سے یہہ چار چیزیں بھی ہیں جنکا اس آیت میں ذکر ہوا اور دیگر چیزوں کا وقتاً فوقتاً خود قرآن مجید نے یا حضرت پیغمبر علیہ السلام نے اظہار فرمایا جیسا کہ خمر یعنی شراب اور نطیحہ[1] و متردیہ[2] اور درندوں کا کھایا ہوا جانور اور بتوں پر ذبح کیا ہوا۔ کہتے ہیں کہ جسمیں بھوک کے مارے ہلاک ہو جانے یا سخت بیمار پڑ جانے کا اندیشہ ہو جسکا اندازہ تین روز کا فاقہ عام حالت پر قیاس کر کے کیا گیا ہے ورنہ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ سات روز میں بھی انپر ہلاکت کا اندیشہ نہیں اور بعض کسی مرض یا معدہ کی حرارت کے سبب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر ایک رات دن کھانا نہ ملے تو غشی طاری ہو جانے انکے لیے وہی حالت اضطرار ہے۔ مگر اس اجازت میں بھی قید ہے وہ یہہ کہ باغی اور حد سے بڑھنے والا نہو جسکے معنے اکثر علماء نے یہہ کئے ہیں کہ کھانے میں سد رمق کھاوے پیٹ بھرنے کا قصد نہ کرے نہ عادی ہو کہ پھر ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ کرے امام ابو حنیفہ اور انکے اتباع کا بھی یہی قول ہے بعض کہتے ہیں کہ باغی بغاوت سے مشتق ہے کہ امام برحق سے لڑنے میں اسکو یہہ بھوک پیاس پیش آوے تو اسکے لیے اس حالت میں بھی رخصت نہیں غرض حالت معصیت میں رخصت نہیں کس لیے کہ رخصت رحمت و عنایت ہے جسکا عاصی مستحق نہیں۔ اگر کوئی چوری کے لیے چلا یا فعل ناحق کے لئے یا زنا کرنے کے لیے یا اور کسی برے کام کے لیے پس نہ اسکے لئے حالت اضطرار میں جسکو مخمصہ کہتے ہیں ان ممنوع چیزوں کے کھانے کی رخصت ہے نہ سفر میں قصر نماز اور افطار کی رخصت ہے۔ امام شافعی کا یہی قول ہے پہلے قول کے موافق عاصی کو بھی رخصت ہے کیونکہ معصیت اور چیز ہے باقی احکام میں تعمیم ہے + اسکے بعد فرمایا فان اللہ غفور رحیم کہ یہہ کوئی اچھی بات نہ تھی بات تو بری تھی مگر اسکو خدا معاف کر دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کھانے میں سد رمق سے زائد اس حالت اضطرار میں کھایا جانا ایک معمولی بات ہے اسلیے غفور رحیم فرمایا ورنہ رخصت کے بعد ان اشیاء میں کوئی حرمت باقی نہیں رہتی۔

(۵) اور جیسا کہ بعض اشیاء سے بمقتضیٔ حکمت روکا تھا اسی طرح اس بات سے بھی منع فرماتا ہے کہ تم جھوٹ موٹھ بغیر علم یہہ نہ کہدیا کرو کہ یہہ چیز حرام یہہ حلال ہے کس لیے کہ اشیاء کی حلت و حرمت خدا ہی کے سپرد ہے۔ جاہلیت میں مشرکین اور انکے گرو حلال اشیاء کو اپنے اوپر خدا کی عبادت سمجھکر حرام کر لیتے تھے سائبہ بحیرہ وغیرہ بتوں کے نام سے چھوڑتے تھے انکو بھی حرام سمجھتے تھے بتوں کی عزت و تعظیم کے لیے کیونکہ ایسا کرنے میں خدا پر بہتان باندھنا ہے اور خدا پر بہتان باندھنے والے فلاح نہیں پاتے انکا آخرت میں انجام بد ہے دنیا میں چند روز سے مزے میں اوڑا لیں پھر تو دردناک عذاب ہے ممکن ہو کہ متاع قلیل الخ سے انکے لئے تنبیہ ہو جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نہیں بچتے یا اسکی حلال نعمتیں کھا کر شکر نہیں کرتے اور پوری شکرگزاری یہہ ہے کہ اسپر ایمان لائے اور اس کے امر و نواہی پر ایمان لائے زبانی شکر کہہ دینا کافی نہیں +

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

اور یہودیوں پر ہمنے وہ چیزیں حرام کی تھیں جنھیں تم کو پہلے بتا چکے ہیں اور ہمنے تو انپر کچھ بھی ظلم نہ کیا تھا لیکن وہی اپنے نفسوں پر آپ ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر آپ کا رب اُن کے لیئے

عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا

جو بیخبری میں برے کام کرتے رہے پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کرلی اور سدھر گئے۔ بیشک آپ کا رب اسکے بعد غفور رحیم ہے بیشک ابراہیم پیشوا ہو گزرے ہیں۔ وہ خدا کے بڑے فرمانبردار

لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

ایک طرفہ بندے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے اسکی نعمتوں کے بڑے شکرگزار تھے خدا نے انکو برگزیدہ کیا تھا اور انکو راہ راست دکھائی تھی اور ہمنے انکو دنیا میں بھی خوبی دی تھی۔

۱۵ ع ۹ ۲۱

[1] نطیحہ وہ جانور جسکو کوئی دوسرا سینگوں سے مار کر مار ڈالا ہو

[2] متردیہ وہ جو بلندی سے گر کر مر گیا ہو ۱۲

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؕ

اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہونگے

ترکیب ۔ علی حرمنا کے متعلق ہے من قبل قصصنا سے ۔ انفسہم ظلمون کا مفعول ۔ بجہالۃ عملوا کے متعلق ۔ کان جملہ ان کی خبر ۔ امۃ اماً کان کی خبر اول قانتا خبر ثانی اسی طرح حنیفاً بھی خبر ہے ۔ ولم یک جملہ معطوف ہے کان پر اسی طرح شاکراً بھی خبر کان ۔

تفسیر یہاں سے وہ تحریم بیان کی جاتی ہے جو اگلے لوگوں پر انکی سرکشی سے واقع ہوئی تھی فرماتا ہے وعلی الذین ھادوا حرمنا یعنی یہود پر ہمنے وہ چیزیں حرام کردیں تھیں جنکا ذکر اسے پیشتر ہمنے پہلے آپ سے سورہ انعام وغیرہ میں کیا ہے جیسا کہ فرمایا تھا حرمنا علیہم کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومھما کہ ہمنے یہودیوں پر کھروالا جانور حرام کردیا تھا گائے اور بکری کی چربی بھی حرام کردی تھی یہود پر اشیاء کے حرام ہونے کا مسئلہ تحریم اشیاء کے بعد اس لیئے مذکور ہوا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ تحریم دو قسم کی ہے ایک یہہ کہ خود ان اشیاء میں کوئی مضرت ہے حکیم نے شفقت سے منع کردیا دوئم یہہ کہ ان میں کوئی بھی مضرت نہیں بلکہ انکی سرکشی کی وجہ سے انکو ان چیزوں کے استعمال سے روک دیا تاکہ اس ورزش میں انکی نفس کی تیزی ٹوٹے جیسا کہ روزے میں ہوتا ہے مسلمانوں پر جو چیزیں حرام ہوئی ہیں تو قسم اول کی تحریم ہے برخلاف یہودیوں کے کہ انپر قسم دوئم کی بھی تحریم تھی یہہ مسلمانوں پر احسان ہے کہ انپر اس قسم کی تحریم جاری نہیں فرمائی اسکا بھی خیال رکہنا چاہیئے ۔ فرماتا ہے یہہ یہود ہی کا ظلم اپنے نفسوں پر تھا سرکشی کرتے تھے اشیاء انپر حرام ہوتی جاتی تھیں اور سرکشی کے بعد توبہ کی طرف توجہ دلاتا ہے ۔ بقولہ ثم ان ربک کہ جو لوگ بیخبری میں گناہ کرتے تھے مگر اس کے بعد انہوں نے توبہ کرلی اُن کے لیئے خدا غفور رحیم ہے ۔ ایک آیت میں یہہ آگیا ہے کہ جو موت تک گرفتار گناہ رہتے ہیں اور موت طاری ہونے کے وقت توبہ کرتے ہیں انکی توبہ مقبول نہیں کما قال ولیست التوبۃ الایہ اس سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ اگر دانستگی میں بھی کسی نے برائی کی ہے اور مرنے سے پہلے اسنے توبہ قبول کرلی وہ بھی مقبول ہے جمہور اہل علم کا اسی پر اتفاق ہے مشرکین مکہ جو حضرت علیہ السلام کی نبوت میں کلام کرتے تھے بت پرستی کرتے تھے باایں ہمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائل تھے انکے طریقہ کو اچھا جانتے تھے اسیطرح یہود بھی انکے قائل تھے اور اپنے خرافات کو انکی طرف منسوب کرتے تھے توریت میں جو کچھ احکام سختی ہوئی اور پاک چیزیں انپر حرام ہوئیں انکو سنت ابراہیمیہ سمجھتے تھے اس لیئے ان دونو فریق کے سنانے کو ابراہیم علیہ السلام کا چند صفات حمیدہ کے ساتھ ذکر کیا تاکہ انکے خیالات فاسدہ کا بطلان ہو ۔ پس فرماتا ہے ان ابراہیم الخ اول صفت انکے امۃ اسکے چند معنی ہیں وہ تن تنہا پیشوا دین ہونے کی وجہ سے بمنزلہ امت یعنی ایک جماعت کے تھے مجاہد کہتے ہیں چونکہ اول عہد میں تمام مشرکین کے مقابلہ میں وہی موحد تھے اس لیئے وہ بھی ایک گروہ قرار دیئے گئے یا امۃ بروزن فعلۃ بمعنی مفعول جیسا کہ رحلۃ ونخبۃ یعنی مقتدا (۲) قانتا یعنی حکم کے تابعدار (۳) حنیفاً بمعنی مائل الی الاسلام (۴) لم یک الخ وہ مشرک نہ تھے (۵) شاکراً کہ بڑے شکر گزار تھے (۶) اجتباہ خدا نے انکو برگزیدہ کیا تھا ایک عالم انکو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے (۷) ہدٰہ انکو راہ راست کی طرف ہدایت کی گئی تھی (۸) اتیناہ الخ دنیا میں بھی وہ پھلے پھولے انکی نسل میں برکت دی گئی ۔ (۹) دار آخرت میں مقام بلند پر پہنچے ۔ اب جو ابراہیم کے رستہ پر ہے وہی ان کا وارث برکات کا مستحق ۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ

پھر ہمنے اونبی آپ کیطرف یہ وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقے کی پیروی کریں جو خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ۔ سبت تو انھیں پر مقرر ہوا تھا جو اسمیں اختلاف کرتے آئے ہیں ۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اور آپ کا رب ہی قیامت کے روز ان باتوں کا کہ جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کردیگا (اے نبی لوگوں کو) اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ

الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بالمهتدين ○ وان عاقبتم

وعظ سے بلائے اور انسے بحث بھی کرو تو پسندیدہ طریقہ سے کرو کیونکہ آپ کے رب کو خود معلوم ہے کہ کون اس کے رستہ سے بہکا ہے اور وہ انکو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں اور اگر تم سختی کرو

فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ○ واصبر وما صبرك الا بالله ولا تحزن عليهم ولا تك

تو اتنی کہ جتنی تمسے کی گئی ہے اور اگر صبر کرو تو یہہ تو صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے اور آپ صبر کیجئے اور آپکا صبر اللہ ہی کے ساتھ ہے اور نہ انپر کچھ رنج کیجئے اور نہ آپ

۱۶ ع ۹ ۲

في ضيق مما يمكرون ○ ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون ○

انکے مکروں سے دل تنگ ہوں کس لئے کہ جو پرہیزگاری اور لوگوں سے نیکی کرتے ہیں اللہ ان کے ساتھ ہے

ترکیب - ان اتبع اوحینا کی تفسیر ہے بالتی اے بالمجادلة التی - عاقبتم جمہور کے نزدیک الف و تخفیف کے ساتھ ہے اور بعض نے بغیر الف کے تشدید کے ساتھ بھی پڑھا ہے عقبتم اے تتبعتم بمثل با ب زائدہ ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ تقدیر یہہ ہے بسبب مماثل لما عوقبتم لہو ضمیر صبر یا عفو کی طرف پھرتی ہے وہ نو پر کلام دال ہے ضیق مصدر ہے ضاق کا جیسا کہ سار اسیر یا ضیق کا مخفف جیسا کہ سیت میت کا الا باللہ اے بتوفیقہ -

تفسیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف مذکورہ میں مشرکین و یہود پر تعریض ہے کہ تمکو بھی ابراہیم کا اتباع ضرور ہے تم تو انکے برخلاف کام کرتے ہو اسکے بعد انپر ایک اور تعریض کرتا ہے کہ ثم اوحینا الیک الخ اے محمد ہمنے بعد اسکے کہ ابراہیم کا طریقہ لوگوں نے محرف کردیا تھا (لفظ ثم اسی طرف اشارہ کرتا ہے) آپ کی طرف اے نبی حکم بھیجا کہ طریقہ ابراہیم پر قائم ہو اور اسپر چلو یعنی محمد علیہ السلام نے دنیا میں کوئی نیا مذہب نہیں نکالا جو تم اسکے قبول کرنے میں کشمکش و پیچ کرتے ہو یہہ تو اسی برگزیدہ نبی کا رستہ ہے کہ جسکے اتباع کا تمکو دعوے ہے ہاں تمنے اس طریقہ کو بگاڑ دیا مشرکین نے تو شرک کرکے کیونکہ ابراہیم ہرگز مشرک نہ تھے یہود نے دیگر رسوم باطلہ سے -

یہود آنحضرت صلعم پر ایک اعتراض یہہ بھی کرتے تھے کہ آپ طریقہ ابراہیم کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں ابراہیم کے دین میں یوم السبت یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم خاص تھی وہ آپنے ترک کی اسکی جگہہ جمعہ کا دن مقرر کیا اس کے جواب میں فرماتا ہے انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیه کہ سبت[له] کا دن ابراہیم علیہ السلام پر مقرر نہوا تھا بلکہ انہیں یہود پر موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں کہ جنہوں نے اسمیں اختلاف کیا یعنی اسکی تعظیم بجا نہ لائے بہت نے انکے بزرگوں میں سے اسکی بے حرمتی کی اسدن میں کاروبار و شکار کیا جسپر مبتلائے بلا ہوئے اختلفوا فیه میں ایک قسم کی تعریض ہے کہ یہہ جو آج اسکی تعظیم کا دم بھرتے ہیں انہیں نے اس میں اختلاف بھی کیا - اختلفوا فیه کے یہی معنی ہیں کہ بالاتفاق سب نے اسکی تعظیم برابر نہیں کی یا یہہ معنی کہ نصاریٰ بھی باوجودیکہ توریت کی پابندی کا دم بھرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور انکے احکام کو بھی برحق مانتے ہیں لیکن سبت کو نہیں مانتے اسکی جگہہ اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں - کتب علی الذین میں نصاریٰ بھی داخل ہیں اور یہود بھی پھر انھیں میں باہم اس سبت میں اختلاف ہے یہودی اسکے قائل عیسائی نہیں بلکہ اسکی جگہہ اتوار کو قائم کرتے ہیں اور ہر ایک دلیلیں قائم کرتا ہے اسلئے فرماتا ہے ان ربک لیحکم الخ کہ خدا قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردیگا ابو ہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم پچھلے ہیں مگر سب سے پہلے ہیں قیامت کے دن صرف فرق یہہ ہے کہ انکو پہلے کتاب ملی ہے اور ہمکو پیچھے پس وہ دن کہ جو خدا نے انپر فرض کیا تھا اسمیں انہوں نے اختلاف کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ دن بتلا دیا کہ وہ ہمارے پیچھے رہ گئے یہود ایک روز نصاریٰ اسکے بعد ایک روز (صحاح)

جب آنحضرت صلعم ابراہیم علیہ السلام کی مسند نبوت پر بیٹھے اور انسے بھی بڑھ گئے تو انکو حج کے لئے لوگوں میں منادی کا حکم ہوا تھا واذن فی الناس بالحج تو آپ کو تمام عالم کی دعوت کا حکم ہوا کہ سب کو راہ راست کی طرف بلائیں فقال ادع الی سبیل ربک مگر دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں اول اعلیٰ درجہ کے حکما کہ جنکا مقصود

[له] یعنی ملعون اسمیں دنیاوی کاروبار یہود پر حرام تھا ۱۲ منہ

اصلی یقینیات کا دلائل قطعیہ سے حاصل کرنا ہی سو انکی دعوت بالحکمۃ ہوتی ہے یعنی دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ انکے دل میں عقائد و اعمال صالحہ کی رغبت پیدا کرنا۔ اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ یہ دلائل قواعد منطقیہ پر مبنی ہوں یا نہ ہوں بلکہ انکے فہم و استعداد کے موافق دوم اوسط درجہ کے لوگ انکے افہام دلائل اقناعیہ ہی پر بس کر لیتے ہیں سو انکو بالموعظۃ الحسنۃ دعوت ہوتی ہے اور یہی دلائل موعظت حسنہ ہیں جو لطف و نرمی کے پیرایہ میں ادا کی جاتی ہیں سوم ادنی درجہ کے لوگ جنکی روح مکدر اور عالم غیب سے نورانیت کا حصہ نہیں پائے ہوئے ہوتی ہے سو یہ لوگ دعوت کے قابل نہیں بلکہ انکے مسلمات سے انکا بند کر دینا ہی مطلوب ہوتا ہے اسلیئے انکے لیئے فرمایا وجادلہم بالتی ہی احسن اور اسی لیئے اشرار اہل کتاب کے لیئے ایک جگہہ یوں آیا ہے ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن اور چونکہ یہہ لوگ ہٹ دہرمی کیا کرتے ہیں الزام کھانے کے بعد بھی بک بک کیئے جاتے ہیں اس لیئے آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ الخ یعنی آپ کچھ غم نہ کریں کہ کیوں نہیں مانا کسلیئے کہ خدا کو گمراہ اور ہدایت یافتہ معلوم ہیں سزا جزا اسی کے ہاتھ ہے جو شخص خلائق کی ہدایت پر کمر باندھکر انکو انکے مذہب آبائی اور رسوم و عادات موروثیہ سے منع کرنا چاہے تو لوگ اسکے اور اسکے اعوان و انصار کی تکلیف اور ایذا میں ہاتھ سے زبان سے کچھ اٹھا نہیں رکھتے اسلیئے آنحضرت صلعم کو اور آپ کے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ کہ اگر بدلہ ہی لینا ہو تو اسیقدر کہ جسقدر تمکو تکلیف دی گئی ہے۔ یہہ عام قانون عدالت کے موافق حکم ہے مگر انبیاء اور انکے پیروؤں کا مرتبہ اس سے بھی بلند ہے انکو صبر و برداشت کرنا ہی بہتر ہے اسلیئے فرمایا ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین اسپر آنحضرت صلعم کی شان اس سے بھی اعلے ہے اسلیئے آپکو بہ تاکید صبر کا حکم دیا واصبر الخ اور نیز آپ کو انکی گزشتہ حرکات ناشائستہ پر رنج کرنے اور آئندہ جو وہ مکر و فریب کریں گے یا کرتے ہیں اس سے دل تنگ ہونے کی بھی ممانعت کر دی ولا تحزن الخ اور اپنی مدد کا بھروسہ دلا دیا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون جسطرح سورۂ حجر کا خاتمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یاد الہی کے حکم پر کیا تھا جس سے روح میں قوت اور تکالیف کی برداشت کی طاقت پیدا ہوتی ہے اسی طرح اس سورہ کا خاتمہ جملہ مصائب کی برداشت پر کیا جو خدا پرستی میں پیش آتی ہیں اسی لیئے کہا گیا ہے الصبر مفتاح الفرج صبر کشادہ کاری کی کنجی ہے دنیا کے کاموں سے لیکر خدا پرستی اور عرفان الہی تک جسنے صبر نہیں کیا کچھ بھی نہیں پایا اور یہاں صبر پر کامیابی کا بھی وعدہ ہے کسلیئے کہ خدا کی معیت سے زیادہ اور کوئی کامیابی نہیں جسکے ساتھ خدا ہے اسکے ساتھ سب کچھ ہے

سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ○

پاک ہے وہ کہ جسنے راتوں رات اپنے بندہ محمد کو مسجد حرام سے اس انتہا کی مسجد تک سیر کرائی کہ جسکے آس پاس ہمنے برکت دی رکھی ہے تاکہ اسکو ہم اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں کیونکہ وہ سنتا دیکھتا ہے

ف [illegible] ۱۲ منہ

ع بامرک الا باللہ [illegible]

[illegible] ان اللہ مع الذین [illegible] احسان کی قسم [illegible] صبح وصال نصیب ہوتا ہے

اس وصال کے لیئے سالہا سال از عشاق نے رو رو کر شام سے صبح کی ہے ۱۲ منہ

ترکیب سبحٰن اسم ہے بمعنی تسبیح بمعنی التنزیہ ۔ اور کبھی علم بھی ہو کر مستعمل ہوتا ہے تب اضافت سے منقطع ہوگا اور غیر منصرف ہوگا ؎ قد قلت لما جاءنی فخرہٗ سبحان من علقمۃ الفاخر ۔ اور اسکا نصب فعل محذوف سے ہی جو ہمیشہ متروک الاظہار ہے ۔ اسریٰ و سریٰ ایک معنی میں ہے وقیل لیلاً منصوب ہے اسریٰ کا مفعول فیہ ہو کر حولہٗ منصوب ہے مفعول بہ یا فیہ ہو کر بارکنا کا لنریہ اسریٰ سے متعلق ہے۔

تفسیر چونکہ پہلی دونوں صورتوں کے خاتمہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت و تسبیح اور اسپر صبر یعنی اسکے تکالیف برداشت کرنے اور اسپر مداومت کا حکم دیا گیا تھا جسکی آپ نے بخوبی تعمیل کی اب اس سورہ کی ابتدا میں اس عبادت و صبر کا نیک نتیجہ ظاہر فرماتا ہے وہ کیا؟ حضرت کو معراج ہونا جسمیں صدہا اسرار غیب اور آسمانوں اور جنت و دوزخ کے حالات دکھلائے گئے یہ امر نبوت کی اعلےٰ ترقی ہے ۔ جملہ مفسرین متفق ہیں کہ عبدہ سے مراد اس جگہ حضرت محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اسراء رات میں سیر کرانا لیجانا لیکن لیلاً کا لفظ نکرہ کرکے لانا اسلیے ہے کہ تمام رات کی سیر نہ کوئی سمجھ لے بلکہ یہ واقعہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوا تھا وہ یہ کہ مسجد الحرام سے حضرت کو مسجد اقصےٰ ۵؎ تک لیگئے پھر وہاں سے آسمانوں تک پہنچے ۔ مسجد الحرام خانہ کعبہ اور اسکے آس پاس کی جگہ یعنی صحن ۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ میں خانہ کعبہ کے پاس حجر ۶؎ کے اندر کچھ بیدار کچھ سوتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس بُراق لائے الخ اور بعض روایات میں ہے کہ اُس رات آپ اُمّ ہانی کے گھر میں تھے اسکی تطبیق علماء نے یوں کی ہے کہ اُمّ ہانی کا گھر حرم میں واقع تھا اور یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم کو روحانی طور پر بھی کئی بار معراج ہوئی ہے اُمّ ہانی کے گھر سے شاید روحانی معراج ہوئی ہو نہ یہ کہ جسکا یہاں ذکر ہے اور اسی طرح وہ جو بعض اہل علم معراج کو خواب بینی کہتے ہیں غالباً انکی مراد بھی خواب کی معراج ہوگی نہ یہ کہ جو حالت بیداری میں روح اور جسم دونو کے ساتھ ہوئی اور مسجد اقصےٰ تک ایک رات کے کچھ حصہ میں جانا تو اس آیت سے ثابت ہی اور پھر آگے آسمانوں تک احادیث صحیحہ سے جو بحالت مجموعی حد تواتر کو پہنچ گیا ہے اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے سلف سے خلف تک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے اور اسکو اقصیٰ بمعنی بعید اسلیے کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ سے یہ اس دور فاصلہ پر ہے کہ پھر اس سے پرے اور کوئی مسجد نہ تھی ۔ غرض کوئی وجہ ہو مگر عرب خصوصاً اہل مکہ اسکو مسجد اقصیٰ کہتے تھے اسکے گرد برکت دینے سے مراد یہ ہے کہ پھل پھول کی جگہ ہے مسجد اقصیٰ ہی ایسے سرسبز ملک اور محل میں ہے یہ سرسبزی خدا کی عطا کردہ برکت ہی اور اسکے سوا اسکے گرد حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات اور آثار باقیہ ہیں جو سراسر برکات ہیں اور یہ سیر کسلیے کرائی کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اپنے نشان قدرت اور عالم غیب کی چیزیں دکھائے منجملہ ان کے جنت و دوزخ کی چشم دید حالت اور ملائکہ اور عالم قدس کے لوگوں کی کیفیت تاکہ نبوت کے مرتبہ کی تکمیل ہو جائے جو تمام عالم کے نبی کے لیے ضروری تھی ۔ سمیع و بصیر اس مقام پر عجب لطف دے رہا ہے ۔ بصیر اس عجیب سیر میں حضرت کی نگہبانی کے لیے آیا ہے مسافر کو کہتے ہیں اللہ نگہبان اور سمیع منکروں کے بیہودہ سوالات پر تہدید کے لیے آیا ۔ آسمان اور بہشت و دوزخ کی سیر اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی کیفیت اور نماز پنجگانہ وہاں فرض ہونا احادیث صحیحہ میں مفصلاً مذکور ہے۔

ابحاث

(۱) یہ معراج کا واقعہ محققین کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پیشتر رجب کے مہینے میں ستائیسویں شب کو ہوا تھا جیسا کہ معالم التنزیل وغیرہ کتب سے ثابت ہی ۔ (۲) آنحضرت صلعم نے جب صبح کو اس معراج کی کیفیت بیان فرمائی تو اہل مکہ اور بھی تمسخر کرنے لگے چنانچہ قریش کے چند قافلے ملک شام میں تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے قریش مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ اگر آپ شبا شب بیت المقدس گئے تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو رستہ میں ضرور دکھائی دیے ہونگے اگر آپ سچے ہیں تو انکی پوری کیفیت بیان فرمائیے کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کر رہے تھے اور انہیں کیا واقعہ ہوا تھا چنانچہ آپ نے انکی سب مفصل کیفیت بیان کر دی اور جب وہ قافلے واپس آئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ فلاں شب تم کہاں تھے اور کیا معاملہ تم پر گزرا تھا انہوں نے وہی بیان کیا جسکی آنحضرت صلعم نے خبر دی تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔

۵؎ مسجد اقصےٰ بیت المقدس ہے انبیاء سابقین کا قبلہ رہا ہے یہ مسجد جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہیں ملک فلسطین کے ایک مشہور شہر میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے تخمیناً پانسو برس بعد تعمیر کی تھی بنی اسرائیل کی شرارت و بدکاری سے کئی بار یہ عمارت گر گئی اور آنحضرت صلعم کے عہد میں [illegible] ایک ڈھیر پڑا تھا مسجد اقصیٰ جگہ کا نام ہے نہ عمارت کا کیونکہ عمارت باقی نہ رہی تھی مسجد نہیں باقی تھی مگر اسکے آس پاس عیسائیوں نے عمدہ عمارت تعمیر کر لی تھی اس زمانہ میں انکو ہی بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کہتے تھے [illegible] نشان آنحضرت صلعم سے قریش نے پوچھے تو بیان فرمائے ۱۲ منہ

۶؎ [illegible] یاں

سوال احادیث میں یہہ موجود ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے بیت المقدس کے مکانات کا پتہ پوچھنا شروع کیا اور آپ جب بتلاتے بتلاتے گھبر گئے تو جبرئیل نے بیت المقدس کو آپکے سامنے لاکر حاضر کردیا۔ اوّل تو بیت المقدس جو خاص ہیکل سلیمانی سے عبارت ہے بخت نصر کے حادثہ میں گرایا گیا اور پھر جو اسکی تعمیر ہوئی تو اسکو انطاکیہ کے بادشاہ انٹیوکس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے بیشتر ہی گرادیا پھر اسکے بعد جو تعمیر ہوئی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک تمام نہیں ہوئی تھی جسکی سرپرستی ہیرودس حاکم شام کرتا تھا جو قیاصرہ روم کا گورنر تھا اسکو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود سے تخمیناً چالیس برس بعد روم کے قیصر طیطوس نے بیخ و بنیاد سے گرادیا اور اسپر ہل چلوادی پھر جو کسی نے اسکی تعمیر کا قصد کیا تو نہ کرسکا اسکی بنیادوں میں سے مدتوں تک آگ کے شعلے نکلتے رہے جو یہود پر مسیح کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے قہر الٰہی تھا آخر وہ تعمیر حضرت عمرؓ کے عہد تک خراب پڑی رہی وہاں خس و خاشاک اور بول و براز پڑا رہتا تھا پھر اسکو عمرؓ نے تعمیر کیا یہہ بات عیسائیوں اور محمدیوں کی تاریخ میں بالاتفاق مانی گئی ہے پس آپنے نماز وہاں کیونکر پڑھی اور اسکے نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرمائے اس عہد کے بیشتر صدہا سال سے ہی اسکو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہ اسکے نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟

دوم جو کچھ ہو پھر اسکے حضرت کے روبرو مکہ میں حاضر ہونیکے کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ اسلام ایسی ہی غلط باتوں اور توہمات پر مبنی ہے جنکو کوئی بھی تسلیم نہیں کرسکتا۔

جواب مسجد اس جگہ کا نام ہی جو وہ عمارت کے گرجانے یا بدل جانے سے نہیں بدلتی گو وہ خاص ہیکل منہدم تھی مگر اسکے آس پاس عیسائیوں نے مکانات تعمیر کر رکھے تھے جنکو خود عیسائی اور عوام ہیکل اور بیت المقدس ہی کہتے تھے جنکو قریش مکہ نے جب وہ اس ملک اور شہر میں تجارت کے لیے آتے جاتے تھے بارہا دیکھا تھا انہیں کو آنحضرت صلعم نے مطابق سوال کے بتلادیا۔ رہا اس کا مکہ میں آپ کے سامنے موجود ہوجانا جسے دیکھ دیکھ کر آنحضرت قریش کو جواب دیتے اور نشان بتلاتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اس سے یہہ مراد نہیں کہ ان مکانات کو اٹھاکر لاکر مکہ میں لے آئے تھے بلکہ آپ پر انکشاف روحانی ہوا اور تمام عمارت قلبی آنکھوں کے سامنے آگئی آپ تو سید المرسلین مؤید بالہام تھے معمولی لوگوں کے سامنے غائب چیزوں کا تصور میں پورا نقشہ کھنچ جاتا ہے وہ چیزیں اوس عالم میں آنکھوں کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ پادری صاحب ایسے واہی تباہی شبہات سے جنکے پیش کرنیسے عاقل و اہل علم شرم کرتے ہیں جاہل مسلمانوں کے اعتقاد دین فتور ڈالا کرتے ہیں اور اسکو مشن کی عمدہ کارگزاری سمجھکر فخر کیا کرتے ہیں شرم شرم۔

(۳) جسم عنصری کا تھوڑی سی دیر میں مسجد اقصیٰ پہنچنا اور اس سے بڑھکر یہہ کہ آسمانوں پر جانا اور آسمانوں سے گزر کر عرش تک جانا اور وہاں باوجود اس جسم عنصری کے روحانیات محضہ سے ملنا جنت و دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے حکما نے اسکے محال ہونے پر اور آسمان کے خرق والتیام کے محال ہونے پر دلائل قائم کیے ہیں اور نیز کوئی اہل ادیان حقہ یعنی عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہیں اسی لیے آج کل کے فلسفی مسلمان بلکہ کچھ اگلے زمانہ کے بھی جنکو معتزلہ کہتے تھے اس معراج کو خواب پر محمول کرتے ہیں عائشہؓ اور معاویہؓ کے قول سے ان اعتراضات کے بچنے کے لیے۔ **جواب** جسم عنصری کا ایسی حرکت سریع کرنا خصوصاً جبکہ اسکی عنصریت روحانیت سے بھی لطافت میں بڑھ جاوے کچھ بھی محال نہیں آجکل ریل اور تار برقی کی حرکت کو ملاحظہ کرلیجیے اور اسی طرح آسمانوں کا خرق والتیام جن خیالات فاسدہ سے محال ثابت کیا تھا انکی پوری پوری حکمائے اسلام نے علم کلام میں قلعی کھولدی ہے اور ثابت کردیا ہے کہ وہ حکمائے یونان اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرتے تھے جنکے مسائل طبعیات و ہیئت کی آج کل حکمائے یوروپ کیسی خاک اڑا رہے ہیں۔ اور جو کوئی ملحد عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہو تو کیا ہوا پر جو انجیل و بائبل کو مانتے ہیں انپر ان باتوں کا تسلیم کرنا ضرور ہے دیکھیے انجیل مرقس کے سولہویں۶ باب انیسویں۹ ورس میں ہے یہی یعنی مسیح خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف چڑھ گیا اور خداتعالےٰ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا یعنی حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چلے گئے۔ اور اسی طرح دوسری کتاب السلاطین کے دوسرے باب میں مذکور ہے کہ ایلیاہ (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام) اور الیسع باتیں کرتے جاتے تھے کہ ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے نمودار ہوئے اسمیں چڑھکر ایلیا آسمان پر چلا گیا۔ اور اسی طرح قسیس ولیم سمٹ اپنی کتاب طریق الاولیاء میں حضرت اخنوخ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔ اور اہل اسلام تو قاطبۃً اسپر متفق ہیں ذیل میں۲ ملحدوں کا کیا ذکر ہے اور عائشہؓ اور معاویہؓ کی حدیث دوسری معراج کے بارہ میں ہے جو

۹ یعنی عیسیٰ علیہ السلام [illegible]

حضرت کو اُس سے پیشتر خواب میں ہوئی تھی (جیسا کہ معالم میں ہے)

(۴) یہ معراج روحانیت کا کامل غلبہ ہے عبادت و تسبیح کے سبب جس سے روح جسم پر غالب آگئی اور جسمانیت میں سرایت کر گئی اور جسم بھی بمنزلہ روح کے لطیف ہو گیا تھا اور یہ بات اہل کمال پر مخفی نہیں۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

اور ہمنے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی اور اسکو بنی اسرائیل کے لیے ہادی بنایا تھا (اسمیں حکم تھا) کہ میرے سوا کسیکو کارساز نہ بنانا اے نسل اُنکی کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کر لیا تھا بے شک وہ

عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَاۗءَ

شکرگزار بندہ تھا ۔ اور ہمنے کتاب میں بنی اسرائیل کے لیے ٹھیرا دیا تھا کہ تم زمین پر دو بار فساد کروگے اور بڑی ہی سرکشی کروگے پھر جب اُن میں سے

وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

اول وعدہ آیا تو ہم نے تمپر اپنے ایسے بندے کھڑے کر دیئے جو بڑے لڑنے والے تھے اور وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑے اور اللہ کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا پھر ہمنے تم کو

الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ قف

دشمنوں پر غلبہ دیا اور تمکو مال اور اولاد میں ترقی دی اور تمکو بڑی جماعت والا بنا دیا ۔ اگر تمنے نیکی کی تو اپنے ہی لیے کی تھی اور اگر بدی کی تھی تو

فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝

اپنے ہی لیے کی تھی پھر جب دوسرا وعدہ آیا (تو پھر دشمنوں کو ابھار دیا) تاکہ وہ تمہارے منھ بگاڑ دیں اور مسجد مقدس میں گھس پڑیں جیسا کہ اس میں اول بار گھس پڑے تھے اور جس چیز پر قابو پاویں اُسکا ستیاناس کر ڈالیں

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝

کچھ دور نہیں کہ تمہارا رب تمپر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی کروگے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور جہنم کو تو منکروں کا قید خانہ ہی بنا رکھا ہے

ترکیب الا تتخذوا اصل میں ان لا تھا ۔ ان مفسرہ ہے اس چیز کا کہ جسکو کتاب شامل تھی امر و نہی سے ۔ وکیلا مفعول ہے لا تتخذوا کا اور مفعول ثانی یا ذریۃ ہے والتقدیر لا تتخذوا ذریۃ من حملنا وکیلا اے ربا مفوضا الیہ ۔ اس صورت میں من دونی حال ہوگا وکیلا سے یا من دونی خود مفعول ثانی ہے ۔ اس صورت میں ذریۃ کا نصب منادی مضاف ہونیکی وجہ سے ہے یا باضمار اعنی ۔ مرتین مصدر ہے جبر لفظ سے وعد اولہما اے موعود اولی المرتین خلال ظرف ہے جاسوا کا ۔

تفسیر آنحضرت صلعم کی بزرگی ذکر فرما کر (یعنی معراج کا ذکر کر کے) بتلاتا ہے کہ ہمیشہ سے انبیاء کے ساتھ ہم یوں ہی انعام و اکرام کرتے آئے ہیں اس سے پہلے ہمنے موسیٰ کو بھی کتاب یعنی تورات دی تھی جو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی اس میں بڑا تاکیدی حکم یہ تھا کہ اے نوح اور اسکے ساتھ کشتی میں سوار ہونیوالوں کی نسل میرے سوا اور کسیکو کارساز حاجت روا نہ بنانا ۔ مگر بنی اسرائیل نے بت پرستی کی ہلاکت میں پڑے ۔

ذریۃ من حملنا مع نوح فرمانے میں اسطرف اشارہ ہے کہ اسوقت لوگوں کی شرارت سے انکو غرق کیا تھا اور نوح اور اسکے ساتھ والوں کو کشتی میں خدا پرستی کی وجہ سے بچا لیا تھا پھر اب جو تم دنیا میں پھیلے ہوئے ہو سب انھیں انعام یافتوں کی نسل ہو تمکو ذرا اپنے بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ وہ کیسے تھے اور اب تم کیا کرتے ہو اور اس عذاب کا بھی کہ جو اسوقت دنیا پر نازل ہوا تھا ۔ چونکہ کشتی والوں میں نوح علیہ السلام سردار تھے اسلیئے انکا وصف بھی ظاہر کر دیا انہ کان عبدا شکورا کہ وہ بڑا شکرگزار بندہ تھا ۔ اب تم اسکی اولاد ہو کر کس طرح سے کفران کرتے ہو شرماؤ شرماؤ ۔ ذریۃ من حملنا مع نوح میں اس شرارت پر سزا نازل ہونا اشارۃً ذکر فرما کر اس واقعہ کی تصریح فرماتا ہے جو کتاب میں بنی اسرائیل کیلیے

ع

ن

وقف لازم

ع

[illegible]

بطور پیشین گوئی کے ذکر ہوا تھا۔ بقولہ وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا۔ فاذا جاء وعد اولٰهما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الخ۔

قضاء قطع کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ مستحکم کرنا۔ ادا کرنا۔ حکم کرنا۔ مگر یہاں مراد قطعی طور پر بتلا دینا ہے۔ وعد اولٰهما یعنی اولی المرتین باس قتال ومنہ قولہ تعالے وحین الباس قال اللیث الجوس والجوسان التردد۔ فجاسوا ابن عباسؓ اسکے معنی کرتے ہیں فتشوا۔ ابو عبیدہؓ کہتے ہیں طلبوا من فیہا ابن قتیبہ کہتے ہیں عاثوا وافسدوا۔ الخلال ہو الانفراج بین الشیئین والدیار دیار بیت المقدس۔

بعض مفسرین نے

فی الکتاب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توارت مراد لی ہے اور یہہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو یہہ بات اول سے سنادی ہو کہ تم ملک میں دو بار فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کروگے پہلی مرتبہ جب تم ایسا کروگے تو تمپر ہم بڑے جنگ آور بندے مسلط کرینگے جو تمہارے گھروں میں گھس گھس کر تمہیں قتل کرینگے۔ اسکے بعد ہم پھر تمکو دولت و ثروت اولاد و حشمت دینگے مگر تم پھر فساد و شرارت کروگے تو ہم پھر تمپر ایک قہار قوم مسلط کرینگے جو تمہارے منہ بگاڑ دیگی اور اول بار کی طرح بیت المقدس تک انکی نوبت آویگی اسکے بعد شاید خدا تمپر مہربانی کرے اور جو تم پھر بدی و شرارت کروگے تو ہم بھی پھر تمکو سزا دینگے"۔ مگر اب بالفعل جو اہل کتاب کے پاس توریت کے نام سے ایک کتاب ہے اسمیں اس صراحت کے ساتھ یہہ مضمون نہیں ہاں اسکے بعض فقروں سے نکلتا ہے۔ اس اصلی توریت میں یہہ مضمون ہوگا بعض کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے یعنی یہہ بات بنی اسرائیل کے لیے ہمنے دفتر قضا و قدر میں لکھدی تھی۔ وقال ابن عباسؓ وقتادہ یعنی قضینا علیہم فالی بمعنی علی والمراد بالکتاب اللوح المحفوظ۔ معالم۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب اے علمناہم واخبرناہم فیما آتیناہم من الکتاب انہم سیفسدون (معالم)

اس قول سے توریت کی تخصیص نہیں سمجھی جاتی بلکہ عام ہے کوئی کتاب ہو جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور کاتب الحروف کے نزدیک یہی قول قوی ہے اب ہم جو آجکل کی کتابوں کو دیکھتے ہیں کہ جنکو اہل کتاب الہامی مانتے ہیں انمیں سے کتاب یسعیاہؑ (شعیا) اور یرمیاہؑ (ارمیاہ) اور حزقیلؑ اور ہوسیعؑ اور یوئیلؑ اور عاموسؑ اور میکایاہؑ اور حبقوقؑ علیہم السلام کی کتابوں میں یہہ مضمون بکثرت موجود اور باوجود تحریفات کے بہت کچھ مذکور ہے اسی کی نسبت فرماتا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب الخ

اب یہہ بات باقی رہ گئی کہ پہلی مرتبہ بنی اسرائیل کی شرارت و بت پرستی پر کس جبار بادشاہ کو خدا نے ان پر مسلط کیا تھا؟ اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ بخت نصر بابل کا بادشاہ ہے مگر اسکی چڑہائی کا باعث جو حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام کے خون کا انتقام کہتے ہیں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں کسلیئے کہ بخت نصر جسکو اہل کتاب بنوکدنضر کہتے ہیں حضرت یحییٰؑ سے صدہا سال پیشتر گزرا ہے۔ اور پچھلے مرتبہ جسنے بنی اسرائیل پر چڑھائی کی ہے بعض کے نزدیک وہ شاہ اینٹوکس انطاکیہ کا بادشاہ ہے اسکے بعد پھر کچھ بنی اسرائیل کی حالت سنبھلی تھی جیسا کہ عسیٰ ربکم ان یرحمکم سے پایا جاتا ہے تو بنی اسرائیل نے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ بھی بڑی بدسلوکی کی تو ان عدتم عدنا کے موافق خدا نے شہزادۂ روم طیطس کو چڑھایا جسنے بالکل ستیاناس کردیا اسی کے گرائے ہوئے بیت المقدس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا ہے۔

اب ہم بیت المقدس کی مفصل تاریخ لکھتے ہیں جس سے ناظرین آپ سمجھ لیں گے کہ اس آیت کا مصداق ان بادشاہوں میں سے کون ہے اور کونسا واقعہ اس سے زیادہ چسپاں ہے۔ وہو حسبی ونعم الوکیل۔

تاریخ بیت المقدس

چونکہ مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات میں واقع ہے کہ جسکو مفسرین اسلام بیت المقدس یا بیت القدس سے تعبیر کرتے ہیں تو ہم کو ضرور ہوا کہ اس کا مفصل حال بیان کریں تاکہ پھر شب معراج میں آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں تشریف لیجانا ذہن نشین ہو اور اسپر جو مخالفین نے شبہات کئے ہیں وہ بھی دفع ہو جاویں اور نیز پچھلی آیتوں کا مطلب بھی بخوبی واضح ہو جاوے۔

فصل اول

مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس اوس مسجد کا نام ہے کہ جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا جسکو اہل کتاب **ہیکل** کہتے ہیں۔ یہ مسجد شہر شلیم یا جیروسلم میں واقع ہے جو ملک **فلسطین** میں ہے اور اس ملک کو یہودیہ اور ارض مقدسہ (ہولی لینڈ) اور **کنعان** بھی کہتے ہیں اور کبھی ملک **شام** بھی۔ جغرافیا فرنگ کے صفحہ ۲۲۴ میں ہے وکنعان اسم قدیم شام است کما قال الیاقوت کنعان بالفتح ثم السکون وعین مہملۃ وآخرہ نون قال ابن الکلبی الشام ومنازل الکنعانیین ینسبون الی الکنعان بن حام بن نوح۔ وکنعان موضع من ارض الشام کان منزل یعقوب علیہ السلام فی قریۃ یقال لہا سیلون بین سجل و نابلس وبہا الجب الذی القی فیہ یوسف علیہ السلام۔

کنعان شام کے اس حصہ کا نام ہے جس کے ایک گاؤں میں جس کا نام سیلون ہے سجل اور نابلیس کے درمیان حضرت یعقوب رہا کرتے تھے اور یہیں وہ کنواں بھی ہے جسمیں حضرت یوسف کو ان کے بھائیوں نے ڈالدیا تھا اور شام کے ملک میں ایک گاؤں کا بھی کنعان نام ہے۔ اسی طرح فلسطین بھی اس ملک کو کہتے ہیں یعنے ملک شام کا وہ جنوبی و مغربی حصہ جو بحیرہ روم کے کنارہ پر واقع ہے جس میں عسقلون اور لقیرون اور یافہ اور غازہ وغیرہ شہر آباد ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس ملک میں فرقہ کوش کے لوگ رہتے تھے جنکا مقابلہ بنی اسرائیل سے ہوا کرتا تھا۔ اور سیریہ کہ جس کو زمانہ قدیم میں آرام کہتے تھے ایشیا ترکی کا ایک حصہ ہے جسمیں شہر آلیپو یعنی حلب واقع ہے کبھی شام وسیع معنی میں اطلاق ہوتا ہے جس سے ملک فلسطین بھی مراد لیا جاتا ہے اب ہم اس ملک فلسطین یا کنعان کا حال بیان کرتے ہیں کہ جسمیں شہر جیروسلم یا یروسلم واقع ہے۔ اس ملک کے حدود اربعہ یہ ہیں شمال میں ملک سُریا یعنی شام اور مغرب میں شمالی حصہ تک بحیرہ روم جسکے کنارہ پر طرابلس عسرہ یافہ صیدا عسقلون عکہ صور بیروت لاذقیہ قلیساتہ وغیرہ شہر واقع ہیں اور جنوب میں ملک عرب کے شمالی حصے۔ اور مشرق میں یردن ندی اور بحر المیت کہ جسکو بحر لوط بھی کہتے ہیں یعنی وہ شور جھیل کہ جسکا طول تخمیناً ستر میل اور عرض دس میل ہے جسکے کناروں پر حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمانی سے وہ پانچ گاؤں جو غارت ہو گئے بستے تھے۔

اس ملک کا طول شمالاً وجنوباً سُریا سے لیکر عمالیقیون کی زمین تک اسی کوس اور عرض پورب پچھم بحیرہ روم سے لیکر موآبیوں کی زمین تک چالیس کوس اور پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں اس ملک کے اور بھی حدود اربعہ وسیع ہو گئے تھے۔ قدیم زمانہ میں اس ملک پر بابل اور

ف [illegible] ہیں وہاں سے اہل اسلام بیت المقدس کی طرف [illegible] ۱۲ منہ ف معراج میں بیت المقدس کا ذکر [illegible] اس کے بعد جو [illegible] نابکار یہودیوں کی ناشائستہ حرکات سے اس [illegible] کی بے حرمتی [illegible] اس کا ذکر اس لئے مناسب ہوا کہ قریش کے کان کھل جائیں کہ کعبہ کی بدولت جو تم امن سے بیٹھے روزی کھاتے ہو اور شرارت کرتے ہو تمہارا بھی [illegible] ہوا کہ جب قریش نے مکہ سے آنحضرت صلعم اور اہل اسلام کو نکال دیا اور ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تو اس ہجرت سے آٹھ سال بعد جب مسلمانوں کی ایک معقول جماعت فراہم ہو گئی [illegible] قریش کو [illegible] چارہ نہ ہوا لیکن [illegible] چڑھائی کرنے والے خدا پرست تھے بجائے انہدام کعبہ کے کعبہ کو بتوں سے پاک [illegible] کعبہ کی فضیلت ہے کہ پھر کسی نے چڑھائی کی نہ آئندہ کوئی کرے گا جب تک کہ یہاں اسلام باقی رہے ۱۲ منہ

نینوی کے بادشاہوں کی حکومت تھی۔ شاہان نینوی کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بابل اپنے اصلی وطن سے ہجرت کر کے اس ملک یہودیہ یا شام میں آرہے تھے۔ اس عہد میں شاید یہاں نینوی کے بادشاہ کی حکومت تھی یا ہوگی تو کامل طور پر نہ ہوگی بلکہ توریت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوائف الملوکی تھی۔ اس ملک میں شمال کی جانب سے پہاڑوں کے دو سلسلے جنوب و مغرب کیطرف چلتے ہیں اور اس مقام کو **لبنان** کہتے ہیں تھوڑی دور اسیطرح چلکر مغربی سلسلہ **شہر صور** کے دو کوس اُتر طرف بحیرہ روم کے کنارہ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی پھر دو شاخیں ہو کر دکھن کیطرف چلتی ہیں ان دونوں میں سے مشرقی سلسلہ کا نام ایک موقع پر حرمون ہے یہ پہاڑ بعض جگہہ تو ہزار بعض جگہہ گیارہ ہزار فٹ بلند ہے جسکی چوٹیوں پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے۔ پھر یہ سلسلہ دریای جلیل کے قریب مشرق کیطرف العین کہلاتا ہے پھر اور آگے یردن ندی کے قریب کوہ جلعاد کہلاتا ہے جہاں سے روغن بلسان آیا کرتا تھا پھر آگے چلکر اسکو ابریم کا پہاڑ اور مدیانیوں کی زمین کے قریب اسکو **کوہ شعیر** کہتے ہیں جسمیں ایک چوٹی کا نام کوہ حور ہے جہاں حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی تھی پھر یہ بحیرہ قلزم میں جاکر تمام ہو گیا اور اسی طرح مغربی سلسلہ چلتا ہے جسکو جلیل کے پاس کوہ تبور اور آگے چلکر کوہ کرمل کہتے ہیں جسکے معنی اللہ کا باغ ہے یہاں کی سرسبزی اور انواع و اقسام کے پھول ضرب المثل ہیں اسکی چوٹی پر جو سمندر کے قریب ہے الیاس علیہ السلام نے بعل کے پجاریوں سے مقابلہ کیا تھا۔ اس کے اور تبور پہاڑ کے بیچ سمندر سے لیکر دریاے یردن تک یزرائیل کی وادی کہلاتی ہے اسکی لمبائی چودہ کوس اور چوڑائی چھ کوس ہے اور سیدھا دکھن کیطرف چلکر اسرائیل یا افرائیم کے پہاڑ اور یہودیہ کے پہاڑ کہلاتے ہیں انہیں میں کوہ جرزین بھی ہے جسکی چوٹی پر بنی اسرائیل کے مقابلہ میں سامریوں نے دوسری ہیکل بنائی تھی اور اسی سلسلہ میں کوہ موریہ ہے جسپر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصی یا ہیکل تعمیر کی اور کوہ صیحون بھی کہ جسپر شہر یروسلم واقع ہے گویا موریہ و صیحون اس ایک ہی پہاڑی کے نام ہیں۔ یہ شہر چار پہاڑونپر آباد ہے۔ موریہ صیحون۔ اکرا۔ بزیتھا۔ زمانہ قدیم میں سب کو موریہ کہتے تھے اسوجہ سے کہ وہاں ایک قوم اموری بستی تھی اور صیحون انکا ایک بادشاہ گزرا ہے پھر اسی کے نام سے یہ پہاڑ نامزد ہو گیا۔

یہ شہر یروسلم کہ جسمیں مسجد اقصی یا ہیکل سلیمانی واقع تھی بحیرہ روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے دو ہزار پانسو اٹھتیس فٹ بلندی پر واقع ہے اور دریاے یردن کہ جہاں حضرت مسیح نے اصطباغ لیا تھا جسکا پانی ہر سال ہزاروں عیسائی گنگا جلی کیطرح تبرکاً لیجاتے ہیں یروسلم سے اٹھارہ میل دور ہے اور شہر **حبرون** دکھن کیطرف دس بارہ میل اور سامریہ شمال کیطرف ۳۶ میل۔ اور دمشق سے یروسلم دکھن اور پچھم کے رخ ایکسو بیس میل پر ہے اور بغداد سے ساڑھے چار سو میل مغرب کے رخ میں۔ نابلس کہ جس کے قریب حضرت یعقوب علیہ السلام رہا کرتے تھے یروسلم سے شمال کیجانب ۳۳ میل اور بندر یافہ کہ جہاں سے ہیکل کے لئے لکڑیاں آیا کرتی تھیں یروسلم سے دکھن طرف باسٹھ میل اور شہر ناصرہ کہ جہاں حضرت مسیح مصر سے آکے رہے تھے جسوجہ سے انکی امت نصاری کہلاتی ہے ستر میل اور بیت اللحم کہ جہاں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے تخمیناً چار میل اور مصر وہاں سے جنوب و مغرب میں تخمیناً دو سو ساٹھ میل ہے اور کوہ طور دو سو میل اور مدینہ منورہ تخمیناً چھ سو میل اور شہر یریحو کہ جس کے پاس سے بنی اسرائیل یردن ندی کو دو حصہ کر کے اُتر آئے تھے پورب اور اُتر کی طرف تخمیناً سولہ میل ہے اور مکفیلہ کے غار جہاں کہ حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے مزار ہیں بیس میل آج کل اس جگہہ کو کہ جہاں یہ مزارات مقدسہ ہیں خلیل کہتے ہیں جو ایک عمدہ شہر آباد ہے۔

یہ ملک شام یا سریہ حضرت سلطان ترکی خلد اللہ ملکہ کے قبضہ میں ہے۔ اس ملک میں مسلمان یہودی عیسائی ارمنی رہتے ہیں بیشتر مسلمان ہیں اور تقریباً کل ملک کی مادری زبان سیکڑوں برسوں سے عربی ہے۔ زوار لوگ جو ہندوستان یا عرب سے جاتے ہیں تو سویز سے جہاز میں سوار ہو کر بحیرہ

روم کے کسی بندر پر اتر جاتے ہیں وہاں سے گھوڑا گاڑی میں سوار ہو کر ایک رات میں یروسلم پہونچ جاتے ہیں اونٹ اور گھوڑے کی سواری ملتی ہے۔ اس شہر میں حضرت سلطان کی طرف سے ایک پاشا رہتا ہے شہر یروسلم سے مشرق کیجانب تھوڑے سے فاصلہ پر زیتون کا پہاڑ ہے یہ وہی پہاڑ ہے کہ جہاں رات کو حضرت عیسی علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں سے یہودی آپ کو گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لیگئے تھے اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ بہتا ہے کہ جسکو **کدرون** کہتے تھے بارش کے ایام میں اسمیں زیادہ پانی ہوتا ہے مگر گرمی میں خشک ہو جاتا ہے۔ اس پہاڑ کے دامن میں مغرب کے رخ شہر کے قریب ایک باغ تھا جسکو **گت سمنی** کہتے تھے اور اسی پہاڑ کے نیچے مشرق کی جانب بیت عینا اور بیت فاگا دو گاؤں آباد تھے

لہ سنا ہے کہ اب ریل بن گئی ہے ۱۲ منہ

پادریوں

کی الکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ رومن مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۱۵-۱۶ میں لکھا ہے کہ شہر یروسلم کا بانی ملک صدق تھا جس کا ذکر کتاب پیدایش کے ۱۴ باب ۱۸ ورس میں یوں ہے کہ ملک صدق سالم کا بادشاہ تھا اور اکثر سمجھتے ہیں کہ یہی اس شہر کا اصلی نام ہے آباد ہونے کے سو برس بعد اس کو یبوسیوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا اور شہر پناہ کو بڑھایا اور کوہ صیحون پر ایک قلعہ بھی تعمیر کیا پہلا نام بدل کر یبوس نام رکھا گمان غالب ہے کہ یہی نام اصلی نام کے ساتھ شامل کیا گیا یعنی یبوسلم یا فصاحت کے واسطے یروسلم جیسا کہ آج تک جاری ہے ایجاد ہوا یشوع کے کتاب کے ۱۰ باب ۱۳ آیت میں ہے کہ جب یشوع نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت اسکے (یعنی یروسلم کے) بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اسوقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یبوسی دونوں ملے جلے رہتے تھے۔ پھر لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یشوع نے یروسلم بینامیں کے فرقے کو سپرد کیا لیکن بسبب اس کے کہ یہ شہر فرقہ یہوداہ کی عین سرحد پر تھا اور بنی یہوداہ نے دوبارہ اس کو محاصرہ کر کے لے لیا تھا اسواسطے یروسلم کبھی بینامین اور کبھی یہوداہ کا کہلایا اور جب سے خدا نے یروسلم کو اپنی ہیکل کے لیے چن لیا تب سے وہ تمام بارہ فرقوں کا دار السلطنت مقرر ہوا اور کسی خاص فرقہ کا حصہ کہلایا۔ ربی لوگ کہتے ہیں کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقوں کی زمین تھی یہاں تک کہ باشندوں میں سے بھی کوئی اپنے گھر کو اپنا نہ کہہ سکا اور عید کے ایام میں سب اپنے پردیسی بھائیوں کو بغیر کرایہ کے مکان میں ٹھیراتے تھے۔

تمام ملک کے یہودی یروسلم میں سال میں تین بار حاضر ہوتے تھے **عید فصح** یعنی عید فرعون کے ظلم و قبضہ سے رہا ہونے کے یادگار میں تھی جس میں قربانی کرتے اور فطیری روٹی کھاتے تھے۔ دوسری **عید خیمہ** یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد چالیس برس بیابان میں رہنے کی یادگاری میں کیا کرتے تھے اسمیں پتوں اور شاخوں کے جھونپڑے بنا کر سات روز میاں ان میں رہتے تھے **سوم عید پنتکوسٹ** یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی پچاسواں یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد کوہ سینا پر شریعت پانے کی یادگاری میں مقرر ہوئی تھی۔ ان عیدوں میں ہزارہا بنی اسرائیل حاضر ہوتے تھے جسطرح اہل اسلام مکہ میں حاضر ہوتے ہیں

الغرض یہ شہر اسوقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کر کے پھر اس ملک کنعان میں داخل ہوئے مگر حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے عہد میں انکا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے نہایت رونق اور تجمل کی حالت میں تھا۔ اسکی شہر پناہ اور اسکے عمدہ برج اور پھاٹک حیرت انگیز اور عبرت خیز تھے لیکن داؤد و سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی تھی کیونکہ حسب اعتقاد اہل کتاب حضرت ابراہیم اسی مقام پر اپنے بیٹے اسحاق کو قربانی کرنے کے لئے لائے تھے۔ اسی سرزمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا تعالی سے خواب میں باتیں کی تھیں اور اسی لیے اس جگہہ کا نام بیت ایل یعنی خدا کا گھر رکھا یہی جگہہ ہے کہ جہاں خدا تعالی کے حکم و الہام سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد (ہیکل) بنائی پھر یہی مسجد اور یہی شہر ہزارہا انبیاء علیہم السلام کا قبلہ اور زیارت گاہ رہا اسیکا قرب و جوار انبیاء کا مدفن اور مورد برکات ہے **اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ**

اہل کتاب اب تک اسکی وادی یہوشفات میں دفن ہونا موجب نجات خیال کرتے ہیں۔ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اسکی طرف منہ کرکے مدتوں نماز پڑھی ہے اور شب معراج میں اسجگہہ تشریف لائے ہیں۔ یہ شہر مقدس اور یہ مسجد متبرک بارہا ظالم بادشاہوں کے ہاتھوں سے برباد و منہدم ہوئی اور پھر بنائی گئی چنانچہ آگے چلکر آپ کو اسکی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی مگر اب ہم ناظرین کو حال کی شہر اور مسجد کا کچھ ذکر سناتے ہیں۔

یروشلم جدید کی شہر پناہ کا گھیر جسکو ۱۵۳۴ء میں سلطان سلیمان بن سلیم شاہ روم نے تعمیر کرایا تھا تخمیناً ڈھائی میل کا ہے۔ یوسفس مورخ کے دنوں میں کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے چار میل کا گھیر تھا اور شہر تین دیواروں سے گھرا ہوا تھا جس میں سے ایک میں ساٹھ دوسرے میں چالیس تیسرے میں چھیاسٹھ برج بنائے گئے تھے شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم بنیادوں پر قایم کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے اطراف میں ایسی بھی زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ میں شہر میں داخل تھی چنانچہ نصف صیحون کی پہاڑی شہر پناہ کے باہر ہے جو پہلے اندر تھی شہر حال کی چار دیواری بلند اور کنکریلے پتھروں سے ٹھوس بنی ہوئی ہے اور اس میں جابجا برج اور توپیں چڑھانے کے مورچے بنے ہوئے ہیں۔ شہر کے سات دروازے ہیں دو شمال کیجانب ایک مغرب کیجانب اور ایک مشرق کیجانب ایک باب الحرم کہلاتا ہے اور دو دکہن کے رخ ہیں۔ شہر میں تین بڑی سڑکیں ہیں ایک وہ جسکو باب الدمشق کہتے ہیں جو شمال و مغرب کیطرف جاتی ہے دوسرے سوق الکبیر جو پورب پچھم جاتی ہے تیسرے غمخواروں کی سڑک اور یہ وہ رستہ ہے کہ جس سے حضرت عیسی علیہ السلام کو یہودی سولی دینے لے چلے تھے انکے سوا سات سڑکیں اور ہیں جو ان سے چھوٹی ہیں جنکے یہ نام ہیں کوچۂ مسلمین کوچۂ نصاریٰ کوچۂ یہود کوچۂ ارمنی کوچۂ ظاہرہ کوچۂ مغربین کوچۂ باب حوت۔

پادری چارلس ٹبل ایم اے کہتا ہے کہ آخر اگست ۱۸۶۷ء میں جو لفٹنٹ وارن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تھے انہوں نے اچھی طرح وہاں کا حال دریافت کیا انکے بیان کے موجب شہر کی شہر پناہ طول میں پورب کی طرف دو ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور شمال کی طرف تین ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور مغرب کی طرف دو ہزار تین سو پچاس فٹ اور دکھن کی طرف سے تین ہزار تین سو پچاس فٹ ہے۔

اس جگہہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد قصیٰ) اور مسیح کی قبر کے اور کوئی نہیں ہے اِن کے پاس اور بھی مقامات ہیں کہ جو اوسط درجہ خیال کیے جاتے ہیں الکتاب کے مقامات المعروف نامی کتاب میں اس شہر کے چھوٹے بڑے اکتیس مقامات گنوائے ہیں (۱) بیت اللحم کا پھاٹک (۲) دمشق کا پھاٹک (۳) افرائیم کا پھاٹک (۴) مقدس استیفان کا پھاٹک (۵) سنہرا پھاٹک یہ ہمیشہ بند رہتا ہے (۶) مسجد قصیٰ کا پھاٹک (۷) غلیظ کا پھاٹک (۸) صیحون کا پھاٹک (۹) آرمینیوں کی خانقاہ (۱۰) ہپیپس کا قلعہ (۱۱) بنت سبع کا کنڈ (۱۲) حاجئ مستورہ کا کنڈ (۱۳) لاطینیوں کی خانقاہ (۱۴) کھنڈر مکان (۱۵) قبر کا گرجا۔ قبرستان۔ کلوری (۱۶) ہیرودیس کا محل (۱۷) مقدس انتا کی مسجد (۱۸) پلاطوس کا محل (۱۹) بیت حسدہ کا کنڈ (۲۰) حرم شریف الف سلیمان کا تخت ب محمد علیہ السلام کا تخت جاہل مسلمانوں کا خیال ہے کہ اسپر آنحضرت قیامت میں عدالت کریں گے ج صدر عیسیٰ کے منارہ کا دروازہ (۲۱) الصخرہ (۲۲) مسجد الاقصیٰ (۲۳) چوک و بازار (۲۴) انناس کا محل (۲۵) یہود کا عبادت خانہ (۲۶) یروسلم کے حاکم کا محل (۲۷) قیافا کا محل (۲۸) داؤد علیہ السلام کا مزار (۲۹) عام قبرستان (۳۰) بادشاہ کا کنڈ (۳۱) سلوام کا کنڈ۔ اس شہر میں تخمیناً تیس ہزار آدمی بستے ہیں جس میں زیادہ مسلمان ہیں پھر یہود پھر عیسائی اور ارمنی۔ مسلمان اکثر حرم شریف کے گرد و نواح میں رہتے ہیں اور عیسائی اپنی خانقاہوں اور گرجاؤں کے آس پاس اور یہودی کوہ صیحون کے دامن میں اور اسکے آس پاس کے نشیب میں۔ اس شہر میں یہودی بیوہ عورتیں بہت زیادہ

یروشلم کا بیان

رہتی ہیں جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروسلم کو سمجھتے ہیں۔

اس شہر میں دو خانقاہ بہت مشہور ہیں ایک لاطینی دوسری ارمنی شہر سے شمال و مغرب کی طرف اور لاطینی دکھن پچھم کی طرف ارمنی خانقاہ میں ہزار آدمی رہ سکتے ہیں۔ آرمینیوں کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور اسمیں اسباب عبادت اسقدر اور ایسے قیمتی ہیں کہ دنیا بھر میں میسر نہیں آتے۔ کبھی کبھی ان دونوں قوموں میں علاوہ زبانی بحث کے لاٹھی سونٹے کی بھی نوبت آجاتی ہے۔

یروسلم کے جنوب میں سلوآم کا ایک تالاب ہے کہ جس کی گہرائی چوبیس ۲۴ فٹ ہے۔ یروسلم میں ملکۂ انگلستان اور شاہ جرمن کے اتفاق سے ایک ایسے نئے گرجا کی تعمیر کا ارادہ ہوا تھا کہ جسمیں انگلستانی کلیسا کے طور پر عبادت ہوا کرے اسکے لئے سلطان کی طرف سے زمین ملی اور بنیاد بھی ڈالی گئی مگر ارمنی اور یونانی اور لاطینیوں کی ناراضی سے ہنوز وہ عمارت قائم نہیں ہونے پائی۔

یروسلم کے پورب طرف ایک وادی ہے کہ جسکا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا اس کو وادی یہوشفات کہتے ہیں جس کے معنی یہوواہ (خدا) کی عدالت کے ہیں اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیوں اور عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ قیامت کے روز اس جگہہ پر خدا عدالت کریگا۔ اسی لیے یہود یہاں دفن ہونا سبب نجات جانتے ہیں۔ اسی وادی کے پاس شہزادہ ابی سلوم کا ستون اور کئی ایک مقبرے ہیں جن میں سے بعض بلند اور عالیشان اور بعض ٹوٹے پھوٹے ویران پڑے ہیں۔

یروسلم کے جنوب میں ایک وادی گیہنوم یعنی جہنم کہلاتی ہے۔ یوسیا بادشاہ کے عہد سے آگے یہودی یہاں مالک بت کی پرستش کرتے تھے یہ بت پیتل کا تھا اور اس کا چہرہ بیل کا سا اور اس کے ہاتھ پھیلے ہوے گویا یہ اپنے عابدوں کو گود میں لینا چاہتا ہے یہ بت پرست یہودی اس بت کو آگ سے نہایت گرم کرکے اپنے لڑکوں کو اس کی گود میں ڈالتے اور ان کے چلانے کی آواز دبانے کے لئے ڈھول بجاتے تھے اس عہد میں ان ڈھولوں کے نام سے اسکو وادی توف (ڈھول) کہتے تھے پھر بابل کی اسیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بت پرستی سے نفرت کرنے لگے اور اس وادی کو خراب کرنے کے لئے تمام شہر کا کوڑا اور غلیظ وہاں پڑنے لگا جسکے جلانے کے لئے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی اس مناسبت سے اس کو جہنم کہنے لگے۔ جسطرح فلسطی ایک بت داجون کی پرستش کرتے تھے جسکا مچھلی کا سا جسم اور انسان کے سے ہاتھ پاؤں تھے اسی طرح موابی اس مالک کی پرستش کرتے تھے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے باوجود سخت ممانعت کے بنی اسرائیل نے اون کی صحبت سے یہ بت پرستی اختیار کرلی تھی۔

قسطنطین شاہ روم کی والدہ نے جبکہ وہ یروسلم میں آئی مسیح کی قبر پر سے ایک بت جو اسپر قائم کیا گیا تھا اوکھڑوا کر وہاں ایک جدید گرجا عالیشان تعمیر کیا جو آجتک مسیح کی قبر کے نام سے مشہور ہے اور جسقدر عیسائی یروسلم میں حج کو جاتے ہیں اسکی زیارت ضرور کرتے ہیں۔ اس میں گھستے ہی مجاور ایک بڑا پتھر دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی پر حضرت مسیحؑ کی لاش کو غسل دیا گیا تھا اس سے تھوڑی دور آگے بڑھکر ایک گنبد کے نیچے جو سولہ ستونوں پر بنی ہے مسیح کی قبر بتاتے ہیں جسپر انہوں نے سنگ مرمر کا چھوٹا سا روضہ بنا رکھا ہے اسکے چھوٹے دروازہ سے ہوکر حاجی اس کمرے میں داخل ہوتے ہیں جو چٹان میں کندہ ہے یہ مقام ساڑھے چھہ فٹ مربع سے زیادہ نہوگا یہاں سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے اسی میں حضرت مسیح کی لاش کا رکھا جانا قرار دیتے ہیں اور اسکی چھت میں بڑے بڑے عمدہ جھاڑ لٹکتے ہیں جو بادشاہوں کی نذر گزرانے ہوئے ہیں اس مقام میں ایسی کشمکش کی راہ ہے کہ تین چار آدمی کے سوا اور کا گزر نہیں۔ اس گرجے میں یونانی لاطینی ارمنی عیسائی سب شریک ہیں۔ اور ہر سال وقت مقرر پر مسیح کے مصلوب

ہونے اور زندہ ہونے کا سوانگ بناتے اور لاش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہیں۔

اہل اسلام وہاں کے کل مقدس مقاموں کو مانتے ہیں بجز اس گرجا کے کیونکہ انکو حضرت مسیح کی مصلوبی سے انکار ہے بلکہ یہ مقبرہ یہودا اسکریوطی کا ہے جو ان کی جگہہ دفن ہوا اور مسیح کے شبہہ میں سولی پر لٹکایا گیا۔

فصل دوم

اس شہر میں جو سب سے مقدس اور عمدہ اور متبرک مقام ہے وہ مسجد ہے کہ جسکو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا تھا جو مسجد الصخرہ کے نام سے نامزد ہے جسوقت مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کرکے اسکو لیلیا تو عیسائیوں کے بطریک یعنے امام سے مسجد کے لئے بہتر جگہہ دریافت کی گئی اسنے سلیمان کی ہیکل کی اوجاڑ جگہہ کو دکھایا اور کہا کہ یہی وہ جگہہ ہے کہ جہاں حضرت سلیمان نے ہیکل بنائی تھی۔ اسی مقام پر حضرت عمرؓ نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور ایک متبرک عمارت بنائی اس مسجد کے احاطہ کو حرم شریف کہتے ہیں زمانہ حرب صلیب سے وہاں کوئی عیسائی جانے نہیں پاتا۔ ڈاکٹر ریچرڈسن کہتا ہے کہ میں طبابت کے ذریعہ سے امام سے موافقت کرکے تین بار اسکے اندر گیا ہوں۔ اس لیے وہ وہاں کا مفصل حال لکھتا ہے حرم شریف لمبائی میں ایک ہزار چارسو نناوے فٹ ہے یعنی مسجد قصلی کی محراب نماز سے باب السلام تک اور عرض میں توسو پچانوے فٹ ہے اس احاطہ میں نارنگی زیتون اور سرو کے متعدد درخت ہیں۔ اسی احاطہ کے درمیان ایک تختہ سنگ مرمر کا تخت ہے یا چبوترہ جو چارسو پچاس فٹ مربع ہوگا جسکی بلندی احاطہ کے سطح سے بارہ چودہ فٹ ہوگی۔ اسپر چڑھنے کے واسطے چاروں طرف سے اچھی اور کشادہ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں چنانچہ مغرب کے رخ تین اور شمال کے رخ دو اور پورب کے رخ ایک اور دکھن سمت دو اور ہر ایک زینہ پر نہایت خوشنما محراب بنی ہوئی ہے۔ اسکی کرسی بالکل سفید اور آسمانی رنگ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اسکے بعض پتھر بہت پرانے ہیں جنپر طرح بطرح کی صورتیں تراشی ہوئی ہیں جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی قدیم عمارت کے پتھر ہیں۔ اس تخت کے اردگرد بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں جن میں موذن اور خدام اور سامان مرمت رہتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حسین وہ مسجد ہے کہ جو اس تخت کے بیچوں بیچ ہے جسکو مسجد الصخرہ کہتے ہیں اسوجہ سے کہ اسکے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے جسکی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اسوقت سے آسمان سے گرا ہے جب سے کہ پہلے پہل نبوت ہوئی جب سے یہیں پڑا ہے۔ کہتے ہیں کہ سب اگلے نبی اسی پر بیٹھکر نبوت کرتے تھے یہ پتھر اوڑ کر جانے کو تھا کہ جبرئیل نے ہاتھ سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے تک اس کو روک دیا پھر حضرت نے اسکو ہمیشہ کے لئے قایم رکھا (یہ روایات اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں) یہ مسجد ہشت پہل ہے اور ہر ایک پہل ساٹھ فٹ کا ہے اس میں چار باب ہیں باب الغربی باب الشرقی باب القبلہ باب الجنۃ ایک دروازہ پر سائبان پڑا ہوا ہے برآمدہ کے طور پر اس کا پہلا درجہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس کے پتھروں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہیکل کے پتھر ہیں سب دیواریں مدور بنی ہوئی ہیں ایک دیوار کے پتھر مربع دوسرے کے ہشت پہل اسکے سنگ مرمر کا رنگ سفید ہے مگر خوبصورتی کے لئے جابجا نیلاہٹ کی ہوئی ہے اس درجہ میں کوئی کھڑکی نہیں ہے مگر اوپر کے درجہ میں ہر ایک پہل میں ساٹھ ساٹھ اونچی کھڑکیاں ہیں اور سنگ مرمر کی عوض تمام دیوار رنگین خشت پختہ سے بنی ہے جنپر چاروں طرف قرآن مجید کی آیات بخط جلی لکھی ہیں یہ سب عمارت ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ جسکی نسبت ڈاکٹر موصوف کہتا ہے کہ مجھے اسکے دیکھنے سے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری عمارت سے ہرگز نہیں ہوئی۔ مسجد مذکورہ

میں صخرہ کے سوا چند اور تبرکات ہیں جنکو اہل اسلام متبرک جانتے ہیں چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے۔

اور ایک صندوق ہے جس میں ایک سوراخ ہاتھ جانے کے قابل ہے اسکے اندر قدم رسول صلے اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہیں پھر ایک سبز پتھر چودہ تسو مربع ہے جسمیں اٹھارہ سوراخ کیل کے لایق بنے ہوئے ہیں۔ اسکی یہ خاصیت بتلاتے ہیں کہ ایک زمانہ گزر جانے کے بعد انمیں سے ایک کیل غائب ہو جاتی ہے چنانچہ اس میں سے ساڑھے چودہ غائب ہو گئے ہیں اور ساڑھے تین باقی ہیں کہتے ہیں ان کے غائب ہو جانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا (یہ بھی اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں خیالات عامہ ہیں) یہ بھی کہتے ہیں کہ اس مقام پر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا مزار ہے۔ مسجد مذکور کا گنبد نوے فٹ بلند ہے اور اسکا قطر چالیس فٹ اسکی چھت سیسے کے پتھروں سے بنی ہے جسپر سے تمام یروسلم دکھائی دیتا ہے انتہی ملخصاً۔

یہ عمارت حضرت عمرؓ کے عہد کی نہیں ہے بلکہ اسکے بعد بنی اُمیّہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا پھر اور اور تعمیرات ہوتی رہیں حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ غالباً سلطان سلیمان کی ہے۔

حال میں صحن مسجد میں سنگ مرمر کا فرش بنایا گیا ہے اور مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جو مسجد میں سے ایک کھڑکی میں سے شمع لیکر نیچے اترتے ہیں نیچے جاکر حضرت سلیمان علیہما السلام کی بنیاد کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک اس مسجد کی زیارت اور وہاں جاکر نماز پڑھنا نہایت ثواب اور قبولیت کا کام ہے اسلئے سیکڑوں زوار جاتے ہیں۔ شہر میں حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کی طرف سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زوار کے لئے ایک عمدہ مسافر خانہ بنا ہوا ہے جسکو وہاں تکیہ کہتے ہیں وہاں کھانا پینا شیخ تکیہ کی معرفت سلطان کی طرف سے ملتا ہے۔

فصل سوم

ہیکل سلیمانی کی کیا صورت و ہیئت تھی

جب حضرت موسی علیہ السلام مصر سے لاکھوں بنی اسرائیل کو ملک شام میں وعدہ الٰہی کے بموجب لیجانے کے لئے نکلے اور وہ مہینے سوا مہینے کا رستہ بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور سرکشیوں سے چالیس برس کا سفر بن گیا۔ چنانچہ قادس اور شمالی حصہ عرب کے ریگستان میں اس بیشمار بھیڑ کو لئے ٹکراتے پھرے یہانتک کہ بجز چند آدمیوں کے موسیٰؑ اور ہارونؑ اور تمام نوجوان بنی اسرائیل جو مصر میں بیس برس کے عمر کے تھے رستہ ہی میں مر کھپ گئے پھر ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے جانشین یوشع بن نون نے ملک فلسطین فتح کیا اور بنی اسرائیل کنعان کے وارث ہوئے۔ ان میں یوشع سے لیکر ساؤل یعنی طالوت تک سردار ہوتے تھے پھر انکے بعد سے سلطنت اور بادشاہت قائم ہوئی ساؤل کی بعد سب سے اول بادشاہ بنی اسرائیل کے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ یہ بموجب قول یوسفس مورخ کے حضرت یشوع سے پانسو پندرہ برس بعد تخت نشین ہوئے تھے انکا پہلا اہم کام یہ تھا کہ انھوں نے یبوسی لوگوں کو جو کنعان کی اولاد اور شہر یروشلم میں رہتے تھے مغلوب کیا۔ داؤدؑ نے یبوسیوں کو قلعہ سے نکالکر شہر یروشلم کو از سر نو بنایا اور اسکا نام داؤد کا شہر رکھا اور دار السلطنت قرار دیا۔ انہیں بیابانوں میں مارے مارے پھرنے کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیمہ عبادت بنانے کا حکم دیا تھا اور اس کی سب ترکیب بتلا دی کہ اتنا لمبا ہو اور اس کے ایسے درجے ہوں اور اس کی ایسی قنات ہو اور اسکے اندر صندوق شہادت رکھنے کا ایسا کمرہ ہو اور قربانی کرنے کا فلاں

مقام ہو اور اسکے عود سوز اور دیگر آلات سنہری روپہلی اتنے اور ایسے ہوں اور اسکے کاہن یا امام فلاں ہوں اور ان کا ایسا لباس ہو اور خیمہ کے محافظ اور اسکے اوٹھانے والا اسرائیل کا فلاں فرقہ اور فلاں لوگ ہوں جسکی مفصل کیفیت توریت میں موجود ہے جسکو ہمنے بخوف تطویل ترک کرنا مناسب جانا۔

چنانچہ حضرت موسی جس مقام سے کوچ کرکے جس مقام پر جاتے تھے وہ خیمہ مع ساز و سامان ساتھ جاتا تھا اور ایک جگہہ سے اُکھیڑ کر دوسری جگہہ نصب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت موسی سے لیکر حضرت داؤد علیہ السلام تک بنی اسرائیل کے لئے یہی کپڑے کی مسجد یا ہیکل رہی پھر جب یہ خیمہ یا مسکن بمقام سیلا استادہ تھا تو وہیں حضرت سموئیل علیہ السلام کی ماں نے دعا مانگی تھی کہ جس سے سموئیل پیدا ہوے عیلی کاہن کے عہد میں۔ اسی زمانہ میں صندوق شہادت جسکو تابوت سکینہ کہتے ہیں بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ایک لڑائی میں فلسطیون کے ہاتھ آگیا تھا۔ پھر ساول کے عہد میں وہ خیمہ شہر نوب میں قایم ہوا پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوئے تو انہوں نے اُس وعدہ کے موجب جو خدا تعالی نے موسی سے کیا تھا اوس جگہہ پر استادہ کیا کہ جو زمین خدا نے ہمیشہ سے اسکے لیے پسند کر رکھی تھی جس کا کتاب استثنا کے ۱۲ باب ۱۴ ورس اور دیگر مقامات میں اشارہ ہے یعنی شہر یروسلم میں کوہ صیحون پر جس جگہہ کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت ایل رکھا تھا اور ایک پتھر بھی گاڑ دیا تھا۔ اب خدا تعالی کا منشا ہوا کہ میری عبادتگاہ پختہ بنے مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو دشمنوں کے قتال و جدال سے اس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی گو سامان مہیا کیا تھا اس لیے مرتے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی اور وہ سب ساز و سامان بھی حوالہ کیا اور ہیکل کا نقشہ بھی دیا کہ جسکے مطابق سلیمان نے ہیکل بنائی۔ اور اُس خیمہ کی عبادتگاہ کو پتھر اور لکڑی اور سونے چاندی کا بنا دیا اسکی پوری کیفیت اول کتاب السلاطین میں نہایت تشریح کے ساتھ مذکور ہے مگر ہم بھی ناظرین کے لئے یوسفس مورخ کی کتاب سے کیقدر نقل کرتے ہیں و ہو اہذا۔ تاریخ یوسفس حصہ ہشتم باب سوم۔

سلیمان نے اپنے تخت نشینی سے چار برس دو ماہ بعد ہیکل کا بنانا شروع کیا اور خروج (موسی از مصر) سے پانسو یا نوے برس بعد اور ابراہیم کے مسوپٹیومیا سے نکل کے ملک کنعان میں آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوح سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم کی پیدایش سے کہ سب کا باپ اور سب سے پہلا آدمی تھا ہیکل کے زمانہ تک تین ہزار ایک سو دس برس گزرے تھے اور شہر سور کے آباد ہونے سے دو سو چالیس برس بعد اور حیرام شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد ہیکل کی تعمیر شروع ہوئی۔

(۲) بادشاہ سلیمان نے بڑے بڑے پتھر اور نہایت مضبوط ہیکل کی نیو کے واسطے درست کرائے اور بڑی گہری زمین کھدوا کے ہیکل کی بنیاد رکھی تا کہ مدتوں قائم رہے یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی۔ ہیکل ساٹھ ہاتھ عرض اور ساٹھ ہاتھ طول۵۷ اور ساٹھ ہاتھ بلند تھی اور اسکے اوپر ایک اور مکان بطور بالاخانہ کے بنا تھا اور اس طرح ہیکل کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ ہوئی اور اس کا رخ پورب کی طرف تھا اور ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ بیس ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھ اونچا بنایا اور ہیکل کے چاروں طرف تیس چھوٹے چھوٹے کمرے برابر بنائے اور

---

۵۷ کتاب اول سلاطین کے ۶ باب میں ہے۔ وہ گھر جو سلیمان نے خداوند کے لیے بنا کیا طول اوس کا ساٹھ ہاتھ اور عرض بیس ہاتھ اور بلندی اسکی تیس ہاتھ تھی + اور کتاب ۲ تواریخ کے ۳ باب ۳۔۴ درس میں یوں ہے طول ساٹھ اگلی انداز کے موافق اور عرض بیس ہاتھ اور سامنے کے اُسارے کی لمبائی گھر کی چوڑائی کے موافق بیس ہاتھ اور اونچائی ایک سو بیس ہاتھ۔ ان کتابوں کو عیسائی الہامی کہتے ہیں پھر ان کے اختلاف کی تطبیق کچھہ انہیں کی سمجھہ میں آتی ہوگی یوسفس کے عہد میں شاید ان کتابوں میں ایسا ہو یا یوسفس کو یہ کتابیں نہ ملی ہونگی یا وہ سمجھہ نہ سکا ہوگا ۱۲ منہ

ہر ایک کمرہ پانچ ہاتھ اور اسی قدر چوڑا تھا اور بیس ہاتھ اونچا اور یہ کمرے زیر و بالا سہ منزلہ بنائے گئے اور انکی بلندی ہیکل کی نصف بلندی تک پہونچی اور تمام ہیکل کی چھت سرو کی مصفا شہتیروں اور تختوں سے پاٹی گئی اور سونے کی چادروں سے چھت و دیواروں کو مڑھ دیا کہ جس سے تمام ہیکل روشن ہوگئی اور ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور درستی سے کی گئی تھی کہ کہیں جوڑ نہ معلوم ہوتا تھا اور بالا خانہ پر جانے کے لئے ایک زینہ دیوار کے متصل بنایا گیا اور بالا خانہ کے کمروں میں کھڑکیاں بنائیں۔

(۳) اور بادشاہ نے ہیکل کو دو درجہ میں تقسیم کر کے اندر کے درجہ کو جو چوبیس ہاتھ عرض و طول میں یکساں بنایا اسکو نہانی مکان مقرر کیا اور دوسرا درجہ چوبیس ہاتھ عرض میں اور چالیس ہاتھ طول میں تھا اسے مقدس کمرہ قرار دیا اور اس میں سرو کی لکڑی کے دروازے لگائے اور سونے کی چادروں سے اوسے منڈھ دیا اور اوسپر قسم قسم کی تصویریں بنائیں اور ان کے آگے نیلے و ارغوانی و قرمزی رنگ کے باریک کتاں کے پردے بنائے اور ان کو لٹکا کر اونپر بھی عجیب و غریب نقش و نگار بنائے پھر اوس کے نہانی درجہ کے لئے دو کروبی خالص سونے کے بنائے کہ وہ پانچ ہاتھ اونچے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے بازو پانچ ہات لمبے پھیلے ہوئے تھے اور ایک کروبی کا بازو دیوار جنوبی سے ملا تھا اور دوسرے کروبی کا دوسرا بازو شمالی دیوار سے ملا تھا اور بیچ میں عہد کا صندوق رکھا اور ہیکل کے دروازے بڑے بڑے کواڑ لگائے اور اون پر سونے کی چادریں جڑوائیں اور کل ہیکل کو اندر اور باہر سے سونے کی چادروں سے منڈھ دیا تھا اور باہر کے دروازوں پر اندر کے دروازوں کی مانند پردے تھے مگر برآمدہ پر پردہ نہ تھا۔

(۴) سلیمان نے ایک کاریگر حیرام نامی ملک سور سے بلایا کہ اس کے والدین اسرائیلی تھے یہ شخص ہر کام میں ہوشیار تھا مگر سونے اور چاندی اور پیتل کا کام نہایت عمدہ کرتا تھا اس نے ہیکل کا سب کام سلیمان کی مرضی کے موافق بنایا تھا اور دو ستون اٹھارہ ہاتھ بلند کہ جنکا محیط بارہ ہاتھ تھا اور ان کے سر پہ پانچ ہاتھ اونچے سوسن کے درخت کی صورت بنائی اور ایک جالی کہ جس پر کھجور اور سوسن کے پھول بنائی تھی اور ان پر دو سو انار بنائے اور ان ستونوں میں سے ایک برآمدہ کے دہنی طرف رکھا گیا اوس کا نام بوعز تھا۔

(۵) سلیمان نے ایک کلاں حوض نصف کرہ کی مانند پیتل کا ڈھلا ہوا بنوایا اوس کا قطر دس ہاتھ کا تھا اور اس کا دل چار انگشت اور اس کے نیچے پیتل کا ایک ستون تھا کہ جسکا قطر دس فٹ تھا اور چار طرف بارہ بیل ڈھلے ہوئے تھے تین تین ہر طرف اونکی پشت پر یہ حوض تھا۔ اس کو بحر کہتے تھے۔

(۶) اور حوض کے لئے دس چوکونے ستون بنائے ان کی لمبائی پانچ ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی چھہ ہاتھ تھی اور اُن کے چاروں کونوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ستون اور دو ستون کے درمیان ایک بیل تھا اور دو کے درمیان ایک بیل اور دو کے درمیان ایک شیر ببر اور دو کے درمیان عقاب اور چھوٹے ستونوں میں بھی چھوٹے قد کے جانور بنائے تھے اور ان دس ستون کے واسطے دس حوض بنائے تھے جن میں سے پانچ حوض ہیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف اور بڑا حوض سامنے تھا۔ اوس میں کاہن لوگ اپنے ہاتھ پاؤں دھو کے (یعنی وضو کر کے) قربان گاہ میں جاتے تھے اور حوضوں میں ان جانوروں کو دھوتے تھے کہ جنکو قربانی میں گزرانتے تھے۔

(۷) ایک اور قربان گاہ پیتل کی بنائی سوختنی قربانی کے لئے کہ جس کا عرض بیس ہاتھ کا اور طول بھی بیس ہاتھ کا اور دس ہاتھ بلند تھی اور اسکے تصرف کے لئے دیگ اور چمچے اور دست پناہ وغیرہ یہ سب چیزیں نہایت عمدہ پیتل سے بنائیں تھیں اور اسنے دس ہزار میز دوسرے کاموں کے واسطے بنائیں کہ جنپر شیشیاں اور پیالیاں رکھی جاتی تھیں اور دس ہزار شمعدان جن میں سے ایک بڑا شمعدان رات دن ہیکل میں روشن رہتا تھا یہ جنوب میں رکھا گیا اور

زشنبہ ۷

---

۵۲ یعلمون لہ مایشاء من محاریب تماثیل وجفان کالجواب قدور اسیات الآیہ سورہ سبا۔

وہ سونے کی میز کہ جس پر خدا کے نام کی روٹیاں رکھی جاتی تھیں شمال کی جانب اور سونے کی قربان گاہ انکے درمیان رکھی اور باقی برتن اس مکان میں رکھے جو چالیس ہاتھ لمبا تھا اور ہیکل کے چاروں طرف تین ہاتھ بلند ایک دیوار بنائی تا کہ ہر کوئی اس میں جانے نہ پاوے کیونکہ وہ مکان متبرک تھا وہاں خاص پاک شدہ لوگ جاتے تھے۔

اور اس دیوار کے باہر ایک غار کھدوا کے زمین کو بلند کرا کے اوس پر ایک دوسری ہیکل چھوٹی بہ نسبت اس ہیکل کے تعمیر کرائی اور اسکے اندر بڑے بڑے کمرے بنائے اور چار دروازے لگائے اور اس چھوٹی ہیکل کے سامنے دور تک دو رویہ مکانات کی قطار بنائی اور اس میں چاندی کا ملمع کیا۔

ف سلیمان کی دعا

یہ ہیکل مع ساز و سامان سات برس میں بنکر تیار ہوئی۔ اس کی تعمیر میں سور کے بادشاہ حیرام نے لکڑیوں کی بہت مدد کی اور خود سلیمان[۵] نے اس کام کے لئے تیس ہزار آدمی مقرر کئے تھے کہ جو کوہ لبنان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشتے اور یہاں بھیجتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے کہ جنکو داؤد نے مقرر کیا تھا ستر ہزار آدمی باربرداری کا کام اور اسی ہزار سنگ تراشی کا کام کرتے تھے اور تین ہزار ان سب کے محافظ تھے اور بادشاہ کا حکم تھا کہ سنگ تراش ہیکل کی نیو کے واسطے بڑے بڑے پتھر تراشیں اور انکو وہیں درست کر کے شہر میں لاویں۔

جب یہ ہیکل اور اسکا سب ساز و سامان تیار ہو چکا تو حضرت سلیمان نے تمام بنی اسرائیل کو دور دراز سے جمع کیا اور ان کی دعوت کی اور بڑی دھوم دھام سے صندوق شہادت اندر رکھا جب کاہن لوگ سب چیزیں بترتیب اندر رکھکے باہر آئے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہو گیا ہیکل کے اندر گیا جس سے لوگوں کو اسکی مقبولیت کا یقین ہوا تب سلیمان علیہ السلام نے سر سجدہ میں رکھ کے یہ مناجات کی کہ تو آسمان و زمین بر و بحر کسی مکان میں سما نہیں سکتا اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ اس مکان میں جسوقت بندے تیرے عبادت کرنے آئیں دعا مانگیں تو ان سب کی بندگی قبول کر اور ان کی دعائیں سن اور ان کی حاجات کو بر لا اگرچہ تو اپنے تمام بندوں کی نگہبانی کرتا ہے مگر جو تجھسے ڈرتے ہیں تو انکا زیادہ تر نگہبان اور انپر بڑا مہربان ہے اس کے بعد خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا پھر قربانی بیشمار جانوروں کی گزرانی جنکو سب کے روبرو آسمان سے آگ اتر کر کھا گئی جس سے سب کو مقبول ہونے کا یقین ہوا پھر تمام لوگوں کو رخصت کیا وہ سب خوشیوں کے نعرے مارتے ہوئے اپنے اپنے شہروں اور گاؤں اور گھروں میں چلے گئے۔

آج کے دن سے بھی زیادہ کوئی دن خوشی اور اقبال کا بنی اسرائیل کے لیے نہوا ہوگا آج آفتاب اقبال و دولت نصف النہار پر تھا پھر زوال شروع ہوا۔

فصل چہارم

ف ہیکل کی بربادی

سلیمان علیہ السلام چالیس برس سلطنت کر کے چورانوے برس کی عمر میں جان بحق ہوئے ان کے بعد انکا بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا یہ شخص اوباش اور بدعقل اور اوباشوں کا دوست تھا تھوڑے ہی دنوں میں اقتدار سلطنت حاصل کر کے پورا بیدین ہو گیا جسکا ثمرہ یہ ہوا کہ بارہ فرقوں میں سے صرف دو فرقے بنی اسرائیل کے اسکی حکومت میں رہگئے اور دس کا ایک شخص یربعام نامی بادشاہ ہو گیا۔

ف سیسق کا حملہ

اس کے چند روز بعد سیساق شاہ مصر دو سو رتھ اور ساٹھ ہزار سوار اور چار لاکھ پیادہ لیکر یروشلم پر چڑھ آیا اگرچہ شہر کو ڈھایا جلایا نہیں نہ ہیکل کو گرایا

---

[۵] یوسفس مورخ اپنی کتاب کے حصہ ہشتم باب میں کہتا ہے کہ سلیمان کے پاس ایسے بھی منتر تھے کہ جن سے دیو دفع ہو جاتے تھے پھر ان کے ایک منتر کا اثر اپنے مشاہدہ میں آنا بھی لکھتا ہے یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ جن اور دیو ان کے مسخر تھے اسبات کا استعجاب ان کو ہے کہ جو دیو اور جن کا صرف اپنے مشاہدہ میں نہ آنے سے انکار کرتے ہیں جس لئے تاریخی واقعات کی غلط توجیہیں کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس تقدیر پر جنوں سے کام لینا بھی کچھ بعید نہیں جیسا کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے ۱۲ منہ

[illegible] بیت المقدس سے سونے چاندی کا اسباب بے تعداد قیمت کا تھا سب لے گیا جس کے بعد رحبعام نے پیتل کا سامان بنایا۔ یہ پہلی مصیبت تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ہیکل اور یروشلم پر آئی۔

بار دوم

رحبعام سے یوسیا کے عہد تک جو تخمیناً چار سو برس کا زمانہ ہے۔ یروشلم میں متعدد بادشاہ گزرے اور ان میں اور بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت میں جو دو ٹکڑے ہو کر دو سلطنت قائم ہو گئیں تھیں باہم بہت کچھ جدال و قتال بھی ہوئے جس سے بنی اسرائیل کی سلطنت میں ضعف آگیا تھا اور ان میں بُت پرست بادشاہ بھی ہوئے جن کی بے التفاتی سے ہیکل خراب و خستہ اور بے مرمت پڑی رہی اور اسی عرصہ میں توریت بھی اور صندوق شہادت کے تبرکات بھی جاتے رہے مگر یوسیا نے پھر ہیکل کی مرمت کی اور اسکی مرمت میں بہت کچھ روپیہ صرف کیا یہ بادشاہ دیندار تھا اس کے عہد میں مصر کے بادشاہ فرعون نیکوہ نے ملک آسور پر چڑھائی کی اس کا ایک صوبہ شاہ بابل نبوپلسر بخت نصر کا باپ بھی تھا۔ یوسیا کا ملک چونکہ بیچ میں حائل تھا یہ شاہ مصر کا معارض ہوا آخر باہم جنگ ہوئی جس میں یوسیا زخمی ہو کر مر گیا (یہ یرمیاہ علیہ السلام کا زمانہ ہے) اس کے بعد اسکا بیٹا یہو آخذ یروشلم کے تخت پر بیٹھا اسکی تخت نشینی کے تیسرے مہینے پھر وہی مصر کا بادشاہ یروشلم پر حملہ آور ہوا اور اس شہزادہ کو زنجیروں میں جکڑ کر مصر لے گیا اور وہاں جاتے ہی مر گیا۔ اور شہر یروشلم اور ہیکل پر بھی قدرے دست تطاول دراز کیا اور اسکی جگہہ یوسیا کے دوسرے بیٹے الیقیم کو تخت یروشلم پر بیٹھا دیا اور اس کا نام بدل کر یہویقیم رکھا اور چار لاکھ چار ہزار تین سو اکیاون روپیہ سالیانہ باج گزاری کا مقرر کیا یہ شہر یروشلم پر دوسری دفعہ کی مصیبت تھی مگر ابتک سلیمانی ہیکل اور شہر کے شاہی مکانات اور شہر پناہ بدستور قائم تھی جنکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا۔

بار سوم

اس واقعہ کے چند سال بعد بابل کے بادشاہ بخت نصر نے ملک یہودیہ پر چڑھائی کی اور یروشلم کو فتح کر کے یہویقیم کو اپنا باج گزار بنایا اور بہت کچھ مال و دولت لوٹا اور خاندان شاہی میں سے ایک گروہ کو اپنے محل کا خواجہ سرا بنا کر لیگیا۔ ان اسیروں میں حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام اور انکے تین رفیق بھی تھے۔

اس کے تھوڑے دنوں بعد یہویقیم نے بد عہدی کر کے شاہ بابل کی اطاعت سے انحراف کیا شاہ بابل ان دنوں اپنی ماں کے ماتم اور دیگر علائق میں مبتلا تھا خود تو نہ آسکا لیکن اسنے یہودیہ کے آس پاس کے سرداروں کو جو سیریانی اور موابی اور عمونی وغیرہ تھے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں نے چاروں طرف سے ملک پر تاخت و غارت گری کر کے گیارہ برس تک یہویقیم کا ناک میں دم کر دیا آخر اسکو قتل کر کے یروشلم کے پھاٹک کے باہر پھینکدیا۔

اس کے بعد اسکا بیٹا یکونیاہ یروشلم کے تخت پر بیٹھا اسکے تیسرے مہینے خود بخت نصر ایک جرار لشکر لیکر یروشلم پر چڑھ آیا شہر کو فتح کر کے یکونیاہ اور اسکی ماں اور دیگر بیگموں اور شہر کے امیروں اور ہر قسم کے کاریگروں لوہاروں اور سنگتراشوں کو اور شاہی خزانہ اور ہیکل کے سب سونے کے برتنوں اور دیگر سامان کو لوٹ کر لے گیا اور یکونیاہ کے عزیزوں میں سے ایک شخص صدقیاہ کو حکومت دے گیا اور اس سے فرمانبرداری کا عہد لکھا لیا۔ بخت نصر کا واپس ہونا تھا کہ آس پاس کے سرداروں نے اپنی دوستی اور بخت نصر کی بغاوت پر آمادہ کرنے کے لیے ایلچی بھیجنے شروع کئے ادھر شاہ مصر نے ہمت دلائی آخر اپنی سلطنت کے نویں سال یہ بدعقل

شاہزادہ شاہ مصر کا اعلاناً معاہدہ ہوگیا اور شاہ بابل سے کھلم کھلا انحراف ظاہر کر دیا۔

باب چہارم

اس کے دو برس بعد بخت نصر بڑے بھاری لشکر کے ساتھ یروشلم کی طرف متوجہ ہوا ادہر شاہ مصر نے بھی اپنی کمک صدقیاہ کے لیے بھیجی مگر اس خونخوار فوج کے سامنے کون ٹھہر سکتا تھا جو بنی اسرائیل کے اوباش اور فاسق اور مرتد بادشاہوں سے انتقام لینے کے لیے قہر الٰہی کا نمونہ تھی آخر شہر فتح کر لیا صدقیاہ روپوش ہو کر بھاگتا ہوا گرفتار ہوا اور شہر ربلہ میں قید کر کے بھیجا گیا وہاں اُسکے بیٹے قتل ہوئے اور اُسکی آنکھیں پھوڑ کر زنجیریں پہنا کر بابل میں بھیجا گیا جہاں جا کر وہ جلد مر گیا۔

بخت نصر کے سپہ سالار نے یروشلم اور ہیکل کے سب مال و اسباب کو جمع کر کے باقی تمام شہر اور ہیکل میں آگ لگا دی اور سب کو جلا کر خاک کر دیا اور ہیکل اور شہر کو بنیادوں تک اُکھاڑ کر میدان بنا دیا اور ہزارہا مرد و زن کو اسیر کر کے بابل میں پہنچا دیا اور ہیکل کے وہ برنجی ستون اور وہ حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالیدار پیتل کے سامان اور وہ بیل اور وہ کروبی جنکو زمانہ کے منتخب کاریگروں نے کس محنت سے بنایا تھا سب بابل روانہ کیا اور بیشتر کو توڑ پھوڑ دیا توریت کو بھی جو ایک نقلی نسخہ تھا وہیں جلا دیا آج یہود کے اقبال کا خاتمہ ہوگیا آج وہ ہیکل سلیمانی جسکا دنیا میں نظیر نہ تھا منہدم ہوگئی شہر کے عمدہ مکانات اور بازار برباد ہوگئے آج یہودیہ کا ملک اور کوہ صیحون بنی اسرائیل کو کس اشک حسرت کے ساتھ رخصت کرتے اور بابل کے سفاک سپاہیوں کے ہاتھ میں انکی زنجیریں دیتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ حادثہ عبرت خیز حضرت مسیح علیہ السلام سے بقول اکثر مورخین پانسو چھیاسی برس پیشتر گزرا ہے یعنے تخمیناً چارسو پندرہ برس بعد تعمیر ہونے کے ہیکل برباد ہوئی ہے۔ [1]

حضرت یرمیاہ علیہ السلام چونکہ صدقیاہ بدبخت کو اس پیش آنیوالی مصیبت سے مطلع کر کے اسکی بدکاری اور بت پرستی سے نصیحت فرماتے تھے اسلیے ان کو صدقیاہ نے قید کر دیا تھا اسی طرح اس سے پیشتر بھی یروشلم کے بدبخت بادشاہوں نے انبیا علیہم السلام کو قتل و قید کیا تھا۔

شاہ بابل کے ملازموں نے حضرت یرمیاہ کو قید سے رہائی دیکر ان کے ساتھ نیک سلوک کیا اور آزادی دی کہ جہاں چاہو رہا کرو اب شہر بلکہ ملک اجاڑ پڑا ہے اور جو چند کنگال یہودی گرد و نواح میں باقی تھے جنکو کاشت و خدمت کے لئے رکھا تھا ان پر جدلیاہ بن اخی عام کو حاکم مقرر کر کے مصفاہ میں رہنے کا حکم دیا۔

غالباً وہ شخص کہ جسکا قصہ قرآن مجید میں ہے قَالَ اَنّٰی یُحْیِیْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا الآیہ یہی حضرت یرمیاہ ہیں جو ہیکل اور یروشلم کی بربادی دیکھکر دل میں کڑھتے اور روتے تھے انہوں ہی نے حسرت سے یہ کہا تھا کہ یہ شہر اب کیونکر آباد ہوگا خدا نے کرشمۂ قدرت دکھانے کے لئے انکی روح قبض کر لی اور ان کی سواری کا گدھا بھی مر گیا اس پر سو برس کا عرصہ گزر گیا لیکن اس عرصہ میں بنی اسرائیل بابل سے رہا ہو کر پھر یہاں آئے اور دوبارہ ہیکل اور شہر تعمیر ہوگیا اسکے بعد خدا نے یرمیاہ کو بھی زندہ کر دیا اور ان سے پوچھا کہ کتنی دیر تک تم مرے پڑے رہے انہوں نے کہا ایک دن یا کچھ کم پھر خدا نے ان کے روبرو ان کے گدھے کو بھی زندہ کر دیا اور فرمایا کہ تم پورے سو برس تک مرے رہے اور انہیں کے سامنے انکی سواری کے گدھے کو بھی زندہ کیا اور فرمایا ہماری قدرت دیکھو کہ ہم نے اجڑے شہر کو کیسا آباد کر دیا۔

---

[1] وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعد اولهما بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الایہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ تم دوبار سرکشی نہایت درجہ کی کروگے پس جب اول سرکشی ہوگی تو ہم تم پر ایک زور آور قوم مسلط کریں گے اسمیں بخت نصر کیطرف اشارہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور فساد کا اثر زمانہ میں انتہا پر پہنچا تھا پس ان پر بخت نصر مسلط ہوا جسنے انکو برباد کر دیا اسکے بعد پھر بنی اسرائیل اپنے ملک میں آباد ہوگئے اور ہیکل اور شہر آباد ہوا تو پھر دوبارہ سرکشی اور کفر و بت پرستی کرنے لگے اسلیے دوبارہ بلائے عظیم ان پر نازل ہوئی جسمیں انتیوکس یا طیطس شاہ روم کی چڑھائی کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

ح یہودی اور عیسائی مورخ بھی اس

تھے جب شاہان بابل کا ایران کو بادشاہ
یشوع سردار کاہن اور زروبابل بھی
مگر باقی یہودی بابل ہی میں رہے اور
بی سیس نے روک دیا نو برس تعمیر
ی نے بھی شریک ہونا چاہا مگر یہودی
یشتر اسیر کرکے لیگیا تھا اور وہاں انکی
ں دوسری سلطنت کے لوگ
میں سے اپنا کاہن یعنی امام بناکر
ں جو عیبال پہاڑ پر معبد بنانے کا
ہوگئے اور ایک دوسرے کو تحریف
یش ہوا اور شاہ مصر کے روبرو ایک

ت یہ لوگ اب بھی شام میں موجود ہیں
ں اور ذکریا بن عیدو علیہما السلام آپکے
ان اضلاع کے صوبے بہت سرگرمی
ب جماعت کے آکر شریک ہوئے اور
سی علیہ السلام کی توریت کہتے تھے
ور جب بنی اسرائیل کے لوگ
ی میں نعرہ مارتے اور سرا نے

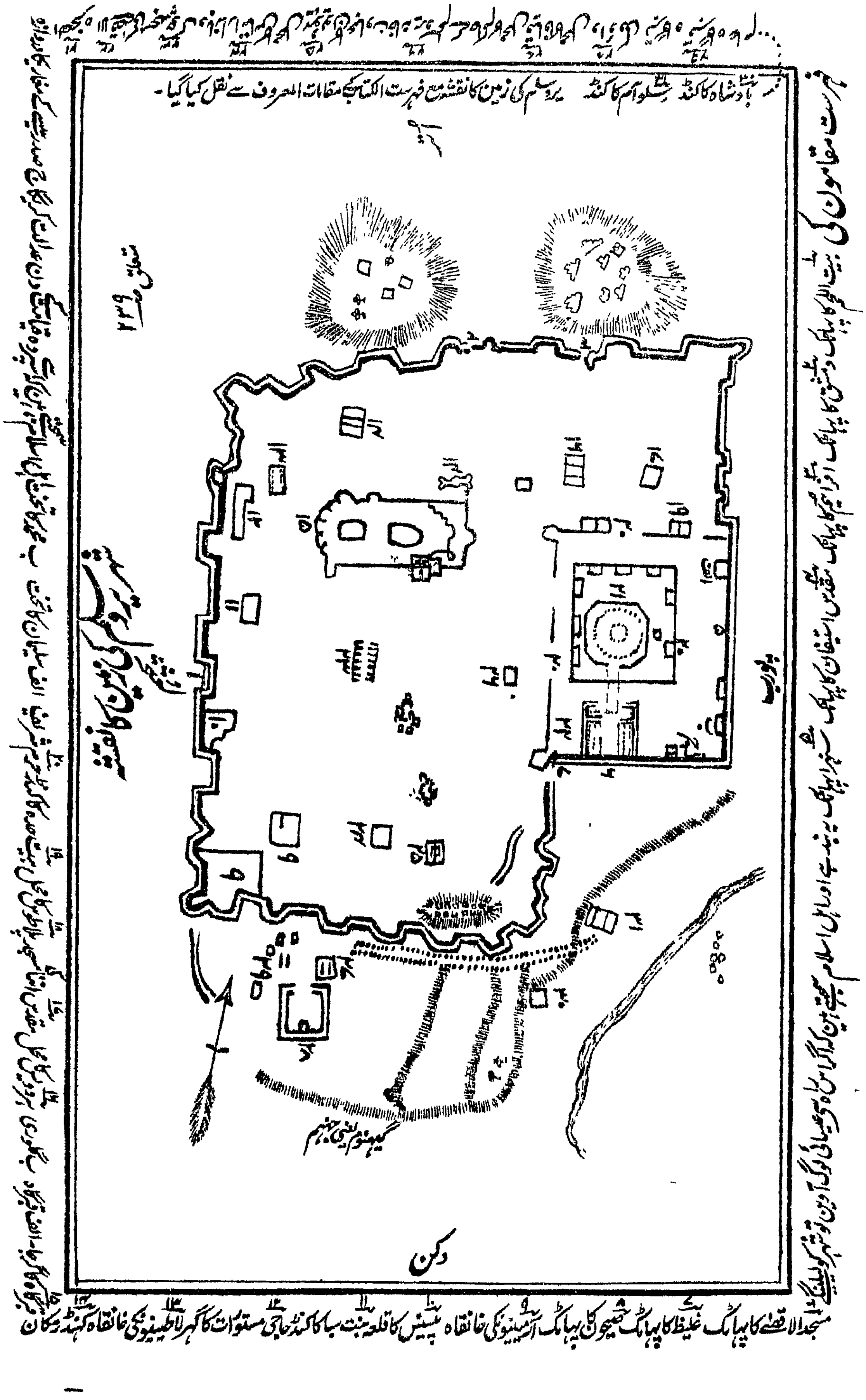

یروشلم کی زمین کا نقشہ مع فہرست الکتاب مقامات المعروف سے نقل کیا گیا۔
بادشاہ کا کنڈ
سلوآم کا کنڈ
پوربھ
دکن
مسجد الاقصیٰ
کا پھاٹک
غلیظ کا پھاٹک
شیون کا پھاٹک
آرمینیوں کی خانقاہ
پیلیٹس کا قلعہ
بنت سبا کا کنڈ
حاجی ستونات کا گھر
لاطینیوں کی خانقاہ
کہنہ مکان

دارا کے بعد اسکا بیٹا ارتخششتا شاہ ایران ہوا یہ بنی اسرائیل پر بڑا مہربان تھا اس کا مقرب حضرت نحمیا علیہ السلام تھے جو شہر سوسن دارالسلطنت

۱ [illegible]

۲ [illegible] کیانی بادشاہوں کو دارالسلطنت تھا ۱۲ منہ

بعض لوگ اسکی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یرمیاہ سو گئے تھے اور خواب میں ان کو خدا تعالیٰ نے یہ کیفیت دکھلائی تھی۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی مورخ بھی اس قصہ کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ یرمیاہ مصر چلے گئے تھے وہیں مرے۔

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

بابل میں ستر برس تک یہودی رہے اس عرصہ میں اپنے دینی دستورات بلکہ اکثر اپنی اصلی زبان سے بھی ناآشنا ہو گئے تھے جب شاہان بابل کا ایران کی بادشاہ خسرو کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا تو مسیح سے تخمیناً پانسو برس بیشتر خسرو شاہ ایران کے حکم سے بیالیس ہزار یہودی جنمیں یشوع سردار کاہن اور زروبابل بھی تھے پھر اپنے ملک یہودیہ کو روانہ ہوئے اور ان کو شہر و ہیکل کی تعمیر کی اجازت بھی ملی اور ہیکل کا بچا کچا اسباب بھی ملا مگر باقی یہودی بابل ہی میں رہے اور حضرت حزقیل اور دانیال علیہ السلام یہیں فوت ہو گئے تھے بنی اسرائیل نے اگرچہ تعمیر شروع کی مگر لوگوں کی غمازی سے کمبی سیس نے روک دیا نو برس تعمیر رکی رہی پھر شاہ دارا کے حکم سے تعمیر شروع ہوئی اور کئی برس میں ہیکل اوسی جگہہ اور اسی نمونہ پر تعمیر ہوئی فرقہ سامری نے بھی شریک ہونا چاہا مگر یہودیوں نے ان کی شرکت سے انکار کیا سامری بھی یہودی تھے انکو آسور کا بادشاہ شالمنذر مسیح سے سات سو اکیس برس بیشتر اسیر کرکے لیگیا تھا اور وہاں انکی نسل غیر قوموں سے مخلوط ہو گئی اور عرصہ کے بعد پھر یہ دوغلی قوم اپنے ملک سامریہ میں آبسی یہ لوگ بنی اسرائیل میں سے اُس دوسری سلطنت کے لوگ ہیں جنہوں نے ربعام کی ماتحتی میں ایک دوسری سلطنت قائم کی تھی تب سامریوں نے ایک کو لاوی کے فرقہ میں سے اپنا کاہن یعنی امام بناکر ان کے مقابلے میں اپنے لیے کوہ جرزین پر ایک اور ہیکل بنائی ؎ اپنا کعبہ جدا بنائیں گے ہم ۔ توریت میں جو عیبال پہاڑ پر معبد بنانے کا اشارہ ہے (استثنا ۲۷ باب ۴ ورس) انہوں نے اس لفظ عیبال کو بدل کر جرزین بنایا اور یروشلم کے منکر ہو گئے اور ایک دوسرے کو تحریف توریت کا الزام دینے لگے اور یہ جھگڑا انمیں قرنوں تک باقی رہا چنانچہ ایک بار اسکندریہ کی یہودیوں اور سامریوں میں یہ مباحثہ پیش ہوا اور شاہ مصر کے روبرو ایک سو پچاس برس مسیح سے پیشتر سامریوں نے شکست کھائی۔

سامری توریت کے پانچوں حصوں کو تو مانتے ہیں باقی عہد عتیق اور عہد جدید میں سے اور کسی کتاب کو الہامی نہیں جانتے یہ لوگ اب بھی شام میں موجود ہیں۔

الغرض ہیکل دوبارہ پھر اوسی طور سے تعمیر ہوئی۔ زروبابل بن سلتائیل اور یوشع بن صدق اسکے مہتمم تھے اور حجی اور ذکریا ابن عیدو علیہما السلام آپکے مذہبی دستور کے موافق ہدایت کرتے جاتے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے تعمیر کا خرچ اور لکڑی پتھر کی مدد ملتی تھی اور ان اضلاع کے صوبے نہایت سرگرمی سے فرمان شاہی کے بموجب مدد دیتے تھے چند عرصہ کے بعد حضرت عزیر[1] علیہ السلام بھی مع بہت سے سازوسامان اور ایک جماعت کے آکر شریک ہوئے اور حضرت عزیر نے اپنی یاد پر ان دونوں نبیوں کی مدد سے یہود کے لیے ایک کتاب بھی مرتب کی جسکو وہ حضرت موسی علیہ السلام کی توریت کہتے تھے اور نیز ان کے دین اور رسوم عبادت کا بھی انتظام کیا۔ دارا کے عہد میں سات برس کے اندر ہیکل بنکر تیار ہوئی اور جب بنی اسرائیل کے لوگ قربانی کرنے کو جمع ہوئے اور بہت سے لوگ دف لیکر خدا کی حمد و ستائش گانے لگے تو نو عمر ہیکل کی خوشی میں نعرہ مارتے اور پرانے لوگ قدیم ہیکل کو یاد کرکے زار زار روتے تھے۔

دارا کے بعد اسکا بیٹا خشستاہ تخت نشین ہوا یہ بھی بنی اسرائیل پر بڑا مہربان تھا اسکے مقرب حضرت نحمیا علیہ السلام تھے جو شہر سوسن[2] دار السلطنت

---

[1] عزیر کی اس کتاب کو عزرا کہتے ہیں یہی اور ذکریا نبی اس عہد کے نبی تھے یہ وہ ذکریا نہیں جو حضرت یحییٰ کے (یحییٰ کو یوحنا کہتے ہیں) باپ تھے ۱۲

[2] جو قریب خلیج فارس کے شمال میں واقع تھا کیانی بادشاہوں کا دار السلطنت تھا ۱۲ منہ

ایران میں رہتے تھے انسے چند بنی اسرائیل نے بیان کیا کہ شہر پناہ نہونے کی وجہ سے اطراف کے لوگ ہم کو لوٹتے ہیں حضرت نحمیاہ نے بادشاہ سے اجازت اور پروانہ لیا اور خود بھی آئے اور شہر پناہ بھی بنائی (یہ یوسیفس کا بیان ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دارا وہ نہیں کہ جسکو سکندر رومی نے مغلوب کیا کیونکہ اس دارا کا کوئی بیٹا نہ تھا) اسکے بعد سے یروسلم اور اسکے باشندے شاہان ایران کے مطیع ہوگئے انکی مستقل حکومت نہ تھی سکندر رومی کے عہد تک۔ سکندر فلپس یونان سے خروج کرکے مشرقی ملکوں پر حملہ کرنا شروع کیا اور آخر دارا شاہ فارس کو شکست دیکر ملک فارس اپنے قبضہ میں کر لیا اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ آور ہوا (یہ واقع حضرت مسیحؑ سے تین سو تینتیس^{۳۳۳} برس پہلے گزرا ہے) پھر شہر بابل میں آکر عین شباب میں مرگیا۔

اس کے عہد میں یروسلم کے کاہنوں نے اسکی حکومت قبول کر لی تھی اسلیئے ہیکل اور یروسلم جدید پر کوئی نئی مصیبت نہیں آئی اور نیز یہود اب تک اپنے افعال قبیحہ پر نادم اور تائب بھی تھے کہ جسکی وجہ سے تازہ مصیبت میں گرفتار نہوئے مگر اسکے بعد پھر بدکاری اور گناہ کیطرف قدم بڑھانے لگے۔ بموجب ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلہا۔ اسکی بعد پھر مورد بلا ہوے سکندر کے بعد اوسکا تمام ملک اوسکے سرداروں پر تقسیم ہوگیا انٹی گونس نے ایشیا کو سلوکس نے ملک بابل کو اور لیسی ماخس نے پلس پانٹ کو اور کسنڈر نے مسڈونیہ کو اور ٹولمی ابن لاگس نے ملک مصر پر قبضہ کیا (یوسیفس) اس ٹولمی نے ملک یہودیہ اور یروسلم پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور یہودیوں کو اپنا رعیت بنایا اور ان کو دیندار سمجھکر بہت کو عمدہ عمدہ عہدے بھی دئے اسلیئے بہت سے یہود اسکی قدردانی سے ملک مصر میں چلے گئے اور ہزاروں اسکندریہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ پھر مصری بادشاہ کو یہودی کتابوں کے جمع کرنے اور عبرانی سے یونانی زبان میں ترجمہ کرانے کا شوق ہوا تو الیعزر یہودیوں کے سردار کاہن کے نام ایک خط لکھا اور چند افسر بہت سا ہدیہ دیکر بھیجے کہ آپ ہر فرقہ سے چند منتخب علما میرے پاس بھیجدیجئے تاکہ وہ مجھے ترجمہ میں مدد دیں کاہن نے بڑے شکریہ کے ساتھ جواب لکھا اور بہتر^{۷۲} یہودی عالم کتابیں دیکر ترجمہ کرنے کو بھیجے جنہوں نے شریعت کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا اس ترجمہ کو سپٹواجنٹ کہتے ہیں جسکے معنی بہتر^{۷۲} کے ہیں۔ اسکے عہد میں یہودیوں نے بڑی عزت پائی تھی۔

اسیطرح ایشیا کے بادشاہوں نے بھی یہود کی نہایت عزت وحرمت کی تھی چنانچہ سلوکس نے ایشیا اور شام سریا میں قلعے بناکے یہودیوں کو ان کا سردار بنایا تھا اور اپنی دارالسلطنت انطاکیہ میں بھی ان کو بہت کچھ دخل دیا تھا۔

واضح ہو

کہ سکندر کے بعد جب ملک کے ٹکڑے ہوگئے تو ایک شخص انتیوگونس نے حضرت مسیح سے تین سو برس پیشتر یعنی سکندر کی وفات کے تینتیس^{۳۳} برس بعد شہر انتاکیہ (انطاکیہ) آباد کرکے اسکو اپنا دارالسلطنت ٹھہرایا۔ یہ یونانی سلطنت کہلاتی تھی اور اس خاندان کے بادشاہ انتیوکس کہلاتے تھے۔ انکی اور مصر کے بادشاہوں اٹالمی خاندان کی ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ یہودی بیچارے ان دونوں پتھروں میں پسا کرتے تھے۔ آخر انتیوکس چہارم کا تسلط یروسلم پر ہوگیا جسنے کہانت کا عہدہ تیرہ لاکھ میں یسون یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر اس سے واپس لیکر اسکے بھائی منلاؤس کے ہاتھ چوبیس لاکھ پچہتر ہزار میں فروخت کر ڈالا۔ انتیوکس کی خبر وفات سنکر یسون اپنے بھائی پر حملہ آور ہوا اور اسکو قتل کر دیا چونکہ بادشاہ نہ مرا تھا طیش میں آکر حضرت مسیح سے ایکسو ستر^{۱۷۰} برس پہلے

یروسلم پر پانچواں حادثہ

یروسلم پر چڑھ آیا چالیس ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور چالیس ہزار کو قید کرکے لیگیا اور ہیکل کا اسباب جو چار کروڑ اونسٹھ لاکھ ساٹھ ہزار کی مالیت کا تھا لوٹ کر لیگیا اور ہیکل کی

مسیح سے ۱۴۱ برس آگے انیتوکس نے ملک یہودیہ کو ٹولمی شاہ مصر کے ہاتھ سے چھوڑا لیا تھا مگر مسیح سے ۳۰۲ برس آگے پھر ٹولمی نے ملک یہودیہ کو لیلیا اور ۲۰۵ برس پیشتر تک مصریوں ہی کے قبضہ میں رہا یہ زمانہ یہود کے ٹوٹ بڑے امن کا تھا اسی عہد میں یہود نے پہلی کتابوں کو اور دیگر روایات کو جمع کیا یہ توریت وصحف انبیا اسی عہد کی تالیف ہیں۔ اسی عہد میں سپٹواجنٹ ترجمہ بھی ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

ف سکندر کی سلطنت اسکے چار [illegible] میں [illegible] سلوکس کو ایران [illegible] بابل اور [illegible] مشرقی [illegible] اور اسکے [illegible] شام [illegible] اور طالمی [illegible] اطراف [illegible] قرآن مجید [illegible] ترجمہ [illegible] اسکندریہ [illegible] اردو [illegible] عیسائی [illegible] ۹ منہ

نہایت بے عزتی کی اور ایک ظالم کو یروسلم کا حاکم مقرر کر گیا۔

پھر مسیح سے ۱۷۹ برس پیشتر شاہ انطاکیہ نے مصر پر حملہ کیا لیکن یہود اس حملہ میں شاہ مصر کیطرفدار ہوگئے اور شاہ انطاکیہ شکست کھا کر واپس آیا تب اسنے اپنے سپہ سالار کو حکم کیا کہ یروسلم کو برباد کرے چنانچہ اسنے آکر قتل عام کیا اور شہر میں آگ لگادی اور شہر پناہ اور دیگر عمدہ مکانات کو گرادیا (مگر ہیکل بچ رہی) پھر انیتوکس کو انطاکیہ پہونچکر یہ خیال پیدا ہوا کہ سب لوگوں کو یونانیوں کے مذہب بت پرستی پر چلاوے چنانچہ اسنے اپنے نائب اسینیوس کو یہودیوں پر حاکم مقرر کرکے بھیجا اور حکم دیا کہ جو مذہب بُت پرستی نہ مانے تو اسکو قتل کر ڈالنا حاکم نے یروسلم پہنچکر چند بیدین یہودیوں کو اپنا شریک کرکے لوگوں کو بُت پرستی پر مجبور کیا اور تمام کتب یہود کو تلاش کر کر کے جلا دیا اور ہیکل میں جوپیٹر کی مورت قائم کی اور جسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی اُسکو قتل کیا۔

اسمونی خاندان

کا ایک بُوڈھا کاہن متاتھیس اپنے پانچ بیٹوں یُوحنا شمعون یہوداہ ایلعاذر یونتان کو لیکر اپنا دین بچانے کے لیے یروسلم سے بھاگ کر اپنے وطن اور شہر مودن میں آرہا یہاں بھی اسکے تعاقب میں انیتوکس کے لوگ آئے اسنے اپنے پانچوں بیٹوں اور بہت سے دیندار یہودیوں کو جمع کرکے جہاد کیا جس میں شاہی لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے پھر اسنے بتوں کو توڑا اور بُت پرستوں کو قتل کیا مسیح سے ایکسو سرسٹھ[۱۶۷] برس پیشتر۔

اسکے بعد اسکا بیٹا یہوداہ جسکا لقب مقابیس ہے اسکے قائم مقام ہوا یہ وہی مقابیس ہے جسکی دو کتابیں مقابیس اول و مقابیس دوم عبرانی زبان میں نہیں اور یونانی اور سریانی ورومن کیتھولک عیسائی ابتک انکو آسمانی کتابوں کے مجموعہ میں شمار کرتے ہیں۔ مقابیس نے یروسلم کو لیا اور رکھنڈر شہر کی مرمت کی اور ہیکل کو بتوں سے پاک وصاف کیا انیتوکس نے انتقام کا قصد کیا مگر وہ تھوڑے دنوں کے بعد بیمار ہوکر مر گیا پھر مسیح سی ایکسو اکسٹھ[۱۶۱] برس پیشتر مقابیس ایک لڑائی میں شہید ہوگئے[ف۱]

اس کے بعد اُنکا بھائی یونتان قائم کیا گیا اسنے بھی اپنے بھائی شمعون کی مدد سے دین یہود کا انتظام نہایت عمدگی سے کیا لیکن وہ بھی سیریا کے بادشاہ کی ہاتھ سی شہر پطولیمس میں مارا گیا اسکے بعد اسکا بھائی شمعون مسیح سے ایک سو چوالیس برس پہلے اسکا قائم مقام ہوا اور اسنے بھی یہودیوں کو غیر قوموں کی حکومت سے آزاد کرانے میں بڑی کوشش کی لیکن یہ بھی اپنے داماد کے ہاتھ سے یریحو شہر کے قلعہ میں جبکہ وہ کسی مہم سے واپس آرہا تھا دغا سے مارا گیا۔

اسکے بعد شمعون کا بیٹا یُوحنا حاکم اور سردار کاہن ہوا۔ اسنے چند یہودیہ کے صوبوں پر اپنا قبضہ کر لیا اور سامریون کی ہیکل کو بھی غارت کر دیا اور بہت سے یہودیوں کو انطاکی مذہب سی پھیر لیا اور رومیوں سے بھی از سر نو پھر عہد و پیمان مستحکم کیا اسکے فوت ہونے کے بعد اسکا بیٹا ارسطوبولس اسکی گدی پر بیٹھا[ف۲]

اسنے اگلے زمانہ کی طرح پھر یہودیہ میں بادشاہت قائم کی اسیری بابل کے بعد یہ اول شخص ہے کہ جو یہود کا بادشاہ کہلایا۔ اسنے یہودیوں کا ایک بڑا دفینہ برآمد کیا تھا اسکے بعد اسکا بیٹا سکندر جنیوس تخت نشین ہوا ستائیس برس حکومت کرکے مسیح سے اناسی برس پیشتر انتقال کر گیا ان دونوں میں دو یہودی بھائیوں میں عہدہ کہانت کی بابت جھگڑا پیدا ہوا اور ہر ایک نے اپنی عرضی پومپی شاہ روم کے پاس بھیجی جو آس پاس کے ملکوں کو فتح کر چکا تھا۔

[ف۱] انہیں دنوں میں رومی سلطنت تھے جسکا پایہ تخت شہر روم ملک اٹلی میں تھا بڑا زور پکڑا تھا یہ سلطنت کمزوروں کی اعانت کیا کرتی تھی یہ سمجھکر مقابیس نے وہاں اپنے ایلچی بھیجے اور انطاکیہ کے بادشاہوں سے محفوظ رہنے کے لئے اس نئی سلطنت سے اتحاد پیدا کیا سلطنت رومی نے ڈیمٹریوس گورنر انیتوکس کو دھمکایا تو ڈیمٹریوس کی فوج نے یروسلم کو آگھیرا لیکن روم سے کچھ بھی مدد نہ آئی اور مقابیس کے ساتھی بھاگ گئے مقابیس خود بڑے استقلال کے ساتھ لڑکر شہید ہوگئے ۱۲ منہ

[ف۲] مسیح سے ایک سو سات برس پہلے ۱۲ منہ

ف شاہان مصر کے عہد حکومت میں سردار کاہن یروسلم میں حاکم کے طور پر یہودیان کا انتظام کرتے تھے انیتوکس شاہ سیریا جسکا دار السلطنت انطاکیہ تھا ۲۱۹ سے پیشتر ۲۰۰ تک (?) [illegible] اور مصر سے چار بار جنگ کی اس عہد میں یہود کو طرح طرح کی تکلیف پہنچی اخیر جنگ میں یہودی مصر کو چھوڑ کر شاہ سیریا کے طرفدار ہوگئے جس سے شاہ مذکور نے ہیکل اور شہر کی مرمت کی اور سالیانہ بھی مقرر کیا مگر اسکے جانشین نے اسکو موقوف کر دیا اور ارادہ بدی کیا پھر اسکے جانشین انیتوکس چہارم نے کاہن کا عہدہ فروخت کیا جس سے یہود نے بغاوت اختیار کی اور پھر انیتوکس نے یروسلم پر حملہ کر کے ہیکل کو غارت کیا [illegible]

یہ بادشاہ یروشلم پر چڑھ آیا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد یروشلم کو فتح کر لیا اس لڑائی میں بارہ ہزار یہودی مارے گئے۔ اور اپنی طرف سے ایک سردار کاہن مقرر کر لیا اسوقت سے ملک یہودیہ روم کے بادشاہوں کی حکومت میں آ گیا جن دنوں میں کہ رومی سرداران ملکوں کی فتوحات میں مصروف تھے ایک شخص ادومی انٹی پیٹر نے رومیوں کو بڑی مدد دی تھی جسکے صلہ میں جیولس قیصر روم نے اسکے بیٹے انٹی پیٹر کو ملک یہودیہ اور اسکے پاس کے ملکوں کا حاکم مقرر کر دیا جسکے تحت میں یہود کا کاہن اعظم یعنی امام ہیرکانس کا حاکم بھی تھا۔

مسیح سے چالیس برس پیشتر انٹی پیٹر مذکور مر گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا ہیرودیس یہودیہ اور جلیل کا حاکم مقرر ہوا لیکن ان دنوں میں یہود کا کاہن اور حاکم انٹی گونس یہودی تھا اسنے ہیرودیس مذکور کی یہانتک مخالفت کی کہ اسکو شہر روم میں بھاگ جانے کے سوا چارہ نہ ہوا شاہ روم نے اسکی خاندانی خدمات کے لحاظ سے پھر اسکو یہودیوں کا حاکم بنا کر بھیجا اسپر بھی اس کو کاہن مذکور سے تین برس تک لڑنا پڑا آخیر یروشلم کا محاصرہ کر کے اسکو فتح کر لیا اور مریمن یہودن سے شادی کر کے یہود کا بادشاہ ہو گیا اسکی حکومت پینتیس ۳۵ برس تک رہی۔ اسکے اخیر عہد میں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے (صحیح یہ ہے کہ اسکے بعد)

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

اسنے یہود کو خوش کرنے کے واسطے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کرانا شروع کیا اسطرح پر کہ جب تھوڑے تھوڑے ٹکڑے کو توڑ کر بنا چکتے تھے تب دوسرے ٹکڑے کو توڑتے تھے اسطرح پر تمام عمارت نئی سر سے بہت خوبصورت اور خوشنما بنکر مسیح سے آٹھ برس آگے عبادت کے لیے تیار ہو گئی مگر اسکی تکمیل چھیالیس برس تک ہوتی رہی مسیح کی تیس برس کی عمر تک۔ اٹھارہ ہزار آدمی نو برس تک اسمیں کام کرتے رہے۔ اور جبکہ موریہ پہاڑی کی چوٹی اسکی وسعت کے لئے کافی نہ ہوئی تو پہاڑی کے چاروں طرف بڑا سنگین پشتہ باندھا گیا۔ یہ بہت بلند تھا خصوصاً دکن کی طرف چھہ سو فٹ کی بلندی تھی۔ احاطہ کے باہر والی دیوار اسی پشتہ پر بنی تھی جسکی بلندی ۲۵ فٹ تھی اور ادھے میل کا گھیر تھا۔ اسکے اندر چاروں طرف دیوار کے پاس بہت خوشنما برآمدے بنے تھے۔ ان برآمدوں میں لوگ ٹہلتے اور انہیں میں صراف اور کبوتر فروش بیٹھتے تھے جو ہیکل کی نذر و نیاز والی چیزیں فروخت کرتے تھے اور اسی جگہہ ایک مکان تھا کہ جہاں بیٹھکر یہودی معلم جو ربی کہلاتے تھے مسائل تعلیم کیا کرتے تھے۔ اسی جگہہ ربیوں کو مسیح نے لاجواب کیا تھا (لوقا ۲ باب ۴۶) پہلے عیسائی بھی یہاں جمع ہوا کرتے تھے (اعمال ۲ باب ۴۶)

اس احاطہ کی دیوار میں نو پھاٹک تھے اور انمیں داخل ہونے کو بڑے بڑے زینے پشتہ پر بنے ہوئے تھے یہ سب پھاٹک بڑے خوشنما تھے خصوصاً پورب کیطرف کا پھاٹک جو زیتون کی پہاڑی کے سامنے تھا یہ پھاٹک عمدہ پیتل کا تھا اسکی بلندی سینتیس ہاتھ تھی اور اسکے پاس کے برآمدہ کو سلیمان کا برآمدہ کہتے تھے۔ باہر والا احاطہ عام لوگوں کے لیے تھا اسکے اندر ایک اور احاطہ تھا کہ جہاں صرف یہودی عورتیں جا سکتی تھیں وہ بھی اسوقت جبکہ قربانیاں لاتی تھیں اسکے آگے اسرائیلیوں کا احاطہ تھا اور اسکے آگے لاویوں کا جہاں قربانگاہ۔ اور پیتل کا حوض خاص ہیکل کے سامنے رکھا تھا خاص ہیکل بہت بلند اور نہایت خوشنما تھی۔ اسکے سامنے ایک برآمدہ ڈیڑھ سو فٹ بلند اور اتنا ہی چوڑا تھا ہیکل کے اندر دو دالان یا کمرے تھے ایک جو قدوس کہلاتا تھا ساٹھ فٹ لمبا اور اتنا ہی اونچا اور تیس فٹ چوڑا تھا اسمیں نذر کی روٹیاں رکھنے کی میز اور بخور جلانے کی قربانگاہ اور سونے کے شمعدان رکھے ہوئے تھے اس سے آگے دوسرا کمرہ قدس الاقدس کہلاتا تھا یہ بیس فٹ چوڑا اور اتنا ہی لمبا اور اتنا ہی اونچا کمرہ تھا پہلی ہیکل کے وقت اسی کمرہ میں عہد کا صندوق رہتا تھا کہ جسمیں شریعت کی دو لوحیں اور من کا مرتبان اور ہارون کا عصا تھا اسمیں بجز سردار کاہن کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا وہ بھی سال میں ایک بار ان دونوں کمروں کے درمیان کتان کا ایک باریک پردہ بڑا قیمتی پڑا رہتا تھا خاص ہیکل کے چاروں طرف سہ منزلہ بہت سے کمرے کاہنوں کے رہنے کے لیے بنے تھے اور احاطہ میں بہت سی اسی قسم کی عمارات تھیں۔ یہ سب عمارات سنگ مرمر سے بنائی گئیں تھیں (تفسیر پادری اسکاٹ)

جو ہیکل کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد میں تھی وہ یہی تھی اسی کے کسی کمرہ میں حضرت مریم ؑ نے ذکریا علیہ السلام کے پاس پرورش پائی تھی۔ اسی ہیکل میں حضرت مسیح اور انکے عبادت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

یہ ہیرودیس شہر یریحو میں مرگیا اسکے ظلم و ستم سے بنی اسرائیل سخت ناراض تھے۔ اسکے بعد اسکا بیٹا ہیرودیس ثانی اپنے باپ کا جانشین ہوا اسی کے خوف سے حضرت مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ مصر کیطرف بھاگ گئے تھے اور اسی کے عہد میں اسی کے حکم سے حضرت یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک اسکی جورو اور بیٹی کے کہنے سے کاٹ کر ایک طشت میں اس کے سامنے لایا گیا تھا۔

ہیرودیس اول کے تین بیٹے تھے اس لیے اسکے بعد اسکے ملک کے بھی تین حصے ہو گئے ملک یہودیہ و ادومیہ و سامریہ ارکلاؤس کو ملا اور بیت عینا اور تراخونیتس وغیرہ فلیپوس کو اور گلیلیہ اور پریہ انطپاس کو۔ اور سب کو ہیرودیس ہی کہتے تھے۔ یہ ارکلاوس بھی اپنے باپ کیطرح بڑا ظالم اور سنگدل تھا اسی لیے اسکی حکومت کے نو برس بعد اسکو اگستس قیصر روم نے بیدخل کر کے ملک گال (فرانس) میں بھیجدیا اور وہ وہیں جا کر مر گیا۔

انہیں دنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا اور جا بجا انہوں نے وعظ و پند و معجزات دکھانے شروع کئے گو یہودی انبیاء سابقین کی پیشین گوئی سے منتظر تھے کہ کوئی اولوالعزم رسول پیدا ہونیوالا ہے مگر اپنی بداقبالی اور شامت سے اولٹے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے دشمن جانی ہو گئے آخر حضرت مسیح کو گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لیگئے جو قیصر روم کی طرف سے تھا اسکے پاس الزام بغاوت لگا کے سولی دینے لے گئے تھے اسنے انکی خاطر سے انکو سولی دینا چاہا اور خدا نے حضرت کو اوپر اوٹھا لیا اور انکی صورت میں کسی اور کو کر دیا جو وہ سولی دیا گیا۔ حضرت مسیح کے بعد حواریوں پر بھی بڑا ظلم و ستم ہوتا رہا نہ صرف یہودیوں کی طرف سے بلکہ شاہان روم کیطرف سے بھی

حضرت مسیح نے اثناء وعظ میں بارہا یہود کو ایک آسمانی بلا سے ڈرایا تھا کہ عنقریب تم پر آفت آنیوالی ہے اور وہ ہیکل اور شہر کو برباد کرنیوالی ہے مگر وہ اسکا کب باور کرتے تھے؟

چنانچہ حضرت مسیح کے بعد جبکہ ملک یہودیہ میں خاندان ہیرودیس کی بدنظمیوں کے سبب قیصر کیطرف سے ایک مستقل گورنر اس ملک میں قائم ہوا اور یروشلم میں رومی لشکر رہنے لگا یہودی ادہر تو رومیوں کی سخت حکومت سے بیدل تھے ادہر انکے دل میں بھی اپنی قوم کے بادشاہوں اور ان کے اقبال کے افسانہ سُنکر جوش اُٹھتا تھا کہ کسطرح رومیوں کی حکومت سے آزادی حاصل ہو انبیاء کا فرمودہ اور اعمال بد کا نتیجہ کب ٹلتا ہے یہ تدبیر اولٹی انکی ہلاکت کا باعث ہو گئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ یہود نے ملک میں بغاوت شروع کی اور آخر کار فوج یروشلم کو بھی محاصرہ کر کے قتل کر ڈالا اور بھی بہت سے رومی انکے ہاتھ سے قتل ہوئے اور یروشلم میں یہود کا پھر عمل دخل ہو گیا لیکن عیسائی اس فساد میں شریک نہ تھے بلکہ اسی لیے وہ وہاں سے مسیح کی خبر کے بموجب (لوقا ۲۱ باب ۲۱) باہر بھاگ گئے تھے سپاسیئن رومی سردار ایک لشکر مہیب لیکر یروشلم پر چڑھ آیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا بہت دنوں تک باہم لڑائیاں ہوتی رہیں رومی سردار نے بارہا اطاعت کے پیغام بھی بھیجے مگر یہود نے نہ مانا اس عرصہ میں طیطوس اس لشکر کا سپہ سالار ہو کر آیا اور پھر جب وہ قیصر ہو گیا تو اسکی جگہہ شہر کا محاصرہ اسکے بیٹے طیطس نے اپنے ذمہ لیا۔

یروشلم اور ہیکل پر چھٹا حادثہ

شہر کا سخت محاصرہ کیا اور یوسفس مورخ کو کئی بار یہود کے پاس بھیجا کہ بغاوت سے باز آؤ اور شہر میرے حوالہ کر دو تاکہ تم امن میں رہو مگر یہود کو اپنی شہر پناہ پر گھمنڈ اور نافرمانی کی بدولت خدا تعالیٰ کی مدد پر بڑا بھروسہ تھا نہ مانا اور حتی المقدور دل توڑ کر مقابلہ کیا آخر غلہ نہ ہونے کی وجہ سے مردار خوری کی نوبت پہنچی اور آپس میں بھی فساد پڑ گیا رومی لشکر شہر میں گھس پڑا اور جو سامنے آیا اسکو قتل کیا مرد و عورت چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہ تھی اور شہر میں آگ لگا دی۔ رومی سپہ سالار نے بہت چاہا کہ ہیکل نہ جلنے پاوے مگر اوس ہلڑ میں کون سنتا تھا خصوصاً جبکہ چھ ہزار یہودی اس میں پناہ گزین تھے آخر وہاں بھی آگ کے شعلے اُٹھنے لگے اور ہر طرف سے آگ بھڑکنے لگی اور ہر جانب شہر میں خون کی دھاریں بہنے لگیں شہر کی بنیادیں تک اُکھاڑ دی گئیں اور ہیکل کی بھی اینٹ سے اینٹ بجگئی شہر اور ہیکل پر ہل چلا دیا گیا اور ترجمہ سپٹواجنٹ بھی ساتھ ہی جل گیا بعض کہتے ہیں کہ اسکو طیطس شہر روما میں لیگیا تھا

ف [illegible]

(مفتاح الکتاب صفحہ ٢١) اس حادثہ میں تخمیناً گیارہ لاکھ بنی اسرائیل قتل ہوئے اور لاکھ کے قریب غلام بنائے گئے۔ (اسمیں کسیقدر مبالغہ ہے)

اس حادثہ سے پہلے چند آثار عجیبہ بھی ظہور میں آئے تھے۔ (١) ایک ستارہ تلوار کی صورت شہر کے اوپر نمودار رہا (٢) ایک دمدار ستارہ تمام سال دکھائی دیتا رہا (عید فصح کی شب میں قربانگاہ کے پاس آدھے گھنٹے تک ایک ایسی روشنی چمکتی رہی کہ گویا دن ہوگیا۔ (٣) ہیکل کا شرقی دروازہ جو پیتل کا تھا اور بیس آدمیوں سے بمشکل بند ہوتا تھا ایک رات آپسے آپ کھل گیا۔ (٤) عید فصح کے تھوڑے دنوں بعد غروب آفتاب کے بعد بادلوں میں لڑائی کی گاڑیوں اور ہتیار بند سپاہیوں کی شکل نمودار ہوتی رہی دیر تک (رومن تفسیر اسکاٹ صفحہ ١٨٧)

یہ حادثہ مورخین کے نزدیک سن ستر عیسوی میں ہوا یعنی حضرت مسیح کے صعود کے چالیس[1] برس بعد اسوقت حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں میں سے صرف یوحنا شہر افسس میں زندہ تھے (ہندی تاریخ کلیسیا صفحہ ٢٧ و ٢٨)

اسکے بعد بھی یہود کی شرارت کم نہوئی چنانچہ اس حادثہ کے چونسٹھ برس بعد آدریان قیصر روم نے یہود پر سخت تشدد کرنا شروع کیا اور حکم دیا کہ جو کوئی ختنہ کریگا قتل ہوگا اسی دن سے عیسائیوں نے بھی توریت و حواریوں کو بلکہ کلیسیا یروسلم کو بالائے طاق رکھکر پولوس کے کہنے سے رسم ختنہ کو ترک کیا تاکہ یہودیوں کے شبہ میں مارے نہ جائیں۔

پھر اس قیصر نے یروسلم پر اور ہیکل کی بنیادوں پر دوبارہ ہل چلوائے اور اس شہر کا نام بدلکر اپنے خاندان کے نام سے دوسرا نام ایلیہ رکھا یہ بادشاہ ١٣٨ء میں فوت ہوا۔ اسکے بعد روم میں اور بھی بادشاہ ہوئے جو اکثر مذہب عیسائی بلکہ یہودی دونوں کے سخت دشمن تھے اور انکے ہاتھ سے عیسائیوں کو وہ وہ تکالیف پہونچیں کہ جنکا بیان نہیں ہوسکتا آخر ٣١٣ء میں قسطنطین اول قیصر روم جو بڑا ظالم اور سنگدل تھا اپنی ملک کے استحکام کے لیے عیسائی ہوا اسنے اور پھر اسکے بعد قسطنطین ثانی نے لوگوں کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کیا لیکن اسکے بیٹی کا جانشین جیولین قیصر عیسائی مذہب کے برخلاف ہوگیا۔ اور اسنے صرف مسیح کی اس پیشینگوئی کی تکذیب کرنے کے لیے جو انجیل لوقا کے ٢١ باب ٢٤ ورس میں ہے[2] یروسلم میں ہیکل کی تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اسلیے اسنے کاریگر بھیجے جب مزدور ہیکل کی بنیاد کھودنے لگے تو زمین سے آگ کے ایسے شعلے نکلے کہ کوئی مزدور نیو نہ کھود سکا اگرچہ بار بار قصد کیا مگر ہیکل کی تعمیر پر قادر نہوئے یہ ماجرا سن چارسو عیسوی سے کچھ پہلے کا ہے اسکے بعد پھر اور بھی قیاصرہ گزرے ہیں لیکن کسی نے ہیکل کو تعمیر کیا الغرض طیطس کے عہد سے لیکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد تک گو یروسلم آباد ہوا اور عیسائیوں نے وہاں اپنے معبد بنائے یہودی بھی اسمیں رہنے لگے مگر ہیکل اس عرصہ تک جو تخمیناً چھ سو سال کا ہوتا ہے ویسی ہی اُجاڑ پڑی رہی کچھ بنیادوں کے نشان باقی تھے اور کچھ نہ تھا۔

ہیکل کی تعمیر چوتھی بار

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا جسکی تفصیل یہ ہے گرچہ ہماری مورخین واقدی رح وغیرہ نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن ہم مخالفوں کے سکوت کے لیے عیسائی مورخوں سے ہی نقل کرتے ہیں وھو ہذا

---

[1] مفتاح التواریخ میں ہے (صفحہ ٥) سن عیسوی کا رواج حضرت مسیح کے پیدا ہونیکے چار سال سات روز بعد سے ہے۔ حضرت نے تیس برس کی عمر میں دعوت دین کی یعنی ٢٦ عیسوی میں۔ اور ٣٦ برس کی عمر میں پلاطوس کے ہاتھ سے جمعہ کے روز ٣۔ اپریل ٣٣ء میں وفات پائی اس روز یہود کی عید فصح کا دن تھا انتہی اسکے بموجب ٧٠ء تک صعود مسیح سے چالیس برس نہیں گزر سکتے بلکہ تین کم چالیس تھے عیسائی مورخ چالیس لیتے کیا سمجھکر کہتے ہیں اور تینتیس بھی جو بتلاتے ہیں صریح غلطی کرتے ہیں ١٢ قاسم

[2] مسیح کا قول تھا کہ جبتک غیر قوموں کا وقت پورا نہو یروسلم غیر قوموں سے روندی جائیگی الخ اس ورس کا مطلب عیسائیوں نے یہ سمجھا ہے کہ بیگانہ قوم ہیکل یا یروسلم کو تعمیر کر سکے گی چنانچہ جیولین قیصر چونکہ غیر تھا یعنی بت پرست کافر وہ آباد نہ کر سکا اب ہم اسکے یہی معنی تسلیم کرکے کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے اسکو تعمیر کیا تو وہ غیر قوم نہوئے بلکہ امت مقبول ہی ایک دلیل اسلام کی منجانب اللہ ہونے پر کافی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسائی اللہ کی قوم نہیں یعنی پسندیدہ جماعت نہیں کس لیے کہ اسی ہوس پر کئی سو برس تک عیسائیوں نے جمع ہوکر بیت المقدس لینے کا قصد کیا مگر بجز ایک عارضی قبضہ کے انکا قبضہ نہوا برخلاف اسکے کہ آج ساڑھے بارہ سو برس سے زیادہ ہوئے مسلمان نہ صرف یروسلم بلکہ اس کل ملک کے مالک ہیں کہ جسکا وعدہ خدا نے ابراہیم اور اسکی نسل کے لیے ابد تک کیا تھا ١٢ منہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد سے آگے روم کے قیصروں[1] نے پھر یروسلم کی عمدہ شہرپناہ اور اسمیں برج اور خندق بنا دیے تھے جسکا محاصرہ آکر خلافت عمر رضہ میں ابو عبیدہ رضہ نے کیا اور چار مہینے کے محاصرہ کے بعد حضرت عمر رضہ کے آنے پر شہر مسلمانوں کے حوالہ کیا گیا ١٢ منہ

[1] یعنی آدرین قیصر نے ١٣٠ء میں شہر کی آبادی شروع کی پھر ٣٠٣۔ ٣٠٤ء میں کونٹ یوداکشیہ نے شہر پناہ بنائی مگر ہیکل ایسی ہی خراب عہد حضرت عمر تک پڑی رہی ہاں اسکے متصل قسطنطین کے گرجے بنے ہوئے تھے ١٢

فصل ۵

حضرت ابوبکر رضؓ نے خلیفہ ہو کر ایک لشکر جمع کیا اور ۶۳۲ء میں ملک شام کے لینے کا ارادہ کیا اور یزید بن ابی سفیان کو امیر لشکر بنا کر اور بہت سی نصیحتیں کر کے روانہ کیا ہرکلیس (ہرقل) نے اپنی رعیت کو لڑائی کے لئے بھڑکایا مگر کچھ کارگر نہوا یزید کے پاس سے متواتر خلیفہ کے پاس فتحیابی کی خبریں آتی تھیں ادھر ایک اور لشکر تسخیر بیت المقدس کے لئے تیار کیا آخر شہر بصرہ کو فتح کیا اسکے چار دن بعد قوم سراسن (اہل اسلام) دمشق کی دیواروں تلے آپہنچے یہ شہر شام کا قدیم تخت گاہ ہے اہل اسلام سے مقابلہ ہوا سراسین کی وہ فوجیں جو شام اور بیت المقدس کی فتح کے لئے پھیل گئیں تھیں ایزناڈن کے میدان میں جمع ہوئیں یونان کے ستر ہزار عمدہ سپاہی انکے مقابلہ کو آئے خالد رضؓ نے صلح کے پیغاموں کو اس شرط پر کہ عرب اپنے وطن کو پھر جاویں منظور نہ کیا اور اپنے لشکر کو جنگ کی ترغیب دیکر مقابلہ پر آمادہ کیا طرفین میں مقابلہ ہوا یونانی حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے بہت سے عیسائی مارے گئے باقی تتر بتر ہو گئے اور جو بچے تھے وہ قیصریہ انٹی اوک اور دمشق کو بھاگ گئے اہل اسلام نے سونے چاندی کی صلیبوں اور انکے عمدہ ہتیاروں سے اپنے تئیں آراستہ کیا۔ اس جنگ میں پچاس ہزار عیسائی مارے گئے اور چار سو ستر مسلمان شہید ہوئے یونانیوں کی سپاہ گری کے فن سے واقف ہونیکی وجہ سے محاصرہ نے طول کھینچا۔ جب مسلمانوں نے رومیوں پر سخت محاصرہ کیا اور غلہ اور گھانس بند کر کے انکو تنگ کیا تو انہوں نے سو ایلچی ابوعبیدہ رضؓ کے پاس بھیجے۔ چونکہ ابوعبیدہ نرم دل اور نیک نیت تھے اور اہل یونان کو اس امیر کی آدمیت اور خلق پر اعتماد تھا اسلیے صلح ہو گئی اور یہ قرار پایا کہ جو باہر جانا چاہیں چلے جاویں اور یہاں کا امیر خلیفہ کو محصول دیا کرے۔

ابوبکر صدیق رضؓ نے دمشق فتح ہونے سے پہلے ماہ جولائی ۶۳۴ء میں وفات پائی اور مرنے سے پہلے وصیت کی کہ میرے بعد عمر رضؓ کو خلیفہ کرنا عمر نے اس عہدہ سے انکار کیا تھا کہ مجھے اسکی آرزو نہیں مگر ابوبکر صدیق رضؓ کے فرمانے سے قبول کیا۔ حضرت عمر رضؓ نے خلافت کے بعد خالد رضؓ کو معزول کر کے انکی جگہ ابوعبیدہ کو سردار کیا خالد بن ولید سیف اللہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ عمر رضؓ مجھ سے محبت نہیں رکھتے لیکن وہ میرے آقا ہیں میں انکا تابعدار ہوں میں پہلے کی طرح ہر کام میں تندہی کرونگا اور ممکن نہیں کہ میں جانفشانی میں جو خدا کی راہ میں کرتا تھا قصور کروں اب میں ان واقعات فتح بلاد شام کو مختصراً بیان کرتا ہوں۔

لشکر اسلام نے شہر ایما یعنی امسؔ اور ہیلیوپولس یعنی بعلبک کو ۶۳۵ء میں فتح کیا۔ ندی یرموک یعنی ہرومیکس پر جو بحیرہ طبریس (طبریا جھیل) میں گرتی ہے اسکے کناروں پر شاہ استنبول کے طرفداروں کا اسی ہزار لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کو جمع ہوا اور اپنی سپاہ گری سے ڈرایا لوگوں نے خلیفہ کے پاس اس امر کے مطلع کرنیکو قاصد بھیجے خلیفہ نے آٹھ ہزار کی جمعیت اور بھیجی۔ ابوعبیدہ نے خالد کو فوج کے تمام اختیارات دیدیے خالد نے لوگوں کو کہا کہ بہشت تمہارے آگے ہے اور شیطان اور دوزخ پیچھے اور ابوعبیدہ نے فرمایا زخم اور تکلیف میں تم اور دشمن دونوں برابر ہیں لیکن انعام اور خوشی انکو نصیب نہیں (فانہم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ ما لا یرجون) اس کہنے سے بہادران اسلام کے دل پھر تر و تازہ ہو گئے اور اپنے سے بہت لشکر کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ رومی سواروں کے حملوں سے قریب تھا کہ مسلمان بھاگ اٹھیں مگر قوم حمیر کی عورتوں کی لعنت و ملامت سے جو پچھلی صف میں کھڑی تھیں پھر عرب کو جمعیت آگئی پھر تو رومیوں کو تلواروں کی دھار پر دھر لیا بہت سے رومی مارے گئے بہت سے دریا میں ڈوب مرے باقی پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے۔ یہ مژدہ خلیفہ کے پاس گیا۔ چونکہ اب حلب و یروشلم اور انٹی اوک کا نگہبان بجز اس مغلوب لشکر کے اور کوئی نہ تھا اسلیے خلیفہ کے حکم سے بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا۔ جب پانچہزار مسلمانوں نے حملہ کیا اور کامیاب نہوئے تو ابوعبیدہ نے اپنے تمام لشکر کیساتھ اس شہر کو گھیر لیا اور ایلیا یعنی یروشلم کے بڑے بڑے سرداروں کو

خط لکھا

صحت اور خوشی ان لوگوں کو ہے جو راہ راست پر چلیں اور اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاویں تم سے ہم چاہتے ہیں کہ تم اللہ اور اسکے رسول محمد صلعم پر ایمان لاؤ۔ اور جب تم ایمان لاؤ گے تو تمہیں حرام ہے

ف
ان قیصروں کے عہد میں پہلے
ایران کی سلطنت بڑی زور
کے ساتھ قائم ہو گئی تھی
ایرانیوں اور قیصروں کی
باہم لڑائیاں ہوا کرتی تھیں
کبھی یہ غالب کبھی وہ اور
قیصروں کی سلطنت عرب
کے کناروں تک
پھیل گئی تھی آخر میں قیصروں
کی سلطنت کے دو حصے
ہو گئے تھے ایک روم غربی جسکا
پایہ تخت شہر روم تھا جو ملک
اٹلی میں ہے جسکو ایک بار
مغربی جاہل قوموں نے فتح
بھی کر لیا تھا دوسرا روم
شرقی جسکا پایہ تخت قسطنطنیہ
تھا آنحضرت صلعم کے عہد میں
۶۱۴ء میں ایران کے بادشاہ
خسرو نے روم کو فتح کیا
اور نوے ہزار کو قتل
کر کے عیسائیوں کے گرجوں
کو گرا دیا پھر اسکے چھ برس
بعد روم کے ہرکلیوس (ہرقل)
نے خسرو کو شکست دیکر اپنا
قبضہ کیا اسکی بابت قرآن
میں الم غلبت الروم نازل
ہوا ہے پھر اسکے نو برس بعد
حضرت عمرؓ نے اسکو فتح کیا
اور ادہر ایران کی سلطنت
تمام ممالک مشرقیہ پر حاوی
تھی گویا اس عہد میں یہ دو ہی
سلطنتیں تھیں جنکو مسلمانوں
نے چند عرصہ میں لے لیا ۱۲
منہ انتخاب کیے

ف
بیت المقدس کا

کہ تمہیں مارین یا تمہارے بال بچوں کو ہاتھ لگاویں۔ اور اگر تم ایمان نہیں لاتے تو خراج دو اور ہماری حمایت میں رہنا اختیار کرو اور جو اسکو بھی نہیں مانو گے تو ہم تمہارے مقابلہ میں ایسے لوگ لاوینگے جو اللہ کی راہ میں شہید ہونیکو زیادہ عزیز رکھتے ہیں تمہارے شراب پینے اور سور کھانے سے (یعنی جسطرح تم شراب اور سور کو عزیز رکھتے ہو وہ شہید ہونیکو اس سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں) اور ہم بغیر فتح کے یہاں سے نہیں ٹلینگے۔ شدت سے مسلمان چار مہینے تک شہر کو گھیرے رہے۔ آخر پادری سفرونیس نے صلح کی شرط کو منظور کیا اور کہا کہ یہ پاک جگہہ ہے اسکو میں خلیفہ کے سوا اور کسیکو سپرد٭ نہیں کرونگا مسلمانوں نے خلیفہ کو لکھا کہ شہر کا دینا آپکے آنے پر موقوف کیا ہے آخر حضرت علیؓ کے مشورہ سے خلیفہ کا جانا ہی قرار پایا۔ انکا سفر باوجودیکہ دنیا کے بڑے مقاصد کے حاصل کرنیکے لئے تھا مگر سادگی اور پاسداری مذہب او حقیر سمجھنے اسباب سامان دنیا پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ قدرے بیان کرنا مناسب ہے۔

میں اوکلی صاحب کے بیان کے موافق لکھتا ہوں جو صاف صاف ہے۔ خلیفہ نے اول مسجد میں نماز پڑھی اور بعد زیارت کرنے مزار رسول مقبول صلعم کے حضرت علیؓ کو اپنی جگہہ پر مقرر کیا اور چند رفیقوں کے ساتھ باہر نکلے جو تھوڑی سی دور ہمراہ ہو لوٹ پھر آئے ایک سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے اور دو تھیلے ساتھ لیے ایک میں جو کے ستو دوسرے میں کھجوریں تھیں اور کاٹھ کا طباق اونٹ کے پیچھے باندھ لیا اور پانی کی مشک آگے رکھ لی جسجگہہ رات کو اوترتے وہاں صبح کی نماز پڑھکر چلتے اور ہمراہیوں کو مخاطب کرکے خدا کی حمد و ثنا کرتے کہ اسنے ہم کو راہ راست پر چلایا اور گمراہی سے بچایا اور باہم محبت دی اور مخالفوں پر غالب کیا تم اسکا شکر کرو۔ جو شکر کرتا ہے وہ خدا کی نعمتیں زیادہ پاتا ہے۔ پھر طباق ستوؤں سے بھرکر بڑی فیاضی کے ساتھ اپنے مصاحبوں کے ساتھ کھاتے۔ اسی سفر میں ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا جسنے دو بہنوں سے شادی کر رکھی تھی آپنے ایک کے ترک کرنے کا حکم دیا پھر ایک شخص حریر پہنے ہوئے پیش کیا گیا اسکو عیاشی کے لباس سے منع کیا۔ اور کئی ایک باجگزاروں کو دھوپ میں بیٹھا دیکھا انپر رحم فرما کر رہائی دی اور رحمدلی اور سہلکاری کی عاملوں کو تاکید کی جب شہر کے قریب پہنچے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا گیا۔ اور ایک موٹی اون کے خیمہ میں زمین پر بیٹھ گئے رئیس قوم (نصاری) اپنے سرداروں سے کہا ان لوگوں سے بغیر مدد آسمانی مقابلہ کرنا بیفائدہ ہے انکے رسول نے حکم دیا ہے کہ حلم و حیا و تابعداری کو عمل میں لاویں اور ان اوصاف سے انکی ترقی ہوگئی تھوڑے دنوں میں سب قانونوں پر انکی شرع کو غلبہ ہوگا اور انکی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیل جاویگی ان کے بعد شرایط صلح منظور ہو گئیں اور شہر کے دروازے کھولدیے گئے خلیفہ اور رئیس نصاری باتیں کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے اور عبادت گاہ سلیمان پر خلیفہ کے حکم سے ایک نہایت عمدہ مسجد تعمیر کرائی گئی خلیفہ دس روز مقام کرکے وہاں سے مدینہ کو واپس آئے۔ (ملخصاً از سیر الاسلام) یہ کتاب انگریزی سے ترجمہ ہو کر طبع ہوئی ہے۔

فصل ششم

حضرت عمرؓ کی بنوائی ہوئی مسجد مدتوں تک قائم رہی۔ اور ملک شام اور شہر یروشلم بھی الحمد للہ آجتک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیگا اتنی مدت اس ارض مقدسہ پر نہ تو بنی اسرائیل کی حکومت رہی نہ کسی اور کی۔ خلفاء اربعہؓ کے بعد خاص ملک شام میں شہر دمشق امیر معاویہؓ کا پایہ تخت قرار پایا اور عرصہ تک یکے بعد دیگرے بنی امیہ کے بادشاہ ہوتے رہے لیکن بعد حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سلطنت آئی خلفاء عباسیہ مامون رشید ہارون رشید وغیرہ نے اپنے عہد میں یورپ کے اور ملک بھی ماتحت کر لیے تھے انکے عہد میں شہر بغداد دار السلطنت تھا ایران عرب مصر شام و دیگر بلاد سب انکے ماتحت تھے۔ سنہ ۲۹۶ ہجری میں ملک مصر میں ایک شخص مہدیؔ نے خلفاء عباسیہ کے برخلاف اپنی خلافت قایم کی تھی یہ مہدی اپنے آپ کو امام حسینؓ کی اولاد میں سے شمار کرتا تھا اور یکے بعد دیگرے انکے خاندان میں بھی چودہ خلیفہ قایم ہوئے انکی سلطنت پانسو سرسٹھ ہجری تک رہی انکا اخیر خلیفہ عاضد لدین اللہ ابو محمد عبد اللہ تھا اس دولت علویہ کا خاتمہ سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ہاتھ سے ہوا جو انکے ہاں آکر وزیر ہوا تھا۔ سلطان مذکو اپنے چچا شیر کوہ کے ساتھ سلطان نور الدین محمود شاہ شام کی طرف سے جو متعلقین سلاطین سلجوقیہ میں سے تھا اور

٭ بطریک کا حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر یروشلم کا سپرد کرنا بجز اسکے اور کوئی وجہ نہیں رکھتا کہ اسنے آنحضرت صلعم اور حضرت کے خلیفہ عمرؓ کے اوصاف اور انکا اس شہر کو فتح کرنا اپنی کتابوں میں دیکھا ہوگا سو وہ سمجھ گیا کہ اگر یہی شخص برگزیدہ الہی ہے تو لڑنا بیفائدہ ہے ورنہ شہر سپرد کرنے میں امن و عافیت ہے اسلیے اسنے حضرت عمرؓ کو بلایا ہمارے مورخین اسکے قائل ہیں اور لوگوں کا اور خاص بطریک کا بیشتر شہر پناہ سے حضرت کو دیکھنا اور کلام کرنا اسکا موید ہے ان چاروں انجیلوں کے سوا عیسائیوں کے ہاں اور بھی بہت سی انجیلیں ہیں کہ جنکو گو وہ اسدرجہ میں تو نہیں سمجھتے مگر تاہم انکو بمنزلہ کتب حدیث کے اور متبرک جانتے تھے غالباً انہیں پر وصفا اسنے دیکھے ہونگے گو زبور و دیگر کتب عہد عتیق سے بھی حضرت عمرؓ کا بیت المقدس کو فتح کرنا اور انکا برگزیدہ ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ کتاب ملاکی علیہ السلام کے ۳ باب ۱-۲ جملہ و زبور ۱۱۰ کا ۲ جملہ اور کتاب حیقوق کا ۳ باب ۳-۷ درس۔ اُس زمانہ کے عیسائی خصوصاً انکے مذہبی پیشوا اور علما ایسے متعصب بھی نہ تھے جیسا کہ آجکل فرقہ پروٹسٹنٹ کے پادری اور انکے مورخ ہیں انمیں ایک قسم کی سادگی اور درویشی بھی تھی

ف بیت المقدس پر عیسائیوں [illegible] کہلاتے تھے [illegible]

ف حضرت عمرؓ کا سفر کس توکل سے ہوا تھا

سلہ اس کا نام ابو القاسم محمد بن عبد اللہ [illegible] خروج کر کے [illegible] اسکو [illegible] ایک [illegible] مقابلے میں [illegible] عباسیہ [illegible] غلام اور یہودی نسل [illegible]

یہاں آیا تھا اور انپر آپکو خلفاء عباسیہ کا ماتحت شمار کرتا تھا خلفاء عباسیہ کے عہد میں بخارا و خراسان و ترکستان و ایران وغیرہ بلاد میں نئے نئے بادشاہ قہار پیدا ہوگئے تھے جو اپنے تئیں برائے نام خلفاء عباسیہ کا ماتحت سمجھتے تھے اور انکے ہاں سے خطاب و سند خاص کرنے کو لئے نذریں اور تحائف بھیجا کرتے تھے منجملہ انکے ایک دولت سامانی بخارا میں بڑے زور و شور کے ساتھ تھی جسکے متعلقین میں سے سبکتگین اور اسکا بیٹا سلطان محمود بھی ہے جسنے ہندوستان کو فتح کیا ترکوں کے حوصلے متواتر فتوحات سے بڑھ گئے تو ان میں سے اقبالمند لوگ بھی ظاہر ہونے لگے چنانچہ انمیں سے ایک شخص دقاق ترکوں کا سپہ سالار تھا اسکا بیٹا سلجوق سلطان بیغوشاہ ترکستان کا سپہ سالار منسوب ہوکر نواحی جند میں ارہا اور کافر ترکوں سے جہاد کرنا شروع کیا اسکے بعد اسکے تین بیٹے ارسلان موسیٰ میکائیل بھی اسیطرح جہاد کرتے رہے میکائیل شہید ہوگیا اسنے بیغو طغرل بک جغرہ بک داود چار جوانمرد بیٹے چھوڑے داود اور طغرل بغراخاں شاہ ترکستان کے ہاں ملتجی ہوئے اسنے دغا کی اس سے بھاگ کر پھر جند میں آ رہے۔ یہاں تلک کہ دولت سامانیہ کا خاتمہ ہوگیا اور ایلک خاں بخارا کا بادشاہ ہوا اسکے مصاحبوں میں ارسلان بن سلجوق داخل ہوگیا یہاں تک کہ جب سلطان محمود نے ایلک خاں کو بھگایا تو اسکی رفاقت میں ارسلان بھی بھاگا تھا ارسلان کی جماعت ادہر بیجان تک پہنچی ادہر طغرل آس پاس کے بادشاہوں سے لڑنے بھڑنے لگا اسکے ہاتھ سے مسعود بن محمود نے شکستیں پائیں اور آخر کو ملک خوارزم کے بادشاہ بن بیٹھے ۴۳۱ھ ہجری میں پھر رفتہ رفتہ انکی سلطنت ترقی پکڑتی گئی یہاں تک کہ ملک شام اور ایشیاء کوچک میں بھی اسکا تسلط ہوگیا قسطنطنیہ میں اسکا خطبہ پڑھا گیا اور اسنے اپنے اقارب میں سے کسیکو شام کا کسیکو دیگر صوبجات کا حاکم اور بادشاہ مقرر کردیا یہ وہ زمانہ ہے کہ مصر میں المستنصر باللہ علوی خلیفہ ہے اور بغداد میں القائم بامر اللہ عباسی ہے ایران میں شاہان بنی بویہ تھے جو خلفاء بغداد پر قابض ہوگئے تھے انہیں کے عہد میں یہ خاندان تمام ہوا۔ طغرل خلیفہ بغداد کا نائب گنا جاتا تھا طغرل لاولد مرگیا اسکے بعد ۴۵۵ھ ہجری میں اسکی جگہہ اسکا بھتیجا الب ارسلان بن داود بن سلجوق وارث سلطنت ہوا اسنے بھی بڑی بڑی فتحیں پائیں اور اسکے وزیر نظام الملک نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا ۴۶۵ھ ہجری میں الب ارسلان مرگیا اور ملک شاہ اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا سلطان سنجر ہوا اور قائم کی جگہہ اسکا پوتا مقتدی بامر اللہ ہوا ۴۶۷ھ ہجری میں الغرض سلجوقی خاندان کے متعدد بادشاہ ہوگئے تھے جنمیں باہم لڑائیاں بھی ہوا کرتی تھیں اور شام کا ملک خصوصاً بیت المقدس کبھی خلفاء مصر کے نوابوں کے قبضہ میں آجاتا تھا کبھی خلفاء عباسیہ کے برائے نام مطیعوں شاہان سلجوقیہ کے قبضہ میں رہتا تھا۔ مسلمانوں کی اس باہمی خونخوار لڑائیوں اور طوائف الملوکی نے عیسائیوں خصوصاً فرنگستان (یورپ) کے بادشاہوں کے دلوں میں مسلمانوں سے لڑنے اور بیت المقدس کو لینے کا حوصلہ پیدا کردیا اسکی ابتدا یوں ہوئی۔

حرب الصلیب

اول حملہ

یورپ کا پہلا حملہ

بیت المقدس کے حج کو ہر طرف کے عیسائی جوق جوق آیا کرتے تھے ان میں ایک شخص پیٹر نامی ائمیس صوبہ پکارڈی ملک فرانس کا رہنے والا بھی آیا جو کوتاہ قد حقیر صورت تھا شاید اسنے وہاں مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھہ تکلیف پائی ہو اسنے وہاں کے بڑے پادری سے شکایت کرکے یہ کہا کہ تم شاہان یونان سے مدد کیوں نہیں مانگتے اوسنے کہا وہ عیش وغفلت میں پڑے ہوئے ہیں انسے کیا ہو سکتا ہے پیٹر نے کہا تو میں شاہان یورپ کو آمادہ کرتا ہوں۔ پیٹر وہاں سے چلے اور اربن ثانی اس زمانہ کے پوپ سے ملے پوپ نے وعدہ کیا کہ میں مجلس عام میں اسکی تحریک کرونگا مگر اتنے عرصہ میں تم منادی کرتے پھرو۔ حضرت مجنونانہ صورت بناکے ایک گدھے پر سوار ہوکر اور بھاری سی صلیب لیکر تمام ممالک فرانس اور اطالیہ میں منادی کرتے پھرنے لگے۔ شاہراہوں گرجا گھروں میں جہاں وعظ کرتے زوار کی تکالیف بیان کرتے لوگ سنکر روتے تھے اسپر حضرت واعظ کی ہچکیاں اور آہیں اور لمبے لمبے آنسو اور حضرت عیسیٰ اور مریم کی دہائی دینا اور بھی غضب کرتا تھا آخر ملک فرانس میں نومبر مہینے ۱۰۹۵ء میں ایک مجلس جمع ہوئی جسمیں بہت سے نامور سردار اور مشہور امیر بھی آئے آٹھ روز مجلس رہی لوگ پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے اوہر اس جہاد کا ثواب سنتے ہی چیخ اوٹھے کہ ہاں یہی مرضی خدا ہے ہاں یہی مرضی خدا ہے پیٹر کے ساتھ ایک انبوہ کثیر جمع ہوگیا جسمیں کچھ سوار اور شہزادے بھی تھے اس لشکر کا سرخ لباس اور صلیب نشان تھا یہ لشکر کہ جسکی تعداد لاکھ کے

زیادہ تھی اور جوق جوق لوگ ان میں شامل ہوتے گئے ہنوز ملک شام میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ سلطان سلیمان نے مار کر انکے چھکے اوڑا دئے لاکھوں آدمیوں کی ہڈیوں کا ڈھیر اس جنگ کی یادگاری میں لگا دیا مگر ایک دوسرا لشکر اور بھی تیار ہوا تھا جسکا سپہ سالار فرانسیسی شہزادہ مسمی گاڈفری تو اولون تھا اس لشکر نے جا کر یروشلم کا محاصرہ کیا آخر فرنگی رسالے اور پلٹنیں شہر میں گھس آئے اور گلی کوچوں میں مسلمانوں کے زن و فرزند کو تہ تیغ کرنا شروع کیا صرف مسجد مقدس میں جو کئی ہزار مسلمان پناہ گزیں تھے قتل کیے گئے ہرچند مسلمان رو رو کر امان امان پکارتے تھے مگر ان دیندار عیسائیوں کی رحمدلی کب امان دیتی تھی ؟ آخر صلیب کا نشان اڑنے لگا یہ واقعہ ایکہزار ننانویں عیسوی میں ہوا گرچہ تخمیناً ستر ہزار مسلمان تو شہید ہوئے مگر بیچارے یہودی بھی اپنی عبادت گاہوں میں قتل کئے گئے۔ گاڈفری اول ہی سال میں مر گیا مگر تخمیناً نوی برس تک نہ صرف بیت المقدس پر بلکہ آس پاس کے ملکوں پر بھی عیسائیوں کا قبضہ رہا۔

واضح ہو کہ ۴۶۳ھ ہجری میں یوسف بن ابق خوارزمی نے جو ملک شاہ بن الب ارسلان کا امیر تھا ملک شام میں جا کر شہر رملہ اور بیت المقدس کو مستنصر خلیفہ مصر کے نوابوں سے چھین لیا تھا پھر ۴۸۹ھ میں خلیفہ مصر نے ارتق کے بیٹوں ایلغازی اور سقمان سے چھین لیا پھر اس جنگ تک مصریوں کے پاس رہا ابوالفدا ارسلیمان جسنے پیٹر کے لشکر کو تہ تیغ کیا تھا قطلومش سلجوقی کا بیٹا ہی جو قونیہ و دیگر بلاد روم کا بادشاہ تھا وہ ۴۸۵ھ ہجری میں اپنے چچا زاد بھائی سلطان تاج الدولہ تتش بن الب ارسلان کی جنگ میں مارا گیا (ابوالفداء) اس عالم کے دنوں میں مستظہر باللہ عباسی خلیفہ بغداد تھا اور سلجوقیوں میں سے سلطان محمد ابن ملک شاہ بڑی شان و شوکت سے ملک اپنے بھائیوں سے فتح کرتا پھرتا تھا۔

ابوالفداء [illegible] واقعہ [illegible] میں ہوا

دوبارہ حملہ

اول جنگ کے تخمیناً اڑتالیس برس بعد جب عیسائیوں نے یہ سنا کہ فرات کی اسطرف جو عیسائیوں نے ایک بڑا قلعہ مسلمانوں کو روکنے کے لئے بنایا تھا اسکو زنگی امیر موصل نے لیلیا تو ان کے دلوں میں پھر جہاد کی آگ کا شعلہ بھڑکا اور اب پیٹر کی جگہ برنارڈ منادی کرنے لگا آخر اسنے لوئیس ہفتم شاہ فرانس اور کانراڈ جرمنی کو معتقد کر لیا یہ دونوں بادشاہ تین لاکھ لشکر لیکر ہنگری کے رستے قسطنطنیہ پہنچے۔ منوئیل شاہ قسطنطنیہ کی بدسلوکی سے انکی طاقت گھٹ گئی آخر کیدوشیا کے پہاڑوں میں انہوں نے سخت ہزیمت مسلمانوں سے اوٹھائی اور بڑی بڑی مصیبتیں اوٹھا کر واپس آئے۔

تیسرا حملہ

۵۸۳ھ ہجری میں سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے ان عیسائیوں کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو نوے برس تک ان ممالک پر حاکم اور مسلط تھے اول طبریہ پر ہفتہ کے روز پانچویں ربیع الاول کو لڑائی ہوئی عیسائیوں نے شکست کھائی جسمیں فرنگستان کا ایک بادشاہ اور ایک گرجستان کا عیسائی بادشاہ گرفتار ہوا۔ اسکے بعد شہر عکہ کا محاصرہ کیا اس کو بھی فتح کیا پھر بیروت اور قیساریہ اور صفوریہ اور رملہ بیت لحم وغیرہ شہروں کو فتح کرتا ہوا خاص بیت المقدس کی شہر پناہ کا بھی آکر محاصرہ کر لیا سرنگیں لگا دیں اور شہر پناہ کو اکھیڑ کر پھینک دیا فرنگیوں نے امن چاہا کہا جسطرح تم نے اس کو بزور شمشیر فتح کیا تھا میں بھی اسکو اسیطرح فتح کرونگا پھر فرنگیوں نے ایلچی بھیجا کہ ہم بہت ہیں تم تھوڑے امن دو ورنہ مرتا کیا نہ کرتا ہم دل توڑ کر لڑیں گے سلطان نے فرمایا ایک شرط پر امن دیتا ہوں وہ یہ کہ ہر ایک مرد تم میں سے دس دس دینار (اشرفی) اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور بچہ دو دینار دیوے تو شہر سے باہر چلا جاوے ورنہ قید ہوگا چنانچہ فرنگیوں نے اس شرط کو منظور کیا اور بروز پنجشنبہ ۲۷۔ رجب کو بادشاہ شہر میں داخل ہوا اور سلطانی لوگوں نے عیسائیوں سے دروازوں پر جزیہ وصول کرنا شروع کیا اشرفیوں کے ڈھیر لگ گئے ادھر فصیل پر اسلام کا جھنڈا کھڑا کر دیا گیا تھا۔ عیسائیوں نے الصخرہ کے قبہ پر ایک صلیب سونے کی کھڑی کر دی تھی

مسلمانون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے اسکو جب اکھیڑ کر پھینکا تو عجب خوشی کا شور وغل تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ہوگا اور عیسائیوں میں رونے پیٹنے کا غل تھا۔

شہر فتح کرکے سلطان نے پھر مسجد کو اسی طور سے تعمیر کرادیا اور جانب غربی میں جو ایک کمرہ بنایا تھا اوسکو گرادیا۔ نورالدین محمود بن زنگی نے ایک ممبر حلب میں اس نیت سے بنوایا تھا کہ اسکو بیت المقدس میں رکھوں گا سلطان نے اسکو منگاکر مسجد میں رکھا اس بادشاہ نے عیسائیون کا نہ صرف بیت المقدس اور ملک شام سے استیصال کیا بلکہ حوالی مصر سے بھی۔

جب یورپ میں یہ خبر پہونچی تو پھر جوش پیدا ہوا اور انگلستان کا بادشاہ رچرڈ اول اور فرانس کا فلپ آگسٹس جرمن کا فریڈرک بڑی خونخوار فوجیں لیکر بیت المقدس پر چڑھ آئے۔ مگر یروشلم میں جانا نصیب نہوا صرف عکا میں گئے جہاں ایک عیسائی بادشاہ کا صلاح الدین نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ طرفین میں بڑی لڑائیاں ہوئیں آخر سب پسپا ہوکر بھاگے اور تھوڑے دنوں کے بعد عکہ بھی سلطان نے فتح کرلیا۔ اِس جنگ میں صلاح الدین نے وہ فیاضی کی ہے کہ آجتک کوئی اپنے مقابل کے ساتھ نہ کریگا وہ یہ کہ یورپ کے بادشاہ اور اون کے لشکری جو بیمار ہوگئے تھے اون کے لیے برف اور آتار اور دیگر سامان ضروری بھیجا اور یہ کہا کہ تندرست ہوکر مجھسے لڑو کہیں تمہارے دلوں میں ارمان باقی نہ رہجائے۔ آخر سب شکست کھاکر پریشان ہوکر اپنے ملکوں میں واپس گئے اسی سال شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر بڑے زور شور سے حملہ کیا تھا صلاح الدین غازی کے مرنے کے بعد پھر عیسائی دینداروں کے دلوں میں جہاد کے ثواب نے جوش مارا۔

چوتھا حملہ

سن گیارہ سو چرانویں سے لیکر ستانویں عیسوی تک اس لڑائی کا خاتمہ ہوا ششم ہنری نے اپنے لشکر کے تین حصہ کرکے ارض مقدسہ کیطرف روانہ کیے اور سبنے جمع ہوکر بڑا زور لگایا مگر صلاح الدین کے جانشینوں سے شکست کھاکر نہایت بدحواسی کے ساتھ پسپا ہوے۔

پانچواں حملہ

۱۱۹۸ء سے لیکر ۱۲۱۶ء میں اور رہوا پاپا انوسنٹ نے جہاد کے احکام بھیجے اور فولک پادری نے وعظ سے ترغیب دی وینس کی رئیس سے جہاز کرایہ کیئے مگر جب اسکی اجرت نہ دیسکے تو اسنے انسے اسکی عوض میں شہر ضارا فتح کرادینا چاہا چنانچہ فتح کردیا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ سے اولجھ پڑے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکا سب یہیں تمام ہوگیا اور واپس چلے آئے ۱۲۱۲ء میں ملک فرانس میں اسٹیفن نامی ایک چرواہے کا لڑکا بھی وعظ اور الہام اور تائید غیب کا مدعی ہوکر غل مچاتے پھرنے لگا اسکے وعظ سے تیس ہزار لڑکے بارہ بارہ برس کے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوگئے اور نعرے مارتے ہوئے بیت المقدس کیطرف چلے جو رستہ میں کچھ ڈوب گئے اور کچھ غلام بناکر فروخت کئے گئے اسیطرح جرمن میں سے بھی لڑکوں کے دو لشکر چلے تھے جو راستہ ہی میں مفقود الخبر ہوے۔

چھٹا حملہ

سنہ ۱۲۲۸ء میں اور ہوا۔ پوپ گرگوری کے حکم سے فریڈرک دوم فوج لیکر نکلا اسنے سلطان ملک کامل کو یار بنا کر دس برس کے لیے یہ نہر لکھوالی کہ یافہ سے لیکر تلمیس تک کا فریڈرک مالک ہی مگر پادری اس سے ناخوش ہو گئے اسلیئے بیچارہ بہت جلد اٹلی واپس چلا آیا۔

ساتواں حملہ

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے پھر کیا اسنے ڈمیٹا کا محاصرہ کر لیا تھا مگر انجام کار سنہ ۱۲۵۰ء میں مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا جو چار لاکھ سکہ طلائی دیکر چھوٹا اور چار برس عاقر میں پڑا رہا لاچار ہو کر فرانس میں آیا۔

دمیاط ۱۲۴۹

آٹھواں آخر حملہ

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے بادشاہ اڈورڈ اول نے کیا سنہ ۱۲۷۰ء میں مصر اور حبش فتح کرنے کے لیے لوئیس تو حبش ہی میں مر گیا اور اڈورڈ عاقر تک آیا ناصرہ کے مسلمانوں کو نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کیا مگر عاقر میں زخم کھا کر پچھلے پاؤں انگلستان بھاگ آیا۔ یہ شہر عاقر جو عیسائیوں کا مرکز ہو گیا تھا اسکو سلطان خلیل نے آگھیر آخر فتح کر کے ساٹھ ہزار عیسائیوں کو قتل کیا باقی کو غلام بنا لیا۔

واضح ہو

کہ مسلمان اندنوں باہمی قتال و جدال میں مصروف تھے جسلیے عیسائیوں کو چڑھائی کی جرات ہوئی اور تخمیناً دو سو برس تک باربار حملہ کرتے رہے وہ بھی ایک ایک نہیں بلکہ کئی کئی بادشاہ متفق ہو کر خصوصاً صلاح الدین کے بعد مشرقی جانب سے تاتاری کافروں چنگیز خانیوں وغیرہ کے وہ زور شور تھے کہ الامان الامان ادہر مغرب کی طرف سے عیسائی بادشاہ زور آزمائی کرتے تھے ایسے موقع پر اسلامیوں کا نیست و نابود اور یہود کیطرح مبتذل ہو جانا قرین قیاس تھا مگر یہ اسی وعدہ الٰہی کا اثر ہے کہ ان زلزلوں کے بعد پھر اسلام نے کروٹ لی ادہر چنگیز خاں کے پوتی کے بعد سے اسکی نسل میں اسلام آیا ادھر سلاطین عثمانیہ کا ستارہ بلند ہوا جسنے یورپ کو نیچا دکھایا اور ان کے دلوں سے حملوں کی ہوس نکال دی للہ الحمد۔

صلاح الدین کے قبضہ کے بعد سے پھر بیت المقدس مسلمانوں کے ہی قبضہ میں ہے آج کل گو عیسائیوں کا پھر اقبال نصف النہار پہ ہے اور صنعت و حرفت اور عیاری اور ہوشیاری میں بھی طاق ہیں الات حرب و ضرب میں بھی ضرب المثل ہیں اور سب کے دلوں میں بیت المقدس لینے کا ارمان بھی ہے باوجودیکہ مسلمان ان سب باتوں میں انسے بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر پھر بھی بیت المقدس اسکے حقیقی وارثوں اہل اسلام ہی کے قبضہ میں ہے یہ بھی ایک قدرت کا کرشمہ اور اسلام کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

[illegible]

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۙ وَأَنَّ الَّذِينَ

بیشک یہ قرآن وہ رستہ بتلاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں خوشخبری دیتا ہے کہ انکے لئے بڑا ہی اجر ہے اور یہ بھی کہ جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا ۱ ع ۱

قیامت پر ایمان نہیں رکھتے انکے لیے ہمنے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور انسان برائی مانگنے لگتا ہے جیسا کہ وہ بھلائی مانگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے اور ہمنے

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

رات اور دن دو نمونے بنا دیے ہیں پس رات کے نمونے کو مٹا دیتے ہیں اور دن کا نمونہ نظر آنے کے لیے ظاہر کرتے ہیں تاکہ تم اپنے رب کا فضل (روزی) ڈھونڈو اور تاکہ تمہیں برسوں کی گنتی اور حساب معلوم ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝

اور ہمنے ہر چیز کی تفصیل کردی ہے

ترکیب

للتی ای للحالة او الطریقة التی ہی اقوم الحالات او الطرق - یہ یہدی کا مفعول ثانی ہے ان ای بان مفعول یبشر کا یا اسکی تفسیر دعاءہ ای یدعو بالشر دعاءً مثل دعائہ بالخیر والمصدر مضاف الی الفاعل والتقدیر یطلب الشر فالباء للحال او بمعنی السبب - وکل شئ فصلنا محذوف کا مفعول ہے جسکی تفسیر یہ فصلنا کر رہا ہے اور حال یہی ہے کل انسان کا -

تفسیر

پہلے فرمایا تھا واتینا موسی الکتاب کہ ہمنے موسیٰ کو توریت دی تھی اسکے بعد حصیرا تک توراۃ کے اوپر عمل نہ کرنے سے جو کچھ بنی اسرائیل پر دینی و دنیاوی مصیبتیں آئیں انکا ذکر فرمایا کہ بطور پیشین گوئی کے انکو مطلع کردیا تھا کہ تم ایسا کروگے اور یوں برباد ہوگے مگر انہوں نے نہ مانا اب یہاں امت محمدیہ اور اخیر دور کی کتاب قرآن مجید کا ذکر فرماتا ہے ان ہذا القرآن الخ کہ اس قرآن میں دو باتیں ہیں اول یہدی کہ تمام دینی و دنیاوی دستورات میں جو کچھ اچھے دستور اور منزل مقصود کا سیدھا رستہ ہے یہ وہی بتلاتا ہے اسنے کوئی بات انسان کی سعادت و شقاوت کی باقی نہیں چھوڑی چنانچہ انھیں آیات میں آخر جاکر فرمایا وکل شئ فصلناہ تفصیلا - دوم یبشر کہ یہ نیک و بد کاموں کے اس نتیجہ سے بھی خبر دیتا ہے کہ جسکا ظہور عالم آخرت میں ہوگا (توراۃ میں یہ بات نہ تھی اور جو تھی تو بہت کم) پھر جو کوئی اسکے بعد نیک کام کیگا ایمان لائیگا اسکے لیئے قرآن اجر عظیم کی بشارت دیتا ہے دنیا میں بھی وہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح ذلیل و خوار نہونگے آخرت میں بھی حیات ابدی پاوینگے اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ دنیا ہی کے عیش کامرانی کو فوز المرام جانتے ہیں پھر نفس سرکشی کی باگ تھام کر لذات و شہوات خیمہ سے بچنا کیا خدا پر ایمان لاکر نیک کاموں میں تکلیف اٹھانا کیا انکے لیئے دردناک سزا کا مژدہ دیتا ہے کبھی وہ دنیا میں بھی واقع ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر واقع ہوئی اور اس عالم باقی میں تو لازمی ہے مگر انسان جلد باز ہے دیر میں نتیجہ نیک برآمد ہونے کیطرف متوجہ نہیں ہوتا وہ چاہتا ہے جو کچھ ہو اب ہو اسلیئے آخرت کی نعمتوں کی پروا نہ کرکے دنیاوی لذات پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور دلیل اسکی جلد بازی کی یہ ہے کہ جب کبھی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا تو جسطرح آرام زندگی کی دعا کیا کرتا ہے اور مال مراد مانگتا ہی اسی طرح اس حالت میں مرنے کی دعا مانگتا ہے اولاد کو بھی کوسنے لگتا ہے صبر نہیں کرتا حالانکہ دنیا میں ہماری دو نمونہ قدرت ہیں انکو ثبات نہیں رات جاتی ہے تو دن آتا ہی پھر انسان اپنے رنج و راحت کو انقلاب زمانہ دیکھکر بھی کیوں دائمی سمجھ لیتا ہے جسمیں کوسنے لگتا ہے اور نیز رات جو بری حالت سے مشابہ ہی جاکر دن ہو جاتا ہے جو فضل و کرم اور کشود کاری سے مشابہ ہے جسمیں اشارہ ہے کہ ہر مصیبت کے بعد راحت ہی اور جو ظلمت کدہ ہے جسمیں نیک و بد کا

ہوتی نہیں اسکے بعد دوسری زندگانی کا دن روشن ہونے والا ہے جسمیں سب امور کی حقیقت کھلجاویگی وجعلنا الیل والنہار اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ عہد موسوی کے منقضی ہوکر عہد محمدی کے قائم ہونے پر اور توراۃ جاکر قرآن آنے پر تعجب کرو ہم عالم میں یوں ہی تصرف کیا کرتے ہیں اسکی مصلحتیں ہم ہی خوب جانتے ہیں آپ روزمرہ رات دن کا انقلاب دیکھو کہ رات کو مٹا کر دن بناتے ہیں جسکے فوائد بیشمار ہیں از انجملہ دن میں رزق روزی کا بہم پہنچانا رات میں آرام کرنا از انجملہ مہینوں اور برسوں کی گنتی ہے اگر یکساں رات ہی رہتی یا دن رہتا یہ بات کب حاصل ہوتی ۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ

اور ہمنے ہر آدمی کا عمل اسکی گردن میں باندھ دیا ہے اور قیامت کے دن اسکو کتاب نیا کر نکالینگے جسکو وہ کھلی ہوئی پاویگا (کہیں گے) پڑھ اپنی کتاب آج

عَلَیْكَ حَسِیْبًا ؕ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا

اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے جو کوئی ہدایت پاتا ہے تو اپنے ہی لیے ہدایت پاتا ہے اور جو کوئی بہکا تو اپنی ہی خرابی کے لیے بہکتا ہے اور کسیکا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھایگا اور ہم نہیں

مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ۝

کہ کسیکو بے رسول بھیجے عذاب دینے لگیں اور ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو حکم دیتے ہیں پر وہ تو وہاں بدکاری کرنے لگتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر تو ہم اسکو غارت ہی کر ڈالتے ہیں

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۝

اور نوح کے بعد ہم کتنے ایک قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی خبرداری اور دیکھنے کو بس ہے

ترکیب یلقاہ جملہ کتابا کی صفت جو حال ہے مفعول محذوف سے وہو ضمیر الطائر یا مفعول ہے امرنا جواب ہے اذا کا۔ کم اسجگہ خبریہ ہے محل نصب میں اہلکنا سے بربک میں ب زائدہ ہے جیسا کہ بنفسک میں اور جسطرح حسیبا تمیز ہے من نفسک کی اسی طرح خبیرا بصیرا تقدیم خبیرا کی اسکے متعلق کے تقدم سے ہے ۔

قال الفراء انما یجوز ادخال البا فی المرفوع اذا یذم او یمدح بہ صاحبہ مثل کفاک بہ واکرم بہ رجلا ولا یقال قام باخیک وانت ترید قام اخوک ۔

تفسیر ہر شے کی تفصیل کے بعد انسان کی آنے والی حالت کا بیان کرنا اس دعوے کی دلیل بیان کر دینا ہے کیونکہ یہ ایک بڑی اہم بات ہے جو کتب سابقہ میں بھی نہ تھی اسلیے فرماتا ہے وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ عرب میں اپنے ہر کام کا نیک و بد انجام طائر یعنی پرندوں کی پرواز سے معلوم کرتے تھے اگر دائیں سے اوڑا تو خیر اور بائیں سے اوڑا تو شر و غیر ذلک پھر جب اسکا استعمال زیادہ ہوا تو ہر خیر و شر کو طائر کہنے لگے تسمیۃ الشئ باسم لازمہ اسکی نظیر سورہ یسین میں ہے تطیرنا بکم الی قولہ طائرکم معکم پس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک آدمی کا عمل نیک یا بد اسکی گردن میں باندھ دیا ہے جو کچھ یہ کرتا ہے وہ اسکے ساتھ لازم ہو رہا ہے یا جو کچھ نیکی بدی سعادت نحوست اسکی تقدیر میں ہے اسکے لیے لازم ہو رہی ضرور پیش آکر رہیگی اور پھر قیامت کے دن ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا یہی نیک و بد عمل جو دنیا میں اسکے گلے کا ہار تھا ایک کتاب بنکر ظاہر ہوگی جو اسکے تمام اعمال نیک و بد کا ایک روزنامچہ ہوگا حکم ہوگا کہ اسکو پڑھ دیکھ تو نے دنیا میں کیا کیا تھا؟ اسمیں ہر ہر بات ہوگی ۔ اسی کو قرآن میں اور احادیث میں اکثر بلفظ کتاب ذکر کیا ہے پھر اسکی تفصیل ہے کہ اہل خیر کو یہ کتاب دائیں طرف سے اور بدوں کو بائیں طرف سے ملیگی ۔ مگر اس سے مراد دنیا کی طرح کوئی مجلد کتاب شیرازہ بندھی پٹھے لگی ہوئی نہیں بلکہ اسکے اعمال کا صحیح اندازہ جو ہر ایک پر واضح کیا جاویگا اسکے پڑھنے سے یہی مراد ہے پھر جب یہ حالت ہے تو من اہتدی لنفسہ الخ ہر ایک کو ہدایت کیطرف توجہ کرنی چاہیے کیونکہ اسکی برائی بھلائی کا یہی ذمہ دار ہے اور کوئی کسیکا بوجھ نہیں اٹھاویگا اپنی کرنی آپ ہی بھرنی اور اسی لیے حجت تمام کرنے کے لئے دنیا میں رسول بھیجے گئے پس کسیکو عذاب ہوگا جبتک رسول کی معرفت اسپر حکم نہ ظاہر

[illegible] معروف و مجہول دونوں طرح بعض قراء نے پڑھا ہے [illegible]

کیا جاوے وما کنا معذبین الخ احکام شرعی کے لیئے تو رسول انسانی ضرور ہیں اور توحید و خدا پرستی کے لیئے رسول عقل بھی کافی ہے واذا اردنا سے دنیا میں جو بلائیں رسولوں کے خلاف کرنے سے آتی ہیں انکا ذکر کرتا ہے کہ جب قضاء و قدر میں کسی قوم یا شہر کے برباد ہونے کا دن نزدیک آجاتے ہیں تو ہم بیشتر امرنا مترفیہا وہاں کے سرداروں و دولتمندونکو رسولوں یا انکی نائبوں کی معرفت سمجھایا جاتا ہے اولٹی وہ نافرمانی کرتے ہیں تو برباد ہو جاتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ امرنا کے معنی یہ ہیں کہ ازلی نوشتہ کے موافق وہ خدا کی طرف سے برائی پر مامور ہوتے ہیں اسکے بعد فرماتا ہے کہ نوحؑ کے عہد سے لیکر اب تک دیکھو کسقدر قرون امم یعنی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ

جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسکو سردست دنیا میں بھی جسقدر چاہتے ہیں دیدیتے ہیں پھر تو اسکے لئے ہمنے جہنم تیار کر رکھی ہے جسمیں وہ ذلیل و خوار ہو کر گریگا اور جو آخرت چاہتا ہے

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ط وَمَا كَانَ

اور اسکے لیئے اسکے موافق کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو انہیں لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔ ہم ہر ایک کو دیئے جاتے ہیں انکو بھی اور انکو بھی اپنی عنایت سے اور آپ کے

عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۝ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے۔ دیکھو ہمنے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے اور آخرت کے تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود

اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَخْذُولًا ۝

نہ بنانا ورنہ تو پشیمان و خوار ہو کر بیٹھیگا

ترکیب من مبتدا اور یہ شرط ہے اور عجلنا اسکا جواب لمن نرید بدل ہے من سے باعادہ جار یصلٰہا حال ہے جہنم سے یا ضمیر لہ سے مذموما حال ہے فاعل یصلٰی سے جو ضمیر ہے اور اسی طرح مدحورا ہولاء۔ ہولاء بدل ہے کلا سے دحرہ یدحرہ طردہ من باب خضع محظورا ممنوعا یقال حظرہ یحظرہ حظرا منعہ

تفسیر پہلے فرمایا تھا ہم خبیر بصیر ہیں ہر ایک کی نیت جانتے اور اسکے ظاہر حال کو دیکھتے ہیں اسکے بعد دنیا میں جو کچھ لوگ کر رہے ہیں اور جس چیز پر مر رہے ہیں اسکا بیان اور انجام بیان فرماتا ہے تاکہ خبیر و بصیر ہونے کی تصریح ہو جائے دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک وہ کہ جنکا دار آخرت پر یقین نہیں اور جو کچھ ہے بھی تو اسکے نزدیک دنیا ہی مقدم ہے اسی کے حاصل کرنے کو وہ اصلی مقصد جانتا ہے اسکے مقابلہ میں اسکو دار آخرت کی ذرہ بھی پروا نہیں جیسا کہ فرماتا ہے من کان یرید العاجلۃ یعنی جو عاجلہ دنیا اور اسکے فوائد ہی چاہتا ہے تو ہم بھی اسکو جلد یہیں بدلا دیدیتے ہیں عجلنا لہ فیہا مگر یہ نہیں کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی اسکو ملجاتا ہے بلکہ ما نشاء جسقدر ہمکو دینا منظور ہوتا ہے اور یہ بھی سب کے لیئے نہیں بلکہ لمن نرید جسکو ہم چاہتے ہیں ورنہ سینکڑوں نے بے دینی اختیار کی کوئی برا کام دنیا کی حاصل کرنیمیں اٹھا نہیں رکھا مگر پھر بھی وہی افلاس وہی تنگدستی۔ بیدینوں کے لئے یہ بڑی تہدید ہے۔ مگر اس چندروزہ عیش کے بعد تو ثم جعلنا لہ جہنم یصلٰہا مذموما مدحورا وہ جہنم میں جاتے گا اور دنیا میں عمر رائگاں کرنے پر ندامت اٹھائیگا ذلیل ہوگا۔ دوم وہ کہ جنکو مدنظر دار آخرت ہے ومن اراد الاخرۃ مگر اس میں دو شرط ہیں اول وسعٰی لہا سعیہا کہ اسکے موافق کوشش بھی کرے یہ نہیں کہ ارادہ کر کے چپ بیٹھے رہے اور کوشش اسی کے مطابق ہو کیونکہ بہت سے لوگ دار آخرت کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن عناصر اور ستاروں اور بزرگوں کی عبادت کو آخرت کا ذریعہ جانتے ہیں اور اسی طرح نکمی ریاضتیں بھی کرتے ہیں کوئی رات دن گنگا میں رہتا ہے کوئی پہاڑ پر سے گرتا ہے کوئی حلال چیزیں کھانے چھوڑ کر جسم کو ہلاک کرتا ہے سو یہ کوشش اور یہ رستہ دار آخرت کا نہیں ؎ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی + کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست ؎ بلکہ پیغمبر علیہ السلام کے فرمودہ کے موافق ہونا چاہیئے دوم یہ کہ وہو مؤمن اسکو ایمان بھی ہو اللہ اور اسکے رسول کی دل سے تصدیق ہو کیونکہ یہ اصل اور بنیاد ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں وہ خدا کی جماعت میں داخل نہیں پس اولئک کان سعیہم مشکورا انکی کوشش کارآمد ہوگی انکو دار آخرت اور حیات ابدی نصیب ہوگی رہی دنیا سو کلا نمد ہولاء وہولاء من عطاء ربک ہم اپنی عنایت سے

ع ہمارے عہد میں جو اسلامی حکومتیں زائل ہوئیں اور جو بری حالت میں ہیں ایسی آیت کے موافق وہاں کے امرا عیاشی شراب خواری کے بدولت عیش میں مبتلا ہو کے اور ہلاک ہو گئے شہر برباد سلطنت غارت الامان الامان ۱۲ منہ

ع کیونکہ عوام انہیں کے تابع ہوتے ہیں اور اکثر یہی زیادہ بدکار اور احمق اور عیاش ہی ہوتے ہیں اس لئے انکا بیجا مقدم ہوا ۱۲ منہ

ہر ایک فریق کو دنیا میں دیتے ہیں دین و تقوی سے دنیا فوت نہیں ہوتی اور زیادہ دنیا ملنے سے خدا کے ہاں کوئی زیادہ عزت بھی حاصل نہیں ہوتی ؎ چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست ۔ انظر کیف فضلنا الخ دیکھو دنیا میں ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے بہت سے احمق و جاہل مالدار اور دانا خوار اور بہت سے کفار محتاج اہل ایمان اہل ثروت اور کہیں بالعکس باعث فضیلت آخرت کے درجات ہیں انہیں کی زیادہ رغبت کرنی چاہیئے وہیں کی فضیلت فضیلت حقیقی ہے وللآخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا چونکہ دار آخرت کے لئے اول اصول توحید ہے اسلئے حکم دیتا ہے لاتجعل الخ کہ خدا کے ساتھ کسیکو بھی شریک نہ بنانا ورنہ ذلیل و خوار ہوگا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ

اور آپ کے رب نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ اسکے سوا اور کسیکی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونو بڑھاپے کو پہنچیں تو نہ انکو ہوں بھی کہنا اور

لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ

نہ انکو جھڑکنا اور اُنسے ادب سے بات کرنا اور اُن کے آگے مہربانی سے جھکے رہنا اور انکے لیئے دعا کرتے رہنا کہ اے رب جسطرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے اسیطرح تو بھی ان پر رحم کر۔ تمہارا رب

اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم سعادتمند ہو اور پھر بھی کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو تو) وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور اہل قرابت اور غریب اور مسافر کا حق ادا کرتے رہنا

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ

اور مال کو بیہودہ نہ اڑانا کیونکہ بیہودہ اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا ناشکرا ہے اور جو تجھے ان لوگوں سے منھ پھیرنا پڑے ۔

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنے رب کے فضل و کرم کے انتظار میں کہ جسکی تجھے امید ہے تو انسے نرم بات کہنا اور نہ تو اپنے ہاتھ کو سکیڑ کر گردن میں باندھ اور نہ اسکو بالکل کھول ہی دے کہ تو پشیمان ہوکر

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ ع ۳ ۸ ۲

تہی دست ہوکر بیٹھ رہے آپ کا رب جسکے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور وہی تنگی بھی دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار انکے حال کو دیکھ رہا ہے

ترکیب الا مخففہ ان لا یہ تفسیر ہے قضی کی و بالوالدین معطوف ہے الا تعبدوا پر اے قضی بالوالدین تقدیرہ و بان تحسنوا بالوالدین احسانا ۔ اما یبلغن اما ان ما تھا ان شرطیہ ما زائدہ تاکید کے لیے یبلغن فعل شرط فلا تقل جواب ۔ اف اسم الفعل الذی ہو التضجر و ہو مبنی علی الکسر لالتقاء الساکنین وتنوینہ فی قرأۃ نافع وحفص للتنکیر ۔ ومن فتح طلب التخفیف مثل رب ومن ضم اتبع ومن لم ینون اراد التعریف ۔ جناح الذل بالضم ضد العز و بالکسر ضد الصعوبۃ ہو الانقیاد ۔ جعل للذل جناحا کما فی قول لبید ؎ وغداۃ ریح قد کشفت وقرۃ ۔ اذ اصبحت بید الشمال زمامہا ۔ للشمال ید و للقرۃ زمام ۔

تفسیر ۔ دار آخرت کی سعی کا مجملاً ذکر ہوا تھا اب یہاں اسکی تفصیل کرتا ہے کہ دار آخرت کا یہ رستہ ہے اور اسکی کوشش اصلی یہ ہے ۔ سب سے اول بات دار آخرت کے لئے یہ ہے کہ منعم کا شکر کرے اور اپنے محسن کے ساتھ ادب اور سلوک سے پیش آوے ۔ اور منعم حقیقی اللہ تعالے ہے اسی نے ہمکو پیدا کیا ہے اسی نے ہمکو بیشمار نعمتیں عطا کی ہیں اور پھر اُس جہان میں بھی اُسی سے امید ہے ۔ وہ کسیکے احسان اور خدمت کا تو محتاج نہیں اسکی شکرگزاری اور لحاظ اور حق پرورش ہے تو یہی ہے کہ اسکے ساتھ کسیکو خدائی میں شریک نہ کرے خالص عبادت اسیکی کرے اسلیئے سب سے اول حکم یہی دیا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ اب لطف کلام دیکھو کہ ربک کا لفظ فرمایا حق تربیت جتلانے کے لیئے اور امر کی جگہ قضی تاکید کا کلمہ فرمایا یعنی حکم قطعی دیدیا ۔ اور نیز اسی حکم کو اس سے پہلی آیت میں لاتجعل مع اللہ الہا آخر کے ساتھ بھی ذکر کر دیا تھا اب یہاں اور بھی تاکید فرمادی

[illegible]

خدا تعالیٰ کے بعد دنیا میں اسکے وجود کا سبب مجازی اور منعم اور محسن ماں باپ ہیں جو اسکی بےچینی سے بیتاب ہو جاتے ہیں اور کھانے پینے میں اپنے نفس سے اسکو عزیز رکھکر آپ نہیں کھاتے اسکو کھلاتے ہیں اور اسکے بچپن میں اسکی پرورش میں بلا غرض جان و مال کو صرف کرنا اپنی راحت سمجھتے ہیں۔ اس لیئے وہ دوسرا حکم وبالوالدین احسانا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو۔ احسان کا لفظ ایسا وسیع المعنی ہے کہ جسمیں سب کچھ آگیا مگر اس کی کسیقدر شرح بھی فرماتا ہے (۱) اما یبلغن الخ کہ اگر تیری زندگی میں تیرے ماں باپ بڑھاپے کو پہنچیں تو یہہ زمانہ بڑی بیکسی کا ہوتا ہے اور نیز اس کے سبب اقتدار اور زور و قوت بھی جاتے رہتے ہیں اور نیز بڑھاپے میں اس سے بچوں کی سی بےمعنی باتیں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں پس تجھکو انسے ہوں یا اُف کہنا نہ چاہیئے نہ جھڑکنا چاہیئے **ف** دلالۃ النص کے طریق پر اس سے ہر ایک قسم کی ایذا اور تکلیف دینا ماں باپ کو حرام سمجھا گیا وعلیہ الجمہور (۲) وقل لہما ان سے نرم اور ادب سے کلام کر (۳) واخفض انکے آگے جھک یعنی ہر قسم کی دل سے فرمانبرداری و تواضع کر (۴) وقل رب انکے لیئے دعاء خیر کرو۔

بارہا تجربہ میں آیا ہے کہ جسنے ماں باپ کو ستایا وہ دنیا میں بھی ناشاد نامراد رہا جوانا مرگ مرا ہے اور جسنے عزت و توقیر و احسان کیا ہے اسکو شاد و خرم دیکھا ہے **ف** ماں باپ کی ان باتوں میں فرمانبرداری نہیں کہ جن سے خدا کی گناہگاری ہوتی ہے کیونکہ ماں باپ سے اللہ کا حق اور مرتبہ بہت مقدم ہے پھر یہہ نہیں کہ تم یہہ سب باتیں ظاہرداری کے طور پر کرو بلکہ دل سے اور اخلاص سے کیونکہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم الخ تمہارا رب تمہارے دلونکی باتوں کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک بختی اختیار کروگے اور ایسی حالت میں بشریت سے گر تمسے کچھ خدمتگذاری میں کبھی فروگذاشت ہوجاویگی اور اپنی دلی نیک بختی سے تم اسکی طرف رجوع کروگے تو وہ رجوع کرنیوالوں کے لیئے معاف کرنیوالا ہے **ف** اوّاب بروزن فعّال اوب بمعنی رجوع سے ہے مبالغہ کا صیغہ

تیسرا حکم وآت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل کہ اور جسقدر قرابتدار ہیں بھائی۔ بہن ماموں چچا خالہ پھوپھی وغیرہم انکا حق ہی ادا کر حق ادا کرنا بھی بڑا عام لفظ ہے جسمیں ہر ایک قسم کا حق آگیا اگر محتاج ہیں تو انکی مال سے مدد کر اور نہیں ہیں تو ادب اخلاص ہمدردی صلہ رحمی کر اور انہیں پر منحصر نہ رکھ بلکہ ہر ایک مسکین یعنی محتاج کے ساتھ نیک سلوک کر خواہ قرابتدار ہو خواہ کوئی غیر ہو بلکہ پردیسیوں مسافروں کا بھی تجھپر حق ہے انکے ساتھ بھی نیک سلوک کر ضیافت کر نقد دے اترنے کو آرام سے جگہہ دے نرم کلام کر۔ اس تیسرے حکم میں تین حکم ہیں۔

یہہ سب خدمتگذاری مال سے ہوا کرتی ہیں اسلیئے مال کی بابت حکم دیتا ہے **چوتھا حکم** ولا تبذر الخ کہ ہمنے ایسی کارخیروں میں صرف کرنیکو کہا ہے اڑا دینے کا حکم نہیں دیا ہے لغویات میں مال برباد نکر بےضرورت مکانات بنانا اسباب خریدنا گھوڑے وغیرہ اشیاء بےضرورت مول لینا سب میں تبذیر ہی اسی طرح بیاہ شادی دعوت مہمانی کھانے پینے میں بھی اعتدال سے بڑھنا تبذیر ہے اور ناچ رنگ آتشبازی وغیرہ تو اور بھی ممنوع ہے سائلوں اور حقداروں کے دینے کا حکم دیا تھا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پاس کچھ نہیں ہوتا وہ طلب کرتے ہیں سخت سست بھی کہنے لگتے ہیں اسوقت آدمی کو غصہ آجاتا ہے برا بھلا کہنے لگتا ہے سو اس سے بھی منع کرتا ہے اور ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے اسکی تعلیم دیتا ہے واما تعرضن الخ کہ اگر تیرے پاس کچھ دینے کو نہیں اور تجھکو خدا سے امید ہے کہ آئیگا ایسی حالت میں النسی تو جو منہ پھیرے تو انکو سخت بات نہ کہہ بلکہ نرم بات کہ بھائی اللہ کا فضل ہے برکت ہی یا وہ دیگا تو دونگا یا اللہ تجھے غنی کرے **پانچواں حکم** ولا تجعل یدک الخ میانہ روی کر نہ تو ہاتھ کو سکیڑ کر سمیٹ کر مٹھی بند کرکے گلے میں ہاتھ رکھ لے (یہ کنجوسپنے کے معنی میں محاورہ ہے) اور نہ ہاتھ کو بالکل کھول کہ سب کچھ ایکروز دیکر خود محتاج ہو جاوے آپ مانگتا پھرے کیونکہ دنیا میں فقیر بھی خدا نے پیدا کیئے ہیں تیرا کام نہیں کہ سب کو غنی کرے غنی اور فقیر وہی کرتا ہے اور اسکی مصلحت وہی جانتا ہے انہ کان بعبادہ الخ بعض ایسے بھی فقیر ہیں کہ اگر انکے پاس دولت ہو تو فتنہ برپا کریں

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ

اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نکرنا ہم انکو بھی روزی دیتے ہیں اور تمکو بھی بے شک انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ بےحیائی ہے

وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى

اور بہت ہی برا طریقہ ہے اور جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کردیا ہے اسکو ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جاوے تو ہمنے اسکے وارث کو اختیار دیدیا ہے تو اسکو چاہئے کہ قصاص لینے میں زیادتی نکرے

الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۖ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝

کیونکہ انصاف سے قصاص لینے میں بھی جیت ہے اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو نہ پہونچے اسکے مال کے پاس بھی نہ جانا لیکن اس طرق سے کہ جو بہتر ہو اور عہد کو پورا کیا کرو کسلئے کہ عہد سے پرسش ہوگی

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ

اور جب ناپ کر دینا ہو تو پیمانہ بھر کر دیا کرو اور تولنے میں برابر کی تول تولو۔ کیونکہ یہہ عمدہ بات ہے اور اسکا انجام بھی اچھا ہے اور اُس بات کے پیچھے نہ پڑا کر جسکا تجھے علم نہ ہو کیونکہ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

کان اور آنکھ اور دل ہرایک سے پرسش ہوگی اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چلاکر کیونکہ نہ تو زمین کو پھاڑ ڈالیگا اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو

طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

پہنچیگا ان میں سے ہرایک بات تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہے یہہ بیان اس حکمت میں کا ہے جسکو آپ کے رب نے آپ کیطرف وحی کیا ہے اور اللہ کے ساتھ اور کسیکو معبود نہٹھرانا

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ ع

ورنہ تو ملزم راندہ درگاہ جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ اے مشرکو کیا تمکو تمہارے رب نے بیٹوں کیلئے مخصوص کرلیا ہے اور فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا ہے بیہ تو تم بہت ہی بڑی بات کہتے ہو

ترکیب

خشیۃ املاق مفعول لہ۔ الاملاق فقر۔ الخطاء بکسر الخاء وسکون الطاء والھمز مصدر خطی وجاء بکسر الخاء وفتح الطاء من غیر ہمز ہو الاثم یقال خطی خطاء کاثم اثما لاتقف الماضی منہ قفا اے تتبع ویقر بضم القاف واسکان الفاء مثل تقم وماضیہ قاف یقوف اذا تتبع کل اولئک مبتدأ واولئک اشارۃ الی السمع والبصر والفواد وان کان الاشارۃ باولئک فی الاکثر الی من یعقل ولکن قد جاء لمن لایعقل سیئۃ بضم الہاء والہمزۃ بالاضافۃ اے سیئ بعض المذکور المنہی عنہ مکروہ عند اللہ۔ پس سیئۃ کان کا اسم مکروہا خبر جملہ خبر کل ذلک نافع ابن کثیر ابوعمرو نے سیئۃً پڑھا ہے۔

تفسیر

چھٹا حکم ولاتقتلوا اولادکم اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔ عرب میں دستور تھا کہ لڑکیون کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کرتے تھے۔ یہ سمجھکر کہ لڑکیاں کچھ کما نہیں سکتیں لڑکے کما سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ لوٹ مار میں شریک ہوتے تھے اور نیز مفلسی میں اہل کفو اسکی سی نکاح نہیں کرتے تھے غیر کفو میں دی جاتی تھی یہ بڑی عار کی بات تھی۔ اس بدرسم کو کس لطف کے ساتھ منع فرماتا ہے اول تو لفظ اولاد کہہ کے شفقت دلائی۔ دوم نحن نرزقھم الخ کہ تم کیوں رزق کی فکر کرتے ہو رزق تو ہم دیتے ہیں انکو بھی اور تم کو بھی سوم ان قتلھم کہ انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ ساتواں حکم ولاتقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ زنا کی قباحت میں سلف سے خلف تک عقلاء کو اتفاق ہے

[illegible] ع ۱۰

چھٹا حکم

ساتواں حکم

اس میں یہہ چند قباحت ہیں (۱) انساب کا خلط ملط ہونا یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہہ کس کا بیٹا ہے پھر باہمی حصہ ترکہ میں خرابی آتی ہے (۲) عورت کو شرعی یا عرفی طور پر اگر ایک شخص خاص سے تعلق نہو جسکو نکاح کہتے ہیں تو اسکے پاس آنیوالون میں باہمی قتال و جدال کی نوبت آویگی جیساکہ مشاہدہ میں آتا ہے اور یہہ بات تخریب عالم کا باعث ہے (۳) عورت سے مقصود صرف شہوت رانی ہی نہیں بلکہ باہم ملکر خانہ داری کے امور میں ایک دوسرے کا معین ہونا مرد کما کرلاوے عورت دردمندی اور کفایت کے ساتھ اسکو گھر میں اُٹھاوے دونوں ملکر بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوشش کریں اور نیز بیماری اور پیری میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کمال درجہ کی دردمندی ہو اور یہہ بات جبتک ممکن نہیں کہ عورت کی نظر ایک ہی شخص پر رہے اوروں سے علاقہ نرکھے اور یہہ بغیر اسکے کہ زنا کو حرام کیا جاوے ممکن نہیں (۴) اگر زنا کا دروازہ کھلجاوے تو انسان اور بہائم میں کیا فرق رہے جس عورت کو چاہے رکھے اور نیز باہم الفت و محبت کبھی پیدا نہو۔ ان سب باتون کے لحاظ سے شرع نے زنا کو حرام کیا اور یہانتک تاکید کے لفظ استعمال کیے کہ اسکے پاس جانیکی بھی ممانعت کردی یعنی اسکے اسباب سے بھی روکا اور اسکی ان قباحتوں کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا۔ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

آٹھوان حکم ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الخ کہ جن جانون کا قتل کرنا شرع نے حرام کیا ہے انکو ناحق قتل نکرو انسان خدا تعالیٰ کا مظہر اور اُسکی خدائی کا آئینہ ہے اسکے قتل کا ارادہ کرنا خدائی کا مقابلہ کرنا ہے پس یہہ نہایت سنگین جرموں پر قتل کیا جاتا ہے بضرورت اور وہ دو صورتین ہیں ایک یہہ کہ یہ خدائی جرائم کا ارتکاب کرے مرتد ہوجاوے بغاوت کرکے امن عام میں خلل انداز ہو یا نکاح کرنیکے بعد بھی حرام کاری کرے ان صورتون میں انسان کی حرمت جاتی رہتی ہے اسکی طرف التی حرم اللہ الخ میں اشارہ کردیا وہ احادیث صحیحہ جنمیں مرتد اور باغیوں اور رجم کا ذکر ہے گویا اسی جملہ کی شرح میں دوسری یہہ کہ کسیکو مارڈالے اسکے بدلہ میں اسکو مارا جاوے جسکو قصاص کہتے ہیں چونکہ یہہ بات قتل عمد ہی میں ہے جو عرب میں کثیر الوقوع تھا اسلیئے اولاً تو اسکی طرف الا بالحق میں اشارہ کیا پھر ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل میں اسکی صراحت کردی کہ جو مظلوم مارے جاویں اس کے وارث کو شرع نے قدرت دی ہے کہ اس قاتل کو مارسکتا ہے یہی قتل بالحق ہے مگر اسمیں اسراف نہو اسکی عوض اُسکی قوم کے سردار کو نہ مارے نہ اسکو جلاکر یا اور بری طرح سے قتل کرے جو اسکے ورثہ میں اشتعال کا باعث ہو۔

ف شرع میں انسان کا قتل ان چند صورتون میں جائز ہے (۱) یہہ کہ مرتد ہو (۲) باغی ہو۔ انما جزاء الذین الایہ میں اس حکم کی تصریح ہے (۳) یہ کہ نکاح کرنے کے بعد زنا کرے۔ اسکا حکم احادیث مشہورہ سے ثابت ہے (۴) کفار و مشرکین کا قتل کرنا نہ مطلقاً بلکہ اسوقت کہ انسے قاعدۂ شرعیہ کے موافق جنگ قائم ہو کما قال فاقتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر وقال اقتلوہم حیث وجدتموہم (۵) قصاص میں ائمہ مجتہدین نے احادیث و قیاس سے تارک الصلوۃ اغلامی۔ ساحر۔ چارپائے سے مباشرت کرنے والیکا بھی قتل جائز رکھا ہے۔ توریت میں بھی قتل انسان بہت سی صورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے۔

نوان حکم مال یتیم سے بچنا ولا تقربوا مال الیتیم مگر جائز طریقہ سے لینا درست ہے مزدوری میں تجارت میں اُجرت نگرانی میں اگر محتاج ہو۔

دسوان حکم واوفوا بالعہد ہے عہد جس سے کرو اسپر قائم رہو۔ وہ عہد ہی غلط ہیں جنکو شرع نے معتبر نہیں رکھا یعنی معصیت پر عہد کرنا۔

گیارہوان حکم واوفوا الکیل کہ ماپ تول کو لیتے دیتے وقت کم زیادہ نہ کرو۔ معاملات میں دغابازی نکرو۔ **بارہوان حکم** ولا تقف اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) اسمیں ان باطل خیالات کی پیروی سے ممانعت ہے جو عوام میں غلطی سے مشہور ہو جاتے ہیں۔

(۲) محمد بن حنفیہؒ سے منقول ہے کہ اسکے معنی جھوٹی گواہی کے ہیں۔

آٹھوان حکم

[illegible]

۹ ۱۰

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا

اور ہمنے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہاکہ وہ سمجھیں اور انکو تو اس سے نفرت ہی زیادہ ہوتی گئی کہہ دو اگر اسکے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تب تو انہوں نے

اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ

عرش کے مالک تک کوئی رستہ نکال لیا ہوتا وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے بہت ہی بالاتر ہے ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اسکی پاکی بیان کر رہی ہیں

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

اور ہر ایک چیز اسکی تسبیح وتحمید بیان کر رہی ہے لیکن تم انکے تسبیح کرنے کو نہیں سمجھتے بیشک وہ بڑا تحمل کرنے والا اور بڑا ہی بخش دینے والا ہے

ترکیب صرفنا ای بینا ضروبا من کل مثل - وقیل ان تکون فی زائدۃ کما فی قولہ تعالی واصلح لی فی ذریتی - لو کان شرط اذا لابتغوا الخ جواب والمعنی لطلبوا الی من ہو مالک الملک سبیلا بالمغارۃ کما یفعل الملوک بعضہم مع بعض او بالتقرب والطاعۃ لعلمہم بقدرتہ تعالی وعجزہم کقولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ بیضاوی

تفسیر ابن عباس کہتے ہیں جسکو آنکھ سے نہ دیکھے کان سے نہ سنے دل میں یاد نہ رکھے اسکی گواہی نہ دے (۳) بعض کہتے ہیں کہ اسمیں کسی پر تہمت لگانے کی ممانعت ہے کیونکہ تہمت میں بلاتحقیق باتیں ہوا کرتی ہیں (۴) بعض کہتے ہیں اسمیں جھوٹھ کی ممانعت ہے (۵) بعض کہتے ہیں کسیکی غیبت اور طوفانی وشیطانی باتوں سے ممانعت ہے مگر سب معنی صحیح ہیں مآل کار سب کا یہہ ہے کہ جو بات اچھی طرح معلوم نہو اسپر کوئی حکم نہ لگاوے اسمیں سب اقوال آ گئے ۔

تیرہواں حکم ولا تمش فی الارض مرحا کہ تکبر نکر زمین پر اکڑ کر نہ چل کیونکہ تو عاجز ہے کچھ زمین کو پھاڑ نہ ڈالیگا بلند ہو کر پہاڑوں کے برابر نہ ہو سکیگا انہیں سے ان مکروہ چیزوں کو سیئہ فرماتا ہے اور جو اوامر ہیں انکی نسبت فرماتا ہے ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ یا یہہ جملہ سب باتوں کی طرف اشارہ ہے - ان احکام میں جو کچھ اسرار رکھے گئے ہیں جنسے انسان کی روح اور اسکے اخلاق کی صفائی اور تدبیر منزل اور انتظام عالم کی خوبی وابستہ ہے اور پھر انکے بیان اور ترتیب میں جو کچھ لطف رکھا گیا ہے اگر اسپر کوئی مطلع ہو جاویگا تو اسکو حکمت الٰہیہ کے جواہر اور الہام ربانی کے وہ نادر موتی کہیگا جو بنی اسرائیل کے احکام عشرہ سے بدرجہا بہتر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لوحوں پر کندہ کرکے عطا ہوئے تھے - ان احکام کی ابتدا بھی توحید سے ہوئی تھی اور اخیر میں بھی اسی بات کی تاکید کے لیئے اعادہ فرمایا ولا تجعل مع اللہ الٰہا آخر اور اسکے بعد اس بات سے بھی منع کیا جو عرب کے مشرکین کرتے تھے وہ یہہ کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھکر انکو کاربار خدائی میں شریک جانتے تھے اس بات کو کس لطف کے ساتھ رد کرتا ہے افاصفٰکم ربکم بالبنین واتخذ من الملائکۃ اناثا کہ کیا تمکو خدا نے بیٹے دیئے اور اپنے لیئے بیٹیاں پسند کیں بھلا یہ کیسی لغو بات ہے؟ ان سب باتوں کیطرف اشارہ کرکے فرماتا ہے ولقد صرفنا الخ کہ قرآن میں ہمنے ہر ایک قسم کی بات وعظ وپند احکام دنیا و آخرت بیان کر دئے تاکہ وہ سمجھیں اور غور کریں مگر ان ازلی بدبختوں کو تو اس سے اور زیادہ نفرت ہوتی ہے - اسکے بعد پھر شرک کا رد اور توحید کا اثبات کرتا ہے اور اس بات کو قرآن میں بار بار اس لیئے ذکر کیا گیا کہ اس عہد میں شرک وبت پرستی کا دریا موجیں مار رہا تھا پس فرماتا ہے لو کان معہ الٰہۃ کہ اگر اسکے ساتھ تمہارے قول کے موافق اور بھی خدا ہوتے تو عرش والے تک یعنی مالک اصلی تک لڑنے کے لیئے کوئی رستہ نکال لیتے مقابلہ کرتے جیسا کہ متعدد بادشاہوں میں ہوتا ہے یا یہہ معنی کہ خود انکو اس تک رسائی کرنے کے لیئے حاجت پڑتی پھر وہ نہیں کیا دیتے لیتے سبحانہ وتعالے الخ میں اپنی پاکی بیان فرماتا ہے اور تسبح لہ الخ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی ہر چیز اسکی تسبیح یعنی پاکی اور کبریائی بیان کرتی ہے ذی روح تو زبان سے اور جمادات زبان حال سے کہ انکا وجود اور انکی ہر حالت اسکی یکتائی پر دلیل ہے مگر تم غور نہیں کرتے انکی تسبیح نہیں سمجھتے - تمہارا یہہ جرم اس قابل تھا کہ دنیا میں تمہیں ہلاک کیا جاتا مگر وہ حلیم وغفور ہے ۔

---

* صحیح بخاری میں عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں پانی نہ تھا ایک برتن لائے جسمیں کسیقدر پانی تھا حضرت صلعم نے اسمیں ہاتھ ڈالدیا تو آپکی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا جیسا چشمہ سے نکلتا ہے کہ تمام لشکر نے وضو کیا اور ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور وہ کھایا جاتا تھا - جمادات میں بھی خدا تعالے نے ایک طرح کا علم رکھا ہے جسکو وہی جانتا ہے ۱۲ منہ

المغارۃ المطالبۃ والمبالغۃ والمغالبۃ ۱۲ منہ

ف تسبیح خدا تعالیٰ کا جملہ عیوب اور خصائص حدوث وامکان سے پاک اور منزہ ہونا بیان کرنا خواہ زبان سے خواہ دلالۃ الحال سے تحمید اسکے کمال اور اوصاف حمیدہ کو بیان کرنا سبحان اللہ وبحمدہ کہنا مومن اور ملائکہ تو قال اور حال سے اسکی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں کفار اور دیگر اشیاء آسمانوں اور زمین کی علویات وسفلیات نباتات جمادات دلالۃ حال سے تسبیح وتحمید بیان کر رہے ہیں انکی بناوٹ بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ انکا بنانے والا سب عیبوں سے پاک اور سب خوبیوں سے موصوف ہے مگر اس بات کو وہی سمجھتا ہے جو مخلوق کی آفرینش اور اسکی تراش اور حالات وجود وبقا میں تامل کرتا ہے اس لئے وہ لوگ جو لذات وشہوات میں غرق ہیں غور وتامل کا دروازہ ان پر بند ہے وہ اس بات کو کیا جانیں - ۱۲ منہ

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہین تو ہم آپ کے اور انکے درمیان جو آخرت پر ایمان نہین رکھتے ایک گاڑھا پردہ ڈالدیتے ہین اور ہمنے انکے دلوں پر پردے ڈالدئے ہین تاکہ قرآن نہ

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ

سمجھہ سکین اور انکے کانون مین بہی گرانی ڈالدی ہے (تاکہ سُن نہ سکیں) اور جب آپ قرآن مین اپنے ربکا تنہا ذکر کرتے ہین تو وہ پیٹھہ پہیر کر نفرت سے بہاگ پڑتے ہین ہم خوب جانتے ہین جسلئے وہ اسکو سنتے ہیں

اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ

جبکہ آپ کی طرف کان لگاتے ہین اور جبکہ وہ سرگوشی کرتے ہین جبکہ ظالم کہتے ہین کہ بس تم تو ایک جادو کے مارے ہوئے کے پیچہے چلے جارہے ہو دیکہو آپ کی کیسی کیسی صفتین بیان کرتے ہین

فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ ع وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

سو وہ تو گمراہ ہوگئے پہر وہ رستہ نہین پاسکتے اور وہ یہ بہی کہتے ہین کہ کیا جب ہم مرکر ہڈیان اور چورا ہو جاینگے تو کیا ہم نئے سرے سے زندہ کرکے اٹہائے جاوینگے کہدو خواہ تم پتھر ہو جاؤ

اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ

یا لوہا یا کوئی اور شی جو تمہارے دلون مین بڑی ہو تب بہی زندہ کئے جاؤ گے اسپر وہ کہین گے کہ ہمکو کون دوبارہ جلائیگا کہدو وہی جسنے تمکو اول بار پیدا کیا ہے پہر تو آپ کے آگے

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

سر ہلا ہلا کر یہہ کہین گے کہ وہ کب ہوگا کہدو شاید وہ وقت بہت ہی قریب آگیا ہو جسروز کہ وہ تمہین بلائیگا تو تم اسکی حمد کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور گمان کروگے کہ بہت ہی کم ٹہرے تہے

مستورا ساترا بما یستمعون بہ ای بسببہ من الھزء اذ ہم بدل من اذ قبلہ (ترکیب) یوم یدعوکم ظرف لیکون بحمدہ فی موضع الحال۔

تفسیر

آسمانون اور زمین کی چیزونکی تسبیح تو تم اے مشرکین سمجھتے ہی نہ تہے تمہاری سمجھہ مین تو یہ قرآن مجید بہی نہین آتا جو خاص تمہاری زبان فصیح مین نازل ہوا ہے واذا قرأت الخ اور یہ نہ سمجہنا قرآن کا اسلئے ہے کہ جب تم اے نبی قرآن پڑہتے ہو تو انکی ازلی گمراہی کے پردے بیچمین حائل ہو جاتے ہین جس کی وجہ سے مضامین مین غور و تامل نہین کرسکتے اور جو کوئی انکو دوسرا سمجہاوے تو سنتے ہی نہین۔ اور انکے حواس باطنیہ کے ماؤف ہونے پر یہ دلیل ہے کہ جب قرآن مین توحید کا ذکر اور شرک کی برائی سنتے ہین تو بدک کر بہاگ جاتے ہین۔ یہ مکہ کے مشرکون کا حال بیان ہو رہا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ جب انسان پر گمراہی اور بدبختی سوار ہوتی ہے تو نہ اسکا دل و دماغ درست رہتا ہے نہ عقل کتنا ہی سمجہاو نہین سمجہتا اور اسیکو پردے اور حجاب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اوّل تو مکہ کے مشرک حضرت صلعم سے قرآن سنتے ہی نہ تہے اور جو کبہی مجلس مین ٹہر گئے تو اس غرض سے کہ کچھہ اسمین سے یاد کرین تاکہ پہر اسپر تمسخر اور ہنسی کرین اور پہر آپسمین دس دس پانچ پانچ جمع ہوکر سرگوشیان کرتے اور یہ کہتے تہے کہ یہ لوگ جو اس نبی کے تابع ہو رہے ہین احمق ہین یہ تو خود جادو کا مارا ہوا ہے کسینے اسپر سحر کر دیا ہے اسلئے ایسی ایسی نئی نئی باتین کرتا ہے دیوانہ ہو گیا ہے نحن اعلم سے لیکر رجلا مسحورا تک مین یہی ذکر ہے اسپر خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ دیکہو یہ بدنصیب تمپر کیا بے اصل عیب لگاتے ہین اور کوئی بات تو عیب کی ملتی نہین انظر الخ وقالوا سے انکی دوسری بات و بیان فرماتا ہے کہ جسپر وہ بکتے تہے وہ یہ کہ جب حضرت فرماتے تہے کہ مرکر پہر قیامت مین زندہ ہونگے تو وہ کہتے کہ جب ہم مٹی مین ملجاوینگے ہڈیونکا چورا ہو جاویگا تو پہر کیونکر زندہ ہوسکتے ہین اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ تمہارے نزدیک جو چیز قابل حیات نہین لوہا یا پتہر یا کوئی اور چیز اگر تم وہ بہی ہو جاؤ جسنے تمکو اول بار پیدا کیا وہ دوبارا پہر پیدا کرنے پر قادر ہے پہر جب وہ قیامت مین بارگاہ عدالت مین طلب کریگا تو تم زندہ ہوکر اسکی خوف کے مارے تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے جرم انکار و بت پرستی سے برأت ثابت کرتے ہوئے فوراً حاضر ہو جاؤگے اور یہ سمجہو گے کہ

ف یعنی نہین غور و فکر کا مادہ قدرت نہین دیا اسلئے جب نبی آپ قرآن پڑہتے ہین وہ سمجہتے اور غور نہین کرتے اس حالت کو پردہ ڈالنے سے تعبیر کیا اور اسیکو دلون پر پردہ ڈالنے اور کان مین ثقل پیدا کردینے سے ۱۲ منہ

ربع

۵ ع ۱۰ ربع

ف الرفت کسر الشی بالید والرفات الاجزاء المتفتتہ من کل شی یکسر ۱۲ منہ

[illegible]

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ○ رَبُّكُمْ

اور میرے بندون سے کہدو کہ وہ بات کہا کرین جو بہتر ہو کیونکہ شیطان آپسمین لڑوا دیتا ہے اسلیئے کہ شیطان تو انسان کا کہلا دشمن ہے تمہارا رب

اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ○ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

تمہین خوب جانتا ہے اگر چاہے تو تمپر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہین عذاب دے اور آپ کو ہمنے انکا ذمہ دار بناکر تو بہیجا نہین اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو آسمانون اور زمین مین ہین

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ○ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ

اور البتہ ہمنے ایک نبی کو دوسرے پر فضیلت دی اور ہمنے داؤد کو زبور عطا کی کہدو جنکا تمہین اسکے سوا گہمنڈ ہے لو انکو بلاؤ تو بہی وہ نہ تمہاری تکلیف دور کرسکین گے

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ

نہ اسکو بدل سکین گے جنکو یہہ مشرکین پکارتے ہین ان مین سے جو اورون کی نسبت زیادہ مقرب ہے وہ تو اپنے لیئے اپنے رب کے تقرب کے وسیلے تلاش کرتے رہتے ہین اور اسکی رحمت کے

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ○ وَاِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ

امیدوار رہتے ہین اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہین کیونکہ آپ کے رب کے عذاب سے ڈرنا ہی چاہیئے اور ایسی کوئی بستی نہین کہ جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک کرین یا اسکو اور کسی سخت عذاب مین مبتلا کرین

كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ○

یہہ کتاب مین لکہا جاچکا ہے

(ترکیب) ایہم مبتدا اقرب خبرہ وہو استفہام والجملۃ فی موضع نصب بیدعون۔ وقیل۔ اولئک مبتدا الذین یدعون ای یدعونہم الکفار صفت تبتغون خبر ایہم بدل من واو یبتغون فعلی الاول معناہ ان الہتہم اولئک یبتغون الوسیلۃ وہی القربۃ الی اللہ تعالٰی وایہم بدل ای یبتغی من ہو اقرب منہم والزلف الوسیلۃ فکیف بغیر الاقرب وضمن یبتغون معنی یحرصون ای یحرصون ایہم یکون اقرب الی اللہ بالطاعۃ والصلاح

(تفسیر) ثبوت معاد پر حجت قائم کرکے مسلمانون کو تعلیم کرتا ہی کہ تم مخالفون سے نرم اور اچہی باتین کیا کرو کیونکہ سختی سے شیطان باہم عداوت و نفرت پیدا کرادیتا ہے وہ انسان کا دشمن ہے اور وہ اچہی بات یہہ ہے کہ تمہارا رب تمسے خوب واقف ہے اگر چاہے تمپر مہربانی کردے چاہے عذاب کرے بعض مفسرین کہتے ہین کہ اچہی بات سے مراد نرمی سے کلام کرنا ہی پہر حضرت کو فرماتا ہے کہ آپ انکے ذمہ دار نہین کہ وہ ہدایت پر آہی جاوین۔ مکے مین جب یہہ آیات نازل ہو رہی تہین تب یہ حال تہا کہ غریب مسلمانون پر چارون طرف سے حملہ تہا اور حضرت صلعم کے وعظ و پند کا گہر گہر چرچا ہو رہا تہا۔ مشرکین مکہ یہود کے بہکانے سکہانے سے یہ بہی کہا کرتے تہے کہ کیا خدا نے ہدایت کیلئے انہین غریب مفلس لوگون کو پسند کرلیا ہے اور پہر ہم مین سے محمد مین کیا فضیلت ہے، جو اسپر کتاب اُتارتا ہے اور اُسکو نبی کیا ہے؟ اس کے جواب مین فرماتا ہے وربک اعلم کہ ہر ایک بات کی مصلحت و حکمت خدا خوب جانتا ہی آسمان و زمین کی کوئی بات اس سے مخفی نہین تمہارے حال سے بہی واقف ہی وہ مختار ہی جسکو چاہی فضیلت دی خود انبیا مین اسنے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی داؤد کو زبور عطا کی۔ داؤد اور زبور کے ذکر مین یہود کو یہ بات بہی جتلانا مقصود ہی کہ یہ وہی نبی ہے کہ جسکی داؤد علیہ السلام نے خبر دی کہ جسکو شوکت و سلطنت بہی دیجاویگی مشرکین دلائل توحید سنکر اپنے معبودون کے فضائل بیان کیا کرتے تہے کہ وہ یون کرسکتے ہین اور یہ دیسکتے ہین اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ اچہا انکو پکارو تو بہی دیکہین وہ تمہاری کونسی مصیبت مین کام آتے ہین؟ مشرکین بیشتر ملائکہ یا انبیا علیہم السلام یا اور صالحین کو پوجتے تہے اور انہین کے نام کی مورتین بنا رکہی تہین۔ فرماتا ہے کہ جنکو تم پکارتے ہو انکا خود یہ حال ہے کہ وہ اپنے رب کیلئے وسیلہ ڈہونڈتے ہین ایہم اقرب انہین سے جو زیادہ قریب ہے اسکا یہ حال ہی اورون کا تو کیا ذکر ہے اور اسکی رحمت کے امیدوار عذاب سے ڈرتے ہین پہر انکو پکارنا عبث ہی۔ مشرکین مکہ اسپر یہہ کہتے تہے کہ اچہا اگر یون ہے تو پہر ہمارے شہر پر خدا بلا کیون نہین بہیجتا اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ شہر کی کیا خصوصیت ہی ہر ایک بستی قیامت سے پہلے ہلاک ہوجاویگی اپنے اپنے موقع پر نیک موت سے بُرے عذاب سے۔ یا یہ معنی کہ جن بستیون کا قیامت سے پہلے ہلاک ہونا یا بلا مین مبتلا ہونا لکہا ہے وہ کتاب یعنے لوح محفوظ مین درج ہے اپنے وقت پر ہوگا گناہ کرنے سے ہم جلدی نہین کرتے۔ واللہ اعلم۔

ف بندہ اور اسکے مالک مین جو بڑا رابطہ اور قوی وسیلہ ہے۔ وہ بندہ کا نیاز اور عبادت ہے ۱۲ منہ

ع یبتغون ای یطلبون [illegible] الوسیلۃ [illegible]

ع [illegible] عذاب مین [illegible]

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ

اور ہمکو اُن معجزات کے بہیجنے سے اسی بات نے منع کر رکہا ہو کہ پہلے لوگون نے انکو جہٹلا دیا تہا چنانچہ ثمود کو ہمنے اونٹنی کا کہلا ہوا معجزہ دیا تہا پہر بہی انہون نے اس پر ظلم کیا اور یہہ نشانیان جو ہم

بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

بہیجتے ہین تو محض خوف دلانیکو اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تمسے کہدیا تہا کہ تمہارے ربنے سب کو قابو مین کر رکہا ہے اور وہ خواب جو ہمنے تمکو دکہایا اور وہ پیڑ خبیث کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے

الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

ان سب کو ان لوگون کے لیئے فتنہ ہی بنا دیا اور ہم تو انکو خوف دلاتے ہین سو اس سے انکی اور بہی شرارت بڑہتی جاتی ہے۔

ان کذب فی موضع رفع فاعل منعنا و فیه حذف تقدیره الا اہلاک (ترکیب) المکذبین و نحن ما نرید اہلاک قریش فلذا لم نرسل بالآیات المسؤلة بہا۔

(تفسیر)

مشرکین مکہ جواب سے عاجز آکر یہ بہی کہا کرتے تہے کہ اگر آپ نبی ہین تو کوہ صفا کو سونیکا بنا دین اور مکہ کے پہاڑون کو ہٹا دین تاکہ کہیتی کیا کرین اسکی جواب مین یہ آیت نازل ہوئی وما منعنا الخ کہ ہم یہ بہی کر سکتے ہین مگر یون نہین کرتے کہ پہلی امتون مین بہی لوگون نے انبیا سے سوال کے معجزات طلب کیئے تہے اور پہلے وعدہ کر لیا تہا کہ اگر ہماری خواہش کے مطابق معجزہ آویگا تو ہم ایمان لاوینگے مگر پہر بہی ایمان نہ لائے اور عادتِ الٰہی جاری ہے کہ جو ہٹ کرکے معجزات طلب کرتے ہین اور پہر بہی نہین ایمان لاتے تو ہلاک ہوتے ہین چنانچہ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے اونٹنی کا سوال کیا انکی کہنے کے موافق اونٹنی پیدا ہوئی آخر ایمان نہ لائے بلکہ اسکی کونچین کاٹ ڈالین تب ہلاک ہوئے اس قسم کے معجزات خطرناک ہوتے ہین* چنانچہ فرماتا ہے وما نرسل بالآیات الا تخویفا اور ہمکو اہل مکہ کا ہلاک کرنا مقصود نہین اسلیئے انکی یہ خواہشین پوری نہین کیجاتین۔ اس تفسیر پر سلف سے خلف تک جمہور مفسرین متفق ہین۔ پہر جو کوئی پادری اس آیت سے یہ ثابت کرے کہ آنحضرت صلعم سے کوئی معجزہ صادر نہین ہوا۔ جیسا کہ فنڈر نے میزان الحق کتاب مین لکہا ہے اور پہر انکی تقلید نیچر مفسر نے کی ہے بڑی غلطی ہے۔ الآیات سے بواسطہ الف لام وہی آیات یعنی معجزات مقصود ہین کہ جنکا مشرکین سوال کرتے تہے نہ کہ کل مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے اور ابن عباس کا بہی یہی قول ہے جب مشرکین مکہ کی خواہش کے موافق معجزات کے بہیجنے سے صاف جواب ہو گیا تو انکو اور بہی دلیری ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ نبی نہین اور ڈرانے ہی لگے اور ظلم ستم کرکے چاہتے تہے کہ آپ وعظ نہ بیان فرمایا کرین اسپر یہ آیت نازل ہوئی یا یون کہو اس آیت مین آپکی تسلی کر دی گئی واذ قلنا اور یاد کرو جب کہ ہم تمسے کہہ چکے ہین کہ تمہارے رب کے قابو مین سب لوگ ہین تو پہر تمہین کسیکا کیا خوف ہے آپ بے خوف ہو کر حکم الٰہی بیان کیا کرین۔

اسکے بعد وہ آنحضرت صلعم کی معراج پر اور بہی مضحکہ کرتے تہے کہ ہمارے کہنے سے معجزہ تو دکہایا نہین گیا آسمانون پر چلے گئے۔ شبا شب بیت المقدس پہنچ گئے جنت و دوزخ دیکہہ آئے اور نیز قرآن پر ہنسی کرتے تہے کہ عجب کلام ہے جس مین دوزخیون کے لیئے آگ مین رہنا اور زقوم کا درخت کہانا مذکور ہے (اس پیڑ کو تلخ و بدمزہ ہونیکی وجہ سے شجرۂ ملعونہ کہتے ہین اور قدیم عرب ایسی بُری چیزون کو ایسے ہی الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تہے) اسکے جواب مین فرماتا ہے وما جعلنا الرویا التی الخ کہ ہمنے اس رویا کو اور اس شجرۂ ملعونہ کو بہی انکے لیئے فتنہ یعنی آزمائش کی چیز کر دیا کم عقل بد اعتقاد اسپر اعتراض کرتے ہین رویا اور شجرۂ ملعونہ سے کیا مراد ہے؟ اکثر مفسرین کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ مکہ مین تہے ایک خواب دیکہا تہا کہ مین مکہ چہوڑ کر ایک نئے شہر مین سکونت پذیر ہوا ہون وہانسے میرے دین کو ترقی ہوئی اور عالم مین آفتاب کے نور کیطرح بہت جلد پہیل گیا چونکہ یہہ خواب مکہ مین مشہور ہو گیا تہا اسپر قریش مکہ تمسخر کرتے تہے یہی انکی حق مین فتنہ یعنی گمراہی کا باعث ہو گیا جسکو خدا نے سچا کر دیا اور شجرۂ ملعونہ سے مراد زقوم کا پیڑ ہے چونکہ قران مین آچکا تہا کہ جہنمیون کی یہ غذا ہوگا اسپر بہی قریش مکہ بہت تمسخر کیا کرتے تہے کہ آگ مین پیڑ ایک خلاف قیاس بات ہے تو (صلعم) دیوانے ہین حالانکہ وہ پیڑ بہی آگ کا ہوگا اور یون بہی آگ مین ایک کیڑا رہتا ہے جسکو سمندر کہتے ہین نباتات کیا بلکہ حیوانات بہی آگ مین جی رہے یہ بہی انکے لیئے فتنہ ہو گیا۔ اور ملعونہ اسلیئے اسکو کہتے ہین کہ بدمزہ ہے عرب بُری چیز کو خبیث اور ملعون کہا کرتے ہین بعض نے رویا سے معراج مراد لی ہے واللہ اعلم۔

---

* وما نرسل الآیات المقترحة الا تخویفا لمن ارسلت ہی علیہم مما یعقبہا من العذاب المستاصل (ابو السعود)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ

اور (یاد کرو) جبکہ ہمنے فرشتون سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پہر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہنے لگا کیا مین ایسے شخص کو سجدہ کروں کہ جسکو تونے مٹی سے بنایا کہا بہلا دیکھو تو یہی یہی وہ ہے کہ جسکو

كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

تونے مجہپر فوقیت دی ہے اگر تونے مجھے قیامت تک رہنے دیا تو مین بہی تہوڑوں کے سوا اسکی تمام نسل کی جڑہی نہ کاٹ کر رہوں تو سہی فرمایا دفع ہو پہر جو انمین سے تیری پیروی کریگا اون کی اور تیری سب کی

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

جہنم پوری سزا ہے اور تو اپنی آواز سے جسکو ان میں سے ڈگمگا سکے تو ڈگمگا دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے بہی چڑہا دینا اور ان کے مال

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝

اور اولاد مین بہی ساجہا لگالینا اور وعدے بہی کرنا اور شیطان کے وعدے ہی کیا ہین محض فریب بے شک میرے بندون پر تو تیرا کچھ بہی قابو نچلیگا اور آپ کا رب کارسازی کیلئے بس ہے

ہذا منصوب بارأیت والذی نعت لہ والمفعول الثانی محذوف { **ترکیب** } تقدیرہ تفضیلہ۔ لاحتنکن جواب لئن۔ طینا منصوب بنزع الخافض ای من طین۔ قال الواحدی احتنکن اصلہ من احتناک الجراد الزرع وہوان تستاصلہ باحناکہا ثم استعمل علی الاستیلاء علی الشئ۔ وقیل ماخوذ من حنک الدابۃ اذا جعل الرسن فی حنکہا۔ والحنک ما تحت الذقن ومنہ التحنیک الاستفزاز الازعاج والاستخفاف یقال افزہ واستفزہ ای ازعجہ واستخفہ واجلب قال الفراء وابوعبیدہ من الجلبۃ والصیاح وقال الزجاج الاجلاب الجمع ای اجمع علیہم العساکر وقال ابن السکیت الاجلاب الاستعانۃ ای استعن علیہم بکل ما تقدر والامر للتہدید۔

(تفسیر)

اب انکی سرکشی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ یہ شیطان کا اثر ہے جو بنی آدم پر چلا آتا ہے اور نیز اس قصہ مین اس طرف بہی اشارہ ہے کہ جسطرح شیطان آدمؑ کے مقابلہ مین مردود ہوا اب تم جو بنی آدم ہو کر شیطان کے بہکانے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہو گویا اپنے جدِ اعلی کی نسل سے نکلکر شیطانی لشکر مین داخل ہوتے ہو جو تمہارے مردود ہونیکا قوی سبب ہے اس مناسبت سے اس قصہ کو یہاں ذکر کیا۔ گو اور مناسبتوں سے یہ قصہ سورۂ اعراف بقرہ حجر مین بہی مذکور ہو چکا ہے۔ خدا نے آدمؑ کیلئے فرشتوں کو سجدہ تعظیمی کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا شیطان نے سجدہ سے انکار کیا آدمؑ کو کمتر اور اپنے آپ کو بہتر سمجھ کر اسلئے کہا ءاسجد لمن خلقت طینا۔ اسکے بعد خدا تعالی سے کہا کہ مین اسکی اولاد کو کہ جسکو تونے مجہپر فضیلت دی ہے اپنے قابو مین کرلونگا اگر تونے مجھے قیامت تک مہلت دی۔ شیطان کو بنی آدم کی طینت معلوم ہو گئی ہوگی کہ وہ گمراہی کی طرف بہت جلد دوڑینگے جو اسنے اس عزم سے خدا تعالی کے روبرو حسد مین بہر کر یہ بات کہی الا قلیلا اسنے یہ سمجھکر کہا کہ ان مین کچھ نیک بہی ہونگے جنپر میرا قابو نہ چلیگا۔ احتناک کے معنی ستیاناس کر دینا کہتے ہین احتنک فلان ما عند فلان۔ یہ بہی معنے ہین قابو مین کر لینا لگام دینا ٹھٹی دینا تب یہ الدابۃ بحنکہا سے مشتق ہے مطلب یہ کہ انکو بالکل قابو مین کرلونگا چونکہ علم ازلی مین یہی تہا ہی اسلئے خدا تعالے نے بہی فرمادیا اذہب اچہا اگر تیری اور تیرے متبعین کی کافی سزا جہنم ہوگی اور اسپر اسکو اجازت دی کہ تو انکو جسطرح چاہے بس مین کرلینا۔ خدا تعالے نے چند چیزین فرمائیں۔ اول استفزز یقال افزہ الخوف واستفزہ ای ازعجہ واستخفہ۔ بصوتک یعنے اپنی آواز سے انہین بہسلالینا شیطان کی آواز دل مین برے خیالات پیدا کرنا ہے بعض کہتے ہین جسقدر شہوت انگیز آوازین ہیں راگ باجا عورتون کے زیور کی آواز سب شیطانی آوازیں ہیں (دوم) واجلب علیہم بخیلک ورجلک انپر اپنا لشکر چڑہا لیجانا سوار بہی اور پیدل بہی شیطان کے سوار اور پیدل یا تو انسانی سوار و پیدل ہین جو معصیت میں کوشش کرتے ہین یا خود اسکی لشکر میں سوار و پیدل ہوں۔ یہ بطور تمثیل کے ہے یعنے خوب زور لگا لینا (سوم) شارکہم انکی مال و اولاد مین شریک ہو جانا۔ مال کی شرکت گناہ مین فضول خرچی مین خرچ کرنا۔ اچہی باتون مین صرف کرنے سے روکنا برے طور سے مال لینا چوری سے زنا سے غصب سے سود سے فریب سے۔ اسی طرح اولاد مین بہی شریک ہوتا ہے (چہارم) وعدہم۔ شیطانی وعدے دل میں لمبی چوڑی ناجائز آرزوئیں پیدا کرنا دنیا پر رغبت آخرت سے نفرت دلانا کہ میاں جو کچھ مزہ ہے یہیں ہے کیسی آخرت؟ اس کے رد مین فرمادیا کہ شیطانی وعدے دہوکے کی ٹٹیاں ہوتے ہیں ارمان دل میں ہی رہتے ہیں کہ موت آلیتی ہے اسکے بعد یہ بہی خدا تعالی نے شیطان سے کہدیا کہ ان عبادی میرے خالص بندو پر تیرا کوئی قابو نہوگا اور انکی کارسازی کیلئے اے محمد صلعم آپکا رب کافی ہوگا۔ توفیق وعنایت الٰہی ہمیشہ انکے سر پر سایہ فگن رہیگی۔ اونکی قوت ملکیہ پر قوت بہیمیہ کا غلبہ نہونے پائیگا۔ اس مین کفار پر تعریض بہی ہے

رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ ط اِنَّہٗ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ۝ وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ

تمہارا رب وہ ہے جو دریا میں تمہارے جہاز چلاتا ہے تاکہ تم اسکی روزی تلاش کرو کیونکہ وہ تمپر بڑا مہربان ہے اور جبکہ دریا میں تمپر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اس کے سوا جس کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب

اِلَّآ اِیَّاہُ ج فَلَمَّا نَجّٰکُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ط وَکَانَ الْاِنْسَانُ کَفُوْرًا ۝ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْکُمْ

کہوئے جاتے ہیں پھر جبکہ وہ تمکو خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اس سے پھر بیٹھتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے پھر کیا تم اسباب سے نڈر ہوگئے کہ وہ تمکو خشکی کیطرف لاکر زمین میں دہسادے یا تمپر آندہی کا تھپڑا

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ وَکِیْلًا ۝ لا اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَکُمْ فِیْہِ تَارَۃً اُخْرٰی فَیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَکُمْ

بہیجدے پھر تم کسیکو بہی اپنا مددگار نہ پاؤ کیا تمکو اس کا بہی خوف نہیں رہا کہ وہ بارِ دگر تمکو پہر دریا میں لوٹا لائے پھر تمپر ہوا کا سخت طوفان بہیجدے پہر تمہاری ناشکری سے تمہیں

بِمَا کَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ عَلَیْنَا بِہٖ تَبِیْعًا ۝ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰہُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰہُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰہُمْ

غرق کردے پھر تمکو ہمپر کوئی دعوی کرنے والا بہی نہ ملے البتہ بنی آدم کو ہمنے عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسکو سوار کیا اور اچھی چیزیں کہانے کو دیں اور اپنی

عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۝ ع

بہت سی مخلوقات پر اُن کو فضیلت عطا کی

(ترکیب) الا ایاہ استثناء منقطع وقیل متصل ان یخسف مفعول آمنتم بکم حال ہے یا یخسف کا صلہ جانب البر مفعول بہ۔ الازجا السوق والاجرا والتسییر معنی راندن الحصب قال ابوعبیدہ اقتصا ولقیتہ

ہو الرمی ریحًا شدیدا الحاصبۃ التی ترمی بالحصا الصغار وقال الزجاج الحاصب التراب الذی فیہ حصبا، وقیل الحاصب حجارۃ من السما، تارۃ مصدر یجمع علی تیرۃ وتارات والفہا واو ویاء

القاصف الریح الشدیدۃ التی تکسر بشدۃ من قصف الشی یقصف من ضرب یضرب تبیعا نصیرا او من یتبعنا بالکار مانزلنا۔

(تفسیر) یہاں سے پھر دلائلِ توحید شروع کرتا ہے اور مشرکین کی عادات ناپسندیدہ کی برائی اور نیز یہ بات بہی تبلاتا ہے کہ خدا کے احسان یاد رکھا کرو اور پہلے جو فرمایا تہا کہ وہ بندوں کا کارساز ہے اب اس کارسازی کا جو نہایت دبسی کیحالت میں ظہور پذیر ہوتی ہے اظہار فرماتا ہے ربکم الذی انسان کے اوپر جو کچھ اسکے احسانات ہیں وہ بیحد بے انتہا ہیں انمیں سے وہ احسانات موقع بموقع بندوں کو یاد دلاکر اپنا وحدہ لاشریک لہ ہونا ثابت کیا کرتا ہے جو انکے نزدیک زیادہ تر قابل التفات ہوتے ہیں اس موقع پر عرب کو انکے سفر و حضر کے انعامات یاد دلاتا ہے عرب دریا میں سفر کرتے تہے یا خشکی میں اور اب بہی یہی حال ہے دریا کا سفر کشتی کے ذریعہ سے ہوتا ہے خواہ وہ ہوائی ہو خواہ دخانی جو اس زمانہ میں ایجاد ہوئی ہیں اب سمندر کی ایسی پہاڑ سی موجوں میں ایک تنکے کی برابر یہ جہاز یا کشتی جو مسافر و تجارتی مال کو لیکر آتی جاتی ہے اسکو اسکی قدرت چلاتا ہے رحیما تک کا یہی مضمون ہے، واذا مسکم الضر یہ وہ حالت اضطرار بیان فرماتا ہے جو دریا میں کبہی کبہی پیش آجاتی ہے وہ یہ کہ طوفان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ سو ایسے موقع پر انسان اپنے فطری قاعدہ سے پہر اسی معبود برحق کیطرف التجا کرتا ہے اور سب فرضی معبودوں کو بہول جاتا ہے (اگر جبلی فطرت میں فتور آگیا وہ اس حالت میں بہی اسکی طرف رجوع نہیں کرتے) مگر عرب کے مشرک ایسا نہیں کرتے تہے وہ اسوقت خاص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تہے مگر فلما نجکم الخ جب خشکی پر آتے تہے تو پہر جاتے تہے پہر اپنے معبودوں کی طرف رجوع کرتے تہے اسبات پر خدا تعالیٰ الزام دیتا ہے وکان الانسان کفورا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے افسوس ہے کہ آج کل عام لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں مصیبت کا وقت بہول جاتے ہیں جب مصیبت خدا دور کر دیتا ہے اور نعمت دیتا ہے تو بجائے شکر کے یہ ناشکری کرتے ہیں کہ فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں بیاہ شادی میں رنڈیوں کے ناچ کراتے ہیں اب اس بات پر تہدید فرماتا ہے کہ افامنتم الخ کیا تمکو اسبات سے پورا اطمینان ہوگیا ہے کہ اسحالت میں خدا تمپر اور دوسری قسم کی بلا نہیں بہیج سکیگا زمین میں غرق نہیں کرسکتا یا آسمان سے پتھر نہیں برسا سکتا یا یہ نہیں کرسکتا کہ تمکو پہر دریا کا سفر پیش آئے اور پہر تمکو اسی بلا میں پہنسا کر ہلاک کردے بنی آدم کا تو یہ حال ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ولقد کرمنا بنی آدم الخ کہ ہمنے ذات میں جسم میں صورت میں اوصاف میں علم میں اسکو مخلوقات پر عزت دی وحملناہم اور دریائی اور خشکی کے سفر میں سواری دی دریا میں کشتی پر اور خشکی میں اونٹ گہوڑے گاڑی وغیرہ پر سوار ہوتے ہیں اور رزقناہم سفر و حضر میں عمدہ چیزیں کہانے کو دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر ان کو بزرگی بخشی۔

سلہ یہی بزرگی تو ہے جو دن رات حضرت انسان گہوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور بیلوں کو گاڑی میں جوتتے ہیں اسیطرح اور چیزوں پر اپنا قابو رکہتے ہیں قوی باطنیہ کے زور سے ہیں اور قوتوں سے بڑہ جاتے ہیں ۱۲ منہ

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ○ وَمَن

(پوری فضیلت (اس روز ظاہر ہوگی) کہ جسدن ہم ہر ایک شخص کو انکے امام کے ساتھہ بلاوینگے پہر جسکو انکی کتاب داہنے ہاتھہ میں دیجاویگی سو وہ اپنی کتاب کو (خوشی سے) پڑہینگے اور ذرا بہر تاگے کے برابر بہی ظلم نہوگا اور جو کوئی

كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ○ وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ

اس جہان میں اندہا بنا رہا تو وہ آخرت میں بہی اندہا رہیگا اور بہت ہی بڑا گمراہ ثابت ہوگا اور جو کچہہ ہمنے آپ کیطرف وحی کیا ہو مشرکین آپکو اس سے بچلانے ہی لگے تہے تاکہ آپ اس کے (قران کے)

عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ○ وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ○ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ

سوا ہمپر کچہہ اور بہتان باندہنے لگیں اور جب تو آپ کو وہ دلی دوست بنالیتے اور اگر ہمنے آپ کو ثابت قدم نہ کیا ہوتا تو آپ تو کسیقدر انکی طرف جہک ہی چلے تہے جب تو ہم آپ کو

الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ○ وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَّا

زندگی اور موت میں دوہرا مزہ بہی چکہاتے پہر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بہی نہ ملتا اور وہ تو تمکو زمین (مکہ) سے دہکیل دینے کو ہی تہے تاکہ آپکو وہاں سے باہر کریں پہر تو وہ بہی

يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ○ سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ○ ع ۸

آپ کے بعد بہت ہی کم ٹہرنے پاتے تمسے پہلے ہمنے جسقدر نبی بہیجے ہیں ان میں ہمارا یہی دستور رہا ہے اور ہمارے دستور میں آپ کچہہ بہی فرق نہ پاوینگے۔

(تفسیر)

انسانوں کا باہمی فرق مراتب بیان فرماکر آخرت کا فرق مراتب جو حقیقی تفضیل ہے بیان فرماتا ہے، یوم ندعوا کل اناس باماہم یعنے یاد کرو اسدن کو کہ جسدن ہر ایک شخص اپنے پیشوا کے ساتہہ بلایا جاویگا۔ امام لغت میں اسکو کہتے ہیں کہ جسکی پیروی اور اقتدا کیجاتی ہے ہدایت میں خواہ گمراہی میں پس نبی امت کا امام ہے اور خلیفہ رعیت کا اور قرآن مسلمانوں کا امام ہے اور نمازیوں کا امام نماز پڑہانیوالا ہے اور اسیطرح انسان کا دلی منشا، جو اسکو نیک یا بد کام پر تحریک کرتا ہے وہ بہی اسکا امام ہے اور اسیطرح گمراہی کے امام ہیں ہر ایک معنی کے لحاظ سے امام سے علمانے مختلف مرادیں لیں ہیں چنانچہ ابوہریرہؓ نبی مراد لیتے ہیں کہ قیامت کو ہر ایک امت انکے نبی کے نام سے پکاری جاویگی اور اسیطرح ائمہ کفر سے ہی کہیں گے یا امۃ محمد یا امۃ موسیٰ یا امۃ فرعون وغیر ذالک۔ پس ہر ایک امت کو اسکے پیشوا کے ساتہہ حاضر کیا جاویگا۔ اہل جنت کے ساتہہ جنت میں اور دوزخی پیشوا کے ساتہہ دوزخ میں جاویں گے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد کتاب ہے حسن و ابوالعالیہ اعمال مراد لیتے ہیں قتادہ نامہ اعمال۔ پہر نامہ اعمال کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جنکو داہنی طرف سے ملیگا وہی اسکو خوشی سے پڑہیں گے گرچہ بائیں طرف والے بہی پڑہیں گے مگر چونکہ وہ اعمال برے دیکہکر حسرت و رنج میں ہونگے خوشی سے نہ پڑہیں گے یہ خوش ہوکر پڑہیں گے درحقیقت انہیں کا پڑہنا پڑہنا ہے۔ پہر جو آخرت میں محروم رہیں گے انکی محرومی کا سبب بیان فرماتا ہے ومن کان الخ کہ جو اس دنیا میں اندہا رہا اسنے حق نہ دیکہا صراط مستقیم نہ پایا وہ آخرت میں بہی نعماء الہی نہ دیکہیگا۔ اندہے ہونیسے مراد دل کا اندہا ہونا ہے نہ ظاہری آنکہوں کا سو دل کے اندہے وہاں بہی الطاف الہی سے اندہے رہیں گے کبہی خوشی اور حیات ابدی کا منہ نہ دیکہیں گے نہ اس تک پہنچیں گے راہ گم کردہ ہونگے۔

اسکی بعد دنیا میں دل کے اندہوں نے جو آنحضرت صلعم کو دوبارہ پہسلانا چاہا تہا سو اسکا بیان فرماتا ہے (اول) وان کادوا الخ اسکی شان نزول میں مفسرین نے مختلف روایتیں لکہی ہیں جنسے یہ نکلتا ہے کہ کفار نے آنحضرت صلعم کو کسی اپنی خواہش پر مجبور کرنا چاہا تہا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نکریں یا کچہہ اور آپنے قدرے سکوت کیا جسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ آپکو بہکانا چاہتے تہے اگر آپ بہکتے تو آپکو ہم دنیا و آخرت میں دو چند عذاب دیتے خدا نے آپکو محفوظ رکہا ہے (دوم) وان کادوا لیستفزونک اسکا صحیح شان نزول یہی ہے کہ مشرکین مکہ کچہہ فریب کر کے آنحضرت صلعم کو ہجرت سے پیشتر مکہ سے نکالدینا چاہتے تہے آپنے انکی فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو آپ کے بعد انکو بہی وہاں زیادہ رہنا نصیب نہوتا انبیاء قدیم کا یہی دستور چلا آتا ہے کہ نبی کے نکالنے کے بعد اس قوم کو بہی وہاں امن نصیب نہیں ہوا۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ

آفتاب کے ڈہلنے سے رات کے اندہیرے تک نماز قائم کیا کرو اور نماز فجر پڑہا کرو البتہ فجر کے پڑہنے میں مجمع ہوتا ہے اور رات کے ایک حصہ میں تہجد بہی پڑہا کرو جو آپکے لئے فائدہ مند ہے امید ہی کہ آپ کا

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

رب آپکو مقام محمود میں کہڑا کریگا اور دعا کیا کرو کہ اے رب مجہے خیر سے داخل کر (مدینہ میں) خیر ہی سے نکال (مکہ سے) اور میرے لیئے اپنی طرف سے غلبہ و شوکت عطا کر

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ

اور کہدو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹ ہی جانے والا تہا اور قران میں ہم وہ چیزیں نازل کررہے ہیں جو ایمانداروں کے لئے شفا اور رحمت ہیں اور نا انصافوں کو تو اس سے

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

اور بہی نقصان زیادہ ہوتا جاتا ہے

الدلوک الدلک ایک جگہہ سے ٹلنا چونکہ ٹلنے میں ہاتہہ ایک جگہہ نہیں ٹہرتا (ترکیب) اسلئے اسکو دلک کہتے ہیں اور اسیوجہ سے اسکے معنے غروب کے بہی لئے ہیں کیونکہ اسمیں بہی ٹلنا ہے مگر یہاں زوال ہی کے معنے مراد ہیں اور اسکو جمہور نے اختیار کیا ہی۔ الی غسق الخ متعلق ہے اقم کے قرآن الفجر معطوف ہی الصلوة پر یا اسکا نصب علی الاغراء ہے اے علیک قرآن الفجر نافلہ مصدر بمعنی تہجد اے تنفل نفلا و فاعلہ ہنا مصدر کالعاقبہ۔ مقاما منصوب ہے ظرف ہوکر۔

(تفسیر) اقم الصلوة الہیات و معاد و نبوت کے مباحث کے بعد طاعت الٰہی کا حکم دیتا ہے اور نیز شیطان کی گمراہی اور بندوں کی ناشکری اور قیامت میں نامہ اعمال کے دئے جانے اور کفار کا حضرت صلعم کیطرف قصد بد کرنیکا اور آپ کو محفوظ رکہنے کا ذکر کرکے وہ عمل تعلیم فرماتا ہی جو شیطان کی گمراہی اور خدا کی ناشکری اور قیامت کی رسوائی سے اور کفار کے فریبوں سے بچاوے (یعنی نماز) اور نیز انسان کی تیرہ حکموں کی تکمیل نماز بغیر ممکن نہیں یہی وہ عمل ہی کہ جو انسان کی روح اور قوی ملکیہ کو روشنی دیکر بندہ کو دار آخرت کا مشتاق کرتا ہی۔

تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت میں نماز فرض مراد ہی یعنی نماز پنجگانہ۔ مگر دلوک کے معنی میں اختلاف ہی ابن مسعودؓ اور نخعی و مقاتل بن حبان و ضحاک و سدی کہتے ہیں غروب آفتاب مراد ہے۔ اور ابن عباسؓ و ابن عمر و جابر اور عطا و مجاہد و حسن و اکثر تابعین بلکہ جمہور اسکے معنی دن ڈہلنے کے لیتے ہیں یہ لفظ دونوں معنی کے لئے آیا ہے مگر اخیر معنی بہت قرین قیاس اور مناسب مقام ہی اس تقریر پر جیساکہ امام ازہری کہتے ہیں یہ معنی ہونگے دن ڈہلنے سے شب کی سیاہی ہونے تک نماز قائم کر پس اسمیں ظہر عصر مغرب عشا چار نمازیں آگئیں اور صبح کی نماز چونکہ ایک مہتم بالشان نماز ہی اسلئے اسکو قرآن الفجر سے بیان فرمایا اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نماز تہجد بہی فرض تہی اگر ابتدا اسلام میں امت پر بہی فرض تہی جیساکہ سورۂ مزمل میں ہے مگر امت پر نماز پنجگانہ سے فرضیت جاتی رہی استحباب رہگیا جیساکہ اخیر سورۂ مزمل سے سمجہا جاتا ہی فاقرؤا ما تیسر من القرآن اسلئے آپ کو فرمایا ومن الیل الخ کہ رات میں تہجد بہی پڑہو نافلة لک زیادہ لک یعنی یہ نماز تمپر زائد ہی یا یہ معنی کہ اسکا تمکو زائد نفع ہی کسلئے کہ آپ معصوم ہیں گناہ سب بخشے گئے اب اسکا نفع ترقی درجات و مزید تقربات کا اکو ہی برخلاف امت کے کہ وہ گناہوں سے پاک نہیں اسکے بدلے میں انکے گناہ معاف ہونگے۔ مجاہد و قتادہ کہتے ہیں نافلة کا لفظ حضرت صلعم کے لئے بہی نفلی رہجانے پر دلالت کرتا ہے مگر آپ ہمیشہ تہجد پڑہا کرتے تہے یہانتک رات کو عبادت و نماز میں کہڑے رہتے تھے کہ پائے مبارک ورم کر آتے تہے۔ چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ قیام شب سے آپ کے پاؤں ورم کر آتے تہے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے گناہ معاف کئے گئے پہر آپ اسقدر مشقت کیوں اٹہاتے ہیں فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کہ کیا میں اسکی شکرگزاری نکروں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ صحیح احادیث میں آنحضرت صلعم کی نماز تہجد کی پوری کیفیت مذکور ہی کہ کبہی آدہی رات کے بعد اٹہکر وضو کرکے نماز میں مصروف ہوتے دو دو رکعت کی نیت باندہتے کبہی چار چار کی اخیر وتر پڑہتے صبح صادق سے قدرے پہلے اور کبہی دو رکعت پڑہکر پہر لیٹ جاتے پہر اٹہکر دو رکعت

ل اسی میں ظہر عصر مغرب عشا چار نمازیں آگئیں پانچویں صبح کی نماز قرآن الفجر میں مذکور ہوئی ۱۲ منہ

[illegible]

پڑہتے اسیطرح رات گزار دیتے تہے۔ پہر اس کیفیت اور درد و سوز کا تو کچھہ بیان ہی نہیں ہو سکتا کہ جو آنحضرت صلعم کو نماز میں ہوتا تہا آنکھوں سے آنسو جاری اور دل سے عشق الٰہی کا دہواں اٹھتا تہا جسکا اثر نہ صرف گہر کے لوگوں پر پڑتا تہا بلکہ عرب اور عجم پر بہی پڑا۔ تہجد کی نماز تمام انبیاء و صالحین کا قدیم دستور ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہی شب کو نماز پڑہتے یاد الٰہی کرتے تہے انکی پاکباز حواریوں کا بہی یہی دستور رہا ہے بعد میں یہہ آزادی و بے قیدی پیدا ہوگئی پہر یورپ کے ملحدوں نے اسکو اور بہی ترقی دی افسوس۔ مالکؒ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم کی نماز تہجد رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہوتی تہی چار چار نفلوں کی نیت باندہتے تہے اور تین وتر پڑہتے تہے۔ اور ایک روایت میں تیرہ رکعت بہی آئی ہیں چنانچہ مالک نے اس کو زیدؓ بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے۔

ف (۱) غسق اللیل رات کی سیاہی اور اندہیرا قال الکسائی غسق اللیل غسوقًا الغسق بفتح السین اسم بمعنی سیلان کے ہیں کہتے ہیں غسقت العین تغسق جبکہ آنکھہ پانی سے بہر جاوے بہنے والے کو غاسق کہتے ہیں اسی لئے جہنمیوں سے جو پیپ بہیگی اسکو غساق کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے نافع بن ارزق نے اس کے معنی پوچھے فرمایا رات کا اندہیرا چہا جانا ازہری کہتے ہیں جب شفق غائب ہو جائے غسق اللیل پایا گیا۔

(۲) قرآن الفجر سے مراد نماز صبح ہے کبہی جز سے کل تعبیر ہوا کرتا ہے اسلئے نماز کو کبہی رکوع کبہی سجود کبہی تسبیح کہتے ہیں نماز میں قرآن پڑہا جاتا ہے خصوصاً صبح کی نماز میں اسکا زیادہ تر اہتمام ہوتا ہے اس لئے اس کو قرآن الفجر سے تعبیر کیا۔

پہر قرآن الفجر کی نسبت فرماتا ہے ان قرآن الفجر کان مشہودًا مشہود کے معنی حاضر کیا گیا یا جس کے پاس لوگ جمع ہوں یا گواہی دیا گیا ان معنے کے لحاظ سے اسکی تفسیر میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں اور سب ٹہیک ہیں ایک گروہ مفسرین کہتا ہے کہ صبح کی نماز میں ملائکہ رحمت آتے اور جمع ہوتے ہیں رات کے فرشتے جو انسان کے محافظ اور اوسکے اعمال کے نگران رہتے ہیں صبح کو جاتے اور دن کے آتے ہیں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اور نمازوں کی نسبت صبح کی نماز میں صالحین زیادہ جمع ہوتے ہیں کیونکہ اسوقت کار دنیا بہی کم ہوتا ہے فرصت کا وقت ہے اور نیز خواب شیرین سے بیدار ہو کر خدا پرستوں کی جماعت میں شامل ہونا اور خدا سے دعا مانگنا اسکی نعمتوں کا شکریہ بجا لانا بڑی عبادت ہے جسلئے اہتمام کیا جاتا ہے بعض کہتے ہیں یہ نور ظہور کا وقت ہے برکات و رحمت الٰہی اس پاکباز گروہ پر زیادہ تر اترتی ہے یہہ مورد و محل برکات ہے دوسرے معنی کے لحاظ سے بعض نے یہ فرمایا ہے کہ اس جماعت کے لوگوں کیلئے ملائکہ خدا کے آگے جا کر انکے حاضر دربار ہونیکی گواہی دیا کرتے ہیں اور یہ بہی ہے کہ یہہ نماز اس کے کمال قدرت کی شہادت ہے کیونکہ رات کا جانا دن کا آنا ظلمت شب دور ہونا نور کا ظہور ہونا انسان جو عالم خواب میں اس جہان سے غافل تہا اس کا بیدار ہونا گویا خواب عدم سے بیدار ہونا صبح کو اٹہنا حشر کا نمونہ ہے۔ اس لئے بالخصوص اس نماز کو جماعت سے ادا کرنا اور اسمیں زیادہ قرآن پڑہنا جس کے سننے کو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں مسنون اور امر موکد ہے۔

(۳) تہجد شب اخیر کی نماز کو کہتے ہیں فتہجد بہ ای بالقرآن کما قال قم اللیل الا قلیلا الی قولہ ورتل القرآن ترتیلا۔ ہجود لغت میں سونیکو کہتے ہیں اور ہاجد سونے والا چونکہ یہ نماز سو کر پڑہی جاتی ہے اسلئے اسکو تہجد کہتے ہیں اور مصلی باللیل کو ہاجد و متہجد کہتے ہیں نماز تہجد کا وقت باتفاق جمہور علماء آدہی رات کے بعد سے لیکر صبح صادق تک ہے غالبًا اول شب میں انسان سو جاتا ہے پہر بیدار ہو کر یہ نماز پڑہتا ہے اسمیں ہیں یہ شرط نہیں کہ ضرور اول شب میں سوئے اور جو ۔ سوئے گا تو نماز تہجد نہوگی۔

آپ صلعم کو بالخصوص نماز تہجد کا حکم دینے کی وجہ بیان فرماتا ہے عسی ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا کہ خدا تعالیٰ عنقریب آپ کو شافع محشر بنا کر مقام محمود میں کہڑا کرنیوالا ہے یہہ وہ کرامت و عزت ہے جو بنی آدم میں بجز آنحضرت صلعم کے اور کسی کو نصیب نہیں اس لئے سب سے زیادہ آنحضرت صلعم پر عبادت اور شب کا سوز گداز بہی فرض ہوا۔ ع دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند :: دعا نیم شبی دفع صد بلا بکند ::

مقام محمود

آنحضرت صلعم کی شفاعت کبری

ف مقام محمود یحمده القائم فیه وکل من عرفه وهو مطلق فی کل مقام یتضمن کرامةً (بیضاوی) یعنی مقام محمود وہ عمدہ جگہ ہی کہ جہان کہڑا ہونیوالا اور اسکو جاننے والا اسکی حمد اور تعریف کرے مطلقا مقام محمود ہر عزت کی جگہ کو کہتے ہین۔ مقام کو محمود اسلئے کہا جاتا ہے کہ اسکی حمد کیجاتی ہی گو حمد اختیاری خوبیوں پر ہوتی ہی اور مقام کی خوبیان اختیاری نہیں لیکن یا تو شرط اختیاری ہر جگہ نہیں یا حمد بمعنی مدح ہے یا یہ کہ وہ محمود فیہ ہی یعنی اس جگہ حمد کیجاتی ہی وہاں کہڑے ہونیوالے کی یا کہڑا ہونیوالا خدا تعالے کی حمد کرتا ہی۔

ع ف شرع میں **مقام محمود** سے اس آیت میں کہ جہاں آنحضرت صلعم کو کہڑا کرنیکا اللہ تعالے وعدہ فرماتا ہے باتفاق تمام مفسرین وہ مقام مراد ہی کہ جہاں حضرت قیامت کر روز عاصیوں کے لئے شفاعت کرنیکو کہڑے ہونگے جس روز کہ حضرت آدم سی لیکر حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک سب انبیا نفسی نفسی کہینگے اور کسیکو مجال نہو گی کہ شفاعت کی کرسی پر بیٹھے صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث میں نہایت صحیح حدیث جو مختلف راویوں سے مروی ہے شفاعت کبری کی بیان میں یوں وارد ہی کہ قیامت کے روز لوگوں پر سختی ہوگی تو آدمؑ کے پاس آئینگے کہ وہ شفاعت کریں مگر وہ عذر کرینگے یہانتک کہ یکے بعد دیگر سب انبیاء اولوالعزم کے پاس آوینگے ابراہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ علیہم السلام مگر سب ہی تو عذر کرینگے اور کہینگے کہ محمد کے پاس جاؤ جنکے خدا نے اگلے پچہلے سب گناہ معاف کردئے آج بجز انکے اور کوئی اس لایق نہیں تب وہ میرے پاس آکر مجہسے درخواست کرینگے پہر میں خدا تعالی کے پاس جاکر اُسکے آگے سجدہ میں گر پڑونگا اور بہت عرصہ تک سجدہ میں حمد و ثنا کرتا رہونگا حکم ہوگا ای محمدؐ سر اٹہا قل یسمع واشفع تشفع وسل تعطہ کہ کہہ تیرا کہا سنا جائیگا شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول ہوگی مانگ دیا جاویگا تب میں اسکی ثنا و صفت کرکے شفاعت کرونگا پہر ایک تعداد معین ہوگی کہ وہ جہنم سے میری شفاعت سے نکلیں گے بار دگر پہر آکر اسیطرح سجدہ میں گرونگا پہر اسیطرح حکم ہوگا پہر ایک جماعت کثیر بخشی جاویگی الغرض اسیطرح تین بار کرونگا کہ پہر وہی تو جہنم میں رہجاوینگے کہ بمطابق قرآن کے جہنم کیلئے سدا سدی کیلئے مقرر ہو چکے ہیں یعنی کافر و مشرک

؎ نماند بعصیاں کسے درگرو ٭ چو دارد چنیں سید پیش رو ٭

پہلے فرمایا تہا کہ وہ تمکو مکہ سے نکالنا چاہتے ہیں اسکے بعد فرمایا کہ اقم الصلوٰۃ نماز پڑہا کرو ان جاہلوں کی باتوں کی طرف التفات نہ کرو اللہ آپکا حامی و ناصر ہے اب پہر اس واقعہ کی طرف متوجہ ہوتا ہی اسلئے فرماتا ہی یعنے جو اصلی کام ہی یعنی نماز و عبادت اسکو بجالاؤ اوس سے غافل نرہو دین دنیا میں اسی سے سرسبزی اور برتری ہے رہا مکہ سے نکلنا اور قریش کا اسبات کے درپے ہونا یہ تو ایک امر مقدر ہی جسپر قضاء و قدر نے اسلام کی ترقی وابستہ کر رکہی ہی اسکے لئے ای نبی یہ دعا کیا کرو۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یعنی تو اے اللہ مجہے مکہ سے سچائی سے نکال کہ پہر میرے دل میں حب وطن نرہی اور ان مشرکوں کی طرف پہر تکالیف برداشت نہ کرنی پڑیں اور نیز سچائی کے ساتہہ نکالنے سی یہ بہی مراد ہی کہ خاص تیرے ہی لئے اور تیری ہی راہ میں ہجرت ہو کسی دنیاوی غرض یا کسی جرم پر جلاوطنی نہو اور مدینہ میں مجہے سچائی سے داخل کر۔ اور چونکہ اس دین کا تمام دنیا پر پہیلنا ٹہر چکا ہی اور پردیس میں قوت ہی نہیں ہوتی اور نیز مدینہ کے متصل کسریٰ و قیصر کی حکومتیں اور دیگر قبائل شریر و سرکش ہی ہیں اسلئے یہ بہی دعا کرو واجعلنی من لدنک سلطانا نصیرا کہ مجہے اپنے ہانکی قوت و شوکت بہی عطا کر۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو مدینہ میں حسب بشارت زبور خدا تعالیٰ نے وہ قوت و شوکت عطا کی کہ جس سے دنیا میں آسمانی سلطنت قائم ہوئی اور کسریٰ و قیصر کو مٹادیا گیا کوئی شخص خدا کی دین کا مقابل نہو سکا۔ ادخلنی مدخل صدق الخ اس طرف بہی اشارہ ہی کہ مجہے دنیا سی سچائی کے ساتہہ نکال اور دار الخلد میں سچائی کے ساتہہ داخل کر اور یہ بہی کہ خواص بشریہ سے نکال خواص ملکیہ میں داخل کر وغیر ذلک من الاسرار۔

آنحضرت صلعم کی یہ دعا قبول فرماکر ارشاد کرتا ہے وقل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کہ اب رہی کفر و بدکاری کا زمانہ گیا نور و صداقت کا زمانہ آگیا حق سے مراد اسلام ہی اور باطل سی کفر و بت پرستی و دیگر قبایح جو دنیا میں مروج تہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہی کہ فتح مکہ کی دن جب آنحضرت صلعم کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کی پاس جو تین سو ساٹہہ بت رکہے تہے۔ ان میں سے جسکی طرف لکڑی سی یہ آیت پڑہکر اشارہ کرتے تہے وہ منہ کے بل گر پڑتا تہا فرماتا ہے کہ یہ باطل کا مٹنا اور حق کا آنا قرآن کے سبب سے ہی جسکو ہم نازل کر رہے ہیں وننزل من القرآن الخ کہ جس میں ایمانداروں کے لئے امراض باطنیہ و ظاہریہ سے شفا ہی اور انکے لئے رحمت ہی اور بے انصافوں کو اس سے اور بہی نقصان ہوتا ہی جوں جوں وہ انکار کرتے جاتے ہیں خسارہ بڑہتا جاتا ہے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۝ ع ۹

اور جب ہم انسان پر کرم کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا اور اکڑنے لگتا ہی اور جب اسپر مصیبت آتی ہی تو ناامید ہو جاتا ہی کہدو ہر ایک اپنے اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہی پھر آپکے رب ہی کو خوب معلوم ہی کہ کون راہ راست پر ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

اور آپسے روح سے سوال کرتے ہیں کہدو روح میرے رب کے حکم سے ہی۔ اور تمکو علم جو دیا گیا ہے تو بہت ہی تھوڑا اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کی طرف وحی کیا ہے اسکو اٹھا لیجاویں

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝

پھر تو آپکو اسکی بابت کوئی ہم سے مطالبہ کرنیوالا بھی نہ ملے مگر یہہ صرف آپ کے رب کی رحمت ہی (جو ایسا نہیں کرتا) بیشک اس کی آپ پر بڑی عنایت ہے

(ترکیب) نأی بالف بعد الھمزۃ ای بعد عن الطاعۃ ویقرء بھمزۃ بعد الالف وفیہ وجھان احدھما ھو مقلوب نأی والثانی ھو بمعنی نھض الا رحمۃ مفعول لہ والتقدیر حفظناہ علیک للرحمۃ۔ من ربک رحمۃ کی صفت یا حال۔

(تفسیر) قرآن سے ان ظالموں کو زیادہ خسارہ ہونیکا یہ سبب نہیں کہ قرآن میں کوئی نقص ہے بلکہ یہ سبب ہے کہ اذا انعمنا علی الانسان الخ انسان کی جبلی عادت ہے کہ جب اسپر انعام الہی ہوتا ہے دولت و راحت ملتی ہے تو بجائے شکرگزاری کے فرمانبرداری سے اینٹھنے لگتا ہے متکبر ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو نہیں مانتا اسلئے خسارہ میں پڑتا ہے اور جب مصیبت آتی ہے تو بجائے صبر کے ناامید ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ اسپر بھی انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ہر ایک نیک و بد کو خواہ وہ کسی طریق پر ہو کچھ مہلت دیتا ہے اس لئے آنحضرت کو حکم دیتا ہے قل کل یعمل الخ کہ کہدو ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے اپنے طریقہ پر عمل کر رہا ہے کئے جاؤ لیکن ان میں سے دراصل کون نیک ہے اسکو خدا ہی جانتا ہے مرنیکے بعد معلوم ہو جائیگا منجملہ اسباب خسران کے ایک یہہ بھی تھا کہ وہ قرآن مجید پر ہمیشہ بیہودہ نکتہ چینیاں کیا کرتے تھے چنانچہ ایکبار باہم مشورہ کیا کہ یہود اہل علم و اہل کتاب ہیں ان سے دریافت کرکے کوئی ایسی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنی چاہیئے کہ جسکا جواب آسکے اتفاق ہو۔ یہود سے دریافت کیا انہوں نے کہا تین باتیں پوچھو اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیا تو جاننا کہ نبی ہے ورنہ نہیں اور یہ تین باتیں بتلائیں اول روح سے سوال کرو دوم اصحاب کہف کا حال پوچھو سوم ذی القرنین کا حال پوچھو کہ وہ کون تھا اور کہاں کہاں گیا اور اس نے کیا کیا اسکے سبب اول ویسئلونک عن الروح الخ یہ انہوں نے روح سے سوال کیا۔ فرماتا ہے کہ اے نبی آپسے روح سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا ہے چونکہ یہ بیکار سوال تھا اور نیز حقائق اشیاء بالخصوص روح کی حقیقت کا ادراک کماہی انکے فہم و استعداد سے باہر تھا اسلئے جواب میں فرمایا کہ قل الروح من امر ربی کہدو روح ایک امر ہے اس کے حکم سے بنی ہے حادث ہے قدیم ذاتی نہیں نہ وہ خدا ہے نہ اسکا کوئی جزء ہے بلکہ از قسم مخلوق ہے جسپر اور مخلوق کیطرح خدا کو اختیار و قدرت ہے من امر ربی سے یہ سب باتیں سمجھی جاتی ہیں۔ اسقدر علم کافی ہے جواب شافی ہو گیا باقی رہا اسکی حقیقت کا ادراک کلی سو روح کا تو کیا اور بھی لاکھوں چیزوں کا انسان کو ادراک کلی نہیں خاک پانی کی بھی حقیقت پوری نہیں بتلا سکتے کیونکہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کہ تمکو اے انسانوں یا اے سوال کرنے والو حقائق الاشیاء میں سے ادراک کا بہت ہی کم حصہ ملا ہے۔ روح کی حقیقت میں حکماء کا مباحثہ چلا آتا ہے اور ہر ایک قوم نے دور دراز کار خیالی گھوڑے دوڑائے ہیں اور ابتک بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ بھلا عرب کے جاہلوں سے بجز اسقدر جواب کے اور کیا کہا جاتا۔ اب اسبات کے ثبوت کیلئے کہ پیغمبر علیہ السلام جو کچھ فرماتے ہیں وہ الہام اور وحی کے ذریعہ سے ہے ان کی خانہ ساز اس میں کوئی بات ہی نہیں فرمایا جاتا ہے ولئن شئنا الخ کہ اگر ہم چاہتے تو قرآن مجید کو جو سرچشمہ علوم ہے محو کر دیتے مگر ہمارا فضل ہے جو ایسا نہیں کیا یعنی یہ ہماری طرف سے ہے جس کے اٹھا لیجانے پر قادر ہیں۔

---

[1] بعض کہتے ہیں کہ روح جس سے سوال ہے وہ قرآن ہے قرآن پر بھی روح کا اطلاق ہوا ہے، بعض کہتے ہیں روح سے مراد جبرئیل ہیں بعض کہتے ہیں وہ روح اعظم ہے جو ملائکہ سے برتر ہے جسکا اثر سماوات و علویات پر اسطرح سے ہے کہ جیسے آفتاب کا زمین پر گویا انسانی پاک روحوں کا وہی مرکز ہے اسی کی طرف انجذاب ہوتا ہے اسکی نسبت فرماتا ہے کہ وہ بھی ہماری مخلوق چیز ہے ۱۲

ق

[illegible]

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

کہدو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن بنالانا چاہیں تو ایسا قرآن نہ لاسکیں گے گرچہ ان میں سے ایک دوسرے کی پشتی ہی پر کیوں نہوا ہو اور ہم نے اس قرآن میں

لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ۝

لوگوں کے لئے یہ ایک قسم کی مثال ہی کھول کھول کر بیان کردی پر اس پر بھی اکثر لوگ انکار کئے بغیر نرہے اور کہنے لگے کہ ہم تمہیں ہرگز نہ مانینگے جبتک کہ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کردو

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةِ قَبِیْلًا ۝

یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو کہ پھر تم اس میں سے نہریں بہا کر نکالا کرو یا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو پھر کوئی آسمان کا ٹکڑا نہ گرادو یا تم اللہ اور فرشتوں کو روبرو نہ لاکھڑا کردو

اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

یا تمہارے لئے کوئی سنہری مکان نہو یا تم آسمان میں نہ چڑھ جاؤ اور ہم تو تمہارے منتر کو ہرگز نہیں مانینگے جب تک تم پھر کوئی ایسی کتاب نہ نازل کرادو کہ جس کو ہم خود پڑھ لیا کریں کہدو سبحان اللہ میں کیا ہوں

ع ۹

بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

مگر ایک آدمی اسکا بھیجا ہوا

لا یاتون جواب لئن لیسے بجواب قسم محذوف دل علیہ اللام الموطئۃ (ترکیب) ولولاہی لکان جواب الشرط بلا جزم لکون الشرط ماضیا - بیضاوی -

(تفسیر)

منجملہ ان باتوں کے کہ جن سے قرآن مجید پر اعتراض کیا کرتے تھے انکی ایک یہ بات بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ اس قرآن میں کونسی خوبی ہے؟ اگر چاہیں تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بھی ہے کہ قرآن کی بابت فرمایا تھا کہ وہ ہماری طرف سے ہے اگر ہم چاہیں تو اسکو واپس لیجائیں پھر تمام مخلوق ملکر بھی زور لگائے تو ایسا قرآن نہ بنا سکے کما قال قل لئن اجتمعت الخ کہ تم کیا اگر تمہارے ساتھ تمہارے وہ جن بھی شریک ہوں کہ جنسے تم مدد مانگا کرتے ہو اور جنکے ذریعہ سے تمہارے کاہن غیب کی باتیں بتلا کر بڑی بڑے دعوی کیا کرتے ہیں وہ بھی شریک ہوں تو اسکا مثل نہ بنا سکیں گے - بلاغت و فصاحت کے معجزہ کے علاوہ اس میں روح کو زندہ کرنیوالی انسان کے دل پر چوٹ مارنیوالی اور سب علوم الہامیہ کے متعلق وہ وہ باتیں ہیں کہ جنکو کوئی نہیں بتا سکتا - مقدمہ تفسیر میں اس مسئلہ کی خوب شرح ہوچکی ہے -

ابن اسحاق و ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارہ میں یوں بھی نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم چند یہود کو ساتھ لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمارا قبلہ ترک کردیا اور یہ قرآن توریت کے برابر نہیں ایسا ہم بھی کہہ سکتے ہیں پھر آپ کا اتباع کیونکر کریں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی -

ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ شیبہ و عتبہ ربیعہ کے بیٹے اور ابوسفیان و ولید بن المغیرہ و ابوجہل وغیرہم کفار قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا اگر تو خدا کا سچا رسول ہے تو مکہ خشک جگہ ہے یہاں کوئی پانی کا چشمہ جاری کردے یا کوئی ایسا تروتازہ باغ انگوروں اور کھجوروں کا لگادے کہ جسمیں بڑی بڑی نہریں چلا کریں جیسا کہ عراق و شام ہے یا تو جیسا کہتا ہے کہ قیامت کو آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گریگا تو اسکا کوئی ٹکڑا ابھی ہی گرادے یا ہمارے سامنے اللہ اور فرشتوں کو لا کہ ہم انکو آنکھ سے دیکھیں اور ان سے پوچھیں کہ محمد کو تمنے رسول بنا کے بھیجا ہے یا کوئی سونے چاندی کا بنا ہوا مکان مع جوڈکر کے دکھادے یا تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جا اور وہاں سے کوئی لکھی ہوئی کتاب لا کہ جسکو ہم پڑھ لیں تب تو ہم تجھے مانیگے ورنہ ہم تجھے نہیں مانتے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی وقالوا لن نؤمن الخ اسمیں تعلیم کردی کہ ان سے کہدے سبحان اللہ یہ کیا لغو باتیں ہیں کیا مجھکو قادر مطلق سمجھ لیا ہے تمنے یا مجھے اسبات کا دعوی ہے تاکہ پھر تمہارے کہنے سے یہ باتیں کردوں میں تو آدمی ہوں خدا تعالے کے حکم بغیر کچھ نہیں کرسکتا ہاں سچا رسول ہوں احکام پہنچاؤ الا ہوں قرآن کو رقیہ یعنی منتر بتلایا یا ان پہلی باتوں کو کہ اگر یہ سب کچھ بھی ہوجائے تو یہ تمہارا جادو منتر کا اثر سمجھا جاویگا بلکہ آسمان سے ہمارے اوپر بھی کوئی کتاب آوے کہ ہم

[illegible]

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ

اور لوگوں کو ایمان لانے سے جبکہ انکے پاس ہدایت آگئی صرف یہی بات مانع آئی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بناکر بھیجا ہے؟ کہدو اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے کہ اطمینان سے چلتے پھرتے

مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ

تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے ہی رسول بناکر بھیجتے۔ کہدو میرے اور تمہارے درمیان اللہ بس ہے گواہی کیلئے۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے۔ اور جسکو اللہ

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ

ہدایت دے وہی ہدایت پر ہے اور جنکو وہ گمراہ کرے پھر انکے لئے اسکے سوا تمکو کوئی چارہ گر نہ ملیگا۔ اور ہم انکو قیامت کے دن منہ کے بل چلائینگے اندھے گونگے بھرے کرکے۔ انکا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا

جہنم ہے جب آگ بجھنے لگے گی تو ہم اور بھڑکا دینگے۔ یہ ہے انکی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہدیا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو پھر نئے سرے سے پیدا کرکے اٹھائے جائیں گے؟

(ترکیب)

الا ان قالوا جملہ فاعل منع فی الارض خبر کان ملائکہ موصوف یمشون ذی الحال مطمئنین حال سب اسم۔ لنزلنا جواب لو۔

(تفسیر)

عرب کے مشرکوں اور کافروں کا نبوت میں ایک یہ بھی بڑا شبہ تھا کہ نبی تو ہم جیسا ہی انسان ہے رسالت اور نبوت کے لئے تو ہم سے بالاتر اشخاص ہونے چاہئیں جو کھانے پینے زن و فرزند کے جملہ علائق سے پاک وصاف ہوں اور وہ فرشتے ہیں خدا نے اگر اپنے پیغام پہنچانے تھے تو فرشتوں کو کیوں رسول بناکر نہ بھیجا یہی وہ ایک بات انکے دلمیں کھٹکتی تھی جس سے وہ ایمان نہیں لاتے تھے شبہ کا جواب دیتا ہے وما منع الناس الخ کہ رسول تو اسی قوم کا شخص ہونا چاہئے کہ جسکی طرف وہ بھیجا جاتا ہے کیونکہ انکے تمام مفاسد اور موجودہ خرابیوں کو جنکی اصلاح کے لئے یہ بھیجا گیا ہے یہی خوب جان سکتا ہے اور نیز باہم موانست غیر جنس سے ممکن نہیں اور رسول کے لئے یہ بات ضروری ہے جسپر ہدایت کا مدار ہے اور نیز فرشتے بھی آتے تو انسان کی صورت میں ہی ہوکر آتے تاکہ ان سے کلام کریں دکھائی دیں سو اپر ہی شبہ ہوتا کہ جانے یہ کون ہیں؟ اس لئے فرماتا ہے لو کان فی الارض الخ کہ اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے تو ان کے پاس البتہ فرشتہ رسول ہوکر آتے اس کے بعد فرمایا کہ کہدو میری رسالت کی خدا گواہی دے رہا ہے سو یہ کافی ہے رہی ہدایت سو یہ اس کے ہاتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے وہی ہدایت پر آتا ہے اور جسکو ازل سے گمراہی نصیب ہے اسکو کون ہدایت کرسکتا ہے نہ انسان نہ فرشتہ۔ مگر ان گمراہوں کا حشر میں یہ حال ہوگا ونحشرہم یوم القیامہ الخ کہ وہ منہ کے بل چلینگے اندھے گونگے بھرے ہونگے۔

منہ کے بل چلنا محاورہ ہے سرنگوں اور ذلیل ہوکر چلنے سے انکے دنیا میں تکبر کرنے کے بدلہ میں۔ اور حقیقت پر بھی محمول ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ اسطرح چلانے پر بھی قادر ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے۔ دوزخیوں کا اور آیات سے دیکھنے والا سننے والا کہنے والا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہاں اس کے خلاف ہے پس اس بہرے اندھے گونگے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خوشی کی چیز دیکھنے میں نہ آئیگی نہ سننے میں نہ کہنے میں یا یہ حالت ان کی ابتداء حشر کے وقت ہو پھر حساب کے وقت یہ قوتیں دیجاویں۔ فرماتا ہے یہ سزا ان کے کفر اور انکار حشر کے سبب سے ہے۔

؎ چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں تین طور سے لوگ چلیں گے ایک پاپیادہ دوم سوار ہوکر سوم منہ کے بل کسی نے کہا منہ کے بل کیونکر چل سکیں گے فرمایا جس نے پاؤں کے بل چلایا کیا وہ منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ۱۲ منہ

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَہُمْ وَجَعَلَ لَہُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْہِ ط فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا کُفُوْرًا ○

کیا وہ نہیں جانتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ ویسے اور بھی بنا سکتا ہے اور انکی بار دگر پیدا کریکے لیے انکی ایک میعاد مقرر کردی ہی جسمیں کوئی بھی شک نہیں اسپر بھی ظالم انکار کئے بغیر نرہے

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَۃِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَکْتُمْ خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ ط وَکَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ع وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ع ۱۱

کہدو اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھہ میں ہوتے تو خرچ ہوجانے کے ڈر سے تم انکو بند کرکے ہی رکھتے اور انسان بڑا تنگ دل ہے۔ اور البتہ موسیٰ کو ہمنے نو نشانیاں کھلی ہوئی دیں تہیں

فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِذْ جَآءَہُمْ فَقَالَ لَہٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ ہٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

پھر بنی اسرائیل سے ہی پوچھہ دیکھو جب کہ موسیٰ ان کے پاس آیا تو فرعون نے کہدیا کہ ای موسیٰ میں تو تجھے جادو کا مارا ہوا جانتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا یہہ تو تجھکو معلوم ہو چکا ہی کہ یہ معجزات آسمانوں

وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ج وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّہُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰہُ وَمَنْ مَّعَہٗ جَمِیْعًا ۝ لا وَّقُلْنَا

اور زمین کے مالک ہی نے لوگونکے سوجھانے کو اتارے ہیں اور میں تو اے فرعون تجھکو ہلاک ہوا جانتا ہوں۔ پس اسنے چاہا کہ انکو زمین سے اکھیڑ دے تب تو ہمنے اسکو اور اُسکے ساتھہ والوں سب کو ڈبو دیا۔ اور اس کے

مِنْ بَعْدِہٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اسْکُنُوا الْاَرْضَ ○

بعد ہمنے بنی اسرائیل سے کہدیا کہ زمین پر آرام سے بسو۔

انتم مرفوع ہے فعل محذوف سے جس کی تفسیر تملکون ہی اذا لامسکتم جواب لو (**ترکیب**) خشیہ منصوب ہے مفعول لہ امسکتم کا ہو کر ہؤلاء اشارہ ہی آیات کی طرف الثبور الہلاک والخسران۔ ان یستفزہم اے یقتلہم ویستاصلہم جمیعا اے فرعون ہذا الزمان ومن کان معہ فی عسکرہ لا جمیع القوم۔

منکر حشر تعجب سے کہتے تھے کہ جب ہڈیاں ہو کر چورا چورا ہوجاویں گے (**تفسیر**) بھلا پھر کیونکر بار دگر زندہ ہونگے اس شبہ کا جواب مختلف طور سے قرآن میں دیا گیا ہے یہاں اپنی قدرت کاملہ کی اثبات سے دیتا ہے اور مسئلہ نبوت کے بعد اسی مناسبت سے مسئلہ حشر میں کلام ہوتا ہے فقال اولم یروا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے پھر کیا وہ قادر تمکو دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا اسپر بھی وہ ظالم نہیں مانتے اسکے بعد دوسری دلیل بیان فرماتا ہے جس سے حشر کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے اور نبوت کا بھی جسمیں پہلے سے کلام تہا فقال قل لو انتم کہ انسے کہدو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں دیکھو ہماری کیسی فیاضی ہے کہ انکو وجود اور انکے اندر کے رہنے والوں کو شب و روز بیشمار چیزیں عطا کرتے ہیں پھر مرنے کے بعد دوبارہ وجود عطا کرنا انعام باقیہ دینے کیلئے ہماری فیاضی سے کیا بعید ہے تم اپنی حال پر قیاس کرتے ہو یہاں تمہاری فطرت میں یہ بخل ہے کہ اگر تمہارے ہاتھہ میں رحمت کے خزانے بھی آجاویں تو تم اس خوف سے کہ مبادا کم ہوجاویں صرف کسی نیسی ہاتھہ روکو بند کرکے رکھو اور ہمارے ہاں کس چیز کی کمی ہے ہماری فیاضی ہمارے خزائن میں کمی نہیں کرتی نہ کسی فعل کو کرنیسے ہماری قوت کم ہوتی ہے اپنے حال پر ہمکو قیاس نہ کرو مسئلہ نبوت کا ثبوت اسطور پر ہے کہ ہم فیاض ہیں انسان کی روحانی اور دار آخرت کی تعلیم کی بارہ میں ہماری قدیم فیاضی ہے دیکھو ولقد اٰتینا موسیٰ تسع آیات الخ کہ موسیٰ کو ہمنے نو نشانیاں یعنی معجزات عطا کئے تہے ید بیضا وغیرہ۔ اس سبب سے پھر موسیٰ اور فرعون کے قصہ کا بار دگر ذکر کرنے کا موقع آیا اور اس ذکر میں یہ اشارہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھہ نئے رسول نہیں ہیں جو تم کہتے ہو فرشتہ رسول کیوں نہوا آن سے پہلے بھی رسول ہو چکے ہیں اور چونکہ تم انسے معجزات ایمان لانیکے کیلئے نہیں مانگتے بلکہ محض عناد و سرکشی سے سو یہ ہماری عادت نہیں ورنہ ہمنے پہلے موسیٰ کو کیا تو معجزے کھلے کھلے نہیں دیے تہے اور جسطرح تم محمد سے مقابلہ کرتے ہو یہہ بھی کچھہ نئی بات نہیں موسیٰ سے فرعون اور اسکے سرداروں نے کیا کچھہ نہیں کیا ہے پھر دیکھو کیا انجام ہوا کہ سب غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کو زمین شام پر بسنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ بسے اور حاکم ہوئے اسمیں اشارہ ہے کہ جسطرح اوس جبار سے چشمہ نبوت بند نہوسکا تم سے بھی نہوسکیگا اور اسیطرح اس نبی کے پیرو بھی ملک کے مالک ہو گئے حضرت موسیٰ کو انکی پیشین گوئی کے مطابق جیسا کہ توراۃ استثنا کے اٹھارہویں باب میں ہے حضرت سے کمال مشابہت ہے اسلئے موسیٰ کا ذکر آیا اور نیز مکہ والے یہود سے پوچھ پوچھ کر سوال کرتے تہے اسلئے ان باتوں کی تصدیق کیلئے فرمایا فسئل بنی اسرائیل کہ ان ہی سے پوچھہ دیکھو اسکے بعد اصل قصہ کو تمام کرتا ہے کہ فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کرکے ہمنے بنی اسرائیل سے کہدیا تہا کہ لو اب آرام سے زمین پر بسو ملک میں پہل کر عافیت سے رہو

ف ترمذی نے روایت کیا ہے کہ دو یہودیوں نے آنحضرت سے پوچھا کہ موسیٰ کو وہ نو نشانیاں کونسی دی گئی تہیں جواب شافی دیا [illegible] بیان کردیا [illegible] نبی سے کہا [illegible] سے مراد وہ نو احکام عشرہ ہیں جو توریت میں موجود ہیں جیسا آنحضرت صلعم کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرک نکرو [illegible] اور یہاں نو معجزے مراد ہیں۔ ۱۲ منہ

وقف لازم فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝ وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ

پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آوینگے۔ اور ہمنے اسکو (قرآن) سچائی سے نازل کیا اور وہ سچائی ہی سے نازل ہوا اور آپ کو جو ہمنے بھیجا تو خوشی اور ڈر سنانے کو۔ اور قرآن کو پارہ پارہ ہمنے اسلئے کیا کہ

عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا ۝ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا ۚ إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ

آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنادیں اور ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل بھی کیا ہے کہدو تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (مگر) جنکو اس سے پہلے سے علم دیا گیا ہے وہ تو جب انکو قرآن پڑھکر سنایا جاتا ہے منہ کے بل سجدے میں

سُجَّدًا ۝ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا

گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہیگا۔ اور منہ کے بل سجدہ میں گر کے روتے جاتے ہیں اور قرآن کے سبب وہ اور بھی خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں۔ کہدو اللہ کو پکارو خواہ

الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

رحمان کو پکارو جس نام سے پکارو سب اسیکے عمدہ نام ہیں اور اپنی نماز نہ تو چلا کے پڑھا کرو نہ چپکے سے ہی پڑھو بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کرلو۔ کہو سب خوبیاں اللہ کو سزاوار ہیں

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝ ع

نہ جسنے کوئی اولاد بنائی اور نہ اسکی حکومت میں اسکا کوئی شریک ہے اور نہ اسلئے کہ وہ کمزور ہے اسکا کوئی مددگار ہے اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو

(ترکیب) لفیفا حال ہے ضمیر کم سے ای جمیعا و قرآنا منصوب بفعل مقدر ای اقرانک قرآنا و قیل مضمر یفسرہ ما بعدہ و ہو فرقناہ بالتخفیف عند الجمہور و قری مشددا یبکون حال من یخرون۔

(تفسیر) فاذا جاء الخ کہ جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تم سب کو جمع کرکے لے آئیں گے۔ وعد الاخرۃ سے بعض کہتے ہیں وہ دوسرا وعدہ مراد ہے جسکا ذکر اول سورۃ میں تھا یعنے تم دوبارہ سرکشی کروگے اور دوبارہ تم پر آفت آئیگی اب یہاں بتلایا جاتا ہے کہ بربادی کے بعد تمکو پھر ہم ایک جگہ جمع کرینگے چنانچہ بابل کی اسیری کے بعد پھر بنی اسرائیل مجتمع ہوئے بعض مفسرین کہتے ہیں یہاں سے جداگانہ کلام مسئلہ حشر کی بابت شروع ہے وہ جو کہتے تھے کہ جب ہڈیوں کا چورا ہو جائیگا ہم کیونکر زندہ ہونگے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ جب آخرت کا وعدہ آئیگا تمہارے مختلف اجزا کو جمع کرکے لے آئینگے اور تم تو کیا تمہارے اگلے پچھلوں کو بھی سمیٹ لے آئینگے وبالحق انزلناہ الخ یہاں سے پھر انکے شبہات کا جواب ہے جو وہ قرآن مجید کی بابت کیا کرتے تھے کہ اس قرآن کو سچائی سے ہمنے نازل کیا ہے کسی اور نے نہیں نہ اسکو محمد نے آپ بنا لیا ہے اور سچائی ہی سے نازل ہوا ہے نہ اسمیں کوئی بات غلط اور جھوٹ ہے نہ اسکے نازل ہونے میں کوئی آمیزش وہم و شیطانی ہے پھر جو ایسی کتاب کو بھی نہ مانے تو وہ محض بدنصیب ہے اے پیغمبر آپ ایسے بدنصیبوں ازلی اندھوں پر کیا غم کہاتے ہیں وما ارسلناک الا مبشرا و نذیرا آپ کو تو صرف ہمنے اسی لیے بھیجا ہے کہ نیکوں کو انکی حیات ابدی کا مژدہ سنادیں اور بدوں کو انکے انجام بد سے ڈرادیں۔ اور اس قرآن کو ہمنے یکبارگی اسی لئے نازل نہیں کیا کہ اپر بار ہو جاوے بلکہ قرآنا فرقناہ خود ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے اس مصلحت سے نازل کیا ہے کہ لتقرأہ علی الناس علی مکث الخ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر انکے حاجات و ضروریات دینیہ کا لحاظ کرکے سنادیں یکبارگی نازل کرنے میں یہ بات کہاں عرب کے لوگ بیشتر بے لکھے پڑھے تھے ایکبارگی اتنی بڑی کتاب کی ان سے محافظت بھی نہ ہو سکتی لامحالہ اس میں تحریف و تبدیل ہو جاتی اور نیز انکو تدریجا نیکی کیطرف لانا مصلحت اور اثر پذیر تھا سب احکام کی دفعتہ تعمیل کا حکم دینا انپر شاق ہو جاتا۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام پر آگے بھی جو کچھ کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں انکے یہی معنی ہیں کہ حسب ضرورت عباد وقتا فوقتا الہام ہوا اسکو جمع کر لیا وہ ایک کتاب یا صحیفہ ہو گیا یہ نہیں کہ لکھی لکھائی کوئی کتاب آسمان سے نبی پر آپڑی ہو یا فرشتہ نے لاکر دی ہو جیسا کہ مشرکین طلب کرتے تھے تھوڑا تھوڑا الہام ہونے میں یہ مصلحتیں ہیں اسپر یہ شبہ کرنا کہ اور مصنفوں کی طرح سوچ سوچ کر تصنیف کرتے تھے محض نادانی ہے کیونکہ ایکبار لکھی لکھائی کتاب آنے میں تو اور بھی صدہا شبہات پیش آتے اور نیز الہام کے معنی بھی پائے نہ جاتے کیونکہ الہامی وہ حالت ہے کہ بشر بشریت کے خواص سے علیحدہ ہو کر ملکیت کے سلسلہ میں منسلک ہو جائے اور حجاب جسمانی اٹھ جانیکے بعد یا بذریعہ ملک مقرب کہ جسکو ناموس اکبر کہتے ہیں یا بلاواسطہ اس نبی کے دل پر صرف مطالب یا مطالب مع الفاظ القا ہوں۔

ان شبہات کا جواب دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیجاتی ہے اور شان بے نیازی بھی ظاہر فرمائی جاتی ہے قل آمنوا بہ اولا تؤمنوا الخ کہ آپ ان سے کہدیں تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ تمہارے ایمان لانے سے اسکی شان نہیں بڑھ جانے کی اور ایمان نہ لانے سے اسکی خوبی میں کوئی فرق نہ آئیگا تم جاہل بے عقل ہو

ہاں جو اہل علم ہیں جنکو پہلے سے علم دیا گیا (یعنی اہل کتاب جیساکہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان و ابوذر وغیرہم جو انبیاء سابقین کی خبروں کی وجہ سے منتظر تھے کہ کب آخری نبی آتا ہے یا یہ مراد کہ جن کی روحانیت میں ازل سے علم و ادراک ودیعت رکھا گیا ہے) وہ اسکی بے انتہا خوبیاں دیکھکر اسپر ایمان ہی لاتے ہیں اور جب اسکو سنتے ہیں تو روح کو حرکت دینے والے مضامین سنکر روکر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور سجدہ میں اللہ کی تسبیح کرکے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے رب نے قرآن میں (خصوصاً دار آخرت کی بابت) وعدے کئے ہیں وہ قطعاً ہو کر رہیں گے اور یہ کیفیت انکی قرآن کے سننے سے اور زیادہ ہوتی ہے ویزیدہم القرآن خشوعا و تضرعا یہ اعتبار ان کا ہے اور وہ جو ازلی گمراہ ہیں انہوں نے نہ مانا تو کیا ہمیشہ ازلی بدنصیب انبیاء کی کتابوں کا انکار ہی کرتے آئے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس آیت کو سنکر سجدہ کرنا چاہئے اس جگہ علماء کے نزدیک سجدہ واجب ہے۔ قرآن نازل کرنے اور نبی کے مبعوث کرنیسے مقصود اصلی اللہ کی عبادت ہے اور عبادت کا لب لباب دعا ہے جسمیں بندہ اپنے مالک کے آگے دل سے گریہ وزاری کرتا ہے کبھی زمین پر سر نیاز رکھتا ہے کبھی ہاتھ اٹھاتا ہے کبھی دل کو اسطرف لگا کر مراقبہ کرتا ہے اور زبان سے بھی کلمات حمد و ثنائے باری ذکر کرتا جاتا ہے اس مجموعہ کو شرع اسلام میں نماز کہتے ہیں اسکے ادا کرنیکا حکم دیتا ہے اور اسکا طریقہ بھی تعلیم فرماتا ہے فقال قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن الخ کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہدو خواہ اللہ کے لفظ سے دعا کرو یا رحمن کے یا اللہ کہو یا یا رحمن کہکے دعا مانگو جس نام سے اسکو پکاروگے سب اسکے اچھے ہی اچھے نام ہیں اللہ کے نام میں جو اسم ذاتی ہے اسکے جلال و جبروت کی تجلی ہے محض ذات کیطرف بلا لحاظ صفات متوجہ ہونا اعلیٰ درجہ کے عرفاء کا مرتبہ ہے اور یہ مشکل ہے اور یہ مرتبہ نصیب نہو تو اسکے صفات کیساتھ اسکو پکارو اور صفات میں صفت رحمت تمہارے حال کے زیادہ تر مناسب ہے اور لفظ رحمن سے وہ زیادہ سمجھی جاتی ہے اسیلئے جسطرح لفظ اللہ عرب میں اسیکے لئے مخصوص تھا اسیطرح لفظ رحمن بھی بلا اضافہ اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے اس جملہ کی بابت ایک روایت بھی مروی ہے کہ ایک بار آنحضرت یا اللہ یا رحمن کہہ رہے تھے مشرکین میں سے کسی نے تو یہ اعتراض کیا کہ ہمکو تو دو خداؤں کی عبادت سے منع کرتے ہیں آپ دو کے نام پکارتے ہیں اور کسی نے یہ کہا رحمن جو یمامہ میں کاہن ہے اسکو پکارتے ہیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ سب اللہ ہی کے نام ہیں اسکے ہر نام سے اسکو پکارو۔ یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان حمقاء کے جواب میں یہ آیت پڑھی ہو جسکو نازل ہونے سے تعبیر کردیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے باعتبار اسکی صفات کے بہت سے نام ہیں جیساکہ ترمذی نے روایت کی ہے ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم الملک القدوس السلام المؤمن
المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق البارئ المصور الغفار القہار الوہاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع
المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الکریم
الرقیب المجیب الواسع الحکیم الودود المجید الباعث الشہید الحق الوکیل القوی المتین الولی الحمید المحصی المبدی المعید المحیی الممیت الحی
القیوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الآخر الظاہر الباطن الوالی المتعالی البر التواب۔
المنتقم العفو الرؤف مالک الملک ذو الجلال والاکرام المقسط الجامع الغنی المغنی الضار النافع النور الہادی البدیع الباقی الوارث الرشید
الصبور الستار۔ یہ ننانوے نام ہیں ان کے علاوہ اور بھی نام قرآن و احادیث سے ثابت ہیں جیساکہ رب العالمین المبین۔

انسان کی فطری عادت ہے کہ جسکو اس نے نہ آنکھ سے دیکھا ہو نہ ہاتھ سے چھوا ہو نہ زبان سے چکھا ہو نہ ناک سے سونگھا ہو جب کبھی خیال کرتا ہے تو اسکو انہیں چیزوں پر قیاس کرتا ہے جو اس کے دیکھنے میں آئے ہیں لیکن یہ ادراک ناقص خدا تعالیٰ اور اسکے صفات تک ہی نہیں پہونچتا اسی لئے عوام اپنی خیالی صفات اس میں ثابت کرکے ان صفات سے اسکو موسوم کرنے لگتے ہیں اور درحقیقت وہ صفات اس کے لئے عیب اور اسکے تقدس کے منافی ہوتے ہیں اس لئے اسماء کے ساتھ حسنیٰ کی قید بھی آیت میں بڑھادی گئی کہ اچھے نام۔ اور ناموں کا اچھا ہونا اسکے اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے

انبیا علیہم السلام کے فرمانے پر موقوف ہے ۔ اسلئے اہل اسلام کے علما متفق ہیں کہ خدا پاک کے نام توقیفی ہیں یعنی اسیقدر ناموں سے اسکو موسوم کرنا چاہیئے جو شرع سے ثابت ہیں اسکے علاوہ اور ناموں سے پکارنا ممنوع ہے ۔

ہاں اگر اسکے اسماء مبارک عرب کے سوا اور زبانوں میں وہی نام ہیں جو اسکے ان اسماء حسنیٰ کا ترجمہ ہیں تو شاید ان سے پکارنے کی یا ان کے اطلاق کرنے کی اسپر بوقت ضرورت اجازت ہو ۔ جیساکہ فارسی کا لفظ خدا جو اللہ کا ترجمہ ہے علماء اسلام اسکا استعمال کرتے آئے ہیں اسکے بعد اسکو اسکے ناموں سے کسطرح پر پکارا جاوے اسکا ہی ذکر کرتا ہے

فقال ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا ۔ کہ نہ نماز پکار کر پڑہو نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان مگر اس میں کلام ہے کہ صلوۃ سے کیا مراد ہے ؟ جلالین وغیرہ تفسیروں میں یوں لکھا ہے ۔ بقراتک فیہا یسمعک المشرکون فیسبوا ویسبوا القرآن ومن انزلہ کہ مراد یہ ہے کہ نماز میں جو قرآن پڑہا جاتا ہے (جسکا بیشتر حصہ دعا ہے جیساکہ سورہ فاتحہ) اسکو نہ پکار کر پڑہ کہ مشرکین سنکر گالیاں دینے لگیں نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان ۔ اور اس تفسیر کی بخاری کی روایت بھی تائید کرتی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ حضرت صلعم مکہ میں[1] مخفی رہتے تھے مگر جب صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑہتے تھے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑہتے تھے جسکو سنکر مشرکین آنحضرت صلعم اور قرآن اور اسکے نازل کرنے والے کو گالیاں دیا کرتے تھے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارہ میں نازل ہوئی ہے ۔ ابن جریر نے بھی ابن عباس رضہ سے اسکو دعا کے باب میں نازل ہونا بتلایا ہے ۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں دونو روایتوں میں خلاف نہیں کیونکہ دعا سے وہی دعا مراد ہے جو نماز کے اندر ہے چنانچہ ابن مردویہ نے ابوہریرہؓ کی روایت میں اس کی تصریح بھی کر دی ہے ۔ الحاصل نماز میں جو قرآن پڑہا جاتا ہے یا اور کچھ ادعیہ وغیرہ اسکو متوسط درجہ کی آواز سے پڑہنا چاہیے ۔

بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ نہ سب نمازوں کو مخفی آواز سے پڑہو جیساکہ صبح و مغرب و عشا کی نماز کیونکہ ان وقتوں میں مشرکین اپنے کاروبار میں مصروف یا سونے کہانے میں مشغول رہتے ہیں نہ سب کو ظاہر کرکے جیساکہ ظہر و عصر کی نماز پس بعض کو پکار کر بعض کو آہستہ سے پڑہو ۔

اسکو آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور واذکر ربک فی نفسک سے منسوخ کہنا غلطی ہے ۔ اس کے بعد حمد کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس آیت میں اپنا اوصاف رذیلہ سے پاک ہونا ہی بتلاتا ہے ۔ بقولہ وقل الحمد للہ الذی الخ کہ ستائش اللہ کو زیبا ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے جیساکہ مشرکین و نصاری کہتے ہیں نہ اسکا کوئی خدائی میں شریک ہے جیساکہ لوگوں کا انبیاء و اولیا و ملائکہ و صالحین وغیرہم کی نسبت خیال ہے نہ اس کو کسیکی مدد و اعانت کی حاجت ہے جیساکہ مشرکین اپنے معبودوں کو اس کا کارکن سمجھتے ہیں اور اس کی بڑائی بہت بڑہکر بیان کر وہ سب بری باتوں سے پاک اور برتر ہے ۔ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا ۔ کس لطف کے ساتھ کلام تمام کیا ہے ۔ سبحان اللہ ۔

[1] ترمذی نے ابن عباس رضہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم مکہ میں چھپے رہتے تھے جب اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن بلند آواز سے پڑھتے مشرکین سنکر قرآن کو اور اس کے نازل کرنے والے کو اور جو لایا اس کو گالیاں دیتے تب یہ آیت نازل ہوئی نبی اپنی نماز میں قرآن کو بلند آواز سے نہ پڑھ کہ مشرکین سنکر گالیاں دیں اور نہ ایسا آہستہ پڑھ کہ اصحاب نہ سن سکیں اس کے درمیان درمیان پڑھ ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے ۱۲ منہ

سورۃ کہف مکیہ ہی اسکے ایکسو دس آیات بارہ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتب ولم یجعل له عوجا ○ قیما لینذر باسا شدیدا من لدنه

اللہ کے نام سے جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے سب خوبی اللہ ہی کے لئے ہے کہ جسنے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور جسمیں کچھ بھی کجی نہیں رکھی بلکہ ٹھیک کر دیا تاکہ لوگوں کو اس سخت عذاب سے جو اسکے پاس سے ہے ڈرائے

ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحت ان لهم اجرا حسنا ○ ماکثین فیه ابدا ○ وینذر الذین قالوا اتخذ الله ولدا ○

اور ان ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں اس بات کا مژدہ دے کہ انکے لیے اچھا بدلا ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہا کرینگے اور تاکہ انکو بھی خوف دلائے کہ جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے

ما لهم به من علم ولا لابائهم کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا ○ فلعلک باخع نفسک علی اثارهم

نہ تو اس بات کی انکو ہی کچھ خبر ہے اور نہ انکے باپ دادا کو بڑی بھاری بات ہے جو انکے منہ سے نکلتی ہے وہ سراسر جھوٹھ کہتے ہیں پھر کیا آپ اس افسوس میں کہ وہ اس بات پر ایمان

ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا ○ انا جعلنا ما علی الارض زینة لها لنبلوهم ایهم احسن عملا ○ وانا لجاعلون ما علیها صعیدا جرزا ○[له]

نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالوگے جو کچھ زمین پر ہے اسکو ہمنے زمین کی زینت بنا دیا ہے تاکہ امتحان کریں کہ انہیں سے کون اچھے کام کرتا ہے اور ہم تو جو کچھ اسپر ہے سبکو چٹیل میدان کر دینگے

ترکیب قیما صاحب الکشاف کہتے ہیں کہ یہ الکتاب سے حال نہیں ہو سکتا بلکہ یہ منصوب ہے مضمر سے والتقدیر لم یجعل له عوجا وجعله قیما صاحب حل العقد کہتے ہیں کہ یہ بدل ہے لم یجعل له عوجا سے کیونکہ اسکے معنی ہیں جعله مستقیما۔ لینذر انزل سے متعلق ہے انذر متعدی ہوتا ہے دو مفعولوں کیطرف کقوله انا انذرناکم عذابا قریبا مگر یہاں صرف باسا ایک مفعول پر کفایت کی گئی ویبشر معطوف ہے ینذر پر ان لهم اے بان لهم جملہ یبشر کے متعلق یا اسکا بیان ماکثین مکث بمعنی قیام سے مشتق ہے جسکے معنی ٹھیر رہنا یہ حال ہے ضمیر لهم سے ابدا منصوب ہے ظرف ہو کر من علم من زائد اور علم مرفوع علے الابتداء او الفاعلیة لاعتماد الظرف والجملة حالیة او مستانفة لبیان حالهم فی مقالهم کلمة منصوب ہے تمیز ہو کر ضمیر مبهم سے جو کبرت کی فاعل ہے کبئس رجلا مخصوص بالذم محذوف ہے۔ ای ہی فلعلک الخ جملہ دال برجزاء شرط ان لم یؤمنوا ہے اسفا مفعول له ہے باخع کا۔ قال اللیث بخع الرجل نفسه اذا قتل۔

تفسیر اس سورۃ کو سورۂ کہف اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں ان لوگونکا حیرت انگیز حال بیان ہے جو کہف یعنی غار میں تین سو نو برس تک سو کر جاگے تھے یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اسکے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں ازانجملہ وہ ہے کہ جسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے براء سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رات کو گھر میں اس سورہ کو پڑھ رہا تھا اور گھوڑا بھی وہیں بندھا ہوا تھا گھوڑا بدکنے لگا اسنے اوپر سر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک نور دکھائی دیا بادل کی طرح سایہ کیے ہوئے تھا صبح کو اسنے یہ ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا کہ اسکو پڑھا کر یہ سکینہ (نور اطمینان) ہے جو اسکے پڑھنے سے نازل ہوئی تھی اور جمعہ کے روز اسکے پڑھنے کے فضائل بھی احادیث میں بکثرت ہیں سورۂ اسراء کے اخیر میں یہ تھا قل الحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل اسجگہ اسکی حمد میں تین صفات سلبیہ مذکور ہوئے تھے کہ ستایش خدا کو ہے کہ جو اولاد اور شریک اور حامی مددگار بنانیسے پاک ہے اور اسکے خاتمہ میں یہ صفات سلبیہ لانا کمال بلاغت تھا کسلیئے کہ ابتداء سورہ میں سبحان الذی الخ تھا اور تسبیح صفات سلبیہ سے ہی ہوا کرتی ہے تاکہ ابتداء کلام کو خاتمہ سے مناسبت تامہ رہے مگر حمد ضرور کسی خوبی اور نعمت محمود پر ہوتی ہے تو اسجگہ سورۃ کو پھر حمد کے ساتھ شروع کیا اور جسپر اسکی حمد و ستائش ہونی چاہیئے ان میں سے اسکی بڑی خوبی اور بندوں پر نعمت اسکا ایک ایسی کتاب نازل کر دینا ہے جسمیں اسکے بھی بہت سی صفات کمال مذکور ہیں اور بندوں کے لیے نجات ابدی کا باعث ہے جس لیے ایک جگہہ قرآن کو روح کے ساتھ تعبیر کیا ہے اس سے بڑھکر بندوں پر اور کیا نعمت ہوگی پھر کتاب بھی کیسی کہ جسمیں کوئی بھی کجی نہیں نہ باعتبار الفاظ کے نہ باعتبار معانی کے بلکہ سراسر راست۔ فقال الحمد لله کہ جملہ ستایش اور تمام خوبیاں اللہ کو ہیں الذی انزل علی عبده الکتاب کہ جسنے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کتاب یعنی قرآن نازل کیا اور کتاب کے دو وصف ذکر فرمائے اول لم یجعل له عوجا اسمیں کتاب کے کمال ذاتی کیطرف اشارہ ہے دوم قیما جسمیں غیر کیلئے مکمل ہونیکیطرف اشارہ ہے

[له] قال الفراء الجرز الارض التی لا نبات فیها یقال جرزت الارض فهی مجروزة وجرزها الجراد والشاة والابل اذا اکلت ما علیها وامرأة جروز اذا کانت اکولا وسیف جراز اذا کان مستاصلا ۱۲ منه

یعنی سب خوبیاں اللہ کیلئے ہیں کہ جسنے اپنے بندہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب یعنی قرآن نازل فرمایا کہ جسمیں کچھ کجی اور ٹیڑھا پن نہیں ہر ایک بات اسکی عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اور نہ صرف اسمیں یہی وصف ہے بلکہ وہ کتاب قیم بھی ہے یعنی بنی آدم کی سعادت دارین کی کسوٹی اور راہ راست اور انکے تمام مصالح اخروی و دنیوی کی متکفل کیونکہ قیم اس شخص کو بھی کہتے ہین جو کسی کی مصالح کا متکفل ہو۔ قیم کے لیئے دو باتین ضرور ہیں اول یہہ کہ جسکا یہہ قیم ہوا سکو پیش آنے والی ہلاکتون سے مطلع کرے اور خوف دلاوے دوم اسکے فوائد اور ثمرات اعمال حسنہ اور تدابیر حسنہ کا مژدہ بھی دے تاکہ بُری باتون سے نفرت اور ان تدابیر حسنہ اور اعمال صالحہ کیطرف کامل رغبت ہو اس لئے پہلی بات پوری کرنے کے لیئے یہہ فرمایا لینذر باسا شدیدا من لدنہ کہ قرآن لوگوں کو خدا تعالی کی طرف سے بندوں کے بُرے اعمال پر جو ہلاکتیں اور عذاب پیش آنے ہین خواہ دنیا مین جیساکہ عاد و ثمود وغیرہ قومون پر دنیاوی بلائین آئین خواہ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں پیش آنے والی ہوں سے بندون کو متنبہ کرتا ہے اور خوابگاہ دنیا کی گران نیند مین سونے والون کو جگاتا ہے۔ دوسری بات پوری کرنے کے لیئے ویبشر المؤمنین فرمایا کہ ایمان والوں کو مژدہ دیتا ہے۔ پھر مومنین کا وصف ذکر کرتا ہے وہ کون ہیں کہ الذین یعملون الصالحات جو نیک کام کرتے ہوں۔ نہ صرف ایمان لانے پر بس کر بیٹھے ہوں کیونکہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے سعادت اُخرویہ تک نہیں پہنچاتا۔ اب ایک تو انکا ایمان تھا دوم اعمال صالحہ ان دونو باتوں کے لیئے دو انعام کا وعدہ فرمایا جاتا ہے اول ان لہم اجرا حسنا کہ اُنکے لیئے اچھا بدلا ملیگا یعنی حیات ابدی بہشت دوم ماکثین فیہ ابدا کہ وہ اس اجر حسن یعنی بہشت مین ہمیشہ رہا بھی کرینگے یہہ نہیں کہ وہ چندروزہ ہو پھر خوف دلانا ایک تو عام لوگوں کو عام باتوں پر ہوتا ہے جیساکہ لینذر باسا شدیدا میں ذکر ہوا ایک خاص امر پر خوف دلانا ہوتا ہے جیساکہ جس گناہ میں کوئی شخص مبتلا ہو اُسیکا نتیجہ بیان کیا جاوے۔ عرب کے مشرکین فرشتون اور ارواح غیر مرئیہ کو خدا کی اولاد سمجھکر اُنکی پرستش کیا کرتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے بلکہ اب تک کہتے ہین اور بعض یہود عزیر علیہ السلام کی نسبت بھی یہ اعتقاد رکھتے تھے اس لیئے ان تینوں فرقوں کی طرف عنان کلام کو پھیرا اور سب ہی پر سرزنش کی فقال وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ما لہم بہ من علم الخ اسمیں یہہ بھی تبلایا کہ اس اعتقاد باطل پر انکے پاس تو کیا انکے باپ دادا کے پاس بھی کوئی یقین دلانیوالی سند نہیں محض توہم فاسد ہے یہ ایک تہدید تھی دوم کبرت کلمۃ کہ یہ بُری اور سخت بات منہ سے نکال رہے ہین سوم ان یقولون الخ وہ جھوٹ بکتے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کی اصلاح کے لیئے آئے تھے تمام مخلوق کیلئے مجسم رحمت تھے باوجودیں خوف دلانیکے پھر بھی لوگون کو اس اعتقاد باطل پر اڑے رہتے دیکھکر انکے نتیجہ بد کے لحاظ سے مشفقانہ طور پر بہت ہی غم و رنج کھاتے تھے جیساکہ کوئی شفیق باپ اپنی اولاد کی خراب کن حرکات پر بُرے نتائج خیال کرکے کڑھا کرتا ہے اور رنج کیا کرتا ہے یہی حال آپکا تھا اسپر وہ بے نیاز خدا جو رحیم و رحمن ہونیکے ساتھ جبار و قہار منتقم بھی ہے اپنے رسول پاک کی تسلی کرتا ہے کہ لعلک باخع الخ کہ کیا آپ ان ناہنجاروں پر کڑھ کڑھ کے مر جائینگے اپنے آپکو اس غم میں ہلاک کر ڈالینگے یعنی ایسا نکرو تمہارا جو کام تھا تم کر چکے اب ایک بات اور تھی جو ایماندارون نیکوکارون کو بسا اوقات خلجان میں ڈالتی ہے بلکہ بعض سست اعتقاد حق پرستی سے پہلو تہی کرنے لگتے ہین وہ یہ کہ جو قومین نہ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں نہ خدا پر اور اسی طرح وہ بھی جو خدا کیلئے اولاد تجویز کرتے ہیں اور انکے بھروسے پر طرح طرح کی بدکاری کرتے ہیں کہ یہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں یا خواہ مخواہ ہمکو اپنے باپ سے کہکے بخشوا دینگے باوجود اس کے دنیا میں وہ خوب سرسبز ہیں اُنکے پاس دولت حشمت ہر طرح کی کامرانی موجود ہوتی ہے بڑے مزے اڑاتے پھرتے ہین لاکھوں روپیوں کے مالک عمدہ باغ اور کوٹھیوں اور گاؤں اور سلطنتوں کے حاکم پھر شراب کباب رنڈی ناچ گانا بجانا اسپر موٹے تازے عزت دار بنے گاڑیوں پر سوار پھرتے ہیں اور ہم خدا پرستی کی بدولت اس حالت میں مبتلا ہیں اسلیئے جسطرح اپنے رسول پاک کی تسلی کی تھی اسی طرح ایمانداروں کی بھی تسلی فرماتا ہے فقال انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا کہ یہ جو کچھ سامان ہمنے پیدا کیا ہے یہ دنیا کی زینت کیلیئے بنایا ہے جو چندروزہ ہے اور دنیا بغیر اسکے مزین نہیں ہوتی دنیا اسیکا نام ہے یہ آخرت اور نئی زندگانی کی زینت نہیں جو ہمیشہ کے لیئے ہے اور یہہ سب کچھ اسی لئے بنایا ہے کہ لیبلوہم ایہم احسن عملا اچھے اور بروں کا اسمیں امتحان ہو جاوے اور یوں تو ایک روز یعنے اُسدن کہ نئی زندگانی کا جس سے آغاز ہوگا آغاز ہی میں ہم اُس سب سامان کو صعیدا جرزا کردینگے سب نیست و نابود ہو جائیگا نہ وہ عمارات عالیہ رہینگی نہ وہ باغ جنکو خلد منزل کہتے تھے نہ وہ گھوڑے نہ وہ آرایش کا باقی سامان پھر نئی زندگی مین تو ان میں سے کوئی چیز بھی کارآمد نہوگی۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا

کیا آپ غار ہو کتبہ والوں کو ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے تعجب کی چیز سمجھتے ہیں۔ جب کہ چند جوان اس غار میں آ بیٹھے پھر دعا مانگنے لگے کہ اے ہمارے رب ہمپر اپنی جناب سے رحمت نازل کر اور ہماری

مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ نَحْنُ ع ۱۲ ۱۴

کام کا سرانجام کر دے تب ہم نے سالہائے سال تک غار میں انکے کان تھپک دیئے یعنی سُلا دیا پھر ہمنے انکو جگا اُٹھایا تاکہ ہم دیکھیں کہ دونو فرقوں میں سے انکی مدت قیام کو کونسا خوب جانتا ہے۔ ہم

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

آپکو انکی صحیح صحیح خبر سناتے ہیں وہ چند جوان تھے کہ جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور انکو ہم اور زیادہ ہدایت دیتے گئے اور انکے دلوں پر استقلال کی گرہیں لگا دیں جبکہ وہ (دربار بادشاہ بت پرست میں) کہتے تھے یہ وہ اٹھ کر کہنے لگے

لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ

کہ ہمارا رب تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اسکے سوائے اور کسی معبود کو ہرگز نہ پکاریں گے اگر ایسا کیا تو بڑا ہی حمق ہوا۔ ہماری قوم کے ان لوگوں نے جو اسکے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں انکے معبود ہونے پر کوئی کھلی ہوئی دلیل کیوں پیش نہیں کرتے پھر اس سے بڑھکر بھی

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ

کوئی ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ بنائے (باہر آ کر آپس میں کہنے لگے) کہ جب تمنے ان بت پرستوں کو اور جنکو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب کو چھوڑ ہی دیا تو چلو غار میں جا بیٹھو تمہارا خدا تمپر اپنی رحمت برسا دے گا۔

وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝

اور تمہارے کام کو بھی آسان کر دے گا۔

ترکیب

اَم منقطعہ مقدر ہے بل کے ساتھ جو ایک بات سے دوسری بات کی طرف انتقال کے لئے آتا ہے۔ جمہور کے نزدیک ہمزۂ استفہام اور ونکے نزدیک صرف بل مقدر ہی اسے بل احسبت عجبا خبر ہے کانوا کی و من آیاتنا حال ہے اس سے۔ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے فضربنا کا مفعول حجابا محذوف۔ عددا منصوب ہے سنین کی نعت ہو کر المعنی سنین ذات العدد و ہذا قول الفراء اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو یعنی تعد عددا۔ ایّ مرفوع ہے مبتدا ہونے کے سبب اور احصیٰ اسکی خبر ہے اور یہ جملہ متعلق ہے نعلم سے

تفسیر

زینت دنیا جسمیں منہمک ہو کر انسان عقبیٰ کو کھو بیٹھتا ہے اور خدا پرستوں کو اپنا ہم خیال نہ سمجھ کر برا جانتا بلکہ انکو ستاتا بھی ہے اسکی نظیر اصحاب کہف کا واقعہ ہے اس مناسبت سے اصحاب کہف کے واقعۂ حیرت خیز کا ذکر شروع ہوا جسکو قریش نے پوچھا تھا۔ جواب کس عمدہ موقعہ پر اور کس عمدہ پیرایہ میں دیا جاتا ہے کہ اس آرائش و سامان چندروزہ کی محبت جسمیں اغنیاء کے شکر اور غربا کے صبر کا امتحان ہوتا ہے اصحاب کہف کا واقعہ ہے۔

محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث قریش میں بڑا شیطان تھا اکثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں دیا کرتا تھا اور وہ حیرہ وغیرہ اطراف عرب میں بھی جایا کرتا تھا وہاں سے رستم و اسفندیار و دیگر ایشیائی بادشاہوں کے قصے سن آتا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ط ذَٰلِكَ مِنْ

(الحاصل وہ غار میں ایسے موقع پر سوئے) کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے تو انکے غار کے داہنی طرف سے اے مخاطب تجھکو ہٹتا ہوا دکھائی دیگا اور جب ڈوبتا ہے تو انکی بائیں طرف سرکتا ہوا گزر جاتا ہے اور وہ ہیں کہ اسکے ایک گوشہ میں پڑے سوتے ہیں

آيَاتِ اللَّهِ ط مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ج وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ صلے وَنُقَلِّبُهُمْ

یہ اللہ کے عجائبات قدرت میں سے ہے جسکو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے تو پھر اسکے لئے تم کوئی بھی کارساز راہ بتانیوالا نہ ملیگا اور اے مخاطب تو جانے گا کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ پڑے سوتے ہیں اور ہم ہی انکو

ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ صلے وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ط لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذَٰلِكَ

دائیں اور بائیں کروٹ بدلواتے رہتے ہیں اور انکا کتا ہے کہ دروازہ پر بازو پھیلائے ہوئے پڑا ہے۔ اے مخاطب اگر تو انہیں دیکھ پائے تو تجھے الٹے پاؤں بھاگتے ہی بن پڑے اور تجھ میں انکی دہشت بھر جاوے اور ایسی ہی

بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ط قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ط قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا

انکو جگا بھی دیا تھا تاکہ باہم پوچھ گچھ کریں (بس) انہیں سے ایک نے پوچھا کہ بھلا تم کسقدر یہاں ٹھیرے رہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک دن یا کچھ کم رہے ہیں (اسکے بعد سب یہی کہنے لگے کہ ہمارا خدا ہی خوب جانتا ہے کہ جسقدر

أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝

کسی ایک کو یہ روپیہ دیکر شہر کو تو بھیجو اور اسکو چاہیئے کہ وہ اچھا کھانا دیکھ کر اس میں سے تمہارے پاس کچھ لاوے اور چاہیئے کہ چپ کے سے آئے جائے اور کسکو تمہاری خبر نہونے دے

[illegible]

ترکیب

وتری الشمس جملہ انکے حال بیان کرنے کے لئے تزاور تتزاور ایک تے حذف ہوگئی من الزور بمعنی المیل ذات الیمین اے جہۃ الیمین ذات صفت ہے موصوف کے قائم مقام واقع ہوئی کیونکہ یہہ ذو کا مؤنث ہے تقدیرہ تزاور عن کہفہم جہۃ ذات الیمین۔ فجوۃ مکان کا صحن یا گوشہ اسکی جمع فجوات آتی ہے۔ ایقاظ جمع یقظ و یقظان رقود مصدر سمی المفعول بہ اور جسنے جمع راقد کہا غلطی کی کیونکہ فاعل کی جمع فعول نہیں آتی۔

تفسیر

مقابلہ میں لوگوں کو سُنا کر حضرت صلعم سے روکتا تھا ایکبار وہ اور عقبہ بن ابی مُعیط دونوں علماء اہل کتاب کے پاس گئے انہوں نے کہا تم حضرتؐ سے یہہ چند باتیں پوچھو جو بمنزلہ اسرار کے ہیں باوجود اُمی ہونے کے اگر انہوں نے ان واقعات کو نمسے بیان کر دیا تو جانیو کہ وہ نبی ہے ورنہ جھوٹھا مدعی۔ اول یہہ کہ وہ چند آدمی جو غار میں چھپے تھے کون تھے دوم۲ وہ بادشاہ کون تھا جو شرقاً غرباً مالک ہوگیا تھا (ذو القرنین) سوم۳ روح کیا ہے۔ چنانچہ وہ آئے اور آکر قریش کے مشورہ سے حضرت سے سوال کیا۔ روح کے سوال کا جواب تو ہوچکا۔ اب اصحاب کہف کا حال بیان ہوتا ہے۔

کہف غار کو کہتے ہیں اور رقیم بمعنی المرقوم اے المکتوب پتھر یا سیسے کی وہ لوح کہ جسپر کچھ کتبہ ہو لوگوں نے اصحاب کہف کا مختصر سا حال ایک لوح پر کندہ کرکے اس غار کے دروازہ پر لگا دیا تھا بعض کہتے ہیں رقیم اُس پہاڑ کا نام ہے جسمیں وہ غار ہے۔

قصہ اصحاب کہف

ف — یہ کتبہ اُس غار پر کب لگایا گیا قرینہ یہی چاہتا ہے کہ جب بیدار ہوکر وہ شہر میں آئے اور چرچا ہوا پھر اُس غار میں جاکر غائب ہوگئے تب لوگوں نے اس غار کے منھ پر یہہ کتبہ لگایا ہوگا تاکہ آئندہ نسلوں کو انکا حال معلوم رہے ۱۲ منہ

إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ○ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَّ

کیونکہ اگروہ تمپر قابو پا جاوینگے تو تمہیں سنگسار کرڈالینگے یا اپنے مذہب مین اُلٹا پھیر لاوینگے اور تب تو تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے اور ہمنے انکو ان لوگوں پر یوں ظاہر کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہو جاوے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور

أَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۖ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ

قیامت میں کوئی شک نہیں (انکے ظاہر ہونے کے بعد) جبکہ لوگ انکے امر میں آپسمیں جھگڑنے لگے پس بعض نے کہا کہ انکے غار پر ایک عمارت بناؤ اور انکے حال پر چھوڑ دو کیونکہ انکا رب ہی انہیں خوب جانتا ہے اور جنکی بات دنیا میں غالب تھی انہوں نے کہا

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ○ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ

کہ ہم انپر ضرور ایک مسجد بنائیں گے (رب اے نبی آپ اُنسے اصحاب کہف کا حال بیان کر چکے تو اب یہ منکرین اختلاف کرینگے) ابھی کہنے لگیں گے وہ تین تھے چوتھا انکا کتا تھا اور بعض اٹکل پچو یہ کہیں گے کہ وہ پانچ تھے چھٹا کتا تھا اور بعض کہینگے

وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۚ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ص وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ○ ۳ ع ۵ ۱۵

اور آٹھواں انکا کتا تھا اے نبی انسے کہدو کہ انکی تعداد تو میرے رب کو ہی خوب معلوم ہے انکا اصلی حال تو بہت ہی کم لوگ جانتے ہین پس اے نبی انکے بارے میں ان لوگوں سے گفتگو نکرو مگر سرسری اور انکا حال بہی ان مین سے کسی سے دریافت نکرو

ترکیب

ان یظہروا شرط یرجموا اور یعیدوا جواب شرط۔ ولن تفلحوا اذا ابدا اے ان رجعتم الی دینہم لن تسعدوا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ اعثرنا اے اطلعنا غیرہم علی احوالہم یقال عثرت علیہ کذا اے علمتہ لیعلموا کا فاعل ضمیر راجع الناس کی طرف۔ اذ ظرف ہے اعثرنا کا۔

تفسیر

اس لیے ان لوگونکو اصحاب الکہف والرقیم کہتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر کیا آپ انکو ہماری آیات قدرت میں سے عجیب تر خیال کرتے ہیں؟ یہ کچھ زیادہ عجیب نہیں اس سے بڑھکر ہماری نشانیاں ہر روز تمہارے سامنے موجود ہیں وہ کیا؟ آسمان و زمین کا پیدا کرنا ان میں چاند و سورج کا حرکت کرنا ہواؤں کا بدلنا انسان و حیوان و نباتات و جمادات کی پیدائش وغیرہ وغیرہ۔ یہہ قصہ کی تمہید تھی اذ اوی الفتیۃ سے انکا قصہ شروع ہوتا ہے۔ فتیۃ فتیٰ کی جمع ہے جسکے معنی جوان کے ہیں اور جمع کی صورت میں چند جوان جیساکہ صبیٌّ کی جمع صبیۃ آتی ہے یعنی وہ چند جوان اُس غار میں آ بیٹھے تو وہاں خدا سے یہ دعا کرنے لگے کہ ہمپر رحمت کر اس سختی اور تنگی کے وقت ہماری کارسازی کر فضربنا علی آذانہم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے انکے کانوں پہ پردے ڈال دیئے یہہ عرب میں سُلانے کے لیے محاورہ ہے کیونکہ خواب میں کانوںپر پردہ پڑا ہوتا ہے جسسے وہ کسی کی بات نہیں سنتا ثم بعثناہم پھر انکو ہمنے اٹھایا یعنی بیدار کیا لنعلم ای الحزبین تاکہ ان دونوں جماعتوں میں سے کہ جو انکی مدت خواب میں اختلاف کرتے تھے ہمکو معلوم ہو کہ کسکو ٹھیک مدت معلوم ہے۔ یا تو بیدار ہونے کے بعد خود انہیں میں اختلاف تھا کہ کوئی ان میں ایکروز اور کوئی آفتاب کو خیال کرکے ایک روز سے کم کہتا تھا یا اس عہد میں لوگوں میں اختلاف تھا کوئی تین سو برس کہتا تھا کوئی تین سو نو چنانچہ آجتک عیسائی اور اہل اسلام کے مورخوں میں اختلاف ہی جیساکہ آپ کو آگے چلکر معلوم ہوگا۔ گرچہ خدا تعالیٰ کو ازل میں ہر چیز کا علم تھا اور ہے مگر امتحان کرنا اور اپنا علم حاصل ہونا بندوں کے لحاظ سے فرماتا ہی یا علم اجمالی کے بعد علم تفصیلی مراد ہے جو بعد وقوع حوادث ہوتا ہے اسکو علم تفصیلی کہتے ہیں نحن نقص الخ سے اجمالا بیان کرکے پھر اس قصہ کی تفصیل فرماتا ہی جیساکہ فصحا و بلغا کا قاعدہ ہے انہم فتیۃ اٰمنوا بربہم کہ وہ چند لوگ تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے بُت پرستی سے جو اس عہد میں عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی بیزار ہو گئے تھے۔ وزدناہم ہدی وہ ایمان پر نہایت ثابت قدم اور ایمانداروں میں مخصوص تھے وربطنا علی قلوبہم انکے دلوں کو صبر و استقلال بھی ہمنے دیا تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب اُس بادشاہ نے انکو اپنے بتوں کے لیے سجدہ کرنے اور اُنکی قربانی کرنے پر مجبور کیا تو اُنہوں نے علی رؤس الاشہاد صاف صاف کہدیا کہ ربنا السموات والارض الخ کہ یہہ بُت ہمارے خدا نہیں ہمارا خدا تو وہ ہے کہ جو آسمان و زمین کا خدا ہے اگر ہم اسکے خلاف کہیں تو ہم نہایت غلط بات منہ سے

ف اور ہم جب کسی کو سلاتے ہیں تو اسکے کان تھپکتے ہیں اسی لیے یہ محاورہ ہوگا ۱۲ منہ

نکالیں گے اور ہمکو کبھی فلاح نہو گی اور تم جوان بتوں کو خدا کہتے ہو انکی خدائی پر کوئی روشن دلیل کیوں نہیں لاتے یہ تو تمہارے ہاتھونکے تراشے ہوئے بُت ہیں اگر تم انکو یا وہ جنکی یہ صورتیں ہیں خدائی کا حصہ دار یا اسکے رشتہ دار بتاتے ہو (یا ہندو کی طرح اسکی تصویر قرار دیکر جہت عبادت کہتے ہو) تو یہ سب باتین خدا تعالیٰ پر افترا و بہتان ہیں کیونکہ نہ اسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ شریک خدائی نہ اُس بیچون و بیچگون کی کوئی صورت ہے جب اس تقریر پر بادشاہ جابر انپر خفا ہوا اور حکم دیا کہ یا تو سجدہ کرو ورنہ قتل کیئے جاؤگے روئی میں لپیٹ کر جلائے جاؤگے جیسا کہ اس عہد مین ایماندارونکی نسبت روم کے قیصر کرتے تھے تب انہوں نے کچھ مہلت طلب کی بادشاہ نے مہلت دی تو اپنے مقام پر آکر آپسمیں یہ مشورہ کیا کہ اذ اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ فأووا الی الکہف الخ کہ جب تم نے اس قوم اور انکے معبودونکو جو اللہ کے سوا ہیں ترک کردیا اور انسے کنارہ کشی کرلی تو چلو اس غار میں جا چھپو خدا تعالیٰ وہاں تمکو مصیبت میں نہ ڈالیگا بلکہ تمپر رحمت کریگا اور تمہارے کام آسانی اور کارسازی کریگا (انکو اپنے ایمان کامل کی وجہ سے اس بات پر یقین ہو گیا تھا چنانچہ اسنے انکے ساتھ ایسا ہی کیا اسکی مدد غیبی ایماندارون پر ہمیشہ اسی طرح ہوا کرتی ہے ۔) اب آیندہ قصہ کو حذف کردیا کہ وہ غار مین آچھپے اور وہان انکو ایسی نیند آئی جو کئی سو برس تک سوتے رہے ادہر بادشاہ اور اُنکے ارکانِ دولت تلاش کرنے لگے اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس کئی میل کے تنگ و تاریک غار مین گھس گئے ہین جہاں جاکر تلاش کرنا مشکل ہے اور غرض انکا قتل کرنا تھا سو غار کے منھ پر ایک مستحکم دیوار چُن دی کہ بن آئی آپ مر رہینگے اور دفتر میں یہ حال درج کرا دیا گیا یہ بات اگلے بیان سے سمجھی جاتی ہے اور فصحاء بلغاء ہمیشہ اسطرح حذف کردینا جزو بلاغت سمجھتے ہیں ۔ اب انکے غار میں رہنے کی کیفیت بیان فرماتا ہے وتری الشمس الی قولہ لملئت منہم رعبا کہ غار مین وہ اس موقعہ پر سوئے کہ طلوع کے وقت آفتاب یعنی دہوپ انکے دائیں طرف سے ہوکر گزر جاتی تھی اور غروب کے وقت یعنی پچھلے پہر بائیں طرف رہتی تھی انپر دہوپ نہیں آتی تھی اور وہ اس کھوہ میں کروٹیں بدلتے رہتے تھے اس قسم کے مکان کی تصویر (کہ جہاں اول دن دہوپ دائیں طرف رہی اور اخیر دن میں بائیں طرف) علماء کرام نے کئی طور پر کی ہے اوّل یہ کہ غار کا منھ شمال کی جانب تھا طلوع کی وقت دہوپ انکے دائین سے اور غروب کے وقت بائیں سے ہوکر گزر جاتی تھی جیسا کہ شمال رویہ مکانون مین ہوتا ہے بیضاوی نے کہف کے دروازہ کو بنات النعش ستارون کے نیچے قرار دیا ہے اور قاعدۂ ہیئت پر تقریر کی ہے جسکو سامعین کے قصور فہم کے لیئے ترک کرنا پڑا بعض کہتے ہیں کہ خواہ کسی رخ غار کا منھ ہو اور کسی برج کے مقابلہ میں ہو مگر خدا تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے انکو آفتاب کی شعاع سے بچاتا تھا اس لیئے اسکے بعد ذلک من آیات اللہ فرمایا کہ یہ خدا کی عجائبات قدرت میں سے ہے پھر نکتہ چینوں اور کوتاہ بینوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ من یہدی اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا ۔ یہ زجاج کا قول ہے ۔

دیگر مفسرین کہتے ہین انکا اسقدر باقی رہنے کو ذلک من آیات اللہ سے تعبیر کیا ہے اور انکی ہدایت و ایمان کے لیئے من یہدی اللہ الخ آیا ہے واللہ اعلم ۔ پھر فرماتا ہے وتحسبہم ایقاظا کہ اے دیکھنے والے تو انکو دیکھے تو بیدار جانے انکے کروٹین بدلنے اور آنکھیں کھلی رہنے سے حالانکہ وہ خواب میں تھے اور اپنی قدرت سے ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال انکی دائیں بائین کروٹین بدلتے رہتے تھے تاکہ ایک طور پر پڑے رہنے سے زمین انکو نہ کھا جاوے اور اسی حالت سے انکا کتا بازو پھیلائے غار کی دہلیز پر پڑا ہوا تھا اور انکے اس تنگ و تاریک مکان مین بالون اور ناخنون کے بڑھ جانے سے ایسی مہیب شکل ہو رہی تھی کہ جو کوئی دیکھے تو ڈر کر بھاگ جائے انسان کی فطرت ہے کہ اسکو مہیب شکلوں اور تنگ و تاریک مکانوں سے وحشت اور دہشت ہوتی ہے کیونکہ اسکی روح منور گھبراتی ہے ۔ ان الفاظ میں گو خطاب کے صیغے ہیں مگر مراد انسان ہین عموماً جیسا کہ فصحا ایک طرف خطاب کرتے ہین اور مراد عام لیا کرتے ہیں پس یہ اعتراض کرنا کہ "آنحضرت سرور کائنات ڈرپوک تھے جسطرح بچے اور عورتین ایسے مکانات اور اشکال سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں آپ بھی" محض حماقت ہے ۔ اس مقام پر بیضاوی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے روم پر چڑہائی کی اور اس شہر اور اس غار کے پاس پہنچے تو عبداللہ ابن عباسؓ نے منع کیا کہ آپ اندر آدمی بھیجکر انکی شکل و صورت دیکھنے کے درپے نہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے

خاص آنحضرت سے خطاب کرکے فرمایا ہے جو آپ سے بھی بہتر ہیں لولیت منہم فرارا مگر امیر معاویہؓ نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے جو لُو سے جلکر مر گئے ۔

جب ان لوگوں کے خواب پر جو موت سے مشابہ ہے تین سو نو برس ۳۰۹ گزر گئے اور اس عہد کے لوگ مر کھپ گئے اسکے بعد اور بھی قرن مر کھپ گئے اور اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ جسکا بادشاہ بُت پرستی چھوڑ کر عیسائی اور حواریین کے مذہب پر تھا مگر اس عہد میں مر کر زندہ ہونے پر باہم بحث تھی ایک فریق منکر تھا ایک فریق قائل خود بادشاہ کو تردد تھا خدا تعالی سے التجا کرتا تھا کہ اس امر میں اسکو کوئی شافی دلیل دکھاوے ۔ خدا کی قدرت کو دیکھو کہ اس غار کی دیوار کو مکان بنانے کے لیئے کسی نے ڈھانا شروع کیا یہانتک کہ بالکل ڈھا کر غار کا منھ کھولدیا ۔ ادہر دیوار کا گرنا اور دروازہ کھلنا تھا کہ اُدھر خدا نے انکو بیدار کیا وکذلک بعثناہم کہ جسطرح اپنی قدرت کاملہ سے ہمنے انکو اسقدر عرصہ تک محفوظ رکھا اسی طرح اپنی قدرت سے اُٹھا بھی دیا گویا کہ از سر نو زندگی عطا کی اب جو انگڑائیں لیتے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھے تو باہم پوچھنے لگے کم لبثتم کہ کسقدر سوئے جواب پایا کہ یوما او بعض یوم ایک روز یا کچھ کم کیونکہ سونے والیکو تخمینی مدت معلوم ہوا کرتی ہے ۔ غار میں صبح کے وقت داخل ہوئے تھے جب بیدار ہوئے تو پچھلا پہر تھا اسلیئے سمجھے کہ ایک دن یا کچھ کم جب اپنے سر کے بال اور ناخن بڑھے دیکھے تو سمجھے کہ ہفتوں تک سوئے ہیں اسلیئے کہدیا ربکم اعلم بما لبثتم کہ خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ کسقدر سوتے رہے مگر ابھی یہ معلوم نہیں کہ تین سو نو برس ۳۰۹ گزر گئے ہیں بھوک پیاس معلوم ہوئی تو کہا اپنے میں سے کسی کو شہر کیطرف روپیہ دیکر بھیجو (غار سے تخمیناً تین میل یہہ شہر طرسوس کہ جسکو افسوس کہتے ہیں واقع تھا کہ جہاں سے یہہ بھاگ کر آئے اور یہاں چھپے تھے) چاہیئے کہ وہ پاک یا عمدہ کھانا لاوے اور اس طرح چھپ کر جاوے کہ کسی کو معلوم نہو ورنہ خرابی آجاویگی کیونکہ ان یظہروا علیکم الخ اگر وہ قابو پا جاوینگے تو یا مار ڈالینگے یا اپنے مذہب میں شریک کرینگے جسمیں سراسر خرابی ہے ۔ یہہ سمجھ رہے ہیں کہ دقیانوس موجود ہے وہی زمانہ ہے وہی لوگ ہیں پس ایک شخص ان میں سے چلا اور لوگوں سے بچتے ہوئے شہر کے دروازہ پر آیا تو اسکی ہیئت بدلی ہوئی پائی حیرت ہوئی کہ یہہ کیا ہو گیا ؟ اسی طرح دوسرے دروازہ پر گیا تو اس کا نقشہ بھی بدلا ہوا پایا شہر میں آیا تو بازار کی صورت نئی دوکاندار نئے لوگ نئے مذہب بھی نیا یعنی انہیں کے خیالات کے مطابق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قائل ۔ حیران تھا کہ الٰہی اس غار کے پاس اور تو کوئی شہر نہ تھا مگر یہہ بھی وہ شہر نہیں نہ اسکے وہ آدمی ہیں آخر ایک دوکاندار کو روپیہ دیا کہ بھئی ہمیں اسکی فلاں فلاں چیزیں دیدو وہ روپیہ ہاتھ میں لیتے ہی حیران رہ گیا کہ یہہ کس عہد کا سکہ ہے ؟ پاس والے کو دکھایا اوسنے اور کو پھر کیا تھا کہ بازار میں بھیڑ لگ گئی پوچھنے لگے کہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور یہہ روپیہ تمکو کہاں سے ملا ؟ ضرور پرانا دفینہ پایا ہے سچ بتلاؤ نہیں تو پولس کے حوالہ ہوتے ہو یہ کہہ رہے تھے کہ پولس تک پہنچی آخر بادشاہ زماں کے روبرو پیش ہوئے اُسنے پوچھا سچ بتاؤ تم کون ہو کہاں کے ہو روپیہ کہاں سے لائے ہو ؟ آخر الامر اس نے سب سرگزشت بیان کی کہ ہم دقیانوس کے ڈر کے مارے اس غار میں جا چھپے تھے ہمارے یہ نام ہیں آج سوتے ہوئے آنکھ کھلی ہے میں کھانا خریدنے آیا تھا لوگوں نے میری ہیئت اور سکہ دیکھکر مجھے پکڑ کے آپ تک پہنچایا اس بادشاہ نے تسلی دی کہ دقیانوس کے زمانہ کو کئی سو برس گزر گئے اب میں بادشاہ عیسائی مذہب رکھتا ہوں ارکان دولت اور بادشاہ نے انکے نام دفتر کے مطابق پاکر اور دیگر قرائن سے بھی معلوم کرلیا کہ یہ وہی لوگ ہیں ۔ سب کو مر کر دوبارہ زندہ ہونے پر یقین آیا ۔ پھر بادشاہ مع ارکان دولت اسکو لیکر غار میں گئے وہاں جاکر اُسنے کہا پہلے مجھے جانے دو تاکہ وہ بھیڑ دیکھ کر نہ گھبرائیں وہ غار میں گیا پھر باہر نہ آیا بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ اندر جاکر تلاش کرے مگر قضا و قدر نے رستہ بھلا دیا اور کوئی اندر تک نہ جا سکا بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ مع چند مصاحبوں کے اندر انکے پاس گیا اور انسے ملکر آیا اور پھر انکے کہنے سے غار کا منھ بند کرادیا (عرائس)

اس قصہ کیطرف مجملاً ان جملوں میں اشارہ فرماتا ہے کذلک اعثرنا علیہم یعنی جسطرح اپنی قدرت کاملہ سے انہیں اٹھایا اسی طرح انکو ان لوگوں پر ہمنے ظاہر کردیا لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا تا انکو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ حق اور قیامت کا آنا سچ ہے کیونکہ انکا اسقدر عرصہ تک سوکر جاگنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی مرکر جی اٹھے سو اسبات کا انہوں نے مشاہدہ کرلیا اور جو تین سو نو برس ۳۰۹ بعد انکی روح انکے جسم کے ساتھ متعلق کرسکتا ہے وہ تمام عالم کو ایک مدت کے بعد اسی طرح کھڑا کرسکتا ہے ۔

ن [illegible]

اذ یتنازعون بینہم امرہم یعنی انکو سوفت اُٹھایا جبکہ وہ باہم اپنے دین کے امر میں جھگڑتے تھے بعض کہتے تھے حشر ابدان کے ساتھ ہوگا بعض صرف روح کا مبعوث ہونا مانتے تھے تاکہ انکا خلاف دور ہو جاوے۔ یا یہہ مراد کہ جب وہ غار میں پھر جاکر غائب ہوئے اور وہان جاکر مرگئے تو بعض کہتے تھے مرگئے بعض کہتے تھے پہلے کی طرح پھر سو گئے۔ یا یہہ مراد کہ بعض اس غار پر ایک ایسی عمارت بنانا چاہتے تھے جسمیں ہر کوئی آکر رہے اور بعض وہان عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم الخ ربہم اعلم بہم خدا کی طرف سے جملہ معترضہ ہے انکے رد میں جو اس عہد میں یا آنحضرت صلعم کے عہد میں انکی حالات پر زیادہ بحث کرتے تھے کوئی انکی کچھ تعداد بتلاتا تھا کوئی کچھ جسکی تصریح خود کرتا ہے سیقولون ثلثة رابعہم کلبہم کہ بعض انکو تین شخص کہتے ہیں اور چوتھا کتا بتلاتے ہین۔ یہہ یہود کا یا نجران کے نصاریٰ کا قول تھا ویقولون خمسة سادسہم کلبہم یہ بھی بعض نصاریٰ عرب کا قول تھا کہ وہ پانچ شخص تھے چھٹا کتا تھا۔ ان دونو قولوں کو رد کرتا ہے رجماً بالغیب کہ یہ محض قیاسی اور بےتکی باتیں ہیں ویقولون سبعة وثامنہم کلبہم کہ وہ سات شخص تھے آٹھوان کتا تھا۔ یہہ اہل اسلام کا قول تھا حضرت نبی علیہ السلام کے بتلانے سے اس قول کی تائید فرماتا ہے قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل کہ انکی تعداد تو خدا ہی جانتا ہے اور تھوڑے سے بندے اسکے بتلانے سے جانتے ہین جنمیں اہل اسلام ہیں اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ انکی یہ نام بتلاتے تھے یملیخا مکشلینا مشلینیا بادشاہ کے دائین طرف والون میں سے تھے اور مرنوش و برنوش شاذنوش بائین طرف والے تھے اور ساتواں ایک چرواہا تھا جو رستہ میں اُنکے ساتھ ہو لیا تھا اور انکے کتے کا نام قطمیر تھا اور شہر کا افسوس۔ (بیضاوی)

[illegible]

جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت کو انکے حال سے بخوبی مطلع کر دیا تو اب اوروں سے پوچھنے اور انکے امر میں جھگڑا کرنے سے منع فرما دیا فلا تمار فیہم الا مراء ظاہرا کہ انکے امر میں زیادہ جھگڑا نکرو صرف قرآن کے واقعہ سے خبر دیدو کسیکی تجہیل و رد نکرو ولا تستفت فیہم منہم احدا اور کسی سے انکا زیادہ حال دریافت کرو جسمیں انکی لاعلمی اور جہالت ثابت ہونے لگے کیونکہ مکارم اخلاق نبوت سے یہ بھی بعید ہے **واضح** ہو کہ شہر افسوس یا اُفسس جسکو طرطوس بھی کہتے ہیں ایشیاء کوچک کا ایک شہر ہے اسمیں ارتیمس دیوی کا ایک ایسا مندر تھا جو دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا جسکو ایک شخص نے اپنی شہرت کے لیے اس رات میں جلادیا کہ جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا۔ پھر دوبارہ یہ مندر اسی طرح بنایا گیا اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غائب ہوئے تھے۔ یہہ غار کئی سیل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخیں ہین ہیبتناک درے ہیں۔ یہہ شہر قیاصرۂ روم کے عہد میں بڑی رونق پر تھا اب اسکے خرابات پڑے ہیں ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کی عملداری ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہیں۔ غالباً یہ وہی خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یا وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہہ پر عمارت قائم ہے۔

یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشیش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے سنہ ۲۴۹ء کے بعد جب قیصر فیلپوس کی جگہہ جو عیسائیوں پر بڑا مہربان تھا ڈیشیش بیٹھا تو یہہ پہلے قیصروں سے بھی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم اور سفاک تھا ان قیصران روم کے عہد میں قسطنطین تک نیرو قیصر سے لیکر وہ ظلم و زیادتی ہوتی تھی کہ جسکا بیان نہیں یہ روم کے بادشاہ جنکا پایۂ تخت ملک اٹلی میں شہر روم تھا اور انکا لقب قیصر۔ بت پرست تھے بتوں کی پرستش خصوصاً جوپیٹر کی عبادت انکے ہاں قانوناً فرض تھی جو عدول حکمی کرتا تھا اول اسکو فہمائش ہوتی تھی پھر کوئی قتل کیا جاتا تھا کوئی درندوں کے آگے ڈالا جاتا تھا کوئی آگ میں ڈال دیا جاتا تھا کسی کو لوہے کے گرم ستون سے باندھتے تھے جیساکہ عیسائیوں کی کتب تواریخ کلیسیا میں مصرحاً مذکور ہے۔

یہ واقعہ اس قیصر کے عہد میں گزرا ہے جیساکہ لارڈ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسیا کے چھٹے باب صفحہ ۲۴۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں قولہ کہتے ہیں افسس کے رہنے والے

سات جوان دقیانوس کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے اور وہاں دو سو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور ان میں سے ایک شہر میں گیا تو وہ وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب میں آیا یہ نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت ہی خیالی باتوں کے ساتھ ملکر مذکور ہوئی ہے اسمیں اس خواب کے ایام بجائے دو سو برس ۳۰۹ برس لکھے ہیں پس اسکو جسطرح سمجھے مبالغہ صاف ہی گبن کی کتاب کے ۳۳ باب کا آخر دیکھو انتہی الغرض ولیم میور صاحب اور گبن صاحب کو جو نئی روشنی کے عہد کے مورخ ہیں اس قصہ کی بابت جو قرآن مجید میں مذکور ہے بجز تسلیم کے چارہ نہوا تو ایک مبالغہ کا اتہام لگایا کہ خواب کی مدت میں قرآن نے مبالغہ کیا ہے۔ ولیم میور صاحب اگر ان کی بیداری کا زمانہ متعین بدلائل کرتے تو یہ اتہام پادر ہوا نہ زیبا تھا ورنہ اس بے تکی رائے کو کتاب الٰہی کے مقابلہ میں کون سنتا ہے خصوصاً آنحضرت صلعم کے عہد کے نصاریٰ جنسے تخمیناً بہتر برس پیشتر یہ واقعہ گزرا ہے آنحضرت پر غلط بیانی کی صورت میں کیسے کیسے الزام لگاتے اور پھر قریش مکہ کے ہاتھ تو آن حضرت صلعم کی تغلیط کے لیئے ایک بڑی سند ہاتھ آجاتی حالانکہ وہ شب و روز ایسی ہی باتوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے

فوائد

(۱) سوال۔ ان آیات سے اصحاب کہف کی ایمانداری اور مدح ثابت ہوتی ہے اور اسکا سبب بظاہر دین عیسوی قبول کرنا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اُس عہد تک دین عیسوی غیر محرف تھا اور جہاں تک تاریخ کی کتابوں کو دیکھا گیا اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد کے عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا جو آج کے زمانہ کے عیسائیوں کا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ آجکل جو مذہب عیسوی ہے وہ ویسا ہی بلاتحریف ہے جیسا کہ پہلے زمانہ میں بلکہ مسیح علیہ السلام اور حواریوں کے عہد میں تھا پس مسلمان جو اس مذہب پر الزام تحریف لگایا کرتے ہیں محض تعصب ہے +

جواب

جنہنے مذہب عیسوی کی تاریخیں دیکھی ہیں اُسپر یہ بات ہرگز مخفی نہیں کہ حضرات حواریوں کے زمانہ ہی میں اختلاف کی بنیاد قائم ہوگئی تھی پولوس اور شمعون اور دیگر لوگوں میں جو کچھ اختلاف پڑا وہ خود حواریوں کی تاریخ یعنی کتاب اعمال حواریین ہی سے ثابت ہے جسکو عیسائی انجیل کہتے ہیں اور پولوس کے نامے بھی جو انجیل مانے جاتے ہیں اور پھر بعد میں جو کلیساؤں میں اختلاف ہوا اور مختلف فرقے اول اور دوسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے انکا بیان کرنا طوالت ہے چوتھی صدی عیسوی میں جب روم کے قیصروں میں سے سب سے اول قسطنطین عیسائی ہوا اُسنے انہیں اختلافات دور کرنے کے لیئے اور نیز الوہیت مسیح و دیگر اصول مذہب قائم کرنے کے لیئے شہر نائس میں بڑے زور شور سے ایک انجمن منعقد کی اور پھر برسوں تک انجمنیں منعقد ہوتی رہیں مگر تاہم بہت سے فریق جدا ہی رہے عیسائیوں میں الوہیت مسیح کے منکر بھی باقی رہے اور ابتک عیسائیوں میں ان مخالف فریقوں کے پیرو باقی ہیں پس جب یہ ہے تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ افسوس کے عیسائیونکا مذہب آج کل فرقہ پراٹسٹنٹ یا فرقہ رومن کیتھلک کا مذہب تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملکوں میں پھیلا ہوا تھا جسمیں بیشمار تحریفات ہیں اور جنکی اصلاح کے لیئے نبی آخر الزمان علیہ السلام بھیجے گئے؛ حق یہ ہے کہ اصحاب کہف حواریوں کے اصلی مذہب پر تھے تثلیث و الوہیت مسیح سے انکے کان بھی آشنا نہ تھے انپر پولوس کی تعلیم کا اثر نہ پڑا تھا۔

(۲) اس بات کا کہ اصحاب کہف اُس غار میں ابتک سوتے ہیں اور قیامت تک وہیں سوتے رہیں گے۔ یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار میں جاکر مر گئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اُسکے چاروں کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمیں آنحضرت بیٹھے اور اڑ کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے اُنسے حضرت صلعم نے ملاقات کرکے اُنکو اسلام تلقین فرمایا۔ قرآن و احادیث سے پتا نہیں لگتا مورخین کی رائیں اور انکے اقوال ہیں واللہ اعلم ۔

له قرآن مجید میں
تین ۳۰۹ سو نو برس قمری ہیں
جس کے تخمیناً تین سو برس
شمسی کے باقی رہتے ہیں جو
ہے اور یہ واقعہ ہوا ہو
انکا سن عیسوی میں
اور تین سو برس کے
بعد اب بیداری
انکی پانسو انچاس
عیسوی میں ہوئی
اور ولادت آنحضرت
صلعم کی تخمیناً پانسو ستر
عیسوی میں ہے
اس حساب سے
اصحاب کہف کی بیداری
تخمیناً اکیس برس
پیشتر حضرت کی ولادت
سے ہوئی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہجرت کے وقت
تخمیناً بہتر برس کا
زمانہ گزرا تھا
منہ

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۙ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ

اور آپ کسی کام کے لئے یہ نہ کہا کرو کہ اسکو میں کل کر دونگا (ہاں یوں کہا کرو) اگر اللہ چاہے گا (تو کر دونگا) اور جب آپ (ایسے موقع پر) اسکا نام لینا بھول جایا کرو تو یاد کر لیا کرو اور کہدیا کرو کہ شاید میرا رب مجھ کو اس سے بھی

هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

کوئی اور بہتر بات بتلائے اور وہ اپنے غار میں نو اوپر تین سو برس رہے (اسپر بھی نہ مانیں تو) کہدو اللہ تم سے خوب تر جانتا ہے کہ کسقدر رہے (کیونکہ) اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم ہے

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ

وہ کیا ہی بینا ہے اور کیا ہی شنوا ہے۔ اسکے سوا انکا کوئی کارساز نہیں - اور نہ وہ اپنے حکم میں کسیکو شریک کرتا ہے اور اے نبی آپکے رب کی کتاب جو کچھ آپ پر وحی کیگئی ہے اسکو پڑھتے رہا کرو کوئی اسکی باتوں کو

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ۫ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

بدل نہیں سکتا اور اسکے سوائے آپ کو کوئی بھی پناہ نہ ملیگی

ترکیب

الا استثناء ہے نہی سے اے لاتقولن لاجل شئے تعزم علیہ انی فاعلہ فیما یستقبل الا بان یشاء اللہ اے الا متلبسا بمشیئۃ اللہ تعالے قائلا ان شاء اللہ - ابصر بہ واسمع صیغۂ تعجب ہیں - بہ کی ضمیر اللہ تعالی کی طرف راجع ہے اور محل اسکا رفع ہے فاعلیت سے اور ب زائد ہے سیبویہ کے نزدیک -

تفسیر

ولا تقولن الخ مفسرین کہتے ہیں اس آیت کے نازل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جب قریش نے نبی علیہ السلام سے اصحاب کہف و ذوالقرنین وروح کا حال دریافت کیا تو آپنے فرمایا کل بیان کرونگا اور اسکے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا اسپر پندرہ دن تک بقول بعض چالیس روز تک وحی بند رہی تب یہہ آیت نازل ہوئی کہ کسی کام کرنیکا وعدہ بغیر انشاء اللہ کہے نہ کیا کرو کیونکہ بندے کا ایسا کہنا گویا کارخانہ قضا و قدر میں اپنا استقلال ظاہر کرنا ہے جو عبدیت کے خلاف ہے اور ہدایت فرمائی کہ جب انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جسوقت یاد آوے کہہ لو - اسپر امام شافعی رح نے یہ بات نکالی کہ اگر کسی کام کی بابت قسم کھائی اور عرصہ کے بعد انشاء اللہ کہہ لیا تو حانث نہوگا مگر عام فقہا کہتے ہیں ملا کر کہیگا تو معتبر ہوگا کس لیئے اذکر ربک سے انشاء اللہ کہنا مراد نہیں بلکہ عموماً یاد الٰہی مراد ہے - یا انشاء اللہ کہنا مراد ہے تو متصلا اور جب قریش کو اصحاب کہف کا حال سنکر تعجب ہوا تو فرمایا کہدو عسی ان یہدین کہ اس سے بھی زیادہ اور خبروں کی میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے بتائیگا چنانچہ صدہا غیب کے اسرار بتائے ولبثوا فی کہفہم الی احدا اس قصہ کا تتمہ ہے - بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خدا تعالی اس جملہ میں ولبثوا فی کہفہم لوگوں کے قول کو نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے اسلئے بعد میں فرماتا ہے قل اللہ اعلم بما لبثوا الخ کہ اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ کسقدر ٹھہرے (لو یاد رہے جب اب تو کچھ بھی خلاف باقی نہیں رہا) مگر دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالی اپنی طرف سے خبر دیتا ہے اور قل اللہ اعلم بما لبثوا سے اسکی تائید کرتا ہے کہ وہی خوب جانتا ہے کہ وہ کسقدر رہے کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کی سب چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے وہ بڑا سمیع و بصیر ہے نہ کہ تم جو قیاس سے کہتے ہو مالہم من دون اللہ من ولی الخ وہی انکا یعنی اصحاب کہف کا کارساز ہے جسنے انکو اسقدر مدت تک سالم رکھا اور اپنے حکم میں کسیکو شریک نہ کیا اور یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس آیت میں اپنا جلال و جبروت ظاہر کرتا ہے تا کہ مخالفین اسکے خلاف کرنیسے ڈریں کہ انکا کوئی حامی نہ پیدا ہوگا اسلئے اسکے بعد حضرت کو بیدھڑک قرآن سنانیکا حکم دیتا ہے - واتل ما اوحی الخ کہ کسیکا کچھ خوف و خطر نکرو کوئی اسکی بات بدل نہیں سکتا جو وہ کہتا ہے وہی حق ہے وہی ہوگا وہی ہوا ہے آپ اسکی وحی کردہ کتاب کو پڑھا کرو اور لوگوں کو سنایا کرو کسیکی اختلاف کی کچھ پروا نکرو

ف
افسس شہر بود در
آسیای صغیر ست
و مسافت میان
او و ازمیر تخمیناً
سی و هفت میل ست
و افسس خراب
بجانب جنوب ازمیر
واقع شده است
و در آن الان ایاثلوک
کیتھ جغرافیہ
مطبوعہ ۱۸۳۲ء
۱۲ منہ

ف
یعنی انشاء اللہ کہنا
بھول جاؤ تو جب یاد
آئے کہہ لیا کرو ۱۲ منہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

اور لے نبی جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارے ہیں اسکی رضامندی چاہتے رہتے ہیں آپ انہیں کے ساتھ اپنے آپ کو مجبور کیجئے اور اپنے آنکھیں پھرائیے کہ آپ دنیا کی زندگانی کی آرایش کا پاس کرنے لگیں

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ

اور اسکا کہنا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہمنے اپنی یاد سے غافل کردیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہوگیا اور اسکا حال حد سے گزر گیا ہو۔ اور کہدو حق تو تمہارے رب کیطرف سے آیا ہے پھر جو چاہے مانے اور جو چاہے

فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ

نہ مانے ہمنے بھی ستمگاروں کے لیئے ایسی آگ تیار رکھی ہے کہ جسکی قناتیں انہیں گھیر لینگی۔ اور اگر فریاد کرینگے تو انکی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائیگی جو پگھلے ہوئے لوہے کی مانند ہوگا منھ کو جھلس ڈالیگا کیا ہی بُرا پانی ہوگا

وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ

اور کیا ہی بُری آرام کی جگہ ملیگی۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیئے تو ہم بھی جس کسینے نیک کام کیئے ہیں اسکا اجر ضائع نہیں کرتے یہی لوگ ہیں کہ جنکے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جنکے نیچے بڑی نہریں

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ

بہ رہی ہونگی انکو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز لباس مہین اور دبیز ریشم کا پہنیں گے وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھے ہونگے کیا ہی اچھا

الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ؏

بدلہ ہے اور کیا ہی خوب آرام گاہ ہے

ترکیب

یریدون حال ہے ضمیر یدعون سے۔ ترید کا فاعل ضمیر ہے جو عینین کی طرف راجع ہے جملہ حال ہے ک سے یا فاعل لاتعد سے۔ انا لا جملہ خبر ہے ان کی۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں فرمایا تھا کہ جو کچھ اسباب تجمل دنیا پر ہیں وہ صرف دنیا کی زینت ہیں نہ آخرت کی اور وہ فانی اور سریع الزوال ہیں غرور اور دلبستگی اُنسے بچا ہیئے کیونکہ وہ اسباب دار آخرت کے لیئے حجاب ہیں پھر اسکے متعلق اصحاب کہف کا دلچسپ واقعہ بیان فرمایا تھا جو دنیا کی بے ثباتی پر دلالت کرتا تھا کفار قریش اسی کہاں کے تھے جو اس سے عبرتناک نتیجہ حاصل کرتے بلکہ اسکو بھی ایک دلچسپ داستان سمجھکر آنحضرت علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے مگر اپنے اسباب دنیا کے غرور میں اُنکو فقراء مسلمین کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس بیٹھنا ناگوار معلوم ہوا جسپر اُنہوں نے حضرتؐ سے درخواست کی کہ یہ لوگ ہماری وقت میں آپ پاس نہ آیا کریں اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ آپ انہیں غربا مسلمین کے ساتھ رہا کریں جو صبح و شام اپنے اللہ کو خاص اسی کی رضا کے لیئے پکارتے ہیں (صبح و شام سے یا تو ہمہ وقت مراد ہے جو صبح و شام اُنکی اطراف سے تعبیر کیئے گئے یا صبح و شام سے نماز صبح و نماز مغرب مراد ہے یا بیدار ہونے اور سونے کا وقت کیونکہ سو کر بیدار ہونا گویا مر کر جینا اور رات کو سونا گویا مرنے کا سامان ہے سو ایسے وقتوں میں باخدا لوگ ضرور متنبہ ہوتے اور اُسکی شکرگزاری اور یاد کرتے ہیں) اور انسے آنکھیں پھیرنا کہ امراء کفار کی آرائش و تجمل آپ کی آنکھوں میں کُھبے اور ان کفار کا کہنا نہ ماننا کہ جنکے دل ہماری یاد سے غافل ہو گئے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیرو ہیں اور حد سے گزر گئے ہیں اور کہدو امر حق اللہ کی طرف سے آچکا خواہ تم مانو یا نہ مانو پھر آگے نہ ماننے والوں کی سزا جہنم اور آگ کی قنات اور پینے کو کھولتا پانی بیان فرمایا اور ماننے والوں کی جنات عدن اور وہاں کے تجملات اور حقیقی زینت بیان فرمادی سونے کے کنگن اور لباس حریر اور تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھنا ✤

ف المہل الحدید المذاب وقیل الرصاص المذاب او الصفر وقیل دردی الزیت ای یابقی فی اسفل الاناء قال ابو عبیدة والاخفش ہو العکر وہو کل ما اذیب من جواہر الارض من حدید ورصاص ونحاس ۱۲

ف مرتفقا متکأ۔ واصل الارتفاق نصب المرفق تحت الخد والتقیید ہو المنزل والمجلس ۱۲

ف اساور قال الزجاج جمع اسورة وہی جمع سوار وہی زینة تلبس فی الید من زینة الملوک ۱۲

ف السندس الرقیق من الحریر والاستبرق منہا دیباج ثخان واحدہا استبرقة وقیل ہو دیباج وقیل استبرق الدیباج المنسوج بالذہب ۱۲ منہ

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا

اور انکو اُن دو شخصوں کی مثل بھی سنا دو کہ جنہیں سے ایک کے لئے ہمنے انگور کے دو باغ تیار کئے اور انکے گرداگرد کھجوریں لگائیں اور انکے درمیان کھیتی بھی لگائی دونو باغ ہیں کہ اپنے پھل لاتے ہیں

وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ

اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے اور ان باغوں کے بیچ میں ایک نہر بھی جاری کی اور اس شخص کے پاس بہت پھل تھے پھر اُسنے اپنی ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں تجھسے مال میں بھی زیادہ ہوں اور آدمیونکی رو سے بھی

نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ

زیادہ عزت دار ہوں اور جبکہ وہ اپنی جان پر ستم ڈھاتا ہوا اپنے باغ میں گیا تو کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا اور نہیں یہ سمجھتا ہوں کہ قیامت برپا ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو

خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

اس سے بھی بہتر جگہہ پاؤنگا ۔ اسکے رفیق نے اس سے اثناء کلام میں کہا کہ کیا تو اسکا منکر ہوگیا کہ جسنے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے بنایا پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا لیکن میرا تو اللہ ہی

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّيْٓ

رب ہے اور میں اُسکے ساتھ کسیکو بھی شریک نہیں کرونگا ۔ اور تو نے کسلئے اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت یہ نہ کہا جو اللہ نے چاہا سو ہوا اور مجھ میں تو اسکے بغیر کچھ بھی قدرت نہیں اگر تو مجھ کو اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے تو امید ہے کہ مجھ کو میرا

اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝

تیرے باغ سے بھی بہتر باغ دے اور اس باغ پر ایک آسمانی جھونکا بھیجے جس سے وہ چٹیل میدان ہوجاوے یا اُس کا پانی خشک ہوجاوے کہ جسکو تو ہرگز نہ پا سکے

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ

اور اسکے پھلوں پر آفت آہی پڑی پھر تو وہ جو کچھ اسنے باغ میں صرف کیا تھا اسپر ہاتھ ہی ملتا رہگیا اور یہ باغ ہے کہ سراسر اُجاڑ پڑا ہے اور وہ یہہ کہہ رہا ہے کہ ہائے میں نے اپنے رب کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہوتا اور اسکی ایسی جماعت بھی

يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ ع ۱۳ ع ۱۷

ایسی نہوئی کہ اللہ کے مقابلہ میں اسکی مدد کرتی اور نہ وہ خود ہی انتقام لے سکا ۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ سب اختیار اللہ سچے کو ہے ۔ اسی کا انعام بہتر ہے اور وہی عمدہ بدلہ دیتا ہے

تفسیر

پھر دنیا کی بے ثباتی (اور اسکے اسباب وتجمل پر غرور کر کے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور الحاد کا بدنتیجہ جو کبھی دنیا ہی میں ظاہر ہوتا ہے) دو شخصوں کی تمثیل سے بیان فرمائی ۔ بعض کہتے ہیں یہہ صرف ایک تمثیل ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ در اصل ایسے دو شخص تھے بھی کہ جنکا یہہ واقعہ ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہہ دو شخص بنی اسرائیل میں سے دو بھائی تھے کہ ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کیا تھا دوسرا دنیادار اور مشرک اور دار آخرت کا منکر تھا اسنے دو باغ اپنے تمام مال سے ایسے تیار کرائے تھے کہ ان میں نہر بھی جاری تھی اور بیچ میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور بیچ میں انگور اور آس پاس کھجور کے درخت بھی تھے اور وقت پر پھل بھی عمدہ آتے تھے اسپر اسکی اولاد اور خدمتگار نوکر چاکر بھی زیادہ تھے ایک روز وہ اپنے غریب مومن بھائی کے ساتھ باغ میں گیا اور وہاں بجائے شکر گزاری کے تکبر کیا اور دنیا کی ترقی پر قیاس کر کے آخرت میں بھی تجمل و آرائش پانے کا استحقاق ظاہر کیا اور آخرت کا انکار بھی اس کے کلام سے ثابت ہوا اسکے بھائی نے سمجھایا تلقین کی لیکن نہ مانا آخر اسپر آسمانی بلا نازل ہوئی کہ تمام باغ اُجاڑ ہوگیا جسپر وہ ندامت و حسرت کرنے لگا تب معلوم ہوا کہ اللہ ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے

ط [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝

اور اے نبی انہیں زندگی دنیا کی مثال بیان کرو کہ وہ ایسی ہے کہ جیسا بارش کا پانی جسکو ہمنے اوپر سے برسایا پھر اس سے زمین کا سبزہ گھن گہنا کر اگا پھر وہ چورا چورا ہو کر رہگیا اسکو ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ

مال اور اولاد تو زندگی دنیا کی آرائش ہے اور باقی رہجانے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک بلحاظ ثواب اور توقع آخرت کے بہت ہی بہتر ہیں اور جسروز کہ ہم پہاڑوں کو اڑا دینگے اور اے مخاطب تو زمین کو صاف میدان دیکھیگا

وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝

اور ہم ان سبکو جمع کرینگے پھر تو انمیں سے کسیکو بھی نہ چھوڑینگے اور سب آپکے رب کے سامنے صف باندھکر کھڑے کیے جاوینگے (انسے کہا جاویگا) ابتو تم ہمارے پاس اسی حال میں حاضر ہوئے کہ جیسا تمکو اول بار پیدا کیا تھا اور تمنے تو یہی سمجھ لیا تھا کہ تمہارے لیے کوئی وعدہ کا وقت مقرر ہی نہیں کرینگے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا

اور نامہ اعمال بھی لا کر دہر دیے جاویں گے پھر اے مخاطب تو گناہگاروں کو دیکھیگا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس سے ڈر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وائے خرابی یہ کیسی کتاب ہے جو نہ کسی چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو مگر سب کو تو گھیر لیا ہے

مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝ ع

انہوں نے جو کچھ کیا تھا سب ہی کو موجود پائینگے ۔ اور آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا

ترکیب

مثل الحیات مفعول ہے اضرب کا کماء موصوف انزلناہ الخ جملہ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ہی بل للخروج من کلام الی آخر۔

تفسیر

یہ دوسری تمثیل ہے دنیا کی بے ثباتی کے لیے ۔ صرف بارش سے دنیا کی زندگی کو تشبیہ نہیں دی بلکہ اسکی تمام کیفیت سے ۔ کہ جسطرح بارش سے زمین کے نباتات ہرے بھرے لہلہاتے ہوئے نکلتے ہیں جنکو دیکھکر انسان خوش ہوتے ہیں انکی تھوڑی سی عمر طبعی ہے چندروز کے بعد خشک ہو جاتے ہیں پھر انکا چورا چورا ہو کر ہوا میں اڑتا پھرتا ہے اسی طرح انسان و دیگر حیوانات کا حال ہے کہ لڑکے ہیں پھر جوان رعنا ہیں ٹھوکریں مارتے چلتے ہیں پھر بڈھے ہوئے مر گئے چندروز کے بعد وہ سر پر غرور اور اسکا وہ جسم پر نور ذرہ ذرہ ہو کر خاک کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے ۔ اللہ ہر شئے پر قادر ہے بناتا بھی ہے مٹاتا بھی ہے پھر حشر کو بھی اٹھائے گا ۔ اب اسکے بعد اسکے مال و اولاد کی کیفیت بیان فرماتا ہے جو اسکے غرور کا سرمایہ ہے کہ یہ چیزیں صرف حیات دنیا کی آرائش ہیں انکا قیام اسیقدر ہے کہ جس قدر باغ میں پھول کی بہار برخلاف اسکے جو فقرا باخدا کا سرمایہ ہے وہ کیا الباقیات الصالحات سو وہ اللہ کے نزدیک ثواب اور توقع کے لیے بہتر ہے یہی چیزیں اسکے ساتھ جاتی ہیں جو اس عالم باقی میں اسکی فرحت دائمی کا سامان ہو جاتی ہیں ۔ باقیات صالحات سے مراد نیکیاں ہیں خواہ سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا ذکر ہو یا معرفت و استغراق ہو یا کوئی اور نیکی ہو صدقہ و خیرات دین کی خدمت وغیرہ ۔ اب ان باقیات کا اثر کب نمودار ہوگا یوم نسیر الجبال کہ جسروز ہم پہاڑوں کو جنکی بقاء و حیات انسانوں کی نظروں میں مستحکم ہے روئی کے گالوں کی طرح اڑا دینگے یعنی اس عالم عنصری کو فنا کرکے عالم باقی کو کہ جسکو حشر سے تعبیر کیا جاتا ہے ظاہر کرینگے باقیات صالحات وہاں کی زینت ہوگی ۔ وتری الارض بارزۃ اور زمین میدان دکھائی دیگی اسکے سب نشان مٹ جائیں گے ۔ پھر اس روز اگلے پچھلے جمع کیے جاوینگے صف بستہ خدا کے سامنے کھڑے ہونگے نامۂ اعمال دیے جاوینگے اسمیں جو کچھ دنیا میں کیا تھا چھوٹا یا بڑا کام سب لکھا ہوا پاویں گے گنہگار اسکو دیکھ کر ڈریں گے پچھتاوینگے مگر یہ سب کچھ نہیں کا بویا ہوا ہوگا جسکو کاٹیں گے خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔

ف یعنی جسطرح پیدائش کے وقت خالی ہاتھ ننگ دھڑنگ پیدا ہوئے ہیں اسی طرح اور عالم حشر میں بھی جو حاصل دنیا کا تولد ہے خالی ہاتھ ہونگے یہ مال و دولت جاہ و حشم جسپر تم کو غرور ہے کچھ بھی ساتھ نہ ہوگا ۱۲ منہ

ع ۶ ۱۸

ف اختلط سے تکاثف وعلا بمعنی استوی والف بعضہ علی بعض اور [illegible] بالباقیات [illegible] [illegible] ۱۲ منہ

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ

اور (یاد کرو) جب کہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس ابلیس کے سواسبنے سجدہ کیا وہ قوم جن سے تھا سواپنے رب کے حکم سے نافرمان ہوگیا۔ پھر کیا تم اسکو اور اسکی ذریت کو مجھے چھوڑ کر رفیق بناتے ہو؟

وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ص وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝

حالانکہ وہ تو تمہارا دشمن ہے۔ ستمگاروں کے لئے کیا ہی بُرا بدل ہے (جنکو وہ پوجتے ہیں) نہ تو انکو آسمانوں اور زمین کے بنانے میں (اپنی مدد کے لئے) لایا ہوں نہ خود انکو بنانے میں اور میں بدراہ ہونے کا ہیکو مدد لینے لگا تھا

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

اور جس دن (اللہ) مشرکوں سے فرمائیگا کہ تم میرے ان شریکوں کو تو پکارو کہ جنکا تمہیں گھمنڈ تھا سو وہ پکارینگے پر وہ تو انہیں کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم ان سب کے لئے ہلاکت کردینگے اور گنہگار آگ کو دیکھینگے اور سمجھینگے کہ ہم اس میں

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

ابھی گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پا دینگے

تفسیر یہ بھی کلام سابق کا تتمہ ہے۔ انسان کو عالم آخرت سے غافل کرنے والی دو ہی چیزیں ہیں **اول** مال و اسباب و اولاد کہ جسکے نشہ میں یہ ایسا سرشار ہوتا ہے کہ اُسکو اس عالم سے جانے کی فکر نہ وہاں کے لئے زاد راہ حاصل کرنیکی مُہلت۔ اسکا بے ثبات اور سریع الزوال ہونا تو بیان فرماچکا **دوم** شیطان اور اُسکی ذریت اولاد یا اُسکے متبع لوگ جو مجازاً ذریت کہلاتے ہیں۔ انسان کے دل پر انکے خطرات ایسا بُرا اثر پیدا کرتے ہیں کہ جو اُسکے دل میں نہایت راسخ ہوکر اُسکو بُری باتوں پر ہمیشہ تحریک کرتے ہیں۔ پھر یہ وسواس رسوم ہوجانیکے سبب اور پشت در پشت متوارث ہوجانیکی وجہ سے دین و مذہب اور نہایت خوشنما اور باعث فلاح دارین خیال کئے جاتے ہیں جنکے ترک کرنے کو نہایت شاق و عار جانکر خدا تعالیٰ کے فرستادوں سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں شیطان رجیم کی ذریت انسان کی تو ہمات باطلہ بھی ہیں جو اسکے قائم مقام ہوکر کام دیتے ہیں اسلیئے ان آیات میں پھر کچھ شیطان کا حال بیان فرمانا پڑا کہ اسکا علاقہ بنی آدم کے ساتھ اس واقعہ کی وجہ سے جو انسان کے جد اعلےٰ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے وہ دشمنی اور عداوت کا علاقہ ہے جسکو حضرت آدم کی اولاد ناخلف اپنا دوست سمجھکر دل ہی اسکی پیروی کرتے ہیں لہذا واذ قلنا للملائکۃ سے وہی بیان شروع ہوتا ہے کہ ہمارے حکم سے فرشتوں نے تو باوجود نورانی ہونیکے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا اسکی تعظیم بجالائے مگر ابلیس نے انکار کیا کیونکہ وہ قوم جن سے تھا جسکی اصالت میں سرکشی اور تکبر ہے جیسا کہ بنی آدم میں سے اسکے پیرو ونکا شیوہ مال و جاہ حسب نسب کا غرور ہے اسلئے اسنے نافرمانی کی پھر اے بنی آدم تمہیں شرم نہیں آتی جو ہمارے خلاف میں جو تمہارے قدیم محسن و خالق ہیں تم شیطان اور اُسکی ذریت کو رفیق بناتے ہو؟ ان ظالموں نے کیا بُرا بدل حاصل کیا ہے خدا تعالیٰ کے بدلے میں شیطان کو مالک کارساز بنایا ہے اطاعت کو بدل میں خلاف اختیار کیا ہے۔ پھر جو تم شیطان اور اُسکی ذریت کو مانتے اور انکے بہکانے سے بتوں کو پوجتے ہو اور تم خدا تعالیٰ پر نئے نئے حکم صادر کرتے ہو کہ مجلس آنحضرت صلعم میں غربا نہ آدیں وغیر ذلک یہ تو کہو انکو میری خدائی میں کیا استحقاق ہے نہ میں نے آسمانوں اور زمین پیدا کرتے وقت اُنکو حاضر کرکے شامل کیا تھا نہ خود اُن لوگوں کے پیدا کرنے میں اور میں انسے کیوں مدد لینے لگا تھا اب انکو خدائی میں کیا حق ہے اور نیز انکا کونسا استحقاق ہے جو انکو پوجتے ہو اپنی مثل کو پوجنا کتنی فرومائگی ہے ما اشھدتہم الی عضدا میں یہی مراد ہے ویوم یقول الخ سے حشر کے دن ان بتوں اور شیاطین کا کام نہ آنا بیان فرماتا ہے کہ جس امید پر سیکڑوں جاہل انہیں مانتے ہیں انسے کہا جاویگا لو اب انہیں پکارو دیکھیں تمہاری کیا کام آتے ہیں مشرکین حسب عادت انہیں پکارینگے مگر کام آنا تو درکنار جواب بھی نہ دینگے انپر ہیبت الٰہی طاری ہوگی پھر عابد معبود سب جہنم کیطرف ہانکے جاوینگے جہنم جو آگ کا ایک عمیق گڑھا ہے اُسکے کنارہ پر آکے دیکھینگے کہ آگ کے شعلے بلند ہورہے ہیں اور چاہینگے کہ کسیطرح اس سے ٹل جائیں مگر کہاں ٹل سکتے ہیں تب یقین ہو جائیگا کہ ہم اسمیں گرنیوالے ہیں اسوقت کی کیفیت ہی بڑی جان گداز ہوگی آخر اسمیں گرا دئے جاوینگے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وجعلنا بینہم موبقا کے یہ معنی ہیں کہ انکے معبودوں اور ان میں ایک حجاب حاجز ہو جائیگا پھر وہ دکھائی بھی نہ دیں گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى

اور البتہ ہم نے قرآن میں لوگون کے سمجھانے کو ہر طرح کی مثالین بیان کردین مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے اور جب کہ لوگون کے پاس ہدایت آچکی تو پھر ان کو ایمان لانے

وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے اسکے سوا اور کسی چیز نے نہیں روکا کہ یا تو انکو بھی اگلون جیسا ماجرا پیش آئے یا عذاب اُنکے سامنے آموجود ہو اور ہم رسولونکو تو صرف خوشخبری دینے اور ڈر سنانے کے لئے بھیجا کرتے ہین (زبردستی ہدایت پر لانا انکا فرض نہیں)

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا

اور کافر بیہودہ شبہات سے جھگڑا کرتے ہین تاکہ اس سے حق کو ڈگمگا دیں اور انہوں نے تو میری آیتون کو اور جس سے کہ انکو ڈرایا گیا ہے ہنسی بنا لیا ہی۔ اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہے کہ جسکو اللہ کی آیتوں سے سمجھایا جائے پھر وہ انسے منہ پھیرے

وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا

اور اپنے کئے کو بھول جاوے۔ ہمنے ہی انکے دلون پر پردے ڈالدئے ہین حق بات کے سمجھنے مین اور انکے کانون مین ثقل کردیا ہی (یعنی بہرے ہو گئے ہین) اور اگر آپ انکو ہدایت کیطرف بھی بلائین تو بھی وہ ہرگز کبھی

اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝ وَتِلْكَ

راہ پر نہ آوینگے اور آپ کا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے اگر انکے کئے پر انکو پکڑنا چاہتا تو فوراً ہی عذاب بھیجدیتا بلکہ اُن کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جسکے ادھر انہیں بچنے کا موقع نملیگا اور یہ

الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝ ع

بستیاں کہ جنکو ہمنے ہلاک کیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا تھا اور انکی ہلاکت کا بھی ہمنے ایک وقت مقرر رکھا تھا۔

ع

تفسیر یہانتک انسانکی نیکی بدی کا یقینی نتیجہ نہایت پُر اثر اور عمدہ پیرایہ سے بیان فرمایا گیا اور مسئلہ معاد کی پوری تشریح کردیگئی اور دنیا کے اسباب اور اسکی بقا کا پورا نقشہ کھینچدیا گیا مثالین بھی پیش کیگئین مگر کجرو کج طبع اسپر بھی نہیں مانے اس مضمون کو ولقد صرفنا سے شروع کیا اور یہ بھی فرمایا کہ وکان الانسان اکثر شیء جدلا کہ انسان جھگڑالو ہی اسکی طبیعت میں حجت و تکرار ہی جسکی وجہ سے اتنی تفصیل سے سمجھانے پر بھی ایمان نہیں لاتے وما منع الناس ان یومنوا اب انکو ایمان لانے سے اسی بات نے روک رکھا ہے کہ یا تو جو اگلی قوموں کے ساتھ برتاؤ ہوا تھا انکے ساتھ بھی وہی ہو دنیا میں کوئی سخت ہلاکت پیش آئے یا عذاب آخرت انکے سامنے آموجود ہو تب ایمان لائیں یعنی اب بھی جو ایمان نہیں لاتے تو بجز اسکے اور کیا ہوگا۔ قدیم لوگونکی موافق انپر عذاب آئیگا یا تبھی جہنم میں جائینگے ہدایت آپکی رسول نے پیغام پہنچادیا اور انبیاء کا یہی کام ہے انکی دلوںسی کفر نکالکر پھینکدینا یہ انکا کام نہیں ایمان نہ لانا تو ایک جرم تھا اسپر مزید یہ ہی ویجادل الذین کفروا بالباطل کہ وہ منکرین غلط اور لغو دلیلیں پیش کرکے جھگڑا مچاتے ہیں لیدحضوا بہ الحق تاکہ اُس سے حق کو پست کریں اسلام پر غالب آجائیں اسکو مٹا ڈالیں اور اسپر بھی طرہ یہ ہی کہ واتخذوا آیاتی وما انذروا ہزوا کہ میری نشانیونکو جو انمیں بھی موجود ہیں تغیر جوانی و طفلی ظہور پیری مرگ احبا عزہ بیماری و تندرستی غنا و تنگدستی وغیرہ اور دنیا میں بھی ہیں تغیر عالم تغیر لیل و نہار حوادث دہر یا قرآن کی آیات کو اور جن جن چیزونکا انکو ڈر سنایا گیا تھا دنیاوی ہلاکت وادبار مرنیکے بعد جہنم سبکو ہنسی دل لگی بنالیا ہی ان باتونپر تمسخر کرتے ہیں ٹھٹھے اڑاتے ہیں اب ومن اظلم الخ انسے بڑھکر اور کون ظالم ہوگا انکی اس بدبختی کا اصلی سبب یہ ہے انا جعلنا علی قلوبہم اکنۃ انکے دلونپر حق سمجھنے سی حجاب اور پردے پڑے ہوئے ہیں اور دوسرونکا حال سنکر بھی عبرت نہیں پکڑتے کسلئے کہ کانونمیں بھی قدرت نے ثقل پیدا کردیا ہی ایسی باتیں سنتے ہی نہیں انسان جب حق کو نہیں مانتا اور عبرت و نصیحت سنکر نہیں قبول کرتا تو اسکی اس حالت کو اسطرح سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ خدا نے انکی دلونپر پردے کانون میں ٹیٹیاں ڈالدی ہیں یعنی قضا و قدر سے انہیں ہدایت پذیر ہونیکی جو قابلیت دیگئی تھی انہوں نے وہ زائل کردی اسلیئے ان تدعہم الی الہدی ای پیغمبر آپ انکو کتنا ہی کیوں نہ ہدایت کیطرف بلائین یہ کبھی بھی ہدایت قبول نکرینگے انکی سزا تو یہی ہے کہ یہ بیکار گھانس باغ ہستی سے اکھیڑ کر پھینکدیجائے مگر وربک الغفور ذو الرحمۃ آپکا خدا بخشندہ والا رحیم ہے اگر وہ لوگونکی گناہونپر گرفت کرنے پر آئے تو فوراً مٹا چکا ہوتا بلکہ ہر کام کے لیئے اسنے وقت مقرر کر رکھا ہی انکے لئے بھی ایک وقت مقرر ہی جس سے پہلے یہ کوئی اسکا بندوبست نہ کرسکینگے اور اسپر بھی انکو یاد نہو تو ابھی ظاہری بینائی تو موجود ہی عاد و ثمود و لوط کی الٹی اور برباد شدہ بستیونکو دیکھلیں وہ بھی انکی جرمونپر دفعۃً ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انکے لیے بھی ایک وقت مقرر تھا

سلہ یعنی اس وعدے کو ایسکے آنے سے پہلے کوئی اُسکی تدبیر سے ٹال نہیں سکتا بعض نے من دونہ کی ضمیر اللہ کیطرف راجع کی ہے اسپر یون معنی ہونگے کہ انکے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے جسکے دور کرنیکے لئے خدا کے سوا اور کوئی پناہ نہیں عذاب موعود بھی اسکی جناب عالی میں پناہ لینے سے ٹل جاتا ہے ۱۲ منہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ

اور جبکہ موسیٰ نے اپنے جوان۵ سے کہا کہ جبتک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہہ نہ پہونچ لوں یا سالہا سال نہ چلا چلوں برابر ارادہ سے کبھی نہ ٹلونگا پھر جبکہ وہ دونو دریاؤں کے ملنے کے موقع پر پہونچے تو اپنی تلی ہوئی مچھلی وہیں بھول گئے پھر مچھلی نے دریا میں سرنگ کیطرح کا

سَرَبًا۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ

اپنا رستہ بنا لیا پھر جب وہ دونو آگے بڑہگئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمکو اپنے اس سفر (منزل) میں بڑی تکان پہونچی اسنے کہا لے لو دیکھو جبکہ ہم اُس پتھر کے پاس ٹھرے تھے تو مچھلی کو وہیں بھول آیا

الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا۝

اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اسکا آپ سے ذکر کرتا اور (جبکہ) اسنے دریا میں اپنا رستہ عجب طرح سے بنایا تھا موسیٰ نے کہا یہی تو وہ جگہہ ہے کہ جسکی ہمکو تلاش تھی۔ پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر تلاش کرتے ہوئے واپس پھرے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا

(موقع پر پہونچکر) اُن کو ہمارے بندوں میں سے ایک۶ بندہ ملا کہ جسکو ہمنے اپنی خاص رحمت دی تھی اور اسکو اپنے یہاں کا خاص علم سکھایا تھا اُس سے موسیٰ نے کہا فرمایئے تو میں آپکے ساتھ رہا کروں بشرطیکہ جو کچھ علم لدنی آپکو سکھایا گیا ہے اسمیں سے

عُلِّمْتَ رُشْدًا۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا۝

کچھ مجھے بھی سکھائیں اسنے کہا تو ہرگز میرے ساتھ ٹھر نہ سکے گا اور جو بات تمہاری سمجھ سے باہر ہے تم اسپر کیونکر صبر کر سکتے ہو

۵ جوان سے مراد حضرت موسیٰ کا خادم یعنی یوشع بن نون ہیں ۱۲ منہ

۶ یعنی خضر ۱۲ منہ

ترکیب

اذ قال ظرف ہے اذکر محذوف کا۔ لا ابرح اسکی خبر اسیر محذوف ہے لدلالۃ حالہ وہو السفر۔ اور ممکن ہے کہ اصل کلام یوں ہو لا یبرح مسیری حتی ابلغ تب حتی ابلغ خبر ہوگا پس مسیر مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ ی متکلم کو اسکی جگہہ قائم کردیا لا ابرح تامہ بھی ہوسکتا ہے پھر خبر کی ضرورت نہیں مجمع بینہما بینہما ظرف کی طرف مجمع کو علے الاتساع مضاف کردیا گیا۔ ان اذکرہ بدل ہے ضمیر منصوب سے جو انسانیہ میں ہے اے ما انسانی ذکرہ الا الشیطان خبرا بالضم العلم بالشی یہ تمیز ہے یا مصدر ہے لم تحط کا کس لئے کہ لم تحط بمعنی لم تخبرہ ہے۔

ف حضرت موسیٰ اور خضر کی ملاقات

تفسیر

یہاں سے پھر مسئلہ نبوت میں کلام شروع ہوتا ہے۔

یہ دوسرا واقعہ ہے اول اصحاب کہف کا تھا اسمیں یہود پر تعریض ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو جملہ انبیا علیہم السلام پر فضیلت دیتے تھے اور جملہ علوم کا انہیں کو سرچشمہ خیال کرتے تھے اسمیں اشارہ ہے کہ دنیا میں انسے بھی بڑہکر باکمال تھے۔ اب یہ کیا ضرور ہے کہ جو کچھ انکی کتاب میں نہو وہ غلط ہے علوم الٰہی کا خاتمہ نہیں ہوگیا اسمیں آنحضرت صلعم کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

اس قصہ کا مجملاً بیان صحیح بخاری کی اُس روایت کے بموجب جو ابی بن کعب سے مروی ہے یوں ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں وعظ فرما رہے تھے کہ کسینے پوچھا سب میں زیادہ عالم کون ہے آپ نے فرمایا میں یہہ بات خدا کو ناگوار معلوم ہوئی کیونکہ سب میں زیادہ عالم ہونا اللہ کے لیئے کیوں نہ کہا؟ تب خداتعالےٰ نے انکو حکم دیا کہ مجمع البحرین کے موقع پر تم کو ہمارا ایک بندہ ملیگا جو وہ تمسے بھی زیادہ عالم ہے موسےٰ نے عرض کیا کہ اِن تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ ع ۹ ۱۱ ۲۱

موسیٰ نے کہا انشاء اللہ آپ مجھے صابر ہی پاوینگے اور میں کسی بات میں بھی آپ کے خلاف نکرونگا۔ اسنے کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہے تو مجھسے کوئی بات نہ پوچھنا جبتک کہ میں خود ہی تجھسے اسکا ذکر کردوں

فَانْطَلَقَا ۟ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

پھر وہ دونوں چلے یہانتک کہ جب دریا میں کشتی پر سوار ہوئے تو خضرؑ نے اسمیں شگاف کردیا موسیٰ نے کہا کیا کشتی کے لوگوں کو ڈبانیکے لئے اسکو پھاڑ ڈالا البتہ تمنے ایک عجیب کام کیا۔ اسنے کہا میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تو ہرگز میرے ساتھ

مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۟ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

نہ ٹھہر سکیگا۔ موسیٰ نے کہا آپ بھول چوک پر مجھسے مواخذہ نہ کیجیئے اور مجھپر زیادہ سخت گیری نہ کیجیئے۔ پھر وہ آگے چلے یہانتک کہ دونوں کو ایک لڑکا ملا تو اسکو اسنے مار ڈالا موسیٰ نے کہا آپ نے کیوں

نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝

ایک بیگناہ کو ناحق مار ڈالا؟ البتہ آپ نے بری بات کی

فرمایا اپنے تھیلے میں ایک تلی ہوئی مچھلی رکھ لو پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو جاوے وہ شخص وہیں ملینگے پس موسیٰؑ مچھلی تھیلے میں ڈالکر یوشع بن نون کو ہمراہ لیکر چلے چلتے چلتے ایک موقع پر (سمندر کے کنارہ) پہنچے تو ایک پتھر پر سر رکھکر سو گئے مچھلی اُس تھیلے میں سے تڑپکر دریا میں جا گری اور جہانتک وہ جاتی تھی پانی میں ایک سوراخ سا ہوتا جاتا تھا حکم الٰہی سے پانی اِدھر اُدھر سے ملنے نہیں پاتا تھا پھر بیدار ہوئے تو یوشع کو یاد دلانا یاد نہ رہا کہ اس مقام پر مچھلی گم ہو گئی ہے۔ اس رات دن تک چلا کئے یہانتک کہ جب اگلے روز صبح کا وقت آیا تو موسےٰؑ نے اپنے جوان یعنی مرید یوشع سے کھانا مانگا۔ اس سے پہلے منزلوں میں موسیٰؑ نہ تھکے تھے لیکن اس منزل میں تھک گئے جو مقام مطلوب کو چھوڑ کر چلے تھے مچھلی کو دیکھا تو ندارد یوشع نے عذر کیا کہ کمبخت شیطان نے مجھے یاد دلانا بھلا دیا یہ اُس پتھر کے پاس گم ہوئی تھی تب دونوں اُلٹے پھرے اور اس پتھر کے پاس آئے تو موسیٰؑ کو وہ شخص ملا کہ جسکو علم لدنی دیا گیا تھا موسیٰؑ نے السلام علیکم کہا انہوں نے جواب دیکر پوچھا کون ہو؟ کہا موسیٰ نبی اسرائیل۔ اسلئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ علم لدنی سیکھوں خضرؑ نے فرمایا اے موسیٰ تجھکو خدا نے جو علم دیا ہے اسکو میں نہیں جانتا اور جو علم مجھے عطا ہوا ہے اسکو تو نہیں جانتا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکوگے موسیٰؑ نے کہا انشاء اللہ میں برداشت کرونگا اور کسی بات میں آپکے خلاف نہ کرونگا۔ پھر تمام قصہ مروی ہے کہ دریا میں انکو ایک کشتی ملی اسپر سوار ہوئے تو خضرؑ نے ایک تختہ نکالدیا موسیٰؑ نے کہا واہ بغیر کرایہ سوار کیا اسپر آپنے یہ سلوک کیا؟ خضرؑ نے کہا لو رخصت۔ موسیٰؑ نے عذر کیا کہ بھول کر سوال کیا آئندہ ایسا نہوگا پس کشتی سے نکلکر چلے تو ایک جوان لڑکا ملا جو لڑکوں میں کھیل رہا تھا خضرؑ نے اسکو مار ڈالا موسیٰؑ نے کہا اس بیگناہ کو تمنے ناحق قتل کیا یہ بری بات کی خضرؑ نے ابکی بار نہایت برہم ہوکر کہا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ رہ سکوگے اسلئے الم اقل کے بعد تاکید کے لئے لک لام کاف زیادہ کیا پھر موسےٰؑ نے عذر کیا اور شرط کرلی کہ اگر اب کے پوچھوں تو اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ آگے چلے تو ایک گاؤں میں پہنچے ہرچند انہوں نے دستور کے موافق گاؤں والوں سے کھانا مانگا ضیافت چاہی مگر انہوں نے صاف جواب دیدیا اسی گاؤں میں ایک دیوار تھی جو گرا ہی چاہتی تھی - خضر علیہ السلام نے اسکو سیدھا کردیا اب تو حضرت موسیٰؑ کو تاب نہ رہی -

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۝

اسنے کہا کیا میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تو ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیگا؟ موسیٰؑ نے کہا اگر اسکے بعد میں آپ سے کوئی بات پوچھوں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا آپ کو میری طرف سے عذر پہونچ چکا

فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ

پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں پاس آئے تو اُنسے کھانا مانگا پر انہوں نے انکی ضیافت دینے سے انکار کیا پھر انکو وہاں ایک ایسی دیوار ملی کہ جو گرا ہی چاہتی تھی تب خضرؑ نے اسکو سیدھا کر دیا موسیٰؑ نے کہا اگر آپ چاہتے تو

لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ

اس کام پر کچھ اجرت لے لیتے اسنے کہا اب یہ میرے اور تیرے بیچ جدائی ہے اب میں تجھے ان باتوں کا راز ہی بتلائے دیتا ہوں کہ جنپر تو صبر نہ کرسکا۔ وہ جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی

يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا

جو دریا میں مزدوری کرتے پھرتے تھے پھر میں نے اس میں عیب کر دینا چاہا کیونکہ ان محتاجوں کے آگے ایک بادشاہ ہر ایک کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا لڑکا سو اسکے ماں باپ ایماندار تھے سو ہمکو ڈر ہوا کہ

أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ

انکو بھی کفر اور ظلم میں مبتلا کرے پھر ہمنے چاہا کہ انکا خدا اسکے بدلہ میں انکو ایسی اولاد دے جو ستھرائی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے اقرب ہو اور دیوار جو تھی سو وہ اس شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا

اور اس کے نیچے انکا خزانہ تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا۔ پس تیرے رب نے یہ چاہا کہ وہ جوان ہوکر اپنا خزانہ نکالیں تیرے رب کی عنایت سے اور یہہ میںنے

فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝

از خود نہیں کیا تھا یہ ہے سر اسکا کہ جس پر تو صبر نہ کرسکا

ع ۱۴
۱

اور خود جانکر سوال کیا کیونکہ انکے پاس رہنا تو مقصود ہی نہ تھا کہہ اوٹھے کہ اسنے اس دیوار کے سیدھا کرنے کی اجرت لے لینی چاہیئے تھی انہوں نے ہمارا حق مہمانی بھی ادا نہیں کیا۔ خضرؑ نے کہا لو اب مجھ میں اور تم میں جدائی ہے مگر میں تمکو ان تینوں باتوں کا سر بتلائے دیتا ہوں کہ جنپر تمسے صبر نہ ہو سکا۔ کشتی کی سنیئے وہ بیچارے غریبوں کی کشتی تھی جو اسکے ذریعہ سے محنت مزدوری کرکے بسر اوقات کرتے تھے اور آگے ایک بادشاہ بیگار میں زبردستی کشتیاں پکڑ رہا تھا میںنے اسکا ایک تختہ نکالکر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسکو نہ پکڑے چنانچہ اسنے نہ پکڑا اور تختہ لگا کر کشتی کو انہوں نے درست کر لیا۔ اب بتلائیے یہہ کام اچھا تھا یا برا؟ اور وہ جو لڑکا تھا وہ نہایت شریر اور سرکش تھا اسکے ماں باپ نیک تھے خوف تھا کہ اسکی محبت میں آکر کہیں وہ بھی کفر و سرکشی میں مبتلا نہ ہو جاویں اسلیئے خدا کو منظور ہوا کہ یہہ مر جاوے اور اسکے بدلے انکو اور اولاد ملے جو خیراً منہ زکوٰۃً تقویٰ و صلاح میں اس سے بہتر ہو اور اقرب رحماً جو صلہ رحمی اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اس سے بہتر ہو چنانچہ اسکے بعد انکے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو نہایت نیک تھی جسکے پیٹ سے ایک نبی پیدا ہوا (حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ وہ جوان تھا لیکن نو عمر ہونے کی وجہ سے اسکو لڑکا کہا اور چونکہ خوبصورت تھا اسلیئے اُسکو ستھرا کہا۔ کلبی کہتے ہیں وہ جوان تھا راہزنی کرکے مال اپنے ماں باپ کے ہاں لاتا تھا۔ ضحاک کہتے ہیں لڑکا تھا مگر فساد کیا کرتا تھا جس سے اسکے والدین کو ایذا ہوتی تھی (معالم التنزیل) کہو اس میں ارادہ الٰہی کے بموجب کیا برائی ہے؟

[illegible]

اب رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جسکے نیچے انکا خزانہ مدفون تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا جسکی برکت سے خدا کو اسکی اولاد کے ساتھ احسان کرنا منظور تھا کہ جوان ہو کر وہ اپنا خزانہ نکالیں اگر اس دیوار کو درست نہ کیا جاتا اور یہہ گر پڑتی تو اور لوگ خزانہ لے لیتے اسلیئے اسکو درست کر دیا کہ انکی جوانی تک نہ گرے۔ کہیئے اسپر کیا اجرت لینی مناسب تھی ؟

اسکے بعد حضرت موسیٰ خضر علیہ السلام سے جدا ہو کر پھر بنی اسرائیل میں آ گئے لیکن معلوم ہو گیا کہ دنیا میں خدا کے بندے مجھ سے بھی زیادہ عالم ہیں۔

ابحاث

(اول) یہہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کب گزرا ہے ؟ حال کے اہل کتاب کہتے ہیں کہ توریت میں اسکا کہیں ذکر نہیں وہ اسکے منکر ہیں علماء اسلام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہہ اسوقت کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں تھے اسی لیئے مجمع البحرین یعنی دو سمندروں کے ملنے کے موقع میں اختلاف کیا ہے "قتادہ بحر فارس و بحر روم مشرقی جانب کا کہتے ہیں محمد بن کعب طنجہ بتلاتے ہیں ابی بن کعب افریقیہ کہتے ہیں (معالم) مگر صحیح یہی ہے کہ یہہ واقعہ اسوقت کا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر قلزم کو عبور کر کے ملک عرب کے شمالی و مغربی کناروں میں آ رہے تھے اور بحرین سے مراد بحر قلزم کی وہ دو شاخیں ہیں جو شمالی جانب میں دور تک جا کر دو شاخ ہو گئی ہیں جہاں سے وہ دو شاخ جدا ہوتی ہیں گویا وہ ان دونوں شاخوں کا مجمع یعنی جمع ہونیکی جگہہ ہے انہیں دو شاخوں کے بیچ میں کوہ سینا اور حورب اور وہ مقامات ہیں کہ جہاں بنی اسرائیل برسوں رہے ہیں۔

چنانچہ جغرافیہ فرہاد صفحہ ۴۳۵ کے حاشیہ میں یہہ ہے " و باعتقاد من مجمع البحرین کہ در قرآن مجید است کما قال اللہ عزوجل حتی ابلغ مجمع البحرین الخ ملتقائے خلیج عقبہ و خلیج سویس است و اکثر مفسرین باشتباہ افتادہ مجمع البحرین را ملتقائے بحر عمان و ہند گرفتہ اند و حضرت موسیٰ بایں صفحات عبور نفرمودہ و اسم قدیم عقبہ ایلہ است و اکثرے نیز ایلہ را ندانستہ اند و ابلہ بصرہ خواندہ اند ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا " انتہی

توریت موجودہ میں اس قصہ کا درج نہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہہ قصہ واقع نہیں ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی کتابیں تھیں کہ جنکو سب اہل کتاب کہتے ہیں مفقود ہو گئیں ان میں بھی اگر اسکو نہ پاتے تو پھر کچھ مجال گفتگو تھی۔

(دوم) اکثر اہل اسلام اس کے قائل ہیں کہ موسیٰؑ سے مراد ان آیات میں حضرت موسیٰ بن عمران ہارون علیہما السلام کے بھائی ہیں۔ مگر کعب احبار کی بیوی کا بیٹا نوف بکالی یہہ کہتا تھا کہ یہہ اور موسیٰ ہیں جو منشی بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام کے بیٹے تھے لیکن خود حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تکذیب کر دی کہ وہ غلط کہتا ہے۔

خضر کی تحقیق

وہ شخص کہ جسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام علم لدنی تعلیم پانے گئے تھے کون تھے ؟ علماء اسلام کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضرؑ تھے کہ جنکو بعض نے ولی اور بعض نے نبی کہا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہہ وہ نماز پڑھتے تھے وہ جگہہ سبز اور ہریالی ہو جاتی تھی اسلیئے انکو خضر کہتے ہیں جسکے معنی سبز کے ہیں۔ یہہ بات کسی صحیح حدیث سے دریافت نہیں ہوتی کہ خضر کس ملک میں پیدا ہوئے اور کس قوم کے تھے اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے ؟ توریت سفر پیدائش کے چودھویں باب کے اخیر میں ملک صدق کا ذکر آیا ہے کہ اسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی اور وہ خدا کا کاہن تھا پھر اسی ملک صدق کی نسبت عیسائیوں کی انجیل میں یعنی نامۂ عبرانیوں کے ساتویں باب میں یہہ لکھا ہے۔ کیونکہ یہہ ملک صدق سالیم کا بادشاہ تھا خدا کا کاہن[۵] تھا جسنے ابراہام کا جبکہ وہ بادشاہوں کو مار کے پھر آتا تھا استقبال کیا اور اسکے لیئے برکت چاہی جسکو ابراہام نے سب چیزوں کی

---

[۵] پیشوا۔ امام۔ بمحاورۂ اہل کتاب ۱۲ منہ

وہ یکے دی وہ پہلے اپنے نام کے معنوں کے موافق راستی کا بادشاہ اور پھر شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جسکے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے سے (عیسیٰ) مشابہ ٹھہر کے ہمیشہ کاہن رہتا ہے

گرچہ ملک صدق کی بابت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں تھا اور جسکی نسبت ہمیشہ زندہ رہنا لکھا ہے اہل کتاب کے مختلف قول ہیں لیکن صحیح تر یہی ہے کہ ملک صدق وہی شخص ہے کہ جسکو اہل اسلام خضر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اب انکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جد امجد اور ابو الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی تھی۔ شاید پولوس کا یہہ کہنا کہ انکے نہ ماں تھی نہ باپ نہ اسکی عمر کی ابتدا ہے۔ مبالغہ پر محمول ہوا جو اسنے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشبیہ کے لئے یہ بات کہی ہو۔ والعلم عند اللہ۔

خضر علیہ السلام

کے بارہ میں علماء اسلام کے دو قول ہیں ایک جماعت صرف اس حدیث سے استدلال کرکے (جسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عشا کی نماز پڑھکر یہہ فرمایا تھا کہ آجکی رات جو زمین پر زندہ ہے سو برس کے اخیر تک مر چکیگا) یہہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت خضر بھی بموجب حدیث مذکور مر گئے مگر اکثر علماء فرماتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں جس طرح کہ حضرت الیاس۔ اور سال بھر میں دونوں ایکبار ملاقات بھی کرتے ہیں حدیث مذکور میں جو سو برس کے بعد مرنا آیا ہے وہ اکثر لوگوں کی عمر طبعی کا لحاظ کرکے فرمایا ہے عموم مراد نہیں کہ جنکی زندگی محض اسکی قدرت کاملہ کے ذریعہ ہو وہ بھی اسمیں شامل ہوجاویں۔

خضر کی زندگی کی بابت یہہ جو عوام میں مشہور ہے کہ وہ سکندر ذو القرنین کے ساتھ ظلمات میں گئے اور ذو القرنین آب حیات کے چشمہ کا رستہ بھول گئے اور خضر نے وہاں پہنچکر وہ پانی پی لیا جسلیے انکی زندگانی ہمیشہ تک رہیگی اور نیز یہہ کہ خضر دریاؤں پر رہتے ہیں وہاں کے کاروبار انہیں سے متعلق ہیں یہانتک کہ عوام کنوؤں تالابوں نہروں پر بھی خضر کے نام کا چراغ جلاتے اور دلیہ پکاکر فاتحہ دلاتے ہیں اور انکے نام کی دہائی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ) نہ قرآن سے اسکا ثبوت ہے نہ پیغمبر علیہ السلام کے کسی قول سے۔ اور انکی پرستش کرنا اور دہائی دینا تو صریحاً ممنوع ہے۔

رسوم) باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولوالعزم رسول تھے انکو توریت دیگئی تھی خدا تعالےٰ سے کلام کرتے تھے پھر وہ کونسا علم ہے جو انہیں حاصل نہ تھا جسکی خضر علیہ السلام کے پاس تعلیم پانے گئے تھے۔

اسکا یہہ جواب ہے کہ انسانوں میں سے بعض نفوس ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انکے قویٰ خیالیہ وحسیہ انوار ولمعانِ روحانی کی وجہ سے ضعیف ہوجاتے ہیں اور انکی قوت ملکیہ انپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ اگر انکو طبقہ ملائکہ میں شمار کیا جاوے تو کچھ بعید نہو اور انکی روح علوم ومعارف الٰہیہ کے لیئے ایک آئینہ پر جلا ہوتی ہے تب انپر ملائکہ وغیرہ عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے ہیں اور اسیکو علم لدنی کہتے ہیں گرچہ سب انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں مگر ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است + ہر ایک کے مراتب متفاوت ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم خلق کی طرف زیادہ توجہ تھی انپر اسی قسم کے علوم فائض ہوتے تھے ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا انکے حق میں انکے مقاصد کے منافی تھا برخلاف حضرت خضر علیہ السلام کے

کہ وہ ملکیت غالب آجانے کی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں ملگئے تھے اسلیئے نظر سے غائب ہوجانا اور ہزاروں کوس دم مارنے میں چلا جانا سمندروں پر پار اتر جانا ان کے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا خدا تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہہ دکھانا تھا کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ملائکہ کی طرح جو کچھ کرتے ہیں اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں گو بظاہر انکے افعال کسی سر کی وجہ سے کسی کی سمجھ میں نہ آویں۔ اسی لیئے حضرت موسیٰؑ سے خضرؑ نے کہا تھا کہ تمکو اور علوم مجھے اور علوم دیئے گئے ہیں تم میرے ساتھ نہ رہ سکو گے آخر موسیٰؑ نے بھی دیکھا کہ ان علوم سے مجھے کچھ فائدہ نہیں وہاں سے چلے آئے۔

ف امت محمدیہ میں خضر جیسے لوگ ہوتے رہیں ۱۲ منہ

(چہارم) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی خضر صفت آدمی ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں جنکو ابدال و اوتاد و اقطاب کہتے ہیں۔ مگر جاہل صوفیوں کا اس قصہ سے یہ سمجھ لینا کہ باوا شریعت اور ہے طریقت اور ہے نماز و روزہ حرام و حلال کے ہم پابند نہیں ہم عالم غیب کے مختار ہیں جسکو جو چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر اس اعتقاد سے جہلاء کا انسے حاجات طلب کرنا اور ان لوگوں کا شراب پینا بنگ نوشی کرنا اور معترض کو یہ کہنا کہ باوا موسیٰؑ نے بھی خضرؑ پر ایسے ہی اعتراض کیئے تھے یہہ علم لدنی کی باتیں ہیں جو مرشدوں (یعنی تکیہ میں بنگ گھوٹنے والوں) سے حاصل ہوتی ہیں وغیر ذلک من الخرافات محض وسوسۂ شیطانی اور دام تزویر ہے معاذ اللہ اقطاب و ابدال ایسے منہیات کے کب مرتکب ہوتے ہیں خضر علیہ السلام کی تینوں باتوں کو غور کرو کہ ان میں سرمو قباحت نہ تھی۔ دیوار کا بنانا تو ظاہر ہے۔ کشتی کا تختہ نکالنا کہ جس سے وہ غرق نہ ہوئے اور انکی کشتی بچ گئی ایسی ہی بات ہے کہ جسطرح سر کے بال مونڈ دینے سے کسیکا مرض دفع کر دیا جائے رہا اس بدبخت لڑکے کا قتل کرنا سو وہ بھی ٹھیک بات تھی خصوصاً جبکہ وہ جوان اور قزاق تھا یوں تو ملک الموت پر بھی سیکڑوں قتل کے ہر کوئی الزام لگا سکتا ہے۔

ف

ف ہنود کے معارضہ کا جواب

ہندوؤں کی کتابوں سے جبکہ انپر یہہ الزام لگایا گیا کہ کرشن نے گوپیوں سے ایسا کیا مہادیو جی نے اور فلاں فلاں بزرگوں نے ذرا سی بات پر اتنے لوگوں کو بیرحمی سے قتل کر ڈالا تو ہنود کے رئیس المناظرین لالہ **اندرمن** نے حضرت موسیٰؑ کا قبطی کو مکا مارنا اور خضر علیہ السلام کا کشتی کا تختہ اکھیڑنا لڑکے کو قتل کرنا حضرت آدمؑ کا بھول کر گندم کے درخت کو کھانا گنوادیا اور سیکڑوں وہ بے اصل قصے جو ہمارے خوش اعتقاد راویوں نے اہل کتاب سے لیئے تھے بیان کر دیئے کہ لو دیکھو تمہارے مسلم بزرگوں نے کیا کم کیا ہے؟ اس جواب سے ناواقف ہنود تو شاید خوش ہو گئے ہوں گے مگر منصف مزاجوں کے نزدیک یہہ جواب سننے کے بھی قابل نہیں کیونکہ کہاں حضرت خضرؑ و موسیٰؑ و آدمؑ کا یہہ فعل کہاں انکے بزرگوں کے وہ حیرت انگیز ماجرے جو انکی کتابوں[له] میں بھرے پڑے ہیں جسکی تشریح سوط اللہ الجبار وغیرہ کتابوں میں علماء اسلام نے خوب کی ہے۔

ف

قرآن مجید میں جو خضر علیہ السلام کے تین فعل بیان ہوئے ہر ایک میں امت کے لیئے عجیب رموز ہیں۔ اول کشتی کا تختہ توڑ کر بادشاہ ظالم کے ہاتھ سے بچا دینا اس بات کی تعلیم ہے کہ تھوڑے سے نقصان پر صابر ہونا چاہیئے نہیں جانئے کیا فوائد رکھے ہوتے ہیں اور نیز یہہ بھی کہ کسی غریب کو للہ کشتی میں سوار کرنا یا اسکے ساتھ اور کوئی سلوک کرنا آسمانی ہلاکتوں سے بچنے کا سبب ہو جاتا ہے (۲) نیک آدمی پر صدمہ آنا کسی مصلحت الٰہیہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس بدبخت لڑکے کا مرنا جو دنیا و آخرت میں انکی ننگ کا باعث تھا جسکے بدلہ میں نیک اولاد ملی (۳) نیک آدمی کے بعد پشتوں تک خدا تعالیٰ اسکی اولاد کو نیک صلہ دیا کرتا ہے جیسا کہ دیوار کے قصہ سے ظاہر ہے

[له] پورانوں میں ۱۲ منہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ط قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝

اور آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں انسے کہدو کہ اب میں تمہیں اسکا کچھ حال سناتا ہوں - ہمنے اسکو ملک میں بڑی قوت دی تھی اور ہمنے اسکو ہر ایک طرحکا سازوسامان عطا کیا تھا چنانچہ اسنے سازوسامان تیار کر کر (سفر کا ارادہ کیا)

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ

یہانتک کہ جب وہ آفتاب غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اسکو وہ ایک گرم (یا سیاہ) چشمہ میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور وہاں اُسنے ایک قوم کو بھی پایا ہمنے کہا اے ذوالقرنین تجھے اختیار ہے یا انکو سزا دے اور یا انسے نیک

فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ

سلوک کر ان لوگوں سے اُسنے کہا کہ جو ان میں ظالم ہے اسکو تو ہم سزا ہی دونگا پھر وہ اپنے رب کے پاس روانہ ہوگا پھر تو وہ اسے اور بھی سخت سزا دیگا اور جو کوئی ایمان لایا ہوگا اور اسنے نیکی بھی کی ہوگی تو اسکو

الْحُسْنٰى ج وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

(خدا کے پاس بھی) نیک بدلہ ملیگا اور ہم بھی اپنے معاملہ میں اسکو آسان ہی حکم دینگے

ترکیب

عن یسئلونک سے متعلق ذکرا اتلو کا مفعول - مکنا کا مفعول امرہ محذوف وجدہا جواب ہے اذا بلغ کا تغرب جملہ حال ہے ضمیر وجدہا سے یا مفعول وجد حمئۃ ذات حمات - الحمات الطین الاسود - وقرأ ابن عامر وحمزۃ حامیۃ اے حارۃ آتا تخیر کے لئے جزاء کو حمزہ کسائی حفص بالنصب والتنوین پڑھتے ہیں اور باقی بالرفع والاضافۃ - اول تقدیر پر فلہ الحسنی جزاء جیسا کہ کہتے ہیں لک ہذا الثوب ہبۃ - دوسری صورت میں الحسنی کا موصوف الفعلۃ مقدر مانا جاویگا یا المثوبۃ پس جزاء موصوف ہوگی المثوبۃ الحسنی کی واضافۃ الموصوف الی الصفۃ کثیر -

تفسیر

ف ذوالقرنین کے حالات

یہ تتمہ قصہ ذوالقرنین کا ہے جو اہل کتاب کے کہنے سے قریش نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا انا مکنا سی تمہید کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے کہ ہمنے ذوالقرنین کو دنیا پر قابو دیا تھا اور ہر ایک قسم کا سازوسامان اسکو ملا تھا جس سے وہ مشرق و مغرب تک فتوحات حاصل کرتا ہوا چلا گیا اگرچہ جب سے علم تاریخ مدون ہوا ہے تب سے ایسے سازوسامان جو اب ہیں ریل وخانی جہاز پائے نہیں جاتے مگر تواریخ سے پہلے غیر معلوم زمانہ میں جانے کیا کیا صنعتیں تھیں اور مٹ گئیں جنکے بعض آثار قدیم خرابات کے کہودنے سے برآمد ہوتے ہیں) فرماتا ہے فاتبع سببا کہ ذوالقرنین نے سفر کا سازوسامان تیار کیا اور پہلے مغرب کی سمت کو روانہ ہوا یہانتک کہ انکو آفتاب سمندر کے گرم اور سیاہ پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا گرچہ آفتاب آسمان پر ہے مگر غروب کے وقت پانی کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے کو پانی میں اور پہاڑ کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہوتا ہوا معلوم ہوا کرتا ہے - اور عین حمئۃ پڑا ہی اسکے نزدیک ذوالقرنین کے سامنے سیاہ دلدل ہوگا جسمیں آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا ہوگا - القصہ وہان ایک بُت پرست قوم ملی جسکی نسبت خدا نے ذوالقرنین کو بالہام یا بواسطہ نبی یہ حکم دیا کہ خواہ انکو سزا دے خواہ اُنسے کوئی نیک سلوک کر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا وہ جو ان میں ظالم و سرکش ہیں میں انہیں سزا دونگا یعنی مار ڈالونگا جو اس کے بعد وہ اپنے رب کے ہاں جاکر اور بھی سخت عذاب پاوینگے یا یہ مراد کہ سزا دونگا کوئی سزا ہو پھر مرنے کے بعد وہ وہان اور بھی سزا پاوینگے اور جو ان میں ایماندار اور نیک ہو جاوینگے ان کو اچھا بدلہ انعام و اکرام دونگا اور اپنی حکومت و ریاست کے امر میں بھی اُن سے نرمی برتونگا چنانچہ ذوالقرنین نے ایسا ہی کیا -

ذوالقرنین کا سفر مغربی

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ○ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ

بار دگر اسنے تیاری کی یہانتک کہ جب آفتاب نکلنے کی جگہ (یعنی مشرق میں) پہنچا تو اسنے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع کرتے ہوئے پایا کہ جنکے لیے ہمنے آفتاب سے بچنے کیلئے کوئی اوٹ نہ بنائی تھی بات یونہی ہے اور اسکے حال کی پوری پوری خبر ہمارے ہی

خُبْرًا ○ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ○ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ

پاس ہے   اسنے پھر تیاری کی یہانتک کہ جب وہ پہاڑ کے دو دروں میں پہنچا تو انکے پار ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی۔ انہوں نے (مترجم کی معرفت) کہا   اے ذو القرنین

يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ○ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ

یاجوج و ماجوج نے تو ملک میں فساد ڈال رکھا ہے پھر اگر آپ کہیں تو آپ کے لیے ایک محصول قائم کریں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور انکے بیچ کوئی مستحکم دیوار بنا دیں اسنے کہا کہ جو کچھ میرے رب نے مجھے مقدور دے رکھا ہے وہی کافی ہے

فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ○ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ

پھر تم اپنے (ہاتھ پاؤں کی) طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور انکے درمیان ایک آڑ بنا دوں مجھے لوہے کے تختے لا دو (وہ لائے اور کام شروع ہوا) یہانتک کہ جب پہاڑ کے دونوں کنارے روکو (دیوار چنکر) برابر کر دیا تو کہا اسکو دھونکو (لوگ دھونکنے لگے)

قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ○ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ

تو اسنے کہا کہ اب تم میرے پاس تانبا لاؤ کہ پگھلا کر اسپر ڈالدوں (پس ایسی مستحکم اور بلند دیوار تیار ہو گئی) کہ یاجوج ماجوج نہ تو اسپر چڑھ سکتے تھے اور نہ اسمیں نقب لگا سکتے تھے (دیوار کو دیکھکر) ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی مہربانی ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ○

آ دیگا تو اسکو ڈھا کر برابر کر دیگا   اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے

السدین ای الجبلین المبنی بینہما سدہ وہما جبلان منیفان فی اواخر الشمال فی منقطع ارض الترک من ورائہما یاجوج و ماجوج۔ و بین ہہنا مفعول بہ وہو من الظروف المتصرفۃ۔ خرجا جعلا نخرجہ من اموالنا۔ ردما حاجزا حصینا وہو اکبر من السد من قولہم ثوب مردم اذا کان رقاع فوق رقاع۔ الصدفین الصدف محرکۃ کل شیء مرتفع من حائط ونحوہ ای جانبی الجبلین۔ فما اسطاعوا بحذف التاء حذرا من تلاقی متقاربین ای التاء والطاء۔

پھر وہاں سے بلاد مشرقیہ کی طرف توجہ کی اور مشرق میں ایسی قوم تک پہنچے کہ جنکے پاس آفتاب کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی خیمہ یا مکان نہ تھا وہ بن اور پہاڑوں کی کھوہ میں رہتے تھے۔ فرماتا ہے کذالک الخ یعنی ہم علام الغیوب ہیں ذوالقرنین کا پورا حال کہ کس قدر سپاہ تھی اور اسکے ساتھ کون کون تھے ہمکو معلوم ہے اور کوئی کیا جان سکتا ہے اور الحق یوں ہی ہے۔

ثم اتبع سببا یہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً شمالی رخ کا دھاوا ہے کیونکہ آبادی زمین کی اسی حصہ میں بیشتر ہے۔ شمال میں فتح کرتے کرتے دو پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچے اور اسکے متصل ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی ترجمان کے ذریعہ سے انہوں نے ذوالقرنین سے قوم یاجوج و ماجوج کی سرکشی اور فساد کا حال بیان کرکے اُس گھاٹی کے بند کرنے کی درخواست کی کہ جس سے گزر کر یہ دونو قومیں انکے ملک میں قتل و غارت کرتے تھے اور اسپر انہوں نے کچھ روپیہ یا پیداوار دینے کا بھی وعدہ کیا ذوالقرنین نے کہا خدا نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے تم صرف جسمانی مدد دو کر لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لوگ لائے پس جب پہاڑوں کی چوٹیوں تک درے کو لوہے اور پتھروں سے چن دیا تو گرم کرکے یعنی پگھلا کر اسپر کسی حکمت سے تانبا یا سیسا ڈالدیا جس سے وہ دیوار ایک ذات ہو گئی سب جوڑ مستحکم ہو گئے کہ نہ تو اسکی بلندی کی وجہ سے یاجوج ماجوج اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں رخنہ کر سکتے تھے ذوالقرنین نے کہا یہ تعمیر رحمت الٰہی ہے اسکے گرنے کا ایک وقت مقرر خدا نے کر رکھا ہے جب وہ وقت آویگا تو گر جاویگی یہ اسلئے کہا کہ شکر گزاری کرتے رہیں ڈرتے رہیں۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِىْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝ الَّذِيْنَ

اوراسروز ہم نے انکو ایسا کر چھوڑا کہ ایک دوسرے پر دہکا پیل کرتا تھا اور صور پھونکا جاویگا پھر ہم ان سب کو جمع کرلینگے اور ہم اسروز کافروں کے سامنے جہنم کو لادیں گے اُن کے کہ

كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

جنکی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھ سن ہی نہ سکتے تھے

ترکیب

بعضہم مفعول اول ترکنا بمعنی جعلنا کا یموج جملہ مفعول ثانی وترکنا جملہ مستانفہ ہے یومئذ یموج سے متعلق ہے۔ وکانوا معطوف ہے کانت اعینہم پر جو صلہ میں داخل ہے معطوف اور معطوف علیہ کا مجموعہ صلہ ہے الذین کا یہہ موصول اپنے صلہ سے ملکر الکافرون کی صفت یالغت ہے۔

تفسیر

یہہ تتمہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کا۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اسروز یعنی وقت موعود پر جبکہ دیوار ٹوٹے گی اور قوم یاجوج ماجوج اسمیں سے ادہر کے ملکوں میں آویگی تو یہہ اژدحام ہوگا کہ دہکم دھکا ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ٹڈی دل کی طرح امڈے چلے آوینگے آکر زمین میں فساد کرینگے قتل کرینگے کھیتیں اُجاڑیں گے۔ چونکہ دیوار کا ٹوٹنا یاجوج ماجوج کا باہر آکر فساد کرنا بلحاظ زمانہ ذوالقرنین کے ہزاروں سیکڑوں برس کے بعد ہوگا اور یہہ زمانہ اُس زمانہ کے خیال سے یقیناً قیامت کے قریب ہے اسلیئے اس مناسبت سے حشر کا مسئلہ شروع ہوا ونفخ فی الصور۔ صور پھونکا جاویگا دنیا نیست ونابود ہوجاویگی پھر دوسری بار صور پھونکے گا جس سے ہر شخص زندہ ہوگا وعرضنا جہنم الخ اسروز کافروں کے سامنے جہنم کو لاکھڑا کردین گے تاکہ وہ اسمیں ڈالے جاویں وہ کافر کون لوگ ہیں؟ آپ ہی بتاتا ہے الذین الخ وہ کہ جنکی آنکھوں پر دنیا میں پردے پڑے ہوئے تھے کہ خدا کی نشانیوں اور آیات قدرت کو دیکھکر اسکو یاد نہیں کرتے تھے اور جب خود یہہ بات حاصل نہ تھی تو اُن کے وعظ ونصیحت کو بھی نہیں سنتے تھے۔ وترکنا الخ کے جو معنی ہمنے بیان کئے ہیں انہیں معنی کی تائید سورۂ انبیاء کی اس آیت سے ہوتی ہے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون۔ یہانتک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھولدینگے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آوینگے۔ پھر واقترب الوعد الحق سے حشر کا برپا ہونا بیان فرماتا ہے جیساکہ یہاں عرضنا سے فرمایا۔ مگر بعض مفسرین یومئذ سے مراد وہ دن لیتے ہیں کہ جس روز دیوار قائم ہوئی تھی اور ترکنا ماضی کے صیغہ کو اپنے اصلی معنوں پر رکھتے ہیں انکے نزدیک اسکی یہہ معنی ہوئے کہ جس روز دیوار قائم ہوگئی تو یاجوج ماجوج وہیں ایک دوسرے پر باہر آنے کے لیئے گرتے پڑتے اور اژدحام کرتے رہگئے کہ ایک دوسرے پر دیوار کی طرف آنیکے لئے گرا پڑتا تھا جیساکہ اژدحام میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ویسئلونک عن ذی القرنین الخ جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قریش[1] نے احبار یہود کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں بطور امتحان کے پوچھیں تھیں منجملہ انکے ایک یہ بات بھی ہے۔ اس بات کو محدثین نے صحیح سند سے ثابت کردیا ہے۔ اور قرآن مجید کے الفاظ بھی اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اسمیں کچھ بھی شبہ نکرنا چاہیئے کہ ذی القرنین کا قصہ یہود میں متعارف تھا خواہ وہ انکے طالموت میں ہو خواہ گمرا میں جو انکی کتاب مقدس کی شرح یا تفسیر ہے یا اُنکی اُن روایات میں جو زبانی یکے بعد دیگرے انکے ہاں متوارث چلی آتی تھیں ہرچہ باشد مگر وہ ذی القرنین کے قصہ سے واقفیت رکھتے تھے اور یہہ بھی سمجھتے تھے کہ اس قصہ کو ہر ایک نہیں بتلا سکتا اور اسی غرض سے بطور امتحان کے آنحضرت صلعم

---

[1] چنانچہ ابن جریر نے بسند ابن اسحاق عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں قریش نے نضر بن حارث عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ میں احبار یہود کے پاس بھیجا تاکہ اُن سے پوچھکر بطور امتحان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کریں چنانچہ انہوں نے یہہ تین سوال تعلیم کیئے اور یہہ بھی کہدیا کہ اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیگا تو جانیو کہ نبی برحق ہے اوّل اصحاب کہف کا حال پوچھو پھر اُس بادشاہ کا جو مشرق ومغرب تک فتح کرتا ہوا چلا گیا تھا یعنی ذوالقرنین کا پھر روح سے سوال کرو ۱۲ منہ

پوچھا تھا۔ قرآن مجید نے صرف یہی بتلایا کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جسکو ہمنے زمین پر زور آور کیا تھا اور اسکو ہر ایک طرح کے اسباب عطا کئے تھے پھر اُسنے مغرب کے رُخ سفر کیا اور وہانتک پہنچا کہ جہاں اسکو آفتاب ایک سیاہ اور گدلے چشمہ میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا پھر وہانسے لوٹ کر مشرق کیطرف رجوع کیا اور آخر ایک ایسی قوم پر پہنچا کہ جنپر آفتاب بغیر کسی حجاب کے طلوع کرتا تھا۔ پھر وہاں سے اُسنے ایک اور سفر کیا (جو غالباً سمت شمالی میں تھا اور قرائن سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی) اور ایک ایسی قوم تک پہنچے کہ جو انکی زبان نہ سمجھ سکتے تھے (بغیر ترجمان کے) ان لوگوں نے ذوالقرنین سے کسی خاص خراج دینے پر یہہ درخواست کی کہ یاجوج ماجوج مفسد لوگ ہیں ہماری ملک پر شورش برپا کیا کرتے ہیں آپ انکا رستہ بند کر دیجئے ذی القرنین نے خراج لینے سے تو انکار کیا اور لوہے کے تختے اُنسے مانگے کہ جنسے دو پہاڑوں کے درمیان کوئی درہ تھا اسکو بند کر دیا اور دیوار چن کر اسکو گرم کیا اور پگلا ہوا تانبا یا سیسہ اُسپر ڈالکر ایسا مستحکم کر دیا کہ جسپر نہ وہ چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں نقب لگا سکتے تھے۔ نہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین کس ملک کا بادشاہ تھا اور کس عہد میں تھا؟ اور نہ یہہ بات بتلائی کہ اسکو ذی القرنین کیوں کہتے تھے۔ نہ اس بات کا ذکر ہی کہ ذی القرنین مشرق و مغرب میں انتہا تک پہنچ گئے تھے نہ یہہ بات بتلائی گئی ہے کہ وہ قوم کہ جسنے سد یعنی دیوار بنانے کی درخواست کی تھی کون قوم تھی اور کہاں تھی؟ نہ یہہ بتلایا کہ یاجوج ماجوج کون قوم تھی اور کہاں رہتی تھی اور اب بھی ہی کہ نہیں اور ہے تو کہاں ہے اور وہ کیسی قوم ہے انکی قد کیسے ہیں اور وہ مردم خور ہیں یا نہیں؟ اور نہ دیوار کا موقع بتلایا کہ وہ کس جگہہ بنی تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں؟ یہہ سب باتیں سوال سے زائد تھیں اسلئے انسے اعراض کر کے اصل قصہ بتلا دیا جو انکی غرض سے تعلق رکھتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اور وحی کا مقصد اصلی بھی یہی تھا۔ تفصیل وار قصے کہانی بیان کرنا مورخوں کا کام ہے۔ اب ان باتوں میں علماء اسلام نے غور کرنا شروع کیا اور جہانتک ہو سکا انکا پتا نکالا۔ اور ان باتوں کے دریافت کرنے میں انہوں نے کہیں قرآن مجید کے اشاروں سے کہیں روایات سلف سے کہیں مورخین اہل کتاب و اہل اسلام و دیگر تواریخ اور ہر زمانہ کے اہل تحقیق اور اہل جغرافیہ سے مدد لی اور یہی وجہ ہے کہ ان باتوں کے ٹھیک ٹھیک دریافت کرنے میں انسے باہم اختلافات بھی ظہور میں آئے اور کچھ عجب نہیں کہ انسے کسی موقع میں اصلی بات رہگئی ہو اور بعض نے اسکو ٹھیک سمجھا ہو اور ایسی باتوں میں کہ جہاں نہ کوئی نص قطعی رہنمائی کرتی ہو نہ کوئی اُسوقت کی صحیح تاریخ ملتی ہو اختلاف ہونا ایک معمولی بات ہی نہ ان امور مبحوثہ کا انکی تحقیق کے موافق ہر ہر بات میں صحیح مان لینا فرض و واجب ہے نہ انپر کوئی وجہ انکار رہے

سبسے پہلی بات کہ ذوالقرنین کون تھا اور کہانکا تھا اور کب تھا؟

اسکا ثبوت اس سے بخوبی ہو سکتا ہی کہ یہہ دیوار کسنے بنائی؟ پس جو اسکا بنانے والا ہے وہی شخص ذی القرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اب ہمکو اس سد کی تلاش کرنی پڑی کہ کہاں ہی؟ ہمارے سامنے حال کے بھی متعدد جغرافیہ اور کرۂ زمین کے صحیح نقشے دہرے ہیں جو سرکاری مدارس میں پڑہائے جاتے ہیں ان میں کسی جگہہ یاجوج ماجوج قوم کا ذکر تک نہیں اور یہہ ممکن ہے کیونکہ حال کے جغرافیوں میں قوموں اور ملکوں کے وہی نام ذکر کئے جاتے ہیں جو آجکل متعارف ہیں اور ایسا بہت واقع ہوا ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے ملکوں اور شہروں اور قوموں کے اور ہی نام ہو گئے پہلے نام بدل گئے ہو سکتا ہی کہ یاجوج ماجوج کو آجکل کسی اور نام سے تعبیر کرتے ہوں اسلئے یاجوج ماجوج کا نام نہونا کوئی تعجب کی بات نہیں نہ اس بات کی دلیل ہی کہ وہ کوئی قوم نہیں یا پہلے تھی اب بالکل نیست و نابود ہو گئی اسی طرح اُس سد کا بھی ذکر نہیں اور یہہ بھی قرین قیاس ہے کسلئے کہ جغرافیوں اور نقشوں میں شہروں اور پہاڑوں اور بڑے بڑے نشانوں کو ذکر کیا کرتے ہیں اور یہہ دیوار جیسا کہ اہل اسلام کے مورخ کہتے ہیں صرف تخمیناً ڈیڑھ سو گز کی ایک مرتفع اور مستحکم دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ہے اس سے بھی بڑی بڑی صدہا چیزیں مذکور نہیں ہوتیں اب ہمکو مسلمانوں کے قدیم جغرافیہ دیکھنے چاہئیں کہ جنہوں نے بطلیموس کے جغرافیہ کو لیکر اسکے ساتھ اپنے سفرنامہ اور اپنے دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے اور گویا حال کے جغرافیوں کی انہیں پر تقسیم اقالیم و جزائر و ممالک وغیرہ امور میں بنیاد ہے اور یہہ بھی درست ہی کہ آجکل سامان سفر جیسے مہیا ہیں اور جس آسان

طریقہ سے ہر ایک ملک کی خبر دریافت ہو سکتی ہے پہلے یہہ بات نہ تھی اور اسی لئے حال میں اس فن میں بہت کچھ چھان بین کی گئی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دوسری تیسری صدی میں جبکہ مسلمانوں کے فتوحات مشرق و مغرب تک پھیل گئے تھے اور وہ باوجود صعوبتِ سفر کے اندلس اور جبل الطارق سے لیکر چین کے کناروں تک ایسے امور کی تحقیقات کے لئے سفر کیا کرتے تھے اور پھر ہر ایک سیاح نہایت صحت و احتیاط کے ساتھ ان مقامات و بلاد و ممالک کے احوال قلمبند کیا کرتا تھا چنانچہ اس قسم کے بہت سے جغرافیہ ابتک موجود ہیں جنہیں سے اکثر کو اہل فرنگستان نے طبع بھی کیا ہے اُنہیں سے میرے پاس اسوقت یہہ کتابیں موجود ہیں جنسے ایشیا اور افریقہ کے ملکوں کا اور انکے شہروں اور مشہور مقاموں کا بڑی تشریح کے ساتھ حال معلوم ہو سکتا ہے (۱) کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۸۷۳ء (۲) الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ تالیف ابوریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء بیرون سندھ میں کوئی قریہ یا شہر تھا شاید اب بھی ہو یہہ شخص بڑا حکیم و منجم سلطان محمود غزنوی کے عہد میں تھا (۳) نزہۃ المشتاق فی ذکر الامصار و الاقطار و البلدان و الجزر و المدائن و الآفاق اسکا مصنف علوی ادریسی چھٹی صدی ہجری میں تھا یہہ جغرافیہ یونانی اور اس وقت کے جغرافیوں سے ملخص کر کے جزیرہ صقالیہ کے عیسائی بادشاہ کے لئے تصنیف کیا تھا (۴) مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع تالیف یاقوت حموی مطبوعہ فرانس (۵) کتاب البلدان تالیف ابی بکر احمد بن محمد الہمدانی المعروف بابن الفقیہ مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۳۰۲ ہجری (۶) احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم تالیف شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر البناء الشامی المقدسی المعروف بالبشاری مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۸۷۷ء اسکا مصنف شہاب الدین غوری سے بھی پہلے تھا (۷) مسالک الممالک تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی مطبوعہ مطبع بریل واقع شہر لیڈن ۱۸۷۰ء (۸) تقویم البلدان تالیف السلطان عماد الدین اسمٰعیل بن الملک الافضل یعنی ابوالفداء مطبوعہ پیرس ۱۸۴۰ء (۹) مقدمہ ابن خلدون یہہ شخص جو آٹھویں صدی میں گذرا ہے بڑا حکیم تھا اسنے اپنے جغرافیہ میں حکیم بطلیموس کے جغرافیہ سے لیا ہے جو حضرت مسیحؑ سے تھوڑے دنوں بعد گذرا ہے اور نیز تاجر و ابن مسعودی و حوقلی و مقدری و ابن اسحاق منجم و نزہۃ المشتاق سے بھی لیا ہے۔ اور اقالیم کا اس صحت و خوبی کے ساتھ حال بیان کیا ہے کہ آجکل کے جغرافیوں سے سر مو تفاوت نہیں ہے کہنا صرف ناموں کا فرق ہے۔ اسنے اپنے مقدمہ میں تین جگہہ اس دیوار کا ذکر کیا ہے صفحہ ۷۱ میں کہتا ہے وفی الجزء التاسع من ہذا الاقلیم الخامس

فی الجانب منہ بلاد خفشاخ و ہم قفچق یحوزہا جبل قوقیا حین ینعطف من شمالہ عند البحر المحیط و یذہب فی وسط الی الجنوب بانحراف الی الشرق فیخرج فی الجزء التاسع من الاقلیم السادس ویمر معترضاً فیہ۔ و فی وسطہ ہناک **سد یاجوج و ماجوج** و قد ذکرناہ و فی الناحیۃ الشرقیۃ من ہذا الجزء ارض یاجوج وراء جبل قوقیا علی البحر قلیلۃ العرض مستطیلۃ احاطت بہ من شرقہ و شمالہ انتہی

کہ اس اقلیم کے نویں حصہ میں ایک گوشہ میں خفشاخ کے بلاد ہیں کہ جنکو قفچاق کہتے ہیں کہ جنپر سے قوقیا پہاڑ گزرتا ہے جبکہ وہ بحر محیط کے پاس سے ہو کر شمال کی طرف کو مڑتا ہے قدرے شرق کو مائل ہو کر تب وہ پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک نکل جاتا ہے اور یہیں وہ موڑ کھا کر نکلتا ہے اور اسی جگہہ اسکے وسط میں یاجوج ماجوج والی دیوار ہے کہ جسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس حصہ کے شرقی کنارہ میں یاجوج کا ملک ہے جبل قوقیا کے پرے سمندر کے رخ مستطیل ٹکڑا ہے۔ قوقیا غالباً کوہ التای کو کہتے ہیں اور اسی کے موڑ میں ایک جگہہ وہ دیوار ہے اور کوہ طئی کے پرلی طرف منچولیا اور منگولیا منغلوں کی قومیں ہیں جنکو یاجوج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہہ لوگ سخت خونخوار اور درندے اور وحشی اور سفاک کافر تھے جنکا پیشہ شکار ہے۔ پہلے زمانوں میں یہہ لوگ ادھر تو چین کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے جنکے روکنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمیناً ۲۲۵ برس پیشتر فغفور چین نے دیوار بنائی تھی جسکی لمبائی کا اندازہ بارہ سو میل سے لیکر پندرہ سو ۱۵۰۰ میل تک کیا گیا ہے یہہ مستحکم دیوار کہ جسکی پوری کیفیت تاریخ چین سے معلوم ہوتی ہے اب تک موجود ہے جو عجائب روزگار میں شمار کی جاتی ہے ادہر یہہ سفاک قوم اس پہاڑ کے درہ میں سے گزر کر ترکستان پر تاخت و تاراج کرنے آیا کرتی تھی۔ اب ہم یہہ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی دیواریں کئی جگہہ ہیں؟ (۱) ملک چین کے شمالی حصہ میں ایک دیوار ہے جسکو دیوار چین کہتے ہیں

جسکو بقول مورخین چین **چی وانگٹی** فغفور چین نے بنایا تھا (۳) دوسری وہ دیوار جو جبل الطی کے کسی درہ کو بند کئے ہوئے ہے جسکا ابن خلدون نے بھی ذکر کیا اور اسیکو اکثر مورخین اسلام سد یاجوج کہتے ہیں جسکی تحقیق خلفاء عباسیہ کے عہد میں کی گئی تھی چنانچہ **ابو ریحان** بیرونی اپنی کتاب آثار باقیہ مطبوعہ جرمن سنہ ۱۸۶۹ء کے صفحہ ۴۱ میں لکھتے ہیں فاما الردم المبنی بین السدین فان ظاہر القصۃ فی القرآن لاینص علی موضعہ من الارض وقد نطقت الکتب المتنبئۃ علی ذکر البلاد والمدن کجغرافیا وکتب المسالک والممالک علی ان ہذہ الامۃ اعنی یاجوج وماجوج ہم صنف من الاتراک المشرقیۃ الساکنۃ فی مبادی الاقالیم الخامس والسادس ومع ہذا حکی محمد بن جریر الطبری فی کتاب التاریخ ان صاحب آذربیجان ایام فتحہا وجہ انسانا الیہ من ناحیۃ الخزر فشاہدہ ووصفہ بناء باسق سام اسود وراء خندق وثیق منیع وحکی عبداللہ بن خرداذبہ عن الترجمان بباب الخلیفۃ ان المعتصم رای فی المنام ان ہذا الردم قد فتح فوجہ خمسین نفرا الیہ لیعاینوہ فسلکوا من طریق باب الابواب واللان والخزر حتی بلغوا الیہ وشاہدوہ معمولا من لبن حدید مشدودا بالنحاس المذاب وعلیہ باب مقفل وحفظۃ من اہل البلدان القریبۃ منہا وانہم رجعوا فاخرجہم الدلیل الی البقاع المحاذیۃ لسمرقند انتہی

کہ اس دیوار کا قرآن نے کوئی موقع و محل نہیں بتلایا کہ کس جگہ ہے؟ ہاں کتب تواریخ و جغرافیہ میں تو ہے کہ یاجوج ماجوج ترکوں میں سے ایک قوم کا نام ہے جو اقلیم خامس و سادس کے مشرق میں رہتے ہیں اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں یہہ بھی لکھا ہے کہ والی آذربیجان نے جب اس ملک کو فتح کیا تو کسی کو اس دیوار کے دیکھنے کو بھیجا جو بحیرہ خزر کی راہ سے دیکھنے گیا اور دیکھکر آیا۔ اور ابن خرداذبہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ معتصم نے خواب میں اس دیوار کو ٹوٹا ہوا دیکھا تب اسکی تحقیق کے لئے پچاس آدمیوں کو روانہ کیا جو باب الابواب اور لان اور خزر کی راہ سے گئے اور اسکو دیکھکر آئے اور بیان کیا کہ ایک دیوار مستحکم ہے جو لوہے کے تختوں یا اینٹوں سے بنائی گئی ہے نہایت بلند و مستحکم اور اسمیں دروازہ بھی ہے جسپر قفل لگا ہوا ہے پھر جو اس جماعت کو راہبر نے واپسی میں نکالا تو سمرقند کے محاذی آ نکلے۔ اور کتاب احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم میں اسی بات کو بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے مگر معتصم کی جگہ واثق باللہ عباسی خلیفہ کا معاملہ بتلایا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہہ بھی لکھا ہے کہ واثق نے اس جماعت کا افسر محمد بن موسی خوارزمی منجم کو بنایا تھا اور سامان سفر بہت کچھ دیا تھا اور بادشاہوں کے نام نامے بھی لکھ دئے تھے پھر یہہ جماعت طرخان کے ملک سے ہو کر اس مقام پر پہنچی کہ جہاں یہ دیوار ہے آکر انہوں نے سب تفصیل بیان کی کہ ڈیڑھ سو گز کا دو پہاڑوں میں ایک گھاٹا ہے جسکو دو پائے چنکر کہ جنکا عرض پندرہ پندرہ گز ہے جو لوہے کی اینٹوں سے بنے ہیں اور پھر پگھلے ہوئے تانبہ سے انکی درزیں ملائی گئی ہیں) ایک مستحکم دروازہ بناکر بڑے مستحکم آہنی کواڑوں سے بند کر دیا ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۴ میں شہر صغانیان کی مسافت یوں بیان کرتا ہے کہ یہاں سے شوبان تک دو دن کا رستہ ہے پھر اندیان تک ایک روز کا پھر واشجرد تک ایک روز کا اور وہاں سے ایلاق ایک دن کا اور وہاں سے **دربند** ایک روز اور یہاں سے جاؤگان ایک روز کا انتہی۔ غالباً دربند ایک دوسری عمارت ہے جو آذربایجان کی طرف موجود ہے۔ کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل کے صفحہ ۲۹۹ میں ترمذ اور بخارا کی مسافت یوں بیان کی ہے کہ ترمذ سے فراجون ایک مرحلہ اور وہاں سے سیاں کال ایک مرحلہ اور وہاں سے باتیرغ ایک مرحلہ اور وہاں سے نسف ایک مرحلہ اور وہاں سے سونج ایک مرحلہ اور وہاں سے دیدکی ایک مرحلہ اور وہاں سے کندک ایک مرحلہ اور وہاں سے **باب الحدید** ایک مرحلہ اسکے علاوہ تاریخ تیموری میں تیمور بادشاہ کا اس باب الحدید تک ایک جنگ میں پہنچنا مذکور ہے اور اسکے بعد اور سیاحوں نے بھی اس پہاڑ میں اس دربند کا معاینہ کیا ہے اور یہہ بات نقشہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ جبل الطی منگولیا اور منچوریا میں حائل ہے اور اس کا انہیں حدود میں ایک موڑ معلوم ہوتا ہے اور اسی پہاڑ کے بیچ میں ایک درہ کشادہ تھا جسکو ذی القرنین نے بند کر دیا جو اب تک موجود ہے اور ٹھیک ٹھیک یہی وہ سد ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے پھر اسی کتاب کا مصنف صفحہ ۳۶۷ میں شہر **سمرقند** کی بابت لکھتا ہے ویزعم الناس ان تبعا بنی مدینتہا وان ذی القرنین تمم بعض بناہا ورایت علی بابہا الکبیر صحیفۃ من حدید وعلیہا کتابۃ زعم اہلہا انہا الحمیریۃ وانہم یتوارثون علم ذلک انتہی کہ لوگوں کا یہہ خیال ہے کہ تبع نے شہر سمرقند کو آباد کیا اور اسکی بعض عمارات کو ذی القرنین نے تمام کیا اور میں نے اسکے بڑے دروازہ پر لوہے کی تختی دیکھی کہ جسپر کچھ لکھا ہوا ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حمیریہ خط میں ہے (جو شاہان حمیریہ والیان یمن کا خط تھا)

اور یہہ بات وہ اپنے باپ دادا سے سنتے چلے آتے ہیں اس سے یہہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا اور اسنے اس نواح میں عملداری بھی کی ہی اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جبل الطی کا یہہ درہ بھی بند کیا تھا کہ جسکو سد ذی القرنین کہتی ہین - اور یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہی کسلیئے کہ شاہان یمن مصر پر بھی عملداری کر چکے ہیں جو کہ بانوں کی عملداری کے نام سے مشہور ہی اور انکی آثار قدیمہ جیسا کہ قصر غمدان وغیرہ یمن میں یادگار تھے اور اب بھی ہیں جو انکی عظمت کی گواہی دے رہی ہیں پھر کیا تعجب ہی کہ مشرق اور شمال میں بھی انکے فتوحات ہوئے ہون - (۳) تیسری دیوار یا ایک نہایت مستحکم بنا ہی جو غیر قوموں کے روکنے کے لیئے ملک آذربیجان کے سرے پر بحیرہ طبرستان کے کنارہ جبل قبق کے گھاٹے بند کرنے کے لیئے بنائی گئی تھی ہہ مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے وباب الابواب فہو دربند - دربند شیروان وباب الابواب مدینۃ علی بحر طبرستان و بحر الخزر الخ وسمیت باب الابواب لانہا افواہ شعاب فی جبل القبق فیہا حصون کثیرۃ ولہا حائط بناہ انوشیروان بالصخر والرصاص وعلاہ ثلثمائۃ ذراع وجعل علیہ ابوابا من حدید لان الخزر کانت تغیر فی سلطان فارس حتی تبلغ ہمدان والموصل فبناہ لیمنعہم الخروج منہ انتہی باب الابواب دربند بحر خزر پر ایک شہر ہے اور اسکو باب الابواب اسلیئے کہتے ہیں کہ یہاں جبل قبق کی بہت سی گھاٹیاں ہیں جہاں بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار ہے جو پتھر اور سیسے سے بنائی گئی ہے جسکی بلندی تین سو گز ہے اور جسمیں لوہے کے دروازے ہیں اور اسکو انوشیروان نے اسلیئے بنایا تھا کہ قوم خزر اسکی ملک میں آکر ہمدان اور موصل تک غارتگری کرتی تھی انکے روکنے کے لیئے اسکو بنایا تھا - کتاب البلدان کا مصنف ابن الفقیہ اس دیوار کا کئی جگہہ ذکر کرتا ہے ایک جگہہ کہتا ہی وصف ۲۸۶ وبنی الحائط بینہ وبین الخزر بالصخر والرصاص وعرضہ ثلثمائۃ ذراع حتی الحقہ برؤس الجبال ثم قادہ فی البحر وجعل علیہ ابواب حدید - پھر صفحہ ۲۹۸ میں کہتا ہے الباب والابواب حائط بناہ انوشیروان وان طرفا منہ فی البحر الخ ومدہ سبعۃ فراسخ الی موضع اشب وجبل وعر لا یتہیا سلوکہ وہو مبنی بالحجارۃ المنقورۃ المربعۃ لا یقل الحجر الواحد منہا خمسون رجلا وقد ثقبت ہذہ الحجارۃ وانفذ بعضہا الی بعض بالمسامیر وجعل فی ہذہ السبعۃ الفراسخ سبعۃ مسالک الخ وغلق علی کل مسلک باب وعرض السور فی اعلاہ ما یسیر علیہ عشرون فارسا لا یتزاحمون انتہی کہ خزر کے روکنے کے لئے پتھر اور سیسے کی انوشیروان نے ایک دیوار بنائی کہ جسکا عرض تین سو گز ہے جسکو پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچا دیا اور اسکا ایک سرا دریا میں ملا دیا اور اسکی لمبائی سات فرسخ ہے ہر ایک فرسخ پر ایک آہنی دروازہ لگا دیا ہے اور یہہ دیوار گھڑے ہوئے مربع پتھروں سے بنی ہوئی ہے کہ سوراخ کرکے ایک پتھر کو دوسرے سے میخ سے ملحق کر دیا ہے انمیں سے ایک ایک پتھر ایسا بڑا ہے کہ پچاس آدمی بھی اسکو اکھیڑ نہیں سکتے اور اوپر جاکر اسکی اتنی چوڑان ہے کہ جسپر بلا مزاحمت بیس سوار چلے جاوین - اور ایک جگہہ یہاں کے قلعوں کو قباد اکبر کی تعمیر بتایا ہے - یہہ دیوار بھی ابتک قائم ہے اور بیضاوی وغیرہ بعض علماء اسلام نے اسکو وہ دیوار بتلایا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے -

(۴) دیوار تبت کے شمالی پہاڑوں میں بمقام راست بنائی گئی ہے اسکی نسبت نزہۃ المشتاق میں یہہ لکھا ہے والراست اقصی خراسان من ذلک الوجہ وہی مدینۃ بین جبلین کان ہنا مدخل للترک الی الغارۃ فاغلق الفضل بن یحیی بن خالد بن برمک ہناک بابا - کہ یہہ شہر راست جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے اس سمت سی خراسان کا اخیر کنارہ ہے یہاں ایک رستہ ہے جہاں سے ترک دھاوا کیا کرتے تھے اسکو فضل بن یحیی برمکی نے دروازہ لگا کر بند کر دیا - یہہ دیوار بالاتفاق وہ دیوار نہیں کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے کیونکہ یہہ نزول قرآن کے بعد بنائی گئی ہے .. (۵)

بحر شامی یا بحرہ روم کا مشرقی کنارہ جو شام سے ملا ہوا ہے اسمیں چند جزائر ہیں ایشیاء کوچک سے ملتے ہوئے جنمیں سے ایک جزیرہ روڈس ہے اور ایک جزیرہ پلونس ہے کہ جسکو ہزار میل کے دورے سے دریا گھیرے ہوئے ہی اسکا خشکی کیطرف ایک رستہ ہے چھ میل کے فاصلہ کا سو اسکو کسی قیصر روم نے دیوار بنا کر بند کر دیا ہے چنانچہ نزہۃ المشتاق میں لکھا ہے الجزء الرابع من الاقلیم الرابع تضمن قطعۃ من البحر الشامی فیہا اعداد جزائر من جزائر الرمانیۃ وجزیرۃ بلیونس جزیرۃ یحیط بہا البحر الف میل ولیس لہا منفذ الی البر الا فم ضیق مقدارہ ستۃ امیال وقد کان احد القیاصرۃ من الروم بنی علیہ سورا طولہ ہذہ المسافۃ وہی ستۃ امیال انتہی - یہہ معلوم نہین کہ یہہ دیوار اب بھی قائم ہے کہ نہیں مگر یہہ بھی بالاتفاق وہ

دیوار نہیں کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اور نہ وہ دیوار مراد ہوسکتی ہے کہ جسکو بعض علماء نے ملک اندلس کے پہاڑوں میں بتلایا ہے - اب صرف اول و دوم و سوم دیوار میں کلام ہے اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۰ ۔ جون سنہ ۱۹۰۸ء میں ہمارے کسی نامور معاصر نے ایک مضمون طبع کیا ہے جسکی سرخی یا عنوان **ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین** ہے اسمیں امام فخر رازی رح پر بہت کچھ لے دے کی ہے۔ اول تو ذی القرنین کی وجہ تسمیہ میں جو امام صاحب نے لوگوں کے چند اقوال نقل کیے تھے حالانکہ نہ انکی صحت کا ذمہ کر لیا تھا نہ انکو اپنا قول بتلایا تھا مگر معزز معاصر نے امام صاحب جیسے جلیل القدر شخص پر اعتراض جماکر شہرت حاصل کرنیکی غرض سے سب کو امام صاحب کی طرف منسوب کرکے فہقہہ اڑایا ہے۔ اسکے بعد امام صاحب نے ذی القرنین کے بارہ میں جو لوگوں کے قول نقل کئے ہیں کہ کسینے سکندر بن فیلقوس مراد لیا ہے اور کسینے کوئی حمیری بادشاہ بتلایا ہے وہاں بھی آپ سکندر رومی کا ذی القرنین قرار دینا امام صاحب ہی کا عقیدہ سمجھ گئے اور ابوریحان بیرونی کا جو امام صاحب نے قول نقل کیا تھا کہ وہ حمیری بادشاہ مراد لیتے ہیں ہاں اسکی بھی تغلیط کردی نہ جسپر کوئی دلیل لائے نہ برہان پھر عموماً مفسرین پر عتاب فرمایا ہے اور انکو غلطی میں پڑنیکا الزام دیکر از خود سمد کے پیچھے سے ذی القرنین کی تعیین کرنی شروع کی ہے۔ پھر جب آپ نے ادہر ادہر دیکھا اور آپ کو بجز دیوار چین کے اور کسی دیوار کا پتا نہ لگا تو اسیکو وہ دیوار قرار دیا کہ جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور جب تاریخ چین کو دیکھا تو اس دیوار کا بانی چی وانگٹی فغفور کو پایا اس لیئے اسیکو ذی القرنین قرار دیا اور قرنین سے اسکے دو زمانے مراد لیئے ایک اسباب و سامان جمع کرنیکا دوسرا فتوحات کا اور اسکا مغربی سفر برہما اور ملایا تک پہنچنا اور غربی سمت میں خلیج بنگالہ میں آفتاب کو چشمۂ سیاہ میں ڈوبتے پانا قرار دیا اور ایمان لانا جو قرآن میں مذکور ہے (کہ ذی القرنین نے کہا تھا جو ایمان لاویگا اور اچھے کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا) اسکے معنی فرمانبرداری کرنا بتلایا اور مشرقی سفر کا چین کا مشرقی کنارہ مانا۔ یہہ تو سب کچھ کیا مگر بین الصدفین کی کچھ توجیہہ نہ بن سکی گو سادی کی توجیہہ کردی کہ سید یا بن مراد ہے نہ کہ دو پہاڑوں کی چوٹیوں تک بلند ہونا کسلیئے کہ قرآن مجید کی عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی جو بیشتر پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یہہ دیوار چین تو تخمیناً پندرہ سو میل تک ہے اور پہاڑوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور میدانوں میں اور دریاؤں پر برابر بنتی چلی گئی ہے اور وہ دیوار تو صرف دو پہاڑوں کے درمیان بنی تھی جیسا کہ معلوم ہوا کاش ہمارا معاصر یوں کہتا کہ ذی القرنین نے سب سے اول دو پہاڑوں کے درمیان اس دیوار کو چنکر ایک درہ بند کردیا تھا پھر فغفور چین نے ادہر ادہر سے اس دیوار کو اور بڑہاکر پندرہ سو میل تک لمبا کردیا تب تو ایک وجہ معقول ہوسکتی تھی۔ اور یہہ بھی سہی مگر اسپر بھی ایک تاریخی خدشہ باقی رہتا وہ یہہ کہ اگلے زمانہ میں بسبب دشوار گزاری رستوں کے آس پاس کے ملکوں کا تو حال معلوم ہوتا رہتا تھا دور دراز کے ملک جیسا کہ اہل عرب و اہل شام سے چین ہی ہمیشہ حیز خفا اور پردہ لاعلمی میں رہتا تھا پھر یہود کو چی وانگٹی فغفور کا قصہ کس سبب سے معلوم ہوا اور جبکہ وہ باخدا اور موحد نہ تھا تو ذی القرنین یا اسکے ہم معنی لفظوں سے اسکا تذکرہ انکی زبانوں پر جاری ہونیکی کیا وجہ ہے اسکے علاوہ قرآن مجید کے متعدد لفظوں سے ذی القرنین کا باخدا ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسکا یہہ کہنا کہ جو ایمان لائیگا اور نیک کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا۔ اب عام ہے کہ یہہ شخص نبی ہو یا اسکا پیرو مرد باخدا جو اسکی شہرت کا قرنوں تک باعث ہوا۔ **دوسری دیوار** کی نسبت جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ یہی وہ دیوار ہے جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے چنانچہ تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر میں موجود ہے اور اسکا بانی کوئی فغفور چین نہیں اہل تاریخ سب متفق ہیں کہ یہہ دیوار کسی حمیری بادشاہ نے بنائی تھی پس ثابت ہوا کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا نہ سکندر رومی جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہے اسکے سوا ایک اور بھی وجہ ہے کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ذو القرنین عرب کا رہنے والا تھا وہ یہہ کہ ذو القرنین عربی لفظ ہے اور ذو کے ساتھ زمانہ قدیم میں اکثر یمن کے بادشاہ ملقب ہوا کرتے تھے جیسا کہ ذی نواس ذو النون ذو رعین ذو یزن ذو جدن اسی طرح ذو القرنین بھی ہے ابوریحان بیرونی اسکا نام ابوکرب بن عیر بن افریقس حمیری بتلاتے ہیں اور اپنی سند میں سعد یمانی کے یہہ اشعار لاتے ہیں ۵ قد کان ذو القرنین جدی مسلما ٭ ملکا علا فی الارض غیر مفند ٭ بلغ المشارق والمغارب یبتغی ٭ اسباب امر من حکیم مرشد ٭ ابو الفدا اپنی تاریخ کی چوتھی فصل میں

ابن سعید مغربی سے نقل کرتے ہیں کہ اول قحطان بن عابر ملک یمن میں آکر بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا یشجب کہ جسکو سبا کہتے ہیں اسی نے شہر سبا بنایا اور مآرب کی زمین میں ملک کو شاداب کرنے کے لیے پختہ بند بندھوایا اسکے بعد اسکا بیٹا حمیر بادشاہ ہوا اسنے ثمود کو یمن سے نکالدیا اسکے بعد اسکا بیٹا وائل بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا السکسک پھر اسکا بیٹا یعفر۔ پھر حمیر کے خاندان میں سے ذوالراس عامر بادشاہ ہوگیا مگر یعفر کے بیٹے نعمان نے پھر غلبہ پایا اور اسکے بعد اسکا بیٹا اشمح بادشاہ ہوا اور اس خاندان کی سلطنت اسی پر تمام ہوگئی اور شداد بن عاد بن الملاطاط بن سبا بادشاہ ہوا جو بڑا جبار بادشاہ تھا اسکے بعد اسکا بھائی لقمان بن عاد اور اسکے بعد دوسرا بھائی ذوسدد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا حارث الرائش بادشاہ ہوا یہی تبع اول ہے اسکے بعد اسکا بیٹا صعب بادشاہ ہوا یہی وہ **ذوالقرنین** ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اسکے بعد اسکا بیٹا ذوالمنار ابرہہ بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا افریقس اسکے بعد اسکا بھائی ذوالاذعار اسکے بعد اسکا بھائی شرحبیل اسکے بعد اسکا بیٹا الہداد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکی بیٹی بلقیس بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی تھی انتہی ملخصاً۔ **قرن** عربی زبان میں سینگ کو بھی کہتے ہیں اور زمانہ کو بھی جسکا تثنیہ قرنین ہے ذوالقرنین کے معنی دو سینگ یا دو زمانہ والا۔ قرآن مجید اور احادیث میں اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہنے کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی البتہ علما نے لفظوں کے معنی پر خیال کرکے متعدد وجہ بیان فرمائی ہیں اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہ سب صحیح ہوں یا سب غلط منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ اس کے تاج پر دو طرف کلغیاں لگی رہتی تھیں۔ عام بادشاہوں کے تاج پر ایک ہوتی ہے انکے دو تھیں اس لیے اسی لقب سے شہرت پا گئے جو انکی شہنشاہی اور فتوحات کثیرہ پر دلالت کرتا ہے یا یہ کہو کہ اسکو دو زمانے پیش آئے تھے ایک فتوحات کا دوسرا اسپر قابض و مسلط ہوکر حکمرانی کرنیکا یہ بات بھی ہر بادشاہ کو نصیب نہیں ہوتی۔ سکندر فیلقوس نے فتوحات کے بعد کچھ بھی زمانہ نہیں پایا ہندوستان سے مراجعت کرتے وقت ۳۳ برس کی عمر میں بابل میں مرگیا۔

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ قریش نے خواہ از خود خواہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے ذی القرنین کا حال بطور امتحان کے دریافت کیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے ویسئلونک عن ذی القرنین اسکے جواب میں فرماتا ہے قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا کہ ہم اسکا تجھ سے کچھ حال بیان کرتے ہیں پھر اسکا حال بیان کرتا ہے انا مکنا لہ فی الارض و اتیناہ من کل شیء سببا کہ اسکو ہر ایک قسم کے اسباب اور قوت دی تھی فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ و وجد عندہا قوما کہ اسنے سامان و ساز سفر درست کرکے سفر کیا اور فتح کرتا ہوا وہانتک پہنچا کہ جہاں آفتاب غروب کرتا ہے سو اسکو ایک سیاہ یا گرم چشمہ میں ڈوبتے ہوئے پایا اور وہاں ایک قوم بھی اسکو ملی۔

مغرب الشمس کے یہ معنی نہیں کہ زمین پر کوئی آفتاب غروب ہونے کی جگہ ہے اور وہاں کوئی سیاہ دلدل یا گرم چشمہ ہے کہ جہاں آفتاب غروب ہوا کرتا ہے کسلیئے کہ آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور زمین گول ہے ہر وقت آفاق بعیدہ کے لحاظ سے اسکا طلوع و غروب ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اب دن ہے انکے مقابلہ میں رات ہے کہیں نصف النہار ہے تو دوسری جگہ غروب کا وقت معلوم ہوتا ہے علے ہذا القیاس اور جو کسی نے یہ معنی سمجھے ہوں تو یہ اسکی غلطی ہے نہ کلام اللہ کی بلکہ یہ کلام محاورہ اور عرف عام کے دستور پر صادر ہوا ہے دیکھو ہماری محاورہ میں نہایت دور دراز کے مشرقی اور مغربی ملکوں کے لحاظ سے کہدیا کرتے ہیں کہ فلاں بادشاہ کی وہانتک سلطنت ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور جہاں غروب ہوتا ہے یعنی مشرق میں دور دراز تک کہ جہاں انکی افق کا دائرہ سطح ارض کو مس کرتا ہے اور اسی طرح مغرب میں بہت دور دراز تک یہ معنی ہیں مغرب الشمس اور مطلع الشمس کے۔ اور امام رازی وغیرہ محققین نے یہی مراد لیا ہے اپنی تفاسیر میں پس ذوالقرنین جب مغرب کے رخ بہت دور تک پہنچا کہ جہاں بجز سمندر کے اور کوئی آبادی نہ تھی تو آفتاب انکو اسمیں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا اور سب کو یونہی معلوم ہوا کرتا ہے جنہوں نے جہاز پر سفر کیا ہے یا جنکے مغرب میں سمندر ہے وہ ہر روز اس بات کا معاینہ کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ وہ مغرب میں کہانتک پہنچے تھے اور وہاں انکو کون قوم ملی تھی؟ اب اسکی تعیین و تحقیق جو کچھ ہوگی تاریخ سے ہوگی۔ عرب کے تمام غربی کنارہ کو بلکہ تمام جنوب اور قدرے شمال کو بحر عرب و قلزم احاطہ کئے ہوئے ہے اگر یہ مراد نہ لیا جاوے کیونکہ یہ اتنے بہت کچھ دور نہیں ہے

تو قلزم کو عبور کرکے ملک مصر اور بربر کو طے کرتے ہوئے بحر اعظم تک پہنچنا مراد لیا جاویگا اور وہیں وہ قوم ملی تھی جسکی بابت خدا تعالی نے بذریعۂ الہام یا کسی نبی کی معرفت ذوالقرنین سے یہہ فرمایا قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ فیہم حسنا کہ تجھکو انکی بارہ مین اختیار ہے خواہ سلوک کر خواہ انکو سزا دے جسکے جواب مین ذوالقرنین نے عرض کیا قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا۔ و اما من امن و عمل صالحا فلہ جزاء الحسنی و سنقول لہ من امرنا یسرا کہ ظالموں کو ہم سزا دینگے اور وہ اپنے رب کے ہاں جاکر بھی سزا پاویں گے اور ایمانداروں نیکبختوں کو خدا کے ہاں بھی اچھا بدلہ ملیگا اور ہم بھی اسکو آسان بات کہینگے یعنی اسپر رعایت و مروت کرینگے۔

ثم اتبع سببا پھر ساز و سامان مہیا کیا یہہ انکا **دوسرا** سفر مشرقی ہے ہر سفر پہ خدا تعالی ثم اتبع سببا کا اطلاق کرتا ہے حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدہا تطلع علی قوم لم نجعل لہم من دونہا سترا کہ مشرق میں وہانتک پہنچے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور وہاں اسکو ایک ایسی قوم ملی کہ جنپر آفتاب کے لئے کوئی آڑ نہ تھی۔ مطلع الشمس کے وہی معنی ہیں جو مغرب الشمس کے تحت میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہاں بھی قرآن مجید میں کچھ بیان نہیں کہ مشرق میں کس ملک تک ذوالقرنین پہنچا تھا؟ غالباً چین کا اخیر ہوگا کہ جہاں سمندر کے سوا اور کوئی چیز آفتاب کے لئے حائل نہیں یا ہندوستان کا اخیر مراد ہوگا بحر چین تک کہ آفتاب سمندر سے طلوع کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کوئی پہاڑ یا ملک درمیان میں حائل نہیں۔ اسکے بعد اس بیان کی صداقت قائم کرنے کے لئے فرماتا ہے کذلک و قد احطنا بما لدیہ خبرا کہ اسکا حال ہمکو خوب معلوم ہے اور صحیح بیان یوں ہی ہے۔

ثم اتبع سببا پھر ساز و سامان سفر مہیا کیا یہہ **تیسرا** سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً یہہ شمالی ملک کا سفر ہے کس لئے کہ آبادی کا اکثر حصہ اسی طرف ہے جنوب میں بحر یا بعض جزائر ہیں حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما قوما لا یکادون یفقہون قولا کہ فتح کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درہ تک پہنچا اور انکے پرلی طرف ایک ایسی قوم ملی کہ جو بات نہ سمجھ سکتے تھے انکی زبان بالکل غیر تھی۔ یہہ تاتار۔ اور چینی تاتار کا پہاڑ ہے اسی کو جبل الطائی کہتے ہیں یہہ پہاڑ تاتار اور چینی تاتار کے درمیان سے گزرا ہے اور منگولیا اور منچوریا کے درمیان حد فاصل ہے پھر اسکی ایک شاخ مغرب کے رخ سیکڑوں کوسوں تک تاتار کو جنوبی و شمالی حصہ میں تقسیم کرتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک شاخ مشرق و شمال کو ہوتی ہوئی سائبیریا کو گھیرتی ہوئی بحر اعظم تک جا ملی ہے چینی تاتار کے لوگ اس پہاڑ کے اس درہ میں سے گزر کر جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا تاتاریوں کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے انہوں نے ذوالقرنین سے کہا ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا و بینہم سدا۔ کہ یاجوج و ماجوج چینی تاتار کے لوگ زمین میں آکر فساد کیا کرتے ہیں آپ اگر ہماری اور اُنکے درمیان دیوار بنا دیں تو ہم آپ کے لیے اسپر خراج مقرر کردیں قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم و بینہم ردما۔ اتونی زبر الحدید ذوالقرنین نے کہا خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے تم صرف مجھے مدد دو اور لوہے کے ٹکڑے لاؤ کہ تمہارے اور انکے درمیان دیوار بنا دوں۔ اب اس سے عام ہے کہ لوہے کے ٹکڑوں سے وہ دیوار چنی تھی یا پتھروں سے لوہے کی اُنمیں میخیں لگائی تھیں بہرطور دیوار چنکر دونو پہاڑوں کے سرے تک لیگئے تو پھر اسکو آگ سے گرم کرکے اسپر پگھلا ہوا تانبا ڈالدیا یا یوں کہو ان درزوں میں پلا کر سب کو ایک ذات کر دیا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا۔ حتی اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا۔ یہہ درہ اس مضبوطی سے بند ہوا فما اسطاعوا ان یظہروہ و ما استطاعوا لہ نقبا کہ نہ بلندی کی وجہ سے اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں لوہے اور تانبے کے لگانے سے نقب لگا سکتے تھے۔ جب یہہ دیوار تیار ہوئی تو ذوالقرنین نے ان لوگوں کو مخاطب کرکے یہہ کہا قال ہذا رحمۃ من ربی کہ یہہ تمپر ایک انعام الہی ہے اس نعمت پر تمکو خدا تعالے کا شکریہ کرنا چاہیئے۔ یہہ نعمت عرصہ دراز تک باقی رہیگی مگر فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء و کان وعد ربی حقا جب میرے رب کا وعدہ یعنی اسکے گرنیکا وقت آئیگا تو یہہ دیوار ٹوٹ جائیگی میرے رب کا وعدہ برحق ہے۔ یہانتک

معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نبی یا کوئی با خدا آدمی تھے جنکو بطور الہام کے یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ ایک وقت معین پر یہہ دیوار ٹوٹے گی اسکا ذوالقرنین سے وعدہ خدا نے کرلیا تھا - اس وعدہ کا کوئی وقت خاص یہاں بیان نہیں ہوا کہ کب یہہ دیوار ٹوٹیگی ؟ علماء اسلام احادیث سے استدلال کرکے کہتے ہیں کہ یہہ دیوار قریب قیامت کے ٹوٹ جاویگی اور یہہ تاتار اور چینی تاتاری قومیں کہ جنکو یاجوج ماجوج کہا ہے شام وغیرہ ملکون پر حملہ آور ہونگے اور آنکر ملکوں میں سخت فساد برپا کرینگے پھر خدا تعالیٰ کی ایک بلاء آسمانی سے سب ہلاک ہوجاوینگے - احادیث صحیحہ میں یہہ مضمون موجود ہے - اور نیز کتاب خرقیل علیہ السلام کی ۳۸ - ۳۹ فصل میں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج شمال کی طرف سے بیشمار تعداد کے ساتھ حملہ آور ہونگے (شام کے ملک پر) اور لوگون کو مغلوب و مقتول کرکے یہہ کہینگے کہ زمین والوں کو تو ہمنے ہلاک کردیا آسمان والوں کو بھی زیر کرنا چاہیئے اسلیئے آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور وہ تیر انکی کمان کو صحیح کرنے کے لیے خون آلود ہو کر گرینگے آخر خدا کی بھیجی ہوئی بلا سے یہہ سب ہلاک ہونگے کہ انکی لاشوں سے زمین بھر جاویگی اور لوگ سات برس تک انکی تیر و کمان کا ایندھن جلاوینگے - یہہ پیشین گوئی ابتک ظاہر نہیں ہوئی بلاشک قرب قیامت میں ظاہر ہوگی - گو خلیفہ واثق باللہ کے خواب کے موافق جو اسنے دیکھا تھا کہ دیوار ٹوٹ گئی ان تاتاریوں نے بسر کردی چنگیز خان و ہلاکو خان شام اور ایران وغیرہ ملکوں پر حملہ کیا اور لاکھوں آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور ملک میں تزلزل ڈالدیا کسیکو انکے مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور اسی وجہ سے بعض علمانے اس واقعہ کو خروج یاجوج ماجوج کا واقعہ کہا ہے مگر دراصل یہہ اور واقعہ تھا جو آنحضرت صلعم کی پیشین[1] گوئی کے مطابق ہوا اور خروج یاجوج ماجوج کا ایک اور واقعہ ہی جو ہوگا -

ف

یاجوج ماجوج کی بحث

آب ہم یاجوج ماجوج پر بحث کرتے ہیں کہ وہ کون قوم ہے اور کیسی ہے ؟ باتفاق محققین یہہ دونو عجمی نام ہیں دو قوموں کے کہ جو یافث بن نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں - تفسیر کبیر میں ہے فقیل انہما من الترک وقیل یاجوج من الترک وماجوج من الجیل والدیلم کہ بعض کہتے ہیں یاجوج ماجوج دونو ترکوں کے قبیلہ ہیں (بعض کہتے ہیں) یاجوج ترکوں میں سے ہیں اور ماجوج جیل اور دیلم سے - بیضاوی اور ابو السعود و دیگر مفسرین انکو یافث کی نسل سے کہتے ہیں مطلب ایک ہی ہے -

کتاب المسالک والممالک میں چین کا حال بیان کرکے لکھتا ہے یکون یاجوج وماجوج ماوراءہم الی البحر المحیط کہ چین سے متصل بحر اعظم کے کنارہ کنارہ یاجوج ماجوج قوم ہے جبل الطائے کے پرلی طرف منچوریا منگولیا - کوریا چین سے ملے ہوئے ہیں دریا کی حد تک وہ ان سب کو یاجوج ماجوج بتلاتا ہے - انہیں کے روکنے کے لئے فغفور چین نے اپنے ملک کی حفاظت کے لیئے دیوار چین بنائی تھی اور انہیں کے لیئے ذوالقرنین نے اس درہ کو بند کردیا تھا - اور ایک جگہ لکھتا ہے واما یاجوج فہم فی ناحیۃ الشمال اذا قطعت ما بین الکیماکیۃ الخ اور اسی کے مطابق اور قدیم جغرافیہ والوں نے بھی بیان کیا ہے جس سے منچوریا اور منگولیا کے لوگ معلوم ہوتے ہیں - یہہ لوگ دیو بھوت نہیں ہماری جیسے آدمی ہیں ہاں کسی زمانہ میں وحشی درندی سفاک جاہل کافر ضرور تھے اور کچھ اب بھی ہیں جغرافیہ جام جم میں جو انگریزی کتابوں کا ترجمہ ہے مرزا فرہاد نے ایسا ہی لکھا ہے - اس تقدیر پر منگول و من چیو جو چینی تاتار کے باشندے ہیں انہیں کو اگلے زمانہ میں یاجوج ماجوج کہتے تھے اور یاجوج ماجوج کے لفظ کو منگول و من چیو کرلیا یا اسکے برعکس ہوا - اور صدیوں کے بعد الفاظ میں اس قسم کے تغیرات ہوجاتی ہیں کہ جسکا اصل پہچاننا مشکل ہوجاتا ہے انگریزی میں یعقوب کا جیکب اور اسکندر کا اسکنڈر اور یوسف کا جوزف بن گیا اور اسی طرح یونانی الفاظ کا عربی میں آکر ایسا ہی حال ہوا اور اسی پر اور زبانوں کے الفاظ کو قیاس کرلینا چاہیئے - جب یہہ مان لیا گیا کہ یہہ یاجوج ماجوج عربی نہیں بلکہ عجمی لفظ ہیں اب نہیں کہہ سکتے کہ کس ملک کے لفظ تھے اور عربی میں آکر ان میں کیا تغیر ہوا اور پہلے یہہ اپنی اصلی زبان میں کیا تھے اور اب وہاں یہہ کس طرح پر ہیں - ؟

---

[1] ترمذی نے انحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا لاتقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالہم الشعر ولا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما کان وجوہہم المجان المطرقۃ - اور پھر ترمذی کہتے ہیں ہذا حدیث حسن صحیح - یعنی قیامت قائم نہوگی جب تک کہ تم اے مسلمانوں ایک ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکی بالونکی جوتیاں ہونگی اور ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکے چہرے ڈھالوں کے سے چوڑے چکلے ہونگے یعنی قیامت سے پیشتر تمکو ایسی قوموں سے لڑنیکا اتفاق ضرور ہوگا - اور اس قوم سے مراد اتراک اور تاتاری لوگ ہیں مگر بعض علماء کہتے ہیں یہی یاجوج ماجوج ہیں جو چنگیز خان اور اسکے بیٹے کے عہد میں خروج کرآئے تھے واللہ اعلم

توریت کتاب پیدائش کے دسویں باب میں یوں آیا ہے (۲) یافث کے بیٹے یہہ ہیں جمر[1] اور یاجوج[2] اور مادی[3] اور یونان[4] اور توبل[5] اور مسک[6] اور تیراس[7]۔ اس یاجوج کی بابت ہمارا معزز معاصر لکھتا ہے کہ یہہ ماکوک سے معرب ہوا جسکو عبرانی میں ماغوغ کہتے تھے اور آگے چلکر یہہ ثابت کیا ہے کہ گاگ میگاگ جسکا یاجوج ماجوج بنایا ہے ایک ہی قوم پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسا ہو مگر اسکی دلیل بیان نہیں کی۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ یاجوج ماجوج ابتدا میں کسی شخص کے نام تھے پھر انکی اولاد پر مستعمل ہونے لگے کتاب حزقیل کی ۳۸۔ باب میں یوں آیا ہے اور خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اسنے کہا اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو یاجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا منھ کر اور اسکے برخلاف نبوت کر۔ یہاں جوج کو یاجوج کی سرزمین کا رہنے والا اور روش اور مسک اور توبال قوموں کا سردار کہا۔ بظاہر یاجوج اس ملک اور اس قوم کو کہا جو یاجوج بن یافث کی اولاد سے ہیں اور جو انہیں بلاد شمالیہ میں رہتی تھے جنکو آجکل تاتار اور چینی تاتار و ترکستان کہتے ہیں۔ اور انہیں کی نسل کے لوگوں سے یہہ ملک آباد ہیں اور جوج یعنی یاجوج انہیں سے کسی خاص فرقے کا نام تھا جو روس و توبال اور مسک قوموں کا ان دنوں میں حاکم ہوگا۔

یہاں سے بعض صاحبوں کا یہہ خیال کر لینا کہ جوج سے انگریز اور یاجوج سے روسی لوگ مراد ہیں محض غلط ہے نہ اسکی کوئی سند ہے نہ اسکا کوئی عاقل قائل ہے۔

سوال بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ہر روز اس دیوار کو توڑا اور ڈھایا کرتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کل ڈھائینگے ذرا سی رہگئی مگر انکے انشاء اللہ نہ کہنے سے پھر صبح کو خدا تعالی اس دیوار کو ویسا ہی کر دیتا ہے پھر جب اسکا وقت آئیگا تو انشاء اللہ کہینگے پھر اسکو توڑ کر باہر نکل آئینگے اور لوگ انسے بھاگ جاوینگے الخ اس حدیث کو ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج وقت موعود سے پہلے ان ملکوں میں نہیں آسکتے اور جس قوم کو تمنے یاجوج ماجوج بتلایا ہے وہ ان ملکوں میں بارہا حملہ کرکے آئے ہیں اور اب بھی وہانکے لوگ آتے ہیں اور انکے قریب چین کی عملداری ہے اور روس کی مملکت بھی ہے۔

جواب قرآن مجید سے صرف اُسی گھاٹے کا بند کرنا ثابت ہوتا ہے جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا نہ یہہ کہ انکی چاروں طرف کے رستے بند کر دیے تھے۔ پھر یہہ ممکن ہے کہ اور دور دراز کے رستوں سے اس قوم کے لوگ ان ملکوں میں آتے جاتے ہونگے مگر اس عہد میں بجز اُس رستہ کے اور کوئی آسان رستہ انکے ہاتھ میں نہ ہوگا خصوصاً ان لوگوں پر حملہ آوری کے لیے کہ جنکے کہنے سے ذوالقرنین نے دیوار چنی تھی اور جو لوگ یاجوج ماجوج چنگیز خانیوں کو کہتے ہیں انکے نزدیک دیوار ٹوٹنے کا وقت کئی سو برس آگے آچکا اور بنسبت اگلے زمانہ کے وہ بھی قیامت کے قریب ہے، قرب قیامت سے مراد نفخ صور سے متصل زمانہ نہیں اور انکا اس دیوار پر نہ چڑھنا نہ نقب لگانا اس زمانہ تک تھا نہ ہمیشہ کیلیے یہ ہزاروں برس کا واقعہ ہے صدیوں تک وہ دیوار انکی خروج کو مانع رہی اب یہہ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ کے لیے ہی مانع رہے قرآن میں کوئی بھی لفظ ایسا نہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتا ہو احادیث خبر آحاد ہیں جنکے ثبوت میں بھی یقین کامل نہیں اہل کتاب کی کتابیں قابل احتجاج نہیں ہاں یہود میں یاجوج ماجوج اور دیوار کی بابت عجائب افسانے مشہور تھے جنکو بعض خوش اعتقاد مسلمانوں نے بھی روایت کر دیا۔ چنانچہ معالم التنزیل میں وہب وغیرہما کے چند اقوال یاجوج ماجوج کی نسبت منقول ہیں کہ وہ ایک کان بچھا کر ایک اوڑھ کر سوتے ہیں اور انمیں سے کسیکا قد سو گز سے زیادہ ہے اور انکے درندوں کی طرح چنگل اور کچلیاں ہیں وغیرہ وغیرہ یہہ سب وہی روایات ہیں جو اہل کتاب سے لیکر قرآن مجید سے چسپاں کی گئیں ہیں

تیسری دیوار جو باب الابواب کے پاس ہے جسکا ہم بیان کر آئے ہیں بعض مفسروں نے اسکو وہ دیوار ذی القرنین قرار دیا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے جیسا کہ بیضاوی نے لکھا ہے وقیل بآذربیجان الخ کہ بعض نے اسکو آذربیجان اور آرمینیہ کے پہاڑوں میں بتلایا ہے اور یہہ بالاتفاق ہے کہ اس دیوار کا بنانے والا ایران کا کوئی بڑا جلیل القدر بادشاہ ہے پھر کوئی اسکا نام انوشیرواں بتلاتا ہے کوئی قباد کہتا ہے اگر نوشیرواں ہے تو یہہ اخیر نوشیرواں نہیں بلکہ پہلے بادشاہوں میں سے کوئی ہوگا کیخسرو کیقباد کہ جسکی سلطنت بھی مشرق و مغرب میں بہت دور تک پہنچی تھی اور اسنے بڑی بڑی مستحکم عمارتیں بھی بنائی تھیں جیسا کہ تاریخ شاہان ایران سے ظاہر ہے اس قول کے مطابق تو یہی بادشاہ **ذوالقرنین** قرار پاتا ہے اور اس کی سند بھی کتاب دانیال علیہ السلام کے آٹھویں باب سے ملتی ہے۔

اس کتاب کے ۸۔ باب میں لکھا ہے بیلشضر بادشاہ (بخت نصر کے بیٹے) کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھے ہاں مجھ دانی ایل کو ایک رویا نظر آئی بعد اسکے جو شروع میں مجھ نظر آئی تھی اور میں نے عالم رویا میں دیکھا اور جسوقت میں نے دیکھا ایسا معلوم ہوا کہ میں سوسن[1] کے قصر میں تھا جو صوبہ عیلام میں ہے پھر میں نے رویت کی عالم میں دیکھا کہ میں اولائی کے ندی کے کنارے پر ہوں تب میں نے اپنی آنکھیں اُٹھا کے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا ہے جسکی دو سینگ تھی اور دے دو سینگ اونچے تھے لیکن ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے اس مینڈھے کو دیکھا کہ پچھم اُتر دکھن طرف سینگ مارتا تھا یہانتک کہ کوئی جانور اسکے سامنے کھڑا نہ ہوسکا وہ جو چاہتا تھا سو کرتا تھا یہانتک کہ وہ بہت بڑا ہوگیا اور میں اس سوچ میں تھا کہ دیکھ ایک بکرا پچھم کیطرف سے آکے تمام روئے زمین پر الیسا پھرا کہ زمین کو بھی نہ چھوڑا اور اس بکرے کی دونو آنکھوں کے بیچوں بیچ ایک عجیب طرح کا سینگ تھا اور وہ اس دو سینگ والے مینڈھے پر بڑے زور سے دوڑ پڑا اور اسکو مارا اور اسکے دونو سینگ توڑ ڈالے اور اسکو زمین پر دے مارا اور لتھاڑ دیا اور کوئی اسکو چھڑا سکا پھر وہ بکرا نہایت بڑا ہوا اور جب پر زور ہوا تو اسکا سینگ ٹوٹ گیا اور اسکی جگہ اور چار سینگ نکلے جب میں دانی ایل یہہ خواب دیکھ چکا تو اسکی تعبیر کی فکر تھی پھر میں نے اپنے سامنے کوئی شخص کھڑا دیکھا اور ایک آواز آئی کہ ای جبرئیل اسکو رویا کے معنی سمجھا دے سو وہ میرے پاس آکے کہا ای آدم زاد سمجھ کیونکہ یہہ رویت آخری زمانہ میں انجام ہوگی وہ مینڈھا کہ جسکے دو سینگ تھے وہ مادہ اور فارس کے بادشاہ ہیں اور وہ بکرا یونان کا بادشاہ اور اسکے چار سینگ سو یہہ چار سلاطین ہیں جو اس قوم کے درمیان برپا ہونگے انتہی ملخصاً۔ اس بنا پر **ذو القرنین** فارس کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ ہے قباد وغیرہ جو دو سینگ والے سے یہود میں مشہور تھا جسکا ترجمہ عربی میں ذو القرنین ہوا اور وہ بکرا ایک سینگ والا **سکندر** فیلقوس یونانی بادشاہ ہے جسنے اس دو سینگ والے مینڈھے یعنی ایران کے اس بادشاہ کو جو اسکے عہد میں تھا دارا جو انہیں بادشاہوں کے ذیل میں باعتبار حشمت و وسعت و غلبہ کے دو سینگ والا مینڈھا تھا) لتاڑا اور اسکی سلطنت چھین لی اور پھر سکندر کے بعد اسکے چار سرداروں میں اسکا ملک تقسیم ہوا اور یہہ چاروں ایک ایک حصہ ملک کے بادشاہ ہوگئے۔ دانیال علیہ السلام کے کئی سو برس بعد یہہ واقعہ ہوا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کا یہہ خواب کتاب دانیال میں یہود کے ہاں ایک معما سا چلا آتا تھا جسکے معنی یا تعبیر وہی جانتے تھے اسلئے انہوں نے قریش کو بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے ذو القرنین کے حال سے سوال کرنے کو کہا کہ وہ ذو القرنین کو کوئی بادشاہ بتلاتے ہیں یا کوئی جانور دو سینگ والا ہے کیونکہ بظاہر لفظوں میں پورا ابہام ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ نے بموجب وحی متلو اسکا ان آیات میں پورا حال بیان کردیا اور اسکی دیوار بنانے اور قوم خزر کے روکنے کا تذکرہ بھی کیا جو یاجوج ماجوج کی قوم میں سے تھی اور شاہ فارس کے ملک میں آکر فتور برپا کیا کرتے تھے۔ اس خواب دانیال کے مطابق بھی سکندر رومی ذو القرنین نہیں ہوسکتا۔ عوام میں جو سکندر ذو القرنین مشہور ہوگیا ہے اس غلطی کا باعث بعض مورخوں کی لاعلمی اور پھر سکندر نامہ میں مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی غلط بیانی ہے۔ **بعض لوگوں** نے ایرانی بادشاہوں میں سے ذو القرنین **فریدوں** کو قرار دیا ہے جیسا کہ تفسیر ابوالسعود و تاریخ ابوالفداء میں مذکور ہے مگر جمہور محققین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ذو القرنین تبع حمیری ہے اور وہ دیوار جو اسنے بنائی وہی ہے جو جبل الطائی میں واقع ہے نہ دربند اور یاجوج ماجوج وہی تاتاری اور چینی تاتار کے لوگ ہیں کہ جنکے بزرگوں کے روکنے کے لئے ذو القرنین نے دیوار بنائی تھی اور یہی قومیں اخیر زمانہ میں ملکوں پر یورش کرینگی یا کرچکیں۔ واللہ اعلم۔ یہہ ہے ذو القرنین کے قصہ کی تحقیق کہ جسمیں توہمات باطلہ اور داستان گوئی کو کچھ بھی دخل نہیں اور جسپر حال کے جغرافیہ اور تاریخوں کے بموجب کوئی خدشہ نہیں پڑتا نہ کوئی شبہ باقی رہتا ہے اور جو محققین کے اقوال سے لیگئی ہے محض اپنی رائے سے تاریخی واقعات میں زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملائے گئے ہیں جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین کی عادت ہے باایں ہمہ اگر میری اس تحقیق میں کوئی غلطی ہو تو مجھے اسپر کچھ بھی اصرار نہیں۔

---

[1] یہ شہر شوستر کا قدیم نام ہے یہ شہر اگلے زمانوں میں شاہان کیانیہ کا پائے تخت بھی رہ چکا ہے جو دارا کہ حضرت دانیال کے عہد میں تھا اور جسکے ہاں حضرت مامور ہوگئے تھے اور جسنے بابل شہر سے بخت نصر بادشاہ کلدانی کی سلطنت کا خاتمہ کیا تھا اسی شہر میں تھا۔ حضرت دانیال بخت نصر کے قید میں بابل پہنچے تھے پھر بخت نصر اور اسکے بیٹے کے دربار میں آپکو بڑی عزت دیگئی تھی انہیں کے روبرو بابل کی سلطنت کا خاتمہ ہوکر شاہان ایران کا غلبہ ہوا انہیں کو دو سینگ کا مینڈھا آپ خواب میں دیکھتے ہیں ۱۲ منہ

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ○ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ○

پھر کیا کافر سمجھے بیٹھے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں ہی کو کارساز بنا سکیں گے ہم نے ہی کافروں کے اترنے کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اے نبی کہدو کہ کہو تو تمکو میں بتاؤں کہ کون لوگ اعمال کے لحاظ سے خسارہ میں پڑے ہوئے ہیں

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

وہ جنکی دنیاوی کوشش سب گئی گزری ہوئی اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اسکے سامنے جانیکا انکار کیا تو انکی کمائی اکارت ہو گئی

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ○ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

سو ہم قیامت کے دن انکے نیک اعمال کا کچھ بھی وزن قائم نہ کریں گے یہ ہی جہنم انکی سزا اسلئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو ٹھٹھے میں اڑایا البتہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ○ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ

انکے لئے جنت فردوس ٹھہرنے کی جگہہ ہے وہ اسمیں ہمیشہ رہا کرینگے وہاں سے نہ ٹلیں گے اے نبی کہدو اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کیلئے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں تمام ہونے سے پہلے

كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ○ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ

سمندر تمام ہو جائے اور گو اسکی مدد کو ہم ایسا ہی اور بھی دریا لاویں اے نبی کہدو کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں ہی ہاں میری طرف یہی وحی کیا جاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھے

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ○ ع ۱۲ ۹ ۳

تو اسکو چاہیئے کہ اچھے کام کئے جائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسیکو بھی شریک نہ کرے

تفسیر

ذوالقرنین کے قصہ کے خاتمے پر فرمایا تھا کہ کافر قابل جہنم وہ ہیں کہ جنکی آنکھوں پر اور کانوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں نہ خدا تعالیٰ کو اسکے آیات قدرت دیکھ کر یاد کرتے ہیں نہ حق بات سنتے ہیں اب یہاں سے ان پردوں کا اثر بیان فرماتا ہے فقال افحسب الذین الخ کہ کیا ان کافروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مجھے چھوڑ کر میری مخلوق کو کارساز حاجت روا بنانا انکے لئے بس کرتا ہے حالانکہ یہ بڑی نادانی ہے اول تو یوں کہ مالک کے مقابلہ میں اسکے بندے اور مخلوق جنہیں حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں انکے کام وہی گے وہ کیا کام آسکتے ہیں جبکہ وہ خود ہی ہمارے محتاج اور دست نگر ہیں دوم بڑا کام آنا اس جہان کے لئے ہوتا ہی جہاں ہمیشہ رہنا ہے سو انا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا جہنے وہاں انکے لئے بجائے نجات کے جہنم تیار کر رکھا ہے یہ انکی وہاں مہمانی اور ضیافت ہے۔ دنیا میں جو کچھ ان معبودوں کی عبادت میں کوششیں کیں تھیں مال صرف کئے تھے اس طریقہ باطل کو غالب کرنے کے لئے اہل حق سے لڑے تھے حق کے مٹانے میں مال و جان صرف کی تھی اور اسکو دنیا و آخرت کی فلاح سمجھے ہوئے تھے اور در اصل یہ زیان کاری اور خسارہ دارین تھا اس لئے آنحضرت صلعم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان سے کہدو کہ میں تمکو بتلاؤں کہ کون زیادہ زیان کار اور خسارے میں ہیں؟ پھر آپ ہی بتلایا کہ الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا الخ کہ جنکی سب کوششیں بیکار گئیں اسپر بھی غضب کہ وہ اسکو نیکو کاری سمجھے ہوئے تھے یہ جہل مرکب مرض لا دوا ہے جسکا نتیجہ موت روحانی یعنی دارین کی خسارت ہے انسان اگر برائی کو جانے تب بھی امید ہے کہ کبھی راہ راست پر آجائیگا اسکے برعکس جنکی کوشش دنیا میں کارگر اور راست ہوئی انکا حال بھی بیان فرماتا ہے بقولہ ان الذین آمنوا الخ کہ انکو دار آخرت میں جنات الفردوس رہنے کو ملیں گی جہاں وہ سدا رہا کریں گے۔ قل لو کان البحر یہاں سے یہ بات بیان فرماتا ہی کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اسمیں جو انسان کی سعادت و نحوست اسقدر مشرح بیان ہے کہ جسکو کوئی سمندروں کی سیاہی بنا کر بھی لکھے تو سمندر خشک ہو جاویں اور وہ تمام نہوں بعض مفسرین کلمات ربی سے عام مراد لیتے ہیں انکے غرائب اور عجائب قدرت جو ہر مخلوق میں بیشمار ہیں ہر ایک مخلوق اسکی عجائب قدرت کا بے انتہا دفتر ہے اس عالم حسی کی مخلوق پھر عالم ملکوت اور پھر دار آخرت کے کیفیات پھر عالم لاہوت اور

شیون باری تعالیٰ جنکے لکھنے کو ہزار سمندر بہی کافی نہیں کس لئے کہ وہ متناہی اور یہ غیر متناہی ہی ۔

ابحاث (۱) عبادی سے مراد بعض کہتے ہیں حضرت عیسیٰ ؑ بعض کہتے ہیں ملائکہ بعض کہتے ہیں شیاطین بعض کہتے ہیں اصنام انکو بھی باعتبار ان اشخاص کے کہ جنکی یہ فرضی صورتیں بنائی گئی ہیں عباد کہا جاتا ہے جیساکہ ایک جگہ قرآن میں آیا ہے عباد امثالکم۔ فقیر کہتا ہے عموم مراد ہے اسمیں سب آ گئے ۔ (۲) نزل زجاج کہتے ہیں ماویٰ اور منزل کو نزل کہتے ہیں۔ اور جو کچھ مہمان کے لئے کہ جسکو عربی میں ضیف و تنزیل کہتے ہیں تیار کیا جاتا ہے یعنی مہمانی اسکو بھی نزل کہتے ہیں ۔ (۳) بالاخسرین اعمالاً سے بعض کہتے ہیں رہبان کیطرف اشارہ ہے۔ مجاہد کہتے ہیں اہل کتاب کی طرف مگر یہاں بھی عموم مراد لینا چاہیئے یعنی ہر ایک قوم اور ہر ایک شخص جو پیغمبر علیہ السلام کے برخلاف طریقہ کو نجات کا سبب جانکر اسمیں کوشش کرتا ہے جیساکہ ہندو گنگا کا اشنان اور گائے بیل کی پرستش اور بتوں کے آگے خودکشی و دیگر بے فائدہ مجاہدات کرتے ہیں اور اسی طرح دیگر مذاہب کو سمجھنا چاہیئے بلکہ اہل اسلام میں بھی جو لوگ کتاب و سنت کے برخلاف خانہ ساز باتوں کو دین اور نجات کا باعث سمجھ کر ان میں سعی کرتے ہیں مال و جان صرف کرتے ہیں بدعات میں ہزار ہا روپیہ اٹھاتے ہیں جیساکہ محرم کی تعزیہ داری اور بیجا تعمیرات اور دیگر رسومات انکو بھی الذین ضل سعیہم میں علیٰ قدر مراتب شمار کرنا چاہیئے نفع کی امید میں کام کیا وہاں الٹا نقصان عائد ہوا ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ٭ کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست ٭ الٰہی ہماری چشم باطن بینا کر تاکہ ہمکو ہر چیز اسکی اصلی حالت پر نظر آوے برے کو اچھا اور اچھے کو برا نہ سمجھیں اس جہل مرکب کے ورطہ میں نہ پڑیں آمین ٭ (۴) ولقائہ سے مراد خدا تعالیٰ کے سامنے ہونا اس سے ملنا جو مرنے کے بعد یا قیامت میں ضرور ہوگا خواہ مجرمانہ حالت میں جیساکہ قیدی اور مجرم بادشاہ کے سامنے حاضر کئے جاتے ہیں یا اکرام و اعزاز کی صورت میں بہرطور اس سے ایک روز ملنا ضرور ہے جو اسکا منکر ہے خسارہ میں پڑا ہی (۵) فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ خسارت و ذلت میں انکے اعمال ہونگے بولتے ہیں اسکا کچھ بھی وزن نہیں یعنی عزت نہیں کہ قیامت میں جو ترازوئے اعمال قائم ہونا دوسری آیت میں آیا ہی تو اس سے یہ مراد کہ ترازو اہل ایمان کیلئے قائم ہوگی انکو انکے اعمال حسنہ و سیئہ کی مقدار معلوم کرانے کے لئے نہ کفار کے لئے پس دونوں آیتوں میں تعرض نہیں جسطرح کافروں کیلئے جہنم مہمانی میں ملنا بیان ہوا تھا اسی طرح انکے مقابلہ میں جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اسکی مہمانی میں جنات الفردوس کا ملنا بیان فرماتا ہی۔ قتادہ کہتے ہیں فردوس وسط جنت اور اسمیں سے اعلیٰ کو کہتے ہیں۔ فردوس کے معنی رومی زبان میں باغ کے ہیں۔ عکرمہ کہتے ہیں حبشی زبان میں ضحاک کہتے ہیں گھن کے درختوں کو فردوس کہتے ہیں۔ اصل اس لفظ کی خواہ رومی ہو خواہ حبشی مگر یہ بوقت نزول قرآن عرب العربا کی زبان میں مستعمل تھا۔ جنت الفردوس کی تشریح احادیث میں بہت کچھ آئی ہے کہ یہ تمام جنتوں میں اعلیٰ ہے وغیرہ۔ اور کفار کو انکے اعمال بد سے دائما جہنم میں محبوس رکھنا اور ایمانداروں نکو کاروں کو ہمیشہ جنت الفردوس میں رکھنا یہ بھی ایک شان اور صفت ہی منجملہ ان صفات کے کہ جنکو سمندر کی سیاہی بناکر جو کوئی لکھنا چاہی تو سمندر تمام ہو جاوے اور وہ سب نہ لکھی جائیں ۔ (۶) چونکہ اس سورہ میں اصحاب کہف اور ذی القرنین اور موسیٰ ؑ اور خضر کا حال بیان ہوا ہی جس سے انکی بزرگی اور خرق عادات معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور دنیا میں بزرگوں اور عباداللہ کو جو لوگوں نے خدائی میں شریک کیا ہے تو بشبہ انکی خارق عادت کاموں کی وجہ سے تو اسلئے آپکی امت کو تنبیہ کرنے کے لئے سورہ کا خاتمہ اسپر کیا قل انما انا بشر مثلکم کہ کہدو میں بھی تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں خدا نہیں نہ خدائی کا شریک ہوں مجھپر یہ موکد حکم وحی کیا گیا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے کوئی دوسرا معبود نہیں فمن کان یرجوا لقاء ربہ الخ پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھتا ہو کہ اپنے رب کے پاس جا کر حیات جاودانی پاؤں تو اسکو یہ دو کام کرنے چاہئیں (۱) نیک کام کئے جائے اور نیک وہی کام ہیں جنکو نبی علیہ السلام نے نیک بتایا ہے اسمیں مالی بدنی اخلاقی سب نیکیاں آ گئیں (۲) لا یشرک الخ اپنے رب کی عبادت میں کسیکو شریک کرے حسنات کی یہی دو اصول ہیں توحید جسکو ایمان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور اعمال صالحہ تمام صحف انبیاء کا یہی خلاصہ ہے جسپر سورہ کو تمام کیا ہے فائدہ لا یشرک بعبادۃ الخ میں صرف شرک ہی کی نفی نہیں بلکہ ریاکاری کی بھی اسلئے کہ ریاکار جب غیر کے دکھانے یا سنانے کو عبادت کرتا ہی تو گویا اسنے اسکی یا اسکے لئے عبادت کی انکو بھی خدا کے ساتھ شریک کیا اسکو شرع میں شرک خفی کہتے ہیں واللہ اعلم

ف انما انا بشر مثلکم مقام الوہیت وعبودیت کے امتیاز کے لئے ہے جو بعض پیغمبر علیہ السلام میں الوہیت کا کوئی شائبہ سمجھتے ہیں انکی کمالات نبوت کی نفی مراد نہیں پس اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انسانوں جیسا معمولی انسان خیال کرنا سخت نادانی ہے ۱۲ منہ

سورۂ مریم مکیہ ہے اس میں اٹھانوے آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

کٓھٰیٰعٓصٓ ○ ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّکَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا ۚۖ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَہَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ

یہ ذکر ہے تیری رب کی رحمت کا جو اسکے بندے زکریا پر ہوئی۔ جبکہ اسنے اپنے رب کو خفیہ آواز سے پکارا کہا اے میرے رب میرے بدن کی ہڈیاں سست ہوگئیں اور سر میں بڑھاپا

شَیۡبًا وَّلَمۡ اَکُنۡ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ○ وَاِنِّیۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِیَ مِنۡ وَّرَآءِیۡ وَکَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا فَہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا ○

چمکنے لگا۔ اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں کبھی محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد اپنے اقارب سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو اپنی طرف سے مجھے ایک وارث عطا کر

یَّرِثُنِیۡ وَیَرِثُ مِنۡ اٰلِ یَعۡقُوۡبَ ۖ وَاجۡعَلۡہُ رَبِّ رَضِیًّا ○ یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اسۡمُہٗ یَحۡیٰی ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا ○ قَالَ رَبِّ

جو میرا وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا بھی اور اسکو اے رب پسندیدہ کر۔ ہمنے کہا اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشی سناتے ہیں جسکا نام یحیٰی ہوگا اس سے پہلے ہمنے اس نام کا کوئی بھی نہیں پیدا کیا۔ کہا اے رب

اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا وَّقَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡکِبَرِ عِتِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ وَّقَدۡ خَلَقۡتُکَ مِنۡ قَبۡلُ

میرے لئے کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں آکر اینٹھ گیا ہوں۔ کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا کہ یہ میرے نزدیک آسان بات ہے اور ہمنے اس سے پہلے تجھے بھی پیدا کیا

وَلَمۡ تَکُ شَیۡئًا ○ قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ○ فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِہٖ مِنَ الۡمِحۡرَابِ فَاَوۡحٰۤی اِلَیۡہِمۡ اَنۡ

اور تو کچھ بھی نہ تھا زکریا نے کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے۔ کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن تک کلام نہ کر سکیگا بھلا چنگا ہوکر پس زکریا حجرہ سے نکلکر اپنی قوم کے پاس آئے اور انکو اشارہ سے کہا کہ

سَبِّحُوۡا بُکۡرَۃً وَّعَشِیًّا ○

صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرو (زبان سے بول نہ سکا)

ترکیب ذکر مرفوع بانہ خبر مبتدء محذوف ای ہذا تم الخبر مضاف الی رحمت وہی الی ربک عبدہ منصوب بانہ مفعول رحمۃ وقیل مفعول لذکر اذ نادی ظرف زمان للرحمۃ اے رحمۃ اللہ ایاہ وقت ان ناداہ۔ قال رب الخ الجملۃ مفسرۃ لقولہ نادی والوہن الضعف یقال وہن یہن وہنا من باب وعد۔ یعدی ولا یتعدی فی لغۃ۔ اشتعل الراس الاشتعال انتشار شعاع النار فشبہ بہ انتشار بیاض شعر الراس مجامع البیاض ثم اخرجہ مخرج الاستعارۃ بالکنایۃ بان حذف المشبہ بہ وادات التشبیہ شقیا اے خائبا من الاجابۃ خفت بصیغۃ المتکلم وقری بکسر التاء وفاعلہ الموالی۔ اے تلوو ما نوا والمراد بالموالی جمع المولی ہنا الاقارب یرثنی ویرث بالرفع فی الفعلین علی انہا صفتان للولی وقری بالجزم علی انہا جواب للدعا سمیا فعیل بمعنی المفعول قال اکثر المفسرین لم تسم احد قبلہ یحیی وقال ابن عباس و مجاہد وجماعۃ معناہ لم نجعل لہ نظیرا ولا مثلا من المساماۃ او السمو وقیل معناہ لم تلد عاقر مثلہ قبلہ ۱۲ منہ

تفسیر اس سورہ میں بھی چند بزرگوں کے تذکرے ہیں جنسے خداتعالیٰ کی رحمت و قدرت کا کامل اظہار ہوتا ہے۔ اور مقصود ان تذکروں سے یہ ہے کہ خداپرستوں پر ہمیشہ دنیا و آخرت میں اسکی مہربانی اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے مخلصین کی ہر موقع میں دستگیری کیا کرتا ہے اسی پر توکل چاہیئے۔ **پہلا** تذکرہ حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام کا ہے یہ حضرت شہر یروسلم کے باشندے بنی اسرائیل میں ہیکل یعنی بیت المقدس کے ایک کاہن یعنی امام تھے منجملہ اور کاہنوں کے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ یہود کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہانِ روم انپر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر یہاں رہا کرتا تھا جنکو ہیرودیس کہا کرتے تھے یہ نام انکا خاندانی نام تھا اور ہیرودیس یہودی بھی نہیں بلکہ غیر تھا۔ بیت المقدس کئی بربادیوں کے بعد حال ہی میں از سر نو بطرز سابق تعمیر ہوا تھا اسمیں متعدد کمرے اور کئی درجے تھے اور دو منزلہ مکانات بھی تھے حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تھے اور انکی بیوی الیسبات جو حضرت مریم کی خالہ تھیں بانجھ تھیں زکریا کو اولاد نہ ہونے سے بعد میں اقارب کا کھٹکا تھا کہ ان سے سرانجام ملت نہ ہوسکیگا۔

له یعنی ایسا کوئی جانشین فرزند عطا کر کہ میرے بعد انتظام ملت و قوم کرے کیونکہ مجھ کو خوف ہے کہ میرے بعد میرے اقارب جو اس سوء انتظام میں مشہور ہو رہے ہیں قوم و ملت کو برباد نہ کر دیں اس لئے حضرت زکریا کو ان کے انتظام پر یہ دعا کی ۱۲ منہ

ٹه بنی اسرائیل میں ان کا نام کوئی پہلے کوئی نہیں گزرا بعض مفسرین کہتے ہیں سمی بمعنی مثل ہے یعنی اس صفت کا کوئی نہیں گزرا اگرچہ ان سے پہلے حضرت موسیٰ وغیرہ بنی اسرائیل میں بڑے بڑے بلند مرتبہ رسول ہو گزرے ہیں مگر ان میں ایک وصف خاص تھا اور وہ نکلے راز نگ و لب دیگر اسلاف سے یعنی بڑا لائق فرزند عطا کریں گے ۱۲ منہ

ٹه بڑھاپے میں انسان کی وہ حالت نہیں رہتی جو جوانی میں ہوتی ہے قوی کمزور ہو جاتا ہے ہاتھ پاؤں بھی سکڑ جاتے ہیں ۱۲ منہ

ٹه بعض مفسرین کہتے ہیں زکریا کا قول ہے کہ بشارت فرزند سنکر تعجب سے پوچھا کیا ایسا ہوگا ۱۲ منہ

ٹه انکی زبان بند ہوگئی تھی اشارہ سے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھا سکتا تم خود حسب دستور صبح و شام اپنی نماز پڑھ لو یہ مدت بنی اسرائیل میں زیادہ ... تقدیس ہی ۱۲ منہ

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ○

(جب یحیی پیدا ہو چکا تو اسکو کہا) اے یحیی کتاب کو مضبوط ہو کر لے اور ہمنے لڑکپن ہی مین اسکو حکمت عطا کی اور اسکو اپنے ہان سے رحم دلی اور پاکیزگی عنایت کی تھی اور وہ پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا اور وہ کچھ سرکش نافرمان نہ تھا

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ○ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ

اور اسپر سلام جسدن کہ وہ پیدا ہوا اور جسدن کہ وہ مریگا اور جسروز کہ زندہ ہو کر اٹھیگا اور کتاب میں مریم کا ذکر کر جبکہ وہ اپنے لوگوں سے کنارہ کر کے ایک شرقی مکان میں جا بیٹھی پھر لوگوں کی طرف سے

دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ

ایک پردہ ڈال لیا پھر ہمنے اسکے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا سو وہ اسکے روبرو پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا۔ مریم نے کہا میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہون اگر تو پرہیزگار ہے اس نے کہا میں تو تیرے رب کا

ربع

رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

بھیجا ہوا ہوں کہ تجھکو پاکیزہ لڑکا دون ۔ مریم نے کہا میرے کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا کہ یہہ مجھپر آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ○

اور اسطرح یوں پیدا کیا کہ ہم اسکو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی اور لوگوں کے لئے اپنی مہربانی بنائین اور یہہ بات ٹھہر چکی تھی پس مریم کو (خود بخود) حمل رہگیا اور وہ حمل کو لیکر کسی دور گوشہ میں جا رہنے لگی

ترکیب وحنانا معطوف علی الحکم الحنان مخففا الرحمة والرقة ومشددا من صفات اللہ عز وجل۔ وزکوة معطوف علی ماقبلہ والزکوة التطہیر والتزکیة والتنمیة ای جعلناہ وقیل زکیناہ بحسن الثناء علیہ کتزکیة الشہود وقیل صدقة تصدقنا بہا علی ابویہ سلام علیہ قال ابن جریر معناہ امان علیہ من اللہ وقال ابن عطیة التحیة المتعارفة مکانا شرقیا ای من جانب الشرق والنصب علی الظرفیة او مفعول بہ علی ان معنی انتبذت اتت مکانا ومن اجل ذلک اتخذت النصاری المشرق قبلة والبغی ہی الزانیة التی تبغی الرجال قال المبرد اصلہ بغوی علی فعول وقال ابن جنی فعیل ولما کان البغاء غالبا فی النساء دون الرجال اجری مجری حائض وحال لنجعلہ متعلق بمحذوف ای خلقنا ورحمة معطوف علی آیة وکان اسمہ محذوف ای خلقہ امرا مقضیا خبر کان ۱۲

آخر ایک روز عین نماز میں دل بھر آیا اللہ سے مناجات و دعا کی (ندا ءخفیا) کہ اے رب میں کبھی تجھ سے سوال کر کے محروم نہیں رہا ہوں میں تجھ سے اب التجا کرتا ہوں کہ مجھے ایک پسندیدہ فرزند عطا کر کہ امامت میں میرا وارث ہو اور اسرائیل کی نسل کا بھی وارث ہو نبوت اور بزرگی اور برکت یعنی جو اسرائیل سے وعدہ کی گئی تھی کہ تیری نسل میں برکت دونگا فرشتہ نے خدا کی طرف سے زکریا کو مژدہ دیا کہ تیری دعا قبول ہوئی تجھکو ایک فرزند نیک ملیگا جسکا نام یحیی (یوحنا) ہوگا اور اس سے پہلے اسکا نام کوئی نہیں ہوا ہے زکریا کو مژدہ سُنکر اپنی پیرانہ سالی اور بیوی کے بانجھ ہونیکا خیال کر کے تعجب ہوا فرشتہ نے کہا کیا تعجب ہے خدا نے انسان کو معدوم سے موجود کر دیا وہ بغیر اسباب کے پیدا کر سکتا ہے اور اسباب بھی پیدا کر سکتا۔ پھر جب زکریا کا اطمینان ہوگیا تو فرشتہ سے اسکی علامت پوچھی فرشتہ نے کہا جب وقت آئیگا تو خود بخود تین رات دن تک تیری زبان بند ہو جاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زکریا کچھ بات نہ کر سکتے تھے امامت کے روز لوگ حسب دستور منتظر تھے کہ زکریا محراب یعنی اپنی خاص عبادتگاہ سے باہر آکر نماز پڑھاوین انکی دستور کے موافق پس باہر نکلکر لوگوں سے اشارہ کر کے کہا کہ تم بطور خود صبح و شام خدا کی حمد و ثنا کرو اس علامت کے چند عرصہ بعد زکریا علیہ السلام پیدا ہوئے یہ لڑکپن ہی میں وعظ و تلقین کیا کرتے تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں کبھی مصروف نہیں ہوئے تورات پر عمل کرنیکا انکو حکم ہوا انھا اجات کو خذ الکتاب بقوة سے تعبیر کیا یعنی مضبوطی سے کتاب یعنی توریت کو پکڑ اسپر عمل کر اور ممکن ہے کہ انکو کوئی خاص صحیفہ عطا ہوا ہو جو مصائب میں گم ہوگیا اور آپ کو لڑکپن ہی میں حکم یعنی حکمت اور فہم و دانائی اور حنان یعنی نرم دلی اور محبت اور دل دردمند اور زکوة یعنی طہارت ظاہری و باطنی عطا کی گئی تھی ❖

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ○ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

پھر درد زہ کے مارے کھجور کے پیڑ کیطرف آئی کہنے لگی اے کاش کبھی میں اس سے پہلے مرچکتی اور بھولی بسری ہو جاتی ۔ پھر اسکے پائین سے (فرشتے نے) آواز دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ○ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ

تیرے پائین میں ایک چشمہ پیدا کردیا ہے ۔ اور اپنی طرف کھجور کے پیڑ کو جھکا تجھپر پکی تازہ کھجوریں جھڑ پڑینگی پس تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھیر جو تو کسی آدمی کو دیکھے تو

فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ○ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ○ يٰٓاُخْتَ

کہہ دیجیو کہ میں نے رحمن کے لئے روزہ مانا ہے اب میں آجکے دن کسی شخص سے بات نہ کرونگی پھر وہ عیسےٰ کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم پاس لائی ۔ وہ کہنے لگے اے مریم البتہ تو تو ایک عجوبہ چیز لائی ہے اے

هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ○

ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی

فاجاءہا یقال جاء و اجاء بمعنی
ای الجاہا و اضطرہا
المخاض مصدر وہو وجع الولادۃ
عند الجمہور بفتح المیم ودونی کسرہا
من تحتہا من تحت النخلۃ ای المیم وکسرہا بغیر
الموت اجدہ سے برام دفتی
لا تحزنی ان لا تحزنی تفسیر للنداء
سریا السری النہر الصغیر والجدول
لان الماء یسری بہ والجمع سریان
والسری الرئیس والجمع سراۃ
وہزی الیک ای حرکیہ یقال ہزہ
تساقط اصلہ تتساقط
مجزوم بانہ جواب امر وترین اصلہ
انسیا مثل تمییز فریا
عجیبا نادرا ۱۲

یہ حضرت یحییٰ کے چند اوصاف حمیدہ بیان فرمائے تاکہ وعدہ الٰہی کہ اس سے پہلے کوئی اسکا ہمنام یا مثل نہیں پیدا ہوا صادق آئے اور وہ اوصاف یہ ہیں جو انکو لڑکپن ہی میں دئے گئے تھے باحکمت تھے نہایت مہربان رقیق القلب تھے ظاہر و باطن میں پاک اور بابرکت تھے نہایت پرہیزگار خداترس تھے ماں باپ کے فرمانبردار تھے جبار و سرکش نہ تھے ان خوبیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ حضرت یحییٰ کی نسبت فرماتا ہے وسلام علیہ کہ ہمارا سلام یا سلامتی اور رحمت ہوا نپر پیدا ہونے اور مرنے اور مرکے جینے کے دن یعنی سخت اوقات میں ۔ یہہ ایک محاورہ ہے جیسا ہماری زبان میں کہتے ہیں مرحبا ہے اسکے پیدا ہونے پر یا مبارک ہے اسکا پیدا ہونا ۔ ان حضرت یحییٰ کو اسوقت کے ہیرودس نے ایک عورت کے کہنے سے ناحق قتل کیا انکا سر قلم ہوکر طشت میں رکھ کر بادشاہ مذکور کے سامنے لایا گیا یہہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام بھی وعظ و نصیحت کرتے پھرتے تھے ۔

دوسرا تذکرہ حضرت مریم کا ہے ۔ اس قصہ کی ابتدا یہاں نہیں بیان کی بلکہ ان آیات میں ہے اذ قالت امرأۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص عمران نامی تھا (یہہ عمران موسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ اور شخص تھے) اسکی بیوی حنہ بڑی نیک بیوی تھی جو حضرت زکریا علیہ السلام کی سالی تھی اسنے خدا تعالیٰ سے نذر مانی تھی کہ الٰہی یہہ جو مجھے حمل رہا ہے اس سے لڑکا پیدا ہوگا تو میں تیری نذر کرونگی ۔ یہود میں ایسی نذروں کا قدیم دستور تھا چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد سے ذرا پیشتر صموئیل علیہ السلام کو بھی انکی ماں نے خدا کے لئے نذر مانا تھا اور اسی لئے عبادت خانہ میں چڑھا گئیں لیکن عمران کی بیوی نے لڑکا جنی یعنی مریم جسپر انکو افسوس ہوا کہ لڑکا ہوتا تو بیت المقدس کی خدمت کرتا کیونکہ جنکو خدا کے لئے نذر مانا کرتے تھے انکو بیت المقدس میں لاکر چھوڑ جاتے تھے وہیں انکی پرورش ہوتی تھی اور وہ عمر بھر وہیں خدمت کیا کرتے تھے لڑکی کیا کریگی لیکن حضرت مریمؑ کو بھی انکی ماں بیت المقدس میں چھوڑ گئیں انکے خالو زکریا علیہ السلام جو بیت المقدس کے امام تھے انکی پرورش کے لئے مقرر ہوئے زکریا علیہ السلام نے مریم کے لئے بیت المقدس کے مکانات میں سے ایک جدا مکان تجویز کردیا اور یہی انکے پاس کھانا پانی پہنچایا کرتے تھے چنانچہ ایکبار جو یہ ان کے پاس گئے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تعجب سے پوچھا کہ یہہ کہاں سے آئے مریم نے کہا اللہ نے بھیجے ہیں اس سے زکریا کو اور بھی امید ہوئی اور خدا تعالے سے لڑکے کا سوال کیا جسپر حضرت یحییٰ پیدا ہوئے جنکا قصہ گزرا ؂

سلخ
یعنی بہ آواز اور آشکارا نہ کہا
[illegible] غیب سے پیدا
ہارون سے حضرت ہارون برادر موسے علیہ السلام کے بھائی مراد نہیں کیونکہ مریم میں اور ان میں سیکڑوں برس کا فاصلہ ہے [illegible] بلکہ ان کے نام [illegible] کوئی دوسرا ہارون تھا جو مریم کا رشتہ کا بھائی تھا جسکی نیکی بنی اسرائیل میں مشہور تھی یعنی تو ایسے شریف اور نیک خاندان کی ہو کر یہ کیا کر بیٹھی اور اکثر [illegible] کہتے ہیں حضرت ہارون مراد ہیں مگر اخت کے معنی بہن کے نہیں بلکہ اخت [illegible] نسبت کے مستعمل ہو [illegible] جیسے یا اخا العرب عربی کو کہتے ہیں یعنی ہارون والی جو کہ عہدہ امامت حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں چلا آتا تھا اور حضرت مریم بھی اسی [illegible] معزز خاندان میں [illegible] کبیر [illegible] ۱۲

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۞ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۞ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ

تب مریم نے لڑکے کیطرف اشارہ کیا وہ کہنے لگے ہم گود کے بچے سے کیونکر بات چیت کریں بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھکو اللہ نے کتاب دی اور نبی بنایا اور مجھ بابرکت کیا جہاں کہیں

مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۞ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۞ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ

میں ہوں اور مجھکو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی جبتک کہ میں زندہ ہوں - اور ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا بنایا - اور مجھے سرکش بدبخت نہیں کیا اور مجھپر خدا کی امان جسدن کہ میں پیدا ہوا اور جسدن

اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۞ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۞ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰى

کہ میں مرونگا اور جسدن کہ بار دگر زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا - یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا (یہ ہے) سچی بات کہ جسمیں وہ جھگڑ رہے ہیں اللہ کی یہہ شان نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بنا دے - پاک ہے وہ - جب وہ کوئی کام کرنا

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۞ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۞ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

ٹھہراتا ہے تو صرف اسکو کن کہتا ہے سو وہ ہوہی جاتا ہے اور (یہ بھی کہا) بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس اسکی عبادت کرو - یہ ہے سیدھا رستہ - پھر فرقوں میں آپسمیں جھگڑنے لگے پس خرابی ہے

كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۞

منکروں کی بڑے دن کے پیش ہونے سے

آخر جب مریم جوان ہوگئیں تو ایکبار انکو خوبصورت آدمی کی شکل میں خدا کا فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) نظر آیا مریم گھبرائیں اور کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خداترس ہے فرشتہ نے کہا میں انسان نہیں خدا کا فرستادہ ہوں اسلیئے آیا ہوں کہ تجھکو پاک فرزند دوں مریمؑ نے کہا یہہ کیونکر ہوگا میرا ابتک کسی سے نکاح نہیں ہوا اور نہ میں حرام کار ہوں فرشتہ نے کہا خدا یونہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرسکتا ہے تب فرشتہ نے انکے کرتے کے گریبان میں دم کردیا یعنی پھونک دیا اسکے بعد سے انکو حمل معلوم ہونے لگا مریمؑ لوگوں سے گوشہ اور کنارہ کے مکان میں جا رہیں (غالباً یوسف کے ساتھ وہاں سے بیت اللحم میں آرہی ہونگی جو وہاں سے کئی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا جو آجکل شہر ہے یا اپنی خالہ کے گھر آرہی ہونگی اور انکی خالہ کو بھی حمل تھا چھ مہینے کا جس سے یحیی پیدا ہوئے) پس جب خاص جننے کا وقت آیا اور درد لگے تو ایک افتادہ مکان میں آئیں جہاں ایک کھجور کا خشک درخت تھا اور پانی نہ تھا اور ولادت کے وقت ان چیزوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے اوہر تنہائی ادھر درد ادھر ہر قسم کی بے سروسامانی نہ کھانا نہ پانی ایسی حالت میں انسان کا مقتضی طبعی ہے کہ گھبرا جاتا ہے گھبرا گئیں اور کہنے لگیں کہ کاش میں اس دن سے پیشتر مرچکی ہوتی اور نیست و نابود ہوگئی ہوتی کہ لوگ نام و نشان بھی بھول جاتے - ایسے سخت وقتوں میں خدا تعالی اپنے نیک بندوں کی دستگیری کیا کرتا ہے پس انکے پائین سے[51] فرشتہ نے آواز دی کہ کچھ غم نکرو دیکھو تیرے پاؤں کی طرف خدا نے چشمہ جاری کردیا جسقدر پانی درکار ہو لے اور اس کھجور کے درخت کو ہلا تر و تازہ کھجوریں اس میں سے جھڑینگی اور جو کوئی شخص تجھے کچھ کہے تو اشارہ سے کہدیجو کہ میں کلام نہیں کرسکتی روزہ[52] نذر مانا ہے - پس پاک ہونے کے بعد ختنہ کے لئے شریعت موسوی کے موافق مریم عیسےؑ کو بیت المقدس میں لائیں فاتت بہ قومہا تحملہ یہاں اپر لوگوں کا ہنگامہ ہوا

---

[51] من تحتہا کے معنی بعض نے یہ بیان کئے ہیں کہ مسیح نے انکے نیچے سے آواز دی تھی مگر صحیح مطلب آیت کا یہ ہے کہ مریم جو بوقت ولادت لیٹی ہوئی تھیں انکے پاؤں کی طرف سے کہ جسکو تحت یا نیچے کی جانب کہتے ہیں جس طرح سرہانے کو بالین یا اوپر کی جانب کہتے ہیں فرشتہ نے آواز دی ۱۲ منہ [52] اگر روزہ میں یہہ نذر مانا ہو کہ کسی سے کلام نہ کرونگا اس عہد میں اس نذر کا پورا کرنا ضرور تھا اس لئے مریمؑ نے یہہ عذر کیا اور غرض یہ تھی کہ لوگوں کو آپ جواب دینا نہ پڑے خود لڑکا ہی جواب دیوے تاکہ اسکا اعجاز و کرامت معلوم ہو ۱۲ منہ

[illegible]

اور طعن و تشنیع شروع ہوئی کہ تیرے ماں باپ ایسے نہ تھے تو حرام کار کہاں سے پیدا ہوئی؟ سچ بتا یہہ بچہ کسکا ہے؟ مریمؑ نے حضرت مسیحؑ کی طرف اشارہ کیا کہ خود اسی سے دریافت کرلو لوگوں نے کہا کہ ہم بچہ سے کیونکر بات چیت کر سکتے ہیں اسمیں حضرت مسیح علیہ السلام گود میں سے آپ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (سب سے پہلے یہہ جملہ یوں کہا کہ انکے بغیر باپ کے پیدا ہونے اور عجائب معجزات دکھانے سے لوگ انکو کہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھ لیں جیسا کہ نصاریٰ سمجھ بیٹھے) مجھکو کتاب دی ہے یعنی انجیل گو اسوقت تک نہ ملی تھی بلکہ تیس۳۰ برس کی عمر میں جبکہ نبی ہوئے اور اسیطرح نبوت بھی جب ہی ملی اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کی وصیت بھی اسی وقت ہی ہوسکتی ہے لیکن یہہ سب باتیں ہونی والی تھیں اور عالم غیب میں قرار پا چکی تھیں گو ظہور اسوقت تک نہوا تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہہ معلوم کرا یا گیا تھا اسلئے ان سب باتوں کو بلفظ ماضی اس طفولیت کے وقت میں بیان فرمایا۔ شیر خواری کی حالت میں اپنی ماں کی برأت کے لئے مسیح نے ایک ہی بار کلام کیا تھا پھر نہیں کیا بلکہ پھر اسوقت بولے جو اور لڑکے بولا کرتے ہیں جب لوگوں نے یہہ کلام سنا تو حیرت میں رہگئے اور اسلئے مریمؑ پر زنا کی سزا جو قتل تھی قائم نہ کی ورنہ سزا سے بری رکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ مگر اس بات کو یہود نے مخفی کر دیا تاکہ لوگ انکے معتقد نہ ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام پاکدامن پر بہتان دھر دیا۔

تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ کا چچا زاد بھائی ایک شخص یوسف نامی تھا جو حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو یہود اور ہیرودس کے خوف سے مصر لیگیا تھا اور اسکے مرنے تک وہ وہیں رہے پھر ہیرودس کے مرنیکے بعد[۵۱] آکر ناصرہ گاؤں میں رہے اسلیئے انکے متبعین کو نصاریٰ کہتے ہیں اور پھر وعظ و پند میں مصروف ہوئے اور معجزات دکھانے شروع کئے لوگ جوق جوق انکی طرف متوجہ ہونے لگے آخر یہود کو حسد ہوا اس عہد کے حاکم کو بد گمان کرکے انکو گرفتار کرایا کہ یہہ قیصر سے باغی ہے قید کرکے سولی دینے لے چلے مگر خدا نے انکو زندہ و سالم اوپر اٹھا لیا اور انکی شکل میں ایک کو انہیں میں سے کر دیا جسکو سولی دیا گیا انکے بعد حضرت مریمؑ کا انتقال ہوا حضرت یحییٰ علیہ السلام انکی روبرو ہے ہیرودس کے ہاتھ سے شہید ہو چکے تھے۔

حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کے قصہ کو تمام کر کے فرماتا ہے ذٰلک عیسی ابن مریم الخ کہ اصل حقیقت عیسیٰ بن مریمؑ کی یہہ ہے سچا واقعہ جسمیں وہ جھگڑتے ہیں یہ نہ وہ جو کہ یہود کہنے لگے کہ معاذ اللہ وہ زنا سے پیدا ہوئے تھے اور مکار و فریبی تھے نہ وہ جو عیسائی کہنے لگے کہ وہ خدا کے بیٹے تھے خدا انکی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہود کا قول تو از حد بدیہی البطلان تھا انکی طرف توجہ نہیں کی گئی اسلئے عیسائیوں کے قول کو باطل کرتا ہے ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ الخ کہ خدا کی یہہ شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے وہ اس سے پاک ہے اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون بیٹا انکے لئے ہوتا ہی جنکو احتیاج ہے اور اسکے حکم میں تو ہر چیز ہے کن کہنے ہی ہو جاتی ہے اسی طرح بغیر سبب ظاہری یعنی باپ کے بغیر عیسےٰ کو پیدا کر دیا خود عیسیٰؑ نے کہدیا تھا انی عبد اللہ الخ و ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم کہ اللہ میرا اور تمہارا دونو کا پالنے والا ہے اسی کی عبادت کرو سیدھا رستہ یہی ہے نہ یہہ کہ مجھے خدا یا اسکا بیٹا سمجھو۔

ابحاث

(۱) زکریا علیہ السلام کا قصہ انجیل لوقا میں موجود ہے ہاں قرآن مجید میں تین روز تک اور انجیل مذکور میں ایک روز تک گونگا رہنا مذکور ہے۔ اور مریمؑ کے قصہ میں اسقدر تفاوت ہے کہ مریم کا انکی والدہ کی طرف سے خدا کی نذر میں چڑھایا جانا اور زکریاؑ کی نگرانی میں پرورش پانا اور اسی طرح تولد مسیح علیہ السلام کے وقت خرمے کی درخت کا تر و تازہ ہونا اور چشمہ جاری ہونا اور پھر شیر خوارگی میں مسیحؑ کا کلام کرنا انکی اناجیل اربعہ میں موجود نہیں قرآن میں ہے البتہ انکی اور اناجیل میں ہے جیسا کہ انجیل طفولیت وغیرہ اور اسی طرح رضاعت کے زمانہ میں یحییٰؑ کا کلام کرنا انجیل میں ہے قرآن مجید میں نہیں سو یہہ کچھ اختلاف ایسا نہیں کہ جس سے ایک کو غلط ایک کو صحیح کہنے کی نوبت پہنچے خود چاروں انجیلوں میں اس قسم کی کمی زیادتیاں ہیں ایک یہ ہے کہ مجوسی ستارہ کے اشارہ سے مسیح پاس آئے

[۵۱] تخمیناً بارہ برس کی عمر میں مسیحؑ مصر سے واپس آئے ۱۲ منہ

دوسری میں نہیں علے ہذا القیاس۔ اور جو اختلاف ہے بھی تو اسمیں قرآن مجید کا ہی عقلاً و نقلاً اعتبار ہونا چاہئے نہ انکی کتب محرفہ کا۔

(۲) تمام اہلِ اسلام اور تمام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے برخلاف یہود کے کہ وہ انکو انسان کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہونا کہتے ہیں اور معاذ اللہ ناجائز تولد قرار دیتے ہیں مگر آجکل برائے نام مسلمان ایک گروہ جو اس زمانہ میں علوم حسیہ کی ترقی اور علوم روحانیہ کے مفقود ہو جانے اور حس باطن اور نور قلبی کے مٹ جانے سے پیدا ہوا ہے وہ فریق قدم بہ قدم حکماء یورپ کے چلتا اور قرآن و احادیث کو انکے خیالات کے مطابق کرتا ہے غلط تاویلات کے ذریعہ سے وہ بھی یہود کی طرح بطور عادت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونا کہتا ہے کیونکہ خوارق عادات اسکے نزدیک محال ہیں اس بات کے امکان پر دلائل لانیکی یہاں گنجائش نہیں مقدمۂ تفسیر میں بیان ہو چکے اب میں قرآن مجید کے وہ الفاظ بتاتا ہوں جو اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ اوّل۔ ان آیات میں فتمثل لہا بشرا سویا سے لیکر قال کذلک قال ربک ہو علی ہین تک صاف صاف کہہ رہا ہے کہ مریم کو فرشتہ کے کہنے سے کہ تجھکو فرزند دینے آیا ہوں تعجب آیا اسلئے کہ نہ وہ حرام کار تھیں نہ کسی سے نکاح ہوا تھا اسپر فرشتہ کا یہہ کہنا کہ تیرا رب یوں ہی کر سکتا ہے اور یہہ اسپر کچھ مشکل بات نہیں تصریح ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کا تولد بغیر باپ کے ہوا ہے۔ دوم۔ ولنجعلہ آیۃ للناس بھی اسکی تصریح کرتا ہے کسلئے کہ تولد مسیحؑ اگر معمولی طور سے ہوتا پھر خواہ اسمیں لوگوں کے لیئے کتنے ہی برکات کیوں نہ ہوتے جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تولد میں اسپر آیۃ کا اطلاق نہیں ہوتا کسلئے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بجز آیات قرآنیہ کے اور چیزوں پر لفظ آیۃ کا اطلاق ہوا ہے تو انہیں پر ہوا ہے کہ جہاں کوئی بات اسکی قدرت کی بابت عادت و اسباب ظاہری بغیر پائی گئی ہو جیسا کہ اصحاب کہف پر اور صالح علیہ السلام کے ناقہ پر وغیرہا۔ سوم۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الآیہ میں اس امر کی صاف تصریح ہے کیونکہ آدمؑ کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو تشبیہ دینا اگر اس بات میں نہیں کہ جسطرح وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسی طرح یہہ بھی تو پھر اور کونسی خصوصیت آدمؑ کے ساتھ مسیح کو ہے؟ اور نیز اس آیت کا نزول انہیں کے دفع خیال کے لیئے ہے جو مسیح کو بغیر باپ کے پیدا ہونے سے خدا کا بیٹا سمجھتے تھے۔

اسکے علاوہ اسی قصے میں اور کتنی ایک باتیں خارق عادت مذکور ہیں جیسا کہ کھجور خشک سے تر خرموں کا پیدا ہونا پانی کا چشمہ نمودار ہونا مسیح کا گود میں کلام کرنا جسکی بابت یہود نے کہا تھا کہ ہم گود کے بچہ سے کیونکر بات کر سکتے ہیں؟ اور فرشتہ کا مجسم ہوکر مریم کو نظر آنا پھر یہاں بھی شاید تاویل باطل کرینگے۔

اسی طرح عیسائیوں کی اناجیل اربعہ میں بھی اس امر کی صاف تصریح ہے حالانکہ ماول صاحب اپنی کتاب تبیین الکلام میں اناجیل مذکورہ کو غیر محرف اور کلام الٰہی مان چکے ہیں انجیل متی کے اول باب میں ۱۸۔ ورس سے لیکر آخر تک اسکی تصریح ہے جسکا ایک جملہ یہہ ہے کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو انکے اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ پھر انجیل لوقا کے اول باب میں ۲۶۔ ورس سے لیکر کئی جملوں تک قرآن مجید کے موافق مریم کو فرشتہ سے حمل ہونا اور مسیحؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مذکور ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ ماول صاحب کس سند سے انکار کرتے ہیں اور آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں؟

(۳) یا اخت ہارون اخت کے حقیقی معنی بہن کے یہاں مراد نہیں بلکہ کلام عرب میں اخ اور اخت اور ابن بہت سے مواقع میں محض نسبت کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں یا اخا العرب یا اخا ہمدان اے واحد منہم یعنی اے عرب والے ای قبیلۂ ہمدان والے نہ یہہ کہ ای عرب اور ہمدان کے بھائی اسی طرح مسافر کے لئے ابن السبیل اور چاند کے لئے ابن اللیل آتا ہے وغیرہ چونکہ حضرت مریم ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اسلئے انکو شرمندہ کرنے کے لئے انکے جد اعلیٰ ہارون کیطرف منسوب کرکے کلام کیا کہ ای ایسے بزرگ کی اولاد تجھے ایسا کرنا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم کے حقیقی بھائی کا نام بھی ہارون تھا جو بڑے نیک مرد تھے۔ ایک پادری نے اخت کے حقیقی معنی سمجھکر پھر ہارون اور مریم میں فاصلہ دراز خیال کرکے اعتراض جڑ دیا کہ قرآن میں غلطی ہے۔ فہم سلیم اسکو کہتے ہیں

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ○ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَّ وقف لازم

جسروز کہ وہ ہمارے پاس حاضر ہونگے اُسدن تو کیا ہی سنتے دیکھتے ہونگے لیکن ظالم آج تو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں (گویا اندھے بہرے ہیں) اور انکو حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ اخیر فیصلہ کردیا جاویگا اور وہ ابھی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور

هُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ○ ع ۵ ۵

ایمان نہیں لاتے ہم ہی زمین کے وارث ہونگے اور انکے بھی جو اسپر ہیں اور سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر لائے جائیں گے

ترکیب

اسمع بہم وابصر معناً دو نو تعجب کے صیغہ لفظاً امر کے صیغہ ہیں یعنی ما اسمعہم و ما ابصرہم بہم موضع رفع میں ہے کقولک احسن بزید ای احسن زید لفظوں میں امر اور معنیً خبر ہے اے حسن زید۔ ویمکن ان یقال انہ امر لکل احد بان یحسن بزید والبار زائدۃ ۔ یوم ظرف والعامل فیہ اسمع وابصر۔ اذ قضے یا یوم الحسرۃ سے بدل یا حسرت کا ظرف۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا فاختلف الاحزاب کہ عیسیٰؑ کے بارہ میں قومیں مختلف ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ یہود کچھ کہتے ہیں نصاریٰ کچھ اور پھر باہم نصاریٰ کے فرقوں میں بھی بہت کچھ اختلاف ہے اور تھا جنکی نسبت فرماتا ہے فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم کہ منکروں کو بڑے دن کی حضوری اور اسکی شدت سے خرابی ہے بڑا دن قیامت کا دن ہے یعنی اُس دن کا سامنا ہونا ہے اور اس دن میں بڑی مصیبت ہے انکے اختلاف کا ثمرہ اسروز ظاہر ہو جاوے گا۔

اسمع الخ میں یوم عظیم کی کچھ کیفیت بیان ہی کہ جسروز یہ کافر ہمارے پاس آئیں گے اسروز انکی بینائی اور شنوائی عجب ہوگی یعنی جسطرح آج اندھی اور بہرے ہیں نہ باطن کی آنکھوں سے حق دیکھتے ہیں نہ کسی سے سنتے ہیں اسروز یہ حال نہوگا نہوگا بلکہ خوب آنکھیں کھل جاوینگی کان بھی کھل جاوینگے یہی مضمون سورۂ ق میں بھی آیا ہے لقد کنت فی غفلۃ من ہذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔

اسکے بعد آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ ان غافلوں کو حسرت کے دن سے مطلع کردو تاکہ خوف کریں۔ پھر یوم الحسرت کی کچھ اور تشریح فرماتا ہے اذ قضے الامر وہم فی غفلۃ وہم لایؤمنون کہ یکایک انکے لئے عذاب کا حکم دیا جاویگا اور وہ دنیا میں غفلت میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ بظاہر یوم الحسرت قیامت کا دن ہے کیونکہ جنہوں نے دنیا میں نیکی نہ کی ہوگی وہاں انکی حسرت کا کیا ٹھکانا ہے مگر آیت کو عام رکھا جاوے تو اور بھی تخویف پیدا ہوتی ہی یعنی حسرت کا دن عام ہے قیامت کے دن کو بھی شامل ہے اور موت کے دن کو بھی کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ایمان و حسنات سے بیخبر ہے اور ہر یکایک اسکی موت کا حکم ہو جاوے اسکا کام تمام ہو چکے اب اسکو ساتھ لیجانے کے لئے توشۂ آخرت حاصل کرنیکی مہلت کہاں پس اس دن سے زیادہ بھی اسکی حسرت کا دن اور کوئی کیا ہوگا؟ یہ مضمون بھی قرآن مجید کی متعدد آیات میں آیا ہے لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور احادیث میں بھی وارد ہے کہ انسان اپنی آرزوں کے پورا کرنے میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ یکایک اجل آجاتی ہے حسرت و ارمان دنیا کی جگہہ دل میں آخرت کے لئے کوتاہی کرنے کی حسرتیں ساتھ ہو جاتی ہیں۔

دنیا میں جو کچھ مال و زر زمین و باغات اسنے بڑی محنت سے حاصل کئے تھے وہ سب یہیں پڑے رہ گئے ان سب کا اللہ ہی وارث اور اخیر مالک رہیگا اور سب ایکروز خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہو جاوینگے انا نحن نرث الارض ومن علیہا والینا یرجعون کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ○ يٰۤاَبَتِ

اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو ۔ بیشک وہ ایک نبی صادق تھے جبکہ اسنے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ آپ ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہیں کہ جو نہ سن سکتی ہے اور نہ دیکھ سکتی ہے اور جو نہ آپکے کسی کام آسکتی ہے ۔ اے میرے باپ

اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ○ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ○ يٰۤاَبَتِ

بیشک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو آپکو حاصل نہیں پس آپ میرے کہنے پر چلیئے تاکہ میں آپکو سیدھا رستہ دکھاؤں ۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نکرو کیونکہ شیطان تو خدا کا نافرمان ہے ۔ اے میرے باپ

اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ○ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تمپر خدا تعالیٰ کا عذاب آپڑے پھر تم بھی شیطان کے ساتھی ہوجاؤ اسنے کہا ای ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو باز نہ آئیگا تو میں تجھے سنگسار ہی کرڈالوں گا

وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ○ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ○ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ

اور مدتوں کے لیے میرے پاس سے جا دور ہو ابراہیم نے کہا بہتر تو میرا سلام ہو میں آپ کیلئے اپنے پروردگار سے مغفرت کی دعا ہی کرونگا کیونکہ وہ مجھپر بڑا مہربان ہے اور میں تمکو بھی چھوڑتا اور تمہارے ان معبودوں کو بھی کہ جنکو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارا

عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ○ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ○

امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہونگا پھر ابراہیم نے انسے اور انکے معبودوں سے کہ جنکو وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے کنارہ کیا تو ہمنے انکو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہمنے ہر ایک کو نبی بنایا

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ○

(اور ہمنے انکو اپنی رحمت سے بہت کچھ بخشا اور انکے لئے ہمنے ذکر خیر کا آوازہ بلند کیا کہ ابتک لوگ انکو عزت سے یاد کرینگے)

تیسرا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ہے ۔ یہہ انکی اسوقت کی ثابت قدمی اور خدا پرستی مذکور ہے کہ جب ابتدا شباب میں انہوں نے بت پرستی کو حقیر جانکر اپنے باپ کو اس سے منع کیا اور آخر کار محض اللہ کے لئے اپنے پیارے باپ کو چھوڑا کہ جسکی محبت نے ابراہیمؑ کو اسکے لئے خدا سے معافی مانگنے پر آمادہ کیا اور اسکے لئے ابراہیمؑ نے وعدہ بھی کرلیا پھر مہاجرت کے بعد خدا تعالیٰ نے اسکو اسحاق اور اسحاقؑ کو یعقوبؑ برگزیدہ پیغمبر فرزند عطا کیا ۔ یہہ نتیجہ ہے خدا کی فرمانبرداری کا ۔ یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں لیکن ایسا اولوالعزم پوتا بھی دادا کا نام روشن کرنیوالا گویا دادا کو فرزند ارجمند عطا کرنا ہے اس لئے وہبنا له یعقوب فرمایا اسحاق کے بعد اسکے لئے علاوہ اور صدہا چیزیں خدا نے یعقوبؑ و اسحاقؑ و ابراہیمؑ کو عطا کیں تھیں اور سب سے بڑھکر لسان صدق علیا عطا کی یعنی انکی ثنا و صفت لوگ انکے پیچھے کرتے رہینگے ۔ لسان صدق ثنا حسن ۔ ذکر جمیل ۔ چونکہ یہہ زبان سے پایا جاتا ہے اسلئے اسکو زبان سے تعبیر کیا گیا جیسا کہ جو احسان ہاتھ سے کئے جاتے ہیں انکو ید سے تعبیر کرتے ہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین خدا تعالیٰ نے انکی دعا قبول کرلی جسکا اثر یہہ ہے کہ آجتک حضرت ابراہیمؑ تخمیناً دو ثلث سے زائد بنی آدم کے پیشوا مانے جاتے ہیں یہود عیسائی وغیرہم انکو بڑائی سے یاد کرتے ہیں اہل اسلام پنج وقتہ نماز میں ان پر درود بھیجتے ہیں اپنے نبی خاتم المرسلین علیہ السّلام کے ساتھ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید آل ابراہیم میں اسحاق و اسمعیل و یعقوب علیہم السلام کیطرف اشارہ ہے ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں خدا تعالیٰ عرب کے مشرکوں کو یہ سمجھاتا ہے کہ تم جو باپ دادا کی تقلید کرکے بت پرستی کرتے ہو ایسا نہ چاہئے کیونکہ ابراہیم کہ جسکو تم بھی بزرگ مانتے ہو انہوں نے باپ کا کہنا نہ مانا انکی تقلید نہ کی اور نیز یہہ بھی ہے کہ اگر باپ دادا کی تقلید کرنی ہے تو ابراہیم کی اور انکی اولاد کی کیوں نہیں کرتے؟ ملیا مدة طویلة وقیل سالما ۔ ابراہیمؑ نے باپ کے لئے استغفار کا وعدہ کیا تھا اسکے موجب استغفار کیا مگر جب معلوم ہوا کہ اللہ کی مرضی نہیں پھر اس سے بری ہوگئے ۔

ابراہیم علیہ السلام کا قصہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ

اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کرو بیشک وہ خاص بندے اور نبی صاحب کتاب تھے اور ہمنے اسکو کوہ طور کے داہنی طرف سے پکارا اور راز داری کے لئے پاس بلایا اور ہمنے اسکو اپنی

مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ

رحمت سے انکے بھائی ہارون کو نبی بناکر عطا کیا اور کتاب میں اسمعیل کا بھی ذکر کرو بیشک وہ وعدہ کے بڑے سچے اور نبی بناکر بھیجے گئے تھے اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز

وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ

اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے ربکے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کرو بیشک وہ بڑے سچے اور نبی تھے اور ہمنے انکو بلند جگہہ بٹھایا یہی وہ انبیاء لوگ کہ جن پر

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا

اللہ نے کرم کیا تھا آدم کی نسل سے اور انکی نسل سے کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل کی نسل میں سے اور یہ ان لوگوں میں سے تھے کہ جنکو ہمنے راہ راست دکھائی اور برگزیدہ کیا تھا۔ جب

تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

انکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں تو سجدہ میں گر پڑا کرتے تھے اور روتے جاتے تھے پھر انکے بعد وہ ناخلف پیدا ہوئے کہ جنہوں نے نمازیں غارت کردیں اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پھر گمراہی بھی بہت جلد انکے آگے آئیگی

ربع

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ط اِنَّهٗ كَانَ

مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے سو یہی وہ لوگ ہیں کہ جو جنت میں داخل ہونگے اور انکا کوئی حق تلف نہ کیا جاویگا وہ ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنکا رحمن نے غائبانہ اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے بیشک اسکا

وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۝ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝

وعدہ پیش آکر رہیگا وہ بہشت کہ جسمیں کوئی خراب بات سننے میں نہ آئیگی مگر ہاں سلام کی آوازیں اور وہاں صبح و شام انکے لئے کھانا تیار رہیگا یہ وہ جنت کہ جسکا ہم اپنے بندوں میں سے اسکو وارث کرتے ہیں جو پرہیزگار ہوتا ہے

یہہ چوتھا قصہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ خدا نے انکو کوہ طور کی داہنی جانب سے پکارا یعنی انی انا اللہ الخ کے ساتھ موسےٰ کو خطاب کرکے کلام کیا اور اس شرف کے بعد دوسرا شرف یہہ بخشا کہ انکے بھائی ہارون کو بھی انکی مدد کے لئے نبی بنایا۔

واذکر فی الکتاب اسمٰعیل یہہ **پانچواں** تذکرہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے تھے۔ چونکہ یہہ ایک مستقل رتبہ کے شخص تھے اسلئے انکو انکے باپ کے ذیل میں ذکر نہ کیا بلکہ جداگانہ۔ انکا پہلا وصف یہہ ہے کہ کان صادق الوعد وعدے کے بڑے سچے تھے۔ مروی ہے کہ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارا فلاں جگہہ انتظار کرونگا وہ اتفاقاً ایک برس تک نہ آیا آپ وہیں کھڑے رہے یہہ انکے صادق الوعد ہونے کی ایک ادنیٰ بات ہے۔ دوم کان رسولاً نبیا یعنی صرف نبوت ہی حاصل نہ تھی بلکہ صاحب شریعت بھی تھے اور اسی لئے کان یامر الخ اپنے اہل و عیال کو جسمیں بعض علماء کے نزدیک انکی امت بھی شامل ہے نماز و روزہ کی تاکید کیا کرتے تھے کامل و مکمل تھے اور اسی لئے کان عند الخ اپنے خدا کے نزدیک پسندیدہ بھی تھے۔ پس اے قوم عرب تمکو اسمٰعیل کا اقتدا لازم ہے جو تمہارا جدّ امجد تھا نہ اور بیہودہ جاہل باپ دادا کا

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(اور ملائکہ نے کہا) اور ہم آپ کے رب کے حکم بغیر اتر کر نہیں آیا کرتے اُسیکا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے اور اسکے درمیان ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ ع ۵

اور ان چیزوں کا بھی جو ان کے بیچ میں ہیں۔ سو اسی کی عبادت کرو اور اسکی عبادت کی تکلیف برداشت کیا کرو بھلا تمہیں کوئی اُس جیسا دوسرا بھی معلوم ہے

تفسیر

واذکر فی الکتاب ادریس یہ چھٹا قصہ حضرت ادریس ؑ کا ہے جو نوح علیہ السلام کے پر دادا تھے (نوح بن ملک بن متوسلح بن حنوک) اور حنوک یا اخنوخ انکا نام اور ادریس لقب تھا بوجہ کثرت درس صحف آسمانی کے۔ وہ صدیق نبی تھے یعنی بہت برگزیدہ اسلئے رفعناہ مکانا علیا اسکے معنی بعض مفسرین کے نزدیک یہ ہیں کہ انکو بلند مرتبہ کیا وہ رفعت منزلت مراد لیتے ہیں جیسا کہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت آیا ہے ورفعنا لک ذکرک اور ایک گروہ کہتا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ انکو بلند مکان میں اُٹھا لیا۔ اول تقدیر میں یوں کہا جاویگا کہ خدا نے ادریس ؑ کا بلند مرتبہ کیا تیس ۳۰ صحیفے ان پر نازل کئے بہت سے علوم اور صنعتیں انکی ہاتھ سے ایجاد ہوئیں۔ دوسری صورت پر بعض کہتے ہیں کہ خدا نے انکو زندہ آسمان پر بلا لیا اور جنت میں داخل کر دیا بعض کہتے ہیں کہ صرف آسمانوں پر بلایا حضرت عیسےٰ ؑ اور ادریس ؑ زندہ آسمانوں پر ہیں والعلم عند اللہ۔ توریت سفر پیدائش کے ۵ باب ۲۳۔ ورس میں یہ ہے اور حنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ ۳۶۵ برس کی ہوئی (۲۴) اور حنوک خدا کے ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا اسلئے کہ خدا نے اُسے لے لیا ان ورسوں کی شرح میں علماء اہل کتاب کے بھی ایسے ہی اقوال ہیں کہ جیسا اوپر بیان ہوا۔ ان سب بزرگواروں کا ذکر خیر کر کے فرماتا ہے اولئک الذین انعم اللہ علیہم کہ یہ انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنپر خدا نے کرم و فضل کیا تھا آدم اور ابراہیم ؑ اور نوح ؑ کے ساتھ والے اور اسرائیل کی نسل اور دیگر لوگ کہ جنکو خدا نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا انکا یہ حال تھا کہ اللہ کی آیتیں سنکر سجدہ میں روتے ہوئے گر پڑا کرتے تھے اور خدا کے نہایت فرمانبردار نیک کردار بندے تھے۔ اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ انکو خدا جانتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو لوگ انکی نسبت فسق و فحش کی باتیں منسوب کرتے ہیں جیسا کہ کتب یہود و نصاریٰ میں ہے وہ بھی غلطی پر ہیں۔ انکا یہ مرتبہ خدا کی طاعت سے ہوا پھر انکے بعد ناخلف پیدا ہوئے جو نماز و عبادت چھوڑ کر خواہش نفسانی کے در پے ہو گئے بجز کھانے پینے جماع کرنے کے اور کوئی بات انمیں نہ رہی انہوں نے طریق بگاڑ دیا سو وہ اپنے کئے کا بُرا نتیجہ دیکھیں گے اور جو توبہ کر گئے اور نیک ہو گئے وہ جنت میں رہیں گے جسکے یہ اوصاف ہیں کہ وہاں کوئی خراب بات دل شکن رنج دہندہ انکی یا انکے اعزہ و احباب کی موت یا وہاں سے نکالے جانیکی یا کسی نعمت کے زوال ہونے کی خبر یا گالی گلوچ بدکلامی غیبت بدگوئی سنائی نہ دیگی سلام سلام کی آواز ہی سنائی دینگی آپس کا تحیہ سلام یا فرشتوں کیطرف سے سلامتی کا مژدہ یعنی تعظیم و تکریم کے کلمات دوئم بلا محنت و مشقت ہمہ وقت بالخصوص صبح و شام انکو تیار روزی ملیگی روحانی و جسمانی پھر یہ بہشت ہر ایک کا حصہ اور ورثہ نہیں بلکہ ہماری بندوں میں سے صرف انہیں کا جو پرہیزگار ہیں۔ در اصل وہی آدم کے حقیقی فرزند ہیں اور جنت آدم کو مل چکی ہے یہی اپنے جد کا ورثہ پانے کے مستحق ہیں۔ وما نتنزل الا بامر ربک یہاں سے ایک جداگانہ کلام شروع ہوتا ہے جسکے شان نزول میں بخاری نے ابن عباس ؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیل ؑ سے فرمایا کہ آپ میرے پاس جلدی جلدی کیوں نہیں آیا کرتے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی گویا خدا تعالےٰ نے جبرئیل ؑ کیطرف سے یہ جواب دیا کہ خود نہیں آتے بلکہ تمہارے رب کے حکم سے آیا کرتے ہیں وہ مصلحت وقت سے خوب واقف ہے اسلئے کہ آگے پیچھے کا سب حال معلوم ہے یعنی ابتدا اور انتہا اور حال سب جانتا ہے وہ جب مصلحت جانتا ہے ہمکو بھیجتا ہے دیر کرنے میں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ خدا تعالےٰ آپکو بھول گیا کیونکہ وہ بھولنے والا نہیں وہ رب ہے آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی چیزوں کا اور رب وقتاً فوقتاً پرورش کیا کرتا ہے جسکو علم ہمہ وقت لازم ہے پس اے نبی اسکی عبادت کرو اور ہمارے دیر کر آنیسے ملول نہ ہو بلکہ اسکے لئے عبادت میں تکالیف برداشت کرتے رہو کیونکہ وہ یکتا ہے اسکا کوئی ہمنام بھی نہیں یعنی ایسا دوسرا نہیں جو اس بیقراری کو دفع کر سکے۔ جنت عالم قدس کے بعد یہ جملہ جبرئیل ؑ کیطرف سے بیان ہوتا جو عالم

[illegible]

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ○ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ○ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ

اور انسان (منکر) کہا کرتا ہے کہ کیوں جی جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کرکے قبر سے باہر نکالا جاؤں گا۔ کیا وہ انسان اسبات کو یاد نہیں کرتا کہ پہلے بھی اسکو ہم نے ہی پیدا کیا تھا ہیں قسم ہے آپ کے رب کی کہ ہم انکو اور انکے

الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ○ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ○ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا

شیطانوں کو جمع کرینگے پھر انکو جہنم کے کنارہ حاضر کرینگے انکے گھٹنے ٹوٹے ہوئے پھر ہر گروہ میں سے انکو گھسیٹ لائینگے جو خدا سے بہت اکڑا کرتے تھے پھر ہمکو خوب معلوم ہے کہ انمیں سے کون گرنے کے قابل ہے۔

صِلِيًّا ○ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ○ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ○ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اور تم میں سے ایسا کوئی بھی نہیں کہ جو اسپر سے ہو کر نہ گزرے آپ کے رب نے اسکا پورا کرنا لازمی کرلیا ہے پھر پرہیزگاروں کو تو بچالیں گے اور ظالموں کو اسمیں پڑا اوندھا گرنے دیں گے اور جب انکو ہماری

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ○ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ

کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں کہ بتاؤ کونسا فریق ہم میں اور تم میں سے مرتبہ میں بہتر اور مجلس[له] میں عمدہ ہے حالانکہ انسے پہلے ہم بہت سی ایسی جماعتیں ہلاک کرچکے ہیں کہ جو

اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ○ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ

اسباب اور نمود میں انسے کہیں بہتر تھے کہدو جو کوئی گمراہی میں پڑا ہوا ہے سو خدا بھی اسکو (دنیا میں) ڈھیل[سه] ہی دیتا جاتا ہے یہانتک کہ جسکا انہیں وعدہ دیا گیا ہے جب اسکو دیکھینگے یا تو عذاب کو یا قیامت کو

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ○ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ○

تب معلوم ہو جاویگا کہ کون برے درجہ میں ہے اور کسکی فوج کمزور ہے اور جو راہ راست پر ہیں اللہ انکو اور زیادہ ہدایت دیتا جاتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہت[عه] ہی بہتر ہیں

تفسیر

ویقول الانسان یہاں سے اُن ناخلفوں کے عقائد بیان فرماتا ہے کہ جنکا اوپر ذکر ہوا تھا۔ انسان سے کسی شخص خاص کیطرف اشارہ نہیں بلکہ عموماً حشر کے منکر لوگ مراد ہیں وہ تعجب سے کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائینگے تو پھر زندہ ہونگے؟ اس بات کو محال اور خدا کی قدرت سے باہر جانتے تھے اسلئے رسول کی تکذیب کرتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ ابن آدم کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ بھی نہ تھا ہمنے اسکو موجود کردیا پس جو نیست محض کو موجود کردیتا ہے اسکے نزدیک دوبارہ زندہ کردینا کیا مشکل ہے؟ اس دلیل کے بعد قسم کھا کر وعدہ مستحکم کرتا ہے کہ ہم انکو مرنے کے بعد ضرور جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی جو انہیں گمراہ کرتے ہیں اسکے بعد ان سب کو جہنم کے کنارہ پر حاضر کرینگے اور یہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونگے جسطرح غم و فکر میں بیٹھتے ہیں پھر کفار کے ہر فریق میں سے منکر و گمراہ کنندوں کو چھانٹ چھانٹ کر بہت خواری کے ساتھ جہنم میں داخل کرینگے (شیعۃ فعلۃ کفرقۃ وفئۃ الطائفۃ التی شاعت)

وان منکم الا واردہا الی قولہ جثیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ منکم سے مراد کفار ہیں انکو اولاً غائب کے صیغوں سے یاد کیا تھا پھر حاضر کے صیغوں سے خطاب کیا کیونکہ اہل ایمان دوزخ میں وارد یعنی داخل نہ ہونگے لقولہ تعالیٰ اولئک عنہا مبعدون و قولہ لا یسمعون حسیسہا لیکن اکثر کہتے ہیں کہ مومن و کفار سب کے لئے خطاب عام ہے مگر اہل ایمان کا ورود اسمیں داخل ہونا نہیں بلکہ اسکا ملاحظہ اور معاینہ کرنا اور اسکے پاس سے ہو کر گزر جانا ہے جیسا کہ جملہ ثم ننجی الذین اتقوا الخ دلالت کرتا ہے اور بہت سی روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ اسلئے کہ اہل ایمان جنت میں اس تکلیف کے مکان کو یاد کرکے زیادہ شکریہ ادا کریں اور تا کہ جنت کی لذت بھی انکو خوب معلوم ہو کیونکہ راحت کا مزہ تکلیف کے مقابلہ میں معلوم ہوا کرتا ہے

واذا تتلی الخ حشر کے ان دلائل کے بعد مشرکین عرب یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایسا بھی ہوا تو وہاں بھی ہم ہی اچھے رہینگے جسطرح کہ یہاں مسلمانوں سے زیادہ ہمکو حشمت و ثروت ہے وہاں بھی ہوگی۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے وکم اہلکنا الخ کہ دنیا میں انسے بھی زیادہ دولتمند قومیں تھیں جنکو ہمنے ہلاک کیا جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دولت دنیا کچھ عنداللہ عزت کی بات نہیں پھر فرماتا ہے کہ دنیا میں ہمارا طریق خالقیت یہ ہی کہ گمراہوں کو جلدی نہیں پکڑتے بلکہ فلیمدد لہ الرحمٰن (یہ صیغۂ امر وجوب تحقیق کیلئے بمعنے مضارع ہی) اسکو اور ترقی دیتے ہیں یہانتک کہ یا تو دنیا میں یا قبر میں مصیبت دیکھ لیتی

له یعنی ہم نسب کے لحاظ مرتبہ کے اور لحاظ اعوان و انصار کے بہتر ہیں ہماری مجلس اعزہ و انصار سے بھری رہتی ہیں تم ذلیل و بیکس ہو پھر آخرت میں کیا تم ہم سے بڑھ کر ہوگے اور یہی تو ہی ہیں کہ ہمارے مکانات عمدہ و مجلسیں شاندار ہماری ہیں یہ ہماری [illegible]

سه یعنی جو جاہ و سامان جیسے کہ [illegible] یہی نہیں [illegible] ان پر [illegible] باقی [illegible] ہیں [illegible] لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں [illegible] عمدہ [illegible] مکان [illegible] ۱۲

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

بھلا تُنے اسکو بھی دیکھا کہ جو ہماری آیتوں کا منکر ہو گیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملیگی کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا یا اُسنے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے۔ کبھی نہیں ہم لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اسکے لئے عذاب بڑھاتے جائیں گے

وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ ع

اور جو کچھ وہ کہتا ہے اسکے ہم وارث ہو جاینگے اور وہ ہمارے پاس تنہا آئیگا اور مشرکوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ اُنکے لئے حامی و مددگار ہوں۔ ہرگز نہیں وہ تو بہت جلد انکی عبادت کا انکار کریں گے اور انکے مخالف ہو جاوینگے

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ

کیا تُو نے اسکو نہیں دیکھا کہ ہمنے شیطانوں کو منکروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ انکو اکساتے رہتے ہیں۔ پس اے نبی آپ انکے لئے عذاب کی جلدی نہ کیجئے ہم خود انکی مدت گن رہے ہیں جسروز کہ ہم پرہیزگاروں کو رحمان کے پاس مہمان بنا کے جمع کرینگے اور گنہگاروں کو جہنم کیطرف پیاسا ہانکیں گے

جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ

وہ سفارش کی قدرت نہ رکھیں گے مگر وہ شخص کہ جسنے رحمان کے پاس سے اجازت حاصل کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان بیٹا رکھتا ہے (کہدو) یہ تو تم ایسی سخت بات گھڑ لائے ہو کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے

تَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ

اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اس بات پر کہ انہوں نے رحمان کے لئے بیٹا ثابت کیا اور رحمان کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں کہ جو رحمان کا بندہ بنکر نہ آوے۔

أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ

اللہ نے انکو شمار کر رکھا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے اور ہر ایک انمیں سے قیامت کے دن اسکے پاس تن تنہا آویگا بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہیں عنقریب انکے لئے رحمان محبت پیدا کریگا ہمنے قرآن کو آپکی زبان میں اسلئے آسان

لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝ نصف

کر دیا ہے کہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو مژدہ سنا دیں اور جھگڑالو قوم کو خوف دلائیں۔ اور انسے پہلے ہم کتنے ایک قرن ہلاک کر چکے ہیں بھلا انمیں سے کوئی بھی تمہیں دکھائی دیتا ہے یا کسیکی کچھ آواز بھی سنائی دیتی ہے

نصف

پہلے فرمایا تھا کہ ان بزرگواروں کے بعد ناخلف پیدا ہوئے اب یہاں ایک ناخلف کی کیفیت بیان فرماتا ہے جسکو افرایت سے شروع کرتا ہے جسکی بابت بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ خباب بن ارت کہتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس تقاضے کیلئے گیا اسنے کہا تو محمد کا منکر ہو جاوے تو تیرا قرضہ دیدوں میں نے کہا یہ ہرگز نہ ہوگا یہاں تک کہ تو مرکر بھی جی اٹھے اسنے کہا میں مرکر جب زندہ ہونگا تو وہاں بھی میرے پاس مال و اولاد سب کچھ ہوگا وہاں تجھکو دیدونگا اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ جو یہ کہتا ہے کیا اسکو علم غیب ہے یا خدا سے اسنے عہد لیلیا ہے سو یہ ہرگز نہیں ہم اسکے گناہ لکھتے جاتے ہیں اور دنیا کا مال و اسباب چھوڑ کر تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا اور جسطرح یہاں اسکو مال دیا جاتا ہے اسکی ناشکری میں عذاب پر عذاب دیا جاویگا اور اس فراخی اولاد و مال کو بتوں اور غیر اللہ کی پرستش کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور اسلئے آخرت کی بھلائی کی بھی انسے امید رکھتے ہیں اور وہاں کی عزت کی انسے جویاں ہیں کلا یہ انکا غلط خیال ہے جسطرح دنیا میں غیر خدا کوئی بھی عالم پر تصرف نہیں کر سکتا اسیطرح اس عالم میں عزت دینا تو درکنار انکے وہ فرضی معبود انکی عبادت ہی کا انکار کرینگے اور کہینگے کہ ہم نہیں جانتے بلکہ ان کے مخالف بن جائیں گے یہ محض شیطانی خیالات ہیں جو ان مشرکوں کے دلوں میں شیطان ڈالتے ہیں اور انکو بت پرستی کیطرف اکساتے رہتے ہیں اس گمراہی کی سزا کا انکے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اے نبی انکی جلدی نہ کیجئے اور وہ جزا و سزا کا اصلی وقت قیامت ہے اور قیامت کا اجمالی حال بیان فرمایا جاتا ہے کہ پرہیزگار جوق جوق خدا کیطرف انعام و اکرام کے لئے بلائے جائیں گے اور خدا کے مجرم اسکے سوا دوسروں کو پوجنے والے اسکی حکم عدولی کرنیوالے جوق جوق جہنم کیطرف ہانکے جاوینگے اور وہاں کوئی بھی کسی کے لئے سفارش کرنے میں لب کشائی نہ کر سکیگا مگر وہی کہ جسکے لئے خدا کے ہاں اقرار ہو چکا ہے حضرات انبیاء اولیاء و صلحاء لیکن وہ بھی کس کے لئے صرف انہیں کے لئے جنہوں نے دنیا میں خدا پرستی و ایمان کے سبب سے خدا کے پاس عہد مغفرت قائم کرا لیا ہے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سے اور دیگر ناخلفوں کا بیان فرماتا ہے جو خدا تعالی کیلئے بیٹا ثابت کرتے ہیں جیسا کہ نصاری وغیرہ فرماتا ہے یہ بڑی سخت بات ہے کہ جس سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے کیونکہ یہ اسکی شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بھی بیٹا بنائے یہ اسکے تقدس اور وجوب وجود کے سراسر خلاف ہے کس لیے کہ آسمان و زمین کی سب مخلوق اسکے آگے غلاموں کیطرح دست بستہ ہے پھر اسکو بیٹا بنا کر اپنا پشت و پناہ بنانا فضول ہے اسپر عتاب کرتا ہے کہ ہمنے ان سبکو شمار کر رکھا ہے مجرم ہماری نگاہ سے نہیں [illegible] قیامت میں ہر ایک تن تنہا حاضر ہوگا اولاد و مال اور انکے معبود کوئی بھی ساتھ نہ ہوگا اسکے بعد ایمان و اعمال صالحہ کی خوبی بیان فرماتا ہے ان الذین امنوا کہ ایمانداروں نیکوکاروں میں خدا باہمی محبت پیدا کریگا دنیا میں بھی ایکدوسرے سے محبت رکھتا ہے اور آخرت میں بھی رکھیگا کس لئے کہ سبکا مقصد ایک خدا واحد ہے برخلاف بت پرستوں بدکاروں کے کہ انکی اغراض مختلف ہیں اسلئے وہاں بھی انمیں محبت حقیقی نہ ہوگی ایکدوسرے پر لعنت کریگا اسکے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ خدا ان لوگوں سے محبت کریگا اور مشرکوں کو نظر قہر سے دیکھیگا اور یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ انکی محبت مخلوق کے دلوں میں ڈالیگا اہل مکہ کہتے تھے کہ عربی میں کیوں قرآن اترا اسکے جواب میں فرماتا ہے اسلئے کہ ان جھگڑالوں کو سمجھایا جاوے اگر عربی زبان نہ ہوتی تو کچھ بھی عرب نہ سمجھتے اس کے بعد ان کے غرور و حشم پر تازیانہ مارتا ہے کہ ہم نے انسے بھی بڑھ بڑھکر قومیں غارت کر دی ہیں بھلا انکا کوئی نام و نشان بھی باقی ہے۔

سورہ طٰہٰ مکیہ ہے ایکسو پینتیس آیتین و آٹھ رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طٰہٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ○ اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی ○ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ○ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ

ہمنے اے نبی تیر اسلئے قرآن نازل نہیں کیا کہ تم زحمت اُٹھاو بلکہ اس کی نصیحت کیلئے جو خدا سے ڈرتا ہو۔ یہ اُس کیطرف سے نازل ہوا ہی کہ جسنے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ وہ رحمن جو عرش پر

اسْتَوٰی ○ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ○ وَاِنْ تَجْہَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ○ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ

جلوہ گر ہے اسیکا ہے جو کچھہ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھہ کہ زمین میں ہے اور جو کچھہ کہ انکے درمیان ہے اور جو کچھہ کہ تحت الثری میں ہے۔ اے مخاطب اگر تو پکار کر بات کہے (تو کیا) وہ تو مخفی اور اس سے بھی مخفی بات جانتا ہی وہ کہ جسکے

اِلَّا ہُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ○

اور کوئی معبود نہیں۔ اسیکے سب نام اچھے ہیں

ترکیب

الا تذکرۃ استثناء منقطع ہے ای لکن انزلناہ للتذکرۃ وقیل ہو مصدر رائے لکن ذکرنا بہ تذکرۃ تنزیلا بدل من اللفظ بفعلہ الناصب لہ۔ اعلی جمع علیا تانیث اعلی الرحمن بالجر بھی پڑھا ہے صفۃ لمن خلق فیکون علی العرش استوی خبراً محذوفا ئے ہو۔ وکذا ان رفع علی المدح دون الابتداء۔

تفسیر

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مکّہ میں ابتداء نزول قرآن کے وقت جناب رسول اللہ صلعم تہجد کی نماز میں کبھی اس پاؤں پر کبھی اُس پاؤں پر کھڑے ہوکر اسقدر طول طویل قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر آتے تھے جسکو دیکھکر کفار قریش کہتے تھے کہ اسپر قرآن کیا نازل ہوا زحمت میں پڑگیا اسپر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ قرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسقدر وعظ و پند فرماتے تھے کہ نفس کے سب آرام جاتے رہتے تھے اسپر کفار کچھ جھگڑتے اور مزید برآں تھے تب کفار کہنے لگے کہ قرآن کیا اُترا یہ شخص مشقت و مصیبت میں پڑگیا۔ طٰہٰ حروف مقطعات ہیں جنکی بحث مقدمہ تفسیر میں ہوچکی +

فرماتا ہی کہ اے نبی ہمنے قرآن اسلئے نہیں نازل کیا کہ تم مصیبت میں پڑجاؤ بلکہ خداترس لوگوں کے لئے نصیحت کرنیکے لئے۔ اور یہ کسی ایسے ویسے کا نازل کیا ہو نہیں بلکہ اُسکا کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسنے تختِ حکومت پر بیٹھکر تمام عالم کی تدبیر کی سب کا بندوبست وافی کردیا الرحمن علی العرش استوی چونکہ وہ رحمن ہے اسکی رحمت کا مقتضی یہ بھی ہوا کہ اسنے اپنے بندوں کی اصلاح آخرت و تزکیۂ ارواح و نفوس کے لئے قرآن نازل کیا وہ انکی تدبیر سے کیوں ساکت رہتا کیونکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسیکی مخلوق اسیکی ملک ہے سب پر اسکی نظر رحمت ہے ہر چیز کی حاجت روا کرتا ہی انسان کی حاجت علم روحانی و صحیفہ آسمانی کی طرف اشد تھی۔

الثری زمین کے نیچے کے طبقہ کو کہتے ہیں۔

ان آیات میں جس طرح اسکی قدرت و ارادہ کا ثبوت ہے اسیطرح اسکی رحمت کا بھی کہ جسکی وجہ سے قرآن نازل ہوا مگر قدرت و ارادہ علم بغیر ممکن نہیں اسلئے صفت علم کے ثبوت کیلئے فرماتا ہے وان تجہر بالقول الخ فاعلم انہ غنی عن جہرک فانہ یعلم السر واخفی (بیضاوی) کہ اگر تو دعا و ذکر پکار کر کرے تو اسکو اسکی حاجت نہیں کیونکہ اسکو پوشیدہ بات جو بہت آہستہ کہی جاتی ہے اور وہ جو اس سے بھی مخفی ہو یعنی دل کی بات سب معلوم ہے۔

اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ وہ تمام صفات الوہیۃ کو جامع ہی تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ خدائی خاص اسیکا حصہ ہے اسلئے فرمایا اللہ لا الہ الا ہو اور چونکہ رحمن کے نام سے وہ چونکتے تھے تو فرمایا کہ لہ الاسماء الحسنی کہ اسکے سب نام نیک اور عمدہ ہیں رحمن کسی اور کا نام نہیں یہ بھی اسیکا نام ہے جو مقام رحمت پر استعمال کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ

اور کیا تمہیں موسیٰ کی بات بھی پہنچی؟ (معلوم ہوئی) جبکہ اُسنے آگ دیکھی تو اپنی گھر والی سے کہا کہ ٹھہرو مجھے آگ دکھائی دی ہے شاید کہ میں اسمیں سے تمہارے پاس کوئی چنگاری لاؤں یا وہاں کسی راہبر کو پاؤں۔ پھر جب وہ

اَتٰىهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِىْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

اسکے پاس آئے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہوں تیرا رب پس تو اپنی جوتیاں اُتار لے کیونکہ تو پاک وادی میں ہے جو طویٰ ہے۔ اور میں نے تجھکو برگزیدہ کیا ہے پس جو کچھ وحی کیا جاتا ہے اُسکو غور سے سن۔ کہ میں ہی تو اللہ ہوں میرے سوا کوئی

فَاعْبُدْنِىْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا

معبود نہیں۔ بس میری ہی عبادت کیا کر اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کر۔ بیشک قیامت آنیوالی ہے میں اسکو مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر ایک کو اسکی کوشش کا بدلہ دیا جاوے۔ پھر یہ نہو کہ جو شخص اسکا یقین نہیں کرتا

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِىَ عَصَاىَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ

اور وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے اسکی فکر سے باز رکھے پھر تو تباہ ہو جائے۔ اور اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ کہا یہ میرا عصا ہے اسپر سہارا لگایا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور میرے لئے اسمیں اور بھی فائدے ہیں

اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

فرمایا اے موسیٰ اسکو ڈالدے۔ پھر اسکو موسیٰ نے ڈالدیا تو جب ہی وہ سانپ بنکر دوڑنے لگا۔ فرمایا اسکو پکڑ لے اور مت ڈر۔ ہم اسکو ابھی اسکی پہلی حالت پر کر دیتے ہیں۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں رکھ لے تو بغیر اسکے کہ اسمیں کوئی عیب ہو

غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ ع

ایک اور دوسری نشانی ہو کر چمکتا ہوا نکلیگا۔ تاکہ ہم تجھے اپنی بڑی نشانیوں سے اور بھی کچھ دکھائیں۔ فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہو گیا ہے

ترکیب

اذ ظرف ہے حدیث کا یا مفعول اذکر کا۔ ہدًی اے ہادیا یا یدلنے علی الطریق۔ نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف اے نودی یا موسیٰ الخ بیان ندا۔ طوی اسم علم للوادی وہو بدل منہ لذکری متعلق ہے اقم سے لتجزی متعلق ہے آتیۃ سے سیرتہا منصوب بنزع الخافض اے الی حالتہا بیضاء حال ہے من غیر سوء متعلق ہے تخرج سے۔

تفسیر

قرآن کے نازل ہونیسے کفار سخت متعجب تھے اسلئے اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زحمت کا سبب قرار دیتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہونے کے یہود و نصاریٰ اور اُنکے اتباع کفار عرب بھی قائل تھے اس لئے یہاں سے موسیٰؑ کا قصہ بیان فرماتا ہے کہ دیکھو ان کو کس طرح سے الہام ہوا آگ لینے گئے تھے نبوت ملگئی یہ اُسکے فضل کی بات ہے پس اگر محمد صلعم پر خدا نے تمام عالم کو تاریکی کے پردوں سے نکالنے کے لئے قرآن نازل کیا تو کیا تعجب ہے؟ یہ ہے موسیٰؑ کے قصہ آنیکا باعث اذ راٰی نارا یہ اُسوقت کا ذکر ہے کہ جب موسیٰ مدین سے اپنی بیوی کو لیکر مصر کو جارہے ہیں راستہ میں رات میں بیوی کو سردی معلوم ہوئی موسیٰ کو دور سے ایک آگ کا شعلہ نظر آیا یہ آگ لینے وہاں گئے اور یہ بھی سمجھے کہ ضرور یہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے رستہ بھی ملیگا مگر جب وہاں پہنچے تو ایک سبز درخت سے شعلہ نظر آیا جسکو دیکھکر تعجب ہوا اور دراصل وہ آگ نہ تھی نور الٰہی کی تجلی تھی تب موسیٰ کو آواز دی گئی فرشتے نے آواز دی یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوئی ہو جیسی ندا کہ اُسکی ذات کے لائق ہو تب خدا سے کلام اور الہام شروع ہوا پھر آیات میں آخیر تک اسیکا ذکر ہے جو موسیٰؑ اور خدا تعالیٰ سے باہم کلام ہوا۔ جوتیاں نکالنے کو فرمایا ادب کے لحاظ سے کیونکہ وہ مقام وادی مقدس میں طویٰ ہے جو کوہ طور کے پاس ہے۔ ثابت ہوا کہ مقامات مقدسہ میں جوتیاں اُتار لینا گو پاک ہوں ادب کی بات ہے۔ بعض کہتے ہیں جوتیوں میں ناپاکی تھی یا گدھے کے کچے چمڑے کی تھیں اسلئے اُتارنیکو فرمایا حضرت موسیٰؑ کو اُس موقع پر خدا تعالیٰ نے یہ اصول دین تعلیم فرمائی اول اننی انا اللہ کہ میں ہی ایک الٰہ ہوں میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ یہ توحید ہے اسلئے فاعبدنی کہ میری ہی عبادت کرنا یہ دوسری بات تھی عبادت عام ہے ذکر ہو مراقبہ ہو دعا ہو حاجات میں پکارنا ہو مدد مانگنا ہو زکوٰۃ و خیرات یہ احکام شریعت ہیں انہی احکام عشرہ ہے آگے جنکی بابت طور پر تاکید ہوئی پھر اسمیں سے اقم الصلوٰۃ لذکری نماز کو بالخصوص موکد فرمایا تیسری بات ان الساعۃ کہ قیامت ضرور قائم ہونیوالی ہے جسکو میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں وقت اور سال مقرر نہیں کرتا تاکہ خدا پرستوں کو ہر وقت کھٹکا لگا رہے شریعت عبادت کے حکم کے بعد قیامت کی خبر دینا اس بات پر تنبیہ ہے کہ یہ عبث کام نہیں اسکے ثمرات نئی زندگانی میں جاودانی ہوگی ضرور ملیں گے چوتھی بات فلا یصدنک اُسپر قائم رہنا کسی جبار منکر نفس کے مرید کے اثر اور روک سے اس سے باز نہ آنا یہ استقامت اور ثبات قدمی ہے جو دین کے لئے ضروری ہے۔ اور اسلئے بھی اسکی تاکید کی کہ انہیں ایک جبار دنیا پرست کے پاس پیغام لیکر جانا تھا اسکے بعد

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ○ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ○ يَفْقَهُوا قَوْلِي ○ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي ○

عرض کیا کہ اے رب میرا دل کھولدے۔ اور میری کام کو آسان کردے۔ اور میری زبان سے گرہ کھولدے کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے کنبے میں سے کسیکو میرا وزیر بھی کردے میرے بھائی

هَارُونَ أَخِي ○ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ○ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ○ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ○ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ○ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ○ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ

ہارون کو اس سے میری کمر مضبوط کردے اور اسکو میرے کام میں شریک کر تاکہ ہم تیری تقدیس بہت کیا کریں اور تجھکو بہت یاد کیا کریں۔ تو ہی تو ہے جو ہمکو خوب دیکھ رہا ہے۔ فرمایا اے موسی تیری درخواست

سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ○ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ○ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ○ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ

منظور۔ اور ہم تجھہ پر بار بار احسان کر چکے ہیں جبکہ تیری ماں کی طرف ہمنے جو کچھہ الہام کرنیکا تھا الہام کیا۔ وہ یہ کہ اسکو (موسی کو) صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈالدے پھر دریا آپ اسکو

الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ○ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ

وقف لازم

کنارہ پر ڈالدیگا کہ اسکو میرا اور اسکا دشمن پکڑ لیگا (فرعون) اور اے موسی تجھپر ہمنے اپنی محبت ڈالدی تھی (تاکہ جو دیکھے تجھکو پیار کرے) اور تاکہ تو میرے سامنے پرورش پائے۔ جبکہ اے موسی تیری بہن کہتی جارہی تھی کہ کہو تو تمکو میں

عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي

ف ای العقود والتقیم ۱۲ ک

اتا بتاؤں جو اسکو اچھی طرح پرورش کرے پس (اس طرح سے) اے موسی ہمنے تجھکو تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم نہ کہائے۔ اور اے موسی تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا پھر ہمنے تجھکو اس غم سے نجات دی اور ہمنے تجھکو بار بار آزمایش میں ڈالا

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ○ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ○ اذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ○ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ○

پھر تو برسوں مدین کے لوگوں میں رہا۔ پھر وقت مقرر پر اے موسی تو حاضر ہوا اور تجھکو ہمنے خاص اپنے لئے پسند کرلیا ہے۔ تو اور تیرا بھائی دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ اور میری یاد میں سستی نکرنا۔ دونوں فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہو رہا ہے

پاس پہنچنے کی تمہید شروع ہوتی ہے۔ فقال و ما تلک الخ کہ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے خدا کو معلوم تھا مگر اسپر ایک معجزہ دینا تھا اسلئے پوچھا موسیٰ نے کہا میرا عصا ہے جس سے یہ یہ کام لیتا ہوں بیکار لٹھ لئے نہیں پھرتا ہوں حکم دیا کہ اسکو زمین پر ڈالدے ڈالا تو سانپ بنکر بہن بہنانے لگا موسیٰ ڈر گئے فرمایا مت ڈرو اسکو اٹھا لو اٹھایا تو پھر وہی عصا تھا یہ ایک معجزہ عطا ہوا پھر فرمایا کہ اپنی بغل میں ہاتھ دبا کر باہر نکالو تو آفتاب کی طرح چمکنے لگا یہ دو معجزے انکو انکی صداقت کے نشان عطا ہوئے پہلے میں جبروت الٰہی کا اظہار تھا جو فرعون جیسے سرکش کے لئے ضروری بات تھی دوسرے میں رہنمائی اور روشنی طریقہ کی طرف اشارہ تھا جو مقصود انبیاء علیہ السلام ہے اسکے بعد حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور یہ کہو وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے +

تفسیر

جب موسیٰ خدا تعالی سے ہمکلام ہوکر شرف نبوت پا چکے تھے تو یہ چار چیزیں طلب کیں (۱) رب اشرح لی صدری الخ نبی کو عالم کی اصلاح کرنی پڑتی ہے طرح طرح کی سختیاں اٹھانی پڑتی ہیں روحانی احکام کی تعلیم اور اخلاق حمیدہ کی ترغیب دینا اور اسکے تحمل کی آنکھوں میں حقارت پیدا کردینا ہوتا ہے یہ سب باتیں جب ہوتی ہیں کہ جب خدا دل کو کھولدے اسکے دل سے حجابات ظلمانیہ جو اسکی بستگی کا باعث ہیں اٹھ جاویں اسکو شرح صدر کہتے ہیں ویسر لی اسکی تشریح ہے (۲) واحلل یہ ظاہری اصلاح کی دعا تھی جیسا کہ اول باطن سے متعلق تھی حضرت موسیٰ کی زبان پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں پیدائشی بعض کہتے ہیں لڑکپن میں جبکہ کھیلتے ہوئے فرعون کو لکڑی مار بیٹھے یا اسکی ڈاڑھی نوچ لی تھی تو اس نے مارنیکا قصد کیا تھا اسکی بیوی آسیہ نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اس امتحان کے لئے آگ اور ایک طرف یاقوت رکھدے موسیٰ نے آگ مونہہ میں ڈال لی جس سے زبان پر لکنت پیدا ہوگئی اور ممکن ہے کہ امراء و شاہان جبار کے سامنے انسان کی زبان پر ہیبت میں آکر گرہ لگجایا کرتی ہے صاف نہیں کہہ سکتا اس گرہ کھولنے کی دعا کی ہو (۳) واجعل لی کہ ہارون کو میرا وزیر یعنی کارکن کردے اشدد بہ اسکی تشریح ہے (۴) واشرکہ فی امری اسکو نبی کردے۔ ان باتوں کو خدا تعالی نے منظور کرلیا اور فرمایا کہ ہمنے تجھہ پر اے موسیٰ دوبارہ احسان کیا ایک بار یہ اور ایک وہ جسکا بیان اذ اوحینا الخ سے لیکر واصطنعتک لنفسی تک ہے یہ احسانات موسیٰ کی ولادت اور فرعون کے گھر میں پرورش پانے اور قبطی کو مار کر مدین جاکر برسوں رہنے کے متعلق ہیں جنکی شرح ہم تفسیر سورہ بقر میں کر آئے ہیں والقیت علیک محبۃ منی ای محبۃ کائنۃ منی قد زرعتہا فی القلوب بحیث لایکاد یصبر عنک من رآک (بیضاوی) یعنی تجھ کو محبوب کر دیا فرعون بھی تجھہ پر شیفتہ ہو گیا تھا منی القیت سے متعلق ہوگا تو یہ معنی ہونگے کہ ہمنے تجھہ سے محبت کی ولتصنع علی عینی تربی ویحسن الیک وانا راعیک ای تربی بحفظی والعطف علی علۃ مضمرۃ مثل لیتعطف علیک۔ ثم جئت علی قدر قدر کے دو معنی ایک قدرت کے کہ اے موسیٰ ہماری قدرت سے تو اس جگہ آیا یعنی ہم تجھ کو یہاں کلام کرنیکے موقع میں لائے دوم مقدار معین کے یعنی مدت معین کے بعد تو آیا ہمنے تجھ کو اپنے لئے منتخب کرلیا ہے اب تم دونو بھائی فرعون کے پاس جاؤ اور ہمارے آیات یعنی معجزات تمہاری شہادت کیلئے تمہارے ساتھ ہیں اور میری یاد میں سستی نکرنا ذکر الٰہی میں ایک بڑی قوت ہے جس سے ہیبت اور وقار پیدا ہوتا ہے گردن کشوں کی گردنیں سامنے جھک جاتی ہیں دل میں قوت اور کام میں سہولت پیدا ہوتی ہے روحانیت کا غلبہ رہتا ہے جس سے بڑے بڑے کام سر انجام پاتے ہیں

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ○ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ○ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ

بس اُس سے جاکر نرمی سے بات کرنا شاید وہ سمجھ جائے اور خدا سے ڈرے دونوں نے عرض کی کہ اے رب ہمیں خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا سرکشی کرنے لگے۔ فرمایا کہ ڈرو مت میں تو تمہارے ساتھ ہوں سنتا

وَاَرٰى ○ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَالسَّلٰمُ عَلٰى

اور دیکھتا ہوں بس تم دونو اسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لیکر آئے ہیں ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دیجیو اور انکو کسیطرح کی تکلیف مت دو البتہ ہم آپکے پاس آپکے رب کی طرف سے نشانی لیکر آئے ہیں اور سلامتی اسکے لئے ہے

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ○ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ○ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ○ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى

جو راہ راست پر چلے بیشک ہمکو حکم سنادیا گیا ہے کہ عذاب اُسی پر نازل ہوگا جو اللہ کے حکم کو جھٹلاوے اور منہ پھیرے۔ فرعون نے کہا پھر تمہارا رب کون سا ہے اے موسیٰ؟ موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے کہ جس نے ہر چیز کو اسکی صورت خاص

كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ○ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ○ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ○ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا

عطا کرکے رہنمائی کی۔ فرعون نے کہا پھر پہلے قرن والوں کا کیا حال ہے؟ موسیٰ نے کہا انکی خبر تو میرے رب کے پاس کتاب میں ہے نہ میرا رب بہکتا ہے نہ بھولتا ہے۔ وہ کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش کر دیا اور اسمیں

وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ○ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ○

تمہارے لئے رستے چلائے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اُس سے ہر قسم کی مختلف نباتات پیدا کئے (اور اجازت دی) کہ کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بیشک عقلمندوں کے لئے تو اسمیں بڑی نشانیاں ہیں

تفسیر

کلام تمام کرکے فرماتا ہے اذہب انت واخوک کہ اے موسیٰ تو اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لیکر فرعون کے پاس جا اور قولا لہ قولا لینا اُس سے نرمی سے بات کرنا کیونکہ عموماً نرمی نصیحت کے لئے ایسی ہے کہ جیسا جسم کے لئے روح سختی سے دل پر اثر نہیں ہوتا خصوصاً جبار لوگ اور بھی بگڑ جاتے ہیں اسلئے فرمایا کہ لعلہ یتذکر او یخشیٰ موسیٰ نے از خود اور اپنے بھائی کی طرف سے بھی (کیونکہ اسوقت انکے بھائی ہارون مصر میں تھے) عذر کیا کہ ہمیں انکے ظلم و سرکشی کا خوف ہے قال ربنا الخ خدا تعالیٰ نے انکی تسلی کی لا تخافا الخ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں فاتیہ پس اسکے پاس جاکر فقولا یہ کہو انا رسولا ربک الخ یہاں سے لیکر من کذب و تولی تک اسی پیغام کی تقریر ہے پھر قال فمن ربکما سے فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا بیان ہے جو اُنہوں نے فرعون کے دربار میں کی تھی۔ اوّل فرعون نے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے؟ فرعون فرقہ صابیہ میں سے تھا جو ستاروں کی پرستش کیا کرتے تھے اور اہل مصر کا بھی غالباً یہی مذہب تھا وہ خدا تعالیٰ کے قائل تھے پھر جو وہ انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا اور موسیٰ سے رب سے سوال کرتا تھا غالباً اسکی یہ وجہ تھی کہ وہ اپنی شوکت و دولت اور اُن طلسمات کے زور پر جو اس عہد میں تھے رعیت پر رعب جمانیکے لئے اپنے آپ کو رب کہتا تھا جیسا کہ قدیم زمانہ میں بعض بادشاہوں کا دستور تھا موسیٰ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا رب تو وہ ہی جس نے ہر ایک چیز کو اسکی مناسب صورت پر پیدا کیا انسان اور اسکے ہر عضو کو خیال کیجئے جس موقع پر آنکھوں کا لگانا مناسب تھا وہاں آنکھیں لگائیں کان کی جگہ کان ہر چیز میں یہی کاریگری ملحوظ ہے اعطی کل شئ خلقہ کے یہی معنی ہیں اور اسی لئے اسکی جگہ خلق کل شئ نہ کہا پھر جسم کے اندر تو یہ صنعت کی ہی تھی لیکن انکے مصالح دنیا و آخرت کے لئے انکو قوی ظاہرہ و باطن بھی دئے کما قال ثم ہدی یہانتک کہ مکھی اور مچھر بھی اپنی تدابیر سے غافل نہیں پھر یہ باتیں بجز مدبر عالم کے اور کون کرسکتا ہے؟ فرعون کو اسکا تو کچھ جواب نہ آیا مگر جاہلانہ طور پر یہ سوال کیا فما بال الخ کہ پہلے لوگ صدہا برس سے اسی مذہب پر تھے بت پرستی کیا کرتے تھے پھر اُنکا کیا حال ہوا ہوگا وہ تو سب گمراہ ٹھہرتے ہیں اور قابل عذاب موسیٰ علیہ السلام نے اسکا مجملاً جواب دیا کہ انکا حال تو خدا کو معلوم ہی پھر آگے اور چند اوصاف اللہ تعالیٰ کے ایسے بیان کئے کہ جن سے فرعون کو یہ معلوم ہو جاوے کہ در اصل رب اور ہی کوئی ہے جس نے زمین بنائی رستے نکالے پانی برساتا ہے

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ○ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ○ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

ہمنے تمکو زمین سے ہی پیدا کیا ہے اور پھر تمکو اسی میں ہی لیجاوینگے اور اسی سے تمکو مار کر نکالیں گے۔ اور ہمنے فرعون کو اپنی سب ہی نشانیاں تو دکھائیں پر وہ جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا رہا کہنے لگا کہ اے موسیٰ تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ ہمکو ہمارے ملک سے

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ○ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ○ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

اپنے جادو کے زور سے نکالدے پھر ہم بھی تیرے مقابلہ میں ویسا ہی جادو لاتے ہیں پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کرلے کہ جس سے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہو جائے۔ موسیٰ نے کہا تمہارا وقت

يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ○ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ○ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

جشن کا دن ہے اور لوگونکو دن چڑھے جمع کرلینا چاہیئے۔ پھر فرعون نے اپنی جگہ پر جاکر اپنے مکر کا سب سامان فراہم کیا اور وقت مقرر پر (سب کو لیکر آیا) موسیٰ نے جادوگروں سے کہا کم بختو خدا پر بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی عذاب سے

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ○ فَتَنَازَعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ○ قَالُوْا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

تمہارا ستیاناس کردیگا اور بیشک جسنے جھوٹھ بنایا وہ غارت ہوا پس جادوگروں کا باہم اختلاف ہوا اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے کہنے لگے یہ دونو جادوگر ہیں تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ○ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

نکالا چاہتے ہیں اور تمہارے عمدہ طریق (مذہب) کو بھی مٹایا چاہتے ہیں۔ پھر تم اپنی تدبیریں جمع کرکے میدان میں صف باندھکر آؤ اور جو آج ور رہا وہی بازی لے گیا۔ وہ بولے اے موسیٰ۔ یا تو اول تو ہی عصیٰ ڈال اور یا

اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ○ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ○ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ

یہ کہ اول ہم ڈالیں موسیٰ نے کہا بلکہ تم ہی ڈالو۔ پھر تو انکی رسیاں اور لکڑیاں انکے جادو سے موسیٰ کو دوڑتے ہوئی معلوم ہونے لگیں۔ بس سے موسیٰ کو دل میں ڈر سا معلوم

خِيْفَةً مُّوْسٰى ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ○ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى

ہونے لگا۔ ہمنے کہا ڈرو مت تو ہی ور رہیگا۔ اور جو کچھ تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے زمین پر ڈالدے جو کچھ جادوگروں نے (سانگ) بنایا ہے سب کو ہڑپ کر جائیگا۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ جادوگروں کا شعبدہ ہے اور جادوگر جہاں کہیں جائے فلاح نہیں

باہمی گفتگو کے بعد فرعون نے جبکہ دربار میں موسیٰ کے معجزے دیکھے یہ کہدیا کہ جادوگر ہے جادو کے زور سے لوگونکو یہاں سے باہر لیجانا چاہتا ہے سو ہم بھی اسکے مقابلہ میں ایسا ہی سحر لاوینگے موسیٰؑ سے مقابلہ کی ٹھہری اور وقت مقرر کرایا موسیٰؑ نے کہا یوم الزینۃ جشن کا دن۔ مصریوں کے ہاں سال بھر کے بعد ایک بڑا جشن ہوتا تھا جسطرح ہندوں کے میلے ہوتے ہیں بتوں کی پرستش کے لئے یہ اسلئے کہا اسروز مجمع عام ہوگا سب لوگوں کو امر حق معلوم ہو جاویگا فرعون نے جا بجا بڑے بڑے جادوگروں کے پاس آدمی بھیجے اور انکو انعام کا وعدہ دیا اس عہد میں طلسم و نیرنجات کا از حد چرچا تھا جیسا کہ مصر کی تاریخ اور فراعنہ کے تعمیر کردہ مکانات سے معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے جادوگر جمع ہوے اور آپسمیں مشورے کرنے لگے کوئی کہتا تھا یہ مقدس شخص ہے اسکے چہرہ سے معلوم ہوتا ہے کوئی کہتا تھا کہ یہ بھی ہمارے علم کا بڑا ماہر ہے موسیٰ نے مقابلہ کے وقت انہیں سمجھایا کہ بدنصیبو ایسی باتیں کرو اس بت پرستی کو خدا کی طرف منسوب کرو کہ اُسنے حکم دیا ہے کیونکہ خدا پر جھوٹی باتیں بنانے والا فلاح نہیں پاتا آخر کار مجمع عام میں جادوگروں نے موسیٰؑ سے کہا یا تو اول آپ اپنے عصے کا کچھ کرشمہ دکھائیے (کیونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ فرعون کے دربار میں موسیٰ نے ہاتھ سے جب عصیٰ کو ڈالا تو اژدہا بنگیا تھا) یا ہم ڈالیں موسیٰؑ نے کہا تمہیں ڈالو انکے ڈالنے سے ان کی وہ رسیاں اور لکڑیاں طلسم یا کسی شعبدہ کی وجہ سے موسیٰ کو حرکت کرتی ہوئیں دکھائی دینے لگیں اور موسیٰ دل میں ڈر گئے خدا تعالےٰ نے فرمایا مت ڈرو تو ہی تو غالب رہیگا اور اپنا عصے تو بھی ہاتھ سے ڈالدے چنانچہ ڈالتے ہی اژدہا بنگیا اور ان کے سب سانپوں کو لقمہ کر گیا۔ فرماتا ہے کہ ساحر کو کہیں حق کے مقابلہ میں کامیابی اور فلاح ہوتی ہے جادوگروں نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ کا یہ کام جادو اور طلسم کی قوت سے بڑھکر ہے اور ہر فن کو اسکا اہل ہی خوب جانتا ہے اور وسیلۂ

سے استعاب مکانا سوی بفتح دال علیہ المصدر او بانیہ دل من موعد اعلی تقدیر مکان مضاف الیہ ۱۲ منہ

ویوین ان اسم ان بمحاورہ بنی کعب کے محاورہ میں وہ متی کلام ابو تقدیری مشتمہ ہیں۔ اور ممکن ہے کہ اسم ان ضمیر شان ہو وہذان لساحران خبر اور بعض نحوی کہتے ہیں ان بمعنی نعم و ما بعد [illegible]

ابو عمرو [illegible] ان [illegible] تلقف [illegible] حفص اور [illegible] ان تلقف [illegible] ۱۲ منہ

کید ساحر بالرفع [illegible] ان ما موصولہ [illegible] ابو [illegible]

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

پھر تو جادوگر سجدہ میں گر کے کہنے لگے ہم تو ہارون و موسیٰ کے رب پر ایمان لائے ہیں۔ فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے بیشک یہہ تو تمہارا بڑا (اوستاد) ہے کہ جس نے تمکو جادو سکھایا ہے

فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ

سو میں اب ضرور تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹواؤنگا دہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں اور تمکو کھجور کے پیڑوں پر لٹکائے دیتا ہوں اور تمکو معلوم ہوگا کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔ وہ بولے ہم تجھکو ہرگز ترجیح نہ دینگے

عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا

ان کھلی نشانیوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آچکیں اور اس خدا کے مقابلہ میں کہ جسنے ہمیں بنایا ہے تو تو کرتا ہی کرلے تو صرف اسی زندگی دنیا پر حکم چلا سکتا ہے ہم تو اپنے رب پر ایمان لاچکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں بخشدے

وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا

اور اسکو بھی جو تو نے ہمسے زبردستی سے جادو کروایا ہے۔ اور اللہ ہی بہتر اور زیادہ باقی ہے۔ جو کوئی اپنے رب کے پاس مجرم ہوکر آویگا سو اسکے لئے جہنم ہے۔ جس میں نہ وہ مریگا اور نہ زندہ ہی رہیگا۔ اور جو اسکے پاس مومن ہوکر آویگا

قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ۝ وَلَقَدْ

ع ۱۲

حالانکہ اسنے اچھے کام بھی کئے ہونگے تو انکے لئے بلند مرتبے ہونگے (وہ کیا) ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی وہ انمیں ہمیشہ رہا کرینگے۔ یہہ بدلہ ہے اسکا جو آلائش گناہ سے پاک ہوگیا ہو اور البتہ

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۝ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ

ہمنے موسیٰ کو وحی کی کہ شبا شب میرے بندوں کو لے نکل پھر انکے لئے دریا پر عصا مارکر سوکھا رستہ بنادے کہ جس سے نہ تعاقب کا اندیشہ تجھے رہیگا نہ ڈوبنے کا ڈر ہوگا پھر تو فرعون بھی اپنا لشکر لیکر انکے درپے ہوا پھر تو ان کو

فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۝

دریا میں سے آگھیرا جیسے کہ آگھیرا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کردیا اور راہ پر نہ لایا۔

اس زمانہ کی موافق حضرت موسیٰ کو اس قسم کے معجزات دئے گئے تھے) تو سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ موسیٰ اور ہارون کے رب پر ہم ایمان لائے رب ہارون و موسیٰ اسلئے کہا کہ وہ معبود حقیقی کو جھوٹھے معبودوں سے امتیاز کردیں کسلئے کہ انکے عقاید میں بہت سے رب ٹھہرے ہوئے تھے فرعون بھی مصریوں کا رب کہلاتا تھا۔ اس بات پر فرعون سخت ناخوش ہوا کہ میری اجازت بغیر تم کیوں ایمان لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری اور موسیٰ کی باہم سازش ہے وہ بڑا جادوگر تمہارا اُستاد معلوم ہوتا ہے۔ میں اول تو تمہارے ہاتھ پاؤں کٹواونگا من خلاف کہ دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا برعکس تاکہ دونو طرف لنجی ہوجاویں شاید اس زمانہ میں مجرموںکے ہاتھ پاؤں اسیطریق سے کاٹے جاتے تھے چنانچہ چور کی سزا میں شریعت محمدیہ میں بھی مکرر چوری کرنے پر ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اور اسکے بعد میں تمہیں کھجور کے بلند درختوں پر لٹکا دونگا کہ تڑپ تڑپ کر وہیں جان نکلے ساحروںنے کہ جنکے دلمیں حلاوت ایمان اثر کرگئی تھی کہا اسکی ہمکو کچھ پروا نہیں یہہ دنیا کی سزا ہے جو تھوڑی سی دیر میں تمام ہوجاویگی مگر اسکے ڈر سے ہم اپنے پیدا کرنے والے کو اور ان دلائل قویہ یعنی معجزات موسیٰ اور اوسکے دین کو نہ چھوڑینگے ہم اللہ پر ایمان لاچکے ہیں ہمیں امید ہے کہ وہ ہمارے گناہ معاف کرے اور اسکو بھی کہ جو تو نے زبردستی سے ہمسے جادو کرایا ہے اللہ کا انعام بہتر ہے وہ بندہ پر بیشمار انعام کرتا ہے اور باقی بھی ہے وابدی ہے بخلاف تیرے عذاب کے کہ جسکو تو ابقی اور اشد کہتا ہے یہہ چند روزہ قصہ ہے۔

انہ من یات سے لیکر ذلک جزاء من تزکی تک اللہ تعالیٰ ان ایمانداروںکی تائید میں فرماتا ہے اور ممکن ہے کہ یہہ انہیں ایمانداروں کا قول ہو اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں کہ ایمان لاتے ہی ان جادوگروں پر دار آخرت کا یہہ مسئلہ حل ہوگیا کہ جو خدا کے پاس مجرم ہوکر آویگا اسکی سزا جہنم ہے کہ جہاں نہ موت ہی ہے نہ لطف حیات ہے اور جو ایمان و عمل صالح کیساتھ خدا کے پاس جاویگا انکے لئے بڑے درجے ہونگے جنات عدن کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ کس لئے کہ انپر عالم غیب کا نور اور اسکا ازلی فیض پرتو فگن ہوگیا تھا اور ایسی حالت میں یہ بات معلوم ہوجانی کچھ مشکل بات نہیں یا موسیٰ علیہ السلام سے سنا ہوگا القصہ جب یہہ ہوچکا اور جادوگروں کو فرعون نے اذیت سے قتل کیا تو اسکے بعد اور بھی موسیٰ نے معجزات دکھائے آخر کار اس بغی نے بنی اسرائیل کو عید کرنیکی اجازت دی اس بہانہ سے بنی اسرائیل مرد و زن مع مال و اسباب بلکہ فرعونیوں کے زیور

يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے بنی اسرائیل البتہ ہمنے تمکو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تمکو کوہ طور کی داہنی جانب (وعدہ) دیا (ملنے کا) اور تمپر من وسلوی اتارا (اور فرمایا) کہ ہماری دی ہوئی پاک چیزوں میں سے خوب کھاؤ

وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ

اور اسمیں حکم عدولی نہ کرنا کہ تمپر میرا غصہ اترے اور جسپر کہ میرا غصہ اترا تو وہ گیا گزرا ہوا۔ اور میں اس کے لئے غفار بھی ہوں کہ جو توبہ کرے اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم بھی رہے۔ اور تو کسلئے

اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَ

اپنی قوم سے جلدی کر آیا اے موسیٰ۔ اسنے کہا وہ بھی میرے پیچھے ہی آ رہے ہیں اور میں جلدی کرکے آپکے پاس اسلئے آیا کہ آپ خوش ہوں فرمایا کہ تیرے پیچھے ہمنے تیری قوم کو آزمائش میں ڈالدیا ہے اور وہ یہہ

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۭ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ

ان کو سامری نے گمراہ کردیا ہے۔ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرا ہوا افسوس کرتا ہوا پھر آیا (آکر) کہا اے قوم کیا تمہارے رب نے تمسے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ پھر کیا تمپر بہت زمانہ گزر گیا تھا یا تمنے

اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ

یہہ چاہا تہا کہ تمپر تمہارے رب کا غصہ اترے۔ کیوں پھر تمنے مجھسے وعدہ خلافی کی۔ انہوں نے کہا ہمنے اپنے اختیار سے تمسے وعدہ خلافی نہیں کی ولیکن قوم (قبط کے) زیوروں سے جو کچھ بوجھ ہمپر لاد دیا گیا تھا (سامری کے کہنے سے

ط

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ فَنَسِيَ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا

اسکو ہم نے آگ میں ڈالدیا تہا پھر سامری نے بھی اسیطرح ڈالدیا (اوس سب زیور سے) سامری نے ایک بچھڑے کا پتلا ڈہالا جسمیں بچھڑے کی سی آواز بھی تھی تب بعض کہنے لگے کہ یہی تمہارا خدا ہے اور موسیٰ کا بھی پھر موسیٰ بھول گیا کیا انہیں نہیں سوجھتا

يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۥ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

کہ وہ بچھڑا نہ تو انکی بات کا جواب دیسکتا ہی اور نہ ان کے لئے نفع ونقصان کا ہی مالک ہے

ع ۱۳
۱۴

اور جب موسیٰ [illegible]

بہی ہانکا کر دور کے میدان میں نکلے وہاں موسیٰ کو حکم پہنچا کہ اب انکو شبا شب ملک شام کیطرف لے نکل چنانچہ وہ سب چلے ادہر فرعون کو خبر ملی تو وہ بڑا لشکر لیکر پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آیا اور دریا قلزم پر آلیا بنی اسرائیل گھبرائے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر عصا مار مارا تو پانی کی دونوں طرف دیواریں سی کھڑی ہوگئیں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل صاف نکل گئے انکے پیچھے ہی فرعون اور اسکا لشکر جو اسی رستہ سے آیا اسپر دریا مل گیا پانی نے ڈہانک لیا وہ سب غرق ہوگئے اور موسیٰ اور بنی اسرائیل کہ جنکی تعداد لاکھوں کی تہی قلزم کے اس پار صحیح وسلامت اُتر آئے اور اسی بیابان میں پڑ لئے جو عرب کے مغرب شمال اور شام کے جنوب میں واقع ہے جسکو تیہ کہتے ہیں اور یہیں کوہ طور بھی ہے۔

اب خدا تعالیٰ اس تیہ کے وقائع سے بنی اسرائیل کو متنبہ کرتا اور اپنے احسان یاد دلاتا ہی۔ (۱) انجیناکم من عدوکم کہ ای بنی اسرائیل ہمنے تمکو تمہارے دشمن سے نجات دی اسکو غرق کیا تم کو صحیح وسلامت قلزم سے نکالدیا (۲) وواعدنکم جانب الطور الایمن بنی اسرائیل کا ڈیرا جب کوہ طور کے پاس پڑا تو وہاں خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے وعدہ کیا تہا کہ تو اس پہاڑ کی داہنی چوٹی پر جو سب میں بلند مقام ہے آکر چالیس دن رہیں احکام عشرہ اور الواح ملنے کا وعدہ ہوا تھا جسکے لئے اول تیس رات پھر چالیس رات پہاڑ پر ٹھہرنیکا حکم ہوا تھا یہہ بھی بنی اسرائیل پر خدا کا احسان تھا کہ ان کے لئے توریت و الواح و دیگر نعماء دینیہ عطا ہوئیں (۳) ونزلنا علیکم المن والسلوی جب ان لق ودق بیابانوں میں کھانے کو کچھ نہ ملا تو خدا نے بنی اسرائیل پر من کو (جو ایک قسم کی شیرین و خوش مزہ چیز ترنجبین کی مانند تھی جسکی توؤں پر روٹیاں پکا پکا کر کہاتے تہے) اور سلوی کو (یعنی بٹیریں جو از خود رات کو ان کے خیموں میں آگرتی تھیں) نازل کیا اور یہہ کہدیا کہ شوق سے کہاؤ مگر حد سے تجاوز نکرنا یعنی ان کا کھانا رات کے لئے اور دوسرے دن کے لئے جمع نکرنا بعض کہتے ہیں مراد کہ ناشکری نکرنا کیونکہ نعمت کے بعد شکر نکرنا حد سے تجاوز کرنا اور سرکشی کرنا ہی اگر ایسا کروگے تو تمپر میرا غضب نازل ہوگا مگر بنی اسرائیل نے اسپر بھی ناشکری کی اور مورد عتاب ہوئے۔ اسی منزل میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو پہاڑ پر بلایا اور انکی قوم کو بھی حکم دیا کہ تیار ہوکر خدا کا جلال دیکھنے کے لئے پہاڑ کے قریب آجاویں جیسا کہ سفر خروج ۱۹ باب میں ہے

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

اور ہارون پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اے قوم اس سے تو تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور رب تو تمہارا رحمان ہے میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو وہ بولے ہم تو اس بچھڑے (کی عبادت) پر

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

اس وقت تک تم سے بیٹھے رہیں گے جب تک کہ ہمارے پاس لوٹ کر موسیٰ نہ آتے۔ موسیٰ نے (آکر) کہا اے ہارون جب تو نے انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو کیلئے میرے پیچھے نہ چلا آیا پھر کیا تو نے میری عدول حکمی کی۔ اُسنے کہا اے میرے ماں جائے (بھائی)

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ

میری ڈاڑھی اور سر کے بال تو نہ پکڑو۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم یہ کہنے لگتے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار بھی نہ کیا۔ (پھر موسیٰ نے سامری سے کہا کہ اے سامری تجھے کیا ہوا تھا اسنے کہا مجھ کو وہ بات سوجھی جو انکو نہ سوجھی تھی

بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

پھر میں نے رسول (کے نقش قدم) کی ایک مٹھی مٹی کی لیکر (اس بچھڑے میں) ڈالدی میرے جی میں ایسا ہی آیا تھا موسیٰ نے کہا جا دور ہو زندگی میں تو تیرے لئے یہی سزا ہے کہ تو کہتا پھرے کہ مجھے کوئی نہ چھونا

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

اور تیرے لئے عذاب کا ایک اور بھی وعدہ ہے جسکو تو ٹال نہ سکے گا اور اپنے اس خدا کو بھی دیکھ لے کہ جسکی عبادت پر تو آس لگائے ہوا تھا کہ ہم اسکو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بکھیرے دیتے ہیں۔ اے لوگو تمہارا معبود تو اللہ ہی ہے کہ جسکے سوا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اور کوئی معبود نہیں جس کے علم میں ہر چیز ہے

اور موسیٰ سب سے آگے تنہا خدا کے پاس آئے جسپر خدا نے پوچھا وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ اور خدا تعالیٰ کے پاس کوہ طور پر موسیٰ چالیس دن رات رہے (سفر خروج ۲۴-باب) اتنی دیر لگنے سے بنی اسرائیل نے غل مچادیا کہ موسیٰ کہاں گئے کسی ذبہام کرتے کسینے کچھ کہا انہیں ایک شخص نے کہ جسکا نام سامری تھا لوگوں سے کہا کہ آؤ میں تمہیں تمہارا معبود دکھاؤں کہ جو تمہیں مصر سے نکال لایا ہے۔ تم میرے پاس سونے کا زیور لاؤ چنانچہ وہ اسکے پاس لائے اسنے اسکو ڈھال کر ایک بچھڑا بنایا اور اسمیں ایک ایسا رستہ ہوا کے آنے جانیکا رکھا کہ جس سے گائے بیل کی آواز جیسی آواز پیدا ہوتی تھی یہہ دیکھکر بنی اسرائیل جو مصر میں مصریوں کو گائے بیل پوجتے دیکھا کرتے تھے اسپر گرویدہ ہوگئے قربانیاں چڑھانے اسکی عبادت کرنے لگے حضرت ہارون علیہ السلام نے ہر چند سمجھایا مگر وہ کب مانتے تھے۔ اس بات سے خدا تعالیٰ نے کوہ طور پر موسیٰ کو خبردار کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے تیری قوم گمراہ ہوگئی سامری نے انکو گمراہ کردیا۔ یہہ سنکر موسیٰ غصہ سے بھرے ہوئے انکے پاس آکر انکو ملامت کرنے لگے قال یا قوم الم یعدکم الی قولہ فاخلفتم موعدی لوگوں نے عذر کیا کہ ہمکو سامری نے گمراہ کیا ہے ہم قوم قبط سے زیور مانگ لائے تھے جسطرح ہم اسکو آگ میں ڈالا کرتے ہیں اور چیزیں ڈھال کر بنانے کیلئے اسیطرح سامری نے بھی ڈھال کر بچھڑا بنا دیا جسکی آواز تھی اور کہدیا یہہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے موسیٰ اسکو بھول گیا جو کوہ طور پر خدا سے ملنے گیا ہے افلا یرون یہہ جملہ خدا کی طرف سے ہے کہ وہ عجب احمق تھے صرف آواز سے ایمان لائے اور یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ کچھ نفع دیسکتا ہے نہ ضرر پھر معبود کیونکر ہوسکتا ہے یا موسیٰ علیہ السلام کیطرف سے یہہ جملہ تھا۔ ولقد قال لہم ہارون خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر ہارون نے انکو سمجھا دیا تھا مگر نہ مانا پھر موسیٰ ہارون پر خفا ہوئے کہ تو نے جب انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو تو انکو چھوڑ کر میرے پیچھے کیوں نہ چلا آیا ہارون نے عذر کیا کہ میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم آکر یہہ کہتے کہ بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈالدیا میرے آنیکا انتظار کیوں نہ کیا۔ پھر موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اسنے کہا میں نے رسول کے پاؤں کی مٹی لیکر اسمیں ڈالدی تھی جس سے وہ بولنے لگا موسیٰ نے فرمایا دنیا میں تیری یہ سزا ہے کہ تو سب سے دور راندہ ہوا رہیگا جو تیرے پاس آویگا اسکو بھی اور تجھے بھی بخار چڑھ آویگا تو کہا کریگا کہ چھو نا مت کوئی میرے پاس نہ آوے اور آخرت کی سزا تیرے لئے اور مقرر ہے جو ہرگز نہ ٹلیگی اور اس تیرے معبود کو ہم تو اسکے ذرہ ذرہ دریا میں بہائے دیتا ہوں اسکے بعد فرمایا تمہارا معبود تو اللہ ہے جسکے علم میں ہر ایک چیز ہے۔ یہہ کلام الٰہی کے لفظوں کی شرح تھی اب ہم چند فوائد بیان کرتے ہیں۔

(۱) فقبضت قبضۃ من اثر الرسول عام مفسرین کے نزدیک اسکے یہہ معنی ہیں کہ جبرئیل خاص مجھی کو دکھائی دیئے تھے اوروں کو نہیں پس میں نے اسکے گھوڑی کے پاؤں تلے کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھر لی

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ○ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ○

اے نبی ہم اسطرح سے تمکو گزشتہ لوگوں کی کچھ خبریں سناتے ہیں۔ اور تمکو ہمنے اپنے ہاں سے ایک سمجھانے والی چیز بھی دی ہے (قرآن) جس نے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن اسکا بوجھ اس پر ہوگا

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ○ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ○ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

جو وہ اپر ہمیشہ رہیگا۔ اور ان کا یہہ بہت ہی برا بوجھا ہے قیامت کے دن جسدن کہ صور پھونکا جاویگا اور ہم سب گناہگاروں کو اس دن جمع کرلیں گے اور ان کی دہشت سے نیلی آنکھیں ہونگی چپکے چپکے آپس میں کہتے ہونگے کہ تم دنیا میں کیا ٹھہرے ہو مگر

عَشْرًا ○ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ○ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ○ ع ۵

یہی دس دن۔ ہم خوب جانتے ہونگے جو کچھ کہ وہ کہتے ہونگے جبکہ ان میں کا بڑا سمجھدار کہیگا کہ تم صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو۔ اور اے نبی تجھسے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں۔ کہدو ان کو تو میرا رب ریتا کرکے اڑا دیگا۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ○ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ○ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ

پھر زمین کو چٹیل میدان کرچھوڑیگا۔ کہ جسمیں اے مخاطب تجھے نہ کوئی پستی دکھائی دیگی نہ بلندی۔ اسروز پکارنیوالے کے پیچھے سب ہی ہو لیں گے۔ اور (دہشت سے) رحمن کے آگے سبکی آوازیں پست ہوجاوینگی پھر اے مخاطب تجھ کو کچھ بھی سنائی نہ دیگا

اِلَّا هَمْسًا ○ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ

بجز پاؤں کی آہٹ کے اسروز کسیکی سفارش فائدہ نہ بخشیگی مگر اسکی کہ جسکو رحمن نے اجازت دی ہوگی اور اسکا بولنا پسند کرلیا ہوگا جو کچھ انکے روبرو ہے، اور جو کچھ انکے بعد ہوگا وہ سب کو جانتا ہے اور اسکو کسیکا علم بھی

عِلْمًا ○ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ○

احاطہ نہیں کرسکتا۔ اور حی و قیوم کے آگے سب منہ جھک گئے ہونگے۔ اور جو ظلم کی گٹھڑی اٹھائے ہوگا وہ تباہ ہوگیا ہوگا۔ اور جسنے اچھے کام کئے ہونگے اور وہ مومن بھی ہوگا تو اسکو نہ ظلم کا خوف ہوگا نہ حق تلفی کا

پھر اسکو ڈھلی ہوئے بچھڑے میں ڈالدیا جسکی تاثیر سے وہ آواز دینے لگا۔ اس تقدیر پر کئی باتیں ماننی پڑتی ہیں۔ اول یہہ کہ رسول سے مراد جبرئیل لئے جاویں۔ دوم اسپر بھی حذف ماننا پڑتا ہے اسی تراب اثر فرس الرسول۔ سوم اس بدمعاش سامری کی بات کو بھی سچ تسلیم کیا جاوے حالانکہ یہہ تینوں باتیں قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت ہوتی ہیں نہ کسی صحیح حدیث سے ہاں مفسرین کے اقوال ہیں۔ ابومسلم ان معنی کو نہیں مانتے اور ایک جدید توجیہ کرتے ہیں کہ رسول سے مراد موسیٰ اور اثر سے اسکا طریقہ و دستور کہتے ہیں فلان یقفوا اثر فلان و یقبض اثرہ اذا کان یمتثل رسمہ یعنی جو کسیکے طریقہ کا تبع ہوتا ہے اسکو کہتے ہیں کہ یہہ اسکی اثر پر قابض ہے۔ سامری کہتا ہے کہ اول میں رسول یعنی موسیٰ کا پیرو تھا پھر اسکو چھوڑ دیا اور بت پرستی کا یہہ سامان بہم پہنچایا۔ اس توجیہ کی امام فخرالدین رازیؒ نے بھی تائید کی ہے اور اسی میں اعتراضات سے امن ہے۔ اور یہہ بھی ممکن ہے کہ سامری نے جو قبطیوں سے اسوقت کے علوم اور صنعت سیکھے ہوئے تھا ایسی صنعت سے بچھڑا بنایا ہو جس میں ہوا کی دخول و خروج کرانیسے ایسے رستے رکھے ہوں کہ جنسے بچھڑے کی آواز پیدا ہوتی تھی باقی اسنے جھوٹا فقرہ بنا لیا۔ (۲) سفر خروج کے ۳۲ باب میں ہے کہ ہارون نے یہہ بچھڑا بنا کر پجوایا تھا اور سامری کا نام تک بھی ہاں نہیں۔ قطع نظر اسکے کہ یہہ توریت وہ اصلی توریت نہیں یہہ نسخہ بھی صدہا تحریفات سے خالی نہیں جسکا علماء اہل کتاب کو بھی اقرار ہے۔ یہاں غالباً نام میں سہو ہوگیا یا سامری کا نام ہارون بھی ہو اور اس سے مراد ہارون علیہ السلام نہوں کیونکہ اخیر میں اسی باب میں ہے کہ اس فعل کے مرتکب سب مبتلاء بلاء ہوئے تلواروں سے کٹے وبا سے مرے خدا تعالیٰ اور موسیٰ کا غصہ انپر از حد بھڑکا ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قرابتی کو اس جرم پر قتل کرے پھر تعجب ہے کہ ہارون پر کہ جنسے یہہ فساد کھڑا کیا کوئی بھی سزا قائم نہو بلکہ انکی کہانت نسل در نسل قائم رہے اور نیز ہارون نبی تھے ان کو کیا ہوا تھا جو وہ ایسا کام کرتے؟

اس قصہ کو تمام کرکے فرماتا ہے کہ اے محمد گزشتہ لوگوں کے تذکرے ہم یوں سناتے ہیں ہمنے تجھے ذکر یعنی قرآن دیا ہے پھر جو قرآن سے منہ پھیریگا قیامت میں اسکا یہہ حال ہوگا کہ قیامت میں اپنی گناہوں کی گٹھڑی آپ اٹھاویگا اور جسروز صور پھونکیگا دوبارہ زندہ ہونیکیلئے تو یہہ لوگ ایسی دہشت میں ہونگے کہ آنکھوں کی رنگت پلٹ جائیگی نور اور سیاہی جاکر نیلی ہوجاوینگی اور دنیا میں جو سالہا سال عیش کئے ہیں ہائے مصائب کے آگے اسکو دس روز سمجھینگے اور جو ان میں زیادہ دانا ہے وہ تو ایک دن سمجھیگا۔ قیامت کی ذکر میں کسی نے آنحضرت صلعم سے پہاڑوں سے سوال کیا کہ یہہ کیا ہوجاوینگے ویسئلونک الخ فرمایا فقل ینسفہا ربی کہ خدا انکو ریتا کرکے اڑادیگا اور زمین کو صاف میدان کر دیگا پھر آگے اور قیامت کے حالات بیان کرتا ہے کہ اسروز بجز اسکے کہ جسکو شفاعت کی اجازت ملی ہوگی اور اسکی بات بھی پسندیدہ خدا ہوگی اور کسیکی بھی

لغات
حی۔ زندہ
قیوم۔ پائندہ
ہمیشہ رہنے والا
[illegible]

۱۲ منہ

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

اور جسطرح معنی میں نئی خوبی رکھی ہی۔ اسیطرح لفظوں کے لحاظ سے بھی ہمنے اسکو عربی زبان مین نازل کیا ہی اور اسمین طرح طرح کی خوف دلانے والی باتیں بھی بیان کین ہیں تاکہ لوگ ڈریں یا انکے لیے سمجھہ پیدا کرے اسمین خدا کا کوئی ذاتی

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

نفع نہیں وحی تمام ہو اور دعا کیا کرو کہ اے رب مجھکو اور زیادہ علم دے۔ اور ہمنے پہلے آدم سے عہد لیا تھا۔ پھر وہ بھول گیا اور ہمنے اسکو کچھ مضبوط نہ پایا اور جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ

آدم کو سجدہ کرو تو سب ہی نے سجدہ کیا مگر ابلیس کہ اوسنے انکار کیا۔ پھر ہمنے آدم سے کہا کہ یہ (شیطان) تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہی پھر یہہ نہو کہ وہ تمکو جنت سی نکالدے کہ پھر تو خراب ہو جاوے تو اس بہشت میں نہ بھوکا رہیگا

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

و رنہ ننگا۔ اور تو اسمیں پیاسا ہی نہ رہیگا۔ اور نہ دھوپ اٹھاویگا۔ پھر شیطان نے اسکے دل میں وسوسہ ڈالا کہا اے آدم تو کہے تو میں تجھے ایک ایسا درخت بتلاؤں کہ جس کے کھانے سے تو ہمیشہ جیتا رہے اور بے زوال سلطنت ملے

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ

پھر آدم و حوا نے اوس درخت میں سے کچھ کھایا تو انپر انکی ننگ ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر باغ کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنی رب کی نافرمانی کی سو بہک گیا۔ آخر کار اسکو اسکے خدا نے سرفراز کیا پھر اسکی توبہ قبول کی اور اسکو رہنمائی کی

وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ

فرمایا کہ تم دونوں بفریق یہاں سے نکل جاؤ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر جو کبھی تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے پس جو میری ہدایت پر چلیگا تو وہ گمراہ نہ ہوگا اور نہ خراب ہوگا۔ اور جو میرے ذکر سے

اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝

منہ پھیریگا تو اسکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسکو قیامت میں بھی ہم اندھا کرکے اوٹھاوینگے وہ کہیگا تونے اے رب مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا اور میں تو بینا تھا۔

شفاعت کارگر نہوگی نہ ان فرضی معبودوں کی جنکو وہ اس امید پر پوجتے ہیں اور اس آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جسکے لئے رحمان اجازت دیگا اور اسکی حق میں بولنا پسند کریگا اسکے لئے شفاعت کارگر ہوگی نہ ہر کسی کیلئے کیونکہ یعلم ما بین ایدیہم الخ اسکو ہر ایک کا اگلا پچھلا سب حال معلوم ہی اسکا علم بہت وسیع ہی جسکو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا کسیکا علم اسکے علم کے برابر نہیں قابل شفاعت اسکو معلوم ہیں اور اسروز بڑے بڑے متکبروں کی اسکے آگے گردنیں جھک جائینگی اور ظالم تباہ ہونگے ایمانداروں نیکوکاروں کو انکی دنیاوی کوشش کا پورا بدلہ ملیگا۔

وکذلک عطف ہے کذلک نقص پر یعنی جسطرح ہمنے اے نبی تسے پہلوں کی راستی آمیز ہدایت خیز قصے بیان کی اسی طرز پر تمام قرآن نازل کیا ہی جسکے دو وصف ہیں اول وہ عربی ہے جسکا سمجھنا قوم عرب کو آسان ہے۔ دوم صرفنا اسمیں طرح طرح سے خوفناک باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا انکو سمجھہ بوجھہ پیدا ہو۔ کلمہ او منافات کے لئے نہیں ہے۔ اور یہ قرآن اس خوبی کیساتھ اسنے اسلئے نازل کیا ہی کہ جو بخل و جہل وغیرہ اوصاف بری ہیں اسمیں اسکا کوئی نفع و نقصان نہیں وہ ان باتوں سے پاک ہی اور حق ہی اسکا ملک اور اسکی ذات دائم و قائم ہی اسلئے اسنے انکی بہبودی کیلئے ایسا قرآن نازل کیا چونکہ قرآن حسب اسمائی ہی او تدریجا نازل ہوا تھا ادہر آنحضرت صلعم کے دل میں اسکی تبلیغ اور اسکی یاد کرنے اور اسکے مطالب واضح کرنیکا بمقتضی نبوت بہت شوق اور از حد ولولہ تھا اسلئے فرمایا ولا تعجل بالقرآن الخ کہ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے یا لوگوں کو پڑھانے سمجھانے میں جلدی نکیا کرو جب ایک مضمون کی وحی جو فرشتہ لاتا ہی تمام ہو چکے تب آپ پڑھیں اسیطرح کا مضمون اور جگہہ بھی آیا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ اور سب دعا کرتے رہو کہ میرا علم زیادہ کر تاکہ وقتاً فوقتاً وحی آتی رہی آپکا علم زیادہ ہوتا رہے اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہی کہ علم کا خزانہ ہمارے پاس ہے اسمیں سے جسقدر ہم جسکو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں بندہ علام الغیوب نہیں ہو سکتا۔ اسکے بعد یہ چھٹی بار حضرت آدم کا قصہ ایک آیندہ جملہ کیلئے بطور تمہید ذکر ہوا اور وہ جملہ مقصود بالذات یہ ہے فاما یاتینکم منی ہدی اسکی شروع تمہید یہ ہے واذ قلنا للملائکۃ الخ کہ اسوقت کو یاد کرو جبکہ ای بنی آدم ہمنے تمہارے جد امجد کیلئے فرشتوں کو سجدہ تعظیم کا حکم دیا اور تاج خلافت انکے سر پر رکھا گیا اسوقت سب فرشتوں نے

[illegible]

[illegible]

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ

فرمایگا یوں ہی ہونا چاہیے تیری پاس ہماری آیتیں آئیں پر تونے انکو بھلا دیا اور اسیطرح آج تو بھی بھلایا گیا۔ اور جو کوئی حد سے گذر جائے اور اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانے تو اسکو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں اور البتہ آخرت کا عذاب تو

الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

سخت تر اور بہت ہی دیرپا ہے۔ پھر کیا انکو اس بات نے بھی رہنمائی نہ کی کہ ہمنے انسے پہلے کتنی ایک قرنوں کو غارت کر دیا ہے کہ جنکے مکانوں پر سے وہ چلتے پھرتے ہیں۔ اسمیں تو عقلمندوں کے لیئے بڑی بڑی

النُّهٰى ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

نشانیاں ہیں۔ اور اے نبی اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک بات قرار نہ پا چکی ہوتی اور وعدہ مقرر نہوا ہوتا تو عذاب لازم ہو چکا ہوتا۔ پھر جو کچھ وہ بکتے ہیں اسپر صبر کرو اور آفتاب کے طلوع ہونیسے پہلے اور غروب ہونیسے پہلے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

اپنے رب کی حمد و ثنا کیساتھ تقدیس کیا کرو اور رات کیوقتوں میں بھی تسبیح کیا کرو۔ اور دن کے اول و آخر میں بھی تاکہ تمکو خوش کیا جاوے۔

سجدہ کیا مگر اوس ابلیس نے (جسکے کہنے پر اکثر بنی آدم چل رہی ہیں قدیمی حاسد اور دشمن کو دوست بنا رکھا ہے) انکار کر دیا پھر اسکے بعد ہمنے تمہارے جد امجد کو ایک ایسی باغ میں رہنے کو جگہ دی کہ جہاں کھانے پینے لباس کا ہمنے انتظام کر دیا تھا اور ان مشقتوں سے نجات دیدی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا تھا کہ خبردار رہنا یہ شیطان تیرا اور تیری بیوی دونوں کا دشمن ہے اسکے کہنے میں آ کر مصیبت میں پڑنا کہ یہاں سے نکالے جاؤ اور خراب و خستہ مارے مارے پھرو مگر وہ مردود وہاں بھی روپ بدل کر جا ہی پہونچا اور ناصح مشفق بنکر آدم کے دل میں خطرہ ڈالا اور کہنے لگا کہ اے آدم یہہ تو تمپر بڑی مہربانی ہوئی مگر تمہاری حیات اور یہاں بادشاہانہ طور پر سدا رہنے کا کوئی بھی انتظام نہیں ہوا اس تمہید کے بعد کہا لو میں تمہیں اس باغ میں ایک ایسا پیڑ بتلاتا ہوں کہ جسکے کھانے سے ہمیشہ جیتے رہو اور بے زوال سلطنت تمہیں ملے۔ اُسکا نام شجرۃ الخلد ہے تمہارے خدا نے اسیلیئے تمکو اسکے کھانے سے منع کیا ہے حالانکہ ہمنے آدم سے اول ہی عہد لے لیا تھا مگر آدم اسکو بھول گئے اور اسکو کھا لیا ولم نجد لہ عزما اور ہمنے تمہارے دادا کی کوئی استقامت اور مضبوطی نہیں پائی نہ ہمارے عہد کی حفاظت کی نہ قدیمی دشمن کو خیال کیا (اسمیں بنی آدم کی کمزوری طبیعت کیطرف اشارہ بلکہ تعریض ہے) پھر اسپر بھی وجود اس مقبولیت کے نافرمانی کا لازمی نتیجہ پیش آیا یا ہی آیا کپڑے تن سے اتار لیئے برہنگی ظاہر ہونے پر درختوں کے پتے بدن پر چپٹانے لگے اور آدم و حوا اور شیطان سب کے سب اوس باغ سے نکالے گئے اور کہدیا گیا کہ ایک دوسرے کا دشمن رہیگا لیکن آدم روئے اور توبہ کی خدا نے اسکی توبہ قبول کی اور دوبارہ سرفرازی بخشی جب باغ سے نکالے گئے تھے یا جب توبہ کی تھی تو آدم سے ہمنے کہدیا تھا کہ دنیا میں تمہارے پاس یعنی تمہاری اولاد پاس ہدایت آیا کریگی رسول اور آسمانی کتابیں پھر جو اس ہدایت پر چلیگا تو وہ اس سیدھے رستہ سے جو انسان کو دار الخلد تک پہنچاتا ہے نہ بھٹکیگا نہ خراب ہوگا۔ ولا یشقی یعنی شقاوت و بدبختی سے محفوظ رہیگا شقاوت کی دو قسم ہیں ایک دنیاوی دوسری اخروی ہدایت الہی کے طفیل ان دونوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس ہدایت سے منہ پھیریگا اسکی دو سزائیں ہونگی ایک دنیاوی فان لہ معیشۃ ضنکا والضنک اصلہ الضیق والشدۃ وہو مصدر یوصف بہ فیقال منزل ضنک وعیش ضنک۔ کبیر کہ اسکی زندگی تنگ ہوگی۔ عام مفسرین کے نزدیک زندگی کی دنیا کی تنگی مراد ہے کیونکہ کافر مال و جاہ پر حریص ہوتا ہے گو باعتبار قید حلال و حرام ہونیکے وہ جنت میں ہے جیسا کہ آیا ہے الدنیا سجن المومن و جنۃ الکافر۔ مگر وہ کون ہے کہ جسکو تمام باتیں حسب دلخواہ حاصل ہو گئی ہوں اسکی پریشانی میں کٹتی ہے اور مومن کی نظر دار آخرت پر ہوتی ہے اسکو کسی تکلیف میں تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اور یوں بھی ہے کہ خدا کی ہدایت چھوڑنے سے دنیا میں بلائیں نازل ہوتی ہیں سیکڑوں قومیں ایسی ہیں کہ اسی سبب سے برباد ہو گئیں جیسا کہ اسکی تائید کیلئے اگلی آیت میں فرماتا ہے افلم یہد لہم کم اہلکنا قبلہم من القرون کہ کیا انکو اس بات سے بھی رہنمائی نہیں ہوتی کہ ان کفار قریش سے پہلے ہم کتنی قوموں کو نافرمانی کیوجہ سے ہلاک کر چکے ہیں کہ جنکی اجڑے ہوئے مکانوں پر سے آج یہہ چلتے پھرتے ہیں عاد و ثمود بنی اسرائیل و قیاصرہ و شاہان بابل و شاہان مصر وغیرہ۔ خدا کی نافرمانی کرکے کوئی قوم اخیر تک سرسبز نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں قبر کی تنگی بعض کہتے ہیں آخرت کی تنگی مراد ہے۔ دوسری یہہ کہ اسکو قیامت میں اندھا کر کے اوٹھاوینگے وہ کہیگا میں دنیا میں آنکھوں والا تھا آج اے رب مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا جواب ملیگا تو بھی تو دنیا میں ہماری آیتوں سے اندھا ہو گیا تھا۔ آخرت میں اندھا ہونیسے مراد یہہ ہے کہ وہ جسمانی تاریکی میں مبتلا ہونگے نور روحانی نصیب نہوگا پس اس سے انکے لئے ظاہری آنکھیں بھی نفی اور بہت سی

ف۱ [illegible] عبادت بڑی [illegible] جو [illegible] دینا میں آیات [illegible] بجا [illegible] اسیطرح تمہارے [illegible] اس جہان میں [illegible] تو اس سے [illegible] آیات قدرت کو دیکھا ۱۲ منہ

ف۲ قبل طلوع الشمس سے مراد صبح کی نماز وقبل غروبہا سے ظہر و عصر کی نماز اناء اللیل سے مغرب و عشاء [illegible] واطراف النہار [illegible] مراد ہے بعض [illegible] مراد [illegible] سبحان [illegible] والحمد للہ سبحان اللہ [illegible] اوقات میں مراد ہے ۱۲ منہ

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○ وَاْمُرْ اَهْلَكَ

اور اے نبی آپ ان چیزوں کی طرف نظر بھی نہ اُٹھائیے جو طرح بطرح کے سامان زندگی و دنیا کی آرایش ہمنے انکو اسلئے دے رکھے ہیں کہ اسمیں ہم انکی آزمایش کریں اور تمہارے رب کا عطیہ بہتر اور دیر تک رہنے والا ہے ۔ اور اپنے کنبے کو

بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ○ نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ○ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ

نماز کا حکم دیا کرو اور خود بھی اسپر قائم رہو ہم تم سے کچھ روزی تو نہیں مانگتے ۔ روزی تو ہم تمہیں دیتے ہیں ۔ اور عاقبت بخیر تو پرہیزگاروں کی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ تو اپنے رب کیطرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا ۔ کیا انکے پاس

بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ○ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ

پہلی کتابوں کی شہادت نہیں پہونچی ۔ اور اگر ہم اس سے پہلے ہی انکو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو ضرور کہتے کہ اے رب تو نے کسلئے ہمارے پاس اپنا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ ہم رسوا اور ذلیل ہونے سے پہلے ہی

نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ○ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ○

ع ۸ ۱۷

تیری آیتوں پر چلتے ۔ انسے کہدو کہ ہر ایک انتظار کر رہا ہے سو تم بھی انتظار کرو پھر تمکو خود معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی رستہ پر کون (اور غلط راہ والا کون ہے) اور ہدایت پانے والا کون (اور گمراہ کون ہے)۔

اوپر دیکھنے میں کچھ منافات نہیں پہلی قوموں کی ہلاکت بیان فرماکر یہ بات فرماتا ہے کہ اگر نوشتہ ازلی (کہ چند روز ہم انکو دنیا میں رکھینگے) مانع نہ آتا تو ان لوگوں پر بھی عذاب دنیا ہی میں آچکتا اسپر بھی اے نبی جو ہدایت پر نہیں آتے ستاتے ہیں تو صبر کرو اور اپنے لئے دار آخرت کی تیاری کرو تاکہ تو وہاں خوش وقت رہو فقال فاصبر علی ما یقولون ۔ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس الخ تسبیح سے مراد اکثر علما کے نزدیک نماز پنجگانہ ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں قبل طلوع الشمس سے مراد نماز فجر ہے اور قبل غروبہا سے ظہر و عصر و من اٰناءِ اللیل سے مغرب و عشا ۔ اور قولہ واطراف النہار دونوں نمازوں کے لئے جو دن کے اول و آخر ہوتی ہیں یعنی فجر و مغرب تاکید کا جملہ ہے جیساکہ الصلوٰۃ الوسطیٰ عصر کے لئے ۔ گرچہ دن کی دو طرف ہوتی ہیں مگر ہر دن کے لحاظ سے اطراف جمع کا صیغہ آیا ۔ بعض کہتے ہیں اوقات مذکورہ میں جمع تقرب کے اوقات ہیں اور ان اوقات میں انسان کو مشاغل دنیاویہ سے غفلت ہو جاتی ہے عموماً اسکی تسبیح و تقدیس کرنا مراد ہے جو نماز کو بھی شامل ہے۔

ف (۱) فنسی ولم نجد لہ عزما سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمؑ کا گناہ سہواً تھا وقت پر ممانعت یاد نہ رہی لیکن احتیاط نکی اسلئے عتاب ہوا (۲) آدمی کی جبلی عادت ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے کمالات پر نازاں ہوا کرتا ہے اور بسا اوقات اسی پر تکیہ کر لیتا ہے کہ ہم فلان بزرگ کی اولاد ہیں ہمیں کیا غم ہے اسلئے آدم کے قصہ میں متنبہ کر دیا کہ اسپر نازاں نہونا خود تمہارے بزرگ سے نافرمانی پر کیا سلوک ہوا باوجودیکہ مسجود ملائکہ تھے اور پھر کس خواری سے نکالے گئے بجز توبہ کے انکو چارہ نہوا ۔ یہہ ہے وعید شدید۔

ولا تمدن الخ المد دراز کردن کشیدن ۔ اور مراد رغبت اور حسرت کی ساتھ نگاہ کرنا ۔ دار آخرت کے توشہ کی تعلیم کرکے جو نماز و عبادت ہے دنیا کے وہ اسباب آرایش و تجمل جو کفار اور دولتمند ونکو دیئے گئے ہیں مکان اور عمدہ لباس عمدہ عورتیں اور سواریاں اور دیگر چیزیں ۔ انکی طرف رغبت کی نگاہ سے منع کرتا ہے کیونکہ یہہ چیزیں انکے لئے فتنہ ہیں انمیں انکی خدا تعالیٰ آزمایش کرتا ہے سو وہ انمیں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ دار آخرت اور اسکے توشہ کا انکے دل میں خیال بھی پیدا نہیں ہوتا جب انکو جہان سے جاتے ہیں تو خالی ہاتھ جاتے ہیں اور ادہر اس تجمل کی چھوڑتے وقت انکی روح پر صدمہ عظیم ہوتا ہے چشم نگران ست کہ ملکش بدیگران ست ۔ اس چند روزہ عیش کے مقابلہ میں وہ عذاب ابدی بڑا فتنہ ہے اور نیز اس دولت کیوجہ سے ظلم و ستم طرح طرح کے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں ۔ حضرت صلعم کی آنکھوں میں تو سب ہیچ تھا مگر حضرت سے خطاب کرکے اوروں کو سنایا جاتا ہے کہ اسطرف نظر پھیر کر بھی نہ دیکھنا حرص و رغبت تو دوسری چیز ہے اسلئے کہ تمہاری درجات آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے ۔ عارف تارک الدنیا کی متعلقین غالباً نان و نفقہ اور دنیاوی سامان سے خالی رہا کرتے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ ان کے دلپر دوسروں کے ساز و سامان دیکھکر کچھ حسرت ہی پیدا ہوتی ہو اسلئے حضرت صلعم سے فرمایا وامر اہلک بالصلوٰۃ کہ انکو توشہ آخرت نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اسپر صبر کرو ہم تمکو رزق دینے کا حکم نہیں ہے کیونکہ روزی ہم دیتے ہیں اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے حاصل ہوتی ہے اسلئے پرہیزگاری میں کوشش کرو ۔ وقالوا لولا ایسی باتوں کو سنکر کفار کہتے تھے کہ ہمکو کوئی بڑا معجزہ کیوں نہیں دکھاتا اسکے جواب میں فرماتا ہے جو کچھ معجزے یا ثبوت آنحضرتؐ کی شواہد پہلی کتابوں میں ہیں کچھ کم ہیں؟ پھر فرماتا ہے ہم چاہتے تو بغیر رسول بھیجے انکے گناہوں پر انہیں ہلاک کر دیتے مگر وہ عذر کرتے کہ رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم اسکو مانتے ۔ پھر فرماتا ہے ان سے کہو ذرا انتظار کرو مرنے کے بعد تمکو آپ معلوم ہو جاویگا کہ سیدھی رستہ پر کون ہے؟۔

نفع عظیم
آخرت ان
دنیاوی
سامانوں
اور ان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سُوْرَۂ انبیا مکیۃ ھے اسمین ایکسو بارہ آیات اور سات رکوع ھین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝

لوگوں کا حساب تو قریب آ لگا اور وہ ہیں کہ غفلت میں پڑے مُنہ پھیرے ہوئے ہیں۔ ان کے رب کے پاس سے سمجھانے کیلئے کوئی نئی بات انکے پاس آتی ہے تو اسکو سنکر ہنسی کھیل ہی میں ڈال دیتے ہیں

لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ

ان کے دل کہیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ظالموں نے چپکے چپکے کہا۔ کہ یہ (محمد) ہے کیا مگر تمہارے ہی جیسا ایک شخص۔ تو پھر کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی باتیں سننے جایا کرتے ہو رسول نے کہدیا کہ میرا رب

الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ

آسمان اور زمین کی سب باتیں جانتا ہے اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے (پھر سرگوشیاں کیا چیز ہیں) بلکہ ان ظالموں نے یہی کہدیا کہ یہ قرآن خیالات پریشان ہیں بلکہ اسنے جھوٹھ باندھا ہے بلکہ وہ شاعر ہے۔ پھر جسطرح کہ پہلے رسول (معجزوں کیساتھہ) بھیجے گئے ہیں اسیطرح یہ بھی ہمارے پاس کوئی معجزہ لے آئے۔

مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ فَسْــَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ

انسے پہلے جس بستی کو ہمنے ہلاک کیا وہ بھی تو ایمان نلائی تھے پھر کیا یہ ایمان لے آوینگے۔ اور اے محمد تم سے پہلے بھی تو ہمنے آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا یہی تہا کہ ان کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تمہیں معلوم نہو تو علم والوں سے پوچھہ دیکھو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَیْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا

اور ہمنے ان کے ایسے بدن نہ کئے تھے کہ جو کھانا نہ کہاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہمنے ان سے اپنے وعدہ کو سچا کیا تب انکو اور جسکو چاہا نجات دی اور جو حد سے بڑھ گئے تھے

الْمُسْرِفِیْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ع

ان کو ہلاک کر دیا۔ ہمنے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بہیجدی ہے کہ جس میں تمہاری نصیحت ہے۔ پھر کیا تمکو عقل نہیں

ترکیب

وہم مبتدا اور معرضون خبر و فی غفلۃ ضمیر معرضون سے حال ہے اے اعرضوا غافلین اور ممکن ہے کہ خبر ثانی ہو۔ لاہیۃ قلوبہم حال ہے ضمیر یلعبون سے اور یہہ دو نو حال مترادف یا متداخل ہیں اور جسنے لاہیۃ کو مرفوع پڑہا ہے تب ایک ہی حال ہے کس لئے کہ یہ خبر بعد خبر ہے ہل ہذا جملہ محل نصب میں ہے النجوی سے بدل ہوکر اسے واسروا ہذا الحدیث۔ قال بصیغۂ ماضی رسول کا قول ہوگا حمزہ وکسائی وحفص کی قرأت کی بموجب اور دیگر قرا نے قل بصیغۂ امر پڑہا ہے۔

تفسیر

یہہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بیشتر توحید ونبوت اور عالم آخرت کا ثبوت اور انبیاء علیہم السلام کے عبرت انگیز تذکرے اور انکی نافرمان امتوں کا انجام بد اور انسان کا بارگاہِ الہی میں حساب دینے کے لئے حاضر ہونا بیان ہے پس فرماتا ہے اقترب الخ کہ انسان کے حساب کا وقت تو قریب آ لگا اور وہ غفلت میں ہی پڑا ہوا خدا کے فرستادوں سے مُنہ موڑ رہا ہے اور جو کوئی نئی بات وعظ وپند کی ان کے کانوں میں پڑتی ہے تو اسکی طرف کھیل کود میں توجہ بھی نہیں کرتے۔

حسابہم مفسرین کہتے ہیں کہ حساب سے مراد قیامت کے دن کا حساب ہے اور گو وہ ابھی صدہا ہزارہا سال بعد آئے گا مگر آئندہ آنے والی چیز تو گھڑی گھڑی قریب ہی ہوتی جاتی ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ ما اقرب ما ہو آت ؛ وما ابعد ما ہو فات ؛ کہ آنیوالی چیز بہت ہی قریب ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ حساب کا وقت کچھ قیامت ہی پر موقوف نہیں بلکہ بعد موت کے بھی انسان اپنے خدا کے روبرو جاتا اور اسکو قبر میں اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے

سو یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے پس اسوقت کے قریب ہونے میں تو کسیکو بھی کلام نہیں یعنی انسان غفلت کی نیند میں سوتا ہے کہ موت آلیتی ہے واسروا النجوی یہہ جملہ مستانفہ ہے ان کی عادات رذیلہ کے بیان میں ان کے اعراض اور غفلت اور کھیل اور کود کے ثبوت ہیں۔ النجوی اسم ہے التناجی سے جسکے معنی سرگوشی کرنا پھر اسکے مخفی کرنے کے یہہ معنی کہ ان باتوں کو جنکا ذکر اگلے جملہ میں آتا ہے نہایت مخفی طور سے باہم کہتے تھے۔ انسان جس بات کو اہم سمجھتا ہے اسکی بابت مخفی طور پر مشورہ کیا کرتا ہے اور وہ باتیں یہہ ہیں (۱) ہل ہذا الا بشر مثلکم کہ یہہ رسول تو تمھارے جیسا آدمی ہے جسطرح ہم کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ہے پھر یہ رسول کیسا جو خدا کی باتیں خاص اسکے پاس آتی ہیں ہمارے پاس نہیں؟ ان کے خیال میں رسول بشریت کے جامہ سے باہر ہے اور ملکیت کے لباس میں ہونا چاہیئے تھا جو کھانے پینے سے پاک ہو اور ہمیشہ جیتا رہے جسکے رد میں آگے ارشاد ہوتا ہے (۲) افتاتون السحر وانتم تبصرون قرآن مجید کو اُسکے اعجاز کی وجہ سے مکہ کے کافر جادو کہتے تھے۔ پھر اسکی نسبت ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ تم قرآن پر نہ چلو جان بوجھکر کیوں جادو پر چلتے ہو؟ یہہ بات انکے دل میں نہ تھی دل میں تو حق جانتے تھے مگر لوگوں کے گمراہ کرنے کو سحر اور جادو کہتے تھے قال ربی یعلم القول یہہ ان کے مخفی کہنے کے جواب میں ہے کہ رسول نے انکا مخفی راز اُسنے کہدیا یا رسول کو حکم دیتا ہے کہ اسنے کہدے تم ہزار چھپاؤ میرا رب جو آسمان و زمین کی تمام مخفی باتیں جانتا ہے اور سننے والا جاننے والا ہے اُس سے تمہارا یہہ مخفی مشورہ کب مخفی رہسکتا ہے؟ القول صاحب کشاف کہتے ہیں لفظ قول عام ہے شامل ہے سر و جہر کو تاکید کے لئے یعلم السر کی جگہ یعلم القول کہا۔

بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر کفار مکہ کو قرآن کے جادو کہنے میں بھی استقلال نہ تھا جیسا کہ بے ثبات کوئی کسی میں عیب لگایا کرتا ہے تو وہ اسیطرح مختلف باتیں کہا کرتا ہے یعنی جادو پھر بھی ایک نادر چیز ہے یہہ تو ایسا بھی نہیں بلکہ پریشان خیالات ہیں کہ جنکو از خود محمد نے بنا کر ذرا اچھی اور دلچسپ عبارت میں جمع کر لیا ہی کیونکہ وہ شاعر ہے۔ (۳) فلیاتنا بآیۃ الخ پہلے نبیوں کی طرح کوئی بڑا بھاری معجزہ کیوں نہیں دکھاتا کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا؟ یہ انکے تین شبہ تھے جنکی تقلید میں آج کل کے عیسائی اور متعصب ہنود بھی یہی کہا کرتے ہیں ما امنت من قریۃ اہلکناہا افہم یومنون یہ انکی تیسری بات کا جواب ہے جسکو وہ بار بار مُنہ پر لاتے اور رسول علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کرتے تھے کہ ان سے پہلے جسقدر بستیوں کو ہمنے ہلاک کیا ہے انہوں نے اپنے رسول سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم معجزہ دیکھکر ایمان لے آئینگے مگر جب ان کو معجزہ بھی دکھایا تب بھی ایمان نہ لائے پھر یہ جو معجزہ کی درخواست کرتے ہیں کیا ایمان لے آئینگے؟ اسلیئے ان کی خواہش کے بموجب معجزہ نہیں دکھایا جاتا کیونکہ ایک وقت مقرر تک ان کا ہلاک کرنا ہم کو منظور نہیں وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم یہہ ان کے پہلے شبہ کا جواب ہے کہ محمد صلعم سے پیشتر ہمنے جسقدر رسول بھیجے ہیں وہ بھی تو آدمی ہی تھے کہ جن کی طرف وحی کی گئی تھی فرشتہ نہ تھے اگر تم کو معلوم نہو تو فاسئلوا اہل الذکر اہل کتاب سے پوچھہ دیکھو کہ جن کے تم اے اہل مکہ اکثر باتوں میں معتقد ہو اور اُن سے پوچھہ پوچھہ کر اعتراضات کیا کرتے ہو وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین اور ان انبیاء کو ہم نے ایسے بدن عطا نہ کیئے تھے کہ جو کھانے کے محتاج نہوں اور ہمیشہ باقی رہیں بلکہ وہ کھاتے پیتے تھے آخر دنیا سے اُٹھہ گئے موت سے نہ بچے۔ ہاں وہ ہمارے رسول تھے انہوں نے اپنی نافرمان اور سرکش قوموں کی ہلاکت کے لیئے جو کچھہ وعدے کیئے تھے ثم صدقناہم الوعد ان کو ہمنے پورا کر دیا۔ فانجیناہم ومن نشاء واہلکنا المسرفین رسولوں اور ان کے پیروں کو بچا لیا اور بدکاروں کو حد سے گذرنے والوں کو ہلاک کر دیا لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون یہہ ان کی دوسری بات کا جواب ہے کہ قرآن کو جو ہم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اس میں غور کرو کہ تمہارے لیئے اس میں کسقدر وعظ و نصیحت ہدایت و سعادت ہے پھر اس کو سحر اور کیا کیا کہتے ہو افلا تعقلون کیا تمکو عقل نہیں؟

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ○ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا

اور ہمنے بہت سی بستیوں کو جہاں کے لوگ ظالم تہے غارت کردیا ہے اور ان کے بعد ہمنے اور قومیں پیدا کیں - پھر جب ان ہلاک ہونیوالوں نے عذاب کی آہٹ پائی تو فوراً وہاں سے بہاگنے لگے - (کہا گیا) بہاگو

اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ○ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا

کی طرف لوٹ جاؤ جنکے تم مزے اوڑایا کرتے تھے اور اپنے مکانوں کیطرف بھی واپس جاؤ تاکہ تمسے پوچہا جاوے - وہ کہنے لگے وا مصیبتا ہم ہی ظالم تہے - پھر وہ ہمیشہ یہی پکارا کیے یہانتک کہ ہمنے انکو کاٹ کر کہلیان کردیا

خٰمِدِيْنَ ○ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ بَلْ

بجہا دیا - اور ہمنے آسمان اور زمین اور انکے اندر کی چیزوں کو کہیلنے کو نہیں بنایا ہے - اگر ہم کہیل ہی بنانا چاہتے تو اپنے پاس کی چیز انکو بناتے اگر ہمکو یہی کرنا تھا بلکہ

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ○ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

حق کو باطل پر (پتھر کیطرح) پہینک مارتے ہیں پس حق باطل کا سر توڑ دیتا ہے پھر وہ باطل ترت سٹ جاتا ہے - اور تمپر پہٹکار ہے تمہاری باتیں بنانے سے اور جو کچھہ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسیکا ہے اور جو لوگ اسکے حضور میں ہیں

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ○ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ○ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ○ لَوْ كَانَ

نہ سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں - رات دن تسبیح کیا کرتے ہیں سستی نہیں کرتے - کیا انہوں نے زمین کی چیزوں میں سے ایسے معبود بنا رکہے ہیں کہ جنکو وہ خود بناکر کہڑا کرتے ہیں

فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ○

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو وہ خراب ہو چکے ہوتے - جو جو یہ لوگ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں اللہ عرش کا مالک ان سے پاک ہے جو کچھہ وہ کرتا ہے اس سے پوچہا نہیں جاتا (بلکہ) وہ خود پوچہے جاتے ہیں

(ترکیب)

و کم قصمنا صاحب کشاف کہتے ہیں قصم اسطرح سے توڑنے کو کہتے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑا جدا ہو جاوے بخلاف فضم اور کسر کے - قریہ سے مراد وہاں کے سکان بحذف مضاف - کم خبریہ تکثیر کے لیے محل نصب میں قصمنا کی وجہ سے من قریۃ تمیز کانت ظالمۃ محل جر میں قریہ کی صفت ہو کر بحذف مضاف - اذا مفاجات کے لیے ہم مبتدا یرکضون خبر اذا اسکا ظرف تلک دعوٰہم تلک موضع رفع میں اسم زالت و دعوٰہم خبر و یجوز العکس -

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ہمنے مسرفین کو ہلاک کردیا اب پھر اس کی تشریح فرماتا ہے کہ وہ مسرفین کون تھے اور انکے کیا عادات تھے اور کسطرح سے ہلاک ہوتے ہیں تاکہ ان مشرکین کو معلوم ہو کہ وہ ہمارے ہی جیسے کافر اور بدکار تھے اب ہمکو بھی عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیئے پس فرماتا ہے و کم قصمنا کہ ہمنے بہت سی شہروں کو ہلاک و برباد یا غارت کردیا ہے جنکے رہنے والے ظالم و بدکار تھے اور ان کی جگہ اور نئی قومیں آباد کردیں اور نئے لوگ پیدا کردیئے - پھر جب ان غارت ہونیوالے لوگوں کو ہمارا عذاب آتا ہوا دکھائی دیا جیسا کہ انبیاءؑ نے انکو خبری تہی (یہ ثم صدقناہم الوعد کی تفسیر ہے) تو اس عذاب سے بھاگنے لگے - رکض ایڑ مارنا ومنہ قولہ تعالیٰ ارکض برجلک پس جب انکو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوتے دکھائی دیے تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر انکو ایڑ مار کر اپنے شہر و دیار چھوڑ چھاڑ بھاگنے لگے یا رکض کے ساتھہ انکا جلدی بھاگنا سرعت کیوجہ سے تعبیر کیا گیا - لا ترکضوا فرشتہ یا ہاتف غیب نے یا انکے حال موجودہ نے انسے کہا کہ مت بھاگو اور تمکو جو کچھہ خدا نے نعمتیں اور عمدہ مکانات اور باغ اور مال زر اور محبوب فرزند دے رکھے تھے لوٹ کر وہیں جاؤ شاید تمسے سوال کیا جاوے - کہ تمپر کیا گذری یعنی بھاگنا سودمند نہوگا - اور انکے مکانات اور نعماء کی طرف لوٹ کجانیکا حکم دینے میں گویا انپر تعریض ہے کہ آج یہ سب چیزیں تمسے چھینی جاتی ہیں تمنے انکی شکرگذاری نہ کی تہی اب انہیں کو دیکھ دیکھ حسرت کے ساتھہ جان دو اور انکو بھی اپنی رو برو برباد ہوتے دیکھو - اور انسے سوال ہونیسے یہ مراد کہ تمہارے اموال و مکانات کے

ساتھ ہلاک ہونے سے کل آیندہ آنیوالے لوگ سوال کرینگے کہ یہ کون لوگ تھے اور کیونکر ہلاک ہوئے؟ یا یہ معنی کہ جاؤ تمہاری نوکر چاکر ماتحت لوگ تمسے پوچھ پوچھ کر کام کرینگے جیساکہ تمہاری بحالی کے وقت میں کیا کرتے تھے یعنی کہاں بھاگ کر جاتے ہو وہیں جاؤ نا جاکر ویسی ہی حکومت چلاؤ۔ پھر فرماتا ہی فمازالت تلک دعوٰہم حتی جعلنا ہم حصیدا خامدین کہ وہ ہلاک ہوتے ہوتے تک یوں ہی پکارا کئے یا ویلنا انا کنا ظالمین کہ اے افسوس اے خرابی بیشک ہم ستمگار تھے۔ مگر اس وقت انکا کہنا کیا فائدہ دیتا تھا آخر یوں ہی پکارتے پکارتے نیست و نابود ہوگئے۔ دعوٰی مصدر بمعنی الدعوۃ پکارنا جیساکہ اہل جنت کی شان میں آیا ہے وآخر دعواہم ان الحمد للہ رب العالمین۔ حصید کٹی ہوئی کھیتی بمعنی المحصود۔ الخمود بجھنا آگ کا۔ یعنی ان کو ہم نے ایسا کر دیا جیسی کھیتی کٹی ہوئی پڑی ہوتی ہے اور اس طرح بجھا دیا جس طرح آگ بجھ جاتی ہے مراد یہ کہ ہلاک و برباد کر دیا۔

ان گاؤں کی نسبت کہ جنکا ان آیات میں ذکر ہے مفسرین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ حضورا اور سحول یمن میں دو شہر تھے جہاں عمدہ کپڑا بنتا تھا وہ مراد ہیں کوئی کہتا ہے شام کے ملک میں سدوم وغیرہ قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ شام و یمن پر کیا موقوف ہے تاریخ کھول کر دیکھئے گا تو ہر ملک میں آپ کو ایسے بہت سے اجاڑ شہر ملیں گے کہ جو زلزلہ یا آسمانی پتھروں یا طغیانی دریا یا وبا یا قتل یا پہاڑ کے آتشی مادہ سے یا کسی اور آفت الٰہی سے جو معمولی آفتوں کے علاوہ ہے برباد ہوئے ہیں اور اب ان قوموں کا نام و نشان بھی نہیں ان کی جگہ اور قومیں آباد ہیں۔ عبرت عبرت۔

وما خلقنا السماء والارض الخ مشرکین بلکہ اور بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ انسان اور دیگر چیزیں آپ ہی پیدا ہوتی ہیں اور آپ ہی مٹ جاتی ہیں خدا کو انسان کے نیک و بد سے کیا غرض اور رسولوں کے بھیجنے سے کیا مطلب؟ پھر جو کوئی قوم یا شہر برباد ہوا یا ہوتا ہی اسمیں انکے گناہ و ثواب کو کیا دخل یہ سب اسباب ارضی وسماوی سے ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہی کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی کائنات از خود تو پیدا ہو ہی نہیں گئی بہر طور کوئی اسکی علت و مسبب نکالوگے پھر اس میں کلام ہوگا انجام کار خدا کا قائل ہونا پڑیگا پھر جب ان کے ہم خالق ہیں تو باوجود اس علم و حکمت کے ہمنے ان چیزوں کو عبث اور بیکار تو پیدا کیا ہی نہیں بلکہ ہر ایک سے ایک غایۃ مطلوب ہے پھر جن چیزوں کو فی الجملہ اس غایۃ اور کمال حاصل کرنیمیں اختیار بھی دیا گیا ہے اور وہ اسکو حاصل نکرینگے (جیساکہ خلقت انسان سے مقصود اسکی معرفت و عبادت و دیگر مصالح ہیں) تو نکمے ہونگے جیساکہ میوے دار درخت کی نکمی شاخ جسکا کاٹنا ضروری ہوتا ہی تاکہ اسکی جگہ اور شاخ پھوٹے (وانشانا بعدہا قوما آخرین) رہے اسباب ارضی وسماوی وہ سب بھی ہماری ہی ہاتھ میں ہیں۔ اسباب کا پیدا کرنا بربادی اور ہلاکت کے لئے یا سعادت کیلئے ہمارا ہی کام ہی۔ اور اگر ہمکو دنیا کے پیدا کرنیسے کھیل اور تماشا ہی منظور ہوتا تو لاتخذناہ من لدنا ای من عندنا اپنے ہاں سے یعنی مجردات اور نورانی چیزیں جو ہمارے اسرار ربوبیت کا نمونہ ہیں کیا کم تھیں؟ بلکہ انبیاء و رسل بھیجنے سے ہمارا مقصود توہمات باطلہ کا مٹانا اور حق کا جتلانا ہے۔ اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کیا ہی باطل کو مٹی کے خام برتن سے تشبیہ دی اور حق کو سخت پتھر سے کہ جب اسکو اس برتن پر پھینک ماریں تو فوراً ٹوٹ پھوٹ جائے اسلئے فرماتا ہے کہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں کہ جس سے وہ باطل مٹ جاتا ہے۔

اور اے کفار ولکم الویل مما تصفون تم جو یہ بکر بیان کرتی ہو اس سے تمہارے لئے خرابی ہی یا یہ جملہ انشائیہ بصورت جملہ خبریہ ہی کہ تمہاری ان باتوں پر پھٹکار منجملہ انکی بری باتوں کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اب اسکا ابطال فرماتا ہی ولہ من فی السموات والارض کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہی اللہ کی ملک ہے پھر اسکو بیٹی کی کیا حاجت؟ اور جو بیٹا ہی پھر اسنے کیا پیدا کیا ہے؟ یہ چیزیں تو خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں؟ ومن عندہ اور اسکے پاس جو رہتے ہیں یعنی ملائکہ وہ تو خود رات دن اسکی عبادت کرتے ہیں تھکتے نہیں نہ تکبر کرتے ہیں سو وہ اسکی بیٹیاں کیونکر ہیں؟ ام اتخذوا الہۃ زمین کی چیزوں کو انہوں نے گویا خدا بنا لیا ہے پھر کوئی پوچھے ہم ینشرون کیا وہ کسیکو زندہ کرسکتے ہیں؟ لو کان الخ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوں تو آپس میں جھگڑے سے نہ آسمان رہے نہ زمین پس خدا عرش کا مالک جسکو کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ کیا کرتا ہی ان سب باتوں سے پاک ہی۔ اسکے یہی معنی ہیں کہ خود انہوں نے زمین کی چیزوں سے پتھر پیتل تانبہ سونے چاندی کے

۳۴ آپ ہی بت بنا کر کھڑے کرتے اور پھر ان کو پوجتے ہیں۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ

کیا انہوں نے اسکے سوا اور ہی معبود بنا رکھے ہیں کہدو اپنی دلیل تو پیش کرو۔ یہہ میری ساتھہ والوں کا فہمایش کرنیوالا (قرآن) موجود ہی اور مجھسے پہلوں کی بھی فہمایش موجود ہیں (یعنی توریت و انجیل پر کسی میں بھی معبود نہیں) بلکہ انمیں سے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ

اور اے نبی تجسے پیشتر ہمنے ایسا کوئی بھی رسول نہیں بھیجا کہ جسکی طرف یہہ وحی نہ کی ہو کہ بجز میرے اور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کیا کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے (فرشتوں کو) بیٹیاں بنا لیا ہو وہ پاک ہے۔ بلکہ وہ تو اسکے معزز

مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

بندے ہیں۔ کلام کرنے میں اس سے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسکی حکم پر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ کہ ان کے آگے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے۔ اور وہ شفاعت بھی نہیں کرتے مگر اسکی لیے کہ جس سے وہ خوش ہو گیا اور وہ اسکے

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ۝

جلال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی انمیں سے یہہ کہے کہ اسکے سوا میں خدا ہوں تو اسی پر ہم اسکو جہنم کی سزا دیں گے۔ ظالموں کو ہم اسیطرح سے سزا دیا ہی کرتے ہیں۔

[illegible]

ع

پھر تہدید و توبیخ کے لیے اسی جملہ کو نقل فرماتا ہی ام اتخذوا الخ کہ کیا انہوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں؟ پھر اسبات کو دو طرح سے باطل کرتا ہے (۱) قل ہاتوا برہانکم کہ اپنی کوئی سند یا دلیل پیش کرو اور جب سند نہیں تو محض وہم اور فاسد خیال ہے (۲) ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی کہ اچھا اگر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل اسبات پر نہیں تو نقلی پیش کرو نقلی دلیل کتاب الٰہی سے ہو تو مسلّم ہے ورنہ نہیں اور کتاب الٰہی جو میرے ساتھہ والوں کا یعنی میری اُمت کا ذکر یعنی فہمایش کرنے والی ہی وہ قرآن مجید ہی اور مجھسے پہلے لوگوں کا ذکر توراۃ و انجیل و زبور و صحف انبیاء بھی دنیا میں آچکے ہیں پھر کسی میں تو دکھاؤ کہ اور بھی خدا کے سوا معبود ہیں؟ سعید بن جبیر و قتادہ و سدی کہتے ہیں کہ یہ ذکر من قبلی قرآن مجید کی صفت ہے کہ اس قرآن میں میری اُمت کا اور مجھسے پہلے لوگوں کا ذکر ہے اب اُس سے بڑھکر اور جامع کونسی کتاب ہو گی جو مانوگے؟ فرماتا ہے بل اکثرہم لایعلمون الحق فہم معرضون کہ یہ جو اس سے اعراض کرتے ہیں اسمیں کتاب الٰہی کا قصور نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ اکثر ان میں سے نادان اور جاہل ہیں حق شناس نہیں ہیں اسلئے اعراض کرتے مُنہ موڑتے ہیں۔ اس کتاب کا اور اگلی کتابوں کا تو حال انہیں معلوم ہو گیا رہے بزرگان دین جو انبیاء اور رسول ہیں انہوں نے بھی کبھی دو خدا کی عبادت نہیں بیان کی بلکہ و ما ارسلنا من قبلک الخ اے محمد تجسے پیشتر جسقدر انبیاء ہمنے بھیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی کی تھی کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کیا کرو۔ چنانچہ توریت موجودہ اور اناجیل موجودہ میں بھی یہ بات موجود ہے پھر مسیح کا خدا ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا اسیطرح اور چیزوں یا بزرگوں کا خدائی میں شریک ہونا انکو کہاں سے ثابت ہو گیا؟ عرب میں قبیلۂ خزاعہ کے لوگ فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے انکے قول کو بھی رد فرماتا ہی وقالوا اتخذ الرحمن ولدًا سبحانہ الخ کہ وہ مشرکین کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد جنائی ہے وہ ایسی باتوں سے پاک ہی اور وہ فرشتے کہ جنکو وہ خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اسکے بندے ہاں معزز بندے ہیں۔ مگر اسکے حکم کے ایسے مطیع ہیں کہ (۱) کلام بھی اُس کی اجازت بغیر نہیں کرتے جب وہ کچھہ فرما لیتا ہے تو بولتے جواب دیتے ہیں (۲) وہ اسکے حکم کے پابند ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو انکا ظاہر و باطن معلوم ہے۔ یا یہ معنی کہ خدا تعالیٰ نے جو انکو عزت دی ہے وہ ان کے ابتدا و انتہا سے خوب واقف ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے۔ یا یہ کہ وہ اسکی قدرت و علم کے احاطہ میں ہیں پھر انکی الوہیت کیسی (۳) اور وہ سفارش بھی اسی کی کرتے ہیں کہ جس سے خدا کو راضی پاتے ہیں یعنی کلمہ گو کی۔ اور (۴) وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی بالفرض ان میں سے خدائی کا قائل ہو بھی تو ہم اسکو جہنم میں ڈالدیں ہمارے زیر حکم ہیں پھر بیٹیاں ہونا اور رشتہ داری ہونا کیسا؟ اور انپر کیا موقوف ہے ہم ہر ظالم کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰہُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا

اور کیا منکروں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین باہم جوڑی ہوئے تھے - پھر ہمنے ہی اُنکو جدا جدا کر دیا - اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا - تو پھر کیا اسپر بھی ہمپر ایمان نہیں لاتے - اور زمین پر

فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِہِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِیْہَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّہُمْ یَہْتَدُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَہُمْ عَنْ

ہمنے ہی بوجہل پہاڑ رکھدیئے کہ انکو لیکر ادہر اودہر نہ جہکنے پاتے - اور اس میں ہمنے ہی کشادہ رستے بنادیئے تاکہ لوگ راہ پاویں - اور ہمنے آسمان کو ایک محفوظ چہت بنا دیا - اور وہ ہیں کہ آسمانی نشانیوں سے

اٰیٰتِہَا مُعْرِضُوْنَ ○ وَہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّہَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ○

مُنہ پھیرے ہوئے ہیں - اور وہی تو ہے کہ جسنے رات اور دن اور آفتاب اور چاند کو پیدا کیا جو ہر ایک ایک ایک آسمان میں تیرتا پھرتا ہے -

ترکیب

کل شیٔ مفعول جعلنا حی اسکی صفت من الماء لابتداء الغایۃ ویجوز ان یکون صفۃ لکل تقدم علیہ فصار حالا -

تفسیر

مشرکین کا خیال رد کرکے اب انکے سامنے (جو بہت سی معبودوں کے قائل تھے اور کبھی انکی معزز مخلوق کو اسکا بیٹا یا بیٹیاں کہتے تھے) یہہ چند دلائل بیان فرماتا ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عالم میں یہ تمام صنعت کاری اُسی کی ہے کسی معبود یا بیٹے نے کیا پیدا کیا ہے؟ اور چونکہ یہہ دلائل ایسے بدیہی ہیں کہ جو ادنیٰ غور کرنے سے مدعا ثابت کر دیتے ہیں تو اسلئے اولم یر کرکے خطاب کیا (۱) ان السموات والارض کانتا رتقا الخ رتق بند کرنا بند ہونا فتق بالفتح جدا کرنا کھولنا - اسکے معنی مفسرین نے چند طور پر بیان کئے ہیں لیکن ابن عباسؓ اور حسن اور جمہور مفسرین اسکے یہہ معنی بیان کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا مینہ کا انسے نہ برسنا اور زمین کا بند ہونا نباتات کا پیدا نہ ہونا اور کھلنا آسمان سے بارش برسنا اور زمین کا نباتات اُگھانا - کہ کافر یہہ نہیں دیکھ چکے بلکہ ہر سال صیف و شتا شدید کے وقت جبکہ بارش نہیں ہوتی اور زمین سے کچھہ پیدا نہیں ہوتا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ہی اپنی یدِ قدرت سے کھولتا ہے - بارش برساتا ہے پھر اس سے ہر قسم کا سبزہ اُگھاتا ہے - بعض کہتے ہیں کہ ان آیات میں ابتداء آفرینش عالم کیطرف اشارہ ہے جسکو قرآن مجید میں کئی جگہ بیان فرمایا یہاں اجمالاً بیان کیا جاتا ہے کہ مادہ اثیریہ یعنی ایتھر سب ایک جا جمع تھا آسمانوں اور زمین کا مادہ مجتمع تہا اسمیں سے ہمنے آسمانوں کو جدا کر دیا زمین کو جدا یعنی اسمیں سے کسیقدر سے آسمان بنا دیئے کسیقدر سے زمین پھر زمین کی مخلوقات حیوانات نباتات کو زندہ کیا کل شیٔ سے یہی چیزیں مراد ہیں نباتات میں بھی ایک قسم کی حیات ہے اگر غور کرو تو جمادات کا انعقاد بھی پانی سے ہوا ہے اور انکی صورت نوعیہ کا قیام انکی حیات ہے اسلیئے اسکے بعد میں فرماتا ہے (۲) وجعلنا من الماء کل شیٔ حی - صاحب کشاف کہتے ہیں کہ جعلنا یا تو ایک مفعول کی طرف متعدی قرار دیا جاوے یا دو کیطرف پہلی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ہمنے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا جیسا کہ اور جگہہ فرماتا ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء یا تو نطفہ سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جو ایک قسم کا پانی ہے یا انکو پانی کیطرف اشد ضرورت ہے اسلیئے انکی حیات کو پانی کیطرف منسوب کیا جیسا کہ آیا ہے خلق الانسان من عجل انسان میں جلدی ہونیکو جلدی سے پیدا ہونیکے ساتھہ تعبیر کیا یہ ایک محاورہ عرب ہے - دوسری صورت میں یہہ معنی ہونگے صیرنا کل شیٔ حی بسبب الماء کہ ہر جاندار کو پانی سے زندہ کیا من الماء مفعول ثانی کل شیٔ موصوف حی صفت مجموعہ مفعول اول - مفعول ثانی کا مقدم کرنا اہتمام شان کیوجہ سے ہوگا - اور بعض روایات میں حیا بالنصب بھی آیا ہے یا تو اسکو اسصورت میں کل کی صفت قرار دیں گے کہ ہر کل شیٔ جو حی ہے اسکو پانی سے پیدا کیا - یا یہ مفعول ثانی ہوگا تب یہ معنی ہونگے کہ ہر ایک شیٔ کو پانی سے زندہ کیا - اس صورت میں ہر شیٔ سے مراد حیوان یا نباتات ہونگے قرائن سے یہ عام خاص کیا جاوے گا -

سوال - بہت سے جاندار ہیں جو پانی سے پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں یا فرشتے اور خود حضرت آدمؑ جنکی نسبت آیا ہے خلقہ من تراب اور وہ جانور جنکو کہ حضرت مسیح علیہ السلام گارے کا بنا کر اسمیں کچھہ پہونکتے تھے کہ وہ اُڑ جاتا تھا پھر سب جانداروں کا پانی سے پیدا ہونا نہ پایا گیا - **جواب** - لفظ گرچہ عام ہے مگر قرینہ مخصص موجود ہے

ف
اولم یر بمعنی
اولم یعلموا
اولم تروا الی
کانتا الضمیر
السماء والارض
بجنس ابہما
بلحاظ ا
لم یقل کن
الرتق السد
خلاف الفتق یقال
رتقتہ فارتتق
الفتق الشق
فتقتہ فانفتق
ای کانتا شیٔا
کانتا ملتصقتین
وقال رتقا
ولم یقل رتقین
لانہ مصدر
۱۲ منہ

کس لئے کہ اللہ تعالیٰ اولم یر سے وہ چیزیں بیان کرتا ہے جو ان کے دیکھنے میں آتی ہیں اور یہ چیزیں انہوں نے کب دیکھی ہیں۔ پس یہ اسمیں شامل نہیں۔ یا بیان اکثر یہ ہے جسکو محاورہ عرب میں کلیہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور عرف عام کا یہی کلیہ ہے (۳) وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم ای لئلا تمید لام و لا عدم التباس کیوجہ سے حذف کیا گیا۔ راسیہ زمین میں گڑی ہوئی چیز جس کی جمع رواسی ہے مراد پہاڑ یعنی کرہ زمین میں پہاڑوں کی وجہ سے یا خود اسکی ذات میں ثقل اور بوجھل ہونا کر دیا جو ڈگمگاتی نہیں اگر یہ بھی ہوا یا پانی کیطرح خفیف و سبک ہوتی ہلتی جلتی تب اسپر کوئی مکان رہتا نہ تمکین یہ بھی بڑا انعام الٰہی ہے۔ (۴) وجعلنا فیہا فجاجا سبلا لعلہم یہتدون کہ زمین میں تمہارے راہ پانے کے لئے کشادہ رستے رکھے اگر سخت ناہموار دشوار گزار زمین ہوتی جیساکہ بعض جبال ہوتی ہیں تو یہی دنیا اس لطف کیساتھ نہ بستی۔ الفج الطریق الواسع لعلہم یہتدون میں ایک لطیف اشارہ اسطرف بھی ہے کہ کاش یہ گمراہ ان کشادہ رستوں کو نعمت سمجھیں اور راہ ہدایت پر آویں (۵) وجعلنا السماء سقفا محفوظا آسمان کو چھت زمین سے فوقیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ اب رہا اسکا محفوظ ہونا سو وہ کئی وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ وہ گرنے اور پرانا ہونے سے محفوظ ہے اور گھروں کی چھتوں کی مانند وہ نہیں کقولہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ۔ دوم یہ کہ شیاطین سے محفوظ ہے شیاطین کو وہاں تک رسائی نہیں کما قال وحفظنٰہا من کل شیطان رجیم۔ زمین گویا فرش اور آسمان اسکی چھت ہے اور یہ ایک عمدہ گھر ہے جسکی روشنی کی قندیلیں آفتاب و ماہتاب ہیں اور اسیطرح سیارے بھی جنکا آگے ذکر فرماتا ہے۔ پھر یہ تمام مخلوق جو اسکے گھر میں اسکی نعمت کھا پی رہی ہے اور یہ گھر اور اسکی نعمتیں جو روز اپنے مہمانوں کو کھلاتا ہے بجز اسکے اور کسنے پیدا کیں ہیں؟ پھر اس آسمان کی رفتار اور اسکے ستاروں کی گردش اور ان سے صدہا انقلابات خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جو اسکے جبروت و سطوت پر دلالت کر رہی ہیں لیکن کفار ان میں غور نہیں کرتے وہم عن آیاتہا معرضون۔

فی الحقیقت اگر انسان تھوڑی دیر بھی ان عجائب قدرت میں غور کرے کہ جو اسنے آسمانوں میں رکھی ہیں تو صاف معلوم ہو جاوے کہ اس پردہ زنگاری میں کوئی ہے جو یہ کارپردازی کر رہا ہے (۶) وہو الذی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون اس آیت میں ان چند نشانیوں کا ذکر کرتا ہے کہ جنسے وہ اعراض کرتے ہیں رات دن کا یہ تعاقب آنا علاوہ ان بیشمار فوائد کے جو انسان اور دیگر مخلوق کے لئے ہیں جیساکہ رات میں سونا آرام کرنا دن میں روزی تلاش کرنا کاربار کرنا پھلوں پھولوں کا نمودار ہونا اسکی قدرت کی بھی ایک دلیل واضح ہے پھر آفتاب کے مختلف حرکات اور مختلف طور پر طلوع وغروب کرنے میں رات دن کے پیدا ہونے کے سوا ہزاروں فوائد ہیں اور یہ گویا اس دنیا کے گھر کا چراغ ہے اسیطرح ماہتاب کے حرکات اور مختلف طور پر طلوع وغروب بھی ان فوائد کی تکمیل ہے اور یہی حال دیگر ستاروں کا ہے۔ یہ رات کا چراغ ہے۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان کی طرف غور کرکے دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا میں یہ دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ ان کی اس چال کو تیرنے کے ساتھ بطور تشبیہ یا استعارہ کے بیان کیا۔

ف حکماء قدیم کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ سات آسمان ہیں اور آفتاب چوتھے آسمان میں ہے اور ماہتاب پہلے میں اور نیز انکے حرکات فلک کی حرکات کے ساتھ ہیں پھر تدویر اور اس فلک کی وجہ سے کہ جسمیں یہ تدویر ہے اور نیز فلک الافلاک کی وجہ سے مختلف حرکات پیدا کرتے ہیں (اگر یہ حرکات مختلفہ نہ ہوتے تو کہیں ہمیشہ جاڑا رہتا کہیں سخت گرمی کہیں رطوبت کہیں سخت یبوست نظام عالم میں خلل واقع ہو جاتا) انکے نزدیک تو معنی ظاہر ہیں اور جمہور اہل اسلام بھی ان آیات و دیگر آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر حکماء کا ایک فریق کہتا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کسی فلک میں جڑے ہوئے نہیں اپنے اپنے مدار پر بذات خود حرکت کرتے ہیں اور افلاک کوئی جسم دار چیز نہیں ہاں یہ جو نظر میں ایک نیلا گنبد سا نظر آتا ہے یہی عرف عام میں فلک گنا جاتا ہے خدا کی پاک کتابوں میں ایسے امور کی حقیقت سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کیا ہے وہاں تو عرف عام کے لحاظ سے کلام ہوا کرتا ہے پس اس تقدیر پر ہر ایک کا ایک فلک میں تیرنا حرکت کرنا بجز اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتا کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جاوے جیساکہ ضحاک کا قول ہے۔

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افائن مت فهم الخلدون ○ كل نفس ذائقة الموت ونبلوكم بالشر والخير فتنة واليناً

اور اے نبی تم سے پہلے بھی کسی آدمی کے لئے ہم نے ہمیشگی نہیں رکھی۔ تو پھر کیا تم مرجاؤ گے تو وہ ہمیشہ زندہ رہینگے؟ ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہی اور ہم تمکو بری حالت اور بھلی حالت میں بطور امتحان آزمایش کرتے ہیں اور تم ہمارے ہی پاس تو

ترجعون ○ واذا راك الذين كفروا ان يتخذونك الا هزوا اهذا الذي يذكر الهتكم وهم بذكر الرحمن هم كفرون ○

پھر آؤ ہی گے۔ اور اے نبی جب تمکو کافر دیکھتے ہیں تو بس تم سے ہنسی کرنے لگتے ہیں۔ کہ کیا یہ وہی ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے حالانکہ وہ رحمن کے ذکر سے منکر ہیں

خلق الانسان من عجل ساوريكم ايتي فلا تستعجلون ○ ويقولون متى هذا الوعد ان كنتم صدقين ○ لو يعلم الذين

آدمی جلد باز بنایا گیا ہے (ذرا ٹھہرو) میں تمکو اپنی نشانیاں ابھی دکھائے دیتا ہوں سو جلدی مت کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ بتاؤ وہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ کاش منکروں کو وہ وقت معلوم ہو جاوے

كفروا حين لا يكفون عن وجوههم النار ولا عن ظهورهم ولا هم ينصرون ○ بل تاتيهم بغتة فتبهتهم فلا يستطيعون

کہ جب وہ نہ اپنے مونہوں سے آگ دور کر سکینگے نہ اپنی پشت سے اور نہ انکی مدد کیجائیگی۔ بلکہ وہ گھڑی انپر یکایک آجاوی گی پھر تو وہ ان کو بدحواس کر دیگی پھر نہ تو اسکو

ردها ولا هم ينظرون ○ ولقد استهزئ برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منهم ما كانوا به يستهزءون ○

ٹال سکیں گے اور نہ انکو مہلت ملیگی۔ اور اے نبی تم سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا ہے۔ پھر جس عذاب کی بابت وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر آپڑا۔

ع ۳ ۱۲ [illegible]

فتنۃ مفعول لہ یا موضع حال میں اے فاتنین یا مفعول مطلق اے نفتنکم بہا فتنۃ۔ الا ہزوا مفعول ثانی۔ من عجل موضع نصب میں خلق سے علی المجاز جیسا کہ خلق من طین۔ اور حال بھی ہو سکتا ہے اے عجلا وجواب لو محذوف وحین مفعول بہ ہے نہ ظرف۔ بغتۃ مصدر موضع حال میں۔

آفتاب و ماہتاب اور دیگر دار دنیا کے ارکان بیان فرما کر کہ جن میں غور کرنے سے اس گھر کے بنانے والے کا وجود ثابت ہوتا تھا یہ بات بیان فرماتا ہے کہ کسیکو سدا اس گھر میں رہنا نہیں اے محمد تم سے پہلے کوئی ہمیشہ رہنے والا نہیں بنایا نہ تمکو ہمیشگی ہے اور نہ تمہارے بعد ہمیشہ یہ رہیں گے جو تمہارے مرنے کی آرزو کرتے ہیں۔ وماجعلنا الخ اس دنیا میں امتحان کے لئے تم آئے ہو تاکہ تم نیکی کرکے دار آخرت کی خوبیوں کے مستحق بنو اور ہمارے پاس ہر ایک کو ضرور آنا ہے پھر ہر ایک کو نیکی بدی کا بدلہ ملنا ہے واذا راک الخ مگر اب ان دار آخرت سے غافلوں اور دار دنیا کے مفتونوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اسکے کہ دار آخرت کے ہادی کا اتباع کرتے اس سے ہر وقت تمسخر اور ٹھٹھا کر کے کہتے ہیں کہ کیا یہی تمہارے بتوں کو برائی سے یاد کرتا ہی؟ یعنی انکی خدائی باطل کرتا ہی انکو بے اختیار عاجز کہتا ہے مقاتل و سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی وہ زیادہ تر ٹھٹھا کیا کرتا تھا اسمیں اسکی طرف اشارہ ہی۔ فرماتا ہی کہ بتوں کے اور اپنے فرضی معبودوں کے ذکر سے تو ایسا خفا ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے ذکر یعنی اُسکے اوصاف حمیدہ وحدہ لاشریک لہ اور قادر مطلق ہونے وغیرہ کے منکر ہیں ایسا برتاوا کرتے ہیں جس سے اسکے ان اوصاف کا انکار لازم آتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حقیقی معبود کے مقابلہ میں فرضی معبودوں کی یہ قدر و منزلت؟ پھر دار آخرت اور حیات جاودانی کیونکر نصیب ہوگی؟

خلق الانسان من عجل ای خلق عجولا وذلک علی المبالغۃ۔ یعنی دار آخرت کا ہادی جو انکو بری باتوں سے جو پیش آنیوالی ہیں روکتا ہی تو اپنی جلد بازی سے کہتے ہیں کہ متی ہذا الوعد وہ وعدہ کب پورا ہوگا اور جلد ہم پر کیوں عذاب نہیں آچکتا فرماتا ہی ساوریکم آیاتی کہ ابھی میری آیتوں کا یعنی ان باتوں کا کہ جنکا وعدہ کیا گیا ہی زندگی میں اور مرنے کے بعد ظہور ہو جاتا ہی جلدی نکرو پھر فرماتا ہی کہ یہ جلد بازی اسلئے ہے کہ انکو اسکا یقین نہیں اور اگر انکو وہ وقت معلوم ہو جاوی کہ جب جہنم میں ہر طرف سی آگ انکو گھیریگی کبھی اس کی جلدی نکرتے۔ پھر فرماتا ہے کہ ان آیات میں سے ایک قیامت ہی کہ جو فوراً آجاویگی مہلت نہ لینے دیگی۔

پھر آپکو (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تسلی دیتا ہی کہ یہ تمسخر کوئی نئی بات نہیں کفار ہمیشہ انبیا سی تمسخر کرتے چلے آئے ہیں جسکا انجام یہ ہوا کہ وہ وبال عذاب جسکی بابت وہ تمسخر کرتے تھے انہیں پر الٹ پڑا۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

اے نبی ان سے پوچھو کہ رات اور دن میں اللہ کے عذاب سے تمہاری کون محافظت کیا کرتا ہے (کوئی بھی نہیں بس انکو ڈرنا چاہئے ڈر ماتو کہا) بلکہ وہ تو خدا کے ذکر سے بھی مونہہ موڑے ہوئے ہیں - پھر کیا ہمارے سوا انکے معبود انکو بچا رکھتے ہیں

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ○ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

وہ تو خود (وقت پر) اپنی بھی مدد نکر سکینگے اور نہ انکی ہماری طرف سے حفاظت کیجاویگی (وہ معبود کسیکو کیا دیسکتے ہیں) بلکہ ہمنے انکو اور انکے باپ دادا کو رسایا بسایا یہانتک کہ ان پر زمانہ دراز گزر گیا (اسلئے اس رحمت کو رحمت خداداد نہیں

مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ○

سمجھتے) پھر کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے لیکر دباتے چلے آتے ہیں پھر کیا یہی غالب ہیں؟ کہہ میں تو تمکو صرف وحی سے ڈر سناتا ہوں (اگر تم سمجھو) اور بہرے جب کسی چیز سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ (اسپر) پکارنا ہی نہیں سنتے ڈرنا تو کجا

ترکیب

من استفہامیہ مبتدا یکلؤکم اسکی خبر من الرحمن اے من باسہ موضع نصب میں یکلؤ سے ام استفہام انکاری لایستطیعون جملہ مستانفہ یصحبون مازنی کہتا ہے یہ اصحبت الرجل اذا منعتہ سے ہے نہ صحبت سے بعض کہتے ہیں صحبت اس جگہ بمعنی نصرت و معونت ہے ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ آخرت میں انپر ہر طرف سے عذاب محیط ہوگا آگے سے اور پیچھے سے یہ اسکو دفع نکرسکیں گے اب فرماتا ہے آخرت تو آخرت اگر دنیا ہی میں انپر رات دن میں کوئی بلا نازل ہوجاوے یہ اسکو کب روک سکتے ہیں پس اس دار دنیا میں جیسی ان رات دن کی صدہا مصائب سے بجز رحمان کے اور کوئی انکو محفوظ نہیں رکھ سکتا یہ بات انسے پوچھ دیکھو خود انکو بھی اسکا اقرار ہے ۔ لفظ رحمان میں اشارہ ہے کہ یہ محافظت محض اسکی رحمت کا مقتضے ہے ورنہ تمہارے اعمال تو ایسے نہیں ۔ یہ جملہ گویا اگلے کلام کے لئے تمہید بھی ہے کہ انکے معبودوں میں سے ایسا کوئی ہے جو انکو ہماری بلا سے محفوظ رکھ سکے؟ پھر فرماتا ہے کہ وہ تو خود اپنی بھی حفاظت نہیں کرسکتے ۔ وہ یہ سمجھ جان بوجھ کر جو ہمارے سوا اوروں کو پوجتے ہیں گویا عمداً ہم سے اور ہماری یاد سے منہ پھیرتے ہیں کما قال بل ہم عن ذکر الرحمن معرضون ۔ اب انکی اس بے اعتنائی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ بل متعنا ہؤلاء و آباء ہم الخ انکا یہ اعراض و تمرد کچھ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ہمنے اس دار دنیا میں کہ جسکا فرش زمین اور جسکی چھت آسمان اور جسکی قندیلیں چاند اور سورج ہیں انکو پشت در پشت اپنے کرم و فضل سے طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں کہ جنکو یہ برتتے برتتے یہ سمجھنے لگے کہ یہ سب ہماری ہی کوشش کا نتیجہ ہے اور سدا سے ہے اور ہمیشہ ہم یوں ہی کامیاب رہیں گے الغرض ہماری نعمتیں کھا کھا کر مست و مغرور ہوگئے سو انکا یہ خیال غلط ہے وہ ہماری نافرمانی کرکے کبھی بحال نہ رہیں گے ہم انکو مٹا ڈالیں گے اور اپنے پاکباز بندوں کو غالب کرینگے افلا یرون انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا سے یہ ہی مراد ہے کہ وہ منکرین متمردین جو عذاب کے لئے جلدی کررہے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ زمین یعنی ملک عرب کو اسکے کناروں سے لیکر کم کرتے چلے آتے ہیں کہ مکہ کے اردگرد دور تک بڑے بڑے سرکش مرتے جاتے ہیں اور اسلام پھیلتا چلا آتا ہے کفر کی زمین گھٹتی چلی جاتی ہے اسلام پھیلتا جاتا ہے ۔ ابن عباسؓ و مقاتل و کلبی کہتے ہیں ننقصہا سے مراد اسلام کے لئے شہروں کا فتح ہونا عکرمہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے مرنے سے بستیوں کا برباد ہونا ۔ اول قول قوی ہے مگر ایک شبہہ ہوتا ہے کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور جہاد ہجرت کے بعد فرض ہوا تھا پھر زمین کفر کے کم کرنیکے اسوقت میں کیا معنی؟ سیوطیؒ نے اتقان میں کہا ہے کہ یہ آیات مدنیہ ہیں تب شبہہ نہیں رہا ۔ فقیر کہتا ہے کہ اگر آیات مکیہ بھی ہوں تو کچھ شبہ نہیں کس لئے کہ آنحضرت صلعم جب مکہ میں تھے ہجرت سے ذرا پیشتر مدینہ اور اسکے نواح میں اسلام پھیل گیا تھا اسی طرح حبشہ میں اور دیگر قبائل عرب میں بھی ۔ اسکے بعد فرماتا ہے کہ ان سے کہدو یہ جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں اپنی گھر سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو تمہارا منعم حقیقی ہے مگر جو لوگ بہرے ہوگئے انکے کانوں میں حق باتوں کی رسائی نہیں وہ اس خوف آمیز پیغام کو سنتے ہی نہیں ۔ وہ در اصل بہرے نہیں ہوگئے تھے بلکہ اس قوت شنوائی کو عمداً حق بات سننے میں صرف نہیں کرتے تھے گویا انہوں نے اس قوت سے جب اسکا اصلی کام نہ لیا تو کھو ہی دیا اس لئے بطور استعارہ کے انکو بہرا کہا گیا اور اسیطرح جس قوت خداداد کو کوئی اسکے موقعہ پر استعمال نہیں کرتا تو اسکو اس قوت کا گم کردینے والا سمجھنا اور اسکو اس فاقدۃ القوت سے تعبیر کرنا عام محاورہ ہے اسلئے ان کو گونگا اندھا کہا جاتا ہے ۔

ف یعنی کوئی بڑی کی کفار مکہ نہیں دیکھتے کہ ارض یعنی زمین عرب کو چاروں طرف سے کم کرتے چلے آتے ہیں یعنی فتح ہوتی چلی آتی ہے چنانچہ دیکھو یہی واقعہ ہی ہوا ۔ یہ آیت مکے میں نازل ہوئی جس وقت کچھ تھوڑا علاقہ اسلام میں نہیں ہوا تھا پھر جلد فتح ہوتا گیا بعض اسکو ہوا کی کچھ اور بھی تفسیر کرتے ہیں ۱۲

ف الکلاءۃ الحراسۃ والحفظ یقال کلاہ اللہ کلاءۃ ای حفظہ وقری یکلوکم بفتح اللام وترک الہمزۃ یصحبون قال ابن قتیبۃ ای لا یجیرہم منا احد لان المجیر صاحب الجار والعرب تقول صحبک اللہ ای حفظک ۱۲ منہ

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا

اور اگر انکو تمہارے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی لگ جاوے تو کہنے لگیں کہ ہائے خرابی بیشک ہمیں ظالم تھے اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کرینگے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جاویگا

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ

اور اگر رائی کے دانے برابر بھی کسیکا عمل ہوگا تو اسکو بھی ہم لا موجود کرینگے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے بس ہیں۔ اور البتہ ہمنے موسی اور ہارون کو حق و باطل میں فیصلہ کرنیوالی اور روشنی دینے والی اور پرہیزگاروں کیلئے نصیحت

الربع

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

کتاب دی تھی ان پرہیزگاروں کیلئے جو اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی وہ خوف کرتے ہیں اور یہ قرآن بھی ایک مبارک پندنامہ ہے جسکو ہمنے نازل کیا ہے پھر کیا تم اسکے بھی منکر ہو۔

ترکیب

و لئن شرط من عذاب ربک نفحۃ کی صفت۔ واصل النفح من الریح اللینۃ والمعنی ولئن مستہم شیء قلیل من عذاب اللہ لیقولن جواب الموازین جمع میزان موصوف القسط گو مفرد ہے مگر مصدر ہے جو جمع کی صفت ہو سکتا ہے یا بہ تقدیر و ذات القسط تب بھی الموازین کی صفت ہو سکتا ہے مثقال منصوب خبر کان ہو کر اے وان کان العمل وزن مثقال۔ ثقل بمعنی بوجھ سے مشتق ہے جسکے معنی وزن ہیں من خردل صفۃ ہے حبۃ یا مثقال کی۔ کفی بنا کی ترکیب گزر چکی۔

تفسیر

ف اگر انکو عذاب الٰہی کی کچھ ہوا بھی چھو جاوے ذرا بھی عذاب نازل ہو جاوے تو یہ بہرہ پن سب جاتا رہے اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کرنے لگیں۔ اور خیر یہ تو دنیا کا معاملہ ہے مگر آخرت میں تو وہ اپنے اعمال کے بدلے سے ہرگز بچ ہی نہ سکینگے کیونکہ ونضع الموازین الخ وہاں اعمال کی ترازویں ہم قائم کرینگے ہر ایک کے لئے ایک ترازو ہوگی اور ترازو بھی کیسی عدل و انصاف کی کسی پر کچھ ظلم نہوگا کہ اسکے نیک اعمال کو دبا لیا جاوے اور ناکردہ عمل اسپر لگا دئے جاویں بلکہ وان کان مثقال الخ اگر رائی کے دانہ برابر بھی کسیکا عمل ہوگا وہ بھی لایا جاویگا اور ہم خود حساب لیں گے۔ مجاہد کہتے ہیں اور ضحاک و قتادہ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ بطور تشبیہ کے ہے نہ یہ کہ حقیقت میں ترازو عمل تولنے کو کھڑی ہونگی بلکہ مراد یہ ہے حساب انصاف کے ساتھ لیا جائیگا کیونکہ دنیا میں محسوسات کا صحیح اندازہ اور انصاف و عدل کا وزن ترازو یا پیمانہ سے ہوتا ہے اسلئے قیامت میں اعمال کے موازنہ کو اسکے ساتھ تعبیر کیا ابن جریر نے ابن عباس سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے، مگر ائمہ سلف فرماتے ہیں کہ جبتک لفظ کے حقیقی معنی بن سکتے ہوں مجاز کی کیا حاجت ہے پس اگر قیامت میں اعمال تولنے کی ترازو قائم ہو تو کیا بعید ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ وہ ترازو دنیا کی ترازوں کی طرح سے نہوگی بلکہ اعمال تولنے کے مناسب خواہ اعمال کو کسی شکل میں محسوس کرکے تولا جاوے یا کوئی اور طریق ہو جو خاص اس علام الغیوب کو معلوم ہے اور یہ اسلئے کہ میدان حشر میں سب کو اعمال کا اندازہ معلوم ہو جاوے خدا تعالیٰ پر ظلم کی تہمت نہ کوئی لگا دے اور بہت سے صحیح احادیث سے کہ جنکو صحیحین میں شیخین نے بھی روایت کیا ہے اس قول سلف کی تائید ہوتی ہے

سوال یہ آیت اس آیت کے مخالف اور صریح نقیض ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا **جواب** اس آیت میں وزن نہ قائم کرنے سے مراد انکے اعمال کی بے قدری مراد ہے پہلے فرمایا تھا کہ قل انما انذرکم بالوحی اب اس بیان کو تمام کرکے جو دار آخرت معاد سے متعلق تھا مسئلہ نبوت کو ثابت کرنیکے لئے چند اولوا العزم انبیاء کے تذکرے بیان فرماتا ہے تاکہ آنحضرت صلعم کی تائید ہو اور مخالفوں کو اطمینان ہو کہ یہ الہام و نبوت کا سلسلہ دنیا میں ہمنے آج محمد سے پہلے بہت سے جاری کر رکھا ہے موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کو بھی ہمنے کتاب یعنی توراۃ دی تھی جو فیصلہ کرنیوالی اور نور یعنی منور اور پرہیزگاروں کے لئے سمجھ کی چیز تھی۔ یعنی خدا ترسوں کے لئے۔ باوجود اسکے انکی امت نے انسے کیا کیا اور اسیطرح یہ قرآن بھی سمجھانیکی مبارک کتاب ہے پھر کیا اے لوگو تم اسکے بھی منکر ہو مگر کتاب تو موسیٰ ہی کو دی تھی مگر نبوت اور اسکی ترویج و شہرت میں ہارون علیہ السلام بھی شریک تھے اسلئے انکو بھی شامل کر لیا جسطرح کبھی امت کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ○ قَالُوْا وَجَدْنَا

اور ہمنے ابراہیم کو اول ہی سے عقل سلیم عطا کی تہی اور ہم انکی صلاحیت سے واقف تھے۔ جبکہ اسنے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیں کہ جنپر تم جمے بیٹھے ہو کیا چیزیں ہیں انہوں نے کہا کہ ہمنے اپنے باپ

اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ○ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ

دادا کو انہیں کی عبادت کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم نے کہا البتہ تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو دل لگی کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا

رب تو آسمان اور زمین کا رب ہے کہ جسنے ان چیزوں کو بنایا ہے۔ اور میں اسکا گواہ ہوں (آہستہ سے یہ بھی کہا) کہ بخدا تمہارے گئے بعد میں تمہارے بتوں سے چال ہی کرکے رہوں گا سو ابراہیم نے بڑے بت کے سوا

اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ○ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ○

سب کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (اور اسکو سلامت رہنے دیا) کہ وہ اسکی طرف رجوع کریں (جب وہ پھر کر آئے اور یہ حال دیکھا) تو کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کسنے کیا۔ وہ بڑا ہی ظالم ہے۔ بعضے کہنے لگے ہمنے ایک جوان انکی ہجو کرتے

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ○ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ قَالَ

سنا ہے کہ جسکو ابراہیم کہا کرتے ہیں (وہ بولے) پھر تو اسکو سب کے سامنے لاؤ تاکہ وہ بھی دیکھیں (پھر مجلس میں ابراہیم) سے پوچھا کہ اے ابراہیم کیا یہ حرکت ہمارے بتوں سے تونے کی ہے ابراہیم نے کہا

بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى

بلکہ یہ تو انکے اس بڑے نے کی ہے اگر وہ بول سکتے ہوں تو ان سے پوچھ دیکھو پھر وہ اپنے دل میں نادم ہو کر کہنے لگے کہ بیشک سراسر تمہیں ناحق پر ہو پھر انہوں نے سر

رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ○ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ○ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ

نیچا[له] کرکے کہا کہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ بولا نہیں کرتے ابراہیم نے کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کو پوجا کرتے ہو کہ جو نہ تمہیں کچھ نفع دیسکے اور نہ کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے تف ہے تمپر اور تمہارے ان معبودوں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

کہ جنکو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو پہر کیا تمکو کچھ بھی عقل نہیں

یہ دوسرا قصہ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس میں حضرت کا ابتداء عمر میں موحد ہونا اور اپنی قوم سے بت پرستی کی تحقیر کرنا اور جب وہ عید میں باہر گئے تھے بعد میں انکے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالنا اور بڑے کا باقی رکھنا اس الزام دینے کے لئے کہ انسے پوچھو پھر بت پرستوں کا اس بات سے ناراض ہوکر حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنا اور رحمت الٰہی سے جو ہمیشہ اسکے پاکباز بندوں کے ساتھ رہتی ہے آگ کا سرد اور باغ ہو جانا مذکور ہے اسمیں عرب کے مشرکین کی طرف تعریض بھی ہے کہ تم کیسے ابراہیم کے فرزند ہو اسنے تو بت پرستی کو یوں مٹایا اور تم آج خود بت پرستی میں مشغول ہو۔ اگر باپ دادا ہی کی تقلید کرتے ہو تو اپنے جد امجد ابراہیم کی تقلید کرو ۔

ولقد اٰتینا ابراہیم رشدہ من قبل رشد سے مراد نبوت جس پر جملہ کنا بہ عالمین دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نبوت کے ساتھ اسکو مخصوص کیا کرتا ہے کہ جس کو جان لیتا ہے کہ یہ اس عہدہ کو بامانت و حفاظت سرانجام دیگا اور انجام دہی کے قابل ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد نور ہدایت و باطنی روشنی ہے جسمیں نبوت بھی آگئی۔ من قبل سے مراد یہ کہ موسیٰ سے پیشتر بعض کہتے ہیں لڑکپن کا زمانہ جبکہ حضرت ابراہیم غار یا تہ خانہ میں پوشیدہ تھے جب ہی سے آثار رشد انمیں نمایاں تھے کیوں نہو ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ تماثیل جمع تمثال آدمی یا دیگر حیوان یا کسی اور چیز کی صورت جسم دار خواہ پیتل کی ہو خواہ لوہے پتھر لکڑی کی ہو جسکو ہندی میں مورت کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل یا اہواز کے باشندے تھے۔ اس عہد میں صابیوں کا مذہب مروج تھا جو ستاروں اور

له یعنے شرمندہ ہوکر کہا ۱۲ منہ

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

(جلکر) کہنے لگے کہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہی تو ابراہیم کو جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (جب ابراہیم کو آگ میں ڈالدیا تو) ہمنے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہوجا۔ اور اُنہوں نے تو ابراہیم سے برا کرنا چاہا تہا پر ہمنے خود انہیں کو

الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا

زیانکار کردیا۔ اور ہم ابراہیم اور لوط کو بچاکر اس سرزمین کی طرف لے آئے کہ جسمیں ہمنے جہان کے لئے برکت رکھی ہی۔ اور ہمنے اسکو اسحاق اور یعقوب انعام میں عطا کیا اور ہر ایک کو ہمنے نیکبخت کیا تھا۔

صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ

اور اُنکو پیشوا بنایا تہا کہ ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہمنے انکو اچھے کام کرنے اور نماز قایم رکھنے اور زکوة دینے کا حکم دیا تہا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے اور لوط کو ہمنے

حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ع ۵

حکمت و علم عطا کیا اور ہم اسکو اُس بستی سے جو گندے کام کیا کرتی تہی صحیح و سلامت نکال لے آئے کیونکہ وہ لوگ بری قوم (اور) بدکار تھے اور اُسکو ہمنے اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نیکبختوں میں سے تھا۔

[illegible]

دیگر پیکر نورانی کی پرستش کیا کرتے تھے اور انکے مناسب انکی مورتیں بناکر انکی پرستش کیا کرتے تھے خاص بابل میں اُنکا ایک بڑا عالیشان مندر تھا جس کی بلندی اور دیگر عمارات کا حال سنکر حیرت ہوتی ہی حضرت ابراہیم لڑکپن سے ہونہار اور ابتک موحد قوم کے پیش رو ہونیوالے علم الٰہی میں مقرر ہوچکے تھے انکو اس بت پرستی سے نفرت ہوئی باپ اور دیگر اقارب سے اِس امر میں مناظرے شروع ہونے لگے پہلے ستاروں کے طلوع و غروب سے انکی الوہیت باطل کرکے قوم کو الزام دیا پھر کہہ اُٹھے کہ میں تمہارے معبودوں کو بھی ٹھیک کرونگا چنانچہ جب سب لوگ شہر سے باہر اپنی عید کے لئے گئے جو انکے معبودوں کی پرستش میں ایک سالانہ بڑا بھاری جشن ہوا کرتا تھا ابراہیم مرض کا عذر کرکے پیچھے رہ گئے انکی بتخانہ میں جاکر انکے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا معلوم ہوتا ہی کہ جس طرح ہنود کے ہاں چھوٹی چھوٹی مورتیں ہوتی ہیں انکے ہاں بھی ویسی ہونگی اور ایک مورت کو جو سب میں بڑی تہی رہنے دیا جب وہ لوگ واپس آئے یہ حال دیکھا تو بڑی طیش میں آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم کا کام ہی کیونکہ کسی نے کہا کہ آج قوم میں وہی انکی اہانت کیا کرتا ہی پھر اسکے سوا اور کون ایسا کرسکتا ہی پھر حضرت ابراہیم کو مجلس قومی کے سامنے حاضر کیا گیا اور ان سے سوال کیا کہ یہ کام کس ظالم نے کیا؟ فرمایا کہ تمہارے معبود ہیں انمیں ہر قسم کی قدرت ہی خود ان سے دریافت کرلو الزام دینا مقصود تھا کہ یہ کیسے معبود ہیں کہ جنکو کسی نے توڑ ڈالا یہ کچھ نہ کرسکے اور نیز اب بیان بھی نہیں کرسکتے انمیں باہم لڑائی ہوئی ہوگی بڑے نے چھوٹوں کو مار ڈالا اسپر اور بھی وہ نادم اور خجل ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دیں کیونکہ اُن وحشی قوموں میں سخت جرم کی ایسی ایسی وحشیانہ سزائیں تہیں آگ میں ڈالا اللہ تعالیٰ نے آگ کو ابراہیم پر سرد اور راحت کردیا سلامت اُسمیں سے نکل آئے تب تو اور بھی لوگوں کو حیرت ہوئی اور انکے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ایمان لے آئے۔ ہاران حضرت ابراہیم کا حقیقی بہائی تھا لوط اُسکے بیٹے تھے ہاران اپنے باپ تارہ کے روبرو جسکو آذر بھی کہتے ہیں وطن ہی میں مرگیا تھا

ابراہیم خداوند کے کہنے کے موافق روانہ ہوا اور لوط بھی اسکے ساتھ چلا اور یہ ملک شام میں آیا کہ جس میں خدا نے پھلوں پھولوں اور انہار و اثمار و شادابی کی وجہ سے دنیا کے لئے برکت رکھی ہی اس ملک میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بہت برومند کیا اسحق بیٹا پیدا ہوا اور پھر اسحق سے یعقوب نفع میں کیونکہ التجا بیٹے کے لئے تھی خدا نے پوتا بھی دیا اور پھر انکی نسل میں سے انبیاء اور برگزیدہ لوگ پیدا کئے یہ نتیجہ ہی دنیا میں خدا پرستی کا۔

۲ [illegible]

اور لوط کو جبل مردار کے پاس رہنے کا حکم ہوا وہاں انکی بستیاں سدوم و عامورہ وغیرہ کے بڑے ناپاک لوگ اغلامی تھے اُنپر خدا کا قہر نازل ہوا لوط کو خدا نے وہاں سے سلامت نکالا

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم کا اپنے آپ کو بیمار کہنا اور بت شکنی کو بڑے بت کی طرف منسوب کرنا یا آفتاب کو ہذا ربی کہنا یا مصر میں جاکر کافر بادشاہ کے خوف سے اپنی بیوی سارا کو بہن کہنا نسب آبائی کے لحاظ سے جھوٹ نہیں کہا جا سکتا یہ باتیں از قسم تعریض و توریہ ہیں مجازاً جھوٹ کہو تو کہو سو یہ بھی ایسے الوالعزم نبی کے لئے موجب استغفار تھا۔ لوط کو اپنی رحمت میں داخل کرنا اور صالحین میں سے ہونا فرمایا اب اس سے وہ قصہ جو توریت موجودہ میں ہی کہ لوط نے شراب پیکر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا غلط ثابت ہو گیا ایسا نبی کہ جسکی اُمت اغلام کرنے سے اُسکے روبرو غارت ہو آپ ایسا فعل بد کرسکتا ہے ۱۲ منہ

وَنُوحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اِنَّهُمْ

اور نوح کو بھی یاد کرو جبکہ انسے پیشتر اسنے پکارا تو ہمنے اسکی سُنی پھر اسکو اور اُسکے گھرانے کو بڑی سخت مصیبت سے نجات دی اور ہمنے اسکو اس قوم پر ور کیا کہ جسنے ہماری آیتیں جھٹلائیں تھیں۔ کیونکہ

كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ۝

وہ بہت بُرے لوگ تھے اسلیے ہمنے ان سب کو غرق کردیا۔ اور داؤد اور سلیمان کو بھی یاد کرو جبکہ وہ دونوں کھیتی کا جھگڑا فیصل کرنے لگے جبکہ ایک کھیت میں ایک قوم کی بکریاں راتکو چر گئیں۔ اور انکا فیصلہ ہمارے سامنے تھا

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

پھر وہ فیصلہ ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور ہر ایک کو ہمنے حکمت و علم دیا تھا اور ہمنے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کردیا تھا کہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور (یہ سب کچھ ہم ہی کیا کرتے تھے۔ اور داؤد کو ہمنے زرہیں بنانا بھی تمہارے لیے سکھایا

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ۝

تاکہ تمکو لڑائی میں محفوظ رکھیں۔ پھر تم کیا شکر کرتے ہو۔ اور ہمنے تیز ہوا کو سلیمان کا حکم بردار کردیا تھا۔ جو اسکے حکم سے اُس زمین کیطرف چلا کرتی تھی کہ جسمیں ہمنے برکت دی ہے اور ہمکو ہر بات معلوم ہے۔

وَمِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ۝

اور سلیمان کے لئے کچھ تو ایسے جن تھے کہ جو دریا میں غوطہ لگاتے تھے اور اسکے سوا اور بھی کام کیا کرتے تھے۔ اور انکی حفاظت ہم کیا کرتے تھے

ف۱ یعنی طوفان سے ۱۲ منہ

ف۲ یعنی ملک شام و فلسطین ۱۲ منہ

ف عاصفۃ شدیدۃ الہبوب وخفیفۃ یقال اعصفت الریح اذا اشتدت ۱۲ منہ الغوص غوطہ زدن در آب ۱۲ منہ

ترکیب

جس طرح لوطا مفعول تھا اٰتینا محذوف کا جسکی تفسیر اٰتینا مذکور ہے اسیطرح نوحًا و داؤد و سلیمان ہیں اور ممکن ہے کہ انکو اذکر محذوف کا مفعول کہا جاوے اذ نفشت ظرف ہے یحکمان کا مع داؤد والعامل فی مع یسبحن اور یہ حال ہے الجبال سے والطیر معطوف ہے الجبال پر وقیل ہی بمعنی مع الریح منصوب ہے سخرنا مقدر سے عاصفۃ حال ہے الریح سے تجری دوسرا حال ہے من منصوب ہے سخرنا سے۔

تفسیر

یہ **تیسرا قصہ** حضرت نوح کا ہے کہ جب انکی قوم نے انکو سخت تکلیف پہنچائی اور انہوں نے ہمکو کرب عظیم میں پکارا تو اُسکو اور اُسکے کُنبے کو کشتی میں سوار کرکے اُس بلائے عظیم سے نجات دی باقی تمام قوم پر قہر الٰہی ٹوٹ پڑا سب کے سب پانی میں ڈوب گئے۔ اے محمد صلعم پہلی امتوں نے اپنے انبیاء کو ایسی ایسی تکلیفیں دیں ہیں آخر اسکے وبال میں پکڑے گئے۔ تمہارے مخالف اس مُہلت پر نازاں نہوں۔

یہ **چوتھا قصہ** حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے۔ انکے قصہ میں ایک تو یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ایسے ایسے برگزیدہ اور صاحب تخت و تاج پیدا ہوئے یہ سب انکی خداپرستی کا پھل ہے کہ جنکے ساتھ انکے معاصروں نے یہ بدسلوکیاں کیں تھیں کہ انکو آگ میں ڈالدیا تھا دوسری بات یہ کہ کفار قریش جو اپنی تھوڑی سی آسودگی پر یہ غرور اور سرکشی کرتے ہیں یہ اُنکی کم حوصلگی ہے ورنہ داؤد اور سلیمان ع جیسوں کو دیکھو کہ خدا تعالٰے نے انکو کیسی ثروت اور حکومت دی تھی ہوا اور پہاڑ اور پرند تک اور جن و شیاطین تک بھی انکے زیر حکم تھے اسپر بھی وہ ایسے خداترس خداپرست بالانصاف تھے کہ جسکی ادنے نظیر یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام سے باوجودیکہ باپ اور بزرگ تھے ایک فیصلہ میں غلطی ہوئی جو بکریوں کے کھیت میں نقصان کردینے کے متعلق تھا مگر سلیمان ع کے کہنے کو مان گئے اور سلیمان کو دیکھو کہ اُنہوں نے اس غلط فیصلہ میں جو ایسے بڑے معزز باپ سے سرزد ہوگیا تھا انکی پیروی نہ کی پھر اے لوگو تم اپنے جہلا باپ دادا کی لکیر کے ناحق کیوں فقیر بنے بیٹھے ہو کیا انسے غلطی اور سوء فہمی ممکن نہ تھی؟۔ اب پیشتر وہ بکریوں کے چرنے کا فیصلہ ذکر فرماتا ہے پھر جو انکو نعمتیں عطا ہوئی تھیں انکو ذکر کرتا ہے فقال اذ نفشت ابن السکیت کہتے ہیں نفش شب میں بکریوں کا چرواہے بغیر از خود چرنا۔ وہ قصہ جیساکہ ابن مسعود و شریح و مقاتل رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے یوں ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عہد حکومت میں

ایک رات کسی چرواہے کی بےخبری میں بکریاں کسی کے انگوری کھیت میں جا پڑیں بکریوں نے انگور کی کونپلیں کھالیں خوشوں کو خراب کردیا صبح کو یہ مقدمہ حضرت داؤد کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت نے اسکے نقصان کا اندازہ لگایا تو اسقدر قیمت ہوئی کہ جسقدر بکریوں کی مالیت تھی اسلیئے وہ بکریاں اسکے تاوان میں کھیت والے کو دلادیں فریقین باہر آئے تو ان سے سلیمانؑ نے پوچھا سُنکر کہا کہ فریقین کے حق میں اس سے بہتر اور فیصلہ ہونا چاہیئے تھا یہ خبر داؤد کو پہنچی اُنہوں نے سلیمانؑ کو بلاکر پوچھا فرمایا بکریاں کھیت والے کو دیجئے اور چرواہے کو کہیئے کہ جتنی مدت تک کہ پھر اسیطرح اس کا باغ درست ہو وہ تیری بکریوں کا دودھ اور اُون وغیرہ کا نفع لےگا اور تو اتنے دنوں اسکے کھیت کو درست کرے گا پھر جب ویسا ہی ہو جاوے تو تیری بکریاں تجھکو واپس ملیں گی۔ اسپر فریقین راضی ہوگئے داؤد علیہ السلام نے بھی اسکو بہت پسند کیا۔

اب داؤد پر جو انعام ہوئے تھے انکو بتلاتا ہے (۱) پہاڑ اور پرندان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے مقاتل کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام جنگل میں جاکر زبور پڑھتے اور روتے تھے تو اُنکے ساتھ پہاڑ اور پرند بھی تسبیح و تہلیل کرنے لگتے تھے۔ کلبی کہتے ہیں کہ پہاڑوں کا انکی آواز تسبیح سے گونج اُٹھنا اور پرند کا جُھنڈ باندھکر انکے گرداگرد آنکے حمد و ثنا آہ بکا میں شریک ہونا اُنکا تسبیح کرنا ہے اور ایسا واقعہ ہوتا تھا۔ (۲) داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانی سکھائی۔ انسے پیشتر کوئی زرہ بنانا نہ جانتا تھا۔ یہ بھی حروب و جدال میں بڑی کارآمد چیز ہے خدا نے یہ نعمت بندوں کو داؤد علیہ السلام کے ذریعہ سے عطا فرمائی۔ آجکل قسم قسم کی توپیں اور بندوقیں اور آلات آتش فشاں انسان کے مارنے کے اسباب ہیں مگر محفوظ رکھنے کا کوئی نہیں اسلیئے فرماتا ہے لتحصنکم اسپر شکر کرنا چاہیئے۔ کما قال فہل انتم شاکرون۔

اسکے بعد ان نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئی تھیں (۱) ولسلیمان الریح عاصفۃ کہ سلیمان کے لیے ہوا مسخر ہوئی اسکے حکم یا مرضی کے موافق شام کے ملک کی طرف چلا کرتی تھی۔ سورۂ صٓ میں اسی امر کو یوں بیان فرمایا ہے فسخرنا له الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب و الشیاطین کل بناء و غواص و آخرین مقرنین فی الاصفاد سورۂ سبا میں یوں آیا ہے ولسلیمن الریح غدوہا شہر و رواحہا شہر کہ سلیمانؑ کے لیے ہوا تابع کردی تھی جسکی صبح و شام کی رفتار ایک مہینہ کا رستہ تھا۔ سورۂ صٓ میں ہوا کو نرم اور سورۂ انبیاء میں تند و تیز فرمایا اسوجہ سے کہ ہوا تو تیز تھی مگر سلیمان کی مرضی کے موافق نرم نرم بھی چلتی تھی کہ جس میں تکلیف نہو یعنی ہموار چلتی تھی۔ ان آیات میں یہ ذکر نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کسی تخت پر مع اپنے مصاحبوں کے بیٹھتے تھے اور وہ تخت ایسا اور ایسا تھا۔ جو ہوا پر اُڑا کرتا تھا مہینے بھر کا رستہ آدھے دن میں طے کرتا تھا اور سلیمانؑ اصطخر یا اور کسی مشرقی صوبہ سے صبح کو سوار ہوتے تھے تو دوپہر تک شام اور خاص یروسلم میں جا پہونچتے تھے۔ البتہ مفسرین اسلام اور مورخین یہود کے ہاں یہ روایات مشہور اور مسلم ہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو عقلاً کچھ ممنوع نہیں کیونکہ اول تو حضرت سلیمان نبی تھے اُنکے معجزہ سے ایسا ہونا ممکن ہے دوم ہر زمانہ میں ایسے ایسے عجائب غرائب صنائع اختراع ہوئے ہیں کہ جو ان صنائع کے صفحۂ عالم سے محو ہوجانے کے بعد وہ افسانہ دور از عقل معلوم ہوتا ہے۔ آج کل غبارہ کی رفتار کو دیکھیے پھر کیا ممکن نہیں کہ اس عہد میں اسی قسم کی سواری ایجاد ہوئی ہو۔

جو لوگ معجزات و خرق عادات کو قصہ و کہانی جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیات میں صرف ہوا کا مسخر ہونا مذکور ہے جو سلیمان علیہ السلام کے جہازی بیڑے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حیرام شہر صور کے بادشاہ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لیے لکڑیاں پہنچانے کے لیے بنوایا تھا جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۵ باب میں مذکور ہے اور تجری بامرہ الى الارض التی بارکنا فیہا اسپر صاف دلیل ہے کیونکہ لبنان کی طرف سے سمندر کی راہ سے وہ بیڑا یروسلم کیطرف آیا کرتا تھا۔

(۲) شیاطین یعنے جن حضرت سلیمانؑ کے تابع تھے جو بہت سے سرکشی کی وجہ سے بیڑیوں میں قید رہتے تھے اور ان میں سے بہت کو مختلف کاموں پر لگا رکھا تھا کہ بعض

ف داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ وحی والہام پر مبنی نہ تھا بلکہ اجتہاد پر اور اجتہاد شرع میں درست اور سند ہے لیکن مجتہد سے بحیثیت اجتہاد خواہ وہ کوئی ہو غلطی ممکن ہے یا یوں کہو داؤد سے بھی غلطی نہیں ہوئی مگر سلیمان کو انسے بہتر بات معلوم ہوگئی۔ ہماری شرع میں اگر یہ حادثہ واقع ہو تو اسکی نسبت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہی حکم سلیمانی جاری ہوگا کیونکہ یہ آیت محکمہ ہے اور بہت علماء کہتے ہیں اجماع سے منسوخ الحکم ہے پھر انمیں امام شافعی فرماتے ہیں اگر یہ واقعہ دن میں ہو تو بکریوں کے مالک کو کچھ دینا نہیں پڑتا کیونکہ دن میں کھیت کی حفاظت کھیت والے کے ذمہ ہے ہاں اگر رات میں ہو تو تاوان دینا ہوگا۔ امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ خواہ دن کا واقعہ ہو یا رات کا جبتک چراہے کی بکریوں کے چھوڑنے میں کوئی تعدی یا خطا نہو گی تاوان نہ لازم ہوگا کیونکہ صحیح حدیث میں آگیا ہے العجماء جرحہا جبار۔ ک ۱۲ منہ

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ

اور (یاد کرو) ایوب کو جبکہ اسنے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ سخت روگ لگ گیا حالانکہ تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا۔ سو ہمنے اسکی سُنی بس جو کچھ اسکا روگ تھا اسکو دور کر دیا اور اُس کا کنبہ بھی اُسے دیا اور اتنا ہی انکے ساتھ

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور بھی دیا اپنی رحمت سے اور اسلئے بھی کہ عابدوں کے لئے یادگار ہے اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل (ف۱) کو بھی (یاد کرو) ہر ایک انمیں سے صابر تھا۔ اور ہمنے انکو اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ وہ نیک لوگوں میں سے تھے

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۗ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور ذی النون (ف۲) کو بھی یاد کرو جبکہ وہ خفا ہو کر چلدیا پھر اُس نے سمجھ لیا تھا کہ ہم اسپر قابو نہ پاوینگے تب اسنے اندھیروں میں سے پکارا کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو پاک ہے البتہ میں جو تھا تو ستمگروں میں سے تھا

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُــْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا

پھر ہمنے اسکی سُن لی اور اسکو غم سے نجات دی۔ اور ہم ایمانداروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا کو بھی (یاد کرو) جبکہ اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑنا اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ پھر ہمنے اُسکی سُن لی

لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا

اور اسکو یحییٰ عطا کیا اور اسکے لئے اُسکی بیوی کو بھلا چنگا کر دیا۔ یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑا کرتے تھے۔ اور ہمکو توقع اور ڈر سے پکارا کرتے تھے۔ اور ہم سے

خٰشِعِيْنَ ۝ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۡ وَّاَنَا رَبُّكُمْ

ڈرتے رہتے تھے۔ اور اس عورت (ف۳) کو بھی یاد کرو کہ جسنے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر اس عورت میں ہمنے اپنی روح پھونکدی اور اسکو اور اسکے بیٹے (ف۴) کو جہان کے لئے نشانی بنایا۔ (مسلمانو) یہ لوگ تمہارے گروہ کے ہیں جو ہیں ایک گروہ۔ اور میں تمہارا رب ہوں

فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ ع

بس میری ہی عبادت کیا کرو۔ ولیکن (انکے بعد) لوگوں نے آپسمیں تفرقہ ڈالدیا سبکو آنا تو ہمارے ہی پاس ہے

ع ۶ ۱۵

سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالا کرتے تھے اور عمارت اور دیگر بھاری بھاری کاموں پر بھی مامور تھے جیسا کہ سورہ سبا میں ہے ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ۔ اور یہ قوم جن محض خدا تعالےٰ کی قدرت سے سلیمان علیہ السلام کے بس میں تھی جیسا کہ فرماتا ہے وکنا لہم حافظین۔ جبکہ قوم جن کا وجود انسان سے جداگانہ مقدمۂ تفسیر میں ثابت ہو چکا اور یہ بھی کہ اپنے مادہ کی وجہ سے وہ انسان سے قوی ہیں تو پھر خدا کی قدرت وعنایت سے انکا کسی بابرکت انسان کے بس میں ہوجانا اور کام کرنا کیا محال ہے ہا صدہا عجائب کا عاملان جن کے لوگوں نے دیکھے ہیں۔ مگر وہی نئی روشنی کے لوگ اسکی بھی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کی عملداری نہرِ فرات سے لیکر فلسطیون کی زمین تک اور مصر کی سرحد تک تھی اور دریا کے اس پار تفسح سے لیکر غزہ تک سب بادشاہوں یعنی با اختیار رئیسوں پر اسکی حکومت تھی جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۴ باب میں ہے اور عمالیق قوم کو بھی سرکشی اور تنومندی اور قوت کی وجہ سے کبھی جن کیساتھ کبھی شیاطین کے ساتھ تعبیر کیا جاتا تھا جیسا کہ آجکل بھی بڑے اور سرکش آدمی کو شیطان اور بڑے قوی کو جن کہا کرتے ہیں بس اس سے یہی لوگ مراد ہیں۔ **ف** یہ باتیں صاف صاف بائبل میں نہیں ہیں مگر کچھ حرج نہیں کیونکہ کتب موجودہ میں بہت سی باتیں نہیں ہیں دیکھو اول کتاب التواریخ کی اخیر میں لکھا ہے کہ داؤد بادشاہ کے اعمال اول و آخر دیکھو وہ سب سموئیل غیب بین کی تواریخ میں اور ناتن نبی کی تواریخ میں اور جاد غیب بین کی تواریخ میں یعنی اسکی ساری حکومت اور زور کا تذکرہ اور جو جو زمانے اسپر اور اسرائیل پر اور زمین کی ساری مملکتوں پر گزر گئے انکا سب حال لکھا ہے۔ اب فرمائیے کہ وہ سب کتابیں کہاں ہیں؟ بس جس علام الغیوب کے علم میں وہ سب احوال ہیں اس نے انمیں سے بعض اپنے رسول صلعم پر بھی الہام کئے

یہ ایوب علیہ السلام کا **پانچواں قصہ** ہے جسمیں یہ بات پاکبازوں اور خدا کے راستبازوں کو بتلائی جاتی ہے کہ دنیا دار المصائب ہے یہاں بڑے بڑے برگزیدے آزمائے گئے ہیں اُنپر طرح طرح کی مصیبتیں پڑی ہیں ایوبؑ کو دیکھو مال و اسباب پر مصیبت آئی فقیر ہوگئے پھر تمام اولاد بیٹے اور بیٹیاں دفعتاً مر گئے پھر خود بھی مرضِ جذام میں مبتلا ہوئے لوگ گھن کھانے لگے گاؤں سے نکالدیئے گئے باہر ایک جھونپڑی میں رہتے تھے بیوی کہیں سے محنت و مزدوری کرکے لاتیں اور اُن کو کھلاتی تھیں اسپر بھی اُنھوں نے صبر کیا

ف۱ یعنی از صلحاء قوم سے متکفل امور قوم و وارث ہیکل مراد حضرت الیسع کے شاگرد ایک نبی تھے انبیاء بنی اسرائیل میں سے ۱۲ منہ

ف۲ ذی النون مچھلی والا یعنی جو مچھلی کے پیٹ میں جا پڑے تھے حضرت یونس جنکو بائبل میں یونہ کہتے ہیں ۱۲ منہ

ف۳ یعنی مریم ۱۲ منہ

ف۴ یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کو ۱۲ منہ

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ○ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○

پھر جو کوئی اچھے کام کریگا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اسکی کوشش رائگان نہ جائیگی اور ہم اسکے لکھنے والے ہیں۔ اور جس بستی کو ہمنے ہلاک کیا اُسپر حرام تھا کہ وہ رجوع کرتے (خدا کیطرف)

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ○ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا

یہانتک کہ جب یاجوج و ماجوج کو کھولدیا جاویگا اور وہ ہر بلندی سے دوڑے چلے آوینگے۔ اور وعدۂ حق نزدیک آ لگے گا یکایک کافروں کی آنکھیں اوپر لگ جاوینگی اور (وہ کہیں گے) ہائے رے خرابی

قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ

بیشک ہم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے۔ (حکم ہوگا) البتہ خود تم اور جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہو۔ تمکو اُس میں پہنچنا ہے اگر یہ درصل معبود ہوتے تو یہ اسمیں

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا

کاہے کو گرتے۔ اور یہ سب اسمیں سدا پڑے رہینگے۔ جہنم میں انکی چیخ دہاڑ ہوگی اور یہ اسمیں کچھ نہ سنیں گے (اپنے رونے کے غل میں)۔ البتہ جنکے لئے ہماری طرف سے آگے سے بہتری ٹھہر چکی ہے وہی اس سے

مُبْعَدُوْنَ ○ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ○ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ

دور رہیں گے اسکی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔ اور وہ اپنی من مانی عیشوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ انکو بڑی بھاری گھبراہٹ سے بھی پریشانی نہوگی اور انسے فرشتے آ ملینگے (اور کہینگے) یہی تو تمہارا

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○

وہ دن ہے کہ جسکا تمکو وعدہ دیا جاتا تھا۔ جسدن کہ ہم آسمانوں کو کاغذوں کے مٹھے کی طرح سے لپیٹ لیں گے جس طرح ہمنے اول بار پیدا کیا تھا اسیطرح سے بار دیگر پیدا کرینگے ہمپر وعدہ ہو چکا ہے البتہ ہمکو یہ کرنا ہے

ف اس آیت کے معنے میں مفسرین نے بہت اختلاف کیا ہے بعض نے لفظ لا کو زائد مانا ہے تب یہ معنے کہ وہ ایسے ازلی بدنصیب اور ناپاک طینت تھے کہ انکا خدا کی طرف رجوع کرنا قضا و قدر نے حرام یعنی ممنوع کر دیا تھا اسلئے وہ ہلاک ہی ہونے کے قابل تھے بات دنیا سے ان کا کہ رجوع جانا ہی بہتر تھا۔ بعض لا کو زائد نہیں مانتے تب یہ معنے ہونگے کہ جن کو ہلاک کیا ہے ایسا نہیں کہ وہ مر کر چھوٹ گئے بلکہ اپنے جرم کی سزا پانے کو پھر ہمارے پاس روز جزا میں ضرور حاضر ہونگے یعنے ۱۲ منہ

ف حضرت ایوب کا قصہ

اس آزمائش کی بابت کتاب ایوب میں بھی اور ہمارے ہاں کی روایات میں بھی یوں بیان ہوا ہے کہ شیطان نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ ایوبؑ کی جو تو تعریف کرتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ اسکو تو نے بہت سی نعمت عطا کر رکھی ہے اگر اسپر مصیبت آوے اور پھر تیری شکایت نہ کرے تب جانوں کہ صابر و شاکر ہے خدا تعالیٰ نے شیطان کو اختیار دیا ایوبؑ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں اور مال کا یہ حال کہ سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچسو جوڑیاں بیلوں کی اور پانچسو گدھیاں تھیں۔ پس ایکروز ایسا ہوا کہ سب بہن بھائی ایک مکان میں دعوت کھا رہے تھے اور مواشی چراگاہ میں چر رہے تھے اور بیل جوتتے جا رہے تھے ناگاہ سبا کے لوگ آگرے اور گدھوں کو چھین لے گئے اور آدمیوں کو قتل کر گئے اور اسی دن آسمان سے آگ کا شعلہ آیا اسنے بھیڑوں اور نوکر چاکروں کو ہلاک کیا اور کسدی اونٹ لیگئے اور نوکروں کو مار گئے اور ایک ورکی آندھی آئی مکان گر گیا سب بیٹے بیٹیاں دبکر مر گئے قاصد یکے بعد دیگرے آکر ایک ہی وقت میں ایوبؑ کو اس حادثہ کی خبر دیتے کسی نے اولاد کی ہلاکت کی کسی نے اونٹوں کی کسی نے بکریوں کی۔ ایوبؑ نے سُنکر سجدہ کیا اور کہا میں ماں کے پیٹ سے ننگا نکلا تھا اور ننگا ہی قبر میں جاؤں گا اُسی نے دیا تھا اُسی نے لیلیا۔ اسکے بعد شیطان نے کہا اب بھی جو ایوب شکر و صبر کرتا ہے تندرستی کی نعمت انکو حاصل ہے اگر یہ نہو تب شکر و صبر کرے تو معلوم ہو اسپر بھی خدا تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی تب شیطان نے حضرت ایوبؑ پر اثر کیا جسکی وجہ سے تمام بدن پر پھوڑے نکلے اور ٹھیکرا لیکر کھجانے لگے اور تمام بدن خراب ہو گیا پھوٹ نکلا ان مصیبتوں پر حضرت ایوبؑ نے صبر کیا لوگوں کے طعن و تشنیع کی بھی تکلیفیں اُٹھائیں دوستوں کی بے مہری دیکھی تب ایکروز حضرت ایوب خدا تعالیٰ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ اے میرے معبود اپنے بندے پر رحم کر میرے زخمی دل کو دیکھ مجھسے لوگ نفرت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر خدا تعالیٰ نے ایوبؑ پر رحمت کی اسکو آگے کی نسبت دونی دولت عنایت کی واتیناہ اہلہ ومثلہم معہم مقاتل و قتادہ و ابن عباس و ابن مسعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایوب کے مرے ہوئے بچوں کو زندہ کر دیا اور سات بیٹے اور تین بیٹیاں بعد میں پیدا ہوئیں جیسا کہ ظاہر آیت سے سمجھا جاتا ہے عکرمہ کہتے ہیں اسکے یہ معنے کہ ہمنے ایوبؑ کو اس کا کنبہ دیا یعنی سات بیٹے اور تین بیٹیاں تندرستی ہونیکے بعد پیدا ہوئیں اور اسکے بعد ایوب ایکسو چالیس برس تک زندہ رہے اپنی چار پشت کو دیکھا جیسا کہ کتاب ایوب کے ۴۲ باب درس ۱۵۔۱۶ میں تصریح ہے، یہ مثلہم معہم ہوا۔ حضرت ایوبؑ کو توریت میں

پھر اسمیں بھی بڑا اختلاف ہے کہ حضرت ایوب کس زمانہ میں تھے وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایوب رومی تھے انوص کے بیٹے عیص بن اسحق کی نسل سے۔ اور انکی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی پوتی تہیں جنکا نام رحمتہ تھا۔ چونکہ عرب میں بنی اسمعیل جا بسے تھے اور ایوب علیہ السلام کی قرابت ان سے بہت قریبہ تہی ان کے ہم زبان بھی تھے اسلئے انکا عرب میں مبعوث ہونا من قومہ کے برخلاف نہیں کہا جا سکتا۔ اب یہ متعین نہیں کہ عرب میں کس بستی میں رہتے تھے؟ انکی ایام مصیبت کی تعداد کسی نے سات برس کسی نے کم زیادہ بیان کئے ہیں والعلم عند اللہ تعالی۔ اسکے بعد خدا تعالی اسمعیل و ادریس و ذی الکفل علیہم السلام کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک انمیں سے صابر تھا انپر بھی بڑی بڑی تکلیفیں دنیا میں نازل ہوئی ہیں اسمعیل و ادریس کا حال اور انکے مصائب تو ناظرین کو ہماری کتاب کے متعدد مقامات سے معلوم ہو گئے ہونگے ہاں ذی الکفل کا بتلانا ضرور ہے۔ زجاج کہتے ہیں لغت میں کفل حصہ کو بھی کہتے ہیں اور اس کپڑے کو بھی جو اونٹ کے چوتڑ و پیٹھ پر پڑا رہتا ہے اب اسمیں اختلاف ہے کہ یہ بزرگ کون ہیں اور انکو ذی الکفل کیوں کہتے ہیں بعض کہتے ہیں ذی الکفل سے مراد زکریا ہیں بعض کہتے ہیں یوشع بعض کہتے ہیں الیاس قوی تر یہ ہے کہ یہ الیسع کے شاگرد اور انکے قائم مقام ہیں اور ذی الکفل انکو اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے انتظام بنی اسرائیل کا تکفل کر لیا تھا یعنی اپنے ذمہ لے لیا تھا یا غربا و مساکین کا تکفل کیا کرتے تھے اسلئے اس لقب سے مشہور ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد یا وہ ہے جو حضرت الیسع کے حکم سے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تھا جس نے بنی اسرائیل کی بت پرستی دور کی اسکا اس نے تکفل کیا تھا یہ نیک بندہ بادشاہ تھا نبی نہ تھا واللہ اعلم۔ لہ

و ذالنون **یہ نواں** قصہ یونس علیہ السلام کا ہے نون مچھلی کو کہتے ہیں کیونکہ مچھلی نے انکو لقمہ کر لیا تھا اسلئے انکا لقب ذالنون ہوا۔ ذہب مغاضبا خفا ہو کر گئے خدا سے خفا نہ ہوئے تھے بلکہ قوم سے فظن ان لن نقدر علیہ القدر یہاں بمعنی القضاء ہے یعنی یونس کو یہ گمان تھا کہ ہم اسپر سختی نہ کرینگے یہ سمجھکر قوم سے چلے گئے تھے ان کا مختصر حال یہ ہے کہ یہ شہر نینوا کی طرف بھیجے گئے تھے وہاں کے لوگ بت پرست اور بدکار تھے جب انکی ہدایت کو قبول نہ کیا تو عذاب الٰہی انپر نازل ہونیکی انکو خبر دی گئی انہوں نے بغیر حکم الٰہی اسکا وقت بھی مقرر کر دیا وہاں کے لوگوں کو عذاب کے آثار معلوم ہونے لگے سر بصحرا خدا کی جناب میں توبہ و گریہ کرنیکو نکل کھڑے ہوئے ان سے وہ عذاب ٹلگیا حضرت کو وعدہ پر عذاب نہ آنیکے سبب شرمندگی ہوئی اور وہاں سے چل نکلے راستہ میں دریا تھا کشتی سے باہر دریا میں گر گئے مچھلی نے لقمہ کر لیا اُن اندھیروں میں خدا سے دعا کی فی ظلمات ایک مچھلی کا اندھیرا دوسرا دریا کا تیسرا رات کا من الظلمین جو کہا ترک اولی کے لئے نہ کہ درحقیقت اُن سے ظلم سرزد ہوا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔

وزکریا **یہ دسواں قصہ** حضرت زکریا علیہم السلام کا ہے بیٹے کے لئے دعا کی خدا نے یحیی علیہ السلام بیٹا دیا والتی احصنت فرجہا **یہ گیارہواں قصہ** حضرت مریم کا ہے وجعلنہا وابنہا آیۃ للعلمین میں تصریح ہے کہ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے جس لئے انکو قدرت حق کی نشانی جہان کے لئے فرمایا گیا ورنہ معمولی ولادت نشانی یا معجزہ نہیں ہو سکتی تم سے وہ بیگانہ نہیں تم اور وہ ایک ہی گروہ کے لوگ ہو سب کا اصول ایک ہی ہے ان سے تمہیں کو فخر کرنا چاہئے نہ کہ انکو جو باوجود ترک اتباع کے انکی طرف منسوب ہیں جیسا کہ یہود و نصاری ان بزرگوں کے حالات بیان فرما کر مسلمانوں کو بتایا جاتا ہے ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ صاحب کشاف کہتے ہیں امۃ بمعنی ملت اور یہ اشارہ ہے ملت اسلام کی طرف یعنی ملت اسلام وہ ملت ہے جسپر تمکو قائم رہنا چاہئے جسکو ایک ملت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اسمیں کچھ اختلاف نہیں مراد یہ کہ تمکو اختلافات پیدا کرنے نہ چاہئیں اعبدون میں تمہارا معبود ہوں میری عبادت کرو ایک حدیث ہے جسکو محدثین نے صحیح مان لیا ہے یوں آیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام پیشین گوئی کی طور سے فرماتے ہیں کہ میری اُمت میں بہتر فرقے ہو جاوینگے بجز ایک فرقہ کے سب ہلاک ہونگے یعنی آخرت میں اپنے عقائد فاسدہ کی سزا پاوینگے لوگوں نے پوچھا کہ وہ ایک فرقہ کونسا ہے فرمایا وہ کہ جس طریق پر میں ہوں اور میرے اصحاب چنانچہ چند روز کے بعد ایسا ہی ہوا اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ بہتر فرقے ایک ہی زمانہ میں موجود ہو جاویں بلکہ جب کبھی ہوں بعض کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرما کر یہ کہنا یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ سب لوگ اصول دین میں تمہارے ہی لوگ ہیں ایک طریقہ کے یعنے انکا اور تمہارا طریق جدا نہیں ہاں پچھلوں نے تفریق کر دی اور اختلاف ڈالدیا ہے جس کے بعد بطور معیار کے فرماتا ہے فمن یعمل من الصلحت کہ جو کوئی ایمان لاویگا اور پھر نیک کام کریگا خواہ کوئی ہو اُسکی کوشش کا قطعاً بدلہ ہم دینگے۔ پھر فرماتا ہے وحرام علی قریۃ حرام خبر ہے اسکا مبتدا انہم لا یرجعون ہے یا کچھ اور اول صورت میں بعض علماء نے لا کو زائد نہیں مانا ہے تب یہ معنی ہونگے کہ انکا عدم رجوع حرام یعنی ممتنع ہے تب رجوع کرنا انپر واجب یعنی ضرور ہے دار آخرت کی

قصہ ذی الکفل کا حال

لہ از وہب مغاضبا ست [illegible] قوم او [illegible] یاد کرد خدا [illegible] حق تعالیٰ کی باہمی محبت میں بیٹھا ہو [illegible] کے پیار سے زیادہ مرتبہ رکھتی ہے اور فظن ان لن نقدر علیہ کے یہ معنی کہ اس تنگی میں ان کا ہو جانا گویا ان کا یہ سمجھ لینا ہے کہ پیچھے بھاگ کر چلے آئے ہیں ہم انکو پکڑ نہ سکینگے نہ یہ کہ درحقیقت انہوں نے ایسا گمان ہی کر لیا تھا کیونکہ وہ بی تو صفات خدا تعالیٰ سے واقف تھے ایسی باتیں عشق و محبت کی باہمی معاملات اور رموز ہیں ایسی چیزوں پر [illegible] کا حل دفتر عشق ہو سکتا ہے عشق کے قانون میں [illegible] نہیں حضرت ذی النون علیہ السلام پر تنبیہ ہی کیلئے مچھلی کے پیٹ میں [illegible] یاکی میں اسی معبود [illegible] کے سوا اور کوئی [illegible] کہا ہی دیا فریاد کرنے لگے حضور کے [illegible] ہوئی دریا اور رحمت [illegible] باہمی ملا [illegible] مصیبت [illegible] عاشقانہ [illegible] بے نیاز [illegible] اسکتے ہیں ۱۲

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ○ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ○ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور ہم پند و نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں　کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے ۔　البتہ اسمیں خدا پرست قوم کیلئے ایک بشارت کا پیغام ہے۔ اور اے نبی تمکو

إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ○ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَ

جہان بھر کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے　اُنسے کہدو کہ میری طرف تو یہی حکم پہنچایا جاتا ہے کہ تمہارا معبود تو صرف خدا واحد ہے تم فرمانبردار رہتے ہو　پھر اگر نہ مانیں تو کہدو کہ میںنے تمکو برابر اطلاع کر دی

إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ○ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ○ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ

ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دور۔　کیونکہ اللہ ظاہر بات کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم مخفی کام کرتے ہو انکو بھی جانتا ہے　اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ شاید اس

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ○ قَالَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○ ع

ع ۱۹　نصف

مہلت میں تمہاری لئے آزمائش اور ایک وقت تک دنیا کے فائدہ پہنچانا منظور ہے۔ آخر پیغمبر نے کہدیا اے رب مجھ میں اور ان کافروں میں حق حق فیصلہ کر دے۔ جو کچھ تم باتیں بناتے ہو اسمیں مدد مانگی جاتی ہے رحمٰن سے اسکا

طرف۔ اکثر مفسرین لا کو زائد کہتے ہیں تب یہ معنی کہ انپر رجوع کرنا دنیا میں باردگر آنا حرام کر دیا ہے یا یہ کہ انکی تقدیر میں شرک و معاصی سے باز آنا حرام تھا اسی لئے وہ غارت ہوئے جمہور کا قول بہت ٹھیک ہے کہ انکو بار دگر دنیا میں آنا تدارک مافات کے لئے حرام ہے پھر اسکی غایۃ فرماتا ہے کہ کبتک؟ حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج یاجوج وماجوج جو دو قومیں بند ہیں (دیوار سے) انکے کھلنے تک اور اُس وقت تک کہ وعدہ قیامت قریب آ لگے اور لوگوں کی آنکھیں اس سخت وقت میں خوف و دہشت سے رحمت کے انتظار میں اوپر کی طرف لگ جاویں اور کافر یہ کہنے لگے کہ ہائے خرابی ہم بدکار تھے یعنی قیامت تک وہ دنیا کی طرف رجوع نہ کرینگے۔ بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ حتی اذا فتحت یاجوج ماجوج الخ حرام کی غایت نہیں بلکہ مستقل کلام ہے اور حتی کسی محذوف مناسب کی غایت ہے قیام الدین وغیرہا اور یہاں سے مسئلہ معاد شروع ہوتا ہے یعنی یہ حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لوگوں کی رہنمائی کو آئے تھے کہ دار آخرت میں عذاب سے بچیں نعیم باقیہ حاصل کریں اور یہ دنیا ایک وقت معین تک باقی ہے پھر فنا ہو جاویگی فنا کی ابتداء اور علامت خروج یاجوج ماجوج ہے اسکے بعد وعدہ حق بہت قریب آ لگے گا قیامت برپا ہو جائیگی اور اُس روز گنہگاروں کی آنکھیں وحشت یا انتظار رحمت میں اوپر لگی ہونگی اور اپنے گناہوں کا آپ اقرار کرینگے حقیقت حال کھل جائیگی بت اور بت پرست جہنم میں پھینکدیے جائینگے وہاں روئینگے پیٹیں گے چیخیں چلائینگے مگر نیک سعید بندوں کو ہر مصیبت سے محفوظ رکھکر نعماء ابدیہ سے سرفراز کیا جاویگا۔ یاجوج ماجوج کا مفتوح ہونا یعنی دیوار سے کھولا جانا قرب قیامت میں ہوگا وہ دیوار ٹوٹ جاویگی یہ قوم بدکار پھیل پڑیگی ہر بلندی سے اُترتے آنا محاورہ ہے دوڑے ہوئے آئینگے۔ یہ جملہ یاجوج ماجوج کے ذکر میں تبعاً آگیا۔ اس قوم کا قرب قیامت میں ظاہر ہونا اس آیت اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کتاب حزقیل کی ۳۹ فصل میں مصرحاً مذکور ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور سعید بن جبیر و مجاہد و کلبی و مقاتل و ابن زید کہتے ہیں زبور سے مراد وہ کتابیں ہیں جو دنیا میں انبیاء پر نازل ہوئیں اور ذکر سے مراد لوح محفوظ کہ جہاں سے نقل ہو کر یہ کتابیں آئیں یعنی دونو جگہ ہمنے لکھدیا کہ زمین کے نیک بندے وارث ہونگے زمین سے مراد جنت کی زمین کہ وہاں بجز انکے اور کوئی آدم علیہ السلام کے ورثہ میں مالک ہوگا سو یہ بات کل آسمانی کتابوں میں ہے۔ اس تقدیر پر یہ آیت بیان سابق کا تتمہ یا تاکید ہوگی۔ قتادہ و شعبی کہتے ہیں زبور سے مراد قرآن اور ذکر سے مراد توارات ہے سو ان دونوں میں بھی یہ بات مذکور ہے زبور سے مراد داؤد کی کتاب بھی ہوسکتی ہے ارض میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) جنت کی زمین جیسا کہ بیان ہوا (۲) دنیا کی زمین یعنی ملک کا مالک ہم نیک بندوں کو کرینگے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے وعد اللہ الذین امنوا الی قولہ لیستخلفنہم فی الارض الآیہ اسمیں اسلام کے غلبہ اور ظہور کی طرف ایماء ہے اور مخالفوں کیلئے تہدید کہ تمہارے سامنے یہ نہ مٹے گا اور بعض کہتے ہیں کہ ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس و ملک شام مراد ہے سو اس نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا کہ مسلمانوں کے قبضہ میں کر دیا اور ابتک ہے اور کسریٰ و قیصر کی سلطنت بھی انکے قبضہ میں آئی۔ قریش مکہ جو اپنی سرداری اور جماعت پر نازاں تھے انکو یہ سنایا گیا ۳۷ زبور کے ۹ اور گیارہویں ورس میں بھی یہی مضمون ہے، اور بہت سے مقامات عہد جدید و عہد قدیم سے بھی ثابت ہے پھر فرماتا ہے کہ اسمیں عبادت کرنیوالوں خدا ترسوں کے لئے مژدہ رسانی ہے کہ خدا پرستوں پر دنیا میں بھی فضل ہوتا ہے۔ آخر کار ملکوں کے مالک بنائے جاتے ہیں اور مصائب سے بھی محفوظ رہتے ہیں آخرت میں تو پھر سب ہی کچھ ہے اور اے محمد تمکو اس تمام عالم کا ہادی بنا کر اسلئے رحمت و شفقت کی نظر سے بھیجا ہے کہ میرے بندوں کو جو تاریکی میں پڑے ہیں مطلع کر دو اور

سورۃ حج مدینہ ہے اس میں اٹھتر آیات اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی بھاری چیز ہے۔ جسدن اسکو دیکھوگے تو دودھ پلانیوالی بچہ کو بھول جاویگی اور ہرایک حمل والی

كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝ نصف وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ نصف

اپنا حمل ڈالدیگی اور تجھے اے مخاطب لوگ مدہوش نظر آئینگے اور درحقیقت وہ مدہوش نہونگے لیکن اللہ کی آفت سخت ہے کہ جسکے خوف سے بیہوش ہیں، اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے معاملے میں نادانی سے جھگڑتے ہیں اور ہر

شَيْطَانٍ مَرِيدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ

شیطان سرکش کے پیچھے چلتے ہیں۔ وہ شیطان، جسکے نصیب میں لکھا گیا کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو گمراہ کرکے رہیگا۔ اور اسکو عذاب جہنم کی طرف لیجائیگا اے لوگو اگر تمکو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے میں شک ہے تو

فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ

(اسکو خیال کرو کہ) ہمنے تمکو خاک سے پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے بنایا کسیکو پورے نقشہ سے کسیکو ناتمام تاکہ (اپنی قدرت) تمکو معلوم کرائیں اور ہم رحم میں جسکو چاہتے

إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ

ہیں ایک وقت مقرر تک ٹھہرا رکھتے ہیں۔ پھر تمکو لڑکا بنا کر نکالتے ہیں پھر (یہانتک تربیت کرتے ہیں) کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور کچھ تم میں سے جوانی سے پہلے مرجاتے اور کچھ تم میں سے نکمی عمر (بڑھاپے) تک پہنچائے جاتے ہیں کہ دانش کے بعد

عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ

کچھ بھی وقوف نہیں رہتا ہے۔ اور تجھکو اے مخاطب زمین خشک پڑی دکھائی دیا کرتی ہے پھر جب ہم اسپر پانی برساتے ہیں تو تروتازہ ہوجاتی اور ہرایک خوشنما جڑی بوٹی اگاتی ہے۔ یہ سب کچھ اسکی دلیل ہے کہ اللہ ہی

الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝

برحق ہے اور مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنیوالی ہے جسمیں کچھ بھی شک نہیں۔ اور یہ کہ اللہ زندہ کریگا جو قبروں میں ہیں

منجملہ اور پیغاموں کے سب سے موکد حکم توحید کا ہے سو وہ پہنچادو کہ انما یوحی الخ پھر اگر وہ اسکو نہ مانیں تو کہدو تمپر بلا مقرر آنیوالی ہے لیکن اس کا وقت خدا ہی کو معلوم ہے کیونکہ وہ اچھپی اور کھلی ہر ایک بات کو جانتا ہے اور جو یہ مہلت ہے سو چند روزہ ہے تمتع دنیا کے لئے۔

ترکیب

زلزلۃ مصدر ہے جائز ہے کہ فعل لازم سے ہو اے تزلزل الساعۃ اور ممکن ہے کہ متعدی سے ہو اے زلزال الساعۃ الناس دونو صورت میں مصدر فاعل کی طرف مضاف ہوگا یوم ترونہا منصوب ہے تذہل سے جو حال ہے ضمیر مفعول سے والعائد محذوف سکاری حال ہے اور یہ بالضم اور بالفتح دونوں طرح سے آیا ہے اور سکری مثل مرضی اور واحد سکران یا سکر ہے مثل زمن وضمنی۔ من یجادل میں من نکرہ موصوفہ ہے۔

تفسیر

اس سورہ میں علماء کا اختلاف ہے ابن عباس و ابن زبیر و مجاہد کہتے ہیں مدنیہ میں نازل ہوئی ہے بجز چند آیات کے کہ وہ مکہ میں نازل ہوئیں وما ارسلنا من قبلک من رسول سے لیکر عذاب یوم مقیم تک جمہور کہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں نازل ہوئی ہے قرطبی کہتے ہیں کہ صحیح یہی بات ہے اس سورہ میں علوم خمسہ قرآنی مذکور ہیں آفرینش بھی معاد بھی احکام بھی پہلے واقعات امتوں کے عذاب ثواب دنیاوی بھی رسالت کا مسئلہ بھی ابن المبارک شافعی و احمد و اسحق کے نزدیک دو جگہ سجدے ہیں ابن عباس ابراہیم نخعی و سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کہتے ہیں ایک سجدہ ہے

سورہ انبیاء کے خاتمہ میں مسئلہ معاد کا ذکر تھا اس سورہ میں اس سے ابتدا کی جاتی ہے تاکہ انسان کو پرہیزگاری اور خداترسی اور عبادت کی طرف کامل رغبت ہو اور دل میں خوف رہے اور انبیاء علیہم السلام جن کا ذکر سورہ انبیا میں ہوا تھا تصدیق اُنکی پیروی کرنیکی خواہش پیدا ہو کیونکہ دار آخرت کا مسئلہ اور اس عالم کے مفید و مضر کام بغیر حضرات انبیاء کے معلوم ہو نہیں سکتے اسلئے خدا تعالیٰ اُس ہولناک واقعہ کی خبر کس ہیبتناک عنوان سے بیان فرماتا ہے اور سب سے پیشتر رب سے ڈرنے اور تقویٰ کرنیکا حکم دیتا ہے فقال یا ایہا الناس اتقوا ربکم اول تو لفظ رب یہ چاہتا ہے کہ اپنے ہر روز کے مربی سے ڈرنا اور اسکی طاعت کرنا چاہیے مگر اسکے بعد ایک سخت مصیبت آنیوالی ہے اسکا ذکر کرکے اور بھی اس تقوے کے حکم کو موکد کرتا ہے گویا یہ جملہ ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم اسکی علت ہے کیونکہ اس سخت وقت میں انسان کو تقویٰ ہی امان دیگا۔ پھر فرماتا ہے یہ زلزلہ کس دن ہوگا اور اُس روز کیا حال ہوگا؟

فرماتا ہے یوم ترونہا کہ اوس روز حاملہ عورتوں کے اسکے خوف سے حمل گر جائینگے۔ اور دودھ پلانیوالیاں باوجود اسکے کہ بچہ سے بڑی محبت ہوتی ہے بچہ کو بھی اس پریشانی اور بدحواسی میں بھول جائینگے اور اس دہشت سے لوگ متوالے کی طرح بدحواس ہونگے اور درحقیقت نشہ نہوگا عذاب الٰہی کی بدحواسی ہوگی۔

یہ زلزلہ قیامت کے روز ہوگا جس روز صور پھنکیگا۔ پہاڑ اُڑتے پھرینگے زمین کپکپا دیگی ایک آپا دھاپی ہوگی کہ الٰہی توبہ۔ اہل ایمان میں سے اس وقت روئے زمین پر ایک بھی باقی نہ رہیگا پہلے ہی اُٹھ جائینگے اشرار بدکردار رہ جائینگے جو اس کو دیکھینگے۔ پھر تمام دنیا نیست ہوکر دوبارہ ایک اور عالم پیدا ہوگا نیا آسمان نئی زمین قائم ہوگی لوگ جی اُٹھینگے حشر برپا ہوگا۔

ومن الناس من یجادل الخ مکہ کے مشرک اس بیان کو سنکر جھگڑنے لگے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے اور جھگڑا بھی بے دلیل یہ محض شیطانی وسوسہ ہے ابن ابی حاتم نے ابی مالک سے روایت کی ہے کہ نضر بن حارث نے اللہ کے امر یعنی قیامت کے معاملہ میں جاہلانہ گفتگو کی تھی جسکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے حق میں فرمایا۔

ویتبع کل شیطان مرید کہ وہ ہر ایک شیطان راندۂ درگاہ کی پیروی کرتا ہے اسمیں انکے گمراہ کنندہ لوگ بھی آگئے اور ابلیس بھی جسکے لیے یہ مقرر ہوچکا ہے کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو راہ راست سے بہکا کر جہنم کی طرف لیجائیگا پھر اس کمبخت کو کیا ہوا جو ہادی برحق سے جھگڑکر مضل کی پیروی کرتا ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ قیامت ہونے پر دو دلیل پیش کرتا ہے **اول دلیل** یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقناکم الی قولہ تعالیٰ لکیلا یعلم من بعد علم شیئا کہ اگر تم کو قیامت کے روز مرکر جی اُٹھنے میں شک ہو تو تم اس بات کو دیکھو کہ ہم نے تمکو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ تمہارے جد امجد آدم کو مٹی سے بنایا کہ جسکی تم نسل ہو یا یوں سمجھو کہ تم نطفہ سے پیدا ہوتے ہو جیسا کہ اسکے بعد خود ہی فرماتا ہے ثم من نطفۃ اور نطفہ غذاؤں کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر نطفہ کو جو پانی کا ایک قطرہ ہے خون بنا دیتے ہیں پھر اس خون کو گوشت کا لوتھڑا پھر اسمیں کسی کے پورے ہاتھ پاؤں و دیگر اعضا لگاتے ہیں کسی کو ناقص رکھتے ہیں غیر مخلقۃ یا یوں کہو کہ بعض لوتھڑے ناقص کے ناقص ہی رہ کر باہر گر جاتے ہیں لنبین لکم تاکہ تمکو معلوم کرائیں کہ یہ اس قادر مطلق کی صنعت ہے جسنے طبیعت کو آلہ بنا دیا ہے ورنہ طبیعت کے لئے کونسا امر مرجح تھا کہ ایک قطرہ یا یکساں خون یا گوشت کا لوتھڑا سب کی ایک طبعیت پھر اسمیں سے کسیکو لڑکی کسیکو بیٹا بنائے کسی کو سر کسی کو ہاتھ آنکھ ناک اور اُن میں یہ یہ دوراندیشیں مدنظر رکھے پھر رحم میں جسکو جتنی مدت چاہتے ہیں ٹھہراتے ہیں پھر بچہ بناکر اس نطفہ کو باہر لاتے ہیں پھر کسی کو لڑکپن میں کسیکو جوانی میں کسیکو اسی عمر طبعی تک پہنچا کر مارتے ہیں کہ وہ علم و دانش جاکر پھر نادان بچوں جیسا ہوجاتا ہے پس جو ان باتوں پہ قادر ہے کیا وہ انسان کو بارد گر زندہ نہیں کرسکتا؟ بیشک کرسکتا ہے اور ضرور کریگا

دوسری دلیل وتری الارض ہامدۃ سے لیکر آخر تک۔ کہ زمین خشک ہوتی ہے پھر ہم اپنی قدرت سے پانی برساتے اور ایک پانی ایک ہی زمین سے گوناگوں جڑی بوٹیاں اُگاتے ہیں اور ہماری اس قدرت کاملہ کا تماشا اکثر دیکھتے ہو پھر کیا ہم ماء الحیات برسا کر انسان کو نباتات کی طرح بارد گر پیدا نہیں کرسکتے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کے [لہ] معاملہ میں حق سے موںہہ موڑ کر بغیر علم و ہدایت اور بغیر کتاب روشن کے اسکے رستہ سے گمراہ کرنیکے لئے جھگڑا کرتے ہیں۔ اس کو دنیا میں بھی رسوائی ہے اور

نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى

قیامت کے دن بھی اسکو عذاب دوزخ کا مزہ چکھائینگے اس کو کہا جائیگا یہ تیرے عمل بد کا بدلہ ہے جسکو تیری دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور اللہ بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کی

حَرْفٍ [سہ] فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

عبادت کیا کرتے ہیں دکنی الگ تھلگ۔ پھر اگر اسکو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اسپر جمارہا۔ اور اگر کچھ تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل اولٹا پھر گیا اسنے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔ یہہ ہے وہ صریح خسارہ

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

اللہ کو چھوڑ کر اسکو پکارتا ہے جو نہ اسکو ضرر دے سکے اور نہ فائدہ۔ یہی تو وہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے۔ اسکو پکارتا ہے کہ جسکا ضرر اسکے نفع سے نزدیک تر ہے۔ ایسا آقا بھی برا اور رفیق بھی

ع

قیامت کے دلائل بیان کرکے پھر انہیں بیہودہ لوگوں کے جاہلانہ حجت و مجادلہ کا ذکر فرماتا ہے۔ فقال ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر بعض کہتے ہیں پہلی آیت ومن الناس الخ نضر بن حارث کے حق میں اور یہ ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں دونوں جگہ نضر مراد ہے محض ذم کے مبالغہ کے لئے اسکا اعادہ کیا۔ انسان کسی مقصد پر جو حجت قائم کرتا ہے یا کوئی عقیدہ دل میں جماتا ہے تو یا تو علم بالبدیہیات یا استدلال و نظر سے یا وحی والہام سے پھر جسکو یہ تینوں باتیں کسی بات کی طرف ہدایت نکریں اور وہ اسپر جھگڑے تو سخت نادان ہے بغیر علم میں بدیہیات اور ولاہدی میں نظریات اور ولاکتاب منیر میں الہام حق کیطرف اشارہ ہے کہ اسکے پاس ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ پھر اسکا یہ فعل محض تکبر اور لوگوں کے گمراہ کرنے کے لئے ہے ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ ثنی العطف کبر وخیلاء سے عبارت ہے۔ اب اسکی سزا بیان فرماتا ہے اسکے کبر و غرور کے بدلہ میں لہ فی الدنیا خزی کہ خدا تعالیٰ اسکو دنیا میں بھی خوار و ذلیل کریگا چنانچہ نضر بن حارث اور ابو جہل کس ذلت کے ساتھہ بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور کتوں کی طرح سے انکی لاشیں کھنچوا کے ایک گڑھے میں ڈالدی گئیں اور اسی طرح سب سرکشوں کا یہی حال ہوا ہے اور ہوگا۔ اور اس جاہلانہ مجادلہ کی سزا میں ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق قیامت کے روز عذاب جہنم کا بھی مزہ چکھائینگے اور یہ اسی کے عمل کا بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

انبیاء علیہم السلام قیامت کے حالات بیان فرما کر انسان کو دار آخرت کی بہلائی کے لئے اپنی طرف بلایا کرتے ہیں پھر اس شخص کی سخت حماقت ہے کہ اس رستہ کو دنیا کے فوائد حاصل کرنے کے لئے اختیار کرے دنیا کے نفع و نقصان تو انسان کے ساتھہ ہر حال میں رہتے ہیں [سہ] چنانچہ حضرت کے عہد میں ہی بعض بیوقوف اسلئے اسلام میں آئے تھے اسلئے انکی برائی بیان فرماتا ہے فقال ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں ایسے بھی لوگ آتے اور اسلام لاتے تھے کہ اگر اسکے لڑکا پیدا ہوا اور اسکے مواشی کے بچے ہوئے تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور جو ایسا نہ ہوتا تو کہتا کہ یہ دین برا ہے اسپر یہہ آیت نازل ہوئی حرف کے معنی طرف یعنی شک و تردد کے ہیں دنیا میں تو اسپر قضا و قدر سے مصیبت آہی رہی تھی ادھر خدا سے بھی پھر گئے دنیا بھی گئی دین بھی گیا ذلک ہو الخسران المبین یہ بڑا ٹوٹا ہے اب خدا کے در سے پھر کر اور معبودوں کی طرف رجوع ہوا ہے یہاں کیا رکھا ہے بجز نقصان کے؟ انکی عبادت و نذر و نیاز میں مال ضائع کرنا وقت کھونا وبال بت پرستی سر لینا اور بھی خسارہ اور ضرر ہے ان معبودوں کو قدرت ہی کیا ہے جو کسیکو نفع یا نقصان دے سکیں ایسا ہی بنصیب انکو والا ہے جو انکا رفیق بنا ہے اور ایسے ہی وہ لغو معبود باطل ہیں جنکے پوجنے میں نفع کی

جگہ ضرر ہی ضرر ہے

لہ یعنی بغیر علم و دلائل کے بغیر کسی کتاب سند ساطع کے باتوں کی جاہلانہ تکذیب کیا کرتے ہیں ۱۲ منہ

۲ قال المفسرون الحرف الشک واصلہ من حرف الشیء ای طرفہ مثل حرف الجبل والحائط فان القائم علیہ غیر مستقل ۱۲ منہ

سہ یہ کیا ہی سچ ہے کہ اگر کسی کو دنیا کا فائدہ حاصل ہوا تو دین راہ پر قائم رہے پھر اگر ذرا بھی کوئی تکلیف پہنچی فوراً پھر بیٹھے ۱۲ منہ

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ○ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ

بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور رسول نے اچھے کام کیے ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جسکو (حالت مایوسی میں) یہ گمان ہو کہ اللہ اسکی

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ○ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ

دنیا اور آخرت میں مدد نہ کریگا اسکو چاہیے چھت میں ایک رسّی لٹکائے پھر اس سے پھانسی لے کر مر جائے پھر دیکھے کہ اسکی تدبیر اسکے غصے کو دور بھی کرتی ہے اور ہمنے اسی طرح اس کو کھلی کھلی آیتیں بناکر نازل کیا ہے اور اسلیے

اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

کہ اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے وہ جو ایمان لائے ہیں اور وہ جو یہودی ہوگئے ہیں اور وہ جو صابی ہوگئے ہیں اور وہ جو نصاریٰ اور مجوس ہیں اور وہ جو مشرک ہیں بیشک قیامت کے دن اللہ ان میں باہم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

فیصلہ کردے گا البتہ اللہ کے سامنے ہر چیز حاضر ہے

منافقوں کی عبادت اور انکے معبودوں کا حال بیان فرماکر اسجگہ سچے ایمانداروں کی عبادت کا بیان فرماتا ہی اور ان کے معبود حقیقی کا وصف کرتا ہی کہ اللہ جو معبود حقیقی اور قادر مطلق ہی اپنے ایماندار نیکوکار بندوں کو مرنیکے بعد ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی کیونکہ اللہ جو چاہتا ہی کرتا ہی قادر مطلق ہے برخلاف انکے معبودوں کے کہ انکو نفع وضرر کا کچھ بھی اقتدار نہیں +

من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ میں ان منافقوں کیطرف روئے سخن ہے کہ جو خدا تعالی کی عبادت تردد اور شک سے کرتے ہیں کہ جہاں کوئی دنیا کا فائدہ معلوم ہوا تو جمے رہے کوئی تکلیف آپڑی تو اللہ سے پھر کر باطل معبودوں کی طرف متوجہ ہوگئے کہ بھلا وہ ان معبودوں کیطرف متوجہ ہوکر تو اپنا کام بنالیں اور دیکھیں ان کے دل کا غصہ جو خدا پر ہے کسطرح سے نکالتے ہیں وہ جیسی چاہیں تدابیر کرلیں جس قدر چاہیں زور لگالیں حتی کہ آسمان کی طرف یا اپنے گھر کی چھت میں (کیونکہ السماء سے سماء البیت بھی مراد ہوسکتا ہے کوئی رسّی لٹکاکر اس سے گلا گھونٹ کر مرجاویں۔ پھر دیکھیں کہ اس تدبیر سے بھی ان کے دل کا غصہ نکلتا ہے؟ یعنی ہزار تدبیریں کریں کچھ نہوگا خدا ہی نہ چاہے تو کیا ہوسکتا ہی۔ یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ ینصرہ کی ضمیر مَن کیطرف رجوع کی جائے جیساکہ سیاق چاہتا ہے۔ مگر ابن عباس وکلبی ومقاتل وضحاک وقتادہ وابن زید وسدی وفراء وزجاج اسکو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں اسکا بول بالا کرکے اور آخرت میں اسکا درجہ بلند کرکے اسکی مدد نہ کرے گا اور اسیلیے وہ اسلام کے قبول کرنے میں تردد کرتا ہے جیساکہ مقاتل کہتے ہیں یہ آیت غطفان اور اسکے چند لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہتے تھے کہ ہمکو خوف ہی کہ خدا محمدؐ کی مدد نہ کرے تو ہم اپنے حلیفوں سے بھی گئے گزرے ہوئے یا جو آنحضرتؐ سے حسد رکھتے ہیں اور حسد کے مارے یہ خیال کرتے ہیں تو انکو چاہیئے کہ جیسا دل چاہے ویسی تدبیر اور داؤ کرلیں یہاں تک کہ کوئی رسّی لٹکاکر اس سے گلا گھونٹ کر مرجاویں یا رسّی کے ذریعہ سے آسمان پر پہنچ جائیں تب بھی کچھ نہوگا خدا اپنے رسول کی دنیا و آخرت میں مدد کریگا اور کریگا۔ کیونکہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں ان اللہ یفعل ما یرید یا کوئی ایسا سبب پیدا کریں کہ جس سے آسمان پر چڑھ جاویں اور وہاں سے ناکام ہونے پر گر کر مرجاویں لیقطع کے یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں سبب کے معنی رسّی کے اور وسائل کے بھی ہیں بعض کہتے ہیں کہ بعض مسلمان حضرت کے فتوحات اور غلبہ میں دیر ہونے کی وجہ سے خفا اور دل تنگ ہوا کرتے تھے اس آیت میں انکی طرف اشارہ ہی کہ وہ جو چاہیں کرلیں انکی تدابیر سے کچھ نہوگا خدا ایک وقت پر مدد وفتح حضرت کی کرے گا۔

تمام قرآن کو آیات بینات بناکر ہمنے یوں ہی نازل کیا ہو رہی ہدایت سو وہ ہر ایک کے حصہ میں نہیں خدا جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہی۔ گو دنیا میں اکثر یہ چھ فریق ہیں اوّل اہل اسلام جنکو الذین آمنوا سے تعبیر کیا دوم یہودی سوم صابی چہارم نصاریٰ پنجم مجوس ششم مشرکین اور انہیں سے ہر ایک اپنے تئیں ہدایت پر کہتا ہی مگر دراصل ہدایت پر وہی فریق ہے کہ جسکو خدا نے ہدایت دی یعنی اہل اسلام۔ رہی انکی یہ قیل وقال سو اسکا قیامت میں اللہ آپ فیصلہ کردے گا اسکے سامنے ہر چیز ہے وہ سب کچھ جانتا ہے

[illegible] حال
[illegible] قائل نہیں جیسے
[illegible] انبیاء کے قائل ہیں یہاں ہیں
مشرکین اور جو [illegible]
[illegible] انبیاء کے [illegible]
[illegible] اسلام اور یہود و نصاریٰ
[illegible] جو یہود و نصاریٰ
اور صابئین [illegible]
[illegible] ١٢
[illegible] ١٢

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ

(اے مخاطب) کیا تونے نہیں دیکھا کہ آسمان والے اور زمین والے اور آفتاب و ماہتاب اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے آدمی اللہ کے

السجدۃ

وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۖ فَالَّذِينَ

آگے جھکتے ہیں اور بہتیرے وہ بھی ہیں کہ جنپر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسکو کہ اللہ ذلیل کرے پھر اُسکو کوئی عزت نہیں دے سکتا بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ دونوں فریق مخالف جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں پھر جو

كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۖ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ

منکر ہیں اُنکے لیے تو آگ کے کپڑے قطع کیے گئے ہیں اُنکے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا کہ جس سے جو کچھ اُنکے پیٹ میں ہے (انتڑیاں وغیرہ) اور اُنکی کھال جھلس جائیگی۔ اور اُن پر لوہے کے

ع ٣ ١٢ ٩

حَدِيدٍ ۝ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

گرز پڑیں گے جب گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہینگے تو پھر اُسمیں دخل کیے جاوینگے۔ اور کہا جاویگا دوزخ کا عذاب چکھو

(تفسیر)

من فی السموٰت پر معطوف ہے تفصیل کیلئے بصب جملہ مستانفہ اور خبر ثانی بھی ہوسکتا ہے کثیر مبتدا ہے من الناس صفت خبرہ مطیعون محذوف اور بعض کہتے ہیں پہلے فرمایا تھا اللہ ہر چیز جانتا ہے جس سے اسکا علم و ادراک کامل ثابت ہوا تھا جو یفصل بینہم یوم القیامۃ قیامت کے فیصلے کے لیے ضروری ہے اب یہاں الم تر سے قدرت و جبروت کا ثبوت کرتا ہے کہ اُسکے آگے تمام کائنات سرنگوں ہے، اور جسکو وہ ذلت دیتا ہے کوئی اُسکو عزت نہیں دیسکتا اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت کردیا کہ جو لوگ اسکے سوا اوروں کو پوجتے ہیں (جیسا کہ مشرکین جن کا ذکر اگلی آیتوں میں آیا تھا) محض بیوقوف ہیں نہ اور کسیکو وہ علم ہے جو اللہ کو ہے نہ اُسکی مانند کسیکو قدرت و سلطنت ہے اور قیامت میں فیصلہ کرنیکے لیے یہی دو وصف ضروری ہیں اسلیے اپنے فیصلہ کرنیکا ثبوت کردیا کہ ہم قادر مطلق ہیں ہمارے آگے ہر ایک سرنگوں ہے تمہارے معبود وہاں کیا کرسکینگے؟ اور یہاں بھی وہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الم تر سے مراد الم تعلم یعنی تو کیا نہیں جانتا مراد یہ کہ اے مخاطب تجھے خوب معلوم ہے دلائل براہین قدرت میں نظر کرنیسے۔ چونکہ یہ بات بہت ظاہر تھی اسلیے الم تر سے تعبیر کیا۔ یسجد لہ سجدہ کرنیسے مراد مسخر اور سرنگوں ہونا۔ اور یہ ظاہر ہے کسلیے کہ تمام عالم ممکن ہے اور ممکن کو جس طرح اپنے حدوث سے واجب تعالیٰ کیطرف احتیاج ہے اسیطرح بقا میں بھی۔ پس ہر چیز کا ہمہ وقت اسکا محتاج رہنا اسکے آگے سجدہ کرنا ہے۔ من فی السموٰت ومن فی الارض اگرچہ جملہ علویات و سفلیات داخل ہیں لیکن ان مشرکین کے معبود کہ جو نزول قرآن کیوقت موجود تھے مفصلہ ذیل تھے اسلیے تعمیم کے بعد انکی تخصیص کیگئی الشمس والقمر والنجوم آفتاب اور چاند اور ستارے اکثر فرقہ صابیہ اور مجوس اور ہنود کے معبود ہیں انکے مرشدوں نے انہیں اشیاء کو پیکر نورانی سمجھکر انکی عبادت کو تقرب الٰہی کا ذریعہ بنایا اور بعد میں انہیں کو قاضی الحاجات سمجھنے لگے پھر انکے نام بت انکی مناسب دہاتے کے بنائے اور بڑے بڑے شاندار مکان بنا کر انکی پرستش کرنے لگے یونانی بھی ایسا ہی کرتے تھے پھر اُنسے اُترکر والجبال پہاڑوں کے پتھر پوجنے لگے ہنود اور عرب کے معبود پتھروں کے اور پہاڑوں کی دھات تانبے پیتل کے تھے والشجر والدواب یہانتک کہ ہنود درختوں اور چارپایوں کو بھی پوجتے ہیں پیپل کا درخت اور گائے بیل بھی انکے معبود ہیں وکثیر من الناس بہتیرے آدمیوں کو بھی پوجتے ہیں راجہ رامچندر و کرشن و ہنومان و مہادیو و بشن و برہما یہ سب انسان تھے جنکو ہندو پوجتے ہیں اسیطرح عرب کے مشرکوں نے لات منات اساف نائلہ ذی الخلصہ ہبل وغیرہ انسانوں کی مورتیں بنا رکھی تہیں انکو ہی قاضی الحاجات و دافع البلایا جانتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے مصائب کیوقت انکو پکارتے تھے انکی دوہائی دیتے تھے فرماتا ہے یہ سب چیزیں تو اللہ کے آگے جھکتی ہیں اُسیکے آگے سر جھکاتی ہیں باخدا انسان کہ جنکو پوجتے ہیں بالاختیار اللہ کو سجدہ کرتے تھے اور کرتے ہیں باقی یہ سب اشیاء اپنے وجود اپنے بقا میں ہر دم اُسیکی طرف محتاج ہیں اور اُسکے حکم تکوینی کے مسخر ہیں۔ یہی انکا جھکنا اور سجدہ ہے۔ پھر انکے مالک و خالق کو چھوڑ کر ان کو پوجنا کونسی عقلمندی ہے مگر آدمیوں میں سے ایسے بھی بدبخت اور بدعقل اور ذلیل ہیں کہ حق علیہ العذاب کہ باختیار خود اُسکے آگے نہیں جھکتے اُسکی مخلوق کے آگے جھکتے ہیں۔ ان ذلیلوں پر عذاب الٰہی ثابت ہوچکا ہے اور ذلت نوشتۂ ازلی ہے ومن یہن اللہ فما لہ من مکرم۔ کیونکہ جن کو وہ ذلت دے اُسکو کون عزت دے سکتا ہے اور اس فعل میں خدا کو کون پوچھ سکتا ہے وہ فاعل مختار ہے اپنی حکمت و مصلحت سے

ف ١ بخاری و مسلم وغیرہ نے ابو ذر رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حمزہ و عبیدہ و علی رض اور عتبہ و شیبہ و ولید بن عتبہ کے حق میں نازل ہوئی جنگ بدر کے روز یہ دونوں فریق اسلام کے میدان جنگ میں صف سے نکل کر لڑے اور حاکم نے بھی حضرت علی سے یوں ہی نقل کیا ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں اور ہمارے مقابل مبارزوں کے حق میں نازل ہوئی ہے مراد یہ کہ اس سے ہم ہی مصداق ہیں ١٢ منہ

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۱۰ وَلِبَاسُهُمْ

البتہ اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے باغوں میں داخل کرے گا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہاں انکو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں اُنکا لباس

فِيهَا حَرِيرٌ ○ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيدِ ○ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ریشمی ہوگا۔ اور یہ وہ ہیں جن کو اچھی بات کیطرف رہنمائی کی گئی اور عمدہ رستے کی اُنہیں ہدایت کی گئی۔ وہ جو منکر ہیں اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں

الَّذِي جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ○ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرٰهِيمَ مَكَانَ

کہ جسکو ہم نے سب لوگوں کے لیے مسجد بنایا وہاں اُس جگہ کا رہنے والا اور باہر والا دونوں برابر ہیں اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہیگا تو ہم اُسکو دکھ دینے والا عذاب چکھاوینگے اور یاد کرو جبکہ ہم نے ابراہیم کیلیے کعبہ کی

الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ○ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلٰى كُلِّ

جگہ معین کر دی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسیکو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور قیام کرنیوالوں اور رکوع سجود کرنیوالوں کے لیے پاک کر اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے کہ تیرے پاس لوگ پا پیادہ اور پتلے دبلے

ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ○

اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز رستوں سے چلے آئیں گے۔

جو چاہے کرتا ہے اب یہ دو فریق ہو گئے ایک ذلیل جو اپنی مثل مخلوق کو پوجتے ہیں دوسرے عزت دار جو اللہ کے سوا کسیکو بھی نہیں پوجتے۔ اب دونوں فریق کا کیا حال ہے ہٰذان خصمان اختصموا فی ربہم وہ یہ کہ آپس میں اپنے رب کے معاملہ میں باہم اختلاف کرتے ہیں۔ ذلیل فریق خدا میں عجز و حدوث کے اوصاف رذیلہ اپنے قیاس سے ثابت کرتا ہے کہ وہ سب کام آپ نہیں کر سکتا۔ اُسنے ان اشخاص اشیاء کو یہ کام بانٹ دیئے ہیں اسلیئے ہم انکو پوجتے اور پکارتے ہیں۔ فریق عزت دار اُسی کو قادر مطلق اور جملہ کاموں کا کرنے والا سمجھتا ہے وہی علام الغیوب ہے ہر ایک کی پکار بھی وہی سنتا ہے اور سُن کر قضاء حاجت بھی کرتا ہے کیونکہ علیم بھی ہے رحیم بھی ہے بخلاف مخلوق کے۔ اسکے بعد آپ ہی دونوں فریق کا انجام کار بتلاتا ہے۔ فریق ذلیل کا انجام ان آیات میں ہے۔ فالذین کفروا کہ اُنکے لیے جہنم کے کپڑے تیار ہیں گرم پانی اور لوہے کے گرز اور وہاں سدا رہنا ہے۔ اگلی آیات میں فریق عزت دار کا انجام بیان فرماتا ہے۔

ان اللہ میں اُس دوسرے فریق کا ذکر ہے کہ اللہ انکو بھی بہشتوں میں داخل کریگا کہ جنمیں نہریں بہتی ہونگی اور وہ اُسمیں جڑاؤ زیور اور موتی اور ریشمی لباس پہنینگے۔ پھر اُن اہل ایمان کے وصف میں فرماتا ہے وہدوا الی الطیب من القول کہ یہ باتیں انکو اسوجہ سے نصیب ہونگی کہ دنیا میں اللہ کیطرف سے انکو اچھی بات اور عمدہ رستہ کی ہدایت کی گئی تھی اچھی بات کہ جس کو قول طیب سے تعبیر کیا کلمۂ پاک لا الٰہ الا اللہ یا قرآن مجید ہے اور عمدہ رستہ دین اسلام ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جنت میں جا کر اچھی باتیں کہنا ہے اسکی حمد و ثنا۔ گویا اسمیں روحانی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے۔ ان الذین کفروا ویصدون الخ یہاں سے اُس فریق نافرمان کے پھر چند اوصاف بیان فرماتا ہے بالخصوص اُنکے جو حضرت صلعم کے معاصر تھے کہ کفر کے علاوہ وہ لوگوں کو اللہ کے رستہ سے بھی روکتے ہیں یعنی اسلام اور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی سے۔ مشرکین مکہ ان لوگوں پر جو اسلام لاتے تھے بڑے ظلم و ستم کر کے انکو اسلام سے روکتے تھے اور بعض اسلام پر جھوٹے الزامات لگا کر اسکو رسوا کرنا چاہتے تھے جیسا کہ آجکل گمراہ فرقوں کے پیشوا کیا کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے

ف واذن فی الناس حسن اور اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ یہاں سے خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے پہلا کلام تمام ہو چکا یعنے اللہ تعالےٰ آنحضرتؐ سے فرماتا ہے کہ اے محمدؐ لوگوں میں حج کا اعلان کر دو وہ تمہارے پاس حج کرنے نزدیک و دور سے چلے آوینگے یہ آیت فرضیت حج کے لیئے ہے۔ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بھی جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے اسمیں انہیں کی طرف خطاب ہے کہ جب حضرت ابراہیم کعبہ تعمیر کر چکے تو ہم نے انکو حکم دیا کہ تو لوگوں میں حج کے لیے پکار دے تاکہ لوگ حج کو آویں۔ اسمیں یہ مراد ہے کہ اے قریش مکہ تم جو ان لوگوں کو مسجد الحرام سے روکتے ہو نہ صرف خدا تعالیٰ بلکہ اپنے بزرگ ابراہیم خلیل اللہ کی بھی خلاف کرتے ہو ۱۲ ف۳ یاتوک رجالا و علی کل ضامر۔ ضامر پتلی دُبلی اونٹنی۔ جو اونٹنیاں سواری کی ہوتی ہیں کثرت سفر سے دُبلی پتلی ہو جاتی ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ حج کو پاپیادہ یا اونٹنیوں کی سواری آوینگے بلکہ[۴]

[۴] عرب کی قوموں کے لحاظ سے یہ فرمایا جن کی سواری بیشتر اونٹوں ہی پر ہوتی ہے ورنہ مراد عموم ہے کہ ہر قسم کے لوگ آوینگے ۱۲

ف [illegible]

ع ۳
۱۰

ف [illegible]

ف [illegible]

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

تاکہ اپنے فوائد کے لیے حاضر ہوں اور تاکہ جو چارپائے خدا نے انکو دے رکھے ہیں انپر ایام مقررہ میں خدا کا نام یاد کیا کریں (یعنے قربانی کریں انکا نام لیا کریں) پھر انمیں سے آپ بھی کھاؤ اور

الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ

محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں (احرام کھولکر) اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں بات یہ ہے اور جو کوئی تعظیم کریگا اللہ کی محترم چیزوں کی سو یہ اسکے لیے

خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ

اسکے رب کے نزدیک بہتر ہے اور تمہارے لیے مواشی حلال کر دیے گئے مگر وہ جو تمکو پڑھ کر سنائے جاتے ہیں (مردار وغیرہ) پھر بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی دور رہا کرو۔ خاص اللہ کے

لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝

ہو رہو اسکے ساتھ کسیکو شریک کرنیوالے نہو اور جو اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہے تو گویا وہ اوپر سے گر پڑا پھر یا تو اسکو پرندے اچک لیجائینگے یا اسکو ہوا اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک دیگی

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ع

بات یہ ہے اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی حرمت مانتا ہے سو یہ دل کی پرہیزگاری ہے تمہارے لیے جانوروں میں ایک وقت معین تک فوائد ہیں پھر انکو قدیم گھر تک پہنچانا چاہیے

بھی روکتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابی سفیانؓ وغیرہ کے حق میں ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلعم کو عام حدیبیہ میں عمرہ سے روکدیا تھا۔ (کبیر) اگر حدیبیہ کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہو تو یہ صاف ہے ورنہ پہلے بھی وہ روکا کرتے تھے باہم لڑائی بھڑائی کے خوف سے لوگ بجز ایک خاص موسم کے نہیں آسکتے تھے اور جب اسلام پھیلا تو مسلمان قبائل کو تو انہیں سے روک ہی دیا تھا اسکے بعد مسجد الحرام کو وہ صاف بیان فرماتا ہے (۱) یہاں عاکف و مقیم و حاضر اور بادی (الطاری من البدو و ھو النازل الیہ من غربتہ۔ کبیر) یعنی مقیم و مسافر دونوں برابر ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مکہ کی سکونت میں اور وہاں کے ٹھیرنے میں سب برابر ہیں جو پہلے آوے اور ٹھیر جاوے وہی مستحق ہے اور یہی قتادہ و سعید بن جبیر کا قول ہے انکے نزدیک مکہ کے مکانات کا کرایہ لینا اور بیع کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ وہ زمین کسیکی ملک نہیں ہوسکتی اور یہی مذہب ابن عمرؓ اور عمر بن عبد العزیز و امام ابوحنیفہ رح و اسحاق حنظلی کا ہے انکی دلیل یہ آیت اور بعض احادیث ہیں۔ اس تقدیر پر مسجد الحرام سے مراد مکہ ہے۔ اور علماء کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ خاص حرم کسیکی ملک نہیں یہاں ہر ایک مقیم و مسافر کا نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں برابر حق ہے۔ اور مکہ کے مکانات کی بیع آنحضرت صلعم کے عہد میں برابر ہوتی تھی (۲) ومن یرد فیہ بالحاد الحاد لحد سے مشتق ہے بمعنی کجی۔ اسکی تفسیر میں چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں شرک مراد ہے بعض کہتے ہیں حرم میں شکار کرنا بعض کہتے ہیں کسیکو مارنا ستانا۔ مگر صحیح تر یہ ہے کہ عموماً ممنوعات مراد ہیں ان سب پر عذاب ہے۔ اسکے بعد اس مسجد کی تعمیر اور فرض کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ

واذ بوانا لابراھیم الخ کہ اس گھر کے بنانیکا ابراہیم کو ہمنے ہی حکم دیا تھا یہ جگہ خدا کی عبادت کرنیکے لیے مخصوص کر دی تھی کہ ایک عبادتخانہ بنا کہ جسکے اردگرد لوگ طواف کریں خدا کے گرد جسم کے اوپر اسطرح سے قربان ہوں اور خداپرست اسمیں کھڑے ہوکر نماز ادا کیا کریں اور رکوع کرنیوالے رکوع اور سجدہ کرنیوالے وہاں خدائے واحد کو سجدہ کیا کریں اور اس گھر کو پاک صاف کریں اور وہاں کسی قسم کی پرستش غیر اللہ کی نہوا کرے۔ اسمیں قریش مکہ پر تعریض ہے کہ تم ایسے نالائق مجاور ہو کہ تم نے اس گھر کو خلاف منشائے بانی بت خانہ بنا دیا اس نجاست سے گندہ کر دیا۔ اور ہمنے ہی ابراہیم کو حکم دیا تھا کہ پکار دے کہ خداپرست یہاں آکر حج کیا کریں۔ مراسم خداپرستی بجالائیں۔ اس صلا کے عام سے دور دراز سے خداپرست پاپیادہ اور سوار ہوکر کشادہ رستوں اور تنگ گھاٹیوں سے چلے آئینگے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے عرفات کی پہاڑی پر چڑھکر پکار دیا اسوقت سے یہ جشن خداپرستی قائم ہوا۔ یہ عرب کے جاہلوں کا بت پرستی کے لیے سالانہ میلہ نہیں ہے۔ اس کے بعد حج کے فوائد اور قربانی کے طریقے ارشاد فرماتا ہے۔

فقال لیشھدوا منافع لھم۔ حج کے منافع دو قسم کے ہیں **ایک** منافع دنیا۔ سو وہ بھی بے شمار ہیں۔ اول تمام اہل مذہب کا ایک جگہ جمع ہونا میل جول کرنا۔

(۲) ایک قوم کا دوسرے سے علم و ہنر میں مستفید ہونا۔ (۳) دور دراز کے صحیح صحیح حالات کا بہم پہنچانا (۴) پھر اس سے تجارت و دیگر امور دنیاویہ میں فوائد حاصل کرنا (۵) تجارت کے منافع سے مستفید ہونا۔ (۶) قوتِ اجتماعیہ اور اخوتِ دینیہ کا استوار کرنا (۷) جس بات پر تمام قوم کو اتفاق کرنا ہو وہاں اس متبرک جگہ میں اسکا بسہولت میسر آنا۔ (۸) سفر کا عادی ہونا ریاضت و مشقت و تجربہ حاصل کرنا وغیرہ۔ دوسرے فوائد دینیہ وہ بھی بہت ہیں۔ صدہا ہزارہا خدا پرستوں کا ایک جگہ جمع ہو کر دنیا میں آسمانی سلطنت کا نمونہ دکھانا (۲) ایک پر دوسرے کے انوار و برکات کا منعکس ہونا (۳) حضرت ابراہیمؑ رئیس الموحدین کی یادگار کا جلسہ خصوصاً انہیں کے عاشقانہ لباس و ہیئت میں اور تہلیل و تکبیر پہاڑوں پر پکارنا قربانی کرنا (۴) تمام خلائق کو یہ دکھا دینا کہ دنیا میں بھی ایک جماعت ہے کہ جو خاص اسکی پیرو ہے۔ جس سے عام طبائع پر توحید و خدا پرستی کا ایک ولولہ پیدا ہو وغیرہ۔ ان سب کی طرف اس جملہ میں مجملاً ایماء ہے۔ لیشہدوا منافع لہم۔ پھر بعض فوائد کی تفصیل فرماتا ہے فقال ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات کہ چند معین دنوں میں اللہ کا نام لیا کریں۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد قربانی کرنا ہے جسکا قرینہ علی ما رزقہم اللہ الخ ہے کیونکہ قربانی میں اللہ کا نام کسی چیز یعنی جانور پر ذکر کیا جاتا ہے تکبیر بسم اللہ واللہ اکبر کہی جاتی ہے اور یہ بھی اللہم منک والیک اور یہ بھی۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ٭

اکثر علماء کہتے ہیں۔ ایام معلومات سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے اور معدودات سے ایام التشریق اور یہ مجاہد و عطاء و قتادہ و حسن و سعید بن جبیر و ابن عباسؓ کا قول ہے اور اسیکو شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایام عرب کو زیادہ معلوم رہا کرتے تھے۔ اور اب بھی معلوم رہا کرتے ہیں۔ اسلیئے کہ انہیں کے آخر میں حج کا وقت ہے اور اسیطرح قربانی بھی انہیں ایام میں سے یوم النحر کو ہوتی ہے یعنی دسویں تاریخ۔ خلاصہ یہ ایام معلومات سے عشرہ ذی الحجہ کا مراد ہے اور اسکے جزو اخیر میں یہ قربانی دسویں تاریخ ہوتی ہے۔ عطاء کی روایت میں ابن عباسؓ سے یوں منقول ہے کہ ایام معلومات سے یوم النحر اور اسکے بعد کے اور تین روز مراد ہیں۔ کیونکہ یہ ایام قربانی کے لیے عرب میں معلوم و معین تھے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور اسیکو ابو مسلم نے پسند کیا ہے ٭

بہیمۃ الانعام بہیمہ ہر چارپائے کو کہتے ہیں خواہ بری ہو خواہ بحری۔ اس معنے میں یہ لفظ مبہم تھا پھر جب اسکے ساتھ الانعام لگا دیا تو تعین ہو گئی یعنے اونٹ گائے بیل۔ دنبہ بکرا (کشاف)

فکلوا منہا بعض کہتے ہیں یہ امر وجوب کے لیے ہے کیونکہ ایام جاہلیت میں بر رسم یہود یا از خود اپنی قربانی میں سے آپ نہیں کھاتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے دفع حرج کے لیئے مسلمانوں کو قربانی میں سے کھانے کا حکم دیا۔ لیکن اکثر علماء کہتے ہیں امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے یعنی ہدی تطوع و تمتعہ و قران میں سے آپ بھی کچھ کھاوے اور باقی فقیروں محتاجوں کو دیوے۔ پھر بعض کہتے ہیں نصف آپ کھاوے اور نصف کو تصدق کرے۔ بعض کہتے ہیں تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لیے ایک احباب و اقارب کے لیے ایک مساکین کے لیے۔ مگر جو قربانیاں کہ نذر یا کفارات یا حج کے جنایات میں کی جاتی ہیں انمیں سے بالاتفاق نہ کھانا چاہیئے سب کے تصدق کر دینا چاہیئے یہ مساکین کا حق ہے پہلی امتوں میں قربانیوں کو خواہ کسی قسم کی ہوں کھاتے نہ تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں آپ کھانے کی اجازت صرف اس قربانی میں ہے جو تطوعاً ہو۔ ثم لیقضوا تفثہم مبرد کہتے ہیں۔ تفث کلام عرب میں ناپاکی کو کہتے ہیں جو انسان کے لگی ہے جسمیں میل کچیل ناخنوں کا بڑھنا حجامت کا بڑھ جانا سب آگیا مراد یہ کہ حج میں قربانی کرکے احرام کھولدو حجامت بنواؤ نہاؤ دھوؤ میل کچیل دور کرو۔ لیقضوا اے لیزیلوا ازالتہ وسخہم۔ ولیوفوا نذورہم۔ اور جو کچھ ہدایا اور قربانیاں تم نے نذر مانیں ہیں انکو بھی پورا کرو۔ یا یہ مراد کہ حج میں جو چیزیں واجب ہوتی ہیں کہ جن بغیر حج پورا نہیں ہوتا جیسا کہ دم قران و تمتع وغیرہ انکو پورا کرو۔ نذورہم مواجب حجتہم والعرب یقول لکل من خرج عما وجب علیہ وفی بنذرہ وان لم ینذر اور ما ینذرونہ من اعمال البر فی حجہم (مدارک)

فوائد [illegible]

ضحیۃ قدمہم ان النبی علیہ السلام اکل من لحم ہدیہ وحسا من المرقۃ ہدایہ ۱۲ منہ واللہ اعلم

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۭ فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۭ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

اور ہر گروہ کے لیے ہمنے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ جو کچھ خدا نے انکو چارپایے عطا کیے ہیں اُنپر اللہ کا نام یاد کیا کریں پھر تم سب کا خدا تو ایک ہی خدا ہو پس اُسیکا حکم مانو اور (اے نبی) خدا سے عاجزی کرنیوالوں کو مژدہ دو انکو

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ

کہ جب اللہ کا نام ذکر کیا جاتا ہو تو اُنکے دل کانپ اُٹھتے ہیں اور اُنکو بھی (مژدہ سنا دو) کہ جب اُنپر مصیبت آپڑتی ہو تو اسپر صبر کرتے ہیں اُنکو بھی کہ جو نماز قائم کرتے اور ہمارے دیے میں سے کچھ دیا کرتے ہیں اور بیل اونٹوں کو

مِّنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ڰ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَاۗفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ

اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا تمہارے لیے اُن میں فوائد بھی ہیں پس اُنپر اللہ کا نام کھڑا کر کے لو (یعنے بسم اللہ کہہ کے ذبح کرو) پھر جب وہ زمین پر گر پڑیں تو اُن میں سے خود بھی کھاؤ اور صبر سے بیٹھے ہوؤں کو اور سوالی کو بھی کھلاؤ

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

اللہ نے انکو تمہارے لیے ایسا مسخر کر دیا تاکہ تم شکر کرو اللہ کو تو نہ اِن کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اُسکے پاس پہنچتی ہے اسطرح سے انکو تمہارے لیے مسخر کر دیا

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ ع

تاکہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اسپر کہ اُسنے تمکو ہدایت کی اور (اے نبی) نیکبختوں کو مژدہ سنا دو۔ بیشک اللہ حمایت کرتا ہو ایمان داروں کی اللہ کو کوئی دغاباز ناشکر پسند نہیں آتا۔

ولیطوفوا بالبیت العتیق قربانی کے بعد جو دسویں تاریخ منیٰ میں ہوتی ہے احرام کھول دیتے ہیں پھر اسکے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں جسکا اس جملہ میں حکم دیتا ہی بالاتفاق اس طواف سے مراد طواف واجب ہے جسکو طواف الزیارہ اور طواف الافاضہ کہتے ہیں۔ کعبہ کو بیت العتیق کہا عتیق قدیم اور پرانے کو کہتے ہیں سو کعبہ حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہی اس سے پرانا اور قدیم عبادت خانہ دنیا پر اَور کوئی نہیں۔ یہ احکام بیان فرما کر فرماتا ہو ذلک کہ بات یہی ہو جو بیان کی۔ یہ عرب کا محاورہ ہے ایک کلام تمام کرکے یہ جملہ بولدیا کرتے ہیں جسطرح ہٰذا۔ پھر فرماتا ہے کہ جو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کی رعایت کریگا تو یہ اُسکے لیے عند اللہ بہتر ہے ومن یعظم حرمات اللہ حرمات اللہ وہ اُمور کہ جنسے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے اور اُنکی تعظیم اُنسے بچنا ہے۔ زجاج نے کہا ہے حرمۃ وہ ہو کہ جسکے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا اور اس میں کمی کرنا حرام ہو بعض علما کہتے ہیں کہ اسجگہ حرمات اللہ سے مراد مناسک حج ہیں منجملہ اُنکے احرام میں شکار کھیلنا اور فحش باتوں کی ممانعت ہے اسلیے اسکے بعد احرام کے متعلق ذکر کرتا ہے واحلت لکم الانعام الا ما یتلیٰ علیکم کہ احرام میں تمھارے لیے سب چارپائے حلال ہیں انکو ذبح کرکے گوشت کھانا مباح ہے مگر وہ جو تمسے سورہ مائدہ میں بیان کیے گئے وہ درست نہیں۔ خنزیر وغیرہ اور وہاں وانتم حرم بھی فرمادیا ہے کہ جس سے یہ بات نکلی کہ ان چارپایوں میں سے جو وحشی جانور ہیں جن کا شکار کیا جاتا ہے محرم کے لیے اُنکا شکار کرنا ممنوع ہے ہاں غیر محرم شکار کرکے لادے تو کھالینا درست ہو۔

خلاصہ یہ کہ احرام کی حالت میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان حلال جانوروں کے گوشت کی بھی ممانعت ہو بلکہ حرام جانوروں کی اور شکار کرنے کی۔ یہ لب لباب ہے تمام احادیث و اقوال کا گوشت سے کیا پرہیز ہے۔ بچنے کی تو یہ چیزیں ہیں فاجتنبوا الرجس من الاوثان کہ بتوں سے بچو جو ناپاک چیز ہے اور اجتنبوا قول الزور اور جھوٹی اور لغویات سے بچو۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں قول الزور سے مراد جھوٹی گواہی ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد مشرکین کا وہ قول ہے جو حج میں کہا کرتے تھے۔ لاشریک لک لبیک [illegible] الخ پھر اخیر تک توحید کی تاکید اور شرک کی مذمت بیان فرماتا ہے اور مشرک کو اس بدنصیب سے تشبیہ دیتا ہے جو آسمان سے گرے اور پھر پرندے اس کی تکے بوٹی کرلیں یا ہوا سے کہیں دور جا پڑے مراد یہ کہ اسکا بالکل ستیاناس ہوگیا۔

قربانی کے جانوروں کو عرب اپنے ساتھ کعبہ میں لایا کرتے تھے یا پہلے بھیجدیتے تھے اور ایسے جانوروں کو کہ جن میں بیشتر اونٹ ہوتے تھے ہدی کہتے تھے

نسخہ داشت

ف یعنی ہر وقت اہل ایمان کہ یہ جو تم سے پہلے گزرے

ف ۵ ۱۲ اونٹ بیل (جلالین)

ف یعنی کھڑا کر دو ۱۲ منہ

ف صواف جمع صافۃ ای قراءۃ الجمہور اے اہنا قائمات قد صفت قوائمہا لان المسنون نحرہا قائمۃ ۱۲ منہ

اب ان جانوروں کی نسبت فرماتا ہے لکم فیہا منافع کہ تمہارے لیے ان میں فوائد رکھے ہیں انپر بوقت ضرورت سوار ہولینا یا بوقت حاجت انکا دودھ پینا درست ہے کب تک الیٰ اجل مسمّٰی ایک وقت مقرر تک یعنی ذبح ہونے تک ثم محلہا الی البیت العتیق پھر وقت ذبح کا انکے منتہی ہوتا ہے کعبہ تک۔ کعبہ سے مراد حرم ہے یعنی پھر اسکو حرم میں ذبح کرنا چاہیے کیونکہ حرم کی زمین بھی یہی حکم رکھتی ہے (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں جبکہ فیہا کی ضمیر بہائم کیطرف رجوع کیجائے دو قول ہیں (۱) یہ کہ تمہارے لیے ان بہائم میں انکے ہدی مقرر کرنیسے پہلے منافع اور فوائد رکھے ہیں انسے بچے لو دودھ پیو انپر سواری کرو وغیرہ مگر جبکہ انکو ہدی مقرر کرچکو اور خدا کے نام پاک پر ذبح کرنیکے لیے انکو کعبہ روانہ کرو تو تب منافع حاصل نکرنے چاہئیں۔ یہ ابن عباس اور مجاہد و قتادہ و ضحاک کا قول ہے پھر اسمیں بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ بوقت ضرورت ہدی پر سوار ہولینا یا اسکا دودھ پی لینا کچھ مضایقہ نہیں ف۱ اور علماء احناف رح اسی طرف گئے ہیں اور یہی قوی ہے (۲) یہ کہ ہدی بنانیکے بعد بھی تمہارے لیے یہ منافع درست ہیں اور یہ قول مالک و شافعی و احمد و اسحاق رح کا ہے اس حدیث سے کہ جسکو ابوہریرہ رضہ نے روایت کیا کہ ایک شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو ہانکتے دیکھکر فرمایا کہ سوار ہولے اس نے عرض کیا کہ یہ ہدی ہے دوبار آپنے فرمایا اسنے بھی جواب دیا تیسری بار آپنے فرمایا کمبخت سوار ہوجا (رواہ مالک) مگر یہ حدیث فریق اول پر حجت نہیں ہوسکتی کس لیے کہ غالباً آنحضرت صلعم نے اس تاکید کے ساتھ اسکی ضرورت سمجھکر حکم دیا ہو۔

بعض مفسرین فیہا کی ضمیر شعائر کیطرف رجوع کرتے ہیں جس سے مراد مناسک و مشاہد مکہ مراد لیتے ہیں اور ثم محلہا الی البیت یعنے احرام کھولنے کا موقع بیت اللہ ہے طواف زیارت کرنیکے بعد **ف** اور جب ہدی روانہ کرچکے اور کسی دشمن کے خوف سے یا مرض کیوجہ سے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک خلافاً للشافعی رح کعبہ جانے سے رک جاوے تو ہدی کو کعبہ روانہ کردے اور جب معلوم کرلے کہ آج ہدی کی قربانی ہوگئی ہوگی تو احرام کھولدے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ امام شافعی رح فرماتے ہیں فوراً احرام کھولدے ہدی بعد میں ذبح ہوجاوے گی کیونکہ رخصت کا یہی مقتضے ہے (ہدایہ)

کوتاہ اندیش اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ اب بھی ہنود اور عیسائی قربانی پر اعتراض کرتے ہیں کہ کسی جانور کے ذبح کرنیسے کیا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے ناحق جانوروں کو مارتے ہیں یہ رسم جاہلیت ہے اسکا تحقیقی جواب تو اگلی آیت میں دیتا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم جسکی تشریح اب آگے چلکر ہم کرینگے لیکن الزامی جواب پہلے عنایت فرماتا ہے فقال ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علیٰ ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فالٰہکم الٰہ واحد فلہ اسلموا کہ تم سے پیشتر بھی ہمنے ہر قوم کے لیے رسم قربانی اللہ کا نام یاد کرنیکے لیے جاری کی ہے کچھ نئی بات نہیں حضرت موسےٰ اور یعقوب و اسحاق و ابراہیم علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی قربانی کا دستور خدا تعالیٰ ہی کیطرف سے تھا جیسا کہ اب تک اہل کتاب کی کتب میں پایا جاتا ہے اور اسیطرح ہنود کے ہاں بھی قربانیاں ہیں قدیم سے بلدان چلا آتا ہے پس تمہارا اے مسلمانوں اور انکا جدا جدا خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے جسنے انکو حکم دیا تھا اسنے تم کو بھی دیا پس اسکا کہا مانو قربانی کرو۔ اور اسپر خاص اللہ ہی کا نام لو۔ اور اسیطرح اسکی سب باتوں میں فرمانبرداری کرو اور اسکی پوری فرمانبرداری کرنیوالے کو مخبت کہتے ہیں اسلیے اسکے بعد مخبتین کے لیے آنحضرت صلعم کو مژدہ اور خوشخبری دینے کا حکم دیتا ہے بقولہ وبشر المخبتین پھر مخبتین کے اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے ذکر سے انکے دل کانپ اٹھتے ہیں پھر اسکے دو اثر ہیں اول سختیوں پر صبر کرنا خدا کے رستے میں بیماری تنگدستی و دیگر مصائب کی برداشت کرکے ثابت قدم رہنا یہ اول سیڑھی ہے اسلیے پہلے اسی کو ذکر کرتا ہے والصابرین علیٰ ما اصابہم دوم جان اور مال سے اسکی خدمت میں حاضر ہونا جان کی خدمت اہم ہے اسلیے پہلے اسکو ذکر کرتا ہے والمقیمی الصلوٰۃ نماز میں کامل درجہ کی جانی خدمت ہے اسکے بعد مالی اسکو اس جملہ میں ذکر کرتا ہے ومما رزقنٰہم ینفقون کہ وہ ہمارے دیے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں منجملہ اسکے قربانی کرنا ہے اسمیں فی الجملہ جواب تحقیقی بھی آگیا کہ قربانی اسلیے ہے اور اسلیے اسکے بعد پھر قربانی کا ذکر شروع کرتا ہے بقولہ والبدن جعلنٰہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر البدن جمع بدنۃ کخشب و خشبۃ اس سے شافعی کے نزدیک مراد وہ اونٹ ہیں کہ جو قربانی کیلئے حرم کیطرف بھیجے جاویں اور انکے بڑے بدن ہونیکی وجہ سے ان کو بدنہ کہتے ہیں

ف۱ لیکن دودھ کی قیمت کا اندازہ کرکے صدقہ دینا پڑیگا وان ... فی الحاجۃ تصدق بمثلہ او قیمتہ لانہ مضمون علیہ ہدایہ ۱۲ منہ

ف۲ انکے نزدیک یہ اجازت مخصوص ہے اس شخص سے ... ۱۲ منہ

ف قربانی پر اعتراض اور اسکا جواب

ف۴ شعائر اللہ من اعلام دینہ ان کو اسلئے شعائر کہا کہ انکے کوہان میں بوقت ہدی بنانے نشان کردیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہدی ہے معالم التنزیل ۱۲ منہ

اور امام مالک وابوحنیفہ علما رگائے بیل کو بھی بدنہ کہتے ہیں گرچہ بکری کی بھی حج وعمرہ میں قربانی جائز ہے لیکن اسکے صغر جسم سے اسکو بدنہ نہیں کہتے (کبیر) مگر یہاں بدنہ سے اونٹ ہی مراد ہے کہ یہ جانور تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اسنے ایسا بارکش اور عجیب الخلقہ جانور تمہارے لئے کیسا مسخر کر دیا لکم فیہا خیر تمہارے لئے اسمیں بہت کچھ منافع رکھے ہیں۔ پس ایسی پیاری چیز کو کہ جسکو عرب جان کی برابر عزیز رکھتے ہیں اپنی جان قربان کرنیکی عوض اسکی قربانی کرو فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف کہ اسکو کھڑا کر کے پاؤں باندھکر اسپر اللہ کا نام لو ذبح کی تکبیر پڑھو بسم اللہ واللہ اکبر اور اسطرح سے قربانی کرنیکو نحر کہتے ہیں ہدایہ میں ہے والافضل فی البدن النحر وفی البقر والغنم الذبح کہ بدنہ کے لئے نحر افضل ہے اور گائے بکری کے لئے ذبح کرنا افضل ہے لقولہ تعالے فصل لربک وانحر آنحضرت صلعم نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے اگر ٹھہا کر بھی ذبح کریگا تو جائز ہوگا جب نحر کر چکو اور وہ زمین پر گر پڑے یعنی جان نکل جاوے تو آپ بھی کھاؤ اور محتاجوں فقیروں کو بھی کھلاؤ فاذا وجبت جنوبہا الخ وجبت الجنوب کے معنی زمین پر گر پڑنا کہتے ہیں وجبت الحائط وجبۃ اذا سقطت علی الارض اطعموا القانع والمعتر قانع سے مراد وہ محتاج ہے کہ جو قناعت کرے اور لوگوں سے مانگتا نہ پھرے اور معتر وہ جو مانگتا پھرے غرض یہ کہ دونوں کو دو۔ اور خود بھی کھاؤ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اب اُس جواب تحقیقی کو شروع کرتا ہے اور اسیکے ضمن میں ایک رسم جاہلیت پر تعریض کرتا ہے فقال لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم کہ اللہ کے پاس ان قربانیوں کا نہ تو گوشت جاتا ہے نہ خون بلکہ تمہارا تقوی پہونچتا ہے۔ صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے اس آیت کی شان نزول میں یوں لکھا ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب قربانی کر کے اسکا گوشت اور خون بتوں کے آگے رکھتے اور خون اونسے مل دیتے تھے اور اسیطرح کعبہ کی دیواروں کو بھی خون لگاتے تھے اس بات کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی کہ قربانیوں کا خون اور گوشت اللہ کو مطلوب نہیں یہ اسکے پاس نہیں جاتا ہاں اس قربانی سے تمہارا تقوی مطلوب ہے اور وہی اُسکے پاس جاتا ہے۔

قربانی کا جواب تحقیقی

اِس آیت سے جواب تحقیقی یوں نکلتا ہے کہ بندہ کا کمال اور اسکی سعادت یہ ہے کہ اپنے معبود حقیقی اور خالق کی دل سے محبت کرے اور طبائع بشریہ میں محبت کا اخیر مرتبہ اُسپر فدا اور قربان ہو جانا ہے اور اسیلئے اظہار محبت کے مقامات پر ایسی الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہی کہ تیرے قربان تجھپر فدا اور یہ بات حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے پروانہ کا شمع پر جلنا اظہر من الشمس ہی حقیقی قربانی تو فنا فی اللہ ہونا ہے جو خاصان خدا کا حصۂ خاص ہے مگر اپنی محبوب ترین چیز کا قربان کرنا بھی اسکے قایم مقام ہے اور اپنی نفس کے بعد انسان کو دو چیز زیادہ تر محبوب ہیں اولاد اور مال اسلئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی قربانی فنا فی اللہ کے بعد[1] اپنے پیارے فرزند حضرت اسمعیلؑ کی قربانی کا قصد مصمم کیا اور حج تو سراسر افعال عاشقانہ ہیں حضرت ابراہیم کا یادگار ہے اور نفس اور اولاد کا قربان کرنا ہر ایک کا کام نہیں مال ہیں سے حیوانات اونٹ بکری دُنبہ گائے جو مرغوب چیز ہیں اور انسان کیساتھ حیوانات میں شریک بھی ہیں اسلئے انکی قربانی جاری کیگئی۔ تقوی خدا کے پاس پہنچنے سے یہی مراد ہے۔ اسکے بعد فرماتا ہی کذلک سخرہا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہداکم کہ یہ جانور اسلئے تمہارے بس میں کر دئے گئے کہ تم اسکی رہنمائی کے موافق بوقت نحر یا ذبح اللہ کے نام کی تکبیر بیان کرو پھر اس دلیل کے بعد اسکے حکم ماننے والونکے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ دینے کا حکم دیتا ہے وبشر المحسنین خدا تعالے کیساتھ تقرب حاصل کرنا اعلی درجہ کا احسان یعنی نیکی ہے۔ پہلے ذکر تھا کہ کفار مسجد الحرام سے روکتے ہیں یہاں فضائل حج قربانی اور ایمانداروں کے اوصاف ذکر کر کے ایمانداروں کی حمایت[2] کا مژدہ سناتا ہے بقولہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا اور کافروں سے نفرت ظاہر کرتا ہے ان اللہ لا یحب کل خوان کفور پہلے ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا میں مسلمانوں کے لئے انکی حالت مظلومی پر مقابلہ کا اشارہ تھا مگر اسکے بعد بھی کفار قریش ظلم وستم سے باز نہ آتے تھے آنحضرت کے پاس مسلمان زخمی ہو کر اور پٹ کر آیا کرتے تھے اور شکایت کر کے مقابلہ کی اجازت چاہتے تھے مگر آپ فرماتے تھے کہ صبر کرو پھر جب آپ مدینہ میں گئے تو یہ آیت اذن للذین الخ نازل ہوئی یہ اجازت جہاد میں اول آیت ہے

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا ابن الذبیحین کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اس سے حضرت ابراہیم واسمٰعیل کیطرف اشارہ ہو تو بعید نہیں ۱۲ منہ

[2] یعنی اللہ تعالے تقریر میں بھی اور معاملات میں بھی ایماندار کی حمایت کرتا ہے اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار انکو غالب کریگا کفار روکنے کے قابل نہ رہینگے ۱۲ منہ

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقٰتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۭ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرُ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ

جو لوگ مارے جاتے ہیں انکو جہاد کی اجازت دی گئی کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ انکی مدد پر قادر ہے۔ وہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس کہنے سے کہ ہمارا رب اللہ ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع نہ کیا کرے تو تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھا دیجاویں کہ جن میں اللہ کی بہت یاد کیجاتی ہے اور بیشک اللہ کی مدد کریگا اللہ بھی اسکی مدد کریگا

مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

البتہ اللہ قوی زبردست ہے۔ یہ (مسلمان) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انکے ملک میں پاؤں جما دیں (یعنی حاکم کر دیں) تو نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور نیک بات کا حکم کیا کریں اور ہر بات کا انجام تو

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ وَإِنْ يُّكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُودُ ۝ وَقَوْمُ إِبْرٰهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝ وَّأَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوسٰى

اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اگر وہ تجھے بھی اے نبی آپکو جھٹلا دیا تو انسے پہلے بھی نوح کی قوم اور عاد و ثمود جھٹلا چکے ہیں۔ اور ابراہیمؑ اور لوط کی قوم بھی۔ اور مدین والے بھی جھٹلا چکے ہیں۔ اور موسےٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں

فَأَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ فَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا

پھر میں منکروں کو مہلت دی پھر انکو پکڑ لیا پھر دیکھا ہماری خفگی کیسی تھی اور بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں ہم ہلاک کر چکے ہیں جو اُلٹی پڑی ہوئی ہیں اور بہت سے کنوئیں

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَّعْقِلُونَ بِهَا أَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُونَ بِهَا ۚ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى

نکمے پڑے ہیں اور بہت سے مستحکم محل خراب پڑے ہیں۔ پھر وہ کیا ملک میں پھر کر دیکھ نہیں چکے پھر کہیں انکے دل ہی تو ہوں کہ جنسے وہ سمجھیں یا ایسے کان ہوں کہ جنسے وہ سنیں۔ پھر کچھ آنکھیں تو اندھی

الْأَبْصٰرُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ

ہو ہی نہیں جاتیں پر اندھے تو دل ہی ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں اور تجھسے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ تو ہرگز اپنے وعدہ کا خلاف نہ کریگا اور تمہارے رب کے نزدیک ایکدن تمہاری

رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۚ وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ ع ۶ ۱۳

گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے اور کتنی ایک ظالم بستیوں کو ہمنے مہلت دے رکھی تھی پھر انکو پکڑ لیا۔ اور میرے ہی پاس پھر کر آنا ہے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت مکہ ہی میں نازل ہوئی ہے اسمیں خاص ان لوگونکو جہاد کی اجازت ہے جو انکے ظلم و ستم سے ہجرت کرکے باہر جانا چاہتے تھے اور کفار انکو زبردستی سے روکتے تھے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے اور سبب اجازت بھی بیان کر دیا بانہم ظلموا کہ مسلمانوں پر ظلم کیا گیا اسلئے انکو اجازت ہے کہ مقابلہ کریں۔ اہل مدینہ و ابن عامر و حفص یقاتلون کو بفتح تا پڑھتے ہیں یعنی ان مومنوں کو اجازت ہے کہ جنسے کفار مقاتلہ کرتے ہیں لڑتے مارتے ہیں قتل کرتے ہیں پھر انکو وعدہ دیتا ہے کہ ان اللہ علی نصرہم لقدیر اللہ انکی مدد پر قادر ہے یعنی انکو غالب کریگا چنانچہ جب مظلوم مسلمانوں نے جہاد کی تلوار کھینچی تو سبکو زیر کر دیا اس کے بعد ان مسلمانوں کی حالت مظلومی بیان فرماتا ہے الذین اخرجوا من دیارہم الخ کہ جنکو جہاد کی اجازت دی گئی ہے یہ وہ مظلوم لوگ ہیں کہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں صرف اس جرم پر کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے ہیں اور اسکو شریک نہیں کرتے۔ اسکے بعد اجازت جہاد کا سبب بیان فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع الخ کہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ سے شریروں سرکشوں کے شر اور انکی سینہ زوری کو دوسرے لوگوں یعنی خدا پرستوں کے ہاتھ سے مٹاتا رہا ہے اگر ایسا نہ کرتا تو نہ اگلے انبیا کے عبادتخانے باقی رہتے نہ حال کے نبی کے عبادت خانے باقی رہیں نہ نماز و عبادت جاری رہے۔ صوامع جمع صومعہ۔ مجاہد و ضحاک کہتے ہیں صوامع رہبان کے عبادتخانوں کو کہتے ہیں قتادہ کہتے ہیں فرقہ صابئین کے عبادت گاہوں کا نام ہے و بیع جمع بیعہ نصاریٰ کے گرجے صلوات یہود کی نماز کی جگہہ مساجد جمع مسجد اہل اسلام کے عبادت گاہ۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا

اے نبی کہدو کہ اے لوگو میں جو ہوں تو صرف تمکو صاف صاف ڈر سنانیوالا ہوں۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو انکے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے

مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ

پست کرنے میں کوشش کی وہی دوزخی ہیں۔ اور ہمنے اے نبی تم سے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہیں بہیجا اور نہ نبی کہ اسنے جب کوئی تمنا کی ہو اور شیطان نے اسکے تمنا میں کچھ آمیزش نہ کی ہو پر اللہ

مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ

شیطان کی آمیزش کو دور کرکے اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیا کرتا ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان کی آمیزش کو اُن لوگوں کیلئے کہ جنکے دلوں میں مرض شک ہے اور جنکے دل سخت ہیں انکے لئے آزمائش بناوے

قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ

اور بیشک ظالم تو بڑے ضد میں پڑے ہوئے ہیں اور اس لئے بھی کہ علم والے اسکو حق اور اپنے رب کی طرف سے جانکر اسپر ایمان لاویں اور انکے دل اسکے لئے جھک پڑیں۔ اور اللہ

لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

ایمانداروں کو سیدہے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

ابو العالیہ کہتے ہیں صوامع نصاریٰ کے اور بیع یہود کے اور صلوات صابئیوں کے اور مساجد مسلمانوں کے عبادت خانے۔ بعض کہتے ہیں یہ سب مساجد مسلمین کے نام ہیں اوصاف مخصوصہ کے لحاظ سے یہ حسن کا قول ہے۔

ف خلفاء اربعہ کے فضائل

یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کو خدا نے محفوظ رکھنا یا تو اسلئے فرمایا کہ نسخ و تحریف سے پیشتر یہ مقامات متبرکہ تھے بعض کہتے ہیں بعد نسخ تحریف کے بھی انکی عزت فی الجملہ باقی ہے کسلئے کہ انمیں بھی تو اسہی کی عبادت کیجاتی ہے یہ بتخانے نہیں ہیں جہاں بتوں کی پرستش ہوتی ہو اور حسن کے قول کے موافق تو اس گفتگو کی ضرورت نہیں کیونکہ مساجد مراد ہیں۔ اسکے بعد مجاہدوں کو اپنی مدد کا بھروسہ دیتا ہے۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ کہ جو اللہ کی یعنی اسکے دین اور انبیا کی اعانت و حمایت کریگا خدا ضرور اسکی بھی مدد کریگا پھر ان ناصرین دین کے چند اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اگر اللہ کی مدد سے وہ زمین پر غالب ہو جاویں اور سلطنت و حکومت حاصل کریں تو (۱) نمازیں پڑہا کریں (۲) زکواۃ دیا کریں (۳) نیک باتوں کا حکم دیا کریں (۴) بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کریں۔ مطلب یہ کہ جب خدا ملک پر کسی قوم کو بصلہ حمایت دینی قابض و مسلط کرے تو انکو یہ باتیں عمل میں لانی چاہئیں نہ کہ عیاشی اور فسق و فجور میں مبتلا ہونا چاہئے کیونکہ انکے غالب و مسلط کرنے سے اللہ کا یہی مقصود ہے کہ زمین پر نیکی اور خدا پرستی اور عدل و انصاف قایم رہے اسلئے اس بات کو بطور پیشین گوئی فرمایا کہ وہ ضرور ایسا کرینگے چنانچہ آں حضرت صلعم نے اور آپ کے بعد خلفاء اربعہ نے دین الٰہی کی مدد کی جہاد کرکے مخالفوں کو سرنگوں کرنا چاہا خدا نے حسب وعدہ انکی مدد کی کہ انکو ملکوں کا مالک کر دیا پس بموجب پیشین گوئی اُن میں یہ سب خوبیاں موجود تھیں پھر انکو ظالم و غاصب کہنا کلام الٰہی کی تکذیب کرنا ہے۔

اور اسی لئے بعد میں فرما دیا وللہ عاقبۃ الامور کہ اللہ کو ہر بات کا انجام کار معلوم ہے وہ بصلہ حمایت دینی ایسے لوگوں کو ملک پر کیوں قابض کرنے لگا جو اقتدار پاکر فساد کریں۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہ مشرکین اپنی دولت و حشمت کے گھمنڈ پر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو کچھ رنج کی بات نہیں ہے آپ سے پیشتر قوم نوح اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیم اور لوط اور مدین کے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں مگر انجام کار ہمنے منکروں کو ہلاک کر دیا ملک میں پھر کر دیکھو کہ انکے بلند محل اور بڑے عمیق کنوئیں کیسے برباد پڑے ہیں۔؟

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ

اور منکر تو ہمیشہ اس سے شک میں پڑے رہیں گے یہانتک کہ ایکایک انپر قیامت آجاوے یا انکو نحس دن کا عذاب آلیوے ۔ اس روز اللہ ہی کی حکومت ہے وہی

ع ۱۷

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

فیصلہ بھی کردیگا۔ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اور جو منکر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں سو انہیں کو ذلت کا عذاب ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُم

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ مارے گئے یا خود مر گئے البتہ انکو اللہ عمدہ روزی دیگا۔ (آخرت میں) اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے البتہ اللہ ہی انکو ایسی جگہہ میں

مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ

پہنچاویگا کہ جس سے وہ خوش ہوجاویں گے۔ اور اللہ خبردار تحمل والا ہے۔ بات یہ ہے اور جو کسیلئے اسیقدر بدلہ لیا کہ جسقدر اسکو تکلیف دیگئی تھی پھر کسپر زیادتی کی تو اللہ اسکی مدد کریگا۔ البتہ اللہ درگذر کرنیوالا

غَفُورٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا

معاف کرنیوالا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کیا کرتا ہے اور اللہ سنتا دیکھتا ہے (یعنی قادر اور واقف ہے) یہ اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جنکو وہ

يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝

اسکے سوا پکارتے ہیں وہی غلط ہے اور بیشک اللہ ہی برتر بزرگ ہے (یعنی وہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے بخلاف جھوٹے معبودوں کے)

اسکو سنکر منکرین عذاب کے خواستگار ہوتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اللہ ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا اور عذاب کی جلدی کرنا اور اسکے انتظار کی مدت کو بہت شمار کرنا عبث ہے ہاں عذاب کے ایام البتہ بڑے سخت ایام ہیں وہاں کا ایکروز بوجہ سختی اور تکلیف کے جو منکرو نپر ہوگی جسکی مفصل کیفیت اللہ جانتا ہے وان یوما عند ربک تمہارے ہزار برس کے برابر ہوگا مصیبت کے ایام کی درازی ضرب المثل ہے۔ معالم میں ہے قال مجاہد وعکرمہ یوما من ایام الآخرۃ الخ کہ آخرۃ میں خدا تعالیٰ ایام کی ایسی درازی کریگا کہ وہاں کا ایکروز یہاں کے ہزار برس کے برابر ہوگا۔ بعض کہتے ہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ مہلت دینے میں ایکروز اور ہزار برس دونوں برابر ہیں کیونکہ وہ قادر ہے جب چاہے مواخذہ کرلے تاخیر سے اسکی وقوع میں تردد نکرنا چاہیئے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے۔ اسکے بعد فرماتا ہے اُنسے کہدو کہ تم کسلئے جلدی کرتے ہو میں تمہیں مطلع کرنے آیا ہوں کہ جو ایمان لاویگا نیک کام کریگا مغفرت اور دنیا و آخرت میں عزت پاویگا اور جو مقابلہ کریگا جہنم میں جاویگا میں نذیر ہوں بشیر ہوں نہ خدا ہوں نہ خدا کے گھر کا مالک و مختار کہ جو چاہو تمہاری خواہشوں کے موافق اسکو کر دکھاؤں اسلئے اس بات کی تائید کے لئے یہ کلام بعد میں صادر فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کہ اے محمد صلعم تم پر کیا موقوف ہے تمسے پیشتر جسقدر رسول اور نبی بھیجے گئے ہیں گو وہ معصوم تھے مگر بشر تھے خواص بشریہ سے خالی نہ تھے جب کبھی کسیلئے ان میں سے کوئی تمنی کی ہے یعنی کسی امر مہتم بالشان کیطرف توجہ تام کی ہے تو قوت متوہمہ نے جسکو شیطان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کچھہ نہ کچھہ اپنی خلط کردیا ہے۔ چنانچہ انہیں ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ ہجرت کرکے ایسے ملک میں گئے ہیں کہ جہاں نخلستان ہے پس قوت متوہمہ نے ملک یمامہ و ہجر کی طرف خیال دوڑایا حالانکہ مراد مدینہ تھا اسیطرح خواب میں دیکھا کہ حلق و قصر کرکے مکہ میں داخل ہوئے ہیں وہم نے کہدیا کہ اسکے سال میں یہہ واقعہ پیش آئیگا حالانکہ کئی سال بعد پیش آیا اسیطرح آیات میں جو مجملاً پیشین گوئیاں ہوتی ہیں انکی تعین میں قوت متوہمہ دخل معقولات کردیتی ہے۔ پس ایسی باتیں ضعیف الایمان اور سست اعتقاد اور ناپاک دل والوں کیلئے فتنہ یعنی آزمایش ہوجاتی ہیں وہ ڈگمگا جاتے اور شبہ کرنے لگتے ہیں اور اہل علم اور راسخ الاعتقاد اس بات کی حقیقت پر واقف ہوکر اسکو ایک بات من جانب اللہ جانکر اسپر ایمان لاتے اور دل میں خائف ہوجاتے ہیں

؎ یعنی [illegible] قرآن [illegible] ۱۲ منہ

؎ یعنی اس مظلوم کی جسپر ظلم کیا گیا تھا اور [illegible] [illegible] ۱۲ منہ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللّٰهَ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی برساتا ہے تو اس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ بیشک اللہ اپنے تدبیر میں مہربان اور انکے حال سے واقف ہی۔ اسیکا ہی جو کچھہ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی

ع ۸ ۱۵

لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا

وہ بے نیاز اور قابل ستایش ہے۔ اے مخاطب کیا نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے زمین کی چیزوں کو مسخر کر دیا اور کشتی کو بھی کہ جو دریا میں اُسکے حکم سے چلتی ہے۔ اور ایسے آسمانوں کو تھام رکھا ہے کہ اسکے حکم بغیر زمین پر نہیں گرتے

بِإِذْنِهِ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ۝

بیشک اللہ آدمیوں کے ساتھہ نہایت نرمی کرنیوالا مہربان ہے۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو ماریگا پھر وہی تمکو دوبارہ زندہ کریگا۔ البتہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنْ جَادَلُوكَ

ہمنے ہر قوم کے لئے ایک دستور مقرر کر دیا ہے کہ جسپر وہ عمل کرتے ہیں پس اس کام میں کوئی تمسے نہ جھگڑے۔ اور اب اپنے رب کیطرف لوگوں کو بلائے کیونکہ تم سیدھے رستہ پر ہو۔ اور اگر تمسے وہ جھگڑیں ہی

فَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

تو کہدو کہ جو کچھہ تم کر رہے ہو خدا اسکو جان رہا ہے۔ اللہ قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا جس چیز میں کہ تم باہم اختلاف کر رہے ہو۔ اے مخاطب کیا تو نہیں جانتا کہ جو کچھہ آسمان اور زمین میں ہے۔ اللہ سب کو جانتا ہے

إِنَّ ذٰلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

یہ سب کچھہ اسکے دفتر میں لکھا ہوا موجود ہے یہ اللہ پر آسان ہے۔ اور وہ اللہ کے سوا اسکو پوجتے ہیں کہ جسپر خدا نے ہی کوئی سند اتاری ہے اور نہ انکے پاس ہی کوئی اسکا علم ہے۔ اور ان ظالموں کا تو

مِنْ نَصِيرٍ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا

کوئی ہی مددگار نہوگا اور جبکہ انکو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں تو انکے چہروں پر اے نبی تمکو ناراضی معلوم ہوگی یہانتک کہ جو انکو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں قریب ہے کہ ان پر حملہ کر بیٹھیں

قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذٰلِكُمُ النَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

کہدو کہ کہو تو میں تمکو اس سے بھی سخت تر بات سناؤں وہ کیا ہے آگ کہ جسکا خدا نے منکروں سے وعدہ کر لیا ہے اور وہ کیا ہی بری جگہہ ہے

لہ نقوا ی مددگار ہوگا نہ وہ جنابی معبود جنکو وہ مددگار سمجھکر پوجتے ہیں ۱۲ منہ

ع ۹ ۱۶

مگر خدا تعالیٰ اس آمیزش کو دور کر کے جو امر حق ہے اسکو قایم رکھتا ہی جیسا کہ خود فرماتا ہی فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم آیات سے مراد وہی احکام حقہ ہیں جو رسولوں اور انبیاء کو القاء ہوتے ہیں اللہ آمیزش وہمی کو دور کر کے انہیں صاف اور مستحکم کر دیتا ہے باقی مطلب صاف ہے۔

بعض مفسرین کی عادت ہے کہ وہ قرآن مجید کے صاف اور سیدھے مطلب کو اُلجھاوے میں ڈالدیتے ہیں اور جب کوئی مطلب سمجھہ میں نہیں آتا تو اسکے لئے کوئی قصہ گھڑ لیتے ہیں پھر اسکو شان نزول قرار دے لیتے ہیں اور پھر بلفظ حدثنا یا اخبرنا لکھکر خوش اعتقاد لوگ اس مہمل بات کو حدیث سمجھہ لیتے ہیں چنانچہ انہیں آیات کی تفسیر میں ایک قصہ نقل کیا کرتے ہیں کہ مکہ میں آنحضرت نے سورۃ النجم کی اس آیت کے بعد ومناۃ الثالثۃ الاخرىٰ القاء شیطانی سے جو آپکے دلمیں خیال تہا بت پرستوں کو خوش کرنیکو یہہ جملہ بھی پڑھ دیا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی جس سے مشرکین خوش ہو گئے مگر جبرئیل ع نے آکر آپ کو متنبہ کیا اور آپ کو رنج ہوا اسلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

پھر بعض اسکی یہہ توجیہ کرتے ہیں کہ شیطان نے اثناء قرأت میں یہہ جملہ ملا دیا تھا بعض کہتے ہیں استفہام انکاری کے طور پر یہہ جملہ آپنے کہا تھا مگر جب سرے سے اس قصہ کی اصل ہی نہیں اور امام بیہقی نے خاص اسکی رد میں ایک رسالہ لکھدیا اور ثابت کر دیا کہ یہہ قصہ زندیقوں کا بنایا ہوا ہے کسی صحیح سند اور معتبر راویوں سے اسکا کچھہ بھی پتا نہیں لگتا تو پھر ان توجیہات اور اسکے مقابلہ میں قرآن مجید کے آیات اور دیگر دلائل کی کیا ضرورت ہی؟ امام فخر رازی و صاحب مدارک و بیضاوی وغیرہ محققین نے اس قصہ کا ابطال بڑی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کیا ہے

یَاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ

لوگو ایک مثل بیان کیجاتی ہے اسکو کان لگاکر سنو۔ (وہ یہ کہ) جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اسکے لئے جمع بھی ہو جاویں۔ اور اگر انسے

الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝

مکھی کوئی چیز چھین لیجاوے تو اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے طالب اور مطلوب (دونوں ہی) بودے ہیں۔ انہوں نے اللہ کی جیساکہ چاہیئے تہی کچھہ بھی قدر نہ کی بیشک اللہ تو بڑا قوی زبردست ہے

مگر اسلام پر عیب لگانیکے لئے پادری صاحب ایسے لغو قصہ کو خواہ مخواہ پیش ہی کر دیا کرتے ہیں حالانکہ ایسی بے اصل باتونسے اسلام پر عیب لگانا انصاف اور خدا ترسی سے بہت ہی بعید ہے واللہ اعلم

اولئک لہم عذاب مہین تک اسی بیان کا تتمہ ہی۔ پھر والذین ہاجروا فی سبیل اللہ سے لیکر ان اللہ لعفو غفور تک اصل مطلب کی طرف رجوع ہے کہ خدا کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں اور ظالمونکے ہاتھہ سے مارے جانے والونکو آخرت میں بڑے درجات اور عمدہ مقامات ہیں اور دنیا میں بھی خدا اس گروہ کی مدد کریگا وہ ہر بات پر قادر ہے پھر اپنی قدرت اور جبروت کا اظہار عالم میں گوناگوں تصرفات سے ظاہر کرتا ہے بقولہ یولج الیل فی النہار الی ان الانسان لکفور اور انہیں جملوں میں انسان نا قدرے اور ہٹ دھرم کو اپنی بیشمار نعمتیں بھی یاد دلاتا ہے۔ شبہہ ہوتا تھا کہ جب خدا تعالی ایسا رحیم کریم منعم ہے اور اسکی رحمت اور اسکے فیض سے کوئی خالی نہیں تو پھر بندونکو محمد صلعم کی معرفت پابندی شریعت و احکام کی کیوں تکلیف دیتا ہی؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منسکا ہم ناسکوہ کہ ہمنے بندونکی بھلائی کے لئے ہر اُمت کے لئے انکے مناسب انکی انبیا اور ہادیوں کی معرفت (جیساکہ فرمایا ہے ولکل قوم ہاد۔ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر) ایک شریعت اور رستہ بنا دیا ہے اور فلاح دارین کے لئے ایک قانون دیا ہے جس کے وہ پابند تہے فلا ینازعنک فی الامر پھر انکو تمسے اے نبی اس امر میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں وادع الی ربک انک علی ہدی مستقیم آپ سب لوگونکو انکے رب کی طرف بلائے کیونکہ تم سیدہے رستہ پر ہو دلائل میں نظر کرکے ہر عاقل جان سکتا ہے وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اور اگر اسکے بعد بھی وہ تمسے جھگڑا کریں تو کہدو کہ اللہ تمہارے کام سے خوب واقف ہے وہ آپ سمجھہ لیگا اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون اور قیامت کے دن آپ فیصلہ کر دے گا (منسک شریعت اور رستہ یہہ ابن عباس کا قول ہے جیساکہ عطا نے نقل کیا ہے اور یہی ٹہیک ہے جیساکہ خود فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا بعض نے مذبح و قربانی بھی مراد لی ہے، اللہ کو ہر بات معلوم ہے الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض ان ذلک فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر اے مخاطب تو خود جانتا ہے کہ اللہ کو آسمان اور زمین کی ہر بات معلوم ہے اور یہہ سب کچھہ لوح محفوظ میں ہے اور یہہ بات اللہ کے نزدیک کچھہ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔ مگر باوجود اسکے ان لوگوں کی عقل کو دیکھئے کہ شریعت و طریقہ انبیا کو لگاڑ کر ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں کہ جنکے لئے اللہ کی طرف سے کوئی بھی سند نہیں۔ یعنی یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ خدا کے گھر کے مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یا قیامت میں ہمارے لئے سفارش کریں گے اس بات پر انکے پاس خدا کے ہاں سے کیا دلیل ہے محض خیالی بات ہے اور اس سے بڑھ کر وما لیس لہم بہ علم ان چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جنہیں جانتے ہی نہیں علم حقیقی انکی ماہیت کا نہیں رکہتے جیساکہ ہزاروں معبود خیالی ہنود کے ہیں کالی پری سیتلا پری فلاں دیو فلاں بہوت یہی حال عرب کی قوموں کا تہا مگر اذا تتلی علیہم اٰیٰتنا بینات تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر جب انکو رد شرک کے بارہ میں ہماری کُھلی کُھلی آیتیں اور دلائل سنائے جاتے ہیں تو منکر مُنہ بناتے ہیں دہاتے ہیں کہ آیتوں کے سنانیوالوں پر حملہ کریں واذا تتلی علیہم اٰیٰتنا الخ فرماتا ہی کہ کیا انکو کہہ دے جہنم کی آگ اس سے زیادہ ناگوار ہوگی جو منکروں کے لئے مقرر ہو چکی ہی قل افانبئکم الخ اسکے بعد انکی معبودوں کی عجز و ناطاقتی ظاہر کرنیکے لئے فرماتا ہے یا ایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ کہ ایک مثل بیان کرتے ہیں اسکو سنو اور وہ مثل یہ ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا کہ جسکو پکارنا اور اس سے مدد چاہنا جائز ہے اسکو قدرت تو ہونی چاہیئے اور وہ خالق بھی ہو اور خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ سب حیوانات میں کم مرتبہ مکھی ہے اسکو تو بنا ہی نہیں سکتے

سجدة عند الشافعي

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی جسکو چاہتا ہے پیغام پہونچانے کیلئے منتخب کرلیتا ہے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ وہی سب کا اگلا اور پچھلا حال جانتا ہے اور اللہ ہی کیطرف سب باتیں رجوع

الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ

کرتی ہیں۔ ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور بھلائی کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں جیساکہ چاہیے جہاد بھی کرو

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِىْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

اسینے تمکو انتخاب کیا ہے اور پھر اسنے دین میں کوئی تنگی بھی نہیں کی ہے تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہی تو دین ہے اسینے تو تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا ہے۔ اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

ع ۲ ۶ ۱۷

تمپر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو پس نماز قایم کیا کرو اور زکواۃ دیا کرو اور اللہ کو مضبوط ہوکر پکڑ لو وہی تو تمہارا مولا ہے پھر کیا ہی خوب مولا اور کیا ہی خوب مددگار ہے

ولو اجتمعوا لہ گروہ سب بھی جمع ہوکر پیدا کریں تو نہیں کرسکتے پھر دوسری بات اس سے بھی کمتر ہے اور وہ یہ کہ ان یسلبھم الذباب الخ اگر مکھی انسے کوئی چیز لے اڑے تو اسکو چھین بھی نہیں سکتے پس جب یہ حال ہے تو ضعف الطالب و المطلوب ضحاک کہتے ہیں طالب سے مراد عابد اور مطلوب سے مراد معبود ابن عباسؓ کہتے ہیں طالب سے مراد مکھی ہے جو بتوں کی چڑھی ہوئی چیز پر آبیٹھتی ہے اسکو لیتی ہے اور مطلوب صنم ہے کہ جس سے مکھی طلب کرتی ہے بعض کہتے ہیں کہ علی العکس طالب صنم مطلوب مکھی بہر تقدیر یہ سب ضعیف و کمزور ہیں جو بت اپنے منہ سے مکھی نہ اڑا سکے بھلا اسکو پوجنا کس عقل کا کام ہے؟ ماقدروا اللہ حق قدرہ بات یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیساکہ چاہیے تھا ان اللہ قوی عزیز وہ قوی اور ہر بات پر قادر ہے پھر بندوں کو کیا مصیبت ہے جو اسکی سوا اوروں کے پاس جاتے ہیں کیا وہ کافی نہیں یا اور کوئی اس سے زیادہ قادر ہے؟

بتوں کی حقیقت تو معلوم ہوگئی اب رہے وہ لوگ کہ جو خدا کے برگزیدہ ہیں ملائکہ وانبیا جنکو کہ اکثر بت پرست یا مشرکین پوجتے ہیں اور معبود حقیقی کے برابر انکی اقتدارات تسلیم کرکے انسے حاجات کا سوال کرتے ہیں جیساکہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ہنود اپنے بزرگوں کو اور آج کل کے جہال مسلمان اولیاء کرام اور بزرگان دین کو پوجتے ہیں اور عرب کے مشرکین اور صابئین ملائکہ کو پوجتے تھے پس انکی نسبت فرماتا ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس کہ ملائکہ اور لوگوں میں سے جو ممتاز اور رسول ہیں انکو بھی تو اللہ ہی نے برگزیدہ کیا ہے یعنی انکے کمالات اپنے گھر کے نہیں انکی بزرگی اللہ کی عطا کی ہوئی ہے پھر اللہ کو چھوڑکر اللہ کے بندوں کو پوجنا کیا عقل ہے؟ دوم لفظ رسلا میں اشارہ ہے کہ ملائکہ یا انسانوں میں سے جسقدر محترم اور معزز ہیں وہ رسول ہیں یعنی رسل ملائکہ یا بنی آدم انکے بھی اصطفاء اور برگزیدگی کا باعث رسالت ہے پھر جسکے رسول ہیں اسکے برابر اور اس سے زیادہ کیونکر ہوسکتے ہیں؟ سوم جب رسول ہیں تو ضرور وہ اللہ کے پیغام بندوں کے پاس لائے تھے اور سب سے مؤکد پیغام یہی تھا کہ اللہ کے سوا اور کسیکو معبود نہ بنانا پھر عجب ہے کہ انکے پیغام کو بالائے طاق رکھکر انہیں کو خدائی کا شریک سمجھنے لگے۔ اور اسی کلام میں مکہ کے منکروں کا جواب بھی ہے جو وہ کہتے تھے کہ کیا اللہ نے ہم سب میں سے محمدؐ ہی کو رسالت کیلئے خاص کرلیا ءانزل علیہ الذکر من بیننا کہ اسمیں کسیکا کیا اجارہ ہے اللہ فرشتوں میں سے جس فرشتہ کو چاہتا ہے اسکام کے لئے ممتاز کرلیتا ہے اور اسیطرح انسانوں میں سے جس انسان کو چاہتا ہے اسکام کیلئے ممتاز کرلیتا ہے۔

ان اللہ سمیع بصیر وہ ہر ایک بات کی مصلحت سے خوب واقف ہے اور ان بزرگوں کے پوجنے والے جو جتیں کرکے انکو الوہیت میں شریک کرتے ہیں وہ انکی باتیں سن رہا ہے اور جو کچھ افعال عبودیت ان بزرگوں کے لئے کررہے ہیں انکو دیکھ رہا ہے۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم اللہ کو اگلی پچھلی ہر بات معلوم ہے والی اللہ ترجع الامور اور ہر بات کا انتہا اللہ ہی کیطرف ہے یعنی ہر بات اسیکے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اگلے جملہ سے علم اس سے قدرت کا اثبات مقصود ہے۔

بت پرستی اور شرک کی مذمت اور دنیا میں رسولوں کی بعثت بیان کرکے ایماندار لوگوں کو ان باتوں کی تاکید کرتا ہے جو نجات اور فلاح کا ذریعہ ہیں فقال یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کو رکوع و سجدہ کرو یعنی نماز پڑھا کرو جسمیں رکوع اور سجدہ ہے اور نماز کے علاوہ اور بھی عبادت کیا کرو واعبدوا ربکم تلاوت، ذکر، روزہ اور وافعلوا الخیر ہر ایک نیکی کرو جیسے صلہ رحمی خیرات صدقات مکارم اخلاق دنیا کی سب اچھی باتیں آگئیں لعلکم تفلحون تاکہ تمہیں فلاح ہو۔ ابن المبارک و احمد و اسحاق و امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد سجدہ کرنا لازم ہے اور سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس جگہ سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ قرآن مجید میں چودہ جگہ سجدہ تلاوت واجب ہے امام شافعی رح سورہ ص میں سجدہ واجب نہیں جانتے اسکے بدلہ میں اسجگہ کا سجدہ لیکر چودہ پورے کرتے ہیں ہمارے امام کے نزدیک سورہ ص میں سجدہ ہے یہاں نہیں واللہ اعلم۔

اسکے بعد ایک اور حکم دیتا ہے وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ جہاد سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دشمنان دین سے جنگ کرنا ہے اور حق جہادہ سے مراد پورے طور پر اور نہایت سعی و کوشش سے جسکی تفسیر بعض نے یوں کی ہے کہ خالصاً للہ اور بعض کہتے ہیں جسمیں سرداری اور اللہ کی مخالفت نہو بعض کہتے ہیں جسمیں کسیکی ملامت کا خوف نہو۔ پھر یہ عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ تلوار سے۔ اور اس حکم کا سب کے اخیر میں صادر کرنا اس بات کو جتلاتا ہے کہ نماز و فعل الخیرات سب سے بڑھکر یہ کام ہے کیونکہ جبتک شر اعداء سے امن قائم نہوگا تو زمین پر خدا تعالیٰ کے بندے نہ بفراغ قلبی نماز پڑھ سکینگے نہ کوئی اور نیک کام کرسکیں گے بعض مفسرین کہتے ہیں جاھدوا فی اللہ سے عام طور پر ہر دینی بات میں دل سے کوشش کرنا مراد ہے خواہ اعداء دین سے جنگ ہو خواہ علم دین کی ترویج خواہ اور نیکی کی باتیں اس تقدیر پر یہ جملہ گویا کلام سابق کے لئے تاکید ہے۔

بعض اہل عرفان جیسا کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں اس سے مراد مجاہدہ نفس ہے کہ نفس کو ناجائز خواہشوں سے روکو اور اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں اور یہی حق الجہاد ہے پھر فرماتا ہے ھو اجتبٰکم کہ اللہ نے تمکو امت محمدیہ اس خدمت کیلئے ممتاز کرلیا ہے تم کسیکے طعن و تشنیع کی پروا نہ کرو وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور تمکو جو شریعت دی گئی ہے اسمیں کوئی مشکل اور دقت نہیں رکھی گئی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس سے خلاصی اور جسکی معافی توبہ و استغفار یا کفارہ و قصاص سے نہ مقرر کی گئی ہو اور اسی طرح اوقات عبادت کے لحاظ سے بھی سہولت ہے اور اسی طرح اگر غسل و وضو نہ کرسکے تیمم کی اجازت ہے کھڑا ہوکر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھ لے سفر میں قصر ہے بیمار اور مسافر کو افطار کی رخصت ہے یہانتک کہ جو چیزیں سور مردار وغیرہ حرام ہیں بوقت اضطرار انکی بھی اجازت ہے یہود کیطرح شریعت اور احکام سخت نہیں نہ ہنود کیطرح کچا مذہب ہے کہ غیر کے ہاتھ لگنے سے دھرم برہشٹ ہوجاوے اپنے ہاتھ سے چوکا کرے اور ہزاروں پاک چیزیں حرام و ممنوع انکے ہاں قرار دی گئی ہیں یہانتک کہ سفر و حضر موت و حیات معاملات کا دائرہ تنگ کردیا گیا ہے ملۃ ابیکم ابراھیم یہ تمہارے باپ ابراہیم کی شریعت ہے کوئی نئی شریعت نہیں اسمیں عرب کی طرف خطاب ہے جو اکثر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور تمام امت بھی مراد ہوسکتی ہے کسلئے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیم آنحضرت صلعم کے جد امجد ہونیکی وجہ سے جو مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں سب مسلمانوں کے باپ ہیں قرآن مجید میں حضرت صلعم کی بیویوں کو مسلمانوں کی ماں کہا ہے وازواجہ امھاتھم پس آپ باپ ہیں اور آنحضرت کی شریعت کا مادہ حضرت ابراہیم کی شریعت ہے بلحاظ زمانہ اسمیں کچھہ ترمیم ہوئی ہے اسلئے حضرت کی شریعت کو ملت ابراہیم کہتے ہیں۔ ھو سمٰکم المسلمین من قبل کہ اسی نے تو تمہارا نام پہلے سے مسلمان یعنی فرمانبردار رکھا ہے جیسا کہ دعا کی تھی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وفی ھذا اور اس کتاب میں بھی اور اس عہد میں بھی تمہارا نام مسلمان قرار پایا ہے۔

لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس تاکہ رسول قیامت میں تمہارا گواہ بنے اور تم تمام بنی آدم کیلئے گواہ بنو توحید و عبادت کا قیام تمہارے سپرد کیا گیا ہے فاقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ جانی اور مالی عبادتوں میں سرگرم رہا کرو واعتصموا باللہ اور ہر بات میں اللہ ہی کا بھروسہ رکھو اپنے دشمنوں سے کچھہ خوف نہ کرو کیونکہ ھو مولٰکم وہ تمہارا مالک اور کارساز ہے فنعم المولیٰ ونعم النصیر

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ہے اسمیں ایکسو اٹھارہ آیات و چھہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ ۝

البتہ کامیاب ہو گئے ایمان والے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کیا کرتے ہیں۔ اور وہ جو بیہودہ باتوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ

اور وہ جو اپنے ستر کو محفوظ رکھتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اسلئے ان کو کوئی الزام نہیں پھر جو کوئی اسکے سوائے ڈھونڈے

فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِاَمٰنٰتِہِمْ وَعَہْدِہِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ

تو وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی اماتوں اور اپنے عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہداشت کیا کرتے ہیں وہی

وقف لازم

ہُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۝

وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کا ورثہ پاویں گے۔ وہ اسمیں سدا رہا کرینگے

ترکیب

الذین المومنون کی صفت یا بدل والذین اسپر معطوف الا علی ازواجہم فی موضع نصب لان المعنی صانوہا عن کل فرج الا عن فروج ازواجہم اور حال بھی ہو سکتا ہے اسے الا والین علی ازواجہم او قوامین علیہن من قولک کان فلان علا فلانۃ۔ ہم فیہا خالدون جملہ حال مقدرہ ہے فاعل سے یا مفعول سے

تفسیر

یہ سورۃ بھی مکہ میں ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی ہے۔ احمد و ترمذی و نسائی نے روایت کی ہے جسکا اخیر جملہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے بعد فرمایا کہ مجھپر دس آیات (یعنی اس سورہ کا اول) ایسی نازل ہوئی ہیں کہ جو انپر عمل کریگا جنت میں داخل ہوگا۔

سورہ حج کے اخیر میں یہ تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو خدا نے برگزیدہ کیا ہے کہ تم اور لوگوں پر دنیا و آخرت میں نیکی اور بدی کے معاملات میں شہادت ادا کرو جس کام کو بالاتفاق تم اچھا کہو یا جس شخص کو تم بھلا کہو وہی اچھا اور وہی بھلا ہے اور رسول ایسے معاملات میں تمپر شہادت ادا کرنے والا ہے تمہاری اچھائی اور برائی رسول کی شہادت پر موقوف ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ گواہ جب تک عدل یعنی نیک اور معتبر نہ ہو تو اس کی گواہی کیا اس لئے اس سورہ میں اصول حسنات کی طرف اس جملہ میں فاقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ اجمالاً اشارہ تھا اس سورہ میں اسکی تشریح فرمائی گئی اور اصول حسنات جو موجب فلاح و صلاح دارین ہیں تبلائے گئے اور اصول حسنات بیان فرمانیسے پہلے انپر عمل کرنے والے کو بلفظ قد جسکے معنی تحقیق اور ضرور کے ہیں فلاح کا مژدہ بھی دیدیا کہ اسکی فلاح میں کوئی شک و شبہ نہیں فقال قد افلح المومنون کہ ایمانداروں نے فلاح حاصل کر لی آگے اس فلاح کی بھی شرح فرمائیگا مگر اس سے پہلے وہ اوصاف ارشاد فرماتا ہے جن پر فلاح مرتب ہے یہ سات صفت ہیں جو تمام مکارم اخلاق کے اصل الاصول ہیں اور جنہیں دنیا و آخرت کے متعلق حکمت نظری و عملی تہذیب اخلاق سے لے کر تدبیر المنزل تک کوئی بات رہ نہیں گئی ہے (۱) المومنون

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۪ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ

اور البتہ انسان کو ہمنے چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ہمنے اُسکو ایک قرارگاہ میں (رحم) نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا پھر علقہ کو

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ

مضغہ گوشت بنایا پھر مضغہ گوشت سے ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا۔ پھر اسکو ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو مبارک ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانیوالا ہی پھر اسکے

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝

بعد تمکو مرنا ہے۔ پھر تم قیامت کے دن اوٹھائے جاؤ گے

اسمیں ایمان کا ذکر ہی جو سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ اسمیں اجمالاً اللہ اور اُسکے صفات اور ملائکہ اور انبیاء اور انکی کتب اور دار آخرت کی تصدیق آگئی۔ یہ تمام حکمت نظریہ کا عطر ہے (۲) الذین ہم فی صلوتہم خاشعون یہاں سے حکمت عملیہ شروع ہوتی ہے اور نماز سب میں اول بات ہے اس جملہ میں نہ صرف نماز پڑھنے ہی کا حکم ہے بلکہ نماز میں عاجزی کرنیکا بھی۔ خشوع کے معنی میں اختلاف ہی بعض اسکو دل کا فعل کہتے ہیں ڈرنا اور دل سے معانی پر لحاظ کر کے خدا تعالیٰ کو حاضر پا اپنے آپ کو اسکے آگے کھڑا سمجھکر عجز و نیاز کرنا اور بعض اسکو ہاتھہ پاؤں کا عمل کہتے ہیں سکون سے کھڑا رہنا ادہر اودہر التفات نہ کرنا کپڑے یا داڑہی یا اور چیز سے کھیل نہ کرنا نماز کے اندر اور بعض نے دونوں باتوں کو لیا ہے اور یہی قوی ہے اور صحیح حدیثوں میں دونوں باتوں کیطرف اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کسلئے کہ جب انسان اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سمجھیگا اور اس سے عجز و نیاز کریگا جو روح نماز ہی تو وہ کبھی ادہر اودہر ملتفت نہوگا جب شاہان دنیا کے دربار میں ادہر اُدہر ملتفت ہونا سو ادبی ہے تو وہاں دربار عالی میں کیونکر ادہر اُدہر ملتفت ہوسکتا ہے ہاں جو رسمی نماز پڑھتے ہیں اور دل سے نہ انکو حضور ہے نہ نیاز وہ ایسی باتیں کرتے ہیں انکی نماز انکے منہ پر ماری جاتی ہی (۳) والذین ہم عن اللغو معرضون وہ جو بیہودہ باتوں سے لغو حرام اور مکروہ اور اُس مباح فعل کو بھی کہتے ہیں کہ جسکی طرف انسان کو کوئی حاجت یا ضرورت نہو افسوس کہ آجکل مسلمان اس لغو میں کیسے مبتلا ہیں دنیاوی امور میں صدہا مکانات اور بے ضرورت اسباب خرید اور بنا کر محتاج ہوتے جاتے ہیں بیاہ شادیوں میں اس لغو کا کچھہ انتہا نہیں آتشبازی ناچ رنگ کیا کیا ہوتا ہے اور اسیطرح دینی معاملات میں لغو کا ارتکاب ہوتا ہی اولیاء اللہ کی مزارات مقدسہ پر کیا کچھہ نہیں ہوتا ہر قبر پر ناچ ہوتا ہے اور دیگر فضول باتیں ہوتی ہیں اور محرم میں تو کچھہ انتہا ہی نہیں ہزارہا روپیہ لگا کر تعزیے بنتے ہیں لوگ ریچھہ بندر بنتے ہیں شدے اور علم اور انکے ساتھہ دیگر منہیات پھر کہیں حضرت امام حسینؓ کے گھوڑے کا فرضی نعل نکلتا ہے جسکو نعل صاحب کہتے ہیں سرکاروں سے لاکھوں روپے عاشورخوانوں کیلئے ملتے ہیں کاش یہ روپیہ قوم کی تعلیم میں صرف ہوتا۔ کہاں گئے ہمارے واعظ جو مجالس میں صرف رونا ہی جانتے ہیں ان باتوں کا ذکر تک بھی نہیں کرتے (۴) والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون وہ جو اپنے مال میں سے اللہ کے رستہ میں ایک حصہ معین دیا کرتے ہیں اور ایسے حصہ معین کو زکوٰۃ کہتے ہیں اسکے لئے فاعلون کا لفظ لانا نہایت فصاحت ہی (۵) والذین ہم لفروجہم الخ وہ جو اپنی بیبیوں اور شرعی لونڈیوں کے سوا اور کسی پر اپنا ستر نہیں کھولتے۔ اس سے لواطت اور سحق اور ہاتھہ سے منی نکالنے کی بھی ممانعت ثابت ہوئی اور متعہ کی ممانعت بھی سمجھی گئی کسلئے کہ متاعی عورت حصہ نہ ملنے کی وجہ سے بیوی نہیں اور نہ لونڈی ہی پھر کیونکر مباح ہوسکتی ہی اور آیت میں بیوی اور لونڈی پر قضاء شہوت کا حصر کر دیا ہی (۶) والذین ہم لاماناتہم و عہدہم راعون امانت اور عہد کی حفاظت رکھنے والے ہیں۔ امانت میں مال اور آبرو اور بات سب کی حفاظت ضروری ہی اسیطرح عہد میں عہد الٰہی اور باہمی معاہدہ آگیا (۷) والذین ہم علی صلوتہم یحافظون وہ جو اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں یعنی ہمیشہ وقت پر شرائط و مستحبات کیساتھہ ادا کرتے ہیں۔ ان ساتوں باتوں کے عمل میں لانے والے کے لئے اسنے اپنے فضل سے جنت میں آٹھویں درجہ کی اعلیٰ جنت کا وعدہ دیا جسکو جنت الفردوس کہتے ہیں اور اسکا انکو وارث یعنی مالک بھی قرار دیا اور وہاں ہمیشہ رہنے کا بھی مژدہ دیا یہ ہی فلاح مگر اسکے بعد بھی منکرین حشر و نشر یہ کہتے تھے کہ مرکر کون زندہ ہوگا؟ اسلئے اسکے بعد دلائل حشر شروع کئے فقال ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ الخ کہ ہمنے انسان کو قطرۂ منی سے پیدا کیا اور وہ قطرہ مٹی سے بنا تھا کیونکہ غذائیں جن سے منی پیدا ہوتی ہے مٹی سے بنتی ہیں پھر اس قطرہ کو خون بنایا پھر گوشت کا لوتھڑا بنا کر اسکے ہاتھہ پاؤں بنائے ہڈیاں اور پٹھے بنائے اور اسکو انسان بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لائے اور پھر وہ ایک روز مرتا ہی پھر جسنے ایسا کر دیا کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا ضرور کر سکتا ہے کما قال ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون یہ دلیل کا نتیجہ ہی یہاں تک دلائل النفس تھی کہ انسان سب سے پہلے اپنی ہی اندر اسکی قدرت و کمال کے صدہا شواہد موجود پاتا ہے انمیں غور کر کے فی الفور کہہ سکتا ہی کہ وہ قادر باکمال ضرور مرنیکے بعد

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ○ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ

اور البتہ ہمنے تمہارے اوپر سات رستے بنائے اور ہم بنانے میں بے خبر نہ تھے۔ اور ہمنے ایک اندازہ کے ساتھہ آسمان سے پانی اوتارا پھر اُسکو زمین میں ٹھہرائے رکھا

وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ○ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

اور ہم اُسکو لیجا بھی سکتے ہیں۔ پھر ہمنے اس پانی سے تمہارے لئے باغ اُگائے کھجور اور انگور کے باغوں میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں اور انہیں سے تم کھاتے بھی ہو

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ○ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ

اور ہمنے (زیتون کا) وہ درخت بھی پیدا کیا جو کوہ طور میں (اکثر) پیدا ہوتا ہے وہ ایسے طور سے اُگتا ہے کہ جسمیں تیل اور کھانیوالوں کے لئے سالن بھی ہوتا ہے۔ اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت ہے کہ تمکو ان کے

بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ع

پیٹ کی چیزوں میں سے جدا کرکے دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے انمیں بہت سی اور بھی فائدے ہیں اور انہیں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور اُنپر اور کشتیوں پر سوار بھی کئے جاتے ہو

ع ۲۲

اسکے بعد دلائل آفاق یعنی انسانسے جو باہر ہوا ہیں ہیں انکو شروع کرتا ہے اور سب میں بڑے نمونہ کا پہلے ذکر فرماتا ہی فقال ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق یعنی ہمنے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے طرائق جمع طریقہ۔ آسمانونکو طرائق یا تو اسلئے کہا کہ یہ ملائکہ کے آنے جانے کی رستے ہیں یا سبع سیارہ کی چال کی رستے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ انکو طرائق انکی تطارق کیوجہ سے کہا ہو جسکے معنی تہ بتہ یعنی اوپر تلے ہونیکے ہیں یقال طارق الرجل نعلیہ اذا طبق نعلا علی نعل و طارق بین الثوبین اذا لبس ثوبا فوق ثوب یہ خلیل و زجاج اور فرا کا قول ہے (کبیر) پھر فرماتا ہے وماکنا عن الخلق غافلین کہ ہمنے ان آسمانوں کو یا دیگر مخلوق کو بے جوڑ کیف ما اتفق نہیں پیدا کیا ہی بلکہ ہر ایک میں صدہا حکمتیں ملحوظ ہیں ابتدا سے لیکر انتہا تک انکی مصالح کو نظر رکھا ہے (دوسری دلیل) وانزلنا من السماء ماء بقدر الخ کہ ہم آسمانوں سے یعنی اوپر بادلوں سے پانی اوتارتے ہیں سو وہ بھی بے اندازہ نہیں کہ یوں ہی بادلوں کے دہانے کھولکر بے موقع دنیا کو غرقاب کر دیا جاوے بلکہ بقدر ایک اندازہ خاص سے پھر اس پانیکو بیہودہ طور پر صرف نہیں کرتے بلکہ فاسکناہ فی الارض اسکو زمین میں رہنے دیتے ہیں اور انا علی ذہاب بہ لقادرون ہم اسپر بھی قادر ہیں کہ اس پانیکو لیجاویں سکھاویں لیکن فانشانا لکم بہ جنات الخ تمہارے لئے اُس سے باغ اُگاتے ہیں اور طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اناج وغیرہ پیدا کرتے ہیں منجملہ انکے کھجور اور انگور ہے جنکو تر اور خشک گرمی سردی میں ہر طرح سے کھاتے ہیں انکے سوا باغوں میں لکم فیہا فواکہ کثیرۃ ومنہا تاکلون تمہارے لئے اور طرح طرح کے میوے ہیں اور نہ صرف میوے کہ جنسے پیٹ نہ بھرے غذا کا کام نہ چلے بلکہ بعض اُنمیں سے کہانیکا بھی کام دیتے ہیں۔ صاحب کشاف کہتے ہیں منہا تاکلون کے یہ معنی کہ یہی باغ تمہاری معاش اور روزی کا بھی ذریعہ ہیں جیسا کہ کہا کرتے ہیں فلاں شخص فلاں پیشہ سے کہاتا ہے۔ وشجرۃ معطوف ہے جنات پر اے انشانا لکم شجرۃ اس درخت سے مراد زیتون کا درخت ہے جو عرب کیلئے بیشتر کوہ طور میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے تخرج من طور سینا صاحب کشاف کہتے ہیں طور یا تو سینا میدان کی طرف مضاف ہے کہ جسکو سینین بھی کہتے ہیں یا طور مضاف اور سیناء مضاف الیہ دونوں سے مرکب ہو کر ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ امرا القیس و بعلبک پھر بعض اسکو غیر منصرف کہتے ہیں تعریف و عجمی کی سبب یا تعریف و تانیث کے سبب کیونکہ یہ بقعہ ہے اور فعلاء کا الف تانیث کے لئے نہیں جیسا کہ حرباء اور بعض الف کو تانیث کے لئے کہتے ہیں جیسا کہ صحراء۔ یہ پہاڑ قلزم کے اس طرف عرب کے گوشہ شمال و مغرب کے بیابان میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو توریت ملی تھی تنبت بالدہن موضع حال میں ہے اے تنبت وفیہا الدہن کما یقال رکب الامیر بجندہ اے ومعہ الجند یعنی اس درخت میں تیل ہوتا ہے وصبغ للاکلین اور سالن بھی نہ سب کے لئے بلکہ انکے لئے جو اسمیں روٹی لگا کر کہاتے ہیں عرب زیتون کے تیل کو سالن کے کام میں لاتے ہیں الصبغ والصباغ مایصطبغ بہ اے یصبغ بہ الخبز و عطف علی الدہن اے ادام تیسری دلیل حیوانات کے متعلق وان لکم فی الانعام لعبرۃ کہ چارپاؤں میں بھی تمہارے لئے بہت غور کیجائی ہے انکی پیدائش اور توالد و تناسل اور انکا شعور و ادراک تو دفتر معرفت ہے ہی مگر تم صرف انکے انہیں فایدوں کو ہی دیکھو نسقیکم کہ تمہیں انکا دودھ پلاتے ہیں اور پیٹ کی آلایش اور خون سے کس حکمت بالغہ سے جدا کیا اور نکالا جاتا ہے (۲) ولکم فیہا منافع کثیرۃ دودھ کے سوا تمہارے لئے انمیں اور بھی فوائد ہیں انکی اون اور جلد کو کام میں لاتے ہو (۳) ومنہا تاکلون کہ بعض کو تم کہاتے بھی ہو اور انکا گوشت تمہاری عمدہ غذا ہی (۴) وعلیہا وعلی الفلک تحملون کہ ان پر بلکہ کشتیوں پر بھی سوار ہوتے ہو بوجھا لادتے ہو پھر جو قادر باکمال یہ کرتا ہے کیا وہ اپنی حکمت بالغہ سے انسانکو ایک نئی زندگانی نہ دیگا اور اسکی حیات کا سلسلہ اسی چند روزہ حیات پر تمام کر دیگا

له وماکنا عن الخلق غافلین کی یہ سب دلیل ہیں جنمیں بعض چیزوں کے چند فوائد بیان ہوئے ہیں اور بعض سے طبیعت سے خالق و فاعل ہونیکا کا دعوے جسکے دہریے قائل ہیں ۱۲ منہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور البتہ نوح کو بھیجے اسکی قوم کیطرف بھیجا تب اسنے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں تم کیا نہیں ڈرتے۔ سو اسکی قوم کے کافر سرداروں نے

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

یہ کہا کہ یہ ہے کیا مگر تمہارے ہی جیسا ایک آدمی تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے ہی نہ بھیجدیتا ہمنے اپنے اگلے باپ دادا سے یہ

الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ ۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

کبھی نہیں سُنا یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس اسکا ایک وقت تک انتظار کرو۔ نوح نے کہا اے رب انہوں نے تو مجھے جھٹلایا ابھی تو ہی میری مدد کر ہمنے اسکی طرف وحی کی کہ ہماری مدد اور حکم سے کشتی

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

تیار کر پھر جب ہمارا حکم آوے اور تنور یعنی (زمین) سے پانی اُبلنے لگے تو کشتی میں ہر چیز کا جوڑا سوار کرلے اور اپنے کنبے کو بھی مگر انمیں جنکے لئے ڈوبنے کا حکم ہوچکا ہے

مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

انکو نہیں اور ظالموں کے معاملہ میں مجھسے بات نہ کرنا کیونکہ وہ سب ڈوبنے والے ہیں۔ پھر جب تو اور جو تیرے ساتھ ہیں کشتی پر سوار ہولیں تو کہنا حمد ہے اُس اللہ کیلئے کہ جسنے ہمکو

نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

ظالم قوم سے نجات دی۔ اور دعا کرنا کہ اے رب مجھکو کشتی سے برکت کے ساتھ اتارنا اور تو بہتر اوتارنے والا ہے۔ بیشک اس قصے میں بہت سی نشان قدرت ہیں اور ہمکو تو آزمائش منظور تھی

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

پھر انکے بعد ہمنے اور دوسرا قرن پیدا کیا۔ پھر ان میں ہی انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے

ع [illegible]

اب یہاں سے چند انبیاء گذشتہ کے تذکرے بیان کرتا ہے جنکے ذکر سے یہ چند باتیں ظاہر کرنی مقصود ہیں (۱) یہ کہ جسطرح اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج تمہاری قوم تم سے کج بحثیاں اور شبہات رکیکہ کرتی ہے اسیطرح پہلے لوگ انبیاء سابقین کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ (۲) یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان نبیوں کی معرفت بڑے بڑے معجزے دکھا کر آخرکار ان کو ہلاک و برباد کیا ہے ایسا ہی تمہارے مخالفوں کے ساتھ ہونیوالا ہے (۳) یہ کہ سب انبیاء خداپرستی اور توحید کی تعلیم کرتے آئے ہیں یہ جو بت پرستی کو تقلید آباؤ اجداد سے ایک امر جائز قرار دیتے ہیں محض غلط بات ہے (۴) خدا تعالیٰ ہر ایک قرن کو غارت کرکے اسکے بعد دوسرا قرن پیدا کرتا آیا ہے پھر کیا مرنیکے بعد زندہ نہیں کرسکتا ہے

سب سے پہلا قصہ حضرت **نوح** علیہ السلام کا ہے جسمیں بڑی بات کلام سابق کے ساتھ موجب ربط یہ ہے کہ وہاں فرمایا تھا ہم آسمان سے پانی ایک اندازہ خاص کے ساتھ تمہارے فائدے کیلئے نازل کرتے ہیں اور جب بندے سرکشی کرتے ہیں اور انبیاء کے مقابلہ سے باز نہیں آتے تو اسی رحمت کو ہم زحمت کردیتے ہیں جیسا کہ قوم نوح کیلئے ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا شرک سے منع کیا انکی قوم نے کہا (۱) یہ تم جیسا آدمی ہے اسمیں فضیلت کی کیا بات ہے؟ (۲) اللہ نے اسکو کیوں بھیجا فرشتے کیوں نہ بھیجدیے (۳) یہ حکم ہمنے باپ دادا سے نہیں سنا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو (۴) ہمکو یہ باتیں خلاف عقل ہیں یہ دیوانہ ہے (۵) یہ جو کہتا ہے کہ عذاب آئیگا دیکھو آتا ہے کہ نہیں؟ چونکہ یہ شبہات بے بنیاد تھے انکا جواب ذکر نہ کیا آخرکار نوح نے دعا کی کہ الٰہی میری مدد کر اسپر حکم ہوا کہ کشتی تیار کرا اور اسمیں اپنے خاندان کو بجز انکے کہ جنکی تقدیر میں ازل سے ہلاکت لکھی گئی الا من سبق علیہ القول اور ایمانداروں کو اور ہر چیز کے جوڑے کو سوار کرلے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور باقی سب لوگ کہ منجملہ انکا بدبخت بیٹا بھی تھا غرق ہوگئے اس قصہ کی کامل تشریح پہلے ہوچکی اور فار التنور کے معنی بھی ہم بیان کر آئے ہیں قصہ کو تمام کرکے نتائج مذکورہ بالا کی طرف اشارہ کرتا ہے ان فی ذالک لآیات کہ اسمیں بڑی نشانیاں قدرت کی ہیں پھر فرماتا ہے انکے بعد ہمنے اور قرن پیدا کیا

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۤءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا

اور رسول کی قوم کر وہ سرداروں جو منکر تھے اور جنہوں نے آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا اور ہمنے انکو زندگی دنیا میں آسودگی بھی دی تھی یہہ کہنے لگے کہ رسول ہے کیا مگر تم ہی جیسا ایک آدمی

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

کہاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیا کرتے ہو اور اگر تمنے اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کی تو بیشک تم خسارہ میں پڑ گئے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے

اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا

تو تم پہر زندہ کر کے قبروں سے باہر نکالے جاؤ گے جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہی بہلا وہ کہاں وہ کہاں صرف یہی ہماری دنیا کی زندگانی ہے یہیں ہم مرتے اور زندہ ہوتے ہیں اور ہمکو تو مر کر زندہ ہونا نہیں یہ کچھ نہیں مگر

رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ

ایک ایسا شخص ہے کہ جسنے اللہ پر جھوٹ بنا لیا ہی اور ہمکو تو اسکا یقین آتے کا نہیں رسول نے کہا اے میرے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ فرمایا تھوڑی دیر کی بعد یہ نادم ہو کر رہینگے پہر تو وعدۂ برحق پر

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاۤءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝

انکو ایک ہیبتناک آواز نے آ پکڑا پہر تو ہمنے انکو چورا چورا کر دیا پہر ظالم لوگوں پر خدا کی پہٹکار ہے پہر ان کے بعد ہم نے اور قرن پیدا کئے۔ کوئی قوم بھی اپنے وقت سے آگے نہ بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا[1] كُلَّمَا جَاۤءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

پہر تو لگاتار ہم اپنے رسول بہیجتے رہے۔ جب کوئی رسول اپنی قوم پاس آتا رہا وہ اسکو جہٹلاتی ہی گئی پہر ہم بہی ایک قوم کو دوسری کے پیچھے ہلاک کرتے گئے اور انکو ہمنے کہانیاں بنا دیا پس پہٹکار ہے اُس قوم پر جو ایمان نہیں لاتی

اور انہیں ہی ایک اور رسول بہیجا یہہ **دوسرا قصہ** ہے۔ اس رسول سے مراد حضرت ہود یا صالح علیہما السلام ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو توحید و خدا پرستی کا حکم دیا تھا اور مر کر زندہ ہونیکا بھی وعدہ کیا تھا جسپر انکی قوم کے سردار جو آخرت کے منکر اور کافر تھے اور اللہ نے انکو دنیا میں ثروت و دولت بھی دی تھی (کیونکہ ایسی باتیں یہی دنیا دار دولتمند غرور میں آ کر کیا کرتے ہیں) وہی بیہودہ شبہات کرنے لگے کہ یہ رسول ہمارے جیسا ہی جسطرح ہم کہاتے پیتے ہیں یہہ بھی اسی طرح اور وہی چیزیں کہاتا پیتا ہے پہر ایسے شخص کی حکم پر چلنا جو ہم جیسا انسان ہے خرابی میں پڑنا ہی (ان حمقا نے رسول کو یہہ سمجھا تھا کہ وہ نوع انسانیت سے علحدہ کوئی اور ہی طرح کا ہونا چاہئے) اور یہ کہ یہہ جو کہتا ہی کہ مر کر اور بوسیدہ ہو کر بھی لوگ زندہ ہوں گے تو یہہ بہت بعید بات ہی صرف دنیا ہی کی موت اور زندگی ہی یہہ جہوٹا آدمی اسکی بات پر ہم کو یقین نہیں آتا تب نبی نے دعا کی کہ میری مدد کر حکم ہوا کہ ابھی یہہ اپنے کئے پر نادم ہونگے چنانچہ ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا کہ ایک ہیبتناک آواز آئی جس سے وہ مر رہ گئے اسکی تشریح بھی چوتھی جلد میں ہو چکی ان کے بعد یکے بعد دیگر خدا نے اور قرن پیدا کئے (قرن مائۃ کو مراد اہل زمانہ ہیں) یہ تیسرا واقعہ ہے یعنی اور بھی قومیں ہوئی ہیں اور انہیں بھی لگاتار ہم رسول بہیجتے گئے مگر ہر ایک قوم کے ہلاک کا ایک وقت مقرر ہے اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا رسول کی تکذیب سے فوراً ہلاک نہیں ہوئی اسمیں آنحضرت صلعم کو تسلی ہے کہ آپکی منکروں کی بربادی کا بھی وقت مقرر ہی انکی تکلیفیں اسوقت تمکو اوٹھانی پڑینگی انکی کہنے اور جلدی کرنیسے فوراً ہلاک کر دینا ہمارا دستور نہیں پہر فرماتا ہے کہ جب ان قرن والوں کی پاس انکا رسول آیا یہ بھی تکذیب سے پیش آئی سو ہمنے بھی یکے بعد دیگر ہر ایک قرن کو ہلاک کیا فاتبعنا بعضہم بعضا کے یہہ معنی اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ پہلی امت کی طرح دوسری اُمت کا بھی تکذیب میں وہی دستور رہا وہ انہیں کی چال چلے لیکن اول معنی ظاہر ہیں انکو بیانتک ہلاک کیا کہ انکا کوئی نشان بھی باقی رہا صرف انکے قصے اور تذکرے باقی رہ گئے وجعلناہم احادیث سو انپر پہٹکار ہے۔ اسمیں اجمالاً بہت سے انبیاء کا تذکرہ ہی۔

---

[1] تترا ای متواترین واحدا بعد واحد من الوتر والتاء بدل من الواو کما فی تولج والالف للتانیث باعتبار ان الرسل جماعة وقرء بالتنوین علی انه مصدر بمعنی الفاعل وقع حالا۔ ابو السعود۔ قرأ ابن کثیر تترا منونه والباقون بغیر تنوین وہو اختیار اکثر اہل اللغة لانها فعلی من المواترة وہی المتابعة وفعلی لا ینون کدعوی۔ ک ۱۲ منه تترا التاء بدل من الواو ولانه من المواترة وہی المتابعة ومن ذلک قولهم جاؤا علی وتیرة واحدة ای علی طریقة وهو نصب علی الحال ای متتابعین وفی الاصل انه مصدر وقیل صفة لمصدر محذوف ای ارسالا متواترا والفها لما لالحاق کجعفر کارطی او بدل من التنوین ۱۲ عبد الحق

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝

پھر ہمنے موسیٰ اور اسکے بہائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند کی ساتھہ۔ فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف بہیجا پس اونہوں نے تکبر کیا اور وہ ایک سرکش قوم تہی

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

پھر اونہوں نے کہا کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لے اویں کہ انکی قوم ہماری غلامی کرتی ہے آخر انکو جہٹلاہی دیا پھر تو وہ بھی ہلاک ہی کیے گئے اور البتہ ہمنے موسیٰ کو

ع ۳ ۱۴

الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝

کتاب دی تہی تاکہ لوگ اسی سے ہدایت پاویں۔ اور ہمنے مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو قدرت کا نشان بنا دیا تہا اور انکو ایک بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو ٹہرنے کے قابل اور جسمیں پانی کا چشمہ تہا۔

ترکیب

ہارون بدل ہے اخاہ سے مثلنا اسکو مفرد لائے تثنیہ نہ لائے حالانکہ یہ تثنیہ وجمع بہی آتا ہے یا تو یہہ مصدر ہے جسمیں تثنیہ وجمع برابر ہیں یا بشریت میں مماثلث ہے نہ کیتہ میں وقومہا جملہ حال ہے آیۃ مفعول ثانی ہے جعلنا کا معین یا تو فعیل ہے معن بمعنی شئے قلیل سے اور اسی سے ماعون ہے یا عنتہ اذا ابصرتہ سے ہے اے ماء جار ظاہر تراہ العیون واصلہ معیون۔

✤ تفسیر ✤

یہہ **چوتہا** قصہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کا ہے کہ ہمنے انکو معجزات اور سلطان مبین کے ساتہہ فرعون مصر اور انکی قوم کے پاس بہیجا تہا لیکن وہ سرکش لوگ تہے کہنے لگے جیسے تم آدمی ہو ویسے ہی ہم ہیں اور نیز تمہاری قوم ہماری خدمت کرتی ہے یعنی ذلیل قوم کے ہو پہر کیونکر مانیں انکار کیا ہلاک ہوئے سلطان مبین سے مراد یا تو وہی آیات یعنی نو معجزے ہیں جیسا کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اور سلطان مبین انہیں سے کوئی خاص معجزہ ہے جیسا کہ عصیٰ اور خاص کا عام پر عطف جائز ہے جیسا کہ ملائکہ کے بعد جبرئیل ومیکائیل کا ذکر آیا ہے اور ممکن ہے کہ آیات سے مراد نفس معجزات ہوں اور سلطان مبین سے انکی وہ کیفیت جو انکے صدق پر دلالت کرنے سے متعلق تہی یا ایک ہیبت ووقار جو انکو عطا ہوا تہا انکے ہلاک کی بعد جب کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر شام کو روانہ ہوئے اور بحر قلزم کو عبور کر کے اُس میدان میں آئے کہ جسکو تیہ کہتے ہیں تو یہاں انکو بنی اسرائیل کی ہدایت اور انتظام کے لیے ایک کتاب خدا تعالیٰ نے دی تہی جو باتفاق جمہور اہل کتاب[1] واہل سلام توریت تہی۔ پس وہ کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنام توریت تصنیف کی گئی اصلی توریت نہیں۔ ولقد اتینا موسی الکتاب (ای التوراۃ) جلالین لعلہم یہتدون کے یہی معنی ہیں۔

سلطان مبین تفسیر جلالین دلائل معجزات ابن عباس ۱۲ ج

وجعلنا ابن مریم الخ یہہ **پانچوان** قصہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ہے انکی تمام قصہ کو چھوڑ کر صرف اس جگہہ یہی بات تبلائی گئی کہ ہمنے ان دونوں کو آیت یعنی اپنے ہاں کی ایک نشانی بنایا تہا باتفاق جمہور مفسرین حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کا اللہ کی نشانی ہونا اس لحاظ سے تہا کہ حضرت مریم کو بغیر کسی مرد کے حمل رہا اور اس سے پیشتر عبادتخانہ میں انکے پاس غیب سے بے موسم کے میوے آتے تہے اور حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہونیکی وجہ سے اور معجزات دکہانیکی وجہ سے نشانی تہے چونکہ دونوں کا نشانی ہونا ایک عجیب بات تہی اس لیے دونوں کو بلفظ واحد آیۃ ذکر فرمایا آیتین نہ کہا۔ اس آیت سے حضرت مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بخوبی ثابت ہو گیا پہر جو تاویل یا انکار کرتے ہیں وہ حق کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتے ہیں اس نشانی سے چاہیے تہا کہ بنی اسرائیل فائدہ اوٹہاتے ایمان لاتے راہ راست پر آتے اسکی برعکس انکی جان کے دشمن ہو گئے اسلیے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو بحالت صغر سنی مریم کے چچا زاد بہائی یوسف نجار ہیرودیس حاکم کے خوف سے مصر[2] کی طرف لیکر چلے گئے تو اور سالہا سال وہیں رہے یہاں دریائے نیل کا پانی جاری ہے اور یہ جگہہ مرتفع ہے لیکن ابو ہریرہؓ نے مقام رملہ[3] بتایا ہے۔

(ابن مریم کا بغیر باپ کے ثابت ہونا)

---

[1] چنانچہ توریت سفر استثنا کے اکتیسواں[31] باب کو چوبیس[24] درس میں لکہا ہے قولہ اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکہہ چکا اور وے تمام ہوئیں تو موسیٰ نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اوٹہاتے تہے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل میں رکہو الخ یہی وہ توارت تہی جو حضرت موسیٰ کو ملی تہی آخر کار یہ کتاب موسیٰ کے بعد سلیمان کے عہد تک کے زمانے میں بنی اسرائیل پر مصائب آنیکی وجہ سے تلف ہو گئی چنانچہ جب سلیمان علیہ السلام نے یہ صندوق کہولا تو اسمیں صرف پتہر کی دو لوح برآمد ہوئیں کتاب نہ ملی جیسا کہ کتاب اول سلاطین کے آٹہہ باب نو درس میں ہے [2] انجیل متی کے دوسرے باب تیرہ درس میں اسکی تصریح ہے ۱۲ منہ [3] رملہ ملک مصر میں ایک خاص جگہہ ہے۔ ۱۲ منہ

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

اور ہمنے کہدیا تھا کہ اے رسولو پاک چیزیں کھایا کرو اور اچھے کام کرتے رہو میں جو کچھہ تم نیک کام کرتے ہو اوسے واقف ہوں اور البتہ یہہ تمہارا گروہ ایک ہی گروہ ہے اور میں ہی تم سب کا

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

رب ہوں پس مجہی سے ڈرا کرو پہر لوگوں نے اپنے اپنے دین کو جدا جدا کرلیا جو دین جسکے پاس ہے ہر ایک اوسی سے خوش ہے اے نبی ایک وقت تک انکو اپنی نشے میں پڑا رہنے دو

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ

کیا وہ یہ سمجھہ رہے ہیں کہ ہم جو انکو مال اور اولاد میں ترقی دے رہے ہیں (کچہہ ہم ان کو فائدے پہونچانے میں جلدی کر رہے ہیں (ہرگز نہیں) بلکہ وہ سمجھتے ہیں بیشک وہ جو اپنے رب کی ہیبت

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا

سے ڈرتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین لاتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے ساتھہ کسیکو شریک نہیں کرتے اور وہ جو کچھہ دیتے ہیں تو اسی طرح دیتے ہیں

وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝

کہ انکے دل ڈر رہے ہیں کہ انکو اپنے رب کے پاس جانا ہے (شاید قبول ہو یا نہ ہو) یہی وہ لوگ ہیں کہ جو نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور وہی آگے بہی رہتے ہیں -

سلہ
یعنی حضرات انبیا
علیہم السلام کی اصول
و دین اور [illegible] بھی
ایک ہی گروہ ہے سب کا
ایک ہی خدا ہے واحد ہے
۱۲ منہ

ترکیب

ان کو قرا کوفہ نے بکسر الہمزہ پڑہا ہے تب یہ جملہ مستانفہ ہے ہذہ اسکا اسم امتکم خبر اور امۃ واحدۃ منصوب ہے حال لازمہ ہونیکی وجہ سے خبر ان سے دیگر قرا نے ان بالفتح پڑہا ہے یا تو لام مقدر مان کر جو اتقون سے متعلق ہوگا ای فاتقون لان ہذہ اور موضع ان کا نصب ہے یا جر یا یہہ معطوف ہے ماقبل پر زبرا بضمتین جمع زبور ای کتبا مختلفہ یعنی جعلوا دینہم ادیانا و زبرا قطعا استعیرت من زبر الفضۃ والحدید (کبیر) وتقرء بفتح الباء وہو جمع زبرۃ وہی القطعۃ والفرقۃ والنصب علی الوجہ الاول علی الحال من امرہم وعلی الوجہ الثانی حال من الفاعل۔ ان ما بمعنی الذی وخبر ان نسارع

تفسیر

رسولوں کا ذکر فرماکر انکے اس شبہہ کے جواب میں (کہ ان رسولوں میں ہم سے کیا فوقیت ہے جو ہم کہاتے پیتے ہیں یہ بہی وہی کہاتے پیتے ہیں یعنی ملائکہ یا انکی مانند کیوں نہیں) فرماتا ہے کہ ہمنے رسولوں سے یہہ کہدیا تھا کہ طیب یعنی حلال اور پاک چیزیں کہاؤ تمہارے ہی لئے یہ نعمتیں ہمنے پیدا کیں ہیں ہاں حرام اور گندی چیزیں نہ کہاؤ بزرگی کا مدار پاک اور حلال چیزوں کی ترک کردینے پر نہیں جیسا کہ بعض سمجہے ہوئے ہیں اور ان نعمتوں کی شکر میں وعملوا صالحا نیک کام کیا کرو میں تمہیں دیکھہ رہا ہوں اور یہ بہی کہدیا گیا تہا کہ اے رسولو تم سب کا ایک ہی طریقہ ہے توحید و عبادات اسیطرح تمہاری سب امتیں بہی باہم الگ الگ مذاہب کے لوگ نہیں اصول شریعت میں سب ایک ہیں اور تم سب کا رب بہی میں ایک ہوں پس مجہسے ہی ڈر کر بری باتوں سے پرہیز کیا کرو لیکن انبیاء کے بعد ان کے پیروں نے باہم افراط و تفریط کرکے جدے جدے فرقے بنالئے پہر ہر فریق اپنے تراشیدہ خیالات پر خوش ہے یہود اپنے ہی آپ کو راہ راست جانتے ہیں نصاریٰ اپنے تئیں مشرکین و مجوس اپنے مذہب کو موجب نجات خیال کر رہے ہیں حضرت کو فرماتا ہے فذرہم الخ انکی حجت و تکرار کو انکی غفلتوں کے دریا میں ڈوبا رہنے دو ایک وقت تک بعض علماء کہتے ہیں اسوقت سے مراد وہ وقت ہے کہ جب اسلام اپنی پوری شوکت دنیا میں ظاہر کریگا پہر تہدید کی چابک سے انکو بیدار و ہوشیار کردیا جاویگا بعض کہتے ہیں موت یا عذاب الٰہی کے وقت تک پہر انکو آپ معلوم ہوجاویگا وہ دنیا کی ثروت و دولت کثرت اولاد و مال کو اپنے مذہب کے برحق ہونیکی دلیل جانتے تہے بلکہ اب بہی کہا کرتے ہیں ہمنے فلاں دیوی دیوتا کی نذر بہینٹ کی تو اوسنے ہم کو مال و اولاد دیا اسکے جواب میں فرماتا ہے ایحسبون انما نمدہم الخ کہ کیا وہ اس فراخی مال و اولاد کو ہماری مہربانی سمجہتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ لا یشعرون انکو شعور نہیں چارپائے ہیں کیونکہ دنیا فانی کی آسایش کچہہ چیز نہیں حیوانات کو بہی نصیب ہے ہاں جو ہماری مہربانی ہے اور انکے لئے ہم بہلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکہتے ہیں اور وہ جو شرک نہیں کرتے اور وہ جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہ ہو یہی لوگ نیکی میں دوڑنے اور سبقت کرنیوالے ہیں -

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ

اور ہم کسی پر بوجہ نہیں ڈالتے مگر اسیقدر کہ اوٹھا سکے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ سچ کہدیگی اور انپر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ بلکہ انکے دل اس سے بیہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور اسکے سوا انکے اور بھی

دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ

کام ہیں کہ جنکو وہ کیا کرتے ہیں۔ یہانتک کہ جب اونکے مالداروں کو ہم آفت میں مبتلا کریں گے تو وہ فوراً چلا اوٹھینگے۔ (کہا جائیگا) آج کیوں چلاتے ہو تمہاری ہمارے ہاں سے کچھ بھی مدد نہ ہوگی۔

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

تمپر میری آیتیں پڑہی جایا کرتی تہیں پس تم تو اُلٹے پاؤں بہاگا کرتے تھے۔ غرور میں آکر اسکو قصہ کہانی سمجھ کر چہوڑ کر چلے جایا کرتے تھے۔ کیا اونہوں نے ارشاد الٰہی (یعنی قرآن) میں غور نہیں کیا

اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ

کیا انکے پاس کوئی ایسی (نئی) بات پہنچی تہی کہ جو انکے اگلے باپ دادا کے پاس نہ پہنچی تہی۔ کیا اونہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تہا جو یہ اسکے منکر ہو گئے۔ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اسکو جنون ہے۔ (ایسی کوئی بات نہیں) بلکہ رسول انکے پاس

بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ

سچی بات لایا تہا اور اسمیں سے اکثر تو سچ سے نفرت ہی کرتے تھے۔ اور اگر حق انکے خواہش کے تابع ہوا کرتا تو آسمان اور زمین اور جو کچھ انمیں ہے سب کچھ خراب ہو چکتا بلکہ ہمنے تو انکی نصیحت انکو پہنچا دی تہی

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

سو وہ اپنی نصیحت کی بات سے مُنہ موڑتے ہیں۔ اے نبی کیا تم انسے کچھ اُجرت مانگتے ہو پہر اُجرت تو تمہارے رب کی بہت بہتر ہے اور وہی سب سے اچہا روزی دینے والا ہے۔ اور البتہ تم انکو سیدہے رستہ کی طرف بلاتے ہو

اہل ایمان کی چند اوصاف حمیدہ ذکر کر کے فرمایا تہا کہ یہی لوگ نیکیوں میں سبقت کر رہے ہیں اب مخالفوں کو رغبت دلاتا ہے کہ لانکلف نفسا الا وسعہا ہم کسی پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجہ نہیں ڈالتے یعنی احکام سخت پر مامور نہیں کرتے آسان اور سہل حکم دیا کرتے ہیں پہر ای کمبخت منکرو تم کیوں ان نیکیوں میں پیچھے رہے جاتے ہو؟ اور یہ خیال کرنا کہ ان نیکیوں میں سعی کرنا بیفائدہ ہے انکو آخرت میں کون یاد رکہیگا؟ غلط خیال ہے کسلیے کہ ولدینا کتاب ینطق بالحق وہم لایظلمون ہماری پاس ایک کتاب ہے اسمیں یہ سب کچھ لکھا جاتا ہے ہر فرد و بشر کے اعمال کراماً کاتبین لکھا کرتے ہیں یہ کتاب ہر ایک بات ٹھیک ٹھیک بیان کر دیگی اور کسی کا کوئی عمل نہ رہ جائیگا کہ انپر ظلم ہو ظلم ہوگا۔ اسی کتاب کا آگے ذکر آچکا ہے ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا مگر اس سے دنیا کی کتابوں کی مانند کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب مراد نہیں بلکہ اور قسم کی کتاب یعنی یادداشت الٰہی واللہ اعلم۔ یہ باتیں سُنکر بھی کفار نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتے بل قلوبہم فی غمرۃ من ہذا الخ بلکہ انکے دل اس بات سے غفلت میں ہیں اور اسپر ہی بس نہیں بلکہ ولہم اعمال من دون ذالک اسکے سوا انکے اور اعمال بھی ہیں جنکو وہ عمل میں لا رہے ہیں پہر یہ ستمگار اپنی اعمال بد میں یہانتک گرفتار ہیں حتی اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب الخ کہ جب ہم انکے دولتمندوں کو جو دولت کے نشہ میں مغرور ہیں عذاب میں مبتلا کرینگے تو یجئرون دُہائی دینے لگیں گے۔ اس عذاب سے مراد موت کے وقت کا عذاب ہے یہ عذاب سب کفار کیلیے ہے مگر دولتمندوں کی تخصیص اسکے غرور و تکبر کی وجہ سے ہوئی۔ ملائکہ اسوقت کہینگے اب کیوں دہائی دیتے فریاد کرتے ہو آج تمکو مدد الٰہی نہ پہونچیگی۔ قد کانت آیاتی الخ کیونکہ تمہارے سامنے میری آیتیں پڑہی جایا کرتی تہیں تم تکبر کی راہ سے انکو چہوڑ کر قصہ کہانیوں میں مشغول ہوتے تہے تسمیر رات کو قصہ گوئی کرنا عرب کی عادت تہی کہ رات کو لوگ مجتمع ہو کر قصہ خوانی کیا کرتے تہے تہجرون ہجر بالکسر بمعنی جدائی ہجر بالفتح ہذیان و بالضم فحش کعبہ کے ارد گرد بیٹھ کر قریش مکہ قصہ خوانی کرتے تہے اور آنحضرت اور قرآن کی ہجو و حقارت بہی کیا کرتے تہے۔

اب فرماتا ہے کہ ان باتوں کا عمل میں لانا یا تو اسلیے تہا کہ قرآن مجید میں کوئی خوبی نہ تہی جو اس سے بہاگتے تہے اس کے جواب میں فرماتا ہے افلم یدبروا القول کہ انہوں نے کیا قرآن و نبی کی ارشاد میں غور نکیا تہا یعنی کرنا چاہیے تہا وہ نبی کی آتی کو اور انکی نصائح کو ایک دہری بات جانتے تہے سو یہ بھی غلط کیونکہ ام جاءہم کیا انکے پاس رسول کوئی نئی بات لائے تہے جو انکے باپ دادا کے پاس پہلے انبیاء نہ لائے تہے؟ تیسری بات یہ کہ وہ رسول سے واقف نہ تہے بلکہ خوب واقف تہے کہ قبل نبوت انکو سچا دیانتدار خدا ترس جانتے تہے پہر بعد نبوت جہوٹ بولنے سے کیا غرض تہی؟ ام لم یعرفوا رسولہم

[illegible]

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ○ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○

اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس رستہ سے ٹیڑھے چلتے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کرکے انکی تکلیف کو بھی دور کردیں تو بھی وہ اپنی سرکشی میں گمراہ بنے رہیں گے

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ○ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ

اور البتہ ہمنے انکو عذاب میں مبتلا بھی کیا پھر بھی وہ اپنے رب کی طرف نہ جھکے اور نہ عاجزی کرنیوالے تھے ۔ یہانتک غفلت میں رہے کہ جب ہمنے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھولدیا تو فوراً

فِيهِ مُبْلِسُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

اسمیں ناامید ہوگئے ۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے ۔ تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو ۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زمین میں پھیلا دیا اور (قیامت میں)

وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ○

اُسکی طرف جمع کرکے لائے جاؤگے ۔ اور وہی تو ہے کہ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہی رات دن کا بدلنے والا ہے ۔ تو پھر تم کیا نہیں سمجھتے ۔ بلکہ انھوں نے بھی ایسی ہی بات کہدی جو پہلوں نے کہی تھی

قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○

انھوں نے کہا تھا کہ کیا جب ہم مرجاوینگے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاوینگے تو پھر بھی زندہ کئے جاوینگے ! اس کا تو ہمسے اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا سے یہی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں

چوتھی بات یہ کہ باوجود اس خداترسی اور راستبازی کے سیکڑوں تکلیفیں اٹھاکر دنیاوی فوائد پر لات مارکر قوم کو آنیوالی مصیبتوں سے پرحذر کرنا توحید و راستبازی پھیلانا کسی دیوانہ آدمی کا کام نہیں پھر کیا انھوں نے رسول کو دیوانہ سمجھا تھا ام یقولون بہ جنۃ یہ کچھ نہیں تو یقین کرلینا چاہئے کہ جاءھم بالحق رسول انکے پاس دین حق لیکر آچکا تھا لیکن اکثرھم للحق کارھون انمیں سے اکثر کو حق سے کراہت و نفرت ہے ۔ اپنی کج طبعی اور تیرہ باطنی سے چاہتے ہیں کہ انکی خواہش کے موافق دنیا میں رسول احکام جاری کیا کرے ۔ و لو اتبع الحق اھواءھم الخ اگر ایسا ہو تو آسمان اور زمین اور انکے رہنے والے خراب ہوجاویں ۔ ریل کا انجن اگر کسی نادان کے سپرد کیا جاوے تو گاڑیاں لٹ جاویں صدہا آدمی مرجاویں ۔ پس ہم انکو انکے سمجھنے اور درست ہونیکی چیز انکو دیتے ہیں پر وہ اس سے اعراض کررہے ہیں پھر انکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس وعظ و نصیحت سے رسول کچھ ان سے مزدوری مانگتا ہے؟ کچھ نہیں بلکہ وہ اجر آخرت کا طالب ہے اور اللہ بہتر اجر دینے والا ہے اور اے محمد تم انکو سیدھے رستے کیطرف بلا رہے ہو وان الذین لایؤمنون بالآخرۃ عن الصراط لناکبون اور آخرت پر یقین نہ لانیوالے سیدھے رستے سے پھرے جارہے ہیں افسوس ۔

واذا اخذناھم بالعذاب میں مفسرین کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلعم کی بددعا سے قریش مکہ پر سات برس کا ایسا سخت قحط پڑا کہ جسمیں وہ چلا اُٹھے گئے اور مردار تک کھانیکی نوبت آگئی دہائی دینے لگے جسکے جواب میں ان پر عتاب ہوتا ہے کہ اب دہائی دیتے ہو ہمارے رسول پر کیوں ایمان نہ لائے آخر کار ہون تک عتاب ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آنیوالے عذاب کی خبر ہے جو بوقت مرگ یا آخرت میں پیش آئیگا اور کفار اسوقت چلائیں گے دہائی دینگے تب انکے جواب میں یہ عتاب ہوگا قوی تر یہی ہے کہ آنیوالی مصیبت کی خبر دیجاتی ہے وہ قحط شدید اور واقعہ بدر تھا جسمیں قریش چیخ اُٹھے تھے اور انکے حال پر جواب با عتاب ناطق تھا اور آئندہ مرنیکے بعد اور پھر قیامت میں بھی عذاب شدید پیش آئیگا جہاں انکی فریاد اور دہاڑنے پر یہی جواب عتاب دیا جائیگا اس لئے فرماتا ہے اور جو ہم اُس مصیبت سے کہ جسمیں انکو مبتلا کیا کرتے ہیں نجات بھی دیں تو پھر اپنی اسی سرکشی میں اڑ جاوینگے ۔ عذاب دفع ہونیکے بعد سرکشی کرنا تو انکے نزدیک معمولی بات ہے ولقد اخذناھم بالعذاب الخ ہمنے انکو اول ایک عذاب میں گرفتار کیا تو اسوقت بھی ما استکانوا لربھم اپنے رب کیطرف نہ جھکے ۔ استکان استفعل من الکون انتقل من کون الی کون ۔ و یجوز ان یکون افتعل من السکون (کبیر) اور نہ جھکنے والے تھے ۔ حتی اذا فتحنا علیھم یہانتک کہ اس مصیبت کے بعد دوسری مصیبت کا دروازہ کھولا تو بھی نہ جھکے بلکہ رب کی رحمت سے ناامید ہوگئے حالانکہ اللہ وہ منعم حقیقی ہے کہ جسنے تمکو کان اور آنکھیں اور دل عطا کئے پھر اُس سے ناامیدی کرنا کیسی بُری بات ہے ۔ اور اسمیں بھی اشارہ ہے کہ اسنے سننے کو کان دیکھنے کو آنکھ سمجھنے کو دل عطا کئے پھر خود دلائل الٰہی میں کیوں غور نہیں کرتے تا کہ انکو خود معلوم ہوجاوے کہ رسول جو کچھ فرماتا ہے سراسر ہمارے فائدہ کے لئے اور برحق بات کہتا ہے ۔ اسکے بعد اور بھی اپنی نعمتیں اور اپنی قدرت کاملہ کا نشان بیان کرتا ہے کہ جنسے صاف معلوم ہو جاوے کہ وہ مرنیکے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے وہو الذی ذرأکم فی الارض یہ نعمت ہے والیہ تحشرون میں وعدہ ہے کہ جسنے تمکو زمین پر پھیلا دیا ہے وہی تمکو قیامت میں سمیٹ بھی لیگا اور وہو یحیی و یمیت میں نعمت بھی ہے اور قدرت کاملہ کی دلیل بھی ہے اسی طرح اختلاف الیل والنہار بھی نعمت اور اسکی قدرت کی دلیل ہے اسکے بعد فرماتا ہے افلا تعقلون کہ تم پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ وہی بیہودہ بات کہے چلے جاتے ہو جو پہلے کہتے چلے ہیں کہ مرکر اور ریزہ ریزہ ہوکر کیونکر دوبارہ زندہ ہونگے یہ صرف ایک جھوٹا وعدہ ہے جو ہمسے اور ہمسے پہلوں سے انبیاء کرتے آئے ہیں اور یہ صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ۔

الربع

ع ۲۷ ۴

ف النکوب والنکب [illegible] عن الطریق [illegible] مصرین [illegible] من الباب [illegible] البحث [illegible] مبلسون [illegible] من الابلاس [illegible] الاساطیر جمع اسطورۃ [illegible]

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ

اے نبی انسے یہ تو پوچھو کہ یہ زمین اور جو کچھ اسمیں ہی کس کا ہی اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ جلد کہینگے اللہ کا ہی - کہدو کہ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے - انسے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں کا رب کون ہے اور

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

عرش عظیم کا رب کون ہی وہ جلد کہینگے کہ یہ سب اللہ کا ہی - کہدو پھر تم کیوں نہیں ڈرتے - پوچھو کہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہی اور وہ کون ہی جو بچا لیتا ہی اور اس سے کوئی بھی بچ نہیں سکتا اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ

جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ جلد کہدینگے سب کچھ اللہ کا ہی - اُنسے کہدو پھر تم کیسے دیوانے ہو رہے ہو - بلکہ ہمنے تو انکے پاس حق بات پہنچادی اور یہ بیشک جھوٹے ہیں - خدانے کوئی بھی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکے ساتھ کوئی معبود ہی ہی

ع ۱۵ ۵ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ لگئے پھرتا (اسپر قابض ہوجاتا) اور ایک دوسرے پر غالب آتا - جو جو باتیں یہ بناتے ہیں اللہ ان سب سے پاک ہی - وہ غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہی - وہ انکے شریک بنانے سے بری ہی -

---

لِلّٰہ قراءۃ جمہور میں لام سے ہی اور یہ لمن الارض کا جواب ہی اور اخیر دونوں سوالوں کے جواب میں اللہ واقع ہی اور للہ بھی - بغیر لام میں لفظ کی رعایت ہی اور لام میں معنی کی لان المعنی فی قولہ من رب السموات لمن السموات - ملکوت میں ت مبالغہ کے لئے بمعنی ملک اذا جواب ہی شرط محذوف کا ۱۲ **تفسیر** ۱۲ تقدیرہ لو کان معہ آلہۃ -

مسئلہ حشر اور رسالت کو تمام کرکے پھر مسئلہ توحید شروع ہوتا ہی اور مشرکین کے مسلمات سے ہی انپر الزام قائم کیا جاتا ہی فقال قل لمن الارض اے نبی ان سے پوچھو کہ زمین اور اسکے رہنے والے کسکے ہیں وہ یہی کہینگے کہ اللہ کے کیونکہ وہ اللہ کے قائل تھے تب کہو کہ تم پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ جسکے قبضۂ قدرت میں یہ سب ہیں اور وہ انکا خالق ہی تو اور معبودوں کا کیا استحقاق عبادت ہی بلکہ وہ بھی مخلوق اور مملوک ہیں پھر فرماتا ہے قل من رب السموات الخ کہ انسے یہ بھی پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا کون مالک ہی اسکے جواب میں بھی وہ یہی کہینگے کہ اللہ - تب اُنسے کہدو کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے اسکے سوا اور کون ہی کہ جسکو اسکے ساتھ حاجت روا سمجھکر پوجتے ہو تمکو ڈرنا چاہئے - اِن جملوں میں اثبات حشر بھی ہی کیونکہ وہ جو ان سب کا مالک ہی وہ مرکر زندہ کرنے پر بھی قادر ہی - مسائل قرآنیہ کا باہم ایسا ارتباط ہی کہ ایک مسئلہ کے دلائل سے دوسرا بھی ثابت ہوجاتا ہی یہ کافی اعجاز ہی - پھر فرماتا ہی کہ آسمان و زمین سے بھی تعمیم کرکے یہ سوال کرو کہ ہر ایک چیز پر کس کا قبضہ ہی اور وہ کون ہی کہ جسکو چاہتا ہی پناہ دیسکتا ہی اور اسکے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دیسکتا اگر تمکو یہ بات معلوم ہی تو بتلاؤ (یقال اجرت فلانا علی فلان اذا اغثتہ منہ ومنعتہ) اُسکے جواب میں بھی وہ اللہ ہی کہینگے پھر کہو کہ تم پر کسی نے کیا سحر کر دیا کیا افسوں پڑھکر تمکو احمق بنا دیا ہی کہ اس بات کو جانکر بھی اللہ کے سوا اسکی مخلوق کو پوجتے ہو - جو دیدہ و دانستہ احمق بنجائے تو محاورہ میں کہا کرتے ہیں کہ اسپر کسی نے جادو کر دیا کسی نے اسکو منتر پڑھکر دیوانہ بنا دیا نہ یہ مطلب کہ در اصل اسپر کسی نے سحر کر دیا ہے -

عرب کے مشرک ہندوؤں کا سا عقیدہ رکھتے تھے جس طرح ہندو یہ بھی کہدیتے ہیں کہ ایشر (خدا) جو چاہتا ہی کرتا ہی کوئی اُسکے برخلاف نہیں کر سکتا مگر باایں ہمہ سیکڑوں معبود بھی بنا رکھے ہیں کہیں دیوی پوجتی ہی کوئی ہنومان کو مانتا ہی کوئی مہادیو کا لنگ پوجتا ہی کوئی بشن کی مورت پر جل چڑھاتا ہی اور پھر ہر ملک میں ہر ایک قوم کا جُدا ہی معبود ہی آگ پانی حجر شجر آفتاب ستارے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی کہ جسکو نہ پوجتے ہوں یہی حاجت روا جانکر اُن کو پکارنا اُن کی نذر نیاز کرنا اُن کی پرستش ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں بھی ایشر کی مایا ہی یہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا - افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر آگیا یہ بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ اس کے قریب قریب برتاؤ کرنے لگے یہ اسکو توسل کہتے ہیں اور غیر قومیں جو اپنے بزرگوں سے ایسے ہی معاملات کریں تو اسکو شرک قرار دیتے ہیں فعل ایک ہی ہی -

پھر فرماتا ہی بل اتینٰہم بالحق الخ کہ ہمنے انکو حق دین دیدیا ہر بات سچی کھولدی پر یہ جھوٹے منصوبے باندھتے ہیں - مشرکین عرب میں سے بعض فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بھی کہتے تھے عرب میں عیسائی بھی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے انکے رد میں فرماتا ہی ما اتخذ اللہ من ولد الخ کہ اللہ نے کسیکو بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکے ساتھ اور کوئی خدائی میں شریک ہی اگر ایسا ہوتا تو ہر خالق اپنی مخلوق پر قبضہ کرتا اور ایک کا دوسرے سے خلاف ہوکر لامحالہ ایک دوسرے پر غالب ہوتا اور اس جھگڑے میں انتظام عالم بگڑ جاتا اللہ پاک ہی انکی باتوں سے وہ چھپی اور کھلی ہر بات جانتا ہے اور کسیکو یہ بات حاصل نہیں

ف [illegible]

ف یقال اجرت [illegible]

[illegible] ملکوت [illegible] الملک والتاء للمبالغۃ [illegible]

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ○ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ○

اے نبی تم یہ دعا کیا کرو کہ اے رب جس عذاب کا ان منکروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر تو اسکو مجھے دکھا دے تو مجھے اے رب (ان) ظالموں میں شامل نہ کر لینا اور البتہ جسکا ہم انسے وعدہ کر رہے ہیں ہم قادر ہیں کہ اسکو اے نبی تمہیں بھی دکھا دیں

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ○ وَاَعُوْذُ بِكَ

اے نبی برائی کو نیکی سے ٹالدیا کرو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہ وہ (آپکے حق میں) بکا کرتے ہیں۔ اور کہا کرو کہ اے رب میں شیطانی خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب میں تیری اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں

رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ

کہ شیاطین میرے پاس آویں (اور مجھے بھڑکائیں) (وہ تو اسی حال میں رہینگے) یہانتک کہ جب انمیں سے کسیکی موت آموجود ہوگی تو کہنے لگے گا کہ اے رب مجھے (دنیا میں) پھر بھیجدو کہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں کوئی نیک کام کروں ہرگز نہ ہوگا

هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○

یہ تو ایک بات ہے کہ جسکو وہ کہہ رہا ہے اور انکے آگے تو ایک پردہ پڑا ہوا ہے قیامت تک۔ پھر جب صور پھونکا جاویگا تو اُس روز نہ باہم قرابت کا پاس ہوگا اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

مایوعدون جملہ مفعول ہے ترینی کا اما اصل میں ان ما تھا ما تاکید ان شرطیہ کے لئے آتا ہے فلا تجعلنی اسکا جواب لفظ رب اہتمام شان کے لئے مقدم ہوا علیٰ متعلق ہے لقادرون سے بالتی میں ب الصاق کے لئے اور السیئۃ مفعول ہے ادفع کا ارجعون اصل میں رب ارجعنی تھا اور جمع کا لفظ فائدہ تکریر کے لئے آیا گویا یوں کہا ارجعنی ارجعنی۔ بعض کہتے ہیں رب کی تعظیم کے لئے صیغہ جمع کا لایا۔ اور بعض کہتے ہیں ملائکہ سے کہہ رہا ہے ارجعونی کہ تم مجھے دنیا میں پھر جانے دو ۔ همزات جمع همزة وهو الدفع والتحريك الشديد والمراد وساوسه۔

تفسیر

کفار کی سرکشی پر جو عذاب آنے کے وعدے ہوتے تھے تو سُنکر ہنسا کرتے تھے اور بیہودہ باتیں بکتے تھے اور سخت کلامی اور ایذا سے پیش آتے تھے اس لئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو اپنے وعدہ کے وثوق پر یہ حکم ارشاد فرماتا ہے (۱) قل رب اما ترینی الخ کہ اے رب اگر تو دنیا میں مجھے انکا وہ عذاب دکھا دے کہ جسکا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو اس عذاب میں مجھے شامل نہ کرنا۔ کیونکہ جب بدکاروں کی شرارت سے دنیا پر قہر الٰہی آتا ہے تو اس عام بلا میں نیک بھی کبھی آجاتے ہیں جیسا کہ قحط اور وبا یا دشمن کا غلبہ۔ پھر فرماتا ہے وانا علیٰ ان کہ منکر ہماری اس بات کو غلط نہ سمجھیں اے نبی اس عذاب کو ہم تمھیں دکھا بھی سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ عذاب آپ کو دکھا دیا ایسا سخت قحط کئی سال کا پڑا کہ جس میں کتوں اور مردار کے کھانے کی نوبت آئی اور سب چلا اٹھے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں آکر گریہ وزاری دعا کے خواستگار ہوئے حضرتؐ کی دعا سے وہ بلا دفع ہوئی۔

حجت میں مغلوب ہو کر وہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت کلامی کرنے لگتے تھے اور ایذائیں بھی طرح طرح سے دیتے تھے اس لئے آنحضرتؐ کو بالخصوص اور تبعاً حضرتؐ کے پیروں کو بھی جو ہدایت و ارشاد کی گدی پر بیٹھے ہیں یہ حکم دیتا ہے (۲) ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ کہ تم انکی اس بدکلامی کے عوض بدکلامی نکرو انکی ایذا کے مقابلہ میں ایذا ندو بلکہ برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرو بدکلامی کے جواب میں نرم بات کہو ان کی تکلیفیں اٹھا کر دعا کرو۔ حدیث میں آیا ہے صل من قطعک اعط من منعک۔ کہ جو تجھ سے توڑے تو اُس سے بھی محبت کا رشتہ جوڑ اور جو تجھے ندے تو اسکو بھی دے۔ کفار کی سخت تکلیفیں اٹھا کر بھی آنحضرتؐ یہی دعا کرتے تھے کہ اللهم اهد قومي انهم لا يعلمون کہ الٰہی میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ نادان ہیں۔ کہاں ہیں وہ معترض جو اسلام کی معاشرت پر خونخواری سفاکی بیرحمی کا الزام لگاتے ہیں اسلام نے وہ رحمدلی عفو حلم صلہ رحمی تعلیم کی ہے کہ ایسی کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ جمہور محققین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ وہ اور محل پر ہے یہ اور محل پر۔

پھر فرماتا ہے (۳) وقل رب اعوذ بک کہ شیطان وسواس دلایا کرتا ہے مبادا وسوسہ شیطانی سے انسان ان بدکرداروں کے ساتھ تو تو میں میں کرنے پر آمادہ ہو جاوے اس لئے چاہئے کہ اللہ سے پناہ مانگے نہ کہ اسکے وسواس دل میں آویں نہ شیاطین پاس آویں۔ جس طرح کسی پر جن بھوت چڑھ کر اس کی بولی بولنے لگتا ہے اسی طرح شیطان جو بدی کا بھوت اور جن ہے آدمی پر کبھی مسلط ہو کر برے خیالات دل میں ڈالدیتا ہے لہذا پناہ مانگنا ضروری بات ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ تم شیاطین کے پاس آنے سے پناہ مانگا کرو کیونکہ شیاطین کفار کے پاس موت تک موجود رہتے ہیں پھر جب موت آتی ہے اور اس عالم کا پردہ آن سے اٹھ جاتا ہے

۱۵ یعنی اگر دنیا میں ان کفار پر عذاب [illegible]

۱۶ [illegible]

۱۷ [illegible]

[illegible] ۱۲ منہ

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ
پھر جن کا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پانے والے ہیں اور جن کا پلہ ہلکا ہوا تو یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے تئیں آپ برباد کیا سدا جہنم میں

خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا
رہا کریں گے۔ انکے مونہوں کو آگ کی لپٹیں جھلستی ہونگی اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے۔ ہم کہیں گے کیا تمکو میری آیتیں نہیں سنائی جایا کرتی تہیں پھر تم انکو جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝
ہمپر ہماری شامت سوار تھی اور ہم گمراہ رہے اے ہمارے رب ہمکو اس میں سے نکالدے اگر پھر کریں تو ہم قصوروار۔ فرمائے گا دور رہو اس میں پڑے رہو اور مجھسے بات بھی نکرو

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى
کیونکہ میرے بندوں میں سے ایک فریق ایسا بھی تھا جو کہا کرتا تھا کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ پس تمنے ان سے مسخرہ پن کیا یہانتک کہ انکے مشغلہ نے

اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝
میری یاد بھی تمکو بھلادی اور تم اُن سے ہنسی کرتے رہے آج کے دن میں نے انکو انکے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ ہی مراد کو پہنچ گئے۔

اور ملائکہ عذاب اور برے اعمال کی سزائیں سامنے دکھائی دیتی ہیں تو کہنے لگتے ہیں رب ارجعون اے رب مجھے پھر دنیا میں بھیج کہ جا کے اچھے کام کروں اس وقت اس خواب غفلت سے بیدار اور حرص لذات وشہوات سے ہوشیار ہوگا اور حسرتوں کا ارد گرد ہجوم ہوگا بار بار یہ التجا کریگا وہاں سے جواب ہوگا کلا ہرگز نہیں یہ ایک بے فائدہ بات ہے جسکو وہ عبث منہ سے نکال رہا ہے ان کے درمیان موت کا حجاب یا پردہ پڑا ہے قیامت تک تفسیر دنیا میں واپس نہ آئیں گے۔

یہاں سے تناسخ کا صریح ابطال ہوگیا اور یہی مسلک تمام انبیاء کا ہے۔ پھر قیامت کی کیفیت ظاہر فرماتا ہے فاذا نفخ فی الصور کہ جس روز صور پھنکےگا تو اس روز نہ انسان کا نسب کام آویگا جیسا کہ دنیا میں رشتہ کا لحاظ ہوتا ہے کہ فلاں شخص ہے فلاں کی اولاد ہے فلاں قوم اور قبیلے کا ہے اونچی ذات کا ہے شریف خاندانی ہے یا کم قوم پاجی ہے اور نہ کوئی ان باتوں سے پوچھا جائے گا وہاں تو انسان کے اعمال اور ایمان سے کام پڑے گا فمن ثقلت موازینہ الخ پھر جسکی نیکیوں کا پلہ بدی کے پلہ سے بھاری ہوگا وہ مراد پاویگا اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا جہنم میں جاویگا پھر آگے جہنم کی کیفیت بیان فرماتا ہے۔ (موازین میں چند اقوال ہیں (۱) یہ کہ عدل وانصاف سے استعارہ ہے (۲) اس سے مراد اعمال حسنہ ہیں پھر جس کے اعمال کی قدر ومنزلت ہوئی یعنی پسند الٰہی ہوئے وہ کامیاب ہے ورنہ خرابی میں پڑیگا ابن عباسؓ کہتے ہیں موازین جمع موزون اور یہ اعمال صالحہ کے موزونات ہیں جیسا کہ آیا ہے فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا اے قدرا (۳) یہ کہ درحقیقت اعمال کے تولنے کے لئے ترازو قائم ہوگی کہ جسکے دو پلے ہونگے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مگر اس سے بھی مراد دنیا کی ترازو نہیں جسپر اعراض کا تولنا محال خیال کیا جاوے بلکہ اعمال تولنے کے مناسب ہے جسکی حقیقت وہی خوب جانتا ہے۔) انکے مونہوں کو آتش جہنم جھلس دیگی جلادیگی۔ اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے کلوح کے معنی دونوں ہونٹوں کا پھول کو دانتوں سے جدا ہونا ایک نیچے لٹک پڑے دوسرا اوپر چڑھ جاوے پھر انکے رونے چلانے پر فرشتے کہیں گے الم تکن آیاتی تتلی علیکم کہ دنیا میں کیا تم کو اللہ کی آیتیں نہ سنائی جایا کرتی تھیں کہ جنکو تم جھٹلایا کرتے تھے وہ کہیں گے ہماری بدبختی تھی اور ہم گمراہ تھے اب ہم کو اس آگ سے نکالدو اور دنیا میں بھیجدو پھر اگر ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں وہاں سے جواب ملیگا یہیں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور بات نکرو خسا کتے کو ہٹ دہت کرنیکو کہتے ہیں مطلب یہ کہ کتے کی طرح بھونکتے رہو یہ ذلت کا کلمہ ہے کیونکہ دنیا میں میرے بندوں میں سے ایک فریق یعنی ایمان والے دعا کیا کرتے تھے رب اغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین تم ان سے ہنسی تمسخر کیا کرتے تھے آج اس کا بدلہ تمکو دیا گیا تم یہاں رہو دانت پیسو وہ ایمان والے کامیاب ہیں جنت میں ہیں تمپر ہنستے ہیں۔

ف [illegible]

ف تناسخ کا ابطال

ف میزان کی بحث

قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِّينَ ۝ قُلْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ

(جہنم میں انسے خدا) پوچھے گا کہ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے ہوگے وہ کہینگے ایک دن رہے ہونگے یا اس سے بھی کم بس شمار کرنیوالوں سے پوچھ دیکھئے۔ فرمائیگا دنیا میں دراصل بہت ہی کم رہے ہو کاش

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

یہ بات تمہیں دنیا میں جانی ہوتی پھر کیا تمنے یہ سمجھ لیا کہ ہمنے تمکو نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تمکو ہمارے پاس پھر کر نہیں آنا ہے۔ پس اللہ جو بادشاہ برحق ہے (بیکار پیدا کرنے سے بری ہے) اسکے سوا کوئی معبود نہیں

الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝

وہ عزت کے تخت کا مالک ہے اور جس نے اللہ کے سوا اور معبود کو پکارا کہ جسکے لئے اسپر کوئی بھی سند نہیں تو اسکا حساب اسکے رب کے پاس ہے۔ بیشک کافروں کو فلاح نہ ہوگی ۔

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝

اور (اے نبی دعا کرو کہ اے ہمارے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے ۔

ترکیب

قال یقرء علی لفظ الماضی عند اہل الکوفة و بلفظ الامر عند اہل الحرمین والبصرة والشام۔ کم ظرف ہے لبثتم کا ای کم سنة لبثتم فی الدنیا و فی قبورکم عدد بدل ہے کم سے اور سنین اس سے عدد سنین تمیز بھی ہو سکتا ہے۔ عادّین بالتشدید من العدد ای شمار کرنیوالے۔ و بالتخفیف علی معنی العادین ای المتقدمین کقولک ہذہ بئر عادیة ای سل من تقدمنا لو کا جواب محذوف ای ما لبثتم بهذه المدة عبثا مصدر فی موضع الحال + او مفعول له وانکم معطوف ہے انما پر انه بالکسر علی الاستیناف ۔

تفسیر

منکرین قیامت سے بطور توبیخ کے وہاں یہ بھی سوال ہوگا کم لبثتم فی الارض الخ کہ جو تم کہتے تھے مر کر جینا نہیں اور زندگی ہے تو دنیا ہی کی زندگی ہے اور وہاں کی زندگی اور اُسکے لذات مال وجاہ پر تم مٹے ہوئے تھے اور اب یہاں اپنے گمان کے برخلاف مر کر زندہ ہونا اور ابدی عذاب میں مبتلا ہونا بھی دیکھ لیا اب بتلاؤ کہ تم دنیا میں کسقدر ٹھیرے تھے۔ وہاں کے عذاب ابدی کے مقابلہ میں اور نیز اسوجہ سے بھی کہ گذری ہوئی عمر بوقت مصیبت بہت ہی کم معلوم ہوا کرتی ہے یوں کہینگے یوما او بعض یوم ایکروز یا اس سے بھی کم دنیا میں رہے تھے فسئل العادین چاہے آپ گنتی کرنیوالوں فرشتوں سے دریافت کر لیجئے فرشتہ کہیگا ایکدن یا نصف کہنا تو غلط ہے مگر یہ صحیح ہے کہ تم دنیا میں بہت کم رہے ہو انکم کنتم تعلمون بشرطیکہ تم بھی اسکو جانو کہ دار آخرت اور حیات جاودانی کے مقابلہ میں یہاں کی زندگی خواہ سو برس کی کیوں نہو بہت ہی کم ہے فسئل العادین کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ قدیمی لوگوں سے پوچھ دیکھو۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ وہ جو پہلے زمانوں میں بڑی عمروں کے لوگ گذرے ہیں وہ بھی حیات دنیا کو اسیقدر قلیل سمجھتے ہیں۔ یہ حیات دنیا کی حقیقت ہے کہ جسکے لئے انسان ایسی تدبیریں کرتا پھرتا ہے۔ بعض علما کہتے ہیں کہ کم لبثتم میں سوال مرنیکے بعد قبر میں رہنے کی مدت سے ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں اسکو بھی بہت ہی قلیل تصور کرینگے۔ یہ بھی ممکن ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا الخ یہاں سے ایک تہدید آمیز کلام شروع فرماتا ہے اور اسمیں قیامت قائم ہونے پر دلائل بھی ذکر کرتا ہے کہ اگر قیامت قائم نہو تو نیک بد کو کامل سزا و جزا نہ ملے پھر نہ نیکی مطلوب ہو اور نہ بدی سے نفرت ہو جس سے لازم آوے کہ انسان عبث پیدا کیا گیا ہے اسپر کوئی مطالبہ الٰہی نہیں اسلئے فرماتا ہے کہ کیا تمنے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمنے تمکو بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم پھر ہمارے پاس نہ آؤگے فتعالی اللہ الخ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ وہ عبث پیدا کرے مگر اس سے یہ بھی نہ سمجھو کہ وہ ہمارا حاجتمند ہے کیونکہ الملک الحق وہ بادشاہ بے نیاز ہے اسکی بادشاہی ثابت اور قایم ہے کبھی زائل نہوگی لا الٰہ الا ہو وہ اکیلا ہے اور وہ بادشاہ عرش یعنی تخت کریم ذی عزت کا مالک ہے۔ عرش سے مراد بعض کے نزدیک ساتوں آسمان ہیں بعض کے نزدیک حقیقةً عرش۔ لا الٰہ کے بعد یہ فرماتا ہے کہ من یدع جس نے اور معبود کو پکارا بغیر دلیل (اور دلیل تو ہے ہی نہیں) تو اسکا حساب خاص ہم لینگے۔ ابدی عذاب کی سزا دینگے کافروں کو فلاح نہوگی۔ سورہ کا ابتدا قد افلح المؤمنون سے اور خاتمہ انه لا یفلح الکافرون سے کرنا عجب لطف کلام میں پیدا کرتا ہے۔ اسکے بعد آنحضرتؐ کو دعا و ثنا کی تعلیم کرکے کلام کو کس خوبی سے تمام کرتا ہے قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین ۔

سورۃ نور مدنیۃ ہی اسمین چونسٹھ آیات و نو رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰہَا وَفَرَضْنٰہَا وَاَنْزَلْنَا فِیْہَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ○ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا مِائَۃَ

یہ سورۃ ہی کہ جسکو ہمنے نازل کیا اور فرض کیا ہے اور ہمنے اُسمیں کھلی کھلی آیتیں نازل کیں تاکہ تم سمجھو ۔ عورت زنا کرنیوالی اور مرد زناکار سو ان میں سے ہر ایک کے

جَلْدَۃٍ ص وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِہِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ج وَلْیَشْہَدْ عَذَابَہُمَا

سو سو کوڑے مارو اور تمکو اللہ کے حکم میں انپر کچھ ترس نہ کرنا چاہیئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو اور چاہیئے کہ انکے عذاب کو

طَآئِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُہَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ ج وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ○

مسلمانوں کی ایک جماعت دیکھے ۔ (اکثر) زنا کرنیوالا تو بجز بدکار عورت یا مشرک عورت کے نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت سے (اکثر) زانی یا مشرک ہی نکاح کیا کرتے ہیں اور مومنوں پر تو یہ حرام کر دیا گیا ہے

سورۃ مبتدا محذوف کی خبر اے ہذہ انزلناہا سورۃ کی صفت فاجلدوا الزانیۃ والزانی کی خبر مائۃ منصوب ہے مفعول مطلق کی صفت ہو کر وکذا ثمانین ۔

تفسیر

ابن مردویہ نے روایت ابن عباس رض و ابن زبیر رض سے نقل کیا ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے سورہ مومنون کے خاتمہ میں اس دعا کرنیکا حکم دیا تھا کہ اے رب ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر کیونکہ تو بڑا رحم والا ہے ۔ رحمت الہی اسکی مخلوق بالخصوص انسان پر ہمہ وقت سایہ فگن ہی مگر اس رحمت سے محروم کرنیوالی یا یوں کہو اس نور کا حجاب دو ہی چیزیں ہیں اول خالق سے سرکشی اس سے غفلت دوسرے معبودونکی طرف التفات اس کا تدارک تو سورہ مومنون میں بخوبی کر دیا فلاح کے کام ارشاد فرما دیئے ۔ دوسرے حقوق العباد میں ظلم اور کسیکو ناحق ایذا دینا منجملہ انکے زنا ہے اور اسیطرح کسی پارسا پر زنا کی تہمت لگانا بھی بدتر ہے زنا ہی آبرو ریزی اور فتنہ و فساد اور تمدن اور معاشرت کے اصول کے خلاف اور بیحد ہی ظلم اور مردم آزاری ہی اسلیئے اس سورہ میں اسکا تدارک کرنا بھی ضروری تھا ورنہ نصاب تعلیم میں قصور متصور ہوتا اسلیئے اس سورہ میں زنا اور تہمت اور زنا کے اسباب جیسے عورتوں کی بیحیائی عورتوں کو اپنے محاسن کا دکھانا اور کسی کے گھر میں بے اجازت چلا جانا یا اپنے ہی گھروں میں بیپردہ بیتکلف لوگوں میں چلا آنا سب کو عمدہ پیرایہ سے حرام و ممنوع فرمایا ہی اور انسانی تہذیب و معاشرت کا دستور العمل بنا دیا گیا ہی اسلیئے سب سے اول اس سورہ کے فضائل اور اسکے احکام کا وجوب اجمالاً ارشاد فرمایا ہی فقال سورۃ انزلناہا کہ یہ سورہ ہمنے نازل کی ہی پیغمبر علیہ السلام نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی ہی ہمنے فرضناہا اسکے احکام فرض و واجب کیئے ہیں نہ کسی غیر نے وانزلنا فیہا آیات بینات اور ہمنے اس سورہ میں آیات بینات نازل کئے ہیں یعنی احکام مفیدہ جن کے مفید ہونے میں کسیکو بھی کلام نہیں اسلیئے وہ آیات اللہ یعنی اسکی نشانیاں ہیں بشر اور وہ بھی ان پڑھ اور اُس ملک کا جس میں تہذیب شایستگی مفقود پھر نہ اسکی معین کوئی قانونی جماعت ایسے احکام بیان کرے نبوت کی دلیل ہے اور دلیل بھی کیسی روشن اور آیات بینات کیوں نازل کئے لعلکم تذکرون تاکہ تم سمجھو عقل پکڑو اس تمہید کے بعد احکام شروع ہوتے ہیں (۱) الزانیۃ الخ کہ مرد یا عورت جو کوئی زنا کرے اُسکو سو درے مارو لوگوں کے سامنے تاکہ لوگوں کو عبرت و نصیحت ہو اور اُس حکم کی تعمیل میں کسی پر رحم نہ کہاؤ شریف و وضیع اپنے و بیگانے کا کچھ لحاظ نہ کرو اگر تمکو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہی یہ سخت تاکید و تہدید ہے یعنی اگر ایسا نکروگے تو تمہارے ایمان میں کلام ہے پھر اس فعل کی اور اس کام کے کرنیوالوں کی توہین کیجاتی ہی کہ الزانی لا ینکح کہ یہ بدنصیب و ناپاک گروہ پاک مردوں اور عورتوں سے نکاح کرنیکے قابل ہی نہیں اکثر اپنی ہی جنس کو ڈھونڈھ لیا کرتے ہیں انہیں سے انکو رغبت ہوا کرتی ہی لیکن ایمانداروں پر یہ حرام ہی ۔ زنا کی تعریف بعض علما نے یہ کی ہی کہ پیشاب گاہ کو اُس مقام مخصوص میں داخل کرنا (فرج میں) جو طبعاً مرغوب اور قطعاً حرام ہو غالباً یہ تعریف عرف عام کے دستوروں کو اور شرعی قیود کو ملحوظ رکھکر کی ہی پیشاب گاہ داخل کرنے کی قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر کوئی کسیکی فرج میں انگلی یا لکڑی داخل کریگا اُسپر زنا کا اطلاق نہ ہوگا نہ اسکے احکام جاری ہوں گے یہ اور بات ہی کہ یہ فعل بھی حرام و ممنوع ہے اور اُسکے لئے تعزیر ہے ۔ اسیطرح ایسے مقام مخصوص میں داخل کرنیکی قید سے جو طبعاً مرغوب ہو بعض کے نزدیک دُبر یعنی پاخانہ کی جگہ میں داخل کرنے سے خواہ مرد کے خواہ عورت کے زنا کا اطلاق نہ ہوگا نہ اسپر احکام زنا جاری ہونگے البتہ یہ فعل بھی حرام ہی اور اسکی تعزیر ہی جیسا کہ امام ابو حنیفہ کا قول ہی کیونکہ یہ مقام طبعاً مرغوب نہیں طبایع سلیمہ کا ذکر ہے نہ خبیثہ کا ۔ مگر امام شافعی اسکو بھی زنا کہتے ہیں کیونکہ لذت اور قضاء شہوت دونوں جگہ برابر ہے اور اسی طرح چار پایوں

سے کرنیکو بھی زنا کہیں گے گو اس حرام فعل پر اسکو سزا دیجاویگی اور اسیطرح حرام قطعی کے قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ جو فرج اُسکے لیئے حلال ہے جیسا کہ اُسکی بیوی اور شرعی لونڈی اُسکے ساتھ کرنے سے زنا کا اطلاق نہ ہوگا گو حالات حیض و نفاس ہی کیوں نہو یہ اور بات ہے کہ حالات حیض و نفاس میں بیوی کے ساتھ بھی یہ فعل کرنا شرعاً حرام ہے اور اسی طرح جہاں حرام قطعی نہیں بلکہ شبہ اور اختلاف کی صورت ہو جیسے کہ وطی بالشبہ یا نکاح فاسد وغیرہ - اسیطرح عورت کا عورت سے رگڑنا یا ہاتھ سے مرد کا منی نکالنا بھی زنا نہیں گو شرعاً ممنوع اور بدکام ہے یہ بہت سے مسائل ہیں کہ جنکی تفصیل اور ادلہ بڑی کتابوں میں ہیں زنا کی برائی تمام عقلا کے نزدیک اور ادلہ عقلیہ سے ثابت ہے اور اہل ادیان بھی اُسکو برا جانتے ہیں ہماری شریعت میں بھی کثرت سے اُسکی برائیاں آئی ہیں ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے لاتقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بُری نگاہ سے دیکھنا بھی زنا ہے یعنی ویسا ہی گناہ ہے اسی طرح ہاتھ سے چھونا اور شہوت انگیز باتیں کرنا بلکہ دل میں اسکا قصد مصمم کرنا بھی گناہ ہے - اس فعل بد کی شامت سے دنیا میں بھی انسان پر سیکڑوں بلائیں نازل ہوتی ہیں دشمن کا غلبہ رزق کی تنگی عزت و ہیبت کی بربادی عمر میں بے برکتی ملک و دولت کی بربادی وبا اور سیکڑوں بیماریوں کا آنا اور روح پر بھی ایک ایسی تاریکی پیدا ہوتی ہے جو مرنیکے بعد اندھیری اور عذاب آتش بنکر سامنے آئیگی - خدا تعالی کی نظر میں بھی یہ شخص مقہور ہو جاتا ہے روحانی لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں دعا میں اثر نہیں رہتا وغیر ذلک توبہ توبہ -

ف اس فعل کے نتائج

ف۱ عورت کو مقعد اسلئے کی کہ پیشتر اس فعل بد کی ابتدا ایسی نگاہ وغیرہ سے پیدا ہوتی ہے یا اس سے کہ زنا کا عار اسکے لئے زیادہ ہے ۱۲

حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا جان سے مار ڈالنا تھا جیسا کہ توریت کتاب احبار کے بیسویں باب کا دسواں جملہ ہے قوله وہ جو دوسرے کی جورو کے ساتھ یا اپنے پڑوسی کی جورو کے ساتھ زنا کرے وہ دونوں قتل کئے جاویں اور ۱۹ باب ۲۰ - ورس میں غیر کی لونڈی اور غیر کی منگیتر کے ساتھ زنا کرنیکی سزا میں صرف کوڑے مارنیکا حکم ہے اور جب لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس ایک زناکار عورت کو مارنیکے لیئے لائے تو آپنے حد نہ ماری نہ حد مارنیکا حکم دیا جیسا کہ انجیل میں موجود ہے اسلیئے عیسوی شریعت میں زنا پر کوئی حد قایم نہیں اور شاید اسی خیال سے انگریزی قانون میں نہ صرف شوہردار عورت کے ساتھ مباشرت کرنیکا نام ٹھرایا گیا جس پر کچھ خفیف سی سزا رکھی ہے اور نئی تعلیم کے لوگ خواہش نفسانی کے لحاظ سے اسکو پسند کرتے ہیں - مگر قرآن مجید نے اس افراط و تفریط کو دور کرکے یہ مناسب حکم دیا الزانیۃ والزانی الخ کہ زناکار کو سو کوڑے مارو اور اس حکم میں فروگذاشت نکرو اور یہ سزا جماعت کے سامنے دو اول اسلام میں زنا کی سزا بیاہی کے لئے گھر میں قید کرکے رکھنا تھا موت تک اور کواری کے لئے زبان سے لعنت ملامت کرنا جیسا کہ آیا ہے واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم فان شہدوا فامسکوہن فی البیوت حتی یتوفاہن الموت او یجعل اللہ لہن سبیلا واللذان یاتیانہا منکم فاذوہما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما - اور اسیطرح لونڈی غلام جو اس امر قبیح کے مرتکب ہوتے تھے تو اُنکو جوتے تھپڑ مارکر چھوڑ دیتے تھے پھر یہ حکم بدلگیا بیاہی کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا اور کواری کی سزا سو کوڑے یا درے مقرر ہوئی امام شافعیؒ اسکے ساتھ برس تک جلا وطنی کا بھی حکم حدیث سے استدلال کرکے دیتے ہیں امام ابوحنیفہ کہ حدیث کو منسوخ العمل قرار دیکر یہ بات امام کی رائے کے سپرد کرتے ہیں کہ چاہے تعزیراً ایسا کرے - گرچہ الزانیۃ والزانی کا لفظ عام ہے لہذا خوارج اسی عموم کو ملحوظ رکھکر محصن کے لیئے بھی سو درے کی سزا قرار دیتے ہیں رجم نہیں کہتے مگر اسمیں کوئی بھی شبہہ نہیں کہ لونڈی کی سزا زنا پچاس درے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب اور غلام کا بھی یہی حکم اسپر قیاس کرکے قائم ہوا پس اس عموم کی تخصیص ہو گئی اور عموم مخصوص البعض کی تخصیص خبر احاد سے درست ہے چہ جائیکہ مخصص خبر متواتر ہو پس جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو مرد یا عورت محصن ہو (یعنی جس عاقل بالغ مسلم نے نکاح صحیح کرکے ایکبار بھی مباشرت کا حصہ حاصل کر لیا ہو جسکو عرف عام میں بیاہا ہوا کہتے ہیں) اسکو سنگسار کرنا چاہیئے یہ سزا بسند صحیح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے اور اسپر اجماع صحابہ منعقد ہو چکا ہے اسلیئے اس حکم کے موکد کرنیکیلیئے خدا تعالی نے فرمایا (۱) ولا تاخذکم بہما رافۃ الخ کہ تمکو یہاں ترس نکھانا چاہیئے اگر تمکو اللہ اور قیامت پر ایمان ہے (۲) یہ سزا مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے ہونی چاہیئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور یہ جرأت جہان سے کم ہو - الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لاینکحہا الا زان او مشرک یہ کر جملہ نہیں کس لیئے زانیہ کو بسا اوقات نیک مرد سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے یہ تیسری تحقیر زنا کی ہے - اگر ان الفاظ کو خبر تسلیم کیا جاوے کما ہو الظاہر تو یہ ایک عام اور غالب دستور کا ذکر ہے کہ بدکار کو بدکار یا مشرکہ عورت سے رغبت ہوا کرتی ہے اور اسی طرح ایسی عورتوں کو ایسے مردوں سے رغبت ہوتی ہے اور وہی باہم نکاح یا وطی کرتے ہیں اور ایمانداروں کے لئے یہ رغبت بحیثیت مذکورہ حرام ہے یہ معنی سعید بن جبیر و ابن عباس و عکرمہ کے نزدیک ہیں یا بالخصوص اُنکے حق میں ہے کہ جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ نسائی و احمد نے روایت کی ہے کہ ایک عورت جسکا نام ام مہزول تھا بدکار تھی ایک صحابی نے اُس سے نکاح کرنا چاہا اور آنحضرت صلعم سے پوچھا تو ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی اس لیئے بعض ائمہ کے نزدیک زناکار عورت سے نکاح درست نہیں نہ پارسا عورت کا بدکار مرد سے نکاح درست ہوسکتا ہے مگر صحیح توجیہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ زناکاروں کو ایسی ہی بدکار عورتوں سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے ورنہ بقصد تعفف زناکار عورت سے نکاح کرلینا شرعاً جائز ہے اور ایسا عہد صحابہؓ میں ہوا ہے کہ جسنے کسی عورت سے زنا کیا بعد میں اُسکے ساتھ نکاح ہوا اس نکاح کو جائز سمجھا گیا ہاں یہ اور بات ہے کہ فاحشہ عورتوں سے نکاح کرنا اچھا نہیں واللہ اعلم

ف۲ چنانچہ بخاری و مسلم نے ماعز رضی کا سنگسار کیا جانا بسند صحیح روایت کیا ہے اور یہ ماجرا بعد نزول آیت نور پیش آیا ۱۲ منہ

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ

وہ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت (زنا) لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انکو اسی کوڑے مارو اور انکی کبھی گواہی قبول نہ کرو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

اور خود یہی لوگ بدکار ہیں مگر وہ جو اسکے بعد توبہ کرلے اور درست ہو جاوے تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے اور جو اپنی بیبیوں کو تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

بجز اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو انکی یہی شہادت ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہدے کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ وَالْخَامِسَةَ

اگر میں جھوٹا ہوں (اسکے بعد) اور عورت کی سزا کو بھی یہ بات دور کردیگی کہ وہ بھی چار بار اللہ کو گواہ کرکے یہ کہے کہ بیشک وہ سراسر جھوٹا ہے ۔ اور پانچویں بار کہے

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ ع

ع ۱

بیشک مجھ پر اللہ ہی کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہو۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنیوالا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ نہو جاتا)

ترکیب

والذین یرمون مبتدا، فاجلدوہم بالتاویل اسکی خبر واولئک الخ جملہ مستانفہ ۔ الا الذین ایک جماعت کے نزدیک پہلے جملوں سے استثناء ہے اور ایک جماعت کے نزدیک صرف الفاسقون سے اور موضع اسکا نصب ہے علی الاصل ۔ الا انفسہم نعت شہداء کی ہے یا اس سے بدل ۔ فشہادۃ احدہم مصدر مضاف فاعل کی طرف مبتداء والخبر فالواجب شہادۃ احدہم اربع منصوب ہے **تفسیر** مصدر ہونے کی وجہ سے ۔ اے ان یشہد احدہم اربع الخ باللہ بصریوں کے نزدیک شہادات سے اور کوفیوں کے نزدیک شہادۃ سے متعلق ہے یہ دوسرا حکم تہمت زنا کی بابت ہے ۔ جبکہ زنا کی قباحت اور اسکی سزا مقرر ہوئی تو کسیکو اسکے ساتھ متہم کرنے کی بھی ممانعت اور اسکی سزا مقرر ہونی چاہئے تھی والذین یرمون المحصنت رمی پھینکنا یہ استعارہ ہے تہمت زنا سے کیونکہ تہمت لگانیوالا گویا پتھر پھینکتا ہے اور اسکو قاذف کہتے ہیں

ف تہمت زنا کا حکم

اس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر اپنے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کرے تو اسکو اسی درے مارو اور کبھی اسکی گواہی قبول کرو وہ فاسق ہے مگر جب توبہ کرے اور نیک ہو جاوے تو خیر کیونکہ اللہ غفور رحیم ہے ۔ یہاں چند باتیں قابل غور ہیں (۱) محصنات سے کیا مراد ہے ؟ احصان پاکدامنی کو کہتے ہیں خواہ یہ عورت بیاہی ہو خواہ کواری اگر پاکدامن ہے تو محصنہ ہے اسیطرح آیت کا عموم چاہتا ہے خواہ کافرہ ہو خواہ مؤمنہ خواہ آزاد ہو خواہ لونڈی غریب ہو یا امیر شریف القوم ہو یا نہو مگر فقہاء نے احادیث یا دیگر مقامات میں غور و فکر کرکے احصان میں چند شرطیں لگائی ہیں اسلام ۱ عقل ۲ بلوغ ۳ حریت ۴ عفت ۵ اس لئے وہ کہتے ہیں کافرہ عورت کو تہمت لگانے سے یہ سزا نہ ہوگی بلکہ تعزیر مگر امام زہری و سعید بن المسیب و ابن ابی لیلی کافرہ کو بھی شامل کرتے ہیں اسپر تہمت لگانیوالے کو بھی یہی سزا دینا فرماتے ہیں ۔ اور اسیطرح دیوانی یا نابالغ یا لونڈی یا زناکار عورت کو (خواہ بالفعل وہ زنا سے تائب ہو گئی ہو) تہمت لگانے پر صرف تعزیر کا حکم دیتے ہیں نہ یہ حد ۔ گرچہ آیت میں پارسا عورتوں کو تہمت لگانے میں سزا مذکور ہے مگر تمام امت محمدیہ اس بات پر متفق ہے کہ یہی سزا پارسا مرد پر تہمت لگانے میں بھی ہے (۲) والذین یرمون سے کون مراد ہیں ؟ آیت کا عموم چاہتا ہے کہ کوئی کیوں نہو خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ کافر ہو غلام ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگائے اسکو یہی سزا دیجاوے ۔ مگر یہاں بھی علماء نے لڑکے یا دیوانے کو بحکم حدیث رفع القلم عن ثلاث الخ مستثنی کیا ہے کہ انپر حد نہ قائم ہوگی ہاں اگر حاکم مناسب جانے تو کچھ گوشمالی کردے (۳) جن پر کہ جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سب کو یہی سزا

ہونی چاہیئے؟ آیت کا عموم یہی چاہتا ہے مگر امام شافعیؒ و ابوحنیفہؒ و مالکؒ و ابویوسفؒ و محمدؒ و زفرؒ وغیرہم غلام یا لونڈی پر نصف سزا یعنی چالیس درے مارنے کا حکم دیتے ہیں اس آیت سے فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب کیونکہ اس آیت میں لونڈیوں کی سزا زنا نصف قرار دی ہے جس میں غلام بھی شامل ہیں پھر جب زنا کی نصف سزا ہے تو تہمت کی بھی نصف ہونی چاہیئے۔ امام جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کا بھی یہی فتوی ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور انکے بعد سب کو مینے غلام لونڈیوں کو اس جرم میں یہی سزا دیتے دیکھا ہے امام اوزاعی پوری سزا کا حکم لگاتے ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی یہی منقول ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پوری سزا دی تھی مسئلہ اختلافیہ ہے

(۴) الا الذین تابوا الخ کس سے استثناء ہے؟ شعبی کہتے ہیں کہ یہ استثناء سب پہلے جملوں کی طرف رجوع کرتا ہے فاجلدوهم اور لا تقبلوا لهم شهادة و اولئک الخ یعنی توبہ کرنے کے بعد نہ اسکو اسی درے مارو نہ اسکی گواہی رد کرو نہ وہ فاسق ہے۔ ابن عباسؓ و عمرؓ و سعید بن جبیر و مجاہد و عطاء و امام مالکؒ و شافعیؒ کہتے ہیں صرف پچھلے دونوں جملوں سے استثناء ہے یعنی توبہ کرنیکے بعد اسکی گواہی قبول ہے اور فاسق نہیں توبہ کرنیکے بعد اسکی شہادت قبول ہوگی خواہ اسپر حد قائم ہوئی ہو یا نہیں نخعی و شریحؒ و امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں صرف اولئک هم الفاسقون سے استثناء ہے یعنی توبہ کرنیکے بعد وہ فاسق نہیں رہتا ہاں اسپر حد بھی قائم ہوگی اور ابداً اسکی گواہی بھی مقبول نہوگی جس طرح کہ چوری یا دیگر جرائم میں توبہ کرنے سے عنداللہ اسکا فسق تو دفع ہو جاتا ہے لیکن سزا دینا نہیں اٹھتی اور گواہی قبول نہ کرنا بھی سزا دینا ہے اور یہی بات اقرب قیاس بھی ہے۔ باقی ہر ایک کے دلائل انکی کتابوں میں مذکور ہیں جسکو شوق ہو وہاں دیکھ لے واللہ اعلم۔

ف زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کا ہونا محض نظر بر پردہ پوشی شرط کیا گیا ہے ورنہ دو گواہوں سے قتل ثابت ہو جاتا ہے اور ایسا ہی ہونا عین حکمت ہے کیونکہ ہر فعل کے ثبوت میں دو شخصوں کی گواہی پیش ہوتی ہے اور یہ فعل دو کا ہے اسلیئے دو گواہ عورت کے لئے دو مرد کے لئے چار گواہوں کی ضرورت ہوئی والذین یرمون ازواجهم الخ یہ تیسرا حکم اپنی بیوی کی بابت تہمت لگانیکا ہے۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور اسکو چار گواہ نہ ملیں (اگرچہ قیاس یہی چاہتا تھا کہ ایسی صورت میں اسپر بھی اسی درے مارنے چاہئیں مگر غیر عورت پر تہمت لگانا عداوت یا رسوائی کے لئے ایک معمولی بات ہے لیکن اپنی بیوی پر تہمت لگانیمیں اسکی بھی بےعزتی ہے اسلیئے بغیر سبب قوی اور اپنی معائنہ کی کوئی سلیم الفطرۃ اپنی بیوی پر ایسا الزام نہیں لگا سکتا اور ایسے موقعوں پر چار گواہوں کا بہم پہنچانا بڑی مشکل بات ہے اس لئے اس بارہ میں دونوں کی رعایت رکھکر یہ حکم جدا گانہ دیا گیا) تو خاوند چار بار اللہ کی قسم کھا کر حاکم کے روبرو یہ کہے کہ میں سچا ہوں یہ چار قسمیں بمنزلہ چار گواہوں کے ہیں اور پانچویں بار یہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھپر اللہ کی لعنت ہو۔ پس اس قسم کے بعد مرد پر بالزام تہمت اسی درے نہ مارے جاوینگے اب یہی بیوی اگر اسنے زنا کا اقرار کر لیا تو وہ سنگسار کیجاویگی اور اگر وہ اس حد سے بری ہونا چاہے تو اسکو بھی چار بار اللہ کا نام لیکر یہ قسم کھانی پڑیگی کہ باللہ یا بخدا یا اللہ کی قسم وہ یعنی شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو جو وہ سچا ہو۔ اسکو شرع میں لعان کہتے ہیں۔ لعان کے بعد دونوں میں نکاح باقی نرہیگا اور پھر کبھی اس مرد کو اس عورت سے نکاح درست نہ ہوگا اور جو اس حمل سے بچہ پیدا ہوگا وہ اس مرد کا نہ کہلائیگا۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ طلاق نامہ تصور ہوگا اور امام شافعیؒ اسکو فسخ نکاح کہتے ہیں۔ مالکؒ و شافعیؒ وغیرہما کہتے ہیں اس لعان میں حر عبد مسلمان ذمی سب شریک ہیں زہری اوزاعی ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ خاص مسلمان حر غیر محدود میں جاری ہو سکتا ہے یعنی جو اہل الشہادۃ ہو اور عورت کے قاذف پر حد قائم ہو سکتی ہو۔ بخاری و مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ عویمر نے عاصم بن عدی سے کہا تھا کہ تو نبی صلعم سے پوچھ کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسیکو پاوے تو کیا کرے مار ڈالے تو عاصم نے حضرت سے پوچھا آپنے یہ سوال مکروہ جانا تب عویمر نے کہا خیر میں خود جا کر حضرت سے پوچھونگا تب آپنے فرمایا کہ تمہارے حق میں آیت نازل ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں ائمہ کا اسمیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عویمر کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں ہلال بن امیہ کے حق میں بعض کہتے ہیں اول تو ہلال کا معاملہ پیش آیا پھر جبھی عویمر کا بھی دونوں اسمیں شریک ہوگئے

ن
لعان کا بیان

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ہُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْہُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَ

وہ جو طوفان[۱] بنا کر لائے ہیں - تمہارے ہی میں کا ایک گروہ ہے اسکو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے - انمیں سے جس نے جو کچھ کیا ہے اتنا ہی اسپر گناہ ہے اور

الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْہُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِہِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا ھٰذَآ

ان میں سے جس نے کہ اسکا بڑا بوجھ اُٹھایا ہے اسکے لئے تو بڑا عذاب ہے - مسلمانوں جب تمنے اسکو سنا تھا تو کس لئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا - اور کیوں نہ کہدیا کہ یہ تو

اِفْکٌ مُّبِیْنٌ ○ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّہَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ہُمُ الْکٰذِبُوْنَ ○ وَلَوْلَا

صریح بہتان ہے وہ کس لئے اس بہتان پر چار گواہ نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک بھی وہی جھوٹے ہیں اور اگر

فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْہِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ اِذْ تَلَقَّوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُوْنَ

اللہ کا تمپر فضل اور اسکی دنیا اور آخرت میں تمپر رحمت نہوتی جسکا تمنے چرچا کیا تھا اسمیں تمپر کوئی بڑی آفت پڑ گئی ہوتی جبکہ تم اسکو اپنی زبانوں سے نکالنے لگ گئے اور

عصبۃ منکم خبران ومنکم اسکی نعت کبر بالکسر معظمہ وبالضم + **تفسیر** + من قولہم الولاء للکبر لے اکبر ولد الرجل - اذ تلقونہ کا عامل مسکم - بہتان کے متعلق **ایک واقعہ** کا ذکر کیا جاتا ہے جو ایک عبرت کا واقعہ ہے - تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ افک یعنی بہتان کہ جسکا ان آیات میں ذکر ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ ام المومنین پر باندھا گیا تھا جسکی تفصیل میں امام بخاری و مسلم وغیرہما محدثین نے یوں روایت کی ہے - عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم جب باہر جاتے تو جس بیوی کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اُسکو ساتھ لیجاتے تھے چنانچہ ایکبار ایک جہاد میں چلے اور میرا قرعہ میں نام نکلا تو مجھے ساتھ لیگئے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی اونٹ پر ہودہ میں پردہ میں چلتی تھی جب اُس سفر سے واپس آئے شب کو مدینہ کے قریب قیام ہوا رات سے کوچ پکارا گیا میں اس عرصہ میں قضاء حاجت کو گئی لوٹ کر آئی تو گلو کا گلوبند نہ پایا اُسکو لینے گئی اتنے میں لوگوں نے میرا ہودہ اسیطرح سے اونٹ پر کسدیا اور بوجہ کا تفاوت خیال نکیا کیونکہ اُس زمانہ میں تنگدستی کی وجہ سے کھانا کم میسر آتا تھا عورتیں ہلکی پھلکی تہیں وہ سمجھے کہ میں ہودہ میں ہوں قافلہ چلدیا میں لوٹ کر آئی تو کسیکو نہ پایا یہ سمجھ کر کہ آخر میری تلاش کرتے لوگ یہیں آئینگے اُسی جگہ بیٹھ گئی اسمیں نیند آگئی صفوان بن معطل لشکر کے بعد اسلئے چھوڑا گیا تھا کہ پیچھے سے گری پڑی چیز یا بھولے بھٹکے آدمی کا خیال رکھے جب وہ میرے قریب آیا اور صبح ہو گئی تھی تو اُسنے مجھے پہچانکر انا للہ کہا اسکی آواز سے میں بیدار ہو گئی اسنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر مجھے اپنے اونٹ پر چڑھالیا اور نہ میں نے اس سے بات کی اور نہ اُس نے مجھ سے دوپہر کے قریب تک مجھے فرودگاہ لشکر میں لے آیا عبداللہ بن ابی منافق نے جو بظاہر مسلمان تھا یہ طوفان اُٹھایا اور مجھپر تہمت لگائی اور حسان بن ثابت اور مسطح و حمنہ بنت جحش اسکی ہاں میں ہاں ملانیوالے اور اس بات کو مشہور کرنیوالے ہوگئے جب یہ خبر مسطح کی والدہ کے ذریعہ سے مجھے پہنچی تو میری آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے مہینے بھر تک یہی حال رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس التفات سابق سے پیش نہ آتے تھے آخر کار میری برأت میں یہ آیات نازل ہوئیں اور مجھے اپنے اللہ پر بھروسہ تھا کہ وہ ضرور میرے معاملہ میں کچھ نازل فرما کر مجھے سچا کریگا +

ضحاک کہتے ہیں اسکا بیڑہ حسان و مسطح نے اُٹھایا تھا اسلئے ان پر اور ایک قریشی عورت پر حد ماری گئی یعنی حمنہ پر - جمہور کے نزدیک بیڑہ اُٹھانیوالا عبداللہ بن ابی منافق تھا جسکے لئے عذاب عظیم جہنم میں ہوا اور حسان کا ایکبار حضرت عائشہؓ کے روبرو ذکر آیا فرمایا جنتی ہے کسی نے کہا اس نے بیڑہ اُٹھایا تھا فرمایا اسنے آنحضرت کی مدح میں یہ کہا ہے

؎ فان ابی و والدتی وعرضی + لعرض محمد منکم وقاء + بس دنیا میں سزا پائی کہ اندھا ہو گیا +

اللہ تعالی فرماتا ہے اس بہتان کو اپنے حق میں بہتر سمجھو کسلئے کہ اسکے سبب سے قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برات اور پاکدامنی قیامت تک کو ثابت ہو گئی آئندہ لوگونکو بزرگونکی بیویوں کی نسبت ایسی باتیں کرنیسے عبرت ہو گئی - بعض لوگ اس واقعہ کو سنکر خاموشی کرتے تھے بعض ہاں میں ہاں ملاتے تھے بعض صریح رد کرتے تھے انمیں صریح رد کرنیوالونکی

---

[۱] حضرت عائشہ صدیقہ پر جبکہ وہ اپنا گلوبند تلاش کرتی ہوئی ایک سفر میں پیچھے رہ گئیں اور قافلے [illegible] صفوان ان کو اخیر میں [illegible] سوار کرکے اونٹ پر لائے [illegible] بات پر چند لوگوں نے جو بظاہر مسلمان تھے طوفان باندھا اور زنا کی تہمت لگا کر عام چرچا کردیا اس قصہ کی طرف جابجا اس سورہ میں اشارہ ہے ۱۲ منہ

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ

اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی شروع کردی تھی کہ جسکا تمکو علم ہی نہ تھا اور اسکو تمنے ہلکی بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اور جب تمنے اسکو سُنا تھا تو کیوں نہ کہدیا کہ ہمیں تو اسکو مونہہ سے

بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

نکالنا بھی لایق نہیں سبحان اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نکرنا اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہارے لئے اللہ آیتیں

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ

بیان کرتا ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ بدکاری کا چرچہ ایمان والوں میں پھیلے تو انکو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عذاب

الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع

الیم ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہوتی اور یہ کہ اللہ درگزر کرنے والا مہربان ہے (تو دیکھتے کیا ہوتا)

ع ۱۰ ۲ ۸ نصف

لولا بمعنی ہلا اذ حین مایکون لنا بمعنی ماینبغی لنا سبحانک + ہہنا للتعجب ان تعودوا اے کراہتہ ان تعودوا فہو مفعول لہ۔ اور ممکن ہے + **ترکیب** + کہ مفعول بہ ہو یعظکم کا بمعنی ینہکم۔ لہم عذاب الیم خبر ان الذین ان تشیع مفعول یحبون فی الدنیا عذاب الیم سے متعلق ہے ورحمۃ معطوف ہے فضل اللہ پر پھر وان اللہ + اس پر معطوف جواب لولا محذوف اے لعاجلکم بالعقوبۃ۔

تفسیر + ہے اور باقی سکوت کرنیوالوں پر اور اس بات کو مشہور کرنیوالوں پر ناراضی ظاہر فرمائی منجملہ ناراضیوں کے ایک یہ جملہ بطور زجر کے ہے وتقولون الخ کہ جس بات کا تمکو علم نہیں اسکو ہلکا جانکر مونہوں سے نکالنے لگے یہانتک کہ کوئی گھر اور کوئی مجلس نہ تھی کہ جہاں یہ چرچا پھیلا ہو فرماتا ہے یہ بڑی بھاری بات ہے ولولا اذ سمعتموہ بلکہ تمہیں یہ مناسب تھا کہ جب اسکو سُنا تھا وہیں کہدیتے کہ ہمکو یہ بات منہ پر لانی زیبا نہیں سبحانک یہ بہتان عظیم ہے۔

سبحانک عرب میں تعجب اور استبعاد دونوں موقع پر بولا جاتا ہے مگر ہمارے محاورہ میں استبعاد کے موقع پر معاذاللہ وغیرہ کلمات بولے جاتے ہیں سنتے ہی بہتان عظیم کہدینا اسلئے ضرور تھا کہ یہ قصہ پیغمبر علیہ السلام سے تعلق رکھتا تھا عقل سے بھی آدمی کو کام لینا چاہیے باخدا اور اسکے برگزیدہ لوگوں کی شان میں اور نیز انکی عفت ازواج کے حق میں جو کوئی احمق کچھ بکے تو یہ نہیں کہ سنتے ہی اسپر ایمان لے آئے اور جابجا ذکر کرتا پھرے جیساکہ بعض سادہ لوحوں کی عادت ہوتی ہے۔ اوّلؔ تو ایسے لوگوں پر نیک گمان رکھنا لازم ہے۔ دومؔ اس بات کے جھوٹے ہونیکی صورت میں بزرگوں کو ایذا پہنچنے پر خدا تعالی کی کسقدر ناراضی ہوگی؟ سومؔ اگر سچ بھی ہو تو کسی کی پردہ دری کرنیسے پردہ پوشی کرنی بہرحال بہتر ہے چہارمؔ ایسی باتوں کے پھیلانے سے بجز اسکے کہ بیہودہ ناداروں میں فحش کا چرچا ہو اور کوئی نتیجہ نہیں اسلئے فرماتا ہے یعظکم اللہ کہ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے آیندہ پھر کبھی ایسا نکرنا اور اللہ تمہارے لئے آیتیں کھولکر بیان فرماتا ہے ادب اور اخلاق حمیدہ اور تہذیب سکھاتا ہے وہ علیم ہے ایسی باتوں میں جو کچھ خرابیاں پیش آتی ہیں باہمی نفاق و رنجش وغیرہ وہی خوب جانتا ہے اور وہ حکیم ہے انہیں حکمتوں کو ملحوظ رکھکر تمکو ایسی بیہودہ باتوں سے منع کرتا ہے +

مگر بعض بیہودہ لوگوں کی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایسی گندہ اور ناپاک باتیں مشہور کیا کرتے ہیں ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ انکے دلوں میں یہی ولولہ ہوا کرتا ہے کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں کی جورو نے ایسا کیا اور وہ ایسی اور ایسی سو لہم عذاب الیم انپر دنیا میں بھی خدا کی طرف سے عذاب دردناک نازل ہوتا ہے حد قذف ماری جاتی ہے مردود الشہادۃ اور لوگوں کی نظروں میں خفیف غیر قابل الاعتبار ہوجاتے ہیں اور نیز طرح طرح کی مصائب میں بھی مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے صرف اسکا فضل اور رحمت تھی جس کے سبب دنیا میں ان لوگوں پر سخت قہر الٰہی نہیں اُترا ورنہ بات تو بڑی تھی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ

ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلا کرو اور جو کوئی شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو یہ تو اسکو بیحیائی اور بُری باتیں ہی بتاویگا۔ اور اگر اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

فضل اور اسکی رحمت تمپر نہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی نہ سدھرتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے سنوارتا ہے۔ اور اللہ سننے والا خبردار ہے۔ اور تم میں سے بزرگی اور مقدور والوں کو اس بات پر قسم نہ کھانا

اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

چاہیئے کہ قرابت داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کو نہ دیا کرینگے۔ انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیئے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے۔ اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے

رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ

وہ جو پاکدامن بےخبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں انپر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور انکو بڑا عذاب ہے جسدن کہ انپر انکی زبانیں اور انکے ہاتھ پاؤں

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ

جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اسپر گواہی دینگے اس روز اللہ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دیگا وہ جان لینگے کہ اللہ ہی برحق ہر بات ظاہر کردینے والا ہے ناپاک عورتیں تو ناپاک مردوں کیلئے ہوتی ہیں اور ناپاک مرد

وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ع ۳ ۹

ناپاک عورتوں کے لئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہوتے ہیں۔ جو کچھ وہ بکتے پھرتے ہیں یہ لوگ اس سے پاک ہیں انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے

ولا یاتل ہو یفتعل من الالیۃ یقال ائتلی یاتلی کانتہی ینتہی اذا حلف ومنہ قولہ تعالی وللذین یؤلون من نسائہم وقیل ہو من الوت فی کذا اذا قصرت ومنہ قولہ تعالی لا یالونکم خبالا والاول اولی ان یؤتوا اے علی ان لا یؤتوا ✣ الجملۃ بیان حلف یوم عامل ظرف بین استقرار جو لہم میں ہے

تفسیر

یایہا الذین امنوا یہاں پھر صاف صاف مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسی باتیں نکریں۔ یہ باتیں شیطانی وسواس ہیں فرماتا ہے اسکی پیروی نکرو کیونکہ وہ بیحیائی اور بری باتیں سکھایا کرتا ہے شیطان خون کی طرح انسان کے رگوں میں دوڑتا اور جاکر دل میں گھر کرلیتا ہے پھر بھلا اُس موذی کے زہر سے کوئی بچ سکتا ہے؟ مگر فضل الٰہی اور اسکی رحمت ہی ہے کہ جو اس سے پناہ میں رکھکر راہ راست کیطرف لاتی ہے چنانچہ فرماتا ہے ولولا فضل اللہ الخ کہ اُسکے فضل نے تمکو ستھرا کردیا ولا یاتل جسطرح بہتان باندھنے والوں پر عتاب ہوا اسیطرح توبہ کرنیکے بعد بھی اُن لوگوں سے تشدد کرنیسے ممانعت فرمائی۔ طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ مسطح کے ساتھ بھانجا ہونیکی وجہ سے سلوک کیا کرتے تھے اس واقعہ میں قسم کھا بیٹھے تھے کہ آیندہ میں اسکو کچھ ندیا کرونگا اسلئے یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل وسعت کرم کو قسم نکھانا چاہیئے کہ وہ اپنے دست کرم کو بند رکھیں انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے۔ یہ سنکر ابوبکرؓ نے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے اسکے بعد پھر اُسیطرح سے دینے لینے لگے مسطح ابوبکر کے اہل قرابت بھی تھے اور نیز مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے اسلئے رحم دلانیکے لئے اولی القربی والمساکین المہاجرین عموم کے صیغوں سے تعبیر کیا۔ اس آیت میں حضرت ابوبکرؓ کو اہل کرم میں شمار کیا اور مدح کے ساتھ یاد فرمایا۔ ان الذین یرمون اسکے بعد پھر تہمت لگانیوالوں پر تہدید کرکے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی مدلل کرکے اس بحث کو تمام کرتا ہے۔ فرماتا ہے جو کوئی پاکدامن بے خبر ایماندار عورتوں کو تہمت لگاتا ہے اسپر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور قیامت کے روز جبکہ اُسکے اعمال پر اسکے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے وہ اپنے اعمال بد کا پورا بدلہ پائیگا۔ بے خبر یعنی اس بدکام کا کرنا تو درکنار اس بیچاری کو اسکی خبر بھی نہیں وہ اسکو جانتی بھی نہیں یہ پاکدامنی کیلئے کامل مدح ہے الخبیثات الخ یہاں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اور بھی پاکدامنی ثابت کرتا ہے کہ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے پاس رہتی ہیں اور پاکبازوں کیلئے پاکباز عورتیں ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون زیادہ پاکباز ہوگا پس انکی بیویاں بھی پاکباز ہیں مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ آیت تطہیر عائشہؓ کیلئے نص قاطع ہے خصوصاً لفظ اولئک مبرؤن مما یقولون اور بھی تاکید کر رہا ہے اسلئے جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی بیوی خصوصاً حضرت عائشہ کی جناب میں اسکے بعد بھی بدگمانی کرے کافر ہے۔

ف یہاں سے حضرت ابوبکرؓ اور مہاجرین کی فضیلت ثابت ہوئی ۱۲

ف حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانیوالا بیشک کافر ہے ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور کسیکے گھروں میں اجازت لئے بغیر اور سلام کئے بغیر داخل نہوا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم سمجھو پھر اگر وہاں کسیکو نہ پاؤ تو

فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ○ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

اندر نہ جاؤ جبتک کہ تمکو اجازت نہ دیجائے اور اگر تمکو کہا جاوے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو۔ تمپر کچھ گناہ نہیں

أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ○

کہ کسی ایسے گھر میں جاؤ کہ جہاں کوئی نہیں بستا اسمیں تمہارا اسباب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم دل میں مخفی رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو

ترکیب

غیر بیوتکم استثنا ہے بیوتا سے تستانسوا تستاذنوا من الاستیناس بمعنی الاستعلام۔ آنس الشی ابصرہ وعلمہ واحس بہ (قاموس) کیونکہ مستاذن اس بات کا علم چاہتا ہے کہ اسکو اجازت ملتی ہے کہ نہیں۔ اومن الاستیناس الذی ہو خلاف الاستیحاش۔ فانہ مستوحش ان لا یوذن لہ فاذا اذن استانس۔ بیضاوی

تفسیر

جبکہ خدا تعالی نے زنا کو بند کیا اور تہمت اور بدگمانی کی بھی سخت ممانعت فرمائی تو جو چیزیں بدگمانی اور زنا کے اسباب ہیں اُنکو بھی روکتا ہے منجملہ ان اسباب کے کسیکے گھر میں بغیر اذن و اطلاع کے چلا جانا بھی ہے کیونکہ نہ معلوم گھر میں عورت ننگی ہے یا سوتی ہے پھر وہاں جانے سے اُنسے خلوت اور ہمکلامی کا ہونا اور بھی محل تہمت ہے خصوصًا اس گھر والے کیلئے بڑے رنج کا باعث ہے اسلئے اس بارہ میں بھی ادب سکھانے کے لئے یہ فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا الخ (یہ چوتھا حکم ہے) کہ کسیکے گھر میں بغیر اجازت لئے اور سلام دئے نہ جایا کرو پہلے دروازہ پر جاکر السلام علیکم کہکر کہے کہ میں آؤں؟ احادیث سے ثابت ہے کہ تین بار اجازت لے جب تیسری بار بھی آنیکی اجازت نہ ملے یا کچھ جواب نہ آوے تو یہ نہیں کہ وہیں جم جاوے بلکہ اُلٹا چلا آوے جیسا کہ عبداللہ بن قیس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے۔ اور یہ حکم عام ہے خواہ اُس گھر میں زنانہ ہو یا صرف مردانہ ہو کیونکہ نہ معلوم کہ مرد کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اور اسیطرح جس گھر میں اسکی محرم عورتیں ہوں وہاں بھی اطلاع کرکے آنا چاہئے کیونکہ محرم عورت کا بھی ننگی کھلی دیکھنا درست نہیں بلکہ جس گھر میں خاص اسکی بیوی اور لونڈی رہتی ہوں کہ جن کی برہنگی اُسپر ظاہر ہے وہاں بھی بہتر ہے کہ اطلاع کرکے آوے کیونکہ عورتوں کو بعض باتیں نہانے دہونے میں خاوند کے روبرو کرنی بُری معلوم ہوتی ہیں اور اُسکے لئے بھی باعث نفرت ہونیکا ہے ۔

ف بغیر اطلاع کسی کے گھر میں جانیکی ممانعت۔

فرماتا ہے یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اسمیں سیکڑوں آفات سے نجات ہے، اسلئے فرمایا تاکہ تم سمجھو۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر اُس گھر میں تمکو کوئی نہ ملے یعنی آواز نہ آوے جس سے معلوم کر سکو کہ کوئی نہیں تب بھی اندر نہ جاؤ اور جو اندر سے آواز آوے کہ چلے جاؤ تو بھی چلے آؤ کیونکہ دروازہ پر ٹھہر رہنا بھی بعض اوقات کسی راز داری کے سبب ناگوار گزرتا ہے اسلئے فرماتا ہے یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اسکی مصلحت اللہ جانتا ہے اور تمہارے حالات بھی اسکو معلوم ہیں احادیث صحیحہ میں گھر میں جھانکنے کی بھی سخت ممانعت آئی ہے ۔

لیس علیکم جناح ان تدخلوا یہ اُسی حکم کا تتمہ ہے فرماتا ہے کہ جن گھروں میں کوئی بستا نہو صرف اسباب رکھنے کے مکان ہوں وہاں بغیر اطلاع جانیمیں کچھ مضائقہ نہیں بیوت غیر مسکونہ کی تفسیر میں علما کے چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں مسافر خانہ بعض کہتے ہیں خرید و فروخت کے مکانات بعض کہتے ہیں بے آباد مکانات بعض کہتے ہیں حمامات مگر آیت میں حکم عام ہے سب کو شامل ہے لیکن جو مکانات اسباب کے ہوں اور وہاں تجارتی مال ہو وہاں بغیر اجازت کے جانیکے یہ معنی نہیں کہ ہر کوئی چلا جایا کرے جسمیں چوری اور بیگانہ ملک میں تصرف کا مظنہ ہے بلکہ جنکو وہاں جانیکی اجازت ہے یا جو مجاز ہیں انکو وہاں دستک دینے اور اطلاع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں احتمال نہیں کہ کوئی ننگا کھلا ہوگا

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

اے نبی ایمانداروں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ اُنکے حق میں ستھرائی ہے - اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں - اور ایماندار عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ اپنی

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

نیچی نگاہ رکھا کریں اور اپنی عصمت کی محافظت رکھیں اور اپنی آرائش (کی جگہ) نہ دکھایا کریں مگر وہ بضرورت جو ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹے ڈالے رہا کریں - اور اپنی آرائش دکھایا کریں مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ

اپنے شوہروں کو یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں کو یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں کو یا اپنی عورتوں کو یا اپنے

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ

مملوک (لونڈی غلاموں) کو یا اُن خدمتگار و نکو کہ جن کو عورتوں کی حاجت نہیں ہو (جیسا کہ خواجہ سرا یا بوڈھے) یا اُن لڑکوں کو جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اس طرح سے نہ ماریں کہ انکا مخفی زیور معلوم ہو جاوے اور تم سبکے سب اے مسلمانوں اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تمہیں فلاح ہو

من ابصارهم من ههنا للتبعیض لانه لا یلزم غض البصر بالکلیة وقیل زائدة + **تفسیر** +: وقیل لبیان الجنس - غیر اولی الاربة اے الحاجة بالجر علی الصفة او البدل

منجملہ اسباب زنا کے مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا بھی ہے یہ نظر زنا کا بڑا سبب ہے کسی نے کہا ہے ع برق نگاہ یار میرا کام کر گئی + اسلئے ایمانداروں کو ادب سکھاتا ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم الخ یہ پانچواں حکم ہے کہ اے نبی ایمانداروں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ کو بند رکھیں - جسکا دیکھنا انہیں حلال نہیں اسکو نہ دیکھیں اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا اجنبی عورت کا بضرورت منہ اور ہاتھ دیکھنا تو درست ہے اور باقی چیزوں پر نظر کرنا حرام ہے اور بغیر ضرورت اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا بھی درست نہیں خصوصًا جبکہ محل فتنہ ہو اور جو اچانک نظر پڑجائے تو بار دگر نہ دیکھے اور اجنبیہ اگر اور کی لونڈی ہے تو بعض کہتے ہیں ناف سے گھٹنے تک پر نظر نہ کرے باقی کا مضایقہ نہیں بعض کہتے ہیں بازو سر وغیرہ جو عضو کام میں کھلے رہتے ہیں اُنکا دیکھنا ممنوع نہیں باقی ممنوع ہے - اور عورت اگر محرم ہے خواہ نسب سے خواہ رضاع سے خواہ بیوی کے رشتہ سے تو اُسکے ناف سے لیکر گھٹنے تک نظر ممنوع ہے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک صرف وہی اعضاء دیکھنے درست ہیں جو کام میں کھلجاتے ہیں ہاتھ بازو وغیرہ - اور مرد کو مرد کی بابت بھی یہ حکم ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنے تک نہ دیکھے اسیطرح عورت کو دوسری عورت کا ناف سے گھٹنے تک دیکھنا منع ہے - عرفا کہتے ہیں جسطرح نظر کو محارم کے دیکھنے سے بند کرے اسی طرح دل کو غیر اللہ کے دیکھنے سے روکے پھر فرماتا ہے ویحفظو فروجھم کہ اپنے ستر کو محفوظ رکھیں یعنی حرامکاری نہ کریں تمہارے لئے دین و دنیا میں بہتر ہے - ان اللہ خبیر بما یصنعون میں تنبیہ ہے کہ اللہ کو غافل نہ سمجھو وہ تمہارے ہر کام سے واقف ہے + وقل للمؤمنات الخ اسی طرح ایماندار عورتوں کو بھی نظر بند رکھنے اور حرام سے محفوظ رہنے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ یہ بھی (چھٹا حکم) حکم دیا کہ اپنی زینت کو بجز ان اشخاص مذکورہ ذیل کے اور کسی کو نہ دکھائیں اور اوڑھنی اوڑھے رہیں جس سے سر اور سینہ اور کان اور گردن نہ دکھائی دے - یہ جو فرمایا اپنی زینت نہ دکھائیں مگر وہ جو ظاہر ہے - زینت کہتے ہیں خوبصورتی کو قدرتی ہو یا بناوٹ لباس فاخرہ یا زیور یا مہندی کاجل وغیرہ ایمیں صرف ظاہر زینت کے ظاہر کرنیکی اجازت دی - ظاہر زینت بناوٹی میں سے تو انگوٹھی کپڑا جسکے ظاہر کرنے کی ضرورت پڑے اور خلقی میں سے ہاتھ مونھ جو بضرورت ظاہر کرنا پڑے - بعض علماء کہتے ہیں زینت سے مراد وہ اعضا ہیں جن پر زیور پہنا جاتا ہے - اور وہ یہ اشخاص ہیں شوہر عورت کا باپ دادا - نانا شوہر کے باپ دادا نانا عورتوں کے بیٹے - پوتے - نواسے خاوند کی دوسری بیوی سے بیٹے پوتے نواسے عورت کے بھائی عینی علاتی - اخیافی - رضاعی عورت کے بھتیجے - بھائیوں کی اولاد عورت کے بھانجے بہن کی اولاد گھر کی عورتیں عورت کے مملوکہ لونڈی غلام گھر کے وہ خادم جن کو عورتوں کی طرف رغبت نہو بوڑھے اور خواجہ سرا نابالغ لڑکے اُن لوگوں کے سامنے اگر عورت اپنی زینت ظاہر کرے تو مضایقہ نہیں یعنی زینت ظاہرہ کے سوا اور زینت کیونکہ بضرورت اسکا تو ہر ایک پر ظاہر کرنا درست تھا - وہ زینت ظاہرہ جسکی بضرورت اظہار کے ہر ایک کیلئے رخصت تھی باتفاق علماء چہرہ اور دونوں ہاتھ یا بالائی کپڑے مراد ہیں اور اسجگہ جس زینت کے ظاہر کرنیکی اُن مذکورہ اشخاص کے سامنے اجازت ہے وہ بازوں گلے کانوں سر کے زیور کی ہے اور ان اعضاء کا کھولنا بھی انکے سامنے جائز ہے ونسائهن اپنی عورتیں کیونکہ کافر عورتیں بمنزلہ اجانب کے ہیں بعض کہتے ہیں کافرہ عورتوں کے سامنے ان چیزوں کا کھولنا درست ہے ما ملکت ایمانهن میں غلام لونڈی سب آگئے مگر امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں صرف لونڈیاں مراد ہیں کیونکہ غلام اجنبی ہے اسمیں مادہ شہوت بھی موجود ہے آزاد ہو کر اس سے نکاح بھی کر سکتا ہے - التابعین غیر اولی الاربة سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں عورت کی بالکل خواہش نہیں بعض کہتے ہیں وہ بیوقوف عنین مراد ہیں جو کھانے میں ساتھ ہو لیتے ہیں انکا صرف یہی مقصود ہوتا ہے مخنث اور ہیجڑے مراد نہیں -

[illegible]

چھٹا حکم

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ وَلْيَسْتَعْفِفِ

اور جو تم میں مجرد ہوں اُنکے نکاح کرادو اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں انکے بھی - اگر وہ فقیر ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے انکو غنی کر دیگا - اور اللہ گنجایش والا خبردار ہے - اور ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ

بھی پاکدامن رہنا چاہیئے جن کو نکاح کا مقدور نہیں جبتک کہ اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کرے اور وہ جو تمہاری غلاموں میں سے لکھت[۵۱] چاہیں تو انکو لکھدو بشرطیکہ انمیں بہتری

خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ[۵۲] عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ

معلوم ہوتی ہو اور انکو اللہ کے اُس مال میں سے بہی دیا کرو جو اُس نے تمکو دے رکھا ہے - اور اپنی چھوکریوں کو حرامکاری کے لئے مجبور نکیا کرو اگر وہ پاک رہنی چاہتی ہوں (ایسا کام اس لئے کرتے ہو) کہ دنیا کے فوائد حاصل

يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ع ۴ ۸ ۱۰

کرو - اور جو انکو اس کام پر مجبور کریگا تو انکی مجبوری کے بعد اللہ غفور رحیم ہے - اور البتہ ہمنے تمہارے پاس آیتیں بھیجی ہیں جو روشن ہیں اور جنمیں تمسے پہلوں کے حالات ہیں اور جو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہیں

ترکیب الایامی جمع ایم وہو العزب ذکراً کان او انثی بکراً کان او ثیباً وایامی مقلوب ایائم کیتامی - والصالحین معطوف ہے ایامی پر مفعول انکحوا کا والذین یبتغون مبتدا فکاتبوہم خبر + **تفسیر** + ان علمتم جملہ شرطیہ اگلا جملہ فکاتبوہم دال بر جزا ہے۔

جبکہ ہر طرح سے زنا اور اُسکے دواعی کی ممانعت کی تو نکاح کرنیکی بھی رغبت دلائی کسلیئے کہ مجرد رہنے میں بڑا خطرہ ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے نکاح کرنیکی تاکید فرمائی یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء (متفق علیہ) اور فرمایا کہ میرے بعد مردوں کے لئے سخت فتنہ عورتوں سے زیادہ اور کوئی نہیں (متفق علیہ) اسلئے جن قوموں میں مجرد رہنا ہنر ہے انکے ہاں حرامکاری کا بھی کچھ حساب نہیں۔

فرماتا ہے وانکحوا الایامی منکم (یہ ساتواں حکم ہے) کہ اے مسلمانوں جو تم میں مجرد ہیں خواہ عورت ہو خواہ مرد خواہ بیوہ خواہ ناکتخدا انکے نکاح کردو لفظ ایامی سب کو شامل ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم سے وہ شخص کہ جسکے دین اور خلق سے تم خوش ہو نکاح کی درخواست کرے تو نکاح کردو ورنہ زمین پر بڑا فتنہ اور فساد سخت ہوگا (رواہ النسائی و ابن ماجہ) علماء کے نزدیک یہ امر ندب و استحباب کے لئے ہے بعض کہتے ہیں وجوب کے لئے فیصلہ یہ ہے کہ جہاں زنا میں مبتلا ہونیکا یقین ہو اور نکاح کرنے پر قادر بھی ہو تو نکاح کرنا واجب ہے ورنہ مستحب ہے۔

پھر فرماتا ہے والصالحین من عبادکم وامائکم کہ اپنے غلام لونڈیوں میں سے بھی جنکو نیک دیکھو انکے بھی نکاح کردو - کیونکہ نیک ہی نکاح اور خدمت مولی کو ملحوظ رکھ سکتے ہیں یا صالحین سے مراد وہ کہ جنکو نکاح کی صلاحیت ہو - لفظ فانکحوا سے علماء شافعیہ نے یہ بات نکالی ہے کہ نکاح بغیر ولی کے درست نہیں وفیہ ما فیہ فرماتا ہے نکاح کرنے میں فقر فاقہ سے نہ ڈریں اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ انکو اپنی فضل سے غنی کر دیگا - بلاشک جو نیک نیتی سے نکاح کرتے ہیں خدا انکو فراخی دیتا ہے اور جن کو نکاح کا مقدور نہو تو انکو پاکدامنی اختیار کرنی چاہیئے یہ نہیں کہ عذر سے مرتکب فواحش ہو جاوے - والذین یبتغون چونکہ فراخ دستی اور فضل الٰہی ہونیکا ذکر تھا اسلئے جو غلام خدا کے فضل پر توکل کر کے اپنے مولی سے کتابت چاہیں انکے لئے بھی حکم دیا کہ اگر ان میں خیر دیکھو کہ یہ بدل کتابت ادا کر سکیں گے اور انکا رویہ بھی اچھا ہے تو انکو لکھدو یعنی مکاتب بنادو - (یہ آٹھواں حکم ہے) اسکو بھی گونہ پارسائی سے تعلق ہے کس لئے کہ جب غلام کو مولی کی طرف سے خرید فروخت کا مجاز ہوتا ہے تو اسکے ہاتھ میں روپیہ پیسہ رہتا ہے جس سے حرام کاری کا اندیشہ ہے اس سے کوئی رقم لینی مقرر کرکے آزادی لکھدو کہ اپنا نکاح کر کے گھر آباد کرے - اسلام میں بھی یہی دستور باقی رہا اور جاہلیت میں بھی تھا کہ جو کوئی غلام اپنے آقا سے یہ معاملہ کر لیا کرتا تھا کہ میں آپکو اسقدر روپیہ دوں تو آزاد ہو جاؤں آقا اُسکو منظور کر لیتا تھا اور لکھدیتا تھا اس معاملہ کو مکاتبت کہتے تھے وہ غلام آزادانہ خرید و فروخت کر کے وہ مقدار ادا کر دیتا تھا - کتب فقہ میں اس مسئلہ کی بڑی تشریح ہے - اور یہ بھی حکم دیا کہ اس بدل کتابت کے ادا کرنیمیں مدد کرو خدا کے دئیے ہوئے مال میں سے انکو بھی دو بمد زکوۃ و خیرات یا اس بدل میں سے کچھ حصہ چھوڑ دو - ولا تکرہوا (یہ نواں حکم ہے) عرب میں دستور تھا کہ اپنی چھوکریوں سے زنا کرا کے کماتے تھے چنانچہ مدینہ میں عبداللہ بن ابی منافق بھی

ساتواں حکم

آٹھواں حکم

نواں حکم

۵۱ جو غلام یا لونڈی یہ چاہیں کہ اگر ہم اسقدر روپیہ ادا کردیں تو ہمکو آزادی کا لکھدو تو لکھدیا کرو بشرطیکہ انمیں بہتری معلوم ہوتی ہو اس عقد کو شرع میں مکاتبت کہتے ہیں ۱۲ منہ

۵۲ غلام کو فتی اور لونڈی کو فتاۃ کہتے ہیں جسکی جمع فتیات ہے ۱۲ منہ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اسکے نور کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی طاق میں چراغ ہو (اور) چراغ شیشہ (کی قندیل) میں ہو (اور) شیشہ گویا کہ چمکتا ہوا تارا ہو روشن کیا گیا ہو

مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ

روغن زیتون سے جو بابرکت درخت ہے نہ شرقی ہے نہ غربی ہے کہ جسکا تیل خود بخود روشن ہونیکو ہو اور گو اسکو ابھی آگ نہ لگی ہو۔ نور پر نور اللہ اپنے نور سے

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شئے سے واقف ہے

ص ایسا ہی کیا کرتا تھا اسلام نے اسکی بھی ممانعت کردی۔ ان اردن تحصنا میں ان شرطیہ علی سبیل الغالب واقع ہوا جسکا مفہوم مخالف نہیں (ف) ان آیات میں توبہ کرنے اور مکاتبوں کو دینے کا بھی حکم ہے۔ مگر بظاہر انکا تعلق حقوق العباد سے کم تھا اس لئے انکے عدد شمار میں نہیں لیا ✦

ترکیب

اللہ مبتدا، نور السمٰوت الخ خبر۔ مثل نورہ صفة نورہ مبتدا، کمشکوٰة موصوف فیہا مصباح صفت سب محذوف سے متعلق ہو کر خبر ہوئی تمام جملہ بیان ہوا نور السمٰوٰت کا المصباح مبتدا، فی زجاجة خبر قس علی ہذا۔ دری منسوب الی الدر او فعیل کمریق من الدرء، یوقد صفت ہے مصباح کی ✦

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ اللہ نے تمہارے لئے آیات بینات نازل کیں تمکو جہل کی اندھیریوں سے نکالکر علم کی روشنی میں لایا۔ اب یہاں اپنے اوصاف نورانی اور نور ہدایت کی تمثیل بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ جس نے تمکو جہل کی ظلمات سے نکالا آسمانوں اور زمین کا نور ہے پھر اپنی نور کی اُس شمع سے تشبیہ دیکر جو شیشہ کی قندیل میں ہو یہ فرماتا ہے اللہ اپنے اُس نور سے جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اللہ نور السمٰوت والارض بحث **اوّل** نور عرف میں روشنی کو کہتے ہیں وہ ایک عرض قائم بالغیر ہے جو اجسام کو عارض ہوتا ہے جیسا کہ آفتاب ستارے اور آگ اس معنی سے اِس لفظ کا اطلاق اللہ پر حقیقةً جائز نہیں کس لئے کہ نور بمعنی مذکور ایک عرض ہے وہ حادث اور قابل تقسیم اور قائم بالغیر ہونیکی وجہ سے الٰہ نہیں ہوسکتا اس سے فرقہ مانویہ کا بھی قول رد ہوگیا جو نور اعظم کو اللہ کہتے ہیں۔ اِس لئے علماء اسلام اِس جگہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ نور بمعنی منوّر ہے کہ اُسنے آسمانوں اور زمین کو آفتاب و مہتاب و کواکب اور انبیاء و صلحاء و ملائکہ سے منور کردیا اور یہ قول ابی بن کعب و حسن و ابو العالیہ کا ہے۔ بعض کہتے ہیں بمعنی مدبر السماوات والارض ہے جیسا کہ باخبر رئیس کو کہتے ہیں کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی مدبر تدبیر حسن جیسا کہ جریر شاعر کہتا ہے ؎ وانت لنا نور وغیث وعصمة یہ زجاج اور اصم کا قول ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں نور بمعنی ہادی ہے کیونکہ نور سبب ہدایت ہے کہ وہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نور کا اطلاق اُسپر مبالغةً ہو جیسا کہ عادل کو عدل کہدیا کرتے ہیں! امام غزالی رحمۃ اللہ نے اِس آیت کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام **مشکوٰۃ الانوار** رکھا ہے اُسمیں امام صاحب نے ثابت کردیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقةً آسمانوں اور زمین کا نور ہے اسپر اس الفاظ کا اطلاق حقیقةً ہے نہ مجازاً بہت سے مقدمات بیان فرما کر یہ کہا ہے کہ ادراک عقلی ادراک بصری سے اشرف ہے اور دونوں کا مقتضے ظہور ہے اور خواص تو ریمیں سے ظہور ہی اشرف ہے اسلئے ادراک عقلی ادراک بصری سے بدرجہ اولی انور ہے۔ پھر انوار عقلیہ کی دو قسم ہیں ایک وہ جو سلامت الاحوال کے وقت واجبة الحصول ہیں یعنی تعقلات فطریہ دوسرے مکتسبہ اور قسم ثانی میں کبھی غلطی بھی واقع ہوجاتی ہے اس لئے اسکے واسطے ہادی و مرشد کی ضرورت ہوتی ہے اور اس امر میں کلام الٰہی اور کلام انبیاء سے زیادہ اور کوئی ہادی و مرشد نہیں اس لئے یہ بھی نور ہیں اسیوجہ سے قرآن اور نبی کو بھی نور کہا گیا ہے اور اسیطرح ملائکہ بھی نور ہیں پھر ملائکہ بھی درجہ میں متفاوت ہیں یہانتک کہ سب سے بڑھ کر نور اعظم وہ روح جو سب ارواح سے اعلیٰ ہے معدن نور ہے پھر یہ سب انوار حسیہ ہوں

خواہ سفلیہ جیسا کہ آگ کا نور یا علویہ جیسا کہ آفتاب ماہتاب کواکب کے انوار یا انوار عقلیہ سفلیہ ہوں جیسا کہ ارواح انبیاء و اولیاء یا علویہ ہوں جیسا کہ ملائکہ یہ سب کے سب فی حد ذاتہا ممکن ہیں اور ممکن فی حد ذاتہ معدوم ہیں انکو وجود غیر کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور وجود نور اور عدم ظلمت ہے پس کل ممکنات اپنی ذات میں مظلم ہیں نور فی حد ذاتہ وہی ہے جسکا وجود ذاتی ہے ممکنات کا وجود اور انکے صفات اور انکے سب معارف اللہ کی طرف سے آتے ہیں اب ظاہر ہو گیا کہ نور مطلق وہ اللہ سبحانہ ہی ہے اور غیر پر جو اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے تو مجازاً کیونکہ اسکے سوا جو کچھ ہے من حیث ہو ہو ظلمت محضہ ہے کس لئے کہ وہ من حیث ہو ہو عدم محض ہے بلکہ یہ انوار بھی من حیث ہی ہی ظلمت ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہی نور حقیقی ہے اور جسقدر انوار ہیں اسی کے نور کے پرتو ہیں واللہ اعلم ۔

بحث دوم نور کو السموات والارض کی طرف کیوں مضاف کیا؟ اسلئے کہ سب آسمان اور زمین انوار مجردہ اور مادیہ سے بھرے ہوئے ہیں انوار مادیہ جیسا کہ چاند اور سورج اور ستاروں کی روشنی یہ سب آسمانوں میں ہیں اور زمین پر بھی یہی انوار منعکس ہوتے ہیں کہ جن سے الوان مختلفہ دکھائی دیتے ہیں اور انوار مجردہ سے عالم بالا پر ہی اور وہ انوار مجردہ ملائکہ ہیں عالم سفلی میں بھی انوار عقلیہ بہت سے ہیں اور وہ قویٰ نباتیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ ہیں اور نور انسانی ہے جس کے سبب یہ خلیفۃ اللہ فی الارض بن گیا عالم اسفل کا نظام ہو رہا ہے جیسا کہ نور ملکی سے عالم علوی کا نظام قایم ہے اور یہ جملہ انوار باہم دیگر مرتبط و مسلسل ہیں اور سب کا منتہیٰ نور الانوار کی طرف ہے اور وہ اللہ سبحانہ ہے اسلئے اللہ کو نور السموات والارض کہا۔

بحث سوم مثل نورہ کمشکوٰۃ الخ اپنے نور کو ایسے چراغ سے تشبیہ دی جو شیشہ میں ہو اور شیشہ کسی طاق میں ہو اور چراغ زیتون کے تیل سے روشن کیا گیا ہو اور وہ ایسا صاف ہو کہ جو آگ کھاتے ہی جل اٹھے اور زیتون بھی ایسا ہو کہ نہ شرقی ہو کہ صبح ہی کے وقت اسپر آفتاب کی شعاع پڑتی ہو پھر نہ پڑے اور نہ غربی ہو کہ شام کے وقت ہی اسپر دھوپ پڑتی ہو کیونکہ ایسا درخت کچا ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ نہیں بخلاف اسکے کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی بلکہ میدان میں یا پہاڑ کی بلندی پر ہو وہ خوب تناور اور پختہ ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ ہوتا ہے۔ جسکے ساتھ تشبیہ دی گئی وہ تو یہ چیزیں ہیں بحیثیت مجموعی اور جسکو تشبیہ دی گئی ہے وہ اللہ کا نور ہے مگر کلام اسمیں ہے کہ اللہ کے نور سے کیا مراد ہے؟ جمہور متکلمین کے نزدیک ہدایت مراد ہے یہ معنی کہ اللہ کی ہدایت ظہور میں ایسی ہے کہ جیسا کوئی چراغ ہو جس کی یہ صفت ہوں کہ جسکی ہر صفت روشنی چراغ کو ترقی دیتی ہے **سوال** آفتاب کے ساتھ کیوں تشبیہ دی **جواب** مقصد اس روشنی کے ساتھ تشبیہ دینا ہے جو اندھیریوں میں سے ظاہر ہو البتہ ہدایت ایک ایسی روشنی ہے جو شبہات کی اندھیریوں میں سے ظاہر ہوتی ہے سو یہ بات چراغ کے ساتھ تشبیہ دینے سے حاصل ہوتی ہے کہ جسکے ہر طرف اندھیری محیط ہوتی ہے برخلاف آفتاب کے کہ وہ جب جلوہ گر ہوتا ہے تو تمام عالم اسکے نور سے بھر جاتا ہے ظلمت باقی نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں نور سے مراد قرآن ہے جیسا کہ فرمایا ہے قد جاءکم من اللہ نور یہ حسن و سفیان بن عیینہ و زید بن اسلم کا قول ہے بعض کہتے ہیں اس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی صفت میں سراجاً منیراً آیا ہے۔ یہ عطاء کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں اس نور سے مراد وہ نور ہے کہ جو مومن کے دل میں ایمان و معرفت کا نور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت سے تعبیر کیا ہے یہ ابی و ابن عباسؓ کا قول ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں انسان کے قویٰ مدرکہ پانچ ہیں قوت حسیہ جو حواس خمسہ کو شامل ہے قوت خیالیہ قوت عقلیہ جو حقائق کلیہ کا ادراک کرتی ہے قوت فکریہ جو معارف عقلیہ میں ترکیب دیکر نامعلوم بات کو دریافت کرتی ہے قوت قدسیہ جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے جس سے اسرار غیب و لوائح ملکوت ظاہر ہوتے ہیں جس کی نسبت اللہ فرماتا ہے لکن جعلناہ نوراً نہدی بہ من نشاء من عبادنا۔ یہ پانچوں نور ہیں ہر ایک کو ان پانچوں چیزوں میں سے ایک ایک کے ساتھ تشبیہ ہے روح حساس کو مشکوٰۃ سے الخ

لہ عالم بالا آسمانوں سے بھی اوپر ہے وہ عالم جسمانیات نہیں بلکہ عالم مجردات ہیں ۱۲ منہ

ﮯ کعب احبار کہتے ہیں کہ مشکوٰۃ سے مراد ہے آنحضرت کا سینۂ مبارک اور زجاجہ قلب ہے اور مصباح جو ہے وہ نبوت ہے وہ شجرۂ مبارک سے روشن کیا گیا [illegible] ابراہیم [illegible] نہ شرقی ہیں نہ غربی بلکہ سب کے ہیں اسکا فیضان نبوت برابر ہے یکاد [illegible] نبوت [illegible] ظاہر [illegible] وہ نور نبوت [illegible] جیسا کہ زیتون کے تیل صاف [illegible] ایک نور موسیٰ کی پیشین گوئی (سفر استثنیٰ باب ۱۸) کے مطابق [illegible] چلا آتا تھا دوسرا نور حضرت محمدی جو تمام انوار [illegible] کا منتہیٰ اور مظہر [illegible] ہے ۱۲ ابو محمد عبدالحق

لہ مشکوٰۃ سراج وغیرہ ۱۲ منہ

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ

ان گھروں میں کہ تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور انہیں اُسکا نام یاد کیا جاتا ہے جنہیں صبح اور شام اسکی تسبیح و تقدیس کیجاتی ہے ۔ ایسے لوگ تسبیح کیا کرتے ہیں کہ جنکو نہ خرید غافل کرتی ہو اور نہ فروخت

ذِکْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

ذکر الٰہی سے روکتی ہے نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوٰۃ دینے سے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جاوینگی ۔ تاکہ اللہ انکو انکے عمل کا اچھا بدلہ دے

وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ع

اور انکو اپنے فضل سے اور بھی دے (یعنی ڈرتے بھی ہیں اور اُمید بھی رکھتے ہیں) اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے

ترکیب

فی بیوت یا تو صفت ہے زجاجہ کی المصباح فی زجاجۃ فی بیوت ۔ یا یوقد سے متعلق ہے اے توقد فی المساجد ۔ یا یسبح سے متعلق ہے وہو القوی ۔ رجال یسبح کا فاعل یا مفعول لم یسم فاعلہ لا تلہیہم رجال کی صفت یخافون صفت ثانیہ لیجزیہم یسبح سے متعلق ۔

تفسیر

فی بیوت کو جمہور مفسرین نے کلام سابق کا تتمہ قرار دیکر تشبیہ میں شامل کیا ہے یعنی وہ چراغ جو آئینہ میں ہو اور ایسے صاف تیل سے روشن کیا ہو کسی گندہ اور ناپاک مکان میں نہ ہو کہ جس کی روشنی صاف باطنوں کی آنکھوں میں بے قدر معلوم ہوتی ہو بلکہ اُن مکانوں میں ہو کہ جن کے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ۔ یعنے مساجد ۔ خانہ کعبہ ۔ مسجد نبوی ۔ بیت المقدس مسجد قبا یا عام مساجد اور اُنکے بلند کرنے سے مراد یا حقیقۃً بلند کرنا ہے یا تعظیم کرنا ۔ اِن مقامات خصوصًا بیت المقدس کے قندیلوں کی روشنی جو زیتون کے عمدہ تیل سے روشن ہوتی تھیں ضرب المثل تھی ۔ پھر ان گھروں کی صفت میں فرماتا ہے کہ اُنمیں ایسے لوگ صبح و شام خدا کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اُسکا نام لیا کرتے ہیں (یہ عام ہے خواہ نماز فرائض و نوافل کیے ذریعہ سے ہو خواہ بغیر اسکے صرف ذکر و تسبیح ہو) کہ جنکو ذکر الٰہی اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت روک سکتی ہے نہ بیع کرنا ۔ تجارت عام ہے خرید اور فروخت دونوں کو شامل ہے مگر فروخت میں نقد حاصل کیا جاتا ہے اسمیں اور بھی لالچ ہے جو انسان کو ذکر الٰہی سے روک دیتا ہے اسلئے اسکو جداگانہ بھی بیان کیا کہ انکو فروخت بھی نہیں روک سکتی ۔ اور باوجود اسقدر یاد الٰہی میں مشغول ہونے اور زکوٰۃ و خیرات دینے کے وہ لوگ اپنی عبادت پر نازاں نہیں بلکہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جبدن دل اور آنکھوں کا عجب حال ہوگا دل صدمات کے مارے ہوا ہوگا اور آنکھیں اوپر کو ٹکٹکی باندھے ہوئے ہونگی کہ کیا حکم آتا ہے؟ یہ سب باتیں انکی اس بات کا سبب ہیں کہ اللہ انکے عمدہ اعمال کا عمدہ بدلہ دیگا اور نہ صرف بدلہ بلکہ اعمال کے سوا اپنے فضل سے اور بڑھتی بھی عطا کریگا کیونکہ وہ بے نیاز بے پرواہ ہے جسکو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے ۔ بعض علما کہتے ہیں فی بیوت یسبح سے متعلق ہے اور یہ ایک جداگانہ کلام ہے جسمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ نور کہ جسکو تشبیہ دی گئی ہے کہاں اور کس جگہ پایا جاتا ہے؟ پھر آپ ہی بتلاتا ہے کہ ایسے گھروں میں پایا جاتا ہے کہ جن کے بلند کرنیکا اللہ نے حکم دیا اور جنمیں اُسکی یاد کی جاتی ہے اور وہاں ایسے پاکباز لوگ اُسکی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں کہ جن کو کوئی شغل دنیاوی اُنکے کار سے نہیں روکتا دست بکار دل بہ یار انکا شیوہ خاص ہے اور انہیں کے دلوں اور سینوں میں نور الٰہی کا وہ چراغ روشن ہے کہ جس سے اُنکو اللہ نے اس راہ راست اور صراط مستقیم کیطرف ہدایت کی ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ ۔ رجال کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ مساجد میں حاضر ہونا مردوں کے لئے ہی ہے جمعہ اور جماعت انہیں پر ہے نہ عورتوں پر ۔ اور یہ بھی اشارہ ہے کہ در اصل رجال یعنی مرد ایسے ہی لوگ ہیں کیونکہ دنیا مردار کے طالب کتے ہیں اور مولی کے طالب مرد ہیں ۔ بڑی مردانگی یہی ہے نہ کھانا سونا جماع کرنا کیسکو مار ڈالنا نفس کا مار ڈالنا اور نفسانی خواہشوں کو اُسی چراغ ہدایت سے جلا دینا بڑی مردمی ہے ۔ اس کلام پاک کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہیے ۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

اور وہ جو کافر ہیں انکے اعمال ایسے ہیں کہ جیسے جنگل میں چمکتی ہوئی ریت جسکو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ جب اُسکے پاس آیا تو اُسکو کچھ بھی نہ پایا (اللہ ہی کو اپنے پاس پایا)

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۙ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ

اور تڑپ تڑپ کر مرگیا اور جسنے اسکے اعمال کا حساب اُسکو پورا پورا چکا دیا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یا ایسی مثال ہو کہ جیسی موجزن دریا میں انکی اندہیریاں ہوتی ہیں کہ جسکو ایک سطح دوسری موج نے اور اُسپر بادل نے

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ۧ

ڈہانک رکھا ہو۔ اندہیریاں ہیں ایک کے اوپر ایک (انسان وہاں) جب اپنا ہاتھ نکالے تو اُسکو کچھ بھی دیکھ نہ سکے۔ اور جسکو اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو تو اُس کے لئے کوئی بھی نور نہیں +

ع ۶
۱۱

ترکیب

بقیعة موضع جر میں سراب کی صفت یحسبه بھی سراب کی صفت قیعة جمع قاع ای فی فلاة والیاء فی قیعة بدل من واو لسکونہا وانکسار ماقبلها لانهم قالوا فی قاع اقوع اوکظلمات معطوف ہی سراب پر تقدیرہ اوکاعمال ذی ظلمات فیقدر ذی لیعود الضمیر من قوله اذا اخرج یده الیه ویمکن ان یقال لاحذف فیه والمعنی انه شبه اعمال الکفار بالظلمة فی حیلولتها بین القلب بین مایهتدی الیه۔ فی بحر صفت۔ لظلمات لجی نسبته الی اللج اے ذی لجة یغشاه صفة اخری۔

من فوقه صفة لموج و
والموج الثانی مرفوع
بالظرف لانه قد اعتمد
ویجوز ان یکون مبتدأ و
الظرف خبره ومن
فوقه سحاب نعت
للموج الثانی ظلمات بالرفع
خبر مبتدأ محذوف
ای هذه ظلمات ۱۲ مدارک

تفسیر

اُس نور اور نورانی لوگوں کے بعد ظلمت اور ظلمانی لوگوں کا حال بھی تشبیہ میں بیان فرمایا جاتا ہے۔

فقال والذین کفروا الخ کہ کافروں کے اعمال جنکو وہ نیک اور وسیلہ آخرت سمجھکر کرتے ہیں سراب کی مانند ہیں جسکو جنگل میں دوپہر کے وقت پیاسا دور سے پانی سمجھکر بڑی بیقراری سے اُسکے پاس آتا ہے اور وہاں جاکر کچھ بھی نہیں پاتا یہی حال انکا ہو کہ بوقت مرگ جن کے اعمال پر انکو سہارا تھا اُنکو کچھ بھی نہ پاوینگے اور اللہ ہی سے اُنکو وہاں معاملہ پڑیگا سو وہ اُنکا حساب پورا کر دیگا۔ ازہری کہتے ہیں سراب وہ ہی جو ٹھیک دوپہر میں دور سے پانی سا موجیں مارتے ہوئے دکھائی دیا کرتا ہو یعنی پانی چلتا ہوا دکھائی دیا کرتا ہے یقال سرب الماء یسرب سربا اذا جری فهو سارب۔ قوله تعالی ووجد الله عنده اے وجد عقاب الله الذی یوعد به الکافر عند ذلک۔ یہ انکے بقیہ احوال کا بیان ہے جو اسکے بعد انپر عارض ہوگا بطور تکملہ کے۔ تاکہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ انکے حال کا اسی پر حصر ہے بلکہ اسکے بعد اور بھی برا حال ہوگا پس یہ لم یجده شیئا پر معطوف نہیں ہے (ابو السعود) اوکظلمات یہ دوسری مثال ہو کفار کے حال کی پہلی مثال میں یہ بتلایا گیا کہ اُنکے اعمال اگر اچھے بھی ہیں تو عقائد صحیحہ نہونیکی وجہ سراب کی مانند ہیں آخرت میں انسے کوئی نفع نہوگا اور اگر بُرے ہیں تو وہ ظلمات ہیں۔ یا یوں کہو کہ پہلی مثال میں انکے اعمال کا بیان تھا کہ وہ کچھ بھی فائدہ مند نہیں اور دوسری مثال میں انکے عقائد کا بیان ہو کہ وہ ظلمات سے مشابہ ہیں جیسا کہ فرمایا یخرجهم من الظلمات الی النور اے من الکفر الی الایمان اگلا جملہ ومن لم یجعل الله له نورا فماله من نور اسپر دلالت کرتا ہو اسکا خلاصہ یہ ہو کہ دریا لجّی (اے ذو اللجة التی ہی معظم الماء والغمر البعید القعر) یعنی بڑے گہرے اور بہت عمیق کی قعر میں اندہیرا ہوتا ہی پھر جب اُسپر امواج کا تلاطم ہوتا ہی تو اور بھی اندہیرا زیادہ ہوجاتا ہی اور جبکہ امواج پر بادل اور گھٹا گھنگھور ہوتی ہو تو انتہا درجہ کی اندہیری ہوجاتی ہو تو ایسی حالت میں ہاتھ بھی نہیں دکھائی دیتا حالانکہ پاس کی چیزوں میں سے جو کوئی دیا کرتے ہیں عادتاً ہاتھ ہی بہت قریب سمجھا جایا کرتا ہو اسیطرح کافر تین اندہیریوں میں مبتلا ہیں اول اعتقاد بد کی ظلمت جو بحر عمیق کے مشابہ ہے اور عقائد کا محل دل ہے جسکو مختلف موجیں یا رائیں اور خطرات و شہوات کے تلاطم میں بڑی مناسبت اور کامل تشبیہ ہے دوم قول بد کی ظلمت جو انکی زبان سے نکلکر دریا کی طرح موجیں مارتی ہو سوم عمل بد کی ظلمت جو بادل کی طرح محیط ہو۔ یا اسکے قلب اور سمع و بصر کی اندہیریاں مراد ہیں یا اپنے کفر پر جو اُسکو اصرار ہو اسکی ظلمات متراکمہ کو دریا اور امواج اور سحاب کی ظلمات متراکمہ سے تشبیہ دی گئی ہی پس وہ کافر ان اندہیریوں میں مبتلا ہو اب اگر اُسکو اللہ ہی اندہیریوں سے نکالے اور نور میں لاوے تو کون نکال سکتا اور نور میں لا سکتا ہے اسلئے فرمایا ومن لم یجعل الله له نورا فماله من نور

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرند بھی جو پر پھیلائے اُڑتے ہیں سب اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہیں - ہر ایک نے اپنی اپنی نماز اور تسبیح معلوم کر رکھی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

کرتے ہیں - اور آسمان اور زمین سب اللہ ہی کی ہیں - اور اللہ ہی کے پاس پھر کر جانا بھی ہے - کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر وہی ان کے ٹکڑے ملاتا ہے - پھر وہی انکو گھنگھور گھٹا بناتا ہے

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ

پھر تو دیکھتا ہے کہ انمیں سے مینہ برستا ہے اور وہی آسمانی پہاڑوں سے جو بادلوں میں ہیں اولے برساتا ہے - پھر انکو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے - اور جس سے چاہتا ہے روکتا ہے - اسکی بجلی کی چمک ہے کہ

يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ؕ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ

آنکھوں (کے نور) کو اچکائے لئے جا رہی ہے - اللہ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے - اسمیں آنکھوں والوں کیلئے ایک بڑی عبرت ہے - اور اللہ ہی نے تمام زمین پر چلنے والے جانوروں کو پانی سے پیدا کیا ہے

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

پھر بعض تو انمیں وہ ہیں کہ اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ اپنے دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ چار پاؤں سے چلتے ہیں - اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے - اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

ہ جن سے ہماری
قدرت اور ہدایت
واضح ہوتی ہے

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

البتہ ہمنے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی ہیں - اور اللہ ہی جسکو چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے

ترکیب

الطیر معطوف علی من جمع طائر صافات حال من الطیر اے باسطات اجنحتہن علم کی ضمیر راجع ہے کل کی طرف وہو الاقوی لان القراۃ برفع کل علی الابتداء یزجی یسوقہ برفق - بینہ انما جاز دخول بین علی المفرد لان المعنی بین اجزاء السحاب - رکاما متراکما بعضہ فوق بعض الودق المطر من خلالہ اے مخارجہ جمع خلل کجبال فی جبل من السماء من لابتداء الغایۃ من جبال کا من یا زائدہ ہے اور ممکن ہے کہ پہلے من سے بدل ہو علی اعادۃ الجار التقدیر ینزل من جبال السماء اے من جبال فی السماء من برد بیان للجبال و المفعول محذوف اے ینزل مبتدأ من السماء من جبال فیہا من برد بردا -

تفسیر

انوار قلوب المومنین وظلمات قلوب الکافرین کے بعد چند وہ دلائل توحید بیان کرتا ہے جن میں نظر کرنے سے حق سبحانہ اور اسکی توحید کا نور متجلی ہو کر نور پر نور کی کیفیت حاصل ہو جاوے فقال الم تر ان اللہ یسبح الخ یہ **اول** دلیل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہی پر کیا موقوف ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے ملائکہ اور روحانیات اور جو کچھ کہ زمین پر ہے انسان اور حیوان حجر اور شجر بلکہ جو ان کے درمیان ہے پرند جو ہوا میں پر کھولے معلق اڑتے پھرتے ہیں سب اسکی تسبیح کیا کرتے ہیں - الم تر سے مراد الم تعلم ہے کیونکہ ان چیزوں کی تسبیح آنکھوں سے نہیں دیکھتی ہاں دل کی آنکھوں سے دکھلائی دیتی ہے یعنی عقل سے معلوم ہو سکتی ہے **بتسبیح** کرنے سے متکلمین کے نزدیک ان چیزوں کا اسپر دلالت کرنا مراد ہے کہ ان کا خالق صفات نقصان سے منزہ اور بری اور صفات کمال و نعوت جلال سے موصوف ہے یعنی تسبیح بدلالۃ الحال ہے نہ بالمقال - بعض کہتے ہیں بعض چیزیں زبان سے بھی تسبیح کرتی ہیں عقلاء انسان ملائکہ جن وغیرہ اور بعض بدلالۃ الحال - بعض کہتے ہیں ہر چیز اپنی ایک خاص زبان سے جو اسکو عطا کی گئی ہے اسکی تسبیح تقدیس کرتی ہے جمادات اپنی زبان جمادی سے کرتے ہیں کبھی جمادات کی تسبیح بعض روشن ضمیروں کو بھی سنائی دیجاتی ہے چنانچہ ایکبار آنحضرت صلعم کی مجلس میں کنکروں کی تسبیح سنائی دی گئی - اور نیز عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وہو یوکل (رواہ البخاری) کہ ہم کھانے میں

کہانے کی تسبیح سنا کرتے تہے اور نباتات اپنی زبان نباتی سے تسبیح کرتے ہیں چنانچہ مسجد نبوی میں کہجور کا ٹہنڈ جو مسجد کا ستون تہا جسپر آپ سہارا لگا کر خطبہ پڑہا کرتے تہے حضرت کے فراق میں رویا اور اسکا رونا سبکو سنائی دیا (رواہ البخاری) رہے حیوانات پرند اور غیر پرند سو انکے عجائب افعال اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انکو ایک قسم کی گویائی اور ادراک عطا کیا ہے اور وہ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اللہ نے ہر ایک کو اپنی نماز اور تسبیح فطری طور پر تعلیم فرمائی ہے کل قد علم صلوتہ و تسبیحہ اور اسی لئے بعد میں فرمایا واللہ علیم بما یفعلون ۔ اسکے بعد مبداء و معاد کا مسئلہ ظاہر کرتا ہے وللہ ملک السموٰت والارض کہ ہر چیز کا وجود اسکی طرف سے ہے اور اسی کے قبضہ میں ہے اسی لئے اسکو تسبیح و تقدیس کا استحقاق ہے والی اللہ المصیر اور پہر اسیکے پاس جانا بہی ہے اسلئے اسکی تسبیح و تقدیس ورد ہے آخر اسی سے کام پڑیگا ۔ حاصل یہ کہ یہ سب عالم مسخر ہے صغری بدیہی الثبوت ہے اسلئے اسکو الم تر سے تعبیر کیا اور جو چیز مسخر اور منقاد ہے وہ خدا نہیں ثابت ہوا کہ عالم میں سے کوئی چیز بہی قابل پرستش نہیں پہر جو انکو پوجتے ہیں وہ ظلمات متراکمہ میں انکی تخیلات باطلہ میں گرفتار ہیں الم تر ان اللہ یزجی سحابا یہ دوسری دلیل ہے کہ اللہ بادل پیدا کرتا ہے پہر چہوٹے چہوٹے ٹکڑوں کو جمع کرکے انکو گہنگور گہٹا بناتا ہے اور ان بادلوں میں سے کس لطف کے ساتہہ مینہ برساتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ مشک کے دہانہ کہلنے میں جسطرح بے تحاشا پانی گر پڑتا ہے اسطرح گرے یہ بہی حکیم و قدیر کی عجب قدرت ہے پہر اسپر اور حکمت دیکہو وینزل من السماء من جبال فیہا من برد کہ انہیں بادلوں میں سے جو پہاڑ کی مانند ہیں جسطرح مینہ برساتا ہے اسیطرح جسم جامد اولے بہی برسا دیتا ہے جنکو پتہر کہنا بمناسبت من جبال نہایت مناسب ہے ۔ اسپر اور بہی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ قابل غور ہے یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار کہ اس سرد اور تر جگہہ سے کہ جہاں سے اولے اور مینہ برستا ہے بجلی بہی ظاہر کرتا ہے جو سخت آتش بلکہ آتش کی روح ہے پہر وہ اسطرح سے کوندتی ہے کہ دیکہنے والے بہی آنکہہ بند کر لیتے ہیں آنکہیں چندہیا جاتی ہیں اسکے دیکہنے کی تاب نہیں لاتیں پہر عاقل بصیر ان چیزوں سے اس قادر حکیم کا جلوہ دیکہہ سکتا ہے کہ جس سے عقل کی آنکہیں نہیں چندہیاتیں بلکہ اور بہی اس نور عقلی سے روشن ہو جاتی ہیں کلام میں بلاغت بہی کیسی ہے کہ مینہ کا سارا سماں باندہ دیا واللہ یقلب اللیل والنہار یہہ تیسری دلیل ہے کہ اللہ ہی رات دن کو بدلتا ہے رات کے بعد دن دن کے بعد رات لاتا ہے اور پہر ہر ایک کو چہوٹا بڑا بہی کرتا ہے گو یہ آفتاب یا زمین کی حرکت سے ہو مگر انکی حرکت بہی تو اسی کے ید قدرت میں ہے تمام اسباب کا سلسلہ انجام کار اسیکی طرف منتہی ہوتا ہے اسلئے اسکے بعد ارشاد فرماتا ہے ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار کہ انہیں انہیں کیلئے عبرت ہے جو چشم بصیرت رکہتے ہیں ۔ وہی ان دلائل سے بانی عالم کا وجود باکمال سمجہہ سکتے ہیں اور اسکے صفات کاملہ سمجہ کے بعد یہ بہی سمجہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں جسقدر نعمتیں ہیں اسکے ہاں سے آتی ہیں وہی مینہ برسا کر دنیا کو آباد کرتا ہے اور سب کے اسباب وہی مہیا کر دیتا ہے اور نیز یہہ بہی کہ رحمت ناشکری کے وقت زحمت بہی ہو جاتی ہے بادلوں میں سے پانی بہی برساتا ہے مگر وہیں بجلی اور اولے بربادی کے بہی سامان مہیا کر رکہے ہیں اور نیز دولت کے بعد افلاس اور زوال کے بعد اقبال صحت کے بعد تندرستی یہہ سب باتیں رات دن کی الٹا پلٹی کی طرح وہی الٹتا پلٹتا ہے ۔ اگر عقل ہے تو پہر غیر کی پرستش کبہی نہ کرے واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ چوتہی دلیل ہے کہ اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا پہر کسی کو پیٹ کے بل کسی کو دو پاؤں پر کسی کو چار پاؤں پر چلایا یہہ اختلاف اور یہہ پیدایش بہی اسی صانع حکیم کا فعل ہے نہ طبیعت کا نہ مادہ کا نہ کسی اور کا

سوال بہت سے جاندار پانی سے نہیں پیدا ہوئے جن آگ سے ملائکہ نور سے آدم خاک سے اور نیز مواد عفنیہ سے بہی حیوانات کو پیدا ہوتے دیکہا ہے ۔

جواب ۔ من ماء صلہ کل دابۃ کا ہے نہ خلق کا یعنی جو جانور پانی سے بنتے ہیں انکو اللہ نے ایسا بنایا اور یہہ بہی ہو سکتا ہے کہ اصل جمیع مخلوقات کی پانی ہے پہر اس پانی سے اور عناصر پیدا ہوئے جیسا کہ جلد ثانی میں ہمنے بیان کیا اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ دابۃ سے مراد زمین پر چلنے والے جانور ہیں جنکی پیدایش پانی سے ہے پس جن اور ملائکہ انمیں داخل نہیں ۔ من ماء کو نکرہ لاکر یہہ بتا دیا کہ ہر نوع دابۃ کو اوس پانی سے پیدا کیا جسکی ساتہہ وہ مخصوص ہے ۔ بعض جانور پیٹ کے بل چلتے ہیں سانپ وغیرہ بعض دو پاؤں سے انسان وغیرہ بعض چار سے گائے بہینس گہوڑا وغیرہ اور بہی عجائب مخلوقات ہیں یا کسی کے چار سے زیادہ پاؤں ہیں کنکہجورا وغیرہ تو ان سب کی طرف یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر میں اشارہ کر دیا ۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ط وَمَا أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ○ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ

اور منافق یہہ تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور فرمانبردار بھی ہوگئے (مگر) اسکے بعد بھی انمیں سے ایک فریق پہر جاتا ہے۔ اور وہ تو سرے سے ایمان ہی نہیں لائے تہے اور جبکہ وہ اللہ اور اسکے رسول

وَرَسُولِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ○ وَإِنْ يَكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ○ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا

کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ انمیں فیصلہ کیا جاوے تو جبھی ایک فریق انمیں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور اگر انکے لئے حق پہونچتا ہو تو رسول کے پاس گردن جہکائے چلے آتے ہیں۔ کیا انکے دلونمیں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں

أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهٗ ط بَلْ أُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ○ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ

یا اس سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول انکی حق تلفی کریگا (وہ تو ایسا نہیں کرینگے) بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی تہی کہ جب انکو اللہ اور اسکے رسول کیطرف اسلئے بلایا گیا تہا کہ

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ط وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُونَ ○

کہ ہم نے حکم سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا اور اسکی نافرمانی سے حذر کرتا ہے سو وہی کامیاب بھی ہوتا ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ط قُلْ لَّا تُقْسِمُوا طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ط إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا

اور وہ اللہ کی پکی پکی قسمیں کہا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم (اپنے گہر بار چہوڑ کر) نکل پڑیں۔ کہدو قسمیں تو نہ کہاؤ دستور کی موافق حکم برداری چاہئے بیشک جو کچھ تم کرتے ہو۔ اسکو اللہ جانتا ہے۔ کہو اللہ اور اسکے رسول کی

الرَّسُولَ ج فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ط وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ط وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ○

پہر اگر اسپر بہی پہر جاویں تو پیغمبر پر تو وہی ہے جسکا وہ ذمہ دار ہے اور تمپر وہی جو تمہارے ذمہ پر لازم کیا گیا ہے۔ اور اگر اسکا کہا مانو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول پر تو بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ کہول کر حکم پہنچا دیوے۔

تفسیر

ان دلائل کے بعد جو انسان کے دل میں نور ایمان اور سرور سرمدی پیدا کرتی ہیں چند گمراہ ازلیوں کا تذکرہ کرتا ہے جو ظلمات میں مبتلا ہیں اور ان ظلمات کے سبب ذرا ذرا سی باتوں میں بھی رسول کریمؐ کے اتباع کرنیسے دل چرا جاتے اور حیلہ بہانہ بناتے ہیں۔ یہ چند منافق جو مدینہ منورہ میں رہتے تہے انہیں کیطرف ان آیات میں روئے سخن ہے کہ یہ لوگ منہ سے تو ایمان و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں اور موقع پر آکر منہ موڑ جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ مومن نہیں اور جب کسی باہمی فیصلہ کی لئے اللہ اور اوس کے رسول کیطرف بلائے جاتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا تو رسول کے پاس دوڑے چلے آتے ہیں پہر کیا انکے دل میں مرض نفاق ہے یا شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول ان پر ظلم کریگا؟ بلکہ وہی ظالم ہیں جو ایسی بدگمانی رسول اور اللہ کیطرف جائز رکہتے ہیں۔ ایمانداروں کی یہ شان نہیں بلکہ انکی یہہ شان ہے کہ جب انکو اللہ اور رسولؐ کی طرف بلایا جاوے یعنی کوئی حکم دیا جاوے تو سمعنا واطعنا کے سوا اور کچھ نہ کہیں یعنی یہی کہیں کہ ہم حکم بردار ہیں۔ اس سرزنش کے بعد وہ منافق قسمیں کہا کر کہتے تہے کہ اگر آپ ہمیں وطن سے نکلجانے کا بہی حکم دینگے تو ہم تعمیل کرینگے یعنی ہم دل سے مطیع ہیں فرمایا کہدو کیوں جہوٹی قسمیں کہاتے ہو وطن سے نکلنے کا کوئی حکم نہیں دیتا دستور کے موافق طاعت کا اللہ اور رسولؐ حکم دیتا ہے اسی پر قایم رہو اور اسپر بہی قایم نہ رہو گے تو رسول پر کچھ نہیں وہ پہنچا چکا اسکا بار تمہیں پر ہے۔

اب اسمیں مختلف روایات ہیں کہ ان آیات میں کون منافق مراد ہیں اور کس خاص معاملہ کی طرف اشارہ ہے؟ مقاتل کہتے ہیں بشر منافق مراد ہے اسکا ایک یہودی سے جہگڑا تہا جسمیں وہ حق پر نہ تہا اسلئے کہتا تہا کہ اسکا فیصلہ کعب بن اشرف سردار یہود کریگا یہودی جانتا تہا کہ وہ دغاباز ہے اسلئے وہ کہتا تہا کہ آنحضرتؐ کی طرف چلو ضحاک کہتے ہیں مغیرہ بن وائل منافق اور حضرت علی بن ابیطالبؓ میں ایک زمین کی بابت نزاع تہی علیؓ نے کہا آنحضرتؐ سے فیصلہ کراؤ اسنے انکار کیا واللہ اعلم

ع ۱۲

[illegible]

[illegible]

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ

اللہ نے تم میں سے ایمانداروں اور اچھے کام کرنیوالوں کیلئے وعدہ کرلیا ہے کہ انکو ضرور ملک کی خلافت (یعنی حکومت) عطا کریگا جیساکہ اُسنے پہلوں کو عطا کی تھی اور جس دین کو انکے واسطے پسند کیا ہے

دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

انکے لئے اسکو ضرور مستحکم کردیگا۔ اور انکے خوف کو امن سے بدل دیگا وہ (مطمئن ہوکر) میری عبادت کیا کرینگے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرینگے۔ اور جو کوئی اسکے بعد بھی ناشکری کرے سو وہی

الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ع ۱۲

فاسق ہیں۔ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اے نبی یہہ خیال بھی نکرنا کہ منکر ملک میں (ادہر ادہر بھاگ کر) ہمکو ہرا دینگے اور انکا ٹھکانا تو آگ ہے اور وہ بہت ہی برا

تفسیر

لیستخلفنہم ہو جواب قسم مضمر اسے وعدہم وقسم لیستخلفنہم۔ یعبدوننی حال من الذین او استیناف۔ لایشرکون حال من الواو ای یعبدوننی غیر مشرکین۔ پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہی فلاح پاوینگے وہی کامیاب ہونگے آخرت کی کامیابی تو متعدد مقامات پر بیان ہوچکی تھی اب یہاں دنیا کی کامیابی بیان فرماتا ہی بقولہ وعد اللہ الخ اور اس وعدہ کے بعد پہر ان مسلمانوں کو کہ جنکے لئے خلافت وامامت اور زمین پر حکومت وشوکت کا وعدہ کیا ہی واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ الخ کا حکم دیتا ہی کہ زمین پر اقتدار پاکر اور سلطنت وشوکت حاصل کرکے بنی اسرائیل کیطرح خدا اور اسکے رسول سے برگشتہ نہو جانا بلکہ نماز و روزہ اور جمیع امور میں اسکے احکام کی پابندی کرنا جنکی طرف واطیعوا الرسول میں اجمالاً اشارہ ہی تاکہ تم پر رحم کیا جاوے ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے شوکت وسلطنت چھین لیجائیگی اور جو دنیا میں اقتدار پاکر خدا سے سرتابی کرتے ہیں اور تکبر میں آکر دین کی پروا نہیں کرتے انکو یہ سمجھو کہ وہ خدا کے قبضے میں نہیں رہے دنیا میں بھی وہ رسوا ہونگے اور آخرت میں بھی انکا ٹھکانا جہنم ہی اور نیز اس فقرہ لاتحسبن الخ میں مسلمانوں کو تسلی دیتا اور اپنے وعدۂ خلافت کا وثوق ظاہر کرتا ہی کہ اے مسلمانو آج جو تم کفار سے دبی ہوئی ہو اور تمہارے مقابلہ میں روم و ایران وغیرہ بڑی بڑی سلطنتیں ہیں یہ سب ہمارے بس میں ہیں انکو ہم مغلوب و مقہور کرنے پر قادر ہیں۔

ف پیشین گوئی

حاکم نے بسند صحیح اور نیز طبرانی نے بھی ابی بن کعبؓ سے اس آیت کی شان نزول میں یوں روایت کی ہی کہ آنحضرت صلعم جب ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف لائے تو تمام عرب دشمن ہوگیا مسلمان ہر وقت خوف کی حالت میں ہتیار بند رہا کرتے تھے اور آرزو کیا کرتے تھے کہ کبھی ایسے بھی دن آئینگے کہ ہم بھی امن سے رات کو سویا کرینگے کہ بجز خوف خدا اور کسیکا خوف نہو گا ایسی حالت میں انکی تسلی دینے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی خصوصاً جنگ احزاب میں تو مسلمانوں پر از حد تکلیف اور سخت خوف وہراس تھا۔ ابوالعالیہ سے بھی ایسا ہی مروی ہی اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی کچھ نقل کیا ہی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اُس وقت کے مسلمانوں سے جو نیک تھے بطور پیشین گوئی یہ وعدہ کرتا ہی کہ ہم انکو زمین پر اسطرح سے خلیفہ کرینگے یعنی سلطنت وحکومت دینگے کہ جسطرح تم سے پہلوں کو دی تھی حضرت سلیمان وداؤد علیہما السلام وغیرہما کو اور انکے حق پسند دین پر انکو قادر کردینگے آزادی سے وہ اپنے مذہب کی پابندی کریں گے کسیکی روک ٹوک نہوگی ہر طرح سے اس مذہب کی پھیلانے پر قادر ہونگے اور خوف سے جو انکو دشمنوں کا رہتا ہی اسکو دور کرکے اسکی بدلے میں امن دینگے کسی سے نہ ڈریں گے کہ دین کو مخفی کریں یعبدوننی میری عبادت کیا کرینگے اور میرے کسیکو شریک نہ کریں گے یعنی دل کھولکر عبادت وتوحید کو بجا لائینگے اور نیک ہونگے اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا وہ فاسق ہے اسپر حمایت الٰہی کا ہاتھ نہ رہیگا۔ صدق اللہ العلی العظیم اُسنے یہ وعدہ پورا کیا آنحضرت کو جنگ احزاب کے بعد غلبہ دیا اور پہر آپکے بعد حضرت **ابوبکر و عمر و عثمان و علی** رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں تنہا عرب بلکہ روم وایران وغیرہ سرسبز سلطنتیں بھی انکے ہاتھ میں دیں اور نہایت امن کے ساتھ انکے زمانوں میں دین اسلام کی اشاعت وترقی ہوئی۔ اس آیت سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا برحق ہونا صاف صاف ثابت ہوتا ہے۔

ف خلافت خلفاء اربعہ کا ثبوت

خوارج کا قول باطل ہے جو وہ حضرت عثمانؓ وعلیؓ کو خارج کرتے ہیں اسیطرح شیعہ کا قول بھی غلط ہے جو وہ خلفاء ثلثہ کو خارج سمجھتے ہیں کیونکہ فتوحات اسلام تو انہیں حضرات کے عہد میں ظہور میں آئیں اور حضرت علیؓ انکے عقیدہ کے موافق تقیہ کرتے تھے انکو امن حاصل نہوا وہ اس آیت کے مصداق ہو نہیں سکتے اور اسی طرح باقی آئمہ اطہار کو تو سرے سے حکومت ہی نہیں ملی اور وہ بھی خوف سے تقیہ کرتے رہے انکے مہدی تو آجتک ڈر کے مارے کسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں۔ افسوس بعد میں مسلمانو نے فسق وفجور اختیار کیا وہ شوکت وقوت بھی انکی نہ رہی اور اب بھی باز نہیں آتے مسلمانوں کی ترقی اور قومی شوکت کا یہی سبب ہے جس سے آجکل کے ریفارمر غافل ہوکر اور اسباب ترقی تلاش کررہے ہیں اللہم ارحم المسلمین واہد روسائہم۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ

اے ایمان والو چاہیے کہ تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے تمسے ان تینوں وقتوں میں اجازت لے کر آیا جایا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ

دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہاری برہنگی کے ہیں۔ انکے بعد نہ تمپر کچھہ گناہ ہے نہ انپر کہ آپسمیں

عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا

ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہے۔ اسطرح سے کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں۔ اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جاویں تو انکو بھی اجازت لیکر آنا چاہیے جیسا کہ

اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا

ان سے پہلے (یعنی بڑی عمر کے) اجازت لیکر آتے رہے ہیں۔ اسطرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں اور اللہ علیم حکیم ہے۔ اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں کہ جنکو نکاح کی رغبت نہیں رہی

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

انپر کچھہ گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار دیا کریں بشرطیکہ زینت کو نہ کھولدیا کریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو انکے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے

ثلث مرت فی الاصل مصدر، وقد استعملت ظرفا فعلی ہذا نصبہا علی الظرفیۃ ٭ **تفسیر** ٭ والعامل لیستاذنکم والقواعد جمع قاعد عن النکاح واما من القعود فقاعدۃ۔

منجملہ عمدہ مسائل کے ایک استیذان واجازت کا مسئلہ بھی ہے۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ادب سکھاتا ہے جو تدبیر المنزل کے متعلق ایک بڑا اہم مسئلہ تھا جس سے آجتک تمام کتب [illegible] خالی ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایکبار آنحضرت صلعم نے ایک انصاری کے لڑکے کو حضرت عمرؓ کے بلانیکو بھیجا۔ دوپہر کا وقت تھا عمرؓ سوتے تھے وہ گھر میں گھس گیا اور عمرؓ کو بیدار کیا عمرؓ کا کپڑا کچھہ کھل گیا تھا دلمیں خیال کیا [illegible] آجاتے ہیں۔ بہت ہی کاش خدا تعالیٰ کوئی حکم نازل کرے حضرت صلعم کے پاس آئے تو آتے ہی حضرتؐ نے یہ آیت سنائی شاید اس آیت کی سنانے کیلئے بلایا ہو۔ مقاتل کہتے ہیں کہ اسما بنت مرثد کا ایک بڑا لڑکا تھا وہ گھر میں ایکبار ایسے وقت آیا جو انکو ناگوار معلوم ہوا انہوں نے آنحضرتؐ سے ذکر کیا تب یہ آیت نازل ہوئی (معالم) اسکا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مرد اور اجانب جوان یا بالغوں کو تو اجازت لیکر آنیکا پہلے حکم ہو چکا تھا بقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا الآیۃ اب یہی تھے لڑکے بالے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے جن سے پردہ نہیں کیا جاتا وہ اپنے گھر کے ہوں یا بیگانے اور اسیطرح اپنے غلام اور لونڈیاں سب ہی آتے جاتے ہیں پردہ نہیں ہوا کرتا یہ خادم ہر وقت آقا کے پاس آتے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں کوئی حکم نہیں آیا تھا مسلمانوں کو بیوقت آنا انکا بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور ہونا بھی چاہیے بھلا کس کا دل چاہتا ہے کہ سونیکے وقت جبکہ کپڑے اتار دئے ہوں کوئی ہوشیار لڑکا گو بالغ نہوا ہو خواہ وہ اپنا عزیز ہی کیوں نہو یا اپنا غلام ہی کیوں نہ ہو بے محابا چلا آوے۔ اسلئے انکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو چاہیے کہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تین وقتوں میں تمسے اجازت لیکر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جبکہ کپڑے اتار دئے جاتے ہیں (یہ گرمی میں گرم ملکوں میں عام عادت ہے) اور نماز عشا کے بعد۔ ان اوقات کے بعد پھر اور وقتوں میں اجازت اور پہلے اطلاع آنے جانیکی کچھہ ضرورت نہیں اور وہ لڑکے جب بالغ ہوجاویں تب انکو ہر وقت اسیطرح سے اذن لیکر آنا چاہیے کہ جسطرح انسے بڑے اور بالغ لوگ اذن لیکر آیا کرتے ہیں کما استاذن الذین من قبلہم سے یہی مراد ہیں نہ کہ پہلی امتوں کے لوگ۔ ان خاص وقتوں کے علاوہ جبکہ اذن و بے اطلاع آنیکی غلاموں اور لڑکوں کو اجازت دیگئی تو اسکے ساتھہ گھر میں عورتوں کو کس حال میں رہنا چاہیے؟ اسکی بھی تشریح کردی یہہ نہیں کہ جوان عورت گھر میں ننگ دھڑنگ ہاکر یا ستر غلیظ ڈھانکنے کے لئے کوئی کپڑا باندھکر باقی برہنہ رہا کرے جیسا کہ بعض قوموں میں دستور ہے بلکہ گھر میں بھی ستر پوشی کے کپڑے پہنے رہے والقواعد من النساء الخ ہاں بڑی بوڑھی عورتوں کو اوڑھنا یا چادر اتار دینا کچھہ مضائقہ نہیں اس طرح پر کہ چھپانیکے اعضا نہ کھلیں اور اگر یہ بھی گھر میں سر کی اوڑھنی وغیرہ نہ اتارا کریں تو بہتر ہے۔ عواقب امور کو اللہ جانتا ہے۔ یہہ پہلے حکم کا تکملہ ہے

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ

نہ تو اندہے ہی پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تم پر اسبات میں کہ تم اپنے گہروں سے کہانا کہاؤ

اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ

یا اپنے باپ کے گہروں سے یا اپنی ماں کے گہروں سے یا اپنے بہائیوں کے گہروں سے یا اپنی بہنوں کی گہروں سے یا اپنے چچاؤں کے گہروں سے یا اپنی پہوپیوں کے گہروں سے یا اپنے ماموؤں کی گہروں سے

اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا

یا اپنی خالاؤں کے گہروں سے یا اُن گہروں سے کہ جنکی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گہر سے۔ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ملکر کہاؤ یا الگ الگ پہر جب گہروں میں داخل ہونا چاہو تو

فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ع ۸ ۷ ۱۴

اپنے لوگوں پر سلام کہو جو مبارک اور عمدہ دعا ہے اللہ کی طرف سے اسطرح سے بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم سمجھو

تحیۃ مصدر من معنے سلموا لان سلّم وحیّا بمعنی من عند اللہ ⁂ ظرف مستقر صفۃ التحیہ

تفسیر

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

یہ دسواں حکم

اجازت اور گہروں میں جانیکا ذکر آیا تہا اس لئے اس کے بعد باہم مواکلت اور مشاربت کے مسئلہ کو بہی طے فرمادیا بقولہ العظیم لیس علی الاعمی حرج الخ عبد الرزاق نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں یہ دستور تہا کہ کسی اندہے یا لنگڑے یا بیمار کو کہانا کہلانیکے لئے اپنے باپ وغیرہ اقارب مذکورہ فی الآیت کے گہر لیجاکر کہانا کہلا دیا کرتے تہے مگر وہ لوگ اپنی تقوی و دیانت سے اسمیں تردد کرتے تہے کہ یہ ہمکو بیگانہ گہروں میں لیجاکر کہانا کہلاتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں یعنی درست ہے۔

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ لوگ اندہے اور بیمار اور لنگڑے کے ساتہ ملکر کہانا کہانیمیں تامل کرتے تہے اور نیز ان گہروں سے بہی کہانیمیں تامل تہا پہر اسکی چند وجہ بیان کی ہیں۔ اندہے کیساتہہ اسلئے کہ اسکو کہانیمیں امتیاز نہیں رہتا اور لنگڑے کیساتہ اسلئے کہ مجلس طعام میں اسکی نشست جرح انداز خیال کیجاتی تہی اور بیمار سے تو تنافر طبعی ہوا ہی کرتا ہے۔ پس خدائے تعالی نے رخصت دی صاف معنی یہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ الخ تو تقوی و پرہیزگاری کیوجہ سے لوگوں کو یہ بات پیدا ہوگئی کہ اپنی ہی گہروں سے کہانا کہانا درست جانتے تہے رشتہ داروں دوستوں کے گہر سے کہانا انکا ناحق مال کہانا سمجہتے تہے اور اسی احتیاط سے اندہے کیساتہ اور بیمار اور لنگڑے کیساتہ مشترک کرکے نہ کہاتے تہے کہ اندہے کو اچہا لقمہ نہ سوجہے اور میں کہا جاؤں اور بیمار اپنا پورا حصہ نہ کہا سکے گا اور لنگڑے کے آنیمیں دیر ہونا معمولی بات ہے مبادا اوس سے پیشتر کہایا جاوے اور نیز وہ اچہی طرح بیٹہہ بہی نہیں سکتا کہ پورا حصہ برابر کہاوے اور نیز چند آدمی باہم ملکر بہی اسی خیال سے نہ کہاتے تہے کہ مبادا حصہ سے زیادہ کہایا جاوے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ حرج وقت کی بات ہے شرع نے تمکو تنگ نہیں کیا ہے اسلئے اندہے اور بیمار اور لنگڑے کو اور خود تمکو اجازت ہے کہ حسب دستور قوم اپنے گہروں سے اور اپنے رشتہ داروں کے گہروں سے اور اپنے دوستوں کے گہر سے اور نیز اُس گہر سے کہ جس نے تمکو اپنی کنجیاں دیکر مختار کر دیا ہے باہم ملکر کہاؤ یا جدا جدا کسلئے کہ عرب میں عادت اور دستور ہے کہ وہ اپنے عزیزوں دوستوں کے کہانیسے خوش ہوا کرتے ہیں سو یہ اجازت ہے اس سے یہ بات بہی ثابت ہوئی جہاں دستور نہ ہو یا یہ معلوم ہو کہ ہمارے کہانیسے یہ ناخوش ہو گا تو ہرگز جائز نہیں کہ اُسکی اجازت بغیر اُسکے گہر سے کہائے۔ ان تاکلوا من بیوتکم اپنے گہروں سے کہانیکی جو اجازت دی حالانکہ اجازت کی کوئی بہی ضرورت نہیں تو اسلئے کہ اپنے گہروں سے مراد اپنی بیویوں کے گہر ہیں یا اپنی اولاد کے گہر اور اسلئے بیویوں اور اولاد کے گہروں کا ذکر آیت میں نہیں آیا فاذا دخلتم بیوتا الخ پہر جب تم ان گہروں میں کہانا کہانے جاؤ تو اول سلام کہہ لیا کرو گویا یہ اجازت مانگنا ہے علی انفسکم سے مراد اپنے لوگ ہیں کیونکہ احباب رشتہ دار بمنزلہ ایک جان کے ہیں اور جو وہاں کوئی نہ ہو تو خود اپنے اوپر سلام کہو السلام علینا من قبل ربنا کیونکہ فرشتہ جواب دیتے ہیں اور یہ سلام کہنا جس میں سلامتی کی طرف اشارہ ہے اور نیز یہ اللہ کا نام ہے اور مذہب اسلام سے بہی خبر دیتا ہے تمہاری رب کی طرف سے مبارک دعا اور سلام ہے نہ کہ بندگی و کورنش وغیرہ—

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ

مومن تو وہی ہیں کہ جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ رسول کے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام میں ہوتے ہیں تو جبتک اس سے اجازت نہیں لے لیتے تو اُٹھ کر نہیں جاتے اے رسول

يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہ ہی دراصل اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اے نبی پھر جو اپنے کسی کام کے لئے وہ تجھ سے اجازت مانگیں تو انمیں سے جسکو آپ چاہیں اجازت دیدیا کریں اور اُنکے لئے اللہ سے مغفرت

لَهُمُ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ

دعا ہی کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مسلمانوں) رسول کا پکارنا ایسا نہ ٹھہرا لو کہ جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلایا کرتا ہے اللہ اُنکو بھی جانتا ہے کہ جو موقع پا کر نکل جاتے ہیں پھر جو

مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کیا کرتے ہیں تو ان کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت نہ آجائے یا ان پر کوئی عذاب دردناک نہ نازل ہو دیکھو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ ع ۹ ۳

زمین میں ہے اللہ خوب جانتا ہے جس حال پر کہ تم ہو اور جس دن کہ وہ اُسکے پاس پھر لائے جائینگے تو وہ اُنکو بتلا دیگا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے اور اللہ کو ہر بات معلوم ہے ۱۵

ترکیب

دعاء الرسول المصدر مضاف الی المفعول۔ اے دعائکم الرسول لواذا مصدر فی موضع الحال ویجوز ان یکون منصوبا بیتسللون۔

تفسیر

یہاں سے رسول کی اطاعت کے بارہ میں مدینہ کے منافقوں کی مذمت بیان ہے جو وہ اُس سے پہلو تہی کرتے تھے اس مناسبت کے لئے سورہ کا تتمہ اسی قسم کے آداب پر کرنا اُنکے دل میں کیفیت نورانی کا پیدا کر دینا ہے اور ان سب امور کے مصالح اور حکمتوں کی طرف اللہ بکل شئی علیم میں اشارہ کر دیا۔ اور علم چونکہ نور ہے اس لئے اسی کو اسکے ساتھ ختم کیا ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں عروہ و محمد بن کعب قرظی وغیرہما سے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب کے ایام میں ابو سفیان قریش کو لیکر چڑھ آیا اور رومہ میں کے پاس آ اُترا اور ادہر قبیلہ غطفان نے آ کر احد پہاڑ کے نیچے ڈیرہ ڈالدیا مدینہ پر حملہ کرنیکے لئے حضرت صلعم نے خبر پا کر مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنیکا حکم دیا خود بنفس نفیس اور مسلمان بھی اسمیں شریک ہوئے مگر منافقوں نے پہلو تہی کی ذراسی بات کا بہانہ کر کے بغیر اجازت و اذن رسول کریم کے چلے جایا کرتے تھے اور جو کسی مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو آپ سے اجازت لیکر جاتا اور کام سے فارغ ہو کر پھر شریک ہو جاتا تھا تب اللہ تعالیٰ نے ان مومنین کی مدح میں آیت نازل فرمائی انما المومنون الذین الخ اور ضمناً اسمیں منافقوں کی مذمت ہے کہ وہ جو اسکا خلاف کرتے ہیں حقیقی مومن نہیں ہیں۔ ان اللہ غفور الرحیم میں اسطرف اشارہ بھی کر دیا کہ ان سے ضروری کام میں اذن لیکر جانا گو جائز ہے مگر تب بھی معافی مانگنا چاہئے امر جامع یعنی وہ کام جو اجتماع کو واجب کرے اس امر کو جامع علی سبیل المجاز کہا گیا۔ پھر اس امر جامع کی تفسیر یوں کیگئی ہے کہ ایسا کام جسمیں مسلمانوں کا مجمع ضروری سمجھا جاوے جیسا کہ مخالفین سے لڑائی یا کوئی تعمیر وعمل کے متعلق ایسا کام کہ جسمیں عام منفعت ہو یا کوئی مشورہ اسمیں جمعہ اور عید بھی شامل ہیں جب امر جامع میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا اور مخالفت سے منع کیا تو سردار کے متعلق آداب کا بیان کرنا بھی مناسب ہوا کیونکہ سردار کی عظمت بغیر کسی امر جامع کا انتظام نہیں فقال لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ گیارہواں حکم ہے اس آیت کے معنی میں تین قول ہیں اول یہ کہ رسول جو تمکو پکاریں بلائیں تو انکے بلانیکو آپس کے ایک دوسرے کے بلانے کی طرح سرسری نہ سمجھا کرو بلکہ فی الفور حاضر ہوا کرو اور تعمیل حکم کیا کرو دوم یہ کہ رسول کی دعا کو آپس کی دعاؤں کی طرح نہ سمجھا کرو رسول جس کام کے صلہ میں دعا دیں تو وہ دعا مستجاب ہے اور جسکو بد دعا دیں تو وہ بھی مقبول ہے برخلاف عام لوگوں کی دعائیں بد دعاؤں کے سوئم وہ معنی ہیں جنکو ابو نعیم نے ابن عباس سے بطریق ضحاک نقل کیا ہے کہ لوگ آنحضرت صلعم کو یا محمد یا ابو القاسم نام لیکر پکارا کرتے تھے کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو اسکا نام لیکر پکارا کرتا تھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ اسطرح نہ پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکے پکارو اور اسی طرح اور بزرگان دین کے ساتھ بھی ادب ملحوظ رکھنا لازم ہے قد یعلم اللہ الخ یہاں تعلیم ادب مومنوں کی مدح کے بعد منافقوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ آنکھ بچا کر نکل جانے والے ہم سے مخفی نہیں رہ سکتے رسول کی مخالفت کرنیوالوں کو ڈرنا چاہئے کہ دنیا میں اُن پر کوئی بلا نہ آپڑے۔ بیماری تنگدستی۔ دشمن سے مقہور ہونا مرگ ناگہانی زلزلہ وغیرہ اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاویں اللہ کو تمہارا سب حال معلوم ہے ما انتم علیہ اسکے قبضہ قدرت میں آسمان و زمین ہیں عذاب بھیجنے پر بھی قادر ہے

سورۃ الفرقان مکیۃ ھی اسمین ستتر آیات اور چھ رکوع ھین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کو ڈر سنانیوالا ہو اُس نے کہ جسکے قبضہ میں آسمان اور زمین ہے اور اُس نے نہ کیسکو بیٹا بنایا

وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ

اور نہ کوئی اُسکی سلطنت میں اُسکا شریک رہا ہے اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کرکے ایک اندازہ پر رکھا اور لوگوں نے اُسکے سوا اور معبود مقرر کر لئے کہ جو کچھہ پیدا کر سکتے ہیں

يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور نہ خود اپنی ذات کے لئے ضرر پر قادر ہیں نہ نفع پر اور نہ موت کا اختیار رکھتے ہیں نہ زندگی کا نہ مر کر زندہ ہونے کا

اب تم زبان سے جو چاہو لاف زنی کرو مگر جس روز مر کر اُس کے پاس جاؤ گے وہ تمکو تمہاری سب کرتوت تبلا دیگا واللہ بکل شئی علیم ❖

ترکیب

لیکون کا اسم ضمیر جو عبد کی طرف راجع ہے یا فرقان کی طرف یا اللہ کی طرف پھرتی ہے لیکون کا لام نزل سے متعلق ہے الذی یا تو اول الذی سے بدل ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی ولم یتخذ جملہ کلام سابق پر معطوف واتخذو جملہ مستانفہ ❖

تفسیر

یہ سورہ مکہ میں ہجرت سے پہلے اس وقت نازل ہوئی تھی جب کہ مشرکین مکہ آنحضرت صلعم پر ہجوم تہا اور وہ حضرت کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر طرح طرح کے شبہات کیا کرتے تھے اور بت پرستی کے دریا میں غرق تھے اور خدا تعالیٰ کو اور اُسکی صفات کو غلط طور پر اپنے اوہام باطلہ کے موافق سمجھہ رکھا تھا۔ اِس سورہ میں ان سب باتوں کا جواب ہے سورہ نور کے آخیر میں جملہ تھا قد یعلم ما انتم علیہ الخ کہ اللہ کو معلوم ہے کہ جس حال میں تم ہو جس دن دنیا سے لوٹ کر تم اُسکے پاس آؤ گے تو وہ تمہیں بتلائیگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے اس کلام میں اول تو عرب کے اُن اعمال فاسدہ کیطرف تنبیہ تھی جن میں وہ شب و روز غرق تھے اور ظلمات میں مبتلا تھے اسکا تدارک تو اس سورہ کے آخر میں بیان فرمایا اور نیز سورہ نور میں بھی حکمت عملیہ کے متعلق بہت کچھ ارشاد ہو چکا تھا مگر ان کاموں میں سے ہر ایک سے بدتر بت پرستی تھی دویم اس جملہ میں مر کر خدا کے پاس جانے اور نیک و بد کی جزا و سزا پانے کا اشارہ تھا گو یہ دو باتیں عرب کے مشرکوں کے بالکل خلاف تھیں پھر جو ان باتوں کو رد کرنیوالی چیز تھی تو وہ نبوت تھی کہ دنیا میں ایک شخص دعوی کرکے یہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے تمہیں ان باتوں سے منع کرنیکو آیا ہوں یہ اور بھی انکے نزدیک حیرت انگیز بات تھی اسی لئے ان تینوں مسائل کا کہ اصول مذہب ہیں اس سورہ کے اول میں ثابت کرنا ضروری ہوا سب سے اول مسئلہ نبوت شروع کیا کس لئے کہ اسی زیادہ توحید و معاد کے مسئلہ کی بنیاد ہے مشرکین کے مسئلہ نبوت میں یہ شبہات تھے اول شبہہ انکا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو کیا غرض ہے جو اُس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی؟ دوم اگر نازل ہی کرنا تھا تو اپنے کسی اُس بابرکت شخص پر نازل کرنا تھا جسکو اُس نے اپنی سلطنت کے اختیارات دے رکھے ہیں جیسا کہ ہمارے معبود لات منات یا ملائکہ وغیرہ سوم پھر اس قرآن سے کیا فائدہ ہے؟ پس ان سب باتوں کا جواب ان آیات میں کس لطف و خوبی کے ساتھ دیا جاتا ہے فقال تبارک الذی الخ یہ اول شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے (قال الزجاج تبارک تفاعل من البرکۃ والبرکۃ کثرۃ الخیر و زیادہ) بندوں کو خیر اور بھلائی پہنچانا اُسی کا کام ہے پس اُس نے بندوں کو بھلائی پہنچانے اور سعادت دارین تک لیجانیکے لئے اپنے ایک بندہ پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب کیسی کتاب فرقان یعنی حق و باطل میں فرق کرنیوالی نازل کی اسمیں ضرورت نزول قرآن کی طرف بھی اجمالی اشارہ کیا گیا کہ لوگوں کے عقائد اور افعال سلیمہ اور غیر سلیمہ میں توہمات باطلہ سے امتیاز نہیں رہا تھا یہی کتاب ہے جو اُنمیں فرق کرتی ہے لیکون للعالمین نذیرا میں تیسرے شبہہ کا تفصیلاً جواب ہے کہ اِس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ عالمین یعنی سب جہان کے لوگوں کو تنبیہ کر دی کہ تمہارے ان عقائد اور ان افعال پر دنیا و آخرت میں یہ سب مصائب پیش آنیوالے ہیں اُن سے پرحذر ہو اُس عہد میں عرب کیا روم شام سب ملکوں میں کفر و شرک و فسق کا دریا طغیانی پر تھا اسلئے سب کا نذیر آنحضرت کو قرار دیا گیا اس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت کل عالم کے نبی ہیں انسانوں کے علاوہ جنوں کے بھی الذی لہ ملک السموت الخ میں دوسرے شبہ کا جواب اور اُنکے عقائد باطلہ کا رد ہے کہ اُسکے قبضہ میں آسمان و زمین ہیں اُسکا نہ کوئی بیٹا ہے نہ اُسکی سلطنت میں کسیکو کچھ حصہ ہے بلکہ ہر ایک شی اُسکے ایک خاص اندازہ سے پیدا کرنے سے پیدا ہوئی ہے سب مخلوق کو اُس سے رشتہ عبودیت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں پھر کیا وجہ کہ وہ اپنے ایک بندہ پر اپنا کلام نازل نہ کرے اسمیں ضمناً مسئلہ توحید کیطرف بھی اشارہ ہے واتخذوا الخ یہاں سے مسئلہ توحید شروع ہوتا ہے کہ لوگوں نے غلط توہمات سے خدا کے سوا اور معبود بنائے ہیں کہ جو کچھہ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور خدا کے لئے یہ بات ضرور ہے کہ وہ پیدا کرتا ہو اسکو کسی نے پیدا نہ کیا ہو۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ خاص اپنے نفع نقصان کا بھی تو انہیں اقتدار نہیں اور کسیکو مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

اور کافروں نے کہدیا کہ یہ قرآن کچہہ نہیں مگر جہوٹ کہ جسکو خود گہڑ لیا ہے اور دیگر لوگوں نے اسمیں اسکا ساتہہ دیا ہے۔ پس وہ منکر تو بڑے ظلم اور جہوٹہہ پر اتر آئے اور کہنے لگے کہ قرآن اگلوں کی کہانیاں ہیں

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا

کہ جنکو اسنے کسی سے لکہوالیا ہے سو وہی اسپر صبح و شام پڑہی جاتی ہیں (اے نبی) کہدو کہ اسکو تو اوسنے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کی مخفی باتیں جانتا ہے بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے (جو فوراً سزا نہیں دیتا) اور منکر یہی کہتے ہیں

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ

کہ یہ کیسا رسول ہے جو کہانا کہاتا اور بازاروں میں پہرتا ہے اسکے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بہیجدیا گیا۔ کہ اسکے ساتہہ وہ بہی ڈر سنایا کرتا یا اوسکے پاس کوئی خزانہ آپڑتا

اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

یا اُسکے لئے کوئی باغ ہوجاتا کہ جس سے وہ کہایا کرتا اور ظالموں نے (ایمانداروں سے) یہ بہی کہدیا کہ تم تو بس ایک ایسے شخص کے تابع ہوگئے ہو کہ جسپر جادو کیا گیا ہے اونبی تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں بس وہ تو گمراہ ہوگئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ ۱ ع ۹ ۱۶

رستہ نہیں پاسکتے۔ اسکی بڑی بابرکت ذات ہے جو اگر چاہے تو (دنیا میں) آپکے لئے اس سے بہی بہتر ایسے باغ پیدا کردے کہ جنمیں بڑی نہریں بہا کریں آپ کے محل بہی بنادے

افتری کا فاعل ضمیر جو عبد کیطرف راجع ہ ضمیر فرقان کیطرف راجع اعانہ کی عبد کی طرف علیہ کی ضمیر افترا کیطرف قوم اخرون اعان کا فاعل ظلما و زورا مفعول جاؤ کا یا مصدر موضع حال میں ان شاء شرط جعل جوابہ وھو لکونہ ماضیا یجوز ان یکون فی محل الرفع والجزم فیما عطف علیہ یجوز ان یکون مرفوعا و مجزوما کما قرا الجمہور ۱۲

تفسیر

ان آیات میں ونکی اور چند شبہات کا جواب ہے۔ جو رسالت کی بابت تہے کہ محمدؐ نے قرآن کو از خود بنالیا ہے اور دیگر لوگ (جس سے انکا اشارہ اہل کتاب کیطرف تہا) اس کی اس کام میں مددگار ہیں وہی لوگ انبیاء سابقین کے حالات اور ونکی شریعتوں کے احکام اوسکو بتاتے ہیں یہ اپنی فصیح عبارت میں جمع کرلیتے ہیں آجکل بہی متعصب لوگ یہی کہا کرتے ہیں اس شبہہ کو قال الذین کفروا سے شروع کیا الذین کفروا میں اشارہ کردیا کہ ایسی بیہودہ باتیں کافر ہی بنایا کرتے ہیں پہلے انبیاء کی نسبت بہی اس سے بڑہ بڑہ کر شبہات کیا کرتے تہے چونکہ یہ شبہہ محض لچر و پوچ ایک بدگمانی پر مبنی تہا اسلئے اسکے جواب میں یہی کہدینا کافی تہا کہ فقد جاؤ ظلما و زورا کہ یہ بڑی بے انصافی اور مکر کی بات ہے کونسا اہل کتاب ہے جو آپ کو تعلیم کرتا ہے؟ اور آپ قبل نبوت بر عرب میں صداقت اور راستی سے موصوف تہے دنیا کے معاملہ میں کبہی جہوٹہہ نہ بولا بہلا خدا کے معاملہ میں جہوٹ بولکر دنیا کو دشمن بناتے وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ ایک دوسرا شبہہ ہے جو فی الحقیقت پہلے شبہہ کا تتمہ ہے کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں موسیٰ فرعون عاد و ثمود وغیرہم لوگوں کی تذکروں کی طرف انکا اشارہ ہے جو قرآن مجید میں نصیحت و عبرت کیلئے ذکر ہوئی ہیں۔ اوسکے جواب میں فرماتا ہے۔ قل انزلہ الذی الخ کہ اسکو اوسنے نازل کیا ہے کہ جو آسمانوں زمین کی اسرار اور مخفی باتوں سے واقف ہے یعنی جبکہ محمدؐ نہ پڑہے لکہے ہیں نہ کسیکی شاگردی کی نہ کہیں باہر کے ملکوں میں پہرآئے ہیں پہر پہلے لوگوں کی حالات صحیح طور پر کہ جنکو اہل کتاب اور اہل تاریخ بہی اس کیفیت سے نہیں بیان کرسکتے کہاں سے معلوم ہوگئے اور تمکو معلوم ہوئے نہیں بلکہ اوسی عالم الغیب نے حضرت کو بتلائی ہیں وہ غفور الرحیم ہے اسمیں اسطرف اشارہ ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے ورنہ اس انکار کا مزا دنیا ہی میں معلوم کرادیتا (۲) شبہہ یہ تہا کہ رسول فرشتہ خصال ہونا چاہئے کہ جو نہ کہاوے نہ دنیا کی کاروبار کیلئے بازاروں میں آوے جاوے یا شاہ مرفہ الحال سا ہو کہ جو ہمارے جیسا کہانا نہ کہاوے بلکہ اوسکے پاس کوئی آسمانی خزانہ ہونا چاہئے او یلقی الیہ کنز کہ جسکی وجہ سے عمدہ کہانا کہاوے اور اوسکے نوکر چاکر بازاروں سے خرید و فروخت کیا کریں یا اوسکے پاس کوئی ایسا باغ ہو کہ ہر طرح کی میوے وہاں سے کہایا کرے یہ شبہہ وقالوا ما لہذا الرسول سے یا کل منہا تک ہے ولولا انزل الیہ ملک الخ اسی شبہہ کی تائید میں ایک تیسرا شبہہ تہا کہ اسکی تصدیق کیلئے کوئی فرشتہ کیوں نہ بہیجا گیا کہ اوسکی ساتہہ وہ بہی پیغام پہونچاتا لوگوں کو یقین آجاتا وقال الظالمون الخ یہ انکا ایک اور طعن تہا کہ جب اوسکی پاس نہ خزانہ غیبی ہے نہ باغ تو دیوانہ ہے اسپر کسی نے سحر کردیا اس جادو کی ماری ہوئی دیوانہ کے لوگ تابع ہوگئے ہیں۔ اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت کی تسلی کرتا ہے کہ انظر کیف ضربوا۔ دیکہو یہ بدبخت آپکو کیا کیا کہتے ہیں گمراہ ہیں راہ راست نہیں پاسکتے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ

بلکہ اُنہوں نے جو قیامت کو جھوٹھہ سمجھہ لیا ہے اور ہم نے بھی قیامت کے جھوٹھہ جاننے والے کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے جب وہ ان منکروں کو دور سے دیکھیگی تو جوش میں آجائیگی یہ اسکے جوش وخروش کی آوازیں سنیں گے اور جبکہ

اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ قُلْ اَذٰلِكَ

وہ اسکے کسی تنگ مکان میں ہاتھہ پاؤں جکڑکر ڈالدئے جائینگے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے ۔ (کہا جاویگا) آج ایک موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو ۔ اے نبی ان سے پوچھو کیا یہ

خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ۝ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ

بہتر ہے یا وہ جنت کہ جسکا پرہیزگاروں کے لئے وعدہ کیا گیا ہے ۔ جو انکا بدلہ اور ٹھکانہ ہوگی ؟ وہاں ان کو جو چاہیں گے ملیگا وہ اسمیں صدا رہینگے ۔ اے نبی اسکا تمہارے رب نے ایسا وعدہ

وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا

کرلیا ہے جسکا مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور جسدن کہ اللہ ان کو اور ان کے ان معبودوں کو جمع کریگا کہ جنکو وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں تو ان سے کہیگا کیا تمہیں نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود

السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ

راہ بھول گئے تھے ؟ تو ان کے معبود کہینگے تو پاک ذات ہے ہمیں یہ کب لائق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے[ف] لیکن تو نے انکو اور انکے باپ دادا کو دنیا میں یہانتک آسودگی دی کہ وہ تیری یاد کرنا بھول گئے

وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝

اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے (اللہ فرمائیگا) سو تمہارے معبودوں نے تو تمہیں جھٹلا دیا پس (اب تمپر سزا ثابت ہو چکی) جسکو نہ تم ٹال سکتے ہو نہ کسی سے مدد لے سکتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ایسا ظلم کریگا اسکو ہم بڑا عذاب چکھائینگے

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ

اور اے نبی تمسے پہلے ہمنے ایسا کوئی بھی رسول نہیں بھیجا کہ جو کھانا نہ کھاتا ہو اور بازاروں میں نہ پھرتا ہو اور ہمنے تم میں سے ایک کو دوسرے کیلئے آزمائش بنا دیا ہے

اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝

ای مسلمانوں کیا اب بھی صبر کروگے اور آپ کا رب تو دیکھہ ہی رہا ہے

[ف] جیسکہ تیرے سوا اور کو کارساز نہ بنانا تو ہم اوروں کا کیونکر کارساز بنتے

ع ۲ ۱۱ ۱۴

یعنی بیہودہ بکتے ہیں آپ کچھہ خیال نہ کریں تبارک الذی ان شاء الخ وہ بڑی برکت والا ہے اگر چاہے تو اے نبی دنیا میں تمہارے لئے اس سے بھی بہتر باغ بنادے کہ جسکے نیچے نہریں چلا کریں اور آپکے لئے عمدہ عمدہ محل رہنے کیلئے تیار کردے مگر دنیا چندروزہ ہے مصنف میں ابن ابی شیبہ نے اور جریر و ابن ابی حاتم نے خیثمہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے کہا گیا تھا اگر آپکی خوشی ہو تو آپکے ہاتھہ میں زمین بھر کے خزانوں کی کنجیاں دیجاویں اور اس سے آخرت میں آپکا کچھہ بھی نقصان نہ ہو اور رضی ہو تو یہ سب کچھہ آخرت میں دیا جاوے آپنے فرمایا آخرت ہی میں چاہتا ہوں اسپر آیت نازل ہوئی اور بہت جگہہ اسی قسم کا مضمون احادیث صحیحہ میں آیا ہے چونکہ آپکی نظر آخرت پر تھی اور ہونی بھی چاہیے اور کفار آخرت کے منکر تھے انکے نزدیک جو کچھہ انعام و افضال ہیں یہیں ہیں تو ہوں نہیں تو کچھہ نہیں اسلئے اللہ تعالی فرماتا ہے بل کذبوا بالساعۃ کہ وہ آخرت کے منکر ہیں واعتدنا لمن کذب بالساعۃ سعیرا سے لیکر عذابا کبیرا تک مسئلہ معاد اور وہاں کی سزا و جزا کا بیان ہے اور انکے معبودوں کا ان بت پرستوں سے الگ ہونا بھی ظاہر کرتا ہے کہ جنکو وہاں کا ذریعہ سمجھکر انکی عبادت کیا کرتے ہیں ۔

وما ارسلنا قبلک من المرسلین سے ان کے شبہہ کا جواب شافی دیتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیک وسلم آپ سے پیشتر جسقدر دنیا میں رسول آئے ابراہیم و اسحاق و موسے و عیسے علیہم السلام کسی کے پاس بھی نہ خزانہ تھا نہ ایسا باغ تھا نہ ان کی تصدیق کے لئے ان کے ہمراہ فرشتہ رہتا تھا وہ دنیا میں کھانا بھی کھاتے تھے بازاروں میں خرید فروخت کے لئے بھی جاتے تھے یعنی بشر اور غریب لوگ تھے رہے دنیا کے تجملات اور امارت سو یہ ایک فتنہ ہے یعنی آزمائش کہ دیکھیں امیر دولتمند شکر کرتا ہے یا کفران نعمت اور غریب مفلس دنیا کی مصائب پر برداشت کرتا ہے کہ نہیں لہذا کسیکو کچھہ دیا کسی کو کچھہ عطا کیا اسلئے مسلمانوں سے فرماتا ہے اتصبرون کیا صبر کرتے ہو یعنی صبر کرنا چاہیے اور تمہارا رب دیکھہ رہا ہے اور آخرت میں جزا دے گا ۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا ○

اوران لوگوں نے جو ہمسے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہدیا کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیتے (تب یقین آتا) البتہ انہوں نے تو اپنے تئیں بہت بڑا سمجھ لیا اور بہت ہی بڑی سرکشی کی ہے

یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ

جسدن فرشتوں کو دیکھیں گے تو وہ دن مجرموں کے لئے خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے دور دور اور جو کچھ عمل انہوں نے کیا ہوگا ہم اسکی طرف آئیں گے

ہَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِیْلًا ○ وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَۃُ

تو اسکو خاک دہول کر ڈالیں گے جنت والوں ہی کا اسروز ٹہکانا بھی بہتر ہوگا اور خواب گاہ بھی عمدہ ہوگا۔ اور جسروز کہ بادلوں سے آسمان کہل جاوے اور جوق جوق فرشتے

تَنْزِیْلًا ○ اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَکَانَ یَوْمًا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ○ وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یَقُوْلُ

اترنے لگیں تو اسدن حقیقی سلطنت رحمٰن ہی کی ہو گی اور وہ دن کافروں پر بڑا ہی سخت ہوگا اور اسدن ظالم اپنے ہاتہہ کاٹے گا اور کہیگا اے کاش

یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ○ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ

میں بہی رسول کے ساتہہ راہ چلا ہوتا۔ ہائے میری خرابی کاش میںنے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسنے تو نصیحت کے آئے بعد ہی مجہے بہکا دیا بعد

وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ○

اور شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہی تہا اور رسول کہیگا اے میرے رب میری قوم نے تو اس قرآن کو ٹہل سمجہہ رکہا تہا

تفسیر

لولا انزل الخ مقولہ ہے قال الذین کا مستقرا تمیز خیر الحق الملک کی صفت۔ یوم کا نصب اذکر محذوف سے ہے

منکروں کا یہ ایک اور بہی شبہ تہا جسکو وقال الذین لایرجون لقاءنا سے شروع کرتا ہے کہ جن کو ہمسے ملنے کی امید نہیں یہ نہیں سمجہتے کہ مر کر اللہ کے سامنے جانا ہی وہ کہتے ہیں (کیونکہ ایسی باتیں وہی کہا کرتے ہیں ایماندار ونکی تو کیا مجال) کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ آئے محمدؐ کے پاس کیوں آتے ہیں یا ایسا ہوتا کہ ہم خدا کو دیکہہ لیتے پہر اس سے آپکو پوچہہ لیتے کہ تیرا بہیجا ہوا نبی ہے کہ نہیں؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے لقد استکبروا فی انفسہم الخ کہ انہوں نے اپنے آپ کو اسلائق سمجہہ لیا ہے کہ انکے پاس فرشتے آویں یا دنیا میں خدا تعالےٰ کو دیکہیں یعنی یہ بڑی تکبر اور سرکشی کی بات ہے۔ ملائکہ مخصوص لوگوں کے پاس آتے ہیں جنکی روحانیت انکی قریب پہونچی ہوتی ہے سو وہ انبیاء ہیں اسیطرح خدا تعالےٰ لطیف الخبیر کو دنیا میں ایک کب دیکہہ سکتا ہے خفاش کو تاب ہے کہ آفتاب کو دیکہے ہاں قیامت میں سب لوگ ملائکہ کو دیکہیں گے پہر اسروز کہ وہ ملائکہ کو دیکہیں گے انکے لئے کوئی خوشی نہوگی عذاب کے فرشتہ سامنے آوینگے جنکو دیکہکر الحذر مانگیں گے۔ وقدمنا الی ما عملوا من عمل سے اخیر تک اسی مناسبت کے سبب قیامت کا حال اور ان منکروں کا وبال و نکال بیان شروع کر دیا جو ملائکہ کے دیکہنے کی خواہش کرتے ہیں اور وہ بہی تکبر کی راہ سے کہ رسول کا کہنا ہم نہیں مانتے ہمارے پاس خود فرشتے آنے چاہئیں قدمنا الی ما عملوا یعنی وہ جو دنیا میں بارادہ ثواب کفار کچہہ عمل بہی کرتے ہیں ایمان و اعتقاد صحیح نہونے کیوجہ سے اسدن ہباءً منثوراً یعنی نیست و نابود ہو جاوینگے کچہہ کام نہ آوینگے ہاں ایمانداروں کا اسروز اچہا مقام ہوگا۔

اسکے بعد اسدن کے چند اور حالات ہیبتناک بیان فرماتا ہے (۱) یوم تشقق السماء بالغمام ایک جگہہ اور آیا ہے ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام غمام ابر سفید اس ابر سے کیا مراد ہے؟ غالباً ملائکہ اور دیگر روحانیات کے انوار ہوں جو بصورت ابر سفید دکہائی دینگے آسمان کہل کر اس ابر میں سے قیامت کو ملائکہ نمودار ہوں گے (۲) الملک الخ اسروز حقیقی بادشاہت اللہ کی ہوگی گرچہ آج بہی اسیکی حقیقی بادشاہت ہے مگر دنیا میں مجازی بادشاہتیں بہی ہیں اور اسروز کسی کی نہوگی اسلئے ظہور کامل اسیروز ہوگا۔ (۳) یوم یعض الظالم قرینہ عبارت تعمیم پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر ظالم اس روز ہاتہہ دانتوں سے کاٹے گا افسوس کریگا کہ اے کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس سے مراد اس کی وہ شخص ہوگا کہ جسنے اس کو دنیا میں ہدایت پانیکے بعد ہدایت سے دوستی کے پیرایہ میں باز رکہا تہا اور ایسا ہی ہے تا

۱ ف
قیامت کے بعض حالات کی ترتیب بیان
[illegible]
آسمان
[illegible]
بادل
یوم تشقق السماء
بالغمام ابر و بادل
آسمان
اور ملائکہ جوق جوق
اتریں
حساب و کتاب
[illegible]
یعنی
بالغمام
عن الغمام
واللہ اعلم بمرادہ

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

اور ہم یوہیں مجرموں کو ہر ایک نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں اور لوگوں کو راہنمائی کرنیکو اور انبیاء کی مدد کرنیکو آپ کا رب کافی ہے اور کافروں نے یہ بھی کہدیا کہ اسپر یک بارگی

عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

قرآن کیوں نازل نہ کیا گیا۔ یوں ہی نازل ہونا چاہیے تھا تاکہ اس سے تمہارے دل کو ہم تسکین دیتے رہیں (اسلئے) ہمنے ٹھیر ٹھیر کر پڑھ سنایا اور اے نبی جو سوال یہ لوگ آپ پر پیش کرینگے مگر ہم بھی انکو اسکا بہت ٹھیک جواب

وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

اور بہت عمدہ توجیہ بتا دینگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مونہہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالدئے جاوینگے یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکا بہت ہی برا مقام ہے اور وہ بہت ہی بڑے گمراہ ہیں۔

جملۃ واحدۃ حال من القرآن ای مجتمعاً۔ کذلک ای انزل کذلک فالکاف فی موضع نصب علی الحال لنثبت اللام تتعلق بالفعل المحذوف۔

تفسیر

لیکن بعض مفسرین کہتے ہیں ان عام الفاظ میں کسی شخص خاص کیطرف ہی اشارہ ہی اور یہ ہو سکتا ہی پہر شخص خاص سے مراد وہ کہتے ہیں عقبہ ابن ابی معیط ہی کہ وہ جب سفر سے آتا تھا تو دعوت کیا کرتا تھا چنانچہ ایکبار اسنے آنحضرت صلعم کو بلایا آپنے اسکی کفر کیوجہ سی انکار کیا اسنے کلمۂ شہادت پڑھ لیا تب آپ تشریف لیگئے اسکی خبر ابی بن خلف کو بہی ہوئی وہ اسکا بڑا دوست تھا اوسنے اوسکو بڑی ملامت کرکے اسلام سے برگشتہ کر دیا اور حضرت کی گستاخی پر آمادہ کیا اس قصہ کو معالم التنزیل وجلالین وغیرہ کتابوں نے نقل کیا ہی اور ابن جریر نے بہی ابن عباس سے ایسا ہی نقل کیا ہے، اس تقدیر پر ظالم سی مراد عقبہ اور فلاں سے مراد ابی بن خلف کافر ہے۔ وقال الرسول الخ جب کفار نے آنحضرت کو طرح طرح سے ستایا تو آپ نے بد دعا تو نہ کی کیونکہ رحمۃ للعالمین تہے مگر خدا تعالیٰ سے شکایت کی جسکو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نقل کرتا ہی ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں یہاں قال بمعنی یقول ہی یعنی قیامت میں آنحضرتؐ ان لوگونکی یوں شکایت کرینگے جیسا کہ آیا ہی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا مہجورا بمعنی متروک و ہجر بمعنی ہذیان بھی ہو سکتا ہی کہ اس قرآن کی بابت اونہوں نے بیہودہ اور لغو باتیں بنائیں کبہی وہ اسکو سحر کہتے تہے کبہی از خود بنایا ہوا کبہی اگلے لوگوں کی کہانیاں وکذالک جعلنا الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت کو آپکی شکایت پر تسلی دیتا ہے اور صبر اور برداشت پر آمادہ کرتا ہے کہ یہ کچھ نئی بات نہیں ہمیشہ سے ہر ایک نبی کے کافر سخت دشمن ہوتے آئے ہیں آپ اطمینان رکہیں اللہ آپکی مدد کرنیکے لئے اور آپکی قوم کو ہدایت کرنیکو کافی ہے وکفی بربک ہادیا ونصیرا۔

وقال الذین کفروا الخ یہ انکا قرآن مجید پر ایک اور شبہ تھا کہ یہ تہوڑا تہوڑا وقتاً فوقتاً کیوں نازل ہوتا ہی ایک ہی بار مجتمع ہو کر کیوں نہ نازل ہوا ہی پس معلوم ہوا کہ محمدؐ از خود سوچ سوچ کر تصنیف کرتے ہیں۔ اسکا جواب دیتا ہی کذالک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا کہ اسکے اسطرح نازل کرنیمیں چند حکمتیں ہیں جنکی طرف اجمالاً اس جملہ میں اشارہ کیا گیا ہے (۱) آنحضرت اور اکثر صحابہ لکھے پڑہے نہ تہے اگر یکبارگی اتنی بڑی کتاب نازل ہوتی تو حفظ نہ رہتی اُس لکہے پر اعتماد رہتا سو اگلی کتابوں کیطرح اسمیں بہی تحریف و تبدیل ہوتی یا کسی حادثہ میں معدوم ہو جاتی پھر جب تہوڑا تہوڑا نازل ہوا تو لوح جنان یعنی لوح حافظہ پر ثابت ہوتا گیا لنثبت بہ فوادک کے یہی معنی ہیں اسلئے اسمیں ایک نقطہ کا بہی فرق نہ آیا (۲) یہ کہ تمام احکام جو یکبارگی نازل ہوتی قوم کو انپر ثابت و قایم رہنا شاق ہو جاتا (۳) وقتاً فوقتاً نئے حوادث پیش آتے تہے اور جاہل قوم کی تربیت و تعلیم میں ایسی باتیں پیش آیا ہی کرتی ہیں پس ہر حادثہ میں جبرئیل کا کلام الٰہی لیکر آنا آپکے لئے تقویت قلبی کا باعث تھا۔

(۴) یکبارگی قرآن نازل ہوتا تو کفار مقابلہ میں کہہ سکتے تہے کہ اتنی بڑی کتاب ہم کیونکر لا سکتے ہیں لیکن جب تہوڑا تہوڑا نازل ہوا اور کسی ٹکڑے کا بہی جواب نہ بن سکا تو حضرت کا دل قوی ہو گیا انکا عذر جاتا رہا (۵) حالت الہامی ایک عجیب حالت ہی تہوڑی تہوڑی نازل ہونیمیں اخیر عمر تک حضرت کو حاصل رہی جو قلبی تقویت کا باعث ہوا ولا یاتونک بمثل سب اعتراضات کے جواب کے بعد خاتمہ کیطور پر فرماتا ہی کہ آپ کے پاس یہ جو کوئی مثل لاتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اسکے جواب میں آپکو حق بات کہلی ہوئی بتلا دیتے ہیں الذین یحشرون فرماتا ہی ایسے لوگ اوندہے مونہہ ہنکا کر جہنم میں لیجاوینگے یہ لوگ بڑے شریر و گمراہ ہیں یہ انکے اوندہے اعتراضات کا نتیجہ ہے جسکی سزا جہنم میں اوندھا گرنا ہے۔

لطف نبی مسکل پر ع ۱۰

ع ۱۰ ۱

ف قرآن و متفرق نازل ہونیکے اسباب

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ۝

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور انکے ساتھ انکے بھائی ہارون کو وزیر بنا کر بھیجا سو انسے کہدیا کہ تم دونوں ان لوگوں کیطرف جاؤ کہ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی (وہ گئے اور انہوں نے نہ مانا) تو ہمنے بھی انکو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا کَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰیَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِکَ

اور قوم نوح کو بھی جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمنے انکو غرق کر دیا۔ اور انکو لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی بنا دیا۔ اور ہمنے ظالموں کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کو بھی اور بہت سی قرنوں کو بھی کہ

کَثِیْرًا ۝ وَکُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ؗ وَکُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَی الْقَرْیَةِ الَّتِیْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ

جو اسکے درمیان تھے اور انمیں سے ہر ایک کو مثالیں دے دیکر سمجھا دیا تھا آخر ہر ایک کو ہمنے برباد ہی کر دیا۔ اور کفار مکہ اس بستی پر بھی گذرے ہیں کہ جسپر بہت بری طرح سے پتھر برسائے گئے تھے۔ پھر کیا انہوں نے اسکو دیکھا نہ ہوگا۔

بَلْ کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْکَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ کَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ

بلکہ یہ مر کر زندہ ہونیکی امید ہی نہیں رکھتے (اسلئے ایمان ہی نہیں لاتے) اور اے نبی یہ جب آپکو دیکھتے ہیں تو تجسے تمسخر ہی کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ وہی ہے کہ جسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اسنے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے منحرف کر ہی دیا تھا

اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ

اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے اور انکو جبکہ عذاب دیکھیں گے تو معلوم ہو جائیگا کہ کون گمراہ تھا اے نبی تمنے اسکو بھی دیکھا کہ جسنے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے پھر کیا آپ

عَلَیْهِ وَکِیْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ ع

اسکے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ اے نبی کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ انمیں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہونگے۔ وہ کچھ بھی نہیں مگر جیسے چارپائے بلکہ وہ تو انسے بھی زیادہ راہ بھولے ہوئے ہیں

ہارون بدل من اخاہ وزیرا مفعول ثان لجعلنا وقوم یجوز ان یکون معطوفا علی دمرنا یا مفعول اذکر محذوف علی ہذا القیاس عادا و ثمود الخ

تفسیر

جبکہ توحید و نفی انداد و اثبات نبوت میں کلام ہو چکا اور منکرین کے شبہات رد کر دیے گئے اور قیامت کا حال اور منکرین کا وبال بھی بیان ہو چکا تو مجملاً انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے دشمنوں پر آخر کار کیا کیا بلائیں نازل ہوئیں کیونکہ آپکی تسلی کے لئے پہلے فرمایا تھا وکذالک جعلنا لکل نبی عدواً اور قرآن کا یہی طریقہ ہے کہ ایسے موقعوں پر قصص انبیاء بیان ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ انکی تذکرہ بار بار آتی ہیں فقال ولقد اٰتینا موسیٰ الخ سب سے پہلے موسیٰ کا ذکر کیا کیونکہ انکی نبوت اور کتاب اہل کتاب میں بہت مشہور تھی کہ دیکھو موسیٰ کیساتھ لوگوں نے کیا کیا تھا اور انکو کسقدر معجزات دیے گئے اور انکے بھائی ہارون علیہ السلام انکے وزیر بھی تھے آخر فرعونیوں نے نہ مانا ہلاک ہوئے اور انسے پیشتر قوم نوح کو دیکھو کہ انہوں نے صرف نوح کی تکذیب کی تھی بلکہ عموماً رسولوں کی منکر تھی آخر غرق ہوئے پھر قوم عاد و ثمود کو دیکھو کہ حضرت ہود و صالح کی انکار و مقابلہ سے انپر کیا ماجرا گذرا۔ پھر اصحاب الرس کو غور کرو ابو عبیدہ کہتے ہیں رس کنوئیں کو کہتے ہیں رس کے معنی لغت میں دفن کے ہیں یقال رس المیت اذا دفن (کبیر) ابو مسلم کہتے ہیں ایک ملک کا نام رس ہے اصحاب الرس اس ملک یا وادی کے رہنے والے۔ یا کنوئیں والے اس وادی میں کنوان ہونا انکے لئے اس عہد میں اس نام کیساتھ منسوب ہونیکا سبب ہو گیا۔ مفسرین کا اختلاف ہے کہ کس نبی کی امت تھی؟ اکثر یہی کہتے ہیں کہ یہ ایک بت پرست قوم تھی جنکی بہت سی کنوئیں تھی انسے زراعت کرتے اور مواشی کو پانی پلایا کرتی تھی انکی ہدایت کو حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے انہوں نے انسے بہت سرکشی کی اور ایذائیں دیں آخر قہر آسمانی سے ہلاک ہوئے اس تقدیر پر یہ جگہ عرب کے شمال و مغرب میں شام سے ملحق ہے اور دیگر روایات بھی ہیں واللہ اعلم عند اللہ اسکے درمیان اور بہت سے قرن یعنی زمانہ گزر گئے ہیں جن میں انبیاء آئے اور لوگوں نے انکار کیا بلا میں مبتلا ہوئے پھر فرماتا ہے ولقد اتوا کہ یہ قریش مکہ اس گاؤں پر سفر شام میں گزر چکے ہیں کہ جسپر پتھر برسے تھے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں جھیل مردار کے کنارہ جو الٹی پڑی ہیں جنکو سفر شام میں آتے جاتے یہ لوگ دیکھتے ہیں اور عبرت نہیں کرتے جب کفار ان سب باتوں سے عاجز آ جاتے تھے تو آنحضرت سے تمسخر اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ کیا اسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی کسی دارا و دولتمند کو بنانا تھا اسنے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے روک ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے۔ فرماتا ہے انکو عذاب الٰہی کے وقت معلوم ہو جاویگا کہ وہ گمراہ تھے یا راہ پر پھر فرماتا ہے ان کمبختوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا معبود بنا لیا ہے جو خواہش کہتی ہے اسپر چلتے ہیں پھر انکے آپ ذمہ دار نہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ سنتے سمجھتے ہیں؟ گو ظاہر میں ہیں مگر حس باطن نہیں یہ چارپایوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ○ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ○

اے مخاطب کیا تو نے اپنے رب کیطرف نہیں دیکھا کہ اس نے کیونکر سایہ کو بڑہایا اور اگر چاہتا تو اس کو ٹھیرا رکھتا پھر ہمنے اسپر آفتاب کو علامت بنا دیا پھر ہم نے اُسکو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ○ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

اور اُسی نے تو تمہارے لئے رات کو لباس اور نیند کو راحت بنا دیا اور دن چلنے پھرنے کے لئے بنایا اور وہی تو ہے کہ جو اپنی رحمت (بارش) سے پیشتر خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے۔

رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ○ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ○ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ

اور ہمنے آسمان سے پاکیزہ پانی اُتارا تاکہ اس سے مرے ہوئے (خشک) شہر کو زندہ کریں اور اُس کو اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں چارپایوں اور بہت سے آدمیوں کو پلائیں اور ہم نے اس کو اُن میں بانٹ دیا

لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ○ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ○ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ○

تاکہ سمجھیں پس بہت سے آدمی تو ناشکری کئے بغیر نہ رہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤں میں ایک ڈرانیوالا کھڑا کر دیتے پس اے نبی کافروں کا کہنا نہ مانو اور قرآن سے اُن کا مقابلہ بڑی زور سے کرو

اناسی اصلہ اناسین جمع انسان کسرحان وسراحین ابدلت النون فیہ **تفسیر** یا، وادغمت وقیل جمع انسی علی القیاس صرفناہ الضمیر للماء۔

انکے شبہات ذکر کر اور اس کجروی کا نتیجہ امم گذشتہ کی حالات میں بیان فرما کر اب یہ چند دلائل توحید اور کمال قدرت پر بیان فرماتا ہے فقال الم تر الی ربک کیف مد الظل الخ یہ (۱) دلیل ہے کہ اپنے خدا کی قدرت دیکھو کہ اسنے اول عالم حسی میں نورانی اجسام پیدا کئے چاند سورج ستارے آگ وغیرہ جنکی روشنی دوسری اشیاء مظلمہ پر پڑکر انکو بھی روشن کر دیتی ہے یہ ایک بات ہوئی جسمیں قدرت کا کامل نمونہ ہے کس لئے کہ اگر صانع عالم کوئی قادر مختار نہیں اور طبائع یا مادہ ہی سب کچھ کرتا ہے تو پہر یہ ترجیح بلا مرجح کیسی کہ بعض اجسام منور اور منور بھی ایسے کہ جنکے نور کا انعکاس اور اجسام پر پڑتا ہے اور یہ انکا ظل ہے اور بعض غیر منور ہیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کفار مکہ دیگر حساد و بدبختوں پر آنحضرت صلعم کی نبوت پر کلام کرتے ہیں کہ ان کیا خصوصیت تھی جو انکو نبی بنایا گیا اور پہر باغ یا دولت ثروت یا ملائکہ ساتھ نہیں کی ظاہری خصوصیت بھی نہیں جو کہانی گئی انکا یہ اعتراض بیجا ہے جب اجسام میں اسنے ایسی ایسی خصوصیات منیرہ پیدا کر دی ہیں تو بعض نفوس میں بھی نورانی و ظلمانی خصوصیات پیدا کر دیں تو کون مانع ہے اور کون عیب چھپنے والا ہے پہر اس ظل کو بھی ایک حالت پر نہیں رہنے دیا کما قال ولو شاء لجعلہ ساکنا بلکہ اول مد الظل اسکو پھیلاتا دراز کرتا ہے یہ دوسری بات ہوئی ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا اگرچہ اور چیزیں بھی ہیں کہ جن کے اور ظل ہیں کیونکہ اس عالم میں اور بھی نورانی نیرات و جواہر ہیں مگر آفتاب سب کم ہیں یہ کہ بڑے بڑے گہر کا نمونہ آفتاب ہے اس کے ظل میں یہ بات سب سے زیادہ نمایاں ہے یہ تیسری بات ہوئی یہ بھی اسکی قدرت کمال کا پورا نمونہ اور بڑی علامت ہے ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا پہر اسکے بعد جہانتک اسکا بسط مقدر کر رکہا تہا اس ظل کو ہم تہوڑا تہوڑا کرکے نیست و نابود بھی کر دیتے ہیں۔ یا اس کو اسکی حد مقرر تک جو انتہا کی حد ہے پہنچا دیتے ہیں جسطرح ہر شی کے وجود کا انبساط اسکی طرف سے ہوا اسیطرح انتہائی و زوال کی بھی وہی مرجع ہے اس بات کے بتلانے کیلئے قبضناہ الینا فرمایا یہ چوتہی بات بہی بڑی نشانی اسکے کمال قدرت کی ہے جو عالم کی حدوث اور زوال پر دال ہے اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تمام اشیاء کے وجود اور انکے حقائق یہ سب اسکے وجود حقیقی کے ظل یعنی پرتوے ہیں پہر ان کا دراز کرنا عالم عدم سے فضاء وجود خارجی میں لانا ہے سو یہ اُسی کا فعل ہے اگر وہ چاہتا تو ٹہرا دیتا فضاء وجود خارجی میں نہ آنے دیتا یا آنیکے بعد ترقی اور کمال تک نہ پہنچنے دیتا۔ اسباب پر ہمنے آفتاب عقل کو دلیل بنا دیا ہے وہی کہتی ہے کہ یہ اسکے اظلال ہیں۔ پہر ہر ایک کو رفتہ رفتہ فنا کرتے ہیں اور وہ در اصل معدوم محض نہیں ہوتے بلکہ سایہ کیطرح سمٹ کر ہمارے پاس آتے ہیں جسطرح کہ سایہ سمٹ کر جس کا سایہ ہوتا ہے اُسکے پاس آجاتا ہے لیکن اس مشاہدہ ذات میں دو مرتبہ ہیں عارفین مقام مشاہدہ نور عقل سے چلکر مشاہدہ صفت کیطرف آتے ہیں پہر وہاں سے مشاہدہ نور ذات کرتے ہیں یہ ایک مرتبہ ہے دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اول ہی مرتبہ میں مشاہدہ نور ذات کا حاصل ہو پہر اسکے بعد صفات کا پہر فعل کا مشاہدہ امت کے نفع کیلئے کیا جاوے سو یہ مرتبہ خاص خاتم النبیین کا ہے اسلئے حضرت کو الم تر الی ربک میں مشاہدہ ذات کیطرف پہر کیف مد الظل سے مشاہدہ افعال کیطرف متوجہ کرتا ہے وہو الذی جعل لکم اللیل (۲) خدا نے تمہاری راحت کیلئے رات اور کام کاج کیلئے دن بنایا والسبات الراحۃ ومنہ یوم السبت ای یوم الراحۃ لفراغہ فیہ من الاشغال صاحب کشاف کہتے ہیں السبات الموت والمسبوت المیت۔ رات آتی ہے تو گویا قیامت آگئی سب سو جاتے ہیں گویا مر جاتے ہیں کوچہ و بازار میں سناٹا ہوتا ہے پہر صبح ہوتی ہے تو گویا حشر کا دن برپا ہو جاتا ہے بستروں سے کیا اٹھتے ہیں گویا قبروں سے اٹھتے ہیں اسلئے جعل النہار نشورا فرمایا (۳) وہو الذی ارسل الریاح بشرا جمع بشیر۔ رحمت سے مراد بارش یعنی اللہ وہ قدیر و مدبر ہے کہ بارش آنیسے پہلے ایک ایسی ہوا چلاتا ہے جو بارش کی خوشخبری دیا کرتی ہے وہ بادلوں کے اٹہنے کا سبب ہوتی ہے پہر بادلوں سے پاک و ستہرا پانی ہم اتارتے ہیں جس سے خشک زمین کو جو بمنزلہ مردہ کے ہوتی ہے شادابی سے حیات بخشتے ہیں اور اس پانی کو چارپائے اور انسان پیتے ہیں یہ بھی ہمارا ہی فعل ہے ورنہ یہ باتیں از خود تو ہو نہیں سکتیں اور کوئی کر نہیں سکتا ولقد صرفناہ بینہم پہر اس پانی کو تم میں تقسیم کر دیتے ہیں ایک کے قبضے میں نہیں رکہتے تاکہ تم سمجھو لیکن اکثر لوگ ناشکری کئے بغیر نہیں رہتے ولو شئنا الخ یعنی جس طرح ہم نے باران رحمت کو عام کر دیا ہر جگہ برساتے ہیں اسی طرح نبوت کو بھی جو بارش روحانی ہے عام کر سکتے تہے ہمارے ہاں کچھ بات نہ تہی۔ ہر گاؤں میں رسول بھیج دیتے جیسا کہ منکرین نبوت اسکی استدعا کرتے ہیں مگر حکمت الٰہی کے خلاف تہا۔ انتظام عالم میں خلل آجاتا پس اے نبی ان کے کہنے پر التفات نہ کر وجاہدہم بہ جہادا کبیرا جہانتک ہو سکے ان کے سمجھانے میں کوشش کرو

ف
یہ بھی مراد ہو سکتا ہے
کہ ظل سے مراد سایۂ
(ای) بود کسی قوم
اور کسی شخص کیلئے
حد لیکر دراز کیا
جاتا ہے گرتا [illegible]
[illegible]
رکہتا ہے پہر ڈہلنے
لگتا ہے اور آفتاب
اقبال و عزت اسکی
دلیل ہوتا ہے انسان
کی عمر بھی ایک سایہ
ہے باوجود درازی
کے کس طرح سے ڈہلتی
ہے اور یہ بیخبر غافل
ہے ۱۲ منہ

وَهُوَ الَّذِی مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ

اور اُسی نے دو دریاؤں کو باہم ملا دیا یہ تو میٹھا خوشگوار اور یہ کھاری کڑوا ہے اور ان دونوں میں ایک ایسا پردہ رکھدیا جو ملتا نہیں اور اسی نے انسان کو

مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ○ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ

پانی سے پیدا کیا پھر اسکے لئے رشتہ نسب ودامادی قایم کیا اور آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ان معبودوں کو پوجتے ہیں کہ جو انکو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ضرر اور کافر

عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ○ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ○

تو اپنے رب کا مخالف بنا ہوا ہے اور اے نبی تمکو تو ہمنے محض خوشخبری اور ڈر سنانے کو بھیجا ہے اسلئے کہدو میں اسپر تم سے کوئی اُجرت تو نہیں مانگتا مگر یہی کہ جو چاہے اپنے رب کیطرف کا رستہ اختیار کرلے

وَتَوَكَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِی لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰی بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا ○ اَلَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِی

اور اے نبی تم اپنے اُس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو کہ جسکو کبھی موت نہیں اور ستایش کیساتھ تسبیح کرتے رہو اور اسکا اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہونا بس کرتا ہے وہی تو ہے کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھہ ان میں ہے سبکو چھہ دن میں بنا دیا

سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا ○ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ○

پھر تخت حکومت پر قایم ہوا وہ رحمٰن پس اسکی شان تو کسی خبردار سے پوچھہ اور جب اونسے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کیا ہے رحمٰن۔ کیا تو جسے کہیگا اسکو ہم سجدہ کرینگے اور یہ نام تو انکو اور بھی بدکاتا ہے

بینہما ظرف لجعل علی ربہ متعلق ہے ظہیر سے اور ظہیر خبر کان۔ الا من شاء استثناء من غیر الجنس الرحمٰن مبتدا فسئل بہ خبر۔

تفسیر

وہو الذی مرج البحرین الخ یہ (۴) یہ دلیل ہے کہ اُسنے دو قسم کے دریا رواں کئے۔ یا یوں کہو دو دریا کو باہم ملایا ایک ان میں سے نہایت شیریں خوشگوار اور دوسرا کھاری تلخ اور باہم ملنے نہیں پاتے ان میں قدرتی حد فاصل رکھی ہوئی ہے۔ زمین کے دریا رواں جب سمندر میں گرتے ہیں اور یہ دریا شیریں ہوتے ہیں تو دور تک دونوں کی دو دو دہاریں نظر آتی ہیں باہم اختلاط پر امتیاز معلوم ہوتا ہی ہیں سمندر کی دہار کھاری اور زمین کے دریا رواں کی دہار شیریں ہوتی ہے سمندر میں پڑنیسے دونوں سمندر ہوگئے اور سمندر کو عربی میں بحر کہتے ہیں۔ اصل المرج الارسال والخلط ومنہ قولہ تعالیٰ فہم فی امر مریج ان دونوں دریاؤں سے اسطرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ انسان مجمع البحرین ہے اسکے اندر دو دریا آملے ہیں ایک قوائے ملکوتیہ کا دریا جو درحقیقت نہایت شیریں اور خوشگوار اور دوسرا قوی حیوانیہ کا دریا جو تلخ ہے اور ان دونوں کے درمیان حد فاصل عقل کامل ہے (۵) وہو الذی خلق من الماء بشرا کہ اسنے ایک پانی سے یعنی منی سے بشر پیدا کر دیا وہی مرد کی ایک منی ہے کہ اُسی سے مرد پیدا کرتا ہے اور اُسی سے عورتیں اور رب قادر ہے

فنسبا اے ذوی نسب المراد الذکور نسب الیہم فیقال فلان بن فلان وفلانۃ بنت فلان وذوات صہر ای اناثا یصاہر بہن۔ یا یوں کہو انسان کو بنا کر اسکی قرابت ومودت کے دو طریقے رکھے۔ ایک نسب دوسرا صہر یعنی دامادی فجعلہ ای فجعل لہ انسابا وصہرا۔ ویعبدون من دون اللہ الخ دلائل توحید کے بعد کفار کے اس طریقہ کی مذمت کرتا ہے جو بت پرستی کیلئے ان میں جاری تھا کہ ایسی ایسی چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جو انکو نہ کچھہ نفع دے سکتی ہیں نہ ضرر۔ کافر جس سے مراد اکثر کے نزدیک ابو جہل ہے اپنے رب سے پیٹہہ پھیرے ہوئے ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے۔ ابو مسلم کہتے ہیں ظہیر اسکو کہتے ہیں ایکی اس قول سے ماخوذ ہے ظہرت فلان بحاجتی اذا نبذتہا وراء ظہرہ ومنہ قولہ تعالیٰ واتخذتموہ وراءکم ظہریا یعنی اسکی معنی پیٹہہ پیچھے ڈالنے والے اور پیٹہہ پھیرنے کے ہیں۔ گو ظہیر معنی معاون بھی ہو سکتا ہے جسکے یہ معنی ہونگے کہ کافر اپنے اُس رب کا جسکو وہ خدا کے سوا پوجتا ہے مددگار ہے خود اسکو گھڑکر بناتا ہے یا خیالات سے بناتا ہے ایسا خدا ہی کوئی خدا ہے جسکا مددگار اسکا عابد ہو پھر فرماتا ہے وما ارسلناک الخ یعنی اپنی اگر یہ ہدایت پر نہ آویں تو آپکا کچھہ بھی ذمہ نہیں کیونکہ آپ کا کام خوشخبری اور خوف دلانا ہے سو آپ کر چکے پھر فرماتا ہے کہ ان حمقا سے کہدو کہ میں تم سے اسبات میں کچھہ مانگتا تو نہیں یہی چاہتا ہوں کہ تمکو راہ راست نصیب ہو یعنی بے غرض خیر خواہ ہوں پھر ایسے شخص سے سرتابی کرنا کس عقل کا مقتضے ہے؟ اسلئے آپکو تسلی دیتا ہے کہ آپ خدا حی لایزال پر توکل کریں اور اسکی ثنا وصفت کیا کریں وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے واقف ہے آپ سمجھہ لیگا وہ کہ جسنے چھہ دن میں آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی سب چیزوں کو بنا دیا پھر تخت حکومت پر قائم ہوا یعنی مخلوقات کو پیدا کرکے انپر حکمرانی شروع کی اور وہ کون ہے؟ رحمان۔ خبیر یعنی بڑے خبردار سے پوچھو یا یوں کہو رحمٰن خبردار ہے اس سے پوچھو ان جملوں میں خدا تعالیٰ کی صفات اسطرح پر ثابت کی کہ جس سے ضمناً انکی بتوں کی خدائی بھی باطل ہوگئی کہ نہ وہ حی ہیں نہ موت سے بری ہیں نہ وہ بندوں کے گناہوں سے واقف ہیں نہ انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے اور چھہ دن سے یہ بھی بتلا دیا کہ آپ جلدی نہ کریں خدا نے باوجود قدرت کے چھہ دن میں مخلوق پیدا کی آپکا دین بھی بتدریج جاری ہوگا۔ واذا قیل لہم یعنی آپ سے کیا برگشتہ ہیں وہ رحمان سے بھی برگشتہ ہیں جو سجدہ نہیں کرتے

ع ۸ [illegible]

ع ۵ ۱۶ ۳ عند المتقدمین ۱۲ السجدۃ [illegible]

تبٰرک الذی جعل فی السمآء بروجا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا ○ وہو الذی جعل الیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان

وہ بڑا بابرکت ہے کہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اونمیں چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند بنایا۔ اور وہ ہی تو ہے کہ جس نے رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات لگادی۔ جو سمجھنا چاہے

یذکر او اراد شکورا ○ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا واذا خاطبہم الجہلون قالوا سلما ○ والذین یبیتون لربہم

یا شکر کرنا چاہے تو انکے لئے مقام غور ہے اور رحمان کے بندے تو وہی ہیں جو زمین پر جھک کر چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل مٹ بھیڑ ہو جاتی ہیں تو کہتے ہیں سلام اور وہ جو اپنے رب کے آگے سجدہ

سجدا وقیاما ○ والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا کان غراما ○ انہا سآءت مستقرا ومقاما ○ والذین

اور قیام میں رات گزارتے ہیں اور وہ دعا کرتے رہتے ہیں اے رب ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب بڑی سخت آفت ہے وہ تو بہت ہی برا ٹھکانا اور بہت برا مقام ہے اور وہ جو

اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما ○ والذین لا یدعون مع اللہ الہا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم

جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگدلی اور انکا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں کہ جس کو

اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ○ یضعف لہ العذاب یوم القیمۃ ویخلد فیہ مہانا ○ الا من تاب

اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق سے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرتا ہی ہے تو سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اُسکے لئے قیامت میں دوچند عذاب ہوگا اور اُسمیں وہ سدا خوار ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے

وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنت وکان اللہ غفورا رحیما ○ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ

اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے سو اللہ اُنکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا کرتا ہے اور اللہ غفور الرحیم ہے اور جسنے توبہ کرلی اور نیک کام ہی کرنے لگا تو وہ (درحقیقت) اللہ کیطرف

متابا ○ والذین لا یشہدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما ○ والذین اذا ذکروا بایت ربہم لم یخروا علیہا صما و

گناہ سے رجوع کرتا ہے۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اور وہ جو کبھی بیہودہ جگہہ پر گزر ہو جائے تو مونہہ پھیر کر گزر جائیں۔ اور وہ جب انکو اُنکے رب کی آیات سے سمجھایا جاتا ہے تو اُن پر بہرے

عمیانا ○ والذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ○ اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا

اندھے بنکر نہیں گر پڑتے۔ اور وہ جو دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو ہماری بیویوں اور اولاد کیطرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکو اُنکے صبر کے بدلے میں جنت کے بالاخانے دیے جاوینگے

ویلقون فیہا تحیۃ وسلما ○ خلدین فیہا حسنت مستقرا ومقاما ○ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما ع

اور انکا وہاں دعا و سلام کیساتھ استقبال کیا جاویگا وہ وہاں صدا رہا کرینگے جنت میں جو بہت عمدہ ٹھہرنے کی جگہہ اور خوب ہی مقام ہے (اے نبی) کہدے میرے رب کو تمہاری کچھ بھی پروا نہیں اگر تم اسکو نہ پکارو البتہ تم جھٹلا تو چکے ہو پھر دیکھنا یہی سزا ہوتی ہے

ن

ع ۶ ۱۴ ۴

الربع

تبارک الذی الخ یہ جواب ہے انکے اس قول کا وما الرحمان کہ کیا ہے رحمٰن فرماتا ہے رحمٰن وہ بابرکت ہے کہ جسنے آسمان میں برج بنائے اور ان میں سراج یعنی آفتاب بنایا ہے جو تمام دنیا کا چراغ ہے اگر یہ نہ ہوتا تو اندھیرا ہو جاتا اور رات کیلئے بھی اسنے چاند چمکتا بنایا ہے مطلب یہ کہ رحمٰن وہی ہے کہ جسنے دنیا کا گھر بنایا اور اس گھر میں آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں روشن کیں اور اس گھر میں تمہارے لئے ہر ایک قسم کا سامان معیشت بہم پہونچایا پھر کہتے ہو کہ رحمان کون ہے اور اُسکے سجدہ کرنے سے نفرت کرتے ہو؟ اور یہ بس نہ کیا بلکہ اسنے رات دن بنائے جو ایک کے بعد دوسرا آتا ہے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات۔ یا یوں کہو ایک دوسرے کے مخالف ہے یہ مجاہد و قتادہ و کسائی کا قول ہے یقال لکل شیء اختلفا ہما خلفان فقولہ خلفۃ ای مختلفین ہذا اسود وہذا ابیض وہذا طویل وہذا قصیر اگر ہمیشہ رات یا دن رہتا تو نظام عالم نہ رہتا۔ فرماتا ہے یہ شکر کرنیوالوں اور سمجھنے والوں کیلئے ہے جعل فی السماء بروجا آسمان میں تاروں کے اجتماع سے مختلف صورتیں پیدا ہو گئیں کہیں شیر کی کہیں ترازو کی کہیں بچھو کی کہیں بیل کی کہیں مچھلی کی وغیرہ اور آسمان کو حکماء نے بارہ حصوں میں خیالی طور پر اسطرح سے تقسیم کیا ہے کہ جسطرح خربوزہ کی قاشیں اور ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا ہے اور جس برج میں صور کواکب میں سے جو کسی صورت کی شکل آگئی ہے اسکو اُسی کے نام سے نامزد کر دیا ہے جسمیں شیر کی صورت تھی اسکو برج اسد کہتے ہیں جسمیں مچھلی کی اسکو برج حوت علیٰ ہذا القیاس اور یہ اصطلاح عرب میں ہمیشہ سے مسلم چلی آتی تھی وعباد الرحمان الخ یہاں سے ان بندوں کی تعریف کرتا ہے کہ تم رحمان کو کیا جانتے ہو تم تو شیطان کے بندے ہو دیکھو رحمان کے بندے یہ لوگ ہیں جنمیں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں یہاں سے پھر احکام اور قوت عملیہ کی تکمیل کا مسئلہ اسی خوبی اور مناسبت سے شروع کرتا ہے۔

عباد الرحمن کے چند اوصاف حمیدہ ذکر کرتا ہو جسسے غرض عام لوگون کو بہی ان اوصاف کو حاصل کرنیکی ترغیب دلانی مقصود ہو کہ خالی باتین بنانیسے رحمان کا بندہ خالص نہین بنتا جبتک کہ ان باتون کو اپنے مین پیدا نکرے اور یون تو رحمان کے سبہی بندے ہین مگر مراد خاص اور اچھے اور مقبول بندے ہین صفت اول (۱) الذین یمشون الخ کہ جو زمین پر اکڑتے اور اتراتے ہوئے نہین چلتے بلکہ تواضع اور فروتنی سے (۲) واذا خاطبہم الجاہلون جب جاہلون سے ہمکلامی کا اتفاق پڑتا ہو تو سلام کہتے ہین یعنی تسلیم اختیار کرتے ہین - یا یہ کہ سلامتی اور سکوت طلب کرتے ہین جیسا کہ کہتے ہین معاف کیجئے آپسے الجھتے جھگڑتے نہین کسلئے کہ سفہا کی باتون سے درگذر کرنا اور مقابلہ نکرنا عقلاً و شرعاً بہتر ہے اور اس مین سلامتی اور حفظ آبرو بہی ہو - یا یہ کہ سلام تودیع کہتے ہین یعنی سلام کرکے رخصت اور الگ ہو جاتے ہین سب کا مطلب یہ ہو کہ جہل و فساد کے مقابلہ مین حلم اختیار کرتے ہین (۳) یہ کہ یہ تو ان کا دن کا اور باہمی تمدن کا برتاؤ تہا اب اسی معاملہ و شب کی کیفیت یہ ہو یبیتون لربہم الخ کہ تمام رات یا اس کا بڑا حصہ خدا کی یاد مین صرف کرتے ہین نماز پڑھتے ہین جسمین سجدہ و قیام بہی ہو حسن کہتے ہین اللہ کے سامنے کہڑے رہتے ہین اور نیاز کے ساتھ اسکے آگے سر رکہدیتے ہین آنکہون سے آنسو جاری ہوتے ہین یہ نماز تہجد کیطرف اشارہ ہو جو اسلام کا شیوہ خاص ہے (۴) والذین یقولون ربنا اصرف الخ یعنی اس عبادت پر ان کو غرور نہین بلکہ عذاب جہنم سے ڈرتے اور یہ دعا کرتے رہتے ہین کہ ای ہمارے رب ہم سے عذاب جہنم کو دور رکھیو کیونکہ وہ دردناک عذاب ہے اور جہنم بری جگہ ہو (۵) والذین اذا انفقوا الخ کہ خرچ کرنے مین درمیانہ روی کرتے ہین نہ اسراف ہو نہ اقتار کہانے پینے لباس مکان سب مین درمیانہ روی مستحسن ہے بعض کہتے ہین گناہ کے کام مین صرف کرنا اسراف ہو اور حق اللہ مین دست کشی کرنا اقتار یعنی تنگدلی ہو (۶) والذین لا یدعون الخ کہ وہ ہر حال مین شرک سے بچتے ہین خدا کا کسی کو شریک نہین سمجھتے اور کبہی ناحق قتل بہی نہین کرتے جن مواقع مین قتل کی رخصت ہے جیسا کہ خون کے بدلہ مین خونی کا خون کرنا یا عین جنگ مین دشمن کا قتل کرنا وہان تو وہ ہاتھ نہین روکتے باقی دیگر مواضع مین جن کا خدا نے حکم نہین دیا اور جان کا مارنا حرام کیا ہو وہان ہاتھ روکتے ہین نہین کہ آپسکی خانہ جنگیون مین یا راہزنی اور چوری وغیرہ امور مین مار ڈالتے ہون - رحم اور عدل دونون کی رعایت رکہتے ہین اور نہ وہ زنا کرتے ہین پہر فرماتا ہو ومن یفعل ذالک یلق اثاما کہ جو ایسے کام کریگا وہ اسکا بدلہ بہی پاویگا ان الاثام و الاثم واحد و المراد ہہنا جزاء الاثام - یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ان کو قیامت مین دوچند عذاب دیا جاویگا ایک شرک کا دوسرا ان گناہون کا ویخلد فیہ مہانا اور اس عذاب مین ہمیشہ خوار و ذلیل ہو کر رہیگا -

بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہو کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کونسا گناہ بڑا ہو فرمایا کہ تو کسیکو اللہ کا شریک بناوے حالانکہ اسنے تجہے پیدا کیا مین نے کہا پہر کونسا ہو؟ فرمایا پہر یہ کہ تو اپنے لڑکے کو اس خوف سے مار ڈالے کہ یہ بہی اس کیساتھ کہلانا پڑیگا (عرب مین ایسا ہی ہوتا تہا) پہر عرض کیا پہر کونسا فرمایا ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا اسکی تصدیق مین خدا تعالی نے یہ آیات نازل کین والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر الآیہ یعنی یہ آیات حدیث کی تائید کرتی ہین اور موقع تائید مین آیات کا پیش کرنا متقدمین مین نزول سے تعبیر ہوتا ہو بخاری وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہو کہ اس آیت کے بعد مشرکین نے کہا ہمنے تو اور معبودون کو بہی پوجا اور ناحق قتل بہی کیا اور حرامکاری بہی کی ہو پس ہمارے لئے مغفرت کا کیا طریق ہو؟ تب یہ آیت نازل ہوئی الا من تاب و آمن و عمل صالحا کہ جسنے توبہ کی اور ایمان لا کر عمل صالح کئے فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات اللہ اسکے گناہان سابقہ کو مٹا کر نیک کام اسکے نامہ اعمال مین لکہدیگا اور ممکن ہو کہ اپنے فضل سے انکی حقیقت بدل دے ؎ ہر کہ در سایۂ حمایت دوست گنہش طاعت است دشمن دوست (۷) والذین لا یشہدون الزور الخ زور کے معنی ہین جہوٹ گواہی یعنی جہوٹی گواہی کے پاس بہی نہین جاتے اور مواضع کذب بہی مراد ہوسکتے ہین اور ہر نازیبا مجلس بہی مراد ہو سکتی ہو جو خلاف شرع شریف ہو جیسا کہ ناچ رنگ کی مجلسین اور کہیل اور تماشون کے مجامع اسیطرح کفار و مشرکین و مبتدعین کے میلے اور تیوہار ان سب سے اجتناب کرنا عباد الرحمن کی شان ہے واذا مروا باللغو مروا کراما اور جو کہین ایسی بیہودہ مواقع کے پاس سے گذرنیکا اتفاق بہی ہو تو اعراض کرکے گذر جاتے ہین منہ ڈہانک کر آنکہہ بند کرکے گذرنا انکی طرف متوجہ نہو بزرگانہ گذرنا ہو (۸) والذین اذا ذکروا الخ کہ جب انکو آیات الہی سنائی جاتی ہین تو ان پر اندہے بہرے ہوکر نہین گر پڑتے جیسا کہ منافقین دکہانیکے لئے ایسا کرتے ہین - بلکہ بصیرت اور سمجہنے اور سننے کیساتھ ان پر گر پڑتے ہین ان سے اعراض نہین کرتے (۹) والذین یقولون الخ کہ اپنی اولاد اور ازواج کیلئے بہی دعا کیا کرتے ہین کہ ان کو صلاح و دینداری مین ایسا کر کہ ان سے ہماری آنکہین ٹہنڈی ہون اور اپنے خاندان اور کنبے کے ہم بزرگ رہبر بنجاوین - یہ بڑی نعمت ہو کہ انسان کے زن و فرزند اسکے موافق ہون اور دین مین معین یا یہ معنی کہ مرکر بہی ہم ملین اور ہماری آنکہین دار آخرت مین ان سے ٹہنڈی ہون - اب عباد الرحمن کی جزا فرماتا ہو اولئک یجزون الغرفۃ کہ یہ لوگ جنت مین بلند محلون کی کہڑکیون مین ٹہیرینگے اور ہمیشہ اسمین رہا کرینگے قل ما یعبؤ بکم ربی وہ جو رحمان کے سجدہ کرنیسے نفرت کرتے ہین ان سے خطاب کیا جاتا ہو کہ کہدو میرے رب کو بہی تمہاری کچھ پروا نہین جو تم اس کو نہین پکارتے تم تو جہٹلا چکے عنقریب تمپر عذاب آتا ہو

سورۂ شعراء مکیہ ہے اسکی دو سو ستائیس آیات اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

یہ ہیں آیتیں روشن کتاب کی۔ شاید آپ ہی آپ اپنی جان کو گھونٹ کر ماردیں گے اسپر کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے اون پر ایک ایسی نشانی نازل کردیں کہ

الربع اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ

اُس کے آگے اُن کی گردنیں جھک جاویں۔ اور اُن کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی نئی بات نصیحت کی پہونچتی ہے تو وہ اوس سے مونھہ ہی موڑ لیتے ہیں۔ پس وہ تو جھٹلا چکے اب اُن کو اُنکی حقیقت

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا

معلوم ہوجاوی گی کہ جس سے وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ بھلا کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ اس میں کس قدر ہم نے قسم قسم کی عمدہ چیزیں اُگائی ہیں۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے

ع ۹ / ۵ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع

اور ان میں سے بہت تو ماننے ہی نہیں۔ اور البتہ آپ کا رب وہی زبردست رحم کرنیوالا ہے۔ (جو انکے کفر پر جلد سزا نہیں دیتا)

ان لایکونوا مفعول لہ ای لئلا خاضعین والقیاس خاضعات انما جاء جمع المذکر لان المراد اصحاب الاعناق ولیس المراد الرقاب کم انبتنا فی موضع نصب بانبتنا من ذکر ای قرآن من الرحمان صفۃ ذکر محدث صفۃ اخری۔

یہ سورہ بھی مکہ میں اُسی وقت نازل ہوئی ہے جبکہ کافروں کا حضرتؐ پر اور مسلمانوں پر ہر (تفسیر) طرح سے سخت ہجوم تھا اور اسلام کی روح افزا باتیں اُنکو عجیب و غریب معلوم ہوتی تھیں حضرت کی نبوت پر وہ طرح طرح سے لغو شبہات وارد کیا کرتے تھے اور جب جواب سے عاجز آجاتے تھے تو اپنی خواہش کے موافق ہر شخص ایک عجیب و غریب معجزہ کا طالب ہوتا تھا کوئی کہتا تھا اس پہاڑ کو یہاں سے ہٹا دو تو جانوں کوئی کہتا تھا کہ اس خشک اور پہاڑی جگہ میں نہر جاری کردو تو مانوں علیٰ ہذا القیاس حضرت کو دل میں قوم کی خراب حالت کی اصلاح کا جوش تھا اور دردمندی حد سے بڑھی ہوئی تھی کہ نہ ماننے اور کج بحثیاں کرنے سے نہایت رنج ہوتا تھا اس لیے اس سورہ میں آپکو تسلی دی گئی کہ اگر یہ ایمان نہ لائینگے تو کیا آپ غم میں گھٹکر اپنے آپ کو ہلاک کرینگے۔ اور پھر اسکے بعد چند انبیاء اولو العزم اور انکی سرکش اُمتوں کا تذکرہ کرکے یہ بتلا دیا کہ پہلے لوگ بھی اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ اور چونکہ عرب میں شاعری کا بڑا زور شور تھا اور عاجز ہو کر قرآن کو شعر کہا کرتے تھے اسلئے اخیر سورہ میں شعراء کی حقیقت بھی بیان کردی کہ وہ واہی تباہی باتیں اشعار میں جمع کیا کرتے ہیں ہر وادی سخن میں حیران و پریشان پھرا کرتے ہیں برخلاف قرآن مجید کے کہ جسمیں سراسر راستی اور مکارم اخلاق اور توحید وغیرہ کے مضامین عالیہ ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورہ کا نام سورۂ شعراء ہوا۔ اور نیز انکو روحانی بلاغت کا اسمیں ایک جداگانہ لطف دکھا کر انکو کوڑا سا مار دیا۔ سورہ فرقان کے اخیر میں جملہ تھا کہ تم جھٹلا چکے اب دیکھو کیسی سزا ملتی ہے ہر چند اُنکی تکذیب کے مقابلہ میں بہت سے مواقع پر شہادتیں پیش کیگئی تھیں کہ انمیں غور کرنیکے بعد عاقل کو تکذیب کی گنجائش نہیں رہتی مگر اسکے بعد دلائل اثبات نبوت بیان کرنا اور ساتھ ہی گزشتہ انبیاء اور اُنکی نافرمان اور سرکش قوموں کے واقعات بیان کرنا اتمام حجت اور اپنے محبوب رسول کے دل کی تشفی اور دفع ملال مقصود تھا جو آپ کو اس بدنصیب قوم کی بے نصیبی اور آنیوالی مصیبت سے تھا اسلئے سورہ فرقان کے بعد اس سورہ کا آنا مناسب ہوا طسم الم کی تفسیر میں حروف مقطعات کی بابت ہم بہت کچھ لکھ آئے ہیں۔ یہاں طا سے مراد طرب اور سین سے سرور دائمی اور میم سے محمد ہیں یعنی محمدؐ کو طرب و سرور ابدی مبارک ہو یہ غم چند روزہ ہے واللہ اعلم تلک آیات الکتاب المبین یہ آیتیں جو اے لوگو تمکو سنائی جاتی ہیں۔ روشن اور کھلی ہوئی کتاب یعنی قرآن کی ہیں جنمیں عقل سلیم کو کچھ بھی تردد نہیں ہاں جو کور ازلی اور بدنصیب اصلی ہیں اُنکو اسپر طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں یہ مضمون الہامی انکے دلمیں نہیں اُترتا اسلئے وہ ایمان نہیں لاتے پھر جب وہ ایسے کور باطن ہیں تو اے نبی آپکو ان کے ایمان نہ لانے سے کچھ رنج نہ کرنا چاہیے پھر آپ کیوں جی میں گھٹتے ہیں لعلک باخع نفسک الخ اب رہا انکا یہ عذر کہ ہمارے سوال کے مطابق حضرت کیوں کوئی نشانی نہیں دکھاتے سو یہ بھی غلط ہے انکو اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا ورنہ ہم قادر ہیں ان نشاء ننزل علیہم من السماء آیۃ الخ کہ آسمان سے انپر کوئی ایسی نشانی اُتاریں جس کے آگے انکی گردنیں جھک جاویں مگر انکا تو یہ حال ہے کہ وما یاتیہم من ذکر من الرحمان الخ کہ جب کوئی نئی بات نصیحت کی انکے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے تو اُس سے انکار ہی کرتے ہیں فقد کذبوا الخ یہ جھٹلا چکے نہ مانے ہیں نہ مانینگے اب عنقریب اسکی حقیقت انکو معلوم ہوجاویگی۔ اور نشانی دیکھتے ہیں تو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں زمین کی جڑی بوٹیوں کو دیکھیں کہ کس صناع نے کس حکمت سے پیدا کیں ہیں؟ اس جڑی بوٹیوں کے اُگانے میں چند نمونہ قدرت ہیں اول یہ کہ جسطرح ہر سال جڑی بوٹیاں برسات میں پیدا ہو جاتی ہیں اور موسم خزاں میں انکا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا دوسرے سال پھر وہی اسطور سے برآمد ہوتی ہیں اس میں حشر اور قیامت اور انسانی ابتدا کا پورا نمونہ ہے دوئم جب عالم حسی میں اسکا ایک بار نہیں بلکہ بار بار یہ فضل ہے کہ وہ آسمانی پانی سے حیوانات بالخصوص انسان

وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۙ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ؕ وَیَضِیْقُ

اور جبکہ آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ توظالم قوم پاس جا۔ فرعون کی قوم پاس۔ کیاوہ ڈرتے نہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلادیں اور میرا دم

صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ○ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ○ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ

رک جاوے اور میری زبان نہ چلے پس ہاروں کو پیغام دے۔ اور مجھپر ان کا ایک گناہ بھی ہے سو مجھے ڈر ہے کہ مار نہ ڈالیں فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ پس تم دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ ہم تمہارے ساتھ

مُّسْتَمِعُوْنَ ○ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ

سننے والے ہیں۔ پس تم دونوں فرعون کے پاس جاکر کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ فرعون نے کہا کیا تجکو ہمنے اپنے گھر میں بچہ کرکے نہیں پالا

لَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۙ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ○ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ○ فَفَرَرْتُ

اور تو اپنی عمر میں ہمارے ہاں برسوں نہیں رہا ہے۔ اور تو نے ایک حرکت بھی کی تھی جو کی تھی اور تو بڑا ہی ناشکر ہے۔ موسیٰ نے کہا جبکہ میں نے وہ کام کیا تھا تو میں بے خبر تھا۔ پس میں تم سے

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ

تمہارے ڈر کے مارے بھاگ نکلا تب مجکو میرے رب نے دانائی عطا کی اور مجکو رسول بنایا۔ اور کیا یہی کوئی احسان ہے کہ جسکو تو مجھپر جتلاتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ○ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ○ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

رب العالمین کیا چیز ہے موسیٰ نے کہا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی سب چیزوں کا رب ہے۔ اگر تم کو یقین آوے۔ فرعون نے ان درباریوں سے جو اسکے ارد گرد تھے کہا کہ تم موسیٰ کی باتیں سنتے ہو

اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ○ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ○ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

موسیٰ نے کہا وہ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا بھی رب ہے۔ فرعون نے کہا بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔ موسیٰ نے کہا مشرق و مغرب کا رب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو۔

قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ○ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ○ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ

فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور کوئی معبود قرار دیا تو تجھے قیدیوں میں تو ڈالدونگا۔ موسیٰ نے کہا اور جو تیرے پاس کوئی کھلی ہوئی بات ہی لایا ہوں۔ (تو بھی) فرعون نے کہا اسکو لا اگر تو سچا ہے۔ پس موسیٰ نے اپنا

فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ۚۖ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ○ ع ۲ ۴ ۱

عصا ڈالدیا تو وہ فوراً ایک بڑا اژدہا بنکر ظاہر ہوگیا اور اپنا ہاتھ نکالا تو فوراً وہ ناظرین کو چمکتا ہوا دکھائی دیا

کے لئے کیا کیا مفید چیزیں پیدا کرتا ہے تو پھر وہ رحیم و کریم اسکی دوسری حیات کیلئے بر رحمت یعنی نبوت کے فیض سے کیوں محروم کرتا مگر اکثر جاہل ان باتوں پر ایمان نہیں لانیوالے

واذ نادی ربک موسیٰ الخ اب یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ عبرت انگیز **تفسیر** شروع ہوتے ہیں یہ (۱) قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جسمیں انکا فرعون کے پاس جانا اور خدا کا پیغام پہنچانا اور طرح طرح کے معجزات دکھانا اور اسکا نہ ماننا اور انجام کار دریا قلزم میں مع لشکر غرق ہونا مذکور ہے ۔

ولا ینطلق لسانی فرعون کے گھر جب موسیٰ تھے اور انکے فرزندوں کیطرح پرورش پاتے تھے ایکبار فرعون کی ڈاڑھی پکڑلی جسپر خفا ہو کر اس نے قتل کا حکم دیا اسکی بیوی نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اسکے نزدیک آگ اور جواہرات برابر ہیں دونوں لاکر سامنے رکھے گئے تو آگ موتھ میں ڈال لی تھی جب سے لکنت زبان پر تھی۔ بعض کہتے ہیں یوں ہی قدرتی طور پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں جلہ سی لکنت ثابت کرنا بیفائدہ ہی کس لئے کہ مراد یہی کہ میں گویا نہیں ہوں مزاج میں غصہ زیادہ تھا عذر کردیا کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے میرا سینہ تنگ ہوگا زبان نہ چلیگی ولھم علی ذنب یہ گناہ قبطی کو مکا مار کر مار ڈالنا ہے۔ الم نربک فینا کیا تو ہم میں لڑکپن سے ایک عمر تک نہیں پلا رہا وفعلت فعلتک اور تو نے وہ کام کیا جو کیا یعنی قبطی کو جو ہماری قوم کا تھا مار ڈالا۔ یہ فرعون نے بطور طعن کے کہا تھا موسیٰ نے اقرار کرلیا کہ بیشک ایسا کام نادانستگی سی مجھ سے سرزد ہوگیا وانا من الضالین کے یہی معنی کہ مجھے طریقہ فہمایش اسوقت تک معلوم تھا نہ یہ کہ میں دراصل گمراہ بت پرست تھا موسیٰ نے فرعون سے کہا تھا انا رسول رب العالمین کہ ہم دونوں بھائی رب العالمین کے رسول ہیں مصر کے لوگ اور فرعون بھی بت پرست تھے ستاروں اور دیگر علویات کے بت بنا کر پوجا کرتے تھے اور نیز وہ بادشاہ ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو رب یعنی لوگوں کا پرورش کرنیوالا سمجھتا تھا جیسا کہ ہندو راجہ کو ان داتا یعنی رزق دہندہ کہا کرتے ہیں اس لفظ سے چونکا جیسا کہ مشرکین مکہ رحمان کے لفظ سے چونکے تھے اسلئے پوچھا ما رب العالمین کہ کیا ہے رب العالمین؟ موسیٰ نے کہا آسمانوں اور زمین اور انکے اندر جو کچھ ہے سبکا رب۔ فرعون نے تعجب سے درباریوں سے کہا سنتے ہو کیا کہتا ہے یعنی ایک شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کا رب ہو؟ وہ اللہ تعالیٰ کا

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ

اپنے درباریوں سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے تمکو اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکالدینا چاہتا ہے پہر تم کیا راے دیتے ہو؟ وہ بولے اس کو اور اس کے بہائی کو مہلت دیجے اور

فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ○ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ○ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

شہروں میں ہرکارے بھیجدیجئے۔ کہ آپ پاس بڑے بڑے ماہر جادوگروں کو حاضر کریں۔ پس سب جادوگر ایک دن معین پر جمع کئے گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو۔ شاید کہ ہم جادوگروں کے

السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ○ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

تبع ہوجاویں اگر وہی غالب رہے۔ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہا بہلا کچھہ ہمکو انعام بھی ہے اگر ہم ہی غالب آجاویں اُسنے کہا ہاں بیشک جب تو تم مقربوں میں داخل ہوجاؤگے

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ○ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ○ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ

اُنسے موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو۔ پھر انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈالدیں اور کہنے لگے فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب ہیں گے۔ پھر موسیٰ نے بھی اپنا

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ○ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ○ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ○ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ

عصیٰ ڈالدیا پہر تو وہ فوراً اُن کے ان شعبدوں کو جو بنا رہے تھے لقمہ کرنے لگا۔ پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لائے موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔ فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت

لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ

سے پہلے ہی ایمان لے آئے؟ بیشک یہ تمہارا اُستاد ہے کہ جسنے تمکو جادو سکہایا ہے سو تم ابھی معلوم کرلوگے کہ میں تمہارا ایک طرف کا ہاتھہ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹواے ڈالتا ہوں اور تم سب کو

ع ۱۸ ۳ اَجْمَعِيْنَ ○ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ○ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ○

سولی پر چڑہای دیتا ہوں۔ وہ بولے کچھہ مضائقہ نہیں ہمکو تو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہی۔ ہمکو اُمید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہوں کو معاف کردیگا اس سبب سے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے

منکر تھا موسیٰ نے کہا بلکہ تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بھی اسپر اسکو تاب نرہی کہدیا یہ دیوانہ ہے اسپر موسیٰ نے اور ترقی کی کہ مشرق اور مغرب کے لوگوں کا رب تمہارے باپ دادا کی کیا خصوصیت ہے اگر تمہیں عقل ہے سمجھو یعنی میں دیوانہ نہیں ہوں تم احمق ہو اسپر فرعون نے کہدیا کہ اگر تونے میرے سوا کسی اور کو رب بنایا تو مقرر تجھے قیدخانہ میں ڈالدونگا۔ فرعون کا قیدخانہ بھی معاذاللہ برا قیدخانہ تھا کسی تنگ کنوئیں میں قیدیوں کو ڈالدیا کرتے تھے اور اوپر سے منہ بند کردیتے تھے جیسا کہ ہندو راجاؤں کے عہد میں دستور تھا موسیٰ نے کہا اگر میں تجھے کوئی نشانی اپنی صداقت کی دکھاؤں تب بھی تو مجھے قید میں ڈالیگا اُس نے کہا وہ نشانی دکھا موسیٰ نے ہاتھ کو بغل میں سے نکالا تو آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نکلا۔ ید بیضا پھر عصی یعنی اپنی ہاتھ کی لکڑی کو ڈالا تو اسکے دربار میں سانپ بنکر لہرانے لگا فرعون اور درباری ڈر کے مارے بھاگ اُٹھے اُسکی خدائی کی قلعی تو وہیں کھلگئی موسیٰ نے اُسکو پکڑ لیا پھر وہی لکڑی ہوگئی۔ بدنصیب نے معجزہ دیکھکر ایمان تو نہ لایا یہ کہدیا کہ یہ بڑا جادوگر ہے اسکے زور سے تمہارا ملک لینا چاہتا ہے۔ فرعونیوں کے عہد میں جادو اور طلسم کا بڑا زور تھا چنانچہ اُس عہد کے یادگار مسلمانوں کے ابتدائی عہد تک موجود تھے جنکو اہل اسلام کے مورخین نے نقل کیا ہے دیکھو تاریخ مصر۔ درباریوں نے صلاح دی کہ آپ بھی اپنے ملک میں سے نامور جادوگر ایک روز معین میں جمع کرکے اسکو عاجز کردیجئے اور عید یا کوئی فرعونیوں کا میلہ ہوتا تھا جس میں سب لوگ شریک ہوتے تھے وہ روز قرار پایا تاکہ سب لوگ موسیٰ کا عجز ملاحظہ کریں چنانچہ اُس روز وہ سب جادوگر اور طلسم کار آئے اور ایک میدان میں فرعون اور اسکے امرا اور عام لوگ جمع ہوئے وہاں موسیٰ ہارون بھی تشریف لائے مقابلہ کی ٹھیری موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو یعنی پہلے تم کچھہ کھاؤ اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں مین پر ڈالیں لوگونکو سانپ بنکر پھرتی ہوئیں نظر آنے لگیں پھر موسیٰ نے عصا ڈالا وہ اژدہا بنگیا سب کو کھا گیا۔ فرعون کے جادوگروں کو معلوم ہوگیا کہ یہ کام سحر کی طاقت سے باہر ہے یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہے فوراً ایمان لاے اور وہیں سجدے میں گر پڑے۔ فرعون بڑا خفا ہوا اور کہا میرے حکم سے پیشتر تم کیوں ایمان لائے یہ موسیٰ تمہارا اُستاد معلوم ہوتا ہے تمہاری باہم سازش پائی جاتی ہے تمکو اب سزا دیتا ہوں کہ ایک طرف کا ہاتھہ دوسری طرف کا پاؤں کٹوا کر دار پر چڑہاتا ہوں اُنہوں نے کہا کچھہ مضائقہ نہیں دنیا کی تکلیف چند ساعت کی ہی گزر جاویگی آخر ہم اپنے اللہ کے پاس جاوینگے ہمکو اُمید ہے کہ وہ ہمیں بخشدیگا کس لئے کہ سب سے پہلے ہم موسیٰ پر اور اُسکے رب پر ایمان لائے چنانچہ فرعون نے ایسا ہی کیا۔ رب العالمین کے بعد رب موسیٰ و ہارون اس لئے کہا کہ فرعون بھی اپنے آپکو رب سمجھتا تھا لعلنا نتبع السحرۃ اسوقت تک فرعونی جادوگروں کو بھی مذہبی اُمور میں قابل اتباع جانتے تھے اگر وہ غالب آگئے تو ہمیشہ انکے کہنے پر چلا کرینگے سحرۃ سے موسیٰ اور ہارون مراد نہیں ہوسکتے اول تو سحرۃ جمع ساحر ہے جس سے مراد بہت ہے دوئم لفظ لعل یہ آرزو کرنا ان کی حالت کے خلاف ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ○ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ

اور موسے کو ہمنے حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جاویگا۔ (سو وہ نکلے) پھر فرعون نے بھی شہروں میں ہرکارے دوڑا دئے۔ کہ یہ ایک تھوڑی سی

قَلِيْلُوْنَ ○ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ○ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ○ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ كَذٰلِكَ

جماعت ہے اور یہ ہمارے بڑے دشمن ہیں۔ اور ہم سب اُن سے خطرہ رکھتے ہیں۔ پس ہمنے فرعونیوں کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مقام سے نکال باہر کیا یوں کیا

وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ط فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ○ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ○ قَالَ كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ

اور ان چیزوں کا بنی اسرائیل کو وارث کر دیا۔ پھر فرعونیوں نے اون کو دن نکلتے ہی آلیا۔ پھر جب دونوں جماعتیں مقابل ہوئیں تو موسٰی کے لوگ کہنے لگے ہم پکڑے گئے۔ موسٰی نے کہا ہرگز نہیں۔ بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے

سَيَهْدِيْنِ ○ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ط فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ○ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ○ وَ

وہ مجھے ابھی راہ بتا دیگا۔ پھر ہمنے موسے کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مار۔ (موسٰی نے عصا مارا) سو دریا پھٹ گیا۔ اور پانی کا ہر ایک ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسا کہ اونچا پہاڑ اور اس مقام پر ہم دوسروں کو (فرعونیوں کو) لے آئے

اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

(اور لا کر ڈبو دیا) اور ہمنے موسٰی اور اُسکے سب ساتھیوں کو بچا لیا۔ اور ان دوسروں کو غرق کر دیا۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر تو ماننے والے نہیں۔ اور البتہ آپکا رب تو زبردست رحم کرنیوالا ہے

تفسیر

واوحینا الی موسی باقی تمام قصہ کو حذف کر کے جو موسٰی کی سرگزشت مصر سے تعلق رکھتا تھا صرف بنی اسرائیل کے مصر سے جانیکا تذکرہ شروع فرمایا۔ کیونکہ نشانی قدرت کاملہ اور انکے کفر و انکار کا نتیجہ ظاہر کرنا مقصود مقام تھا۔ موسٰی کو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ میرے بندوں کو یعنی بنی اسرائیل کو رات میں لے نکل چنانچہ موسی بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند کسی عید کے بہانہ سے باجازت فرعون لے نکلے اور اسرائیلیوں نے فرعونیوں سے عید کے بہانہ سے زیورات بھی مستعار لئے تھے جب سب نکل گئے تو فرعون کو خبر ملی کہ وہ نکلکر ملک شام میں جاتے ہیں فرعون نے جابجا ہرکارے بھیجدیئے کہ لوگ کمک کو آویں اور کچھ خوف نکریں کیونکہ ان ہؤلاء لشرذمة قلیلون یہ تھوڑی لوگ ہیں اور انھوں نے ہمکو ناخوش کیا ہے ایک تو ہماری حکومت سے نکلے جاتے ہیں دوسرے ہمارے زیورات لیگئے محض بنظر احتیاط تم کو کہلا بھیجا ہے کہ مدد کو آؤ وانا لجمیع حٰذرون۔ کہ ہمکو ان سے خطرہ ہے +

پس فرعون اور اُسکے ساتھ بہت سے لوگ انکے تعاقب میں نکلے اور صبح دن نکلتے ہوئے اسرائیلیوں کو دریائے قلزم کے قریب آلیا بنی اسرائیل انکو دیکھکر ڈر گئے موسٰی نے تسلی دی کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے خدا نے موسٰی کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا مار اسکے مارنے سے دریا پھٹ گیا اور پانی کی باڑ پہاڑ کی طرح سے دونو طرف کھڑی ہو گئی بنی اسرائیل خشک زمین پر سے پار نکل گئے ان کے پیچھے پیچھے اسی راستہ سے جب وہ یہاں آئے تو دریا باہم ملگیا وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ یہ ایک اللہ کی طرف کی بڑی نشانی ہے لیکن وہ اکثر نہیں مانتے کذلک واورثناہا بنی اسرائیل اسمقام پر اکثر لوگوں کو دہوکا ہو گیا ہے کہ اورثناہا بنی اسرائیل ہا کی ضمیر کو فرعونیوں کے خاص جنات وعیون وکنوز ومقام کریم کی طرف پھیر ایا ہے اور اسکی تفسیر میں کہدیا ہے کہ فرعونیوں کے غرق ہونیکے بعد انکے باغوں اور عمدہ مقامات کے بنی اسرائیل پھر لوٹ کر آکر مالک ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہوئی کس لیئے کہ تمام اہل تاریخ اسپر متفق ہیں کہ دریائے قلزم کو عبور کر کے بنی اسرائیل چالیس برس تک تیہ میں ٹکراتے پھرے مصر میں واپس نہ آئے اور نیز اس فرعون کے بعد دوسرا فرعون تخت مصر پر بیٹھا ہے انکی سلطنت کا خاتمہ بابل کے بادشاہ کے ہاتھ سے سینکڑوں برس بعد ہوا صحیح توجیہ جیسا کہ بیضاوی فرماتے ہیں یہ ہے او مثل ذلک المقام الذی کان لہم علی انہ صفۃ مقام اس تقدیر پر معنی صاف ہو گئے کہ ایسے مقامات کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث یعنی مالک کر دیا۔ یعنے ملک شام اور فلسطین میں انکو بھی ہم نے ویسے ہی عمدہ مقامات اور باغ اور چشمے اور خزانے عطا کئے جیسا کہ فرعونیوں کے پاس تھے اور ان سے نکالکر ہمنے اُن کو دریائے قلزم میں غرق کیا۔ خلاصہ یہ کہ اُن عمدہ مقامات سے انکو نکالا اور ایسے عمدہ مقامات بنی اسرائیل کو عطا کئے اور سورہ دخان میں بھی ایسا ہی آیا ہے کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمة کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثناہا قوما آخرین۔

[illegible]

وقف لازم

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ○ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ

اور ان کو ابراہیم کا حال بھی پڑھ سناؤ۔ جبکہ اُسنے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوجا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا بتوں کو پوجتے ہیں سو انہیں کے گرد رہا کرتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں

اِذْ تَدْعُوْنَ ○ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ○ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○ اَنْتُمْ

جبکہ تم پکارتے ہو۔ یا تم کو کچھ نفع یا نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا (کچھ نہیں) مگر ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا تمکو خبر بھی ہے کہ تم

وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ○ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ○ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ○ وَاِذَا مَرِضْتُ

اور تمہارے اگلے باپ دادا جس کو پوجتے تھے۔ وہ تو سب میرے دشمن ہیں۔ مگر رب العالمین کہ وہ بڑا زبردست ہے۔ وہ کہ جس نے مجھکو پیدا کیا پھر مجھکو رہنمائی کیا کرتا ہے۔ اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ○ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○

تو مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اور وہ کہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے گناہ معاف کریگا۔ اے رب مجھے حکمت عطا کر اور مجھے شائستہ لوگوں میں ملا دے

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ○ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ○ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھیو۔ اور مجھکو جنت النعیم کے وارثوں میں سے کردے۔ اور میرے باپ کو بھی بخشدے کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے۔ اور مجھکو جی اٹھنے کے دن رسوا نکرنا۔ جس دن

مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ○ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○ مِنْ

کہ نہ مال کام آویگا نہ اولاد۔ مگر اس کو کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر گیا اور اُس دن پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائی جائیگی اور جہنم سرکشوں کے لئے ظاہر کیجائیگی اور کہا جاویگا کہ کہاں ہیں وہ جنکو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے

دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ○ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ○ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ○ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ○ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ

(اب) کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر وہ[له] بھی اور گمراہ لوگ بھی اور سب شیطانی لشکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ وہ وہاں باہم جھگڑتے ہوئے کہینگے کہ اللہ کی قسم ضرور ہم

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ○ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ○ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ○ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً

صریح گمراہی میں تھے۔ جبکہ اے غلط معبودو تمکو ہم رب العالمین کے برابر کیا کرتے تھے۔ اور ہم کو گمراہ نہیں کیا تھا مگر ان بدکاروں نے۔ پھر نہ ہمارا کوئی شفاعت کرنیوالا ہے۔ اور نہ کوئی دوست غمگسار۔ کاش ایک بار ہمیں دنیا میں جانا ملے

فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ ع

تو ہم ضرور ایمان والوں میں شامل ہو جاویں۔ البتہ اسمیں ایک نشانی ہے۔ اور ان میں سے تو اکثر ماننے والے نہیں۔ اور بیشک آپ کا رب جو ہے تو زبردست رحم کرنے والا ہے۔

ع ۵ ۶ ۹

[له] یعنی ان کے معبود اور ان کے پوجنے والے گمراہ لوگ اور ان کو بہکانے والے شیاطین سب کے سب جہنم میں اوندھے منہ ڈالدیئے جاوینگے۔ ۱۲ منہ

ترکیب

کذالک منصوب بیفعلون فانہم عدولی انما افرد والقیاس اعداء لان العدو جنس یطلق علی الواحد والکثیر۔ او المراد وذو عداوۃ الا رب العلمین استثنا جنس اور غیر جنس دونوں سے ہوسکتا ہے الذی مبتداء فہو مبتداء ثان یہدین اسکی خبر اور جملہ الذی کی خبر۔ اور بعد کے الذی پہلے کی صفات ہیں۔ اور صفات میں و کا داخل کرنا جائز ہے یوم لاینفع بدل ہے اول یوم سے الا من استثناء متصل اور غیر متصل بھی ہوسکتا ہے +

تفسیر

واتل علیہم نبا ابراہیم۔ الخ یہ (۲) قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جسمیں حضرت کو کامل تسلی دی گئی ہے کہ ابراہیم کا باپ اور اُنکے تمام قوم بھی گمراہی میں مبتلا تھی بت پرست تھے پھر ابراہیم کو اپنے باپ کے جہنمی ہونے کا کیا کچھ کم غم نہ تھا مگر بجز دعا کرنے کے اور کچھ نہ کرسکے پھر آپ کیوں اسی قدر غم کرتے ہیں؟ اور جب ابراہیم کے ساتھ ان بت پرستوں نے نہ صرف مقابلہ ہی کیا بلکہ آگ میں ڈالا اور وہاں سے سلامت آنے پر بھی دیس چھوڑنا پڑا پس آپ پر یہ مصائب کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت ابراہیم نے اپنی دعا میں جنت النعیم میں جانا اور قیامت کی رسوائی سے پناہ میں رہنا ذکر کیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ جنت اور دوزخ اور مرنیکے بعد دوسری زندگانی کے لئے قریش کہ تمہارے جد امجد ابراہیم بھی معتقد تھے اسمیں میں نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا ہے اسکے بعد اس مناسبت سے مسئلہ معاد یعنی حشر کی کیفیت بھی بیان فرمائی کہ اسروز جہنم بدکاروں کو جنت ابرار کے سامنے

لائی جائیگی اسدن مال اور زر اولاد کام نہ آئیگی مگر اُنکے کہ جو خدا کے پاس کفر و معصیت حب شہوات سے پاک دل لیکر آیا ہوگا اسکی اولاد نیک کے اعمال صالحہ جو اسکی ہدایت کا نتیجہ ہیں اور اسیطرح جو مال اُس نے اللہ کی راہ میں صرف کیا ہے اسکے کام آئیگا اور اُس روز بت پرستوں سے پوچھا جائیگا کہ تم دنیا میں کسکی عبادت کیا کرتے تھے پھر کیا آج وہ تمہارے معبود کچھ تمکو نفع یا نقصان دیسکتے ہیں۔ اسکے بعد وہ بھی اور انکے وہ معبود خبیث بھی ارواح خبیثہ و شیاطین سب کے سب جہنم میں ڈالدیے جائیں گے۔

اور جہنم میں آپس میں لڑینگے اور مشرکین کہیں گے ہم بڑے سخت گمراہ تھے جو تمکو رب العالمین کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے ہائے آج ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے نہ حمایتی کاش دوبارہ دنیا میں جانیکی اجازت ملے تو ہم بھی ایمان لائیں ایمان کے نتائج کا مشاہدہ ہوگیا۔ اذقال لابیہ وقومہ ماتعبدون گو حضرت ابراہیم جانتے تھے کہ یہ بتوں کو پوجتے ہیں لیکن سوال اس غرض سے کیا تھا کہ انکی بتوں کی کمزوری ثابت کریں تاکہ انکو شرمندگی حاصل ہو اور پھر یہ انکی پرستش چھوڑ دیں مگر وہ تو ایسے پختہ تھے کہ نعبد اصناما کہنے پر بس نکیا بلکہ فنظل لہا عاکفین بھی کہدیا کہ ہم صرف انکی پرستش ہی کیا کرتے ہیں بلکہ ہم دن بھر انکے گرد رہا کرتے ہیں (والعکوف الاقامۃ علی الشئ وانما قالوا نظل لانہم کانوا یعبدونہا بالنہار دون اللیل۔ کبیر) انکو بت پرستی پر تفاخر تھا اور اسکی وہ مسرت ظاہر کرنا چاہتے تھے (اللہ رے گمرہی)

ابراہیم علیہ السلام کی قوم بابل اور اُسکے اطراف میں تھی وہ لوگ مذہب صابی رکھتے تھے جو ستاروں اور دیگر نورانی اور آسمانی چیزوں کی پرستش کیا کرتے تھے پھر اُن معبودوں کے نام سے طرح طرح کے مورتیں بنا رکھیں تھیں۔ تخمیناً پچاس سال ہوئے ہونگے کہ شہر نینوی کے بعض تودوں کو فرانس کی ایک جماعت نے بحکم حضرت سلطان عجائب قدیمہ دریافت کرنیکی غرض سے کھدوایا تو بہت نیچے سے سنگ مرمر کا ایک عجیب غریب مکان برآمد ہوا جسکی دیواروں پر ہر طرف عجائب مورتیں ترشی ہوئی تھیں اور پھر اسکے صدر مقام میں ایک بہت بلند بیل سنگ مرمر کا تھا جسکے پاؤں ہاتھی کے اور بازووں پر عقاب کے سے پر اور اُسکی صورت انسان کی تھی دو قد آدم اونچا تھا جسکو اُکھاڑ کر فرانس کے عجائب خانہ میں رکھا گیا اور دیواروں پر کچھ کتبہ بھی تھا جو آجتک کسی سے پڑھا نہیں گیا۔ غالباً یہ ابراہیم کی قوم کا بت تھا حضرت ابراہیم نے پھر اُن سے دریافت کیا ہل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون کہ بھلا جب تم اُنکو پکارتے ہو کچھ تمہاری بات بھی سنتے ہیں یا تمکو کچھ نفع یا نقصان بھی دیتے ہیں؟ اسکا وہ کیا جواب دیتے بجز اس کہنے کے کہ بل وجدنا آباءنا کذلک یفعلون ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے انکی تقلید ہم کرتے ہیں ایسی تقلید حرام ہے۔ اسپر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ افرءیتم ماکنتم تعبدون انتم وآباؤکم الاقدمون۔ اب تم کو معلوم ہوگیا کہ تم اور تمہارے باپ دادا کس بے حقیقت چیز کی عبادت کیا کرتے تھے فانہم عدو لی الا رب العالمین یہ سب میرے دشمن ہیں یعنی مجھے ان سے نفرت و عداوت ہے مگر رب العالمین سے نہیں۔ اسکے بعد رب العالمین کے چند اوصاف ذکر کرتے ہیں جن سے اُنکو اُسکی طرف رغبت پیدا ہو پس فرمایا الذی خلقنی فہو یہدین وہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھکو راہ راست کی طرف رہنمائی کیا کرتا ہے والذی ہو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فہو یشفین کہ صرف یہی نہیں کہ پیدا کرکے ہی اُس نے چھوڑ دیا پھر اُس سے کچھ کام نہیں پڑتا بلکہ جس طرح ابتدا میں اسکی طرف حاجت تھی حال میں بھی ادنی اور اعلی حاجت اُسی سے وابستہ ہے یطعمنی ویسقین سے چھوٹی باتوں کی طرف واذا مرضت فہو یشفین سے امور عظام کی طرف ایماء کیا والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین زندگی دنیا کے بعد بھی اسی سے تعلق ہے وہی موت دیگا پھر قیامت کو دوبارہ وہی زندہ کریگا اُسی سے مجھے گناہوں کے معافی کی اُمید ہے (ہرچند حضرت ابراہیم گنہگار نہ تھے مگر خاصان خدا بمقام عبدیت اپنی ذرا ذرا سی فروگذاشت کو بھی بہت بڑا گناہ سمجھا کرتے ہیں) یعنی تمہارے بت بیکار ہیں اور میرا معبود یہ کیا کرتا ہے اب کہو کون قابل پرستش ہے یہ سب پُر تعریض ہے اسکے بعد جو دار آخرت اور دنیا کی بہبودی کیلئے حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے دعا کی اُسکو نقل کرتا ہے رب ہب لی حکما والحقنی بالصالحین حکم سے مراد کمال قوت مدرکہ کا کہ جس سے ادراک حق حاصل ہو والحقنی بالصالحین سے مراد کمال قوت عملیہ کا کہ جس سے خیر کو عمل میں لاوے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین اور مرنیکے بعد دنیا میں میرا سچائی اور ذکر خیر کیساتھ تذکرہ باقی رہے یعنی توحید کا طریقہ جو مجھکو نصیب ہوا ہے میرے بعد میں بھی رہے کہ وہ اس سبب سے مجھے ذکر خیر سے یاد کیا کریں اور اوروں کے لئے توحید کیطرف رغبت کا باعث ہو واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم اور مجھکو جنت نعیم کا وارث کیجو۔ یہ سعادت آخرت کی دعا تھی جب سعادت دنیا و آخرت کی سوال سے فارغ ہوئے تو باپ کے لئے بھی دعا کی کیونکہ وعدہ کرچکے تھے و نیز اپنے حقداروں کو نعمت میں شریک کرنا عالی حوصلوں کا کام ہے ولا تخزنی یوم یبعثون کہ قیامت کے روز مجھ سے کوئی بازپرس بھی نہ کرنا پھر اسکے بعد قیامت کا حال شروع کردیا کہ اُسروز نہ مال کام آویگا نہ اولاد نفع دیگی مگر قلب سلیم کہ جس میں توحید و اخلاص ہو پھر۔

له حضرت ابراہیم کی سب دعائیں قبول ہوئیں مگر باپ کے حق میں نہ قبول ہوئی عبرت کا مقام ہے خدا کی بے نیازی سے ڈرنا چاہیے ۱۲ منہ

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ۝

نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اونکے بھائی نوح نے کہا کیاتم خدا سے نہیں ڈرتے میں تو تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور میں اسپر تم سے کچھہ اجرت تو نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے۔ جو تمام جہان کا رب ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ قوم نے کہا کیا ہم تجھے مانیں اور تیرے تابع تو

الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا

کمینے لوگ ہوگئے ہیں۔ نوح نے کہا اور مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے تھے ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اے کاش تمہیں اسکا شعور ہوتا اور میں تو ایمان داروں کو اپنے پاس سے کہدیڑنیکا نہیں میں تو

نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يٰنُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ

بس کھولکر ڈرسنانیوالا ہوں۔ انہوں نے کہا اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔ نوح نے کہا اے رب میری قوم نے مجھے جھٹلادیا۔ پس تو میرے اور اونکے درمیان فیصلہ ہی کردے اور مجکو اور میرے ساتھ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

النصف

جو ایماندار ہیں اونکو نجات دے۔ پھر ہم نے اسکو اور اُسکے ساتھ والوں کو جو بھری کشتی میں تھے بچالیا۔ پھر بعد میں ورباقی لوگونکو غرق کردیا۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے۔ اور انمیں سے اکثر ماننے والے نہ تھے اور البتہ آپکا رب زبردست مہربان ہے

ترکیب

واتبعک جملہ حال ہے ضمیر نومن سے ارذلون جمع ارذل بمعنی ذلیل ماعلمی ظاہر ہیں ما استفہامیہ ہے محل رفع میں بسبب مبتدا ہونے کے وعلمی اسکی خبر اور ممکن ہے کہ نافیہ ہو باکی ب دونوں تقدیر پر علمی سے متعلق ہے دوسری تقدیر پر خبر کو مضمر ماننا پڑیگا۔ بعد اے بعد انجائہ

تفسیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا عبرتناک قصہ بیان فرماتا ہے۔ اگرچہ سورۂ اعراف وسورۂ ہود میں یہ قصہ مشرحاً بیان ہوچکا ہے لیکن چونکہ اسلوب قرآن مورخانہ نہیں کہ جسکے نزدیک مکرر بیان کرنا عیب ہے بلکہ واعظانہ کہ جسکے نزدیک عبرتناک قصوں کو بمقتضائے مقام وحالات قوم مکرر بیان فرمانا عین حکمت ہے خصوصاً نئے نئے اسلوب سے اسلئے اسکا پھر یہاں اعادہ کیا۔ حضرت نوح کا ساڑھے نوسو برس تک انہیں وعظ وپند فرمانا اور پھر اون کا ہدایت پر نہ آنا آنحضرت صلعم کے لئے کامل تسلی اور انکے اخیر نتیجہ غرق ہونے سے حضرت کے ہموطنوں سرکش قریش کو کامل تہدید ہے۔

کذبت قوم نوح المرسلین گرچہ قوم نوح کے صرف نوح رسول تھے مگر جبکہ اِن کو جھٹلایا تو سب نبیوں کو جھٹلایا کیونکہ دین کی باتوں میں سب ایک زبان تھے ایک کی تکذیب سبکی تکذیب اسلئے المرسلین جمع کا صیغہ آیا کہ انکے فعل بد کی پوری شناعت اور کامل قباحت ظاہر ہوجائے اور اسلئے بعد کے قصوں میں یہی صیغہ استعمال ہوا ہے اخوہم نوح نوح انکے بھائی تھے کیونکہ ایک قوم کے تھے۔ نوح نے اوّلاً یہی فرمایا الا تتقون کہ کیوں نہیں خدا سے ڈرتے جو بت پرستی کرتے ہو قوم نوح میں بھی بت پرستی کا رواج تھا یہ تو ان کا وصف تھا اب اپنی حالت ذکر کرتا ہے انی لکم رسول کہ میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہوں اپنی طرف سے کچھہ نہیں کہتا اور میں امانت دار بھی ہوں یعنی اس پیغام رسانی میں کچھہ کمی زیادتی نہیں کرتا ہوں جب یہ ہے تو فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو کہ اُسکے احکام کی مخالفت نکرو اور میرا کہا مانو وما اسئلکم علیہ من اجر میں تم سے اسپر کچھہ مانگتا نہیں یعنی بے غرض ہوں کیونکہ غرضمند کی بات میں دغدغہ ہوتا ہے۔ البتہ مزدوری تو میری ہے مگر تم پر نہیں رب العالمین پر ہے پھر اسی کلمہ کا اعادہ کیا تاکید کیلئے فاتقوا اللہ واطیعون ان سب باتوں کے بعد اُن بدبختوں نے یہ عذر کیا انومن لک الخ کہ ہم تجھپر کیونکر ایمان لائیں تجھپر تو پاجی لوگ ایمان لائے ہیں جو احمق اور بےعقل ہوتے ہیں اور کوئی دنیاوی لالچ انکا مقصود ہوتا ہے یعنی دل سے نہیں۔ نوح علیہ السلام پر غریب غربا لوگ ایمان لائے تھے اور ہمیشہ ہر کار میں یہی پیشقدمی کیا کرتے ہیں کیونکہ راہ حق میں مانع جاہ وحشم دنیاوی ہے سو یہ انکے ہاں نہیں ہوتا اسلئے نوح نے فرمایا وما علمی الخ کہ انکی حقیقہ حال سے اللہ آگاہ ہے مجھے انکے باطن سے کیا کام بظاہر مومن ہیں مومنوں کو دور نکرونگا

[illegible]

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ

اسی طرح قوم عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اُنسے اُنکے بھائی ہود نے کہا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے ۔ البتہ میں تمہارا امانت دار رسول ہوں ۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے

عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا

اسپر کچھ مزدوری بھی تو نہیں مانگتا ۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے ۔ کیا تم ہر ایک ٹیلہ پر کھیلنے کو بلند عمارت بناتے ہو اور صنعت کے محل تیار کرتے ہو ؟ شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے اور جب کسی پر

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَّ

ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بنکر پنجہ مارتے ہو ۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۔ اور اوس سے ڈرو کہ جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جنکو تم جانتے ہو ۔ تمہاری چارپایوں اور اولاد سے اور باغوں اور

عُیُوْنٍ ۝ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ۝ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ

چشموں سے امداد کی ہے ۔ مجھے تمپر ایک بڑے سخت روز عذاب آجانیکا اندیشہ ہے اونہوں نے کہا تو نصیحت کر یا نکیا کر ہمکو تو سب برابر ہے یہ تو

الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝

اگلوں کی عادت ہی ہے اور ہمپر کوئی آفت نہیں آنے کی ۔ پس اُسکو جھٹلادیا ۔ پھر ہم نے بھی اُن کو ہلاک کردیا ۔ بیشک اسمیں بڑی نشانی ہے ۔ اور وہ تو اکثر ایمان نہیں لائینگے ۔ اور البتہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

ف خلق الاولین خلق عادت ۱۲ منہ

ع ۱۸ ۱۱

تفسیر

الربیع بالکسر والفتح المرتفع من الارض ۔ قاموس ۔ مصانع المصنعۃ کالحوض یجمع فیہا المطر والمصانع ایضاً القری والمبانی من القصور والحصون قاموس

یہہ حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ ہے اس کے شروع میں بھی وہی الفاظ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کے ابتدا میں تھے اسلئے انکی تفسیر کی بار دیگر ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے ۔ صرف ان کلمات کی تفسیر کی جاتی ہے جو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے دعوت میں فرمائے تھے اور پھر قوم نے ان کو کیا جواب دیا تھا ؟

(۱) اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون ریع بلند جگہ آیۃ نشان ۔ قوم عاد عرب میں ایک بڑی مالدار قوم تھی انمیں سلطنت بھی تھی ایک زمانہ تو انکی سلطنت و شوکت کا ایسا گذرا ہے کہ مصر سے لیکر ترکستان اور ہند تک ایشیا کے اکثر ملکوں میں انہیں کا پھریرہ ہوا میں اڑتا تھا جب مال و اقبال حد کو پہنچا تو اسکے ساتھ حرام کاری وغیرہ افعال زشت بھی حد کو پہنچے جس لیئے خدا نے ان میں ہود علیہ السلام مبعوث کئے منجملہ ان بیفائدہ اور نکمی باتوں کے ایک بات یہ بھی تھی کہ ان کو نام آوری اور اپنے یادگار چھوڑ کر مرنیکا از حد شوق تھا جیسا کہ مالداروں کو ہوا کرتا ہے اسلئے وہ ہر ایک بلند پہاڑی یا ٹیلے پر اپنی یادگار کیلئے بلند منارے بناتے تھے جو ان کے مقبرے خیال کئے جاتے تھے چنانچہ مصر کے بلند منار اب تک انکے مناروں کی نظیر دنیا میں باقی ہیں ۔ چونکہ یہ عبث کام ہے اس سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں اسلئے سب سے اول ہود علیہ السلام نے اسی پر اعتراض کیا کہ کیا تم ایسا کرتے ہو یعنے ایسا کرنا بیجا ہے مفسرین نے گرچہ اسکی تفسیر میں اور بیجا توجیہیں بھی لکھی ہیں مگر سیاق و سباق اور تاریخ کے بھی یہ موافق توجیہ ہے

ف قوم ہود کی عادت

(۲) وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون ۔ مصانع پانی کے حوض ۔ اور بلند محل ۔ جب مقبروں کی تعمیر میں ان کا یہ حال تھا تو مکانات کی تعمیر میں کیا کچھ اسراف نہ ہوگا ؟ چنانچہ وہ عجائب غرائب بلند اور مضبوط محل بنواتے تھے اور انکی تعمیر میں بیشمار روپیہ صرف کرتے تھے اسکو بھی بیجا خرچ اور دنیا فانی کو مقام جاودانی سمجھنے کے خیال سے منع فرمایا یعنی تم جو ایسے استحکام کرتے ہو کیا یہاں ہمیشہ رہو گے ؟ دنیا چند روزہ کے لیئے بقدر ضرورت مکان کافی ہے ۔ انبیا علیہم السلام کا یہ پہلا کام ہے کہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا ثبوت دکھادیں ۔

ف جیسا کہ تخت جمشید قصر سلیمان جو ایران میں [illegible] اور دیگر آثار [illegible] ملک یمن میں اس قوم کی یادگار ہیں ۱۲ منہ

(۳) واذا بطشتم بطشتم جبارین یعنی باوجود اس حب دنیا اور حب جاہ اور علو کے غیروں سے تمہارا جابرانہ معاملہ ہے عدل و انصاف کا نہیں جیسا کہ جبار قوم کی عادت ہوتی ہے جسکو چاہا بیگار میں پکڑ لیا ذرا سا انکار کیا پیٹ ڈالا مار ڈالا کسیکا کچھ دینا ہوا دھمکا دیا یا مار کر نکال دیا کسی کی عورت یا عمدہ چیز کو زبردستی چھین لیا یہ باتیں بھی بربادی کا سبب ہوتی ہیں اس لیئے فرمایا و اتقوا اللہ و اطیعون اللہ سے ڈرو میرا کہنا مانو مگر پھر ان کو خواب غفلت سے مجملاً و تفصیلاً بیدار کر کے عذاب الٰہی سے ڈرایا مجملاً و اتقوا الذی امدکم بما تعلمون میں پھر اسکی تفصیل کی امدکم بانعام الخ مگر وہ کب مانتے تھے کہدیا آپ وعظ کریں یا نکریں ہمپر کچھ اثر نہ ہوگا یہ پہلوں کی عادت ہے وہ ہمیشہ یوں ہی وعظ کرتے آئے ہیں پس تکذیب کی تو تمام قوم عذاب الٰہی سے غارت ہوئی

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

اسیطرح قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ انسے انکے بھائی صالح نے کہا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝

اسپر کچھ اجرت تو نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم یہاں کی نعمتوں میں امن سے چھوڑ دئے جاؤگے؟ باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتیوں میں اور ایسی کھجوروں میں کہ جنکے خوشے بوجھ کے مارے ٹوٹے پڑتے ہیں

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

اور کیا تم پہاڑوں میں خوشی خوشی سے گھر تراشا کرتے ہو؟ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور بیہودہ لوگوں کی بات پر نہ چلو۔ وہ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ

وہ بولے تو تو جادو کا مارا ہوا ہے تو ہے کیا مگر ہمسا ہی ایک آدمی پس کوئی نشانی لے آ اگر تو سچا ہے۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے اسکے پینے کی ایک دن باری ہے

شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَهُمُ

اور ایک دن معین تمہارے پینے کے لئے ہے اور اسکو برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمکو بڑے دن کی آفت آلے گی۔ پھر انھوں نے اوسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ پشیمان ہوکر رہگئے۔ پس اونکو ایک

الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

آفت نے آلیا۔ البتہ اسمیں بڑی نشانی ہے۔ اور انمیں سے اکثر نہیں مانیں گے اور البتہ تیرا رب جو ہے تو بڑا زبردست مہربان ہے۔

۸ ع ۱۹ ۱۲

ف قوم ثمود عادان

ترکیب

اٰمنین حال من ضمیر تترکون فی جنات الخ بدل من فیما ہہنا ۞ طلعہا باعادۃ الجار ہضیم لطیف لین تنحتون نحت تراشیدن فارہین حال۔

یہ پانچواں **قصہ** حضرت صالح علیہ السلام کا ہے یہ قوم عاد کے بعد عرب کے شمالی کنارہ میں تھی۔ انکے ہاں باغ اور کھیتی اور پانی کے جاری چشمے اور عمدہ کھجوریں پیدا ہوتی تھیں یہ ملک نہایت سرسبز اور شاداب تھا اس قوم کو بڑی فراغبالی حاصل تھی باغوں اور کھیتوں میں عیش کیا کرتے تھے مگر بدبخت بت پرست تھے راہزنی اور غارتگری اور چوری اور دیگر فواحش میں سخت مبتلا تھے قیامت اور روز جزا کے منکر اور انمیں بیہودہ لوگ انکے پیر تھے جنکی نسبت فرماتا ہے الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ انہیں کے کہنے پر چلتے تھے اس قوم میں خدا تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا حضرت نے فاتقوا اللہ واطیعون کا ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو میں تمہارا امین رسول ہوں میرے کہنے پر چلو آخر مرنا ہے خدا سے کام پڑیگا اسلئے فرماتے ہیں (۱) اتترکون فیما ہہنا اٰمنین الخ کہ کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ یہاں کی ان نعمتوں باغوں کھیتوں چشموں کھجوروں میں بحالت امن رہنے پاؤگے ہمیشہ یہیں رہوگے امن سے مزے اوڑاتے رہوگے؟ آدمی جب لذات دنیا میں مستغرق ہو جاتا ہے گو وہ زبان سے نہ کہے کہ میں سدا یہاں رہونگا مگر اسکا برتاوا اور زبان حال یہی کہا کرتی ہے جسلئے حضرت صالح علیہ السلام نے انکو اس کلام کیساتھ مخاطب فرمایا (۲) وتنحتون من الجبال بیوتا فارہین کہ تم کس اُمنگ کیساتھ پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو گویا ہمیشہ یہیں رہنے کا سامان کر لیا ہے اس سے مراد دنیا سے نفرت اور دار القرار کیطرف رغبت دلانا تھا کیونکہ تمام گناہوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے (۳) فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو بُری باتوں کو چھوڑو جو میں تمکو ارشاد کروں اوسپر عمل کرو نہ کہ بدمعاشوں مفسدوں کے کہنے پر چلو۔ قوم نے جواب میں تین باتیں کہیں (۱) انما انت من المسحرین کہ تجھپر تو کسینے جادو کر دیا ہے یعنی تو دیوانہ ہے بھلا دنیا کی لذتوں کو چھوڑنا اور ایک موہوم گھر کی طرف مونہہ موڑنا کس عاقل کا کام ہے؟ (۲) اگر یہی خدا کا حکم ہے تو تجھے کسطرح سے معلوم ہو گیا اگر تو نبی ہے تو تجھمیں اور ہم میں کیا فرق ہے جیسے ہم ویسا تو (۳) اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے معجزہ کے طور پر ایک ناقہ یعنی اونٹنی پیدا ہوئی جسکے لئے پانی پینے کا ایکدن مقرر ہوا اور کہدیا کہ اسپر قصد بد بھی نہ کرنا آخر ایک نے اسکو زخمی کر دیا اور ذبح کر ڈالا تب انپر آثار عذاب نمودار ہوئے ندامت کرنے لگے مگر اوسوقت کی ندامت سے کیا فائدہ تھا سکے سب ہلاک ہو گئے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

(اسیطرح) قوم لوط نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ انسے انکے بھائی لوط نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارا امانت دار رسول ہوں پھر اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ

اور میں تمسے اسپر کچھ مزدوری تو نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم دنیا میں سے لڑکوں ہی پر پلے پڑتے ہو اور وہ جو

لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ

تمہارے لئے تمہارے رب نے تمہاری بیویں پیدا کی ہیں انکو چھوڑے دیتے ہو بلکہ تم حد سے گذرنے والے لوگ ہو انہوں نے کہا اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور نکالدیا جاویگا اسنے کہا میں تمہارے کام سے سخت

الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا

بیزار ہوں (اور دعا کی) کہ اے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں اسکے وبال سے نجات دیجیو پھر ہمنے اسکو اور اسکے کنبہ کو بچالیا۔ مگر ایک بوڑھیا کہ جو پیچھے رہجانے والوں میں سے تھی پھر اور سب کو ہلاک کر دیا اور

عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ ع ۱۶ ۱۳

انپر (پتھروں کا) مینہ برسایا۔ کیا ہی بری بارش تھی جو خوف دلائے گیوں پر برسی البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے اور انمیں سے اکثر تو ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

بن والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ انسے شعیب نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تمسے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا

اسپر کچھ اجرت تو نہیں مانگتا۔ میری اجرت جو ہے تو رب العالمین پر ہے پیمانہ بھرکر دیا کرو اور کسیکو نقصان نہ پہونچایا کرو اور سیدہی ڈنڈی سے تولا کرو

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝

اور لوگوں کو انکی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو اور اس سے ڈرو کہ جس نے تمکو اور اگلی خلقت کو بنایا اونہوں نے کہا تو جو ہے تو جادو کے مارے ہوؤں میں سے ہے

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ

اور تو ہے کیا مگر ہم جیسا ایک آدمی اور ہم تو تجکو جھوٹوں میں سے خیال کرتے ہیں۔ پھر تو ہمپر آسمان سے سلیں برسادے اگر تو سچا ہے۔ رسول نے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

پس انکو سایہ کے دن کے عذاب نے آلیا بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا بیشک اس میں ایک بڑی نشانی ہے اور وہ تو اکثر ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

چھٹا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے اور انکے حکم سے اُس سرزمین پر بھیجے گئے تھے جو شام کے جنوب و مشرق میں بحر جھیل مردار کے قریب سدوم عمورہ وغیرہ اس جھیل کے قریب چند شہر تھے وہاں کے لوگ علاوہ بت پرست ہونیکے لونڈے باز بھی تھے۔ عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے لڑکوں پر مرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے انکو اس فعل بد سے منع کیا اسکے جواب میں کہنے لگے کہ اگر تو اس وعظ سے باز نہ آئیگا تو یہاں سے نکالدیا جائیگا۔ حضرت نے فرمایا میں تو منع ہی کرونگا کسلئے کہ میں اس ناپاک کام سے بیزار ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے گھر کے لوگوں کو اسکی شامت سے بچائیو۔ مراد یہ کہ اسپر عذاب آنیوالا ہے میں اوس سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس ایک روز انپر عذاب آیا حضرت لوط اور انکے گھر والوں کو حکم ہوا کہ بڑے تڑکے سے تم شہر چھوڑ کر چلدو پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا صبح کو یہ غارت ہونگے حضرت کی بیوی انہیں لوگوں میں کی تھیں انکو اہل وطن سے تعلق تھا پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بھی ہلاک ہوئیں تمام شہروں پر پتھر برسے اُلٹ دیے گئے جنکے آثار حضرت نبی آخرالزماں علیہ السلام کے عہد تک باقی تھے اب بھی کچھ کچھ سیاحوں کو معلوم ہوتے ہیں۔ کذب اصحاب الئیکۃ یہ ساتواں قصہ بن والوں کا ہے مدین کے قریب کچھ کنوئیں کے پاس جنگل تھے وہاں رہتے تھے وہاں کے لوگوں کو اصحاب الایکہ کہتے ہیں انکے نبی بھی حضرت شعیب علیہ السلام تھے کمبخت بت پرست تھے اسپر کم تولتے تھے مدین میں فریب کرتے راہزنی ڈاکو چوری بدکاری تھی حضرت نے ان سب باتوں سے منع کیا نہ مانا بلکہ کہنے لگے پھر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دے یا یہ بھی کہ سلیں برسوا اگر تو سچا ہے چنانچہ انجام کار ایسا ہی ہوا اور آسمان سے ایک سخت دہوئیں کا بادل سایہ کی طرح نمودار ہوا اور پہاڑ نے آتش فشانی کی جسکی صدمہ سے سب مر گئے یہ اس پہاڑ کا آتشین ہونا تھا واللہ اعلم

قصہ اصحاب الایکہ

وانہ لتنزیل رب العلمین ۝ نزل بہ الروح الامین ۝ علی قلبک لتکون من المنذرین ۝ بلسان عربی مبین ۝ وانہ لفی زبر الاولین ۝

اور یہ قرآن تو رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے۔ اسکو روح الامین صاف عربی زبان میں آپ کے دل پر لیکر آیا ہے تاکہ تم ڈرسنانے والوں میں سے ہو جاؤ اور البتہ اسکی خبر تو پہلوں کی کتابوں میں بھی ہے

اولم یکن لہم ایۃ ان یعلمہ علمؤا بنی اسرآءیل ۝ ولو نزلنہ علی بعض الاعجمین ۝ فقراہ علیہم ما کانوا بہ مؤمنین ۝ کذلک سلکنہ

کیا انکے لئے یہ نشانی کافی نہیں کہ قرآن کی حقانیت کو علماء بنی اسرائیل بھی جانتے ہیں۔ اور اگر ہم اسکو کسی عجمی پر نازل کرتے۔ پھر وہ اسکو انکے سامنے پڑھتا تو پھر وہ کبھی بھی ایمان نہ لاتے ہمنے یہ انکار اسطرح سے

فی قلوب المجرمین ۝ لا یؤمنون بہ حتی یروا العذاب الالیم ۝ فیاتیہم بغتۃ وہم لا یشعرون ۝ فیقولوا ہل نحن منظرون ۝

گناہ گاروں کے دل میں ٹھہادیا ہے وہ اس پر عذاب الیم دیکھے بغیر ایمان نہ لاویں گے۔ پھر وہ انپر دفعتاً آجائے اور انکو خبر بھی نہ ہو تو پھر کہنے لگیں کہ بھلا ہم کو کچھ مہلت بھی ملی گی

افبعذابنا یستعجلون ۝ افرءیت ان متعنہم سنین ۝ ثم جآءہم ما کانوا یوعدون ۝ ما اغنی عنہم ما کانوا یمتعون ۝

پھر کیا وہ ہمارے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں۔ دیکھ تو سہی اگر ہم انکو برسوں کی مہلت بھی دیں۔ پھر انکے پاس وہ عذاب آجائے کہ جسکا انکو خوف دلایا جاتا ہے تو جو کچھ وہ مہلت سے فائدہ اٹھا رہے ہونگے انکے کیا کام آئیگا

وما اہلکنا من قریۃ الا لہا منذرون ۝ ذکری وما کنا ظلمین ۝

اور ہمنے ایسی کوئی بھی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکو یاد دلانیکے لئے ڈرسنانے والے نہوں یہہ نصیحت ہے اور ہمنے کسی پر ظلم نہیں کیا

تفسیر

بلسان نزل سے متعلق اور منذرین سے بھی ہو سکتا ہے۔ لم یکن کان تامہ ہے تو فاعل ایۃ وان یعلمہ بدل ورنہ ناقصہ ہے تو آیۃ خبر مقدم ان یعلمہ اسم ان ساتوں قصوں کے بعد چند باتیں ثبوت نبوت ورد منکرین کے لئے ذکر فرماتا ہے (۱) وانہ لتنزیل رب العالمین کہ یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے لفظ رب العالمین دو باتوں کیطرف اشارہ کرنیکے لئے فرمایا اول یہ کہ جسطرح ہم تمہاری جسمانی پرورش کرتے ہیں رزق روزی دیتے ہیں اسیطرح روحانی تربیت بھی ہمارا کام ہے اور روحانی تربیت کا ذریعہ وحی اور پیغمبر پر کتاب نازل کرنا ہے دوم یہ کہ تم جو اس نعمت آسمانی کا مقابلہ کرتے ہو اور پھر ابتک تم عذاب سے بچے ہوئے ہو یہی سبب ہے کہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جسکا شیوہ رحمت عام ہے ورنہ دیکھتے کیا ہوتا اور اسلئے قصص مذکورہ میں ہر ایک کا مقطع وان ربک لہو العزیز الرحیم پر کیا جس سے آنحضرت صلعم کے مخاطبوں کو یہ جتلایا جاتا ہے کہ ہم زبردست ہیں دم بھر میں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن رحیم بھی ہیں اور رب ہیں پرورش کرنے والے تم پر ترس کھانیوالے (۲) نزل بہ الروح الامین الی عربی مبین وہ جو فرمایا تھا کہ یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے اسپر یہ شبہہ باقی رہتا تھا کہ رب العالمین نے اسکو کسطرح سے نازل کیا ہے۔ کیا لکھی لکھائی کتاب آسمان سے فرشتہ لیکر آیا ہے کیا حضرت کو غیب سے آواز آتی ہے یا آپسے ہر وقت خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے کیا صورت ہے؟ اسکی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ اسکو روح الامین یعنی جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر لیکر آیا ہے صاف عربی زبان میں۔ انکشاف علمی انسان کے دل پر ہوا کرتے ہیں اور جبرئیل چونکہ روح ہیں انکی سرایت دل تک بخوبی ہوتی ہے اور ایسی روحانی اور لطیف چیزیں اپنے الفاظ سے جو مضمون چاہتی ہیں بشر کے دل پر القاء کر دیتے ہیں۔ جن لوگوں پر جن یا کسی روح ناپاک کا گذر ہوتا ہے باوجودیکہ وہ جس زبان سے واقف بھی نہیں ہوتے اس زبان میں انکو وہ دور دراز کی باتیں اور دیگر مطالب القاء کر جاتی ہیں جسکا لوگوں کو بارہا مشاہدہ ہوا ہے چہ جائیکہ روحانیت مقدسہ دراں بھی خاص حضرت جبرئیل امین جسکو اوپر القاء کریں۔ حواریوں پر بعد مسیح کے روح القدس اترا تھا جس سے وہ مختلف زبانیں بولنے لگے تھے (کتاب اعمال) معلوم ہوا کہ حضرت روح الامین نہ صرف معانی بلکہ الفاظ کیساتھ قرآن کا القاء حضرت کے دل پر کرتے تھے پھر اسکو حضرت جمع کرا دیتے تھے۔ یہ ہے نزول قرآن کی کیفیت۔ (۳) وانہ لفی زبر الاولین نیز اس قرآن اور نبی علیہ السلام کا پہلوں کی کتابوں میں بھی ذکر ہے یہ بھی بڑی دلیل حقانیت کی ہے۔ گرچہ کتب سابقہ بالفعل بعینہا موجود نہیں انمیں بہت کچھہ تحریف و تبدیل ہوگئی اور ہوتی ہے مگر تاہم جسقدر پیشینگوئیاں آنحضرت کی بابت انمیں ابتک پائی جاتی ہیں وہ کسیکے لئے اتنی نہیں پائی جاتیں (۴) اولم یکن لہم آیۃ علماء بنی اسرائیل میں بہت سے دینداروں نے آنحضرت اور قرآن کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ ہماری کتب میں انکا ذکر ہے اور وہ آپکے منتظر تھے یہ بھی ایک بڑی علامت حق ہونیکی ہے عبداللہ بن سلام وغیرہ علماء یہود نے اقرار کیا ہے (۵) ولو نزلنہ الخ قرآن مجید پر انکا یہی شبہہ تھا کہ یہ تو ہماری زبان ہی ہے جسکو محمد بخوبی جانتے ہیں اگر کسی اور زبان میں بنا کے لاتے تو جانتے اسکا جواب دیتا ہے اگر غیر عربی زبان میں آتا تو تم ہرگز نہ مانتے۔

[illegible] بیضاوی [illegible] الصفات [illegible]

کیفیت نزول قرآن

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ○ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ○ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

اور قرآن کو شیاطین لے کر نہیں اوترے اور نہ یہ انکا کام ہے اور نہ وہ اوسکو کر سکتے ہیں۔ وہ تو سننے کی جگہہ سے ہی الگ کر دیئے گئے ہیں۔ پس اے نبی اللہ کے ساتھہ اور کسی معبود کو نہ پکارنا

فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ○ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ○ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ عَصَوْكَ

ورنہ تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤگے۔ اور اپنے نزدیکی قرابت داروں کو ڈراؤ اور جو ایمان والے آپ کے تابع ہیں انکے لئے اپنا بازو جھکائے رکھو یعنی تواضع پیش آیا کرو۔ پھر اگر وہ نافرمانی کریں

فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ○ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ○ اِنَّهٗ هُوَ

تو کہدو کہ میں تمہارے افعال سے بری الذمہ ہوں اور اے نبی خدائے زبردست مہربان پر بہروسہ رکھو وہ جو تمہیں دیکھا کرتا ہے جبکہ تم نماز کیلئے اٹھتے ہو اور تمہارا نمازیوں کی صف میں ٹہلنا پہرنا بہی دیکھتا ہے بیشک وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ○ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ○

سُنتا جانتا ہے میں بتاؤں تمکو کہ کس پر شیاطین اُترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جہوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں جن پر شیاطین اوڑی اوڑائی باتیں لا ڈالا کرتے ہیں اور بہت تو انہیں سے سرے جہوٹے ہی ہوا کرتے ہیں

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ○ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور شاعروں کی بات پر تو بدراہ لوگ چلا کرتے ہیں۔ اے مخاطب کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر میدان (سخن) میں بہٹکتے پہرا کرتے ہیں اور وہ تو کہتے ہیں جو کرتے نہیں مگر وہ شاعر جو ایمان لائے اور انہوں نے

ع ۱۱ ۲۶ ۱۵ الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ○ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○

اچہے کام کئے اور (اپنے کلام میں) اونہوں نے اللہ کا بہت ذکر کیا اور اپنے اوپر زیادتی ہونیکے بعد انہوں نے بدلہ لیا تو وہ مستثنیٰ ہیں اور ظالموں کو تو ابہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کس کروٹ پر پڑتے ہیں

ف۱ یعنی جو انکی برائی یا ہجو کرتے تھے تب وہ بھی انکی ہجو کرتے ہیں بدلہ یعنی ابتدا نہیں کرتے جیسا کہ حسان بن ثابت انصاری ۱۲ منہ

ف۲ یعنی انکا کیا انجام ہوتا ہے ۱۲ منہ

قرآن پر شبہات کا جواب

یہیمون خبر ان کی اور حال بہی ہوسکتا ہے تب خبر فی کل واد ہوگی ۱۲

تفسیر

منقلب صفت ہی مصدر محذوف کی والعامل ینقلبون ای ینقلبون انقلاب ای منقلب ۱۲

کفار اسپر بہی وہ یہ شبہہ کرتے تہے کہ جبرئیل نہیں بلکہ شیاطین آنحضرتؐ پر القا کرتے ہیں اور ہر مخالف کہہ سکتا ہے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ القا کرنیوالے جبرئیل امین ہیں کوئی شیطان نہیں؟ اسکا کیا ہی تسلی بخش جواب عطا کرتا وماتنزلت بہ الشیاطین کہ شیاطین نے تو اسکو نازل نہیں کیا ہے کیونکہ وما ینبغی لہم یہ انکی قبضہ قدرت سے باہر ہے کس لئے کہ شیاطین اور ارواح خبیثہ کو مضامین خبیثہ سے دلی رغبت ہے ناپاک باتیں اُنکی خوراک ہیں روحانی مضامین اور توحید و معرفت اور ترک حب دنیا اور آخرت سے محبت اور خدا تعالی سے دلی رغبت اور شہوات لذات فانیہ سے نفرت وغیرہ مضامین عالیہ قرآن مجید میں ہیں ان سے انکو دلی نفرت ہے پھر یہ مطلب شیاطین کو اول تو معلوم ہی نہیں انکو تو وہی شہوات و لذات کی باتیں معلوم ہیں کہ جنسے نفس خوش ہوتا اور روح پر تاریکی آتی ہے اور جو معلوم بہی ہوں تو وہ کاہیکو ایسی باتیں تعلیم و القاء کرنے لگے کہ جنسے انکو دلی نفرت ہو۔ بلکہ وما یستطیعون انکو اسکی قدرت ہی نہیں کہ وہ کسی مقدس اور پاکباز کے دل تک پہونچیں اور پہر ایسی باتیں القا کریں گوہ کے کیڑے کو پہول تک کہاں رسائی خفاش کو آفتاب تک کہاں دسترس اور بالفرض وہاں تک دسترس بہی ہو تو پہر ملاء اعلی اور حظیرۃ القدس تک کہاں رسائی کہ جہاں سے یہ مضامین عالیہ آتے ہیں اسلئے فرماتا ہے انہم عن السمع لمعزولون ترمذی نے سورہ جن کی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ پہلے جن آسمان تک چڑہ جایا کرتے تہے وہاں سے کوئی بات سن آتے تہے تو ساحروں کاہنوں کو اسمیں سو جہوٹہہ ملا کر کہدیا کرتے تہے مگر جب سے کہ آنحضرت صلعم نبی کئے گئے انکو وہاں تک جانے سے روکدیا گیا۔

جب انکے تمام شبہات کا پورا پورا جواب دیدیا گیا اور قرآن مجید کا کلام الہی ہونا ثابت کر دیا گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ان بت پرستوں کو شرک سے منع کرتا اور توحید کا حکم دیتا ہے فقال فلا تدع مع اللہ الٰہا آخر کہ اللہ کے ساتہہ اور کسیکو خدا بنا کر نہ پکارنا اور جو ایسا کریگا تو عذاب دیا جائیگا قوم عرب بلکہ اُس عہد کے تمام بنی آدم ہندو روم ایران و ترکستان والے عیسائی یہودی اسی بلا میں مبتلا تہے اسلئے اس اصلی مقصد کا بیان کرنا مقدم ٹہرا اور اسکے بعد خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا

حاشیہ صفحہ ۲۴۷ متعلق بآیت وانہ لفی زبر الاولین

انہ کی ضمیر آنحضرت صلعم کیطرف بہی پہرتی ہی اور قرآنمجید کیطرف بہی شق ثانی کے معنی بہی ہوسکتی ہیں کہ یہ قرآن یعنی اسکے مطالب بہی یہ انوکہی نہیں اولین کی کتب کی موافق ہیں اُنمیں بہی پائے جاتے ہیں باستثناء اُن مواضع کی جہاں کتب اولین میں تحریف واقع ہوئی ہی۔ اگر اس مطابقت کی لئے میں کچہہ نظائر پیش کروں تو یہ تمام کتاب بہی بس نہ کرے جو شخص قرآنمجید اور کتب سابقہ کو دیکہیگا اس بات کی پوری تصدیق کریگا عجب مشکل بات ہی مخالف کی ہاتہہ سی نجات نہیں اگر قرآن مجید کتب سابقہ کی مطابق ظاہر کیا جاتا ہی تو کہتے ہیں اُنسی لیا گیا ہی حالانکہ جانتے ہیں کہ آنحضرت امّی تہے اور اُن کی ہاں بہی عرب میں کوئی کتب خانہ کتب سابقہ کا نہ تہا پہر کسنے وہانسے نقل کیا اور کب کیا اور کسکی معرفت کیا ہ اسی شبہہ کی بنیاد پر ایک پادری صاحب فرماتی ہیں کہ قرآن نازل ہونیکی کیا ضرورت تہی ہ اور جو اُن باتونکو دکہایا جاتا ہے کہ جہاں قرآنمجید نے اُنکی غلط باتونکو چہوڑ کر صحیح بات ذکر کی ہے تو کہتے ہیں لو صاحب قرآن کتب سابقہ کا خلاف کر رہا ہے۔ اول شق پر بہی معنی صاف ہیں کیونکہ اب کتب سابقہ بلا تحریف میسر نہیں آتیں انکے اہل مذاہب نے اپنی خودغرضیوں سی بہی اُنمیں ایسی تحریف و تبدیل کی ہی کہ کچہہ کا کچہہ کر دکہایا اس بات کو علماء اسلام نے کتب مناظرات میں بڑی خوبی کیساتہہ ثابت کر دیا ہے۔ مگر تاہم اُنمیں اب بہی آنحضرت صلعم اور آپ کی دین متین کی بابت اسقدر بشارتیں پائی جاتی ہیں کہ اتنی اور کسی کے لئے نہیں پائی جاتیں۔ اس مقام پر بطور نظیر کے چند بشارات مختصراً نقل کرتا ہوں مفصلاً کتب مناظرات میں ہیں وہاں دیکہو (۱) توریت سفر استثنا کے اٹہارہویں باب میں ۱۸ درس یہ ہیں انکے لئے (بنی اسرائیل کے لئے) انکے بہائیوں میں سے (بنی اسماعیل میں سے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے بہائی ہیں، (ای موسی) تجہہ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُسکے موتہہ میں ڈالونگا انتہی اس خبر کا مصداق نہ تو حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسی کے جانشین ہیں جیساکہ علماء یہود کہتے ہیں کیونکہ وہ خود موسی کے تابع تہے کتاب و شریعت جدید انکے پاس نہ تہی نہ یہ حضرت عیسی علیہ السلام کیلئے ہی کیونکہ باعتقاد نصاری حضرت عیسی خدا کبہی خدا کے بیٹے کبہی خدا کے ٹکڑے بحکم تثلیث تہے اور حضرت موسی انسان تہے خدا اور انسان میں کوئی بہی مماثلت نہیں اور نیز عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے تہے موسی باپ سے پیدا ہوئے تہے نہ عیسی کی شریعت موسی کی شریعت کے مانند ہے نہ اُنکا طرز نبوت اُنکے طرز نبوت سے ملتا ہے موسی کی نبوت حکومت و شوکت کیساتہہ تہی برخلاف عیسی کے اسکے علاوہ حضرت عیسی اور یوحنا یعنی یحیی علیہ السلام کے عہد تک اس بشارت کے موجب لوگونکو اس نبی کا انتظار تہا اور یہی موعود انمیں نہایت مشہور تہا چنانچہ انجیل یوحنا کے اول باب میں ہے کہ لوگوں نے یحیی سے پوچہا کیا تو الیاس ہے کیا تو مسیح ہے یا وہ نبی ہے۔ وہ نبی سے اشارہ انکا اسی نبی موعود کیطرف تہا جسکو مسیح اور الیاس کے غیر سمجہتے تہے۔ رہی یہ بات کہ بعض حواریوں نے یہود کے مقابلہ میں اس بشارت کا مصداق حضرت عیسی کو قرار دیا ہی جیساکہ کتاب اعمال سے پایا جاتا ہی تو یہ استدلال ہمپر کوئی حجت نہیں البتہ آنحضرت اور موسی کی مماثلت خود گواہی دیتی ہے کہ اسکے مصداق آنحضرت ہیں۔ آنحضرت والدین سی پیدا ہوئے تہی جیساکہ موسی نے بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے رہا کیا آنحضرت نے عرب کو غیر قوموں کی حکومت سی ابتک رہائی دی جسطرح حضرت موسی کے بعد یوشع ایک غیر شخص انکا جانشین ہوا اسیطرح حضرت کی بعد ابوبکر صدیق جانشین ہوئے جسطرح موسی کے بعد بنی اسرائیل میں سردار ہوئے اسیطرح آنحضرت کے بعد خلفاء ہوئے حضرت موسی کی شریعت میں طہارت نجاست حلت و حرمت قصاص وغیرہ کی متعلق احکام تہے اسیطرح آنحضرت کی شریعت میں بہی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں اسلئے اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہی انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا اسلئے آنحضرت کی نبوت کے آنحضرت کے معاصر علماء یہود بہی قائل تہے ہاں الفت جاہ و مال سے بعض نے دین اسلام قبول نکیا بعض نے کیا منجملہ ان کے مخیریق تہا جو جنگ احد میں شریک ہوا۔ اور عبداللہ بن سلام وغیرہ اولم یکن لہم آیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل (۲) یشعیا نبی علیہ السلام کی کتاب میں جو ابتک اہل کتاب کی نزدیک کلام الہی مانی جاتی ہے آنحضرت اور آپکی اُمت کا نہایت صراحت کیساتہہ ذکر ہے چنانچہ اوسکے ساٹہویں باب کے یہ جملے ہیں۔ اُٹہہ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کی جلال تجہہپر طلوع کیا ہے کہ دیکہہ تاریکی زمین پر چہا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجہہپر طالع ہوگا اور اسکا جلال تجہہپر نمودار ہوگا اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے

طلوع کی تجلی میں چلینگے یہ طلوع خداوندی اس پیشین گوئی کے بعد بجز قوم عرب کے اور کسی پر اب تک نہیں ہوا اور یہی طلوع خداوندی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا جیسا کہ توریت سفر استثنا کے تینتیسویں باب میں ہے جسکے چند جملے یہ ہیں۔ اور اُس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُنکے لیے تھی۔ کوہ سینا سے خدا تعالیٰ کا آنا حضرت موسیٰ پر تجلی فرمانا اور توریت عطا کرنا ہے اور شعیر [illegible] اور کوہ فاران سے آنا جو عرب کے پہاڑوں کے نام ہیں اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آنا یہ بجز اسی طلوع خداوندی کے جو آنحضرت صلعم کے وسیلہ سے عرب پر ہوا اور فتح مکہ میں دس ہزار اصحاب تھے اور یوں بھی بدر وغیرہ میں ملائکہ کا لشکر مدد کو آئے اور ملائکہ قدوسی ہیں یہ بات اور کسی پر صادق نہیں آتی اشعیا نبی کے کلام میں تصریح ہے کہ اسوقت تمام قوموں پر ظلمت ہوگی اور دیگر قومیں اس باخدا جماعت کی روشنی میں آئینگے اور شاہان اسکی تجلی میں آوینگے یہ بات بھی بجز آنحضرت [illegible] کی بعثت کے اور کسی پر صادق نہیں آسکتی آنحضرت کی بعثت سے پہلے تمام عالم پر تاریکی چھائی ہوئی تھی یہ قومیں انکی روشنی میں آئیں شاہان مطیع اسلام ہوئے پھر آگے اور بھی [illegible] یروشلم کیطرف خطاب ہے جسکو حضرت عمر کی خلافت میں اہل اسلام [illegible] سوار ہوکر [illegible] فتح کرلیا تھا

مدیان اور عیفہ کے جوان اونٹ وہ جو سبا کے ہیں آوینگے [illegible] قبائل عرب مراد ہیں جو [illegible] اس غزوہ میں شریک تھے وے سونا اور لبان لاوینگے اور خداوند کی تعریف کی بشارتیں سناوینگے قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس اکٹھی ہونگی نبایوت کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے اور وے میری منظوری کیواسطے میرے ذبح پر چڑھائے جاوینگے قیدار حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بیٹے [illegible] کا نام ہے جنکی نسل [illegible] اور بہت سے قبائل عرب ہیں ان سبکا جمع ہونا اور خدا کی منظوری کیلیے ذبح پر چڑھایا جانا یعنی شہید ہونا [illegible] بجز آنحضرت کے اور کس پر صادق آتا ہے پھر آگے پہلے اس شہر اور ہیکل کا تعمیر کرنا اور بیت المقدس کی خدمت کرتے رہنا مذکور ہے۔ اب وہ کونسی قوم ہے جسنے طیطس کے ڈھائے ہوئے ہیکل اور یروشلم کی تعمیر کی اور اُسکے بادشاہوں نے اسکی خدمت گزاری کی اور وہاں امن قایم کیا ہو بجز اسلامیوں کے اور کس پر صادق آتا ہے حضرت عمر نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی پھر بعد میں شاہان اسلام اُسکے اب تک خدمت گزار رہے وہاں جب یہود کو امن ہوگیا۔

پھر ۶۱ باب میں یہ ہے [illegible] پرانے اجاڑ مکانوں کی تعمیر کرینگے الخ اور انہیں دائمی شادمانی ہوگی۔ الخ اور انکے ساتھ ایک ابدی عہد باندھونگا اور انکی نسل قوموں کے درمیان نامور ہوگی اور انکی اولاد امتوں کے درمیان سب جو اُنہیں دیکھیں اُنکا اقرار کرینگے کہ وہ نسل ہے جسے خداوند نے مبارک کیا ہے عہد ابدی مسلمانوں سے باندھا گیا اب تک یروشلم کر قابض ہیں اور شام کی سرزمین۔ پھر ۶۲ باب میں یروشلم کا نئے نام سے نامزد ہونا اور اسکی تعمیر کرنیوالی قوم کا اسکو محترم جاننا مذکور ہے۔ اُجڑے ہوئے یروشلم کو محترم جانکر مسلمانوں نے اور [illegible] تعمیر کیا ہے [illegible] اسکا نام بیت المقدس مشہور رہا۔ پھر ۶۵ باب میں مسلمانوں کا یروشلم پر قبضہ پانا اور انکا خدا کے نزدیک مبارک [illegible] قوم ہونا [illegible] پھر ۶۶ باب میں ان لڑائیوں کا ذکر ہے جو مسلمانوں و عیسائیوں میں بیت المقدس کی بابت ہوئیں اور انجام مسلمانوں کو کامیاب کیا قولہ خداوند کی بات سنو اے تم جو اسکے کلام کے سبب کانپتے ہو یعنی مسلمان جنکی نسبت آیا ہے تقشعر جلودہم تمہارے بھائی جو تم سے کینہ رکھتے یعنی عیسائی لوگ جو بہ نسبت اور قوموں کے مسلمانوں کے بھائی ہیں کینہ بھی رکھتے تھے اور میرے نام کیواسطے تمہیں خارج کردیتے ہیں کہتے ہیں خداوند کی تمجید کیجائیگی یعنی عیسائی مسلمانوں سے دین کی لڑائی سمجھکر لڑتے تھے کہ یہ بُرے لوگ خانہ خدا کے کیوں مالک ہوگئے ہیں آخر ایکبار غالب آکر مسلمانوں کو وہاں سے خارج کردیا ستر برس کے قریب تک مسلمان خارج رہے پر وہ

(اللہ) تمہاری خوشی کیلیے دکھائی دیگا اور وے پشیمان ہونگے شہر کیطرف سے غلغلے کی آواز اور ہیکل کیطرف سے بھی آواز خداوند کی آواز ہے جو اپنے دشمنوں کو بدلہ دیتا ہے پھر ایک جرار لشکر کیساتھ صلاح الدین یوسف شاہ مصر نے بیت المقدس پر چاروں طرف سے حملہ کیا اور ہر طرف سے تکبیروں کے نعرے بلند تھے جس سے خدا کے دشمن مغلوب ہوکر نکلے اور بھاگ گئے شہر فتح ہوا جھنڈا لہرا گیا ہزاروں دشمن خدا مارے گئے پھر اور بہت کچھ لکھا اور یہی تعبیر ہے اسکے سوا کتاب [illegible] دانیال [illegible] حزقیل [illegible] کہیں بالاجمال کہیں بالتفصیل آنحضرت صلعم [illegible] بشارتیں موجود ہیں جنکو غور کی بات [illegible] اہل کتاب [illegible] برہان [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] سیکڑوں [illegible] والله الهادی ۱۲ [illegible]

[illegible]

یہ حکم دیا وانذر عشیرتک الاقربین (۱) کہ اپنے قرابت داروں کو ڈرا کہ تمھارے ان برے افعال پر آفت آنیوالی ہے امام بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم جبل صفا پر چڑھ کر پکارے اور بعید کے قبائل سے شروع کیا اے بنی فہر اے بنی عدی یہانتک کہ قریش کے تمام قبائل کا نام لیا اور وہ سب جمع ہوئے اور جو کوئی خود نہ آسکا تو اُسنے اپنے کسی آدمی کو بھیجدیا پس قریش کے لوگ اور ابولہب آئے آپنے فرمایا اگر میں تمکو خبر دوں کہ کسی وادی میں تمپر چھاپہ مارنیکو کوئی لشکر جمع ہو رہا ہے تو تم میری تصدیق کروگے انھوں نے کہا کہ بیشک کس لئے کہ ہم نے بارہا تجربہ کرلیا ہے کہ آپنے کبھی کوئی بات جھوٹی نہیں کہی تب آپنے فرمایا میں تمھیں مطلع کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب آنیوالا ہے تب ابولہب نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹیں کیا اسلیے ہمکو جمع کیا تھا۔ بخاری نے ابوہریرہ سے اسی امر میں یہ بھی روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا تھا کہ اے قریش تم اپنا بندوبست آپ کرلو میں تمھارے اوپر سے خدا کا عذاب دفع نہیں کرسکونگا اے عبد مناف میں خدا کے مقابلہ میں تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا اے عباس بن عبدالمطلب میں تیرے لئے اللہ کے مقابلے میں کچھ کارآمد نہ ہونگا اے صفیہ (رسول اللہ کی پھوپی) میں تیرے لئے اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آؤنگا اے فاطمہ بنت محمد تو جو چاہے میرے پاس سے مال مانگ لے لیکن خدا کے مقابلہ میں میں تیرے کچھ کام نہ آؤنگا (افسوس آج ہمکو خاندانوں پر ناز ہے اسیکو آخرت کا سرمایہ سمجھے بیٹھے ہیں) جس طرح نافرمان اقارب کو ڈر سنانیکا حکم ہوا اسی طرح اسکے مقابلہ میں ایمانداروں کے آگے جھکنے اور تواضع اور مدارات کرنیکا حکم دیا بقولہ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین یہ دوسرا حکم تھا ایمان و اطاعت رسول کا مرتبہ کہانتک بلند ہے کہ اپنے رسول پاک کو انکی تواضع کا حکم دیا اسی لئے ایمانداروں سے آپ تواضع پیش آتے تھے پھر فرماتا ہے اگر ڈر سنانے پر بھی یہ آپکا حکم نہ مانیں تو کہدو کہ میں تم سے بری ہوں فان عصوک الخ اور انکی اس مخالفت سے کچھ خوف نہ کیجے بلکہ توکل علی العزیز الرحیم اللہ زبردست مہربان پر توکل کرو وہ زبردست ہے اُسکے آگے انکا زور نچلیگا اور مہربان بھی ہے اپنی مہربانی سے ہر وقت محفوظ رکھیگا الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین وہ اللہ جو آپکو دیکھتا ہے جبکہ آپ نماز تہجد کیلئے کھڑے ہوتے ہیں اور نیز نمازیوں میں آپکا پھرنا بھی دیکھتا ہے کہ صفیں قائم کرتے ہو تقلب اٹھنا بیٹھنا ہی ہے کبھی رکوع کرتے ہو کبھی قیام کبھی سجود سب کو خدا دیکھتا ہے مقاتل کہتے ہیں کہ حین تقوم سے مراد تنہا نماز کیلئے اُٹھنا اور تقلب سے مراد جماعت میں نماز پڑھنا ہے ابن عباس کہتے ہیں ساجدین سے مراد مصلین ہے مجاہد کہتے ہیں تقلبک سے مراد آنحضرت کا نماز میں پیچھے سے نمازیوں کو دیکھنا ہے تقلب بصرک فی المصلین کیونکہ موطا میں امام مالک نے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں پیچھے سے بھی دیکھا کرتا ہوں مجھپر تمھارا رکوع اور خشوع مخفی نہیں امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ شیعہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ کہ آنحضرت کے آبا مؤمنین تھے) کیونکہ تقلبک فی الساجدین سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت کی روح پاک کو ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف نقل کیا۔ اس بات کو امام صاحب نے رد کر دیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ آپکے ان افعال حمیدہ کو وہ دیکھتا ہے جو تمپر مہربانی اور محافظت الٰہی کا سبب ہیں یعنی آپ نیکوکار ہیں اور نیکوں کی حفاظت ہم ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں واللہ اعلم۔ پھر انکے شبہہ کا رد کرتا ہے بقولہ ہل انبئکم علی من تنزل الشیاطین کفار کہتے تھے کیا عجب ہے کہ محمد پر شیاطین نازل ہو کر انکو قرآن کی تعلیم کرتے ہوں جیسا کہ کاہنوں کو غیب کی باتیں بتایا کرتے ہیں اور شاعروں کو شعر کا مضمون القا کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ دونوں میں فرق بتلاتا ہے کہ کاہنوں اور شاعروں کی اور حالت ہے پیغمبر کی اور۔ پہلے کاہنوں کا حال بیان کرتا ہے بقولہ تعالیٰ تنزل علی کل افاک اثیم کہ شیاطین تو بڑے جھوٹے بدکاروں پر نازل ہوا کرتے ہیں اور وہ کاہن ہیں جو یلقون السمع جن پر شیاطین کوئی بات لا ڈالتے ہیں واکثرہم کاذبون اور اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں سفلی عملیات کے عامل اکثر ناپاک اور گندے رہا کرتے ہیں تاکہ شیاطین انکے پاس خوشی خوشی آویں اب رہے شاعر ان کا یہ حال ہے والشعراء الخ کہ انکے پیچھے تو بدراہوں کی جماعت ہوا کرتی ہے یہ کوئی مضمون نظم کرتے وہ اسکو نقل کرتے پھرتے ہیں مگر اس سے مراد وہ شاعر ہیں کہ جو آنحضرت کی ہجو کیا کرتے تھے جیسا کہ ہبیرہ بن وہب و امیہ بن ابی الصلت اور لوگوں کو جمع کرکے سناتے تھے اور وہ لوگوں سے بیان کرتے پھرتے تھے الم تر انہم الخ یہ انکی بدراہی کی دلیل ہے کہ ہر میدان سخن میں ٹکرلاتے پھرتے ہیں کیا کیا جھوٹی اور مبالغہ آمیز مدحیں یا مذمتیں ہیں وانہم یقولون منہ سے کہتے ہیں کرتے نہیں ہجر و وصال معشوق سب فرضی جھگڑے ہوتے ہیں مطلب یہ کہ مضامین شاعرانہ اور مضامین قرآن میں زمین و آسمان کا فرق ہے الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات مگر جو ان میں نیک اور ایماندار ہیں وذکروا اللہ کثیرا۔ اور اللہ کو اپنے اشعار میں بارہا جابجا بہت یاد کرتے ہیں وانتصروا من بعد ما ظلموا اور جو کسیکی ہجو بھی کرتے ہیں تو انپر ظلم ہو چکنے کے بعد کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ان جملوں میں حسان بن ثابت کیطرف اشارہ ہے کہ کفار کی ہجو جب کی کہ وہ پہلے آنحضرت اور مومنین کی ہجو کر چکے تھے مگر یہ بھی سچی ہجو خلاصہ یہ کہ جو شعر برا ہے وہ برا ہے اور جو اچھا مضمون ہے خدا و رسول کی مدح ہے قوم و ملک کی اصلاح میں ہے تو اچھا ہے وسیعلم الخ ظالموں کو ابھی معلوم ہو جاویگا کہ وہ مر کر کہاں جاتے

ع

یہ ہاتھ ٹوٹنا محاورہ ہے بد دعا کے لیے [illegible] تبت [illegible] یعنی تو خراب ہو جائے اسی پر قرآن مجید میں ابولہب کو بھی وہی جواب ملا [illegible] حضرت [illegible] ۱۲ منہ

[illegible]

سورۂ نمل مکیّہ ہے اسکے ترانوے آیات اور سات رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

یہ آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی جو ایمانداروں کے لیئے ہدایت اور بشارت بھی ہے اُنکے لیئے جو نماز ادا کرتے اور

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

زکوٰۃ دیا کرتے اور وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہیں البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے اُنکے اعمال اُنکے لیئے بھلے کر دکھائے ہیں پس وہ سرگردان پھرتے ہیں یہی ہیں کہ

الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝

جن کو بڑا عذاب ہونا ہے اور وہ آخرت میں بڑے ہی خسارہ میں ہونگے اور البتہ تم کو تو قرآن خدا ے دانا اور حکیم کی طرف سے دیا جاتا ہے۔

وکتاب معطوف ہے قرآن مجرور مضاف الیہ پر ہدی و بشری دونوں محل حال میں ہیں (**ترکیب**) آیات یا کتاب سے اور مبتدا محذوف کی خبر بھی ہو سکتے ہیں الذین یقیمون صفت ہے المومنین کی وہم بالآخرۃ الخ تتمہ صلہ کا ہے وحال یا عطف کے لیئے اور عطف کی صورت میں جملہ فعلیہ سے اسمیہ کی طرف تغیر کرنا اُن کے ثبات اور ایمان پر مستمر اثابت کرنیکے لیئے ہے

(**تفسیر**)

یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بھی توحید اور اثبات نبوت کے مباحث اور چند انبیاء علیہم السلام کے تذکرے ہیں اور اُنپر جو کچھ انعامات ہوئے ہیں وہ بھی بیان ہوئے ہیں جو اُنکی خداپرستی کا نتیجہ تھا فرماتا ہے طٰس ان دو حرفوں سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ ہے جسکو وہی خوب جانتا ہے تلک یہ یعنی یہ آیتیں جو اِس سورہ میں ہیں قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں کسی شاعر کا کلام نہیں کتاب مبین سے مراد بھی قرآن ہے مگر کتاب مبین کہنے سے یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ قرآن مجید میں کوئی بات بعید از عقل نہیں سب باتیں اسکی صاف اور ظاہر ہیں جنکو ہر ایک صاحب عقل سلیم تسلیم کرنے میں ذرا بھی تردد نہیں کرسکتا مگر وہی کہ جسکے دل کی آنکھیں روشن ہیں ورنہ ہیئے کے اندھوں اور جنم کے کور باطنوں کج طبعوں کو اس میں ہزار ہا قیل و قال ہیں اسلیئے فرماتا ہے ہدی وبشری للمومنین کہ یہ قرآن ہدایت ہے سب کے لیئے مگر نفع اس سے وہی اُٹھاتے ہیں جنہیں راستی کا مادہ رکھا ہوا ہے اسلیئے بشری کو مومنین کے ساتھ مخصوص کیا پھر آگے یہ بھی کھولدیا کہ زبان سے مومن کہنا کافی نہیں جبتک کہ اُس میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں (۱) الذین یقیمون الصلوٰۃ کہ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں یعنی اہتمام سے اور اُسکی ساری شرطوں اور قاعدوں سے نماز ادا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ جو نماز نہ ادا کرے وہ پورا اور کامل مومن نہیں۔ حیف ہے اُن لوگوں پر جو خداپرستی اور دین کی حمایت کا تو دعوی کرتے ہیں مگر نماز سے بیفکر ہیں (۲) ویؤتون الزکوٰۃ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ شرع میں مال میں سے چالیسواں حصہ خدا کے نام دینا اور اسکے علاوہ ہر ایک قسم کی خیرات کو بھی زکوٰۃ کہتے ہیں مالی اور بدنی دونوں عبادتوں کو شامل کرلیا۔ مگر سب کے ساتھ ایک بڑی قید بھی ہے وہ کیا؟ وہم بالآخرۃ ہم یوقنون کہ وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہوں اس میں ایمان یعنی جملہ اعتقادیات کی طرف ایک اہم جزء کے ذکر کرنے سے اشارہ کردیا کیونکہ مکہ کے لوگ برائے نام خدا تعالی کے اور کچھ کچھ صفات باری تعالی کے معتقد تھے مگر آخرت کے بالکل منکر تھے اور نہ صرف وہ بلکہ اُس عہد میں باستثنا بعض سب مذاہب آخرت کے منکر تھے اسلیئے اسکی تصریح کی تاکہ قوت عملیہ و نظریہ کی تکمیل ہوجائے اور اسکے بعد ان الذین لایومنون بالآخرۃ الخ میں آخرت کے منکروں کا بد نتیجہ بھی بیان فرمادیا کہ لہم سوء العذاب وہم فی الآخرۃ ہم الاخسرون کہ انکو بہت ہی بُرا عذاب ہے اور آخرت میں وہی زیادہ نقصان اُٹھائینگے کیونکہ یہ جب اسکے منکر ہیں تو اُسدن کے لیئے کوئی توشہ کیوں جمع کرنے لگے؟ یہی خسارہ ہے اور آخرت کے انکار کی وجہ بھی بیان کردی کہ زینا لہم اعمالہم فہم یعمہون کہ وہ کام جو لذات و شہوات و فراہمی مال و زر اور دنیا کے استحکام کے لیئے کرتے ہیں وہ انکو بھلے معلوم ہوتے ہیں قضاء و قدر نے انکی نظروں میں زیبا کردیئے ہیں اس میں حیران و سرگردان ہیں آخرت اور مرنے کا تصور بھی برا جانتے ہیں۔ جو دنیا میں اس طرح غرق ہے گویا آخرت کا منکر ہے۔ یہاں تک قرآن کا مبین ہونا ثابت کرکے یعنی دعوی کی دلیل پیش فرماکر پھر اس دعوی کو بطور نتیجہ کے پیش کیا جاتا ہے وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم یعنی اے نبی تم قرآن کو حکیم و علیم کیطرف سے پارہے ہو وہی حکیم و علیم جسکی کوئی بات حکمت و علم سے خالی نہیں قرآن وہی وقتاً فوقتاً تمپر نازل کررہا ہے اسلیئے اس جملہ کو انّ اور لام تاکید سے صادر کیا اور نیز یہ جملہ اگلے بیان کے لیئے تمہید بھی ہے اسکی حکمت کا ثبوت احکام سے جن میں تکمیل قوت نظریہ و عملیہ (جسکو ہندی میں گیان و کرم کہتے ہیں جس پر نجات و مکش کا مدار ہے جس میں کوئی بات نہیں چھوڑی بخوبی ثابت ہے اور علم کا ثبوت انبیاء علیہم السلام کے گذشتہ واقعات سے جو ابھی بیان ہونے ہیں اچھی طرح ہوجائیگا کس خوبی کیساتھ توحید کے مسئلہ کو نبوت کے مسئلہ سے اور نبوت کے مسئلہ کو معاد کے مسئلہ سے اور پھر ان سب سے احکام کی پابندی

[illegible] ۱۲ منہ

[illegible] ۱۲ منہ

إِذْ قَالَ مُوسٰى لِأَهْلِهٖٓ إِنِّيٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ أَنْۢ بُوْرِكَ

یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے ابھی میں تمھارے پاس وہاں کی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم تاپو پھر جب موسیٰ اُسکے پاس آئے تو آواز آئی کہ برکت دیا گیا ہے

مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰٓى إِنَّهٗٓ أَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ

وہ جو آگ میں ہے اور جو اُسکے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہان کا رب ہے اے موسیٰ میں جو ہوں تو اللہ زبردست حکمت والا ہوں اور اپنی لاٹھی ڈال دے پھر جب اُسکو دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح چل رہی ہے

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ إِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَإِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑکر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا) اے موسیٰ ڈرو مت کیونکہ میں جو ہوں تو میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے لیکن جسنے ظلم کیا ہو پھر بُرائی کے بعد اُسنے اُسکو نیکی سے بدل دیا ہو تو میں غفور و رحیم ہوں

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو (پھر نکالو تو) وہ سفید نکلے گا بے عیب یہ ایک نشانی ہے منجملہ اور نشانیوں کے جو فرعون اور اسکی قوم کے پاس بھیجی جاتی ہیں کیونکہ وہ ایک بدکار قوم ہے ع

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ۱ ع ۲ ۱۶

پھر جب اُنکے پاس ہماری نشانیاں آئیں جو آنکھیں کھولنے والی تھیں تو کہنے لگے کہ یہ تو صاف جادو ہے اور ان نشانیوں کا ظلم و تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ دل میں مان چکے تھے پھر دیکھو کیا بُرا انجام ہوا مفسدوں کا

نیک روی کو ثابت کیا ہے اور خلاف ورزی اور شہوات اور لذات کی پیروی کے قصص انبیاء سے کیا بُرے نتائج دکھائے ہیں یہ ہے وہ قرآن کا اعجاز جس کا معارضہ ناممکن ہے نہ صرف مقفےٰ و مسجع عبارت۔ اب قصص انبیاء علیہم السلام شروع ہوتے ہیں فقال

(ترکیب)

اذ کا عامل اذکر محذوف اور علیم سے بھی متعلق ہو سکتا ہے نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ یا تو ضمیر ہے جو موسیٰ کیطرف راجع ہے یا ان بورک علی الاول ان بمعنی ای تفسیر کیلئے من مرفوع ہے بورک سے انہ ضمیر شان انا مبتدا اللہ خبر تہتز حال ہے راٰہا مفعول سے کانہا حال ہے ضمیر تہتز سے الا من ظلم استثنا منقطع موضع نصب میں اور ممکن ہے کہ محل رفع میں ہو فاعل سے بدل ہو کر بیضاء من غیر سوء فی تسع تینوں حال ہیں الی محذوف سے متعلق تقدیرہ مرسلا الی فرعون مبصرۃ حال ہے مبصرۃ بھی پڑھا ہے تب مفعول لہ ہے ظلما و علوا حال ہیں ضمیر جحدوا سے مفعول لہ بھی ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر)

اذ قال موسیٰ الخ یہ حضرت موسیٰؑ کا وہاں سے قصہ ہے کہ جب وہ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر سے دس برس کے بعد اپنی بیوی کو لیکر مصر میں جا رہے ہیں سردی کا موسم تھا رات کو رستہ میں دور سے آگ کی چمک نظر آئی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں جا کر تمھارے تاپنے کے لیے آگ لاتا ہوں ورنہ وہاں جو کوئی ہوگا اُس سے رستہ کی خبر پوچھونگا کیونکہ رستہ بھی بھول گئے تھے پھر جب وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز درخت آگ کا شعلہ ہو رہا ہے یعنی منور ہے وہ تجلّی حق کی روشنی تھی جسکو حکیمانہ خیال کے لوگ گیاس کہتے ہیں کہ وہ ایک مادہ ہے جو رات کو چمکتا ہوا نظر آیا کرتا ہے وہ گھاس میں بھی ہوتا ہے جانوروں میں بھی ہوتا ہے کرم شب تاب جسکو جگنو یا پٹ بیجنا کہتے ہیں اسی مادہ سے چمکتا ہے سمندر میں بھی رات کو آگ کی چنگاریاں نظر آیا کرتی ہیں یہ کیا ضرور ہے کہ ہر جگہ وہی مادہ مان لیا جایا کرے بغیر اسکے تجلی حق کی روشنی کیا محال بات ہے؟ الغرض اسکو دیکھکر حیرت میں رہ گئے تب وہاں سے آواز آئی کہ حیرت نکر کہ اس آگ میں جو ہیں یعنی فرشتے اور جو اسکے ارد گرد ہیں (وہ بھی فرشتے) بابرکت ہیں اسی برکت آلہی کا یہ نور ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا سبحان اللہ رب العلمین کہ اللہ جو رب العلمین ہے جسکے تربیت یافتوں میں سے یہ نورانی ملائکہ بھی ہیں وہ آگ میں نظر آنے سے پاک ہے یعنی اس آگ یا روشنی کو اور اسکے آس پاس والوں کو اللہ نہ سمجھ لینا بلکہ یہ مقام اللہ کی تجلی گاہ ہے اور یہ ملائک اُسکے جلو میں ہیں خدا نہیں یا موسیٰ انہ انا اللہ الخ خدا جو ہوں تو میں زبردست حکمت والا ہوں پھر موسیٰ سے خدائتعالیٰ کا کلام شروع ہوا یہ آواز کچھ معمولی آواز نہ تھی جسکے لیے حروف اور جہت تجویز کرنی پڑے بلکہ ایک روحانی ندا تھی جسکی حقیقت ہم نہیں جان سکتے اور وہی اُسکی ذاتِ پاک سے لائق ہے واللہ اعلم پھر خدا نے فرمایا اپنا عصا زمین پر ڈالدو موسیٰ نے ڈالدیا تو وہ سانپ بنکر لہرانے لگا موسیٰ ڈر کر بھاگے فرمایا ڈرو مت میرے حضور میں انبیاء ڈرا نہیں کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں اُنکے ہاتھ سے قبطی کے مارے جانیسے گناہ کا کھٹکا بھی تھا اسکی صفائی کیلئے یہ بھی اطمینان دلایا کہ الا من ظلم الخ لیکن جو کوئی گناہ کے بعد نیکو کاری کرتا ہے میں اُسکے لیے غفور و رحیم بھی ہوں یہ ایک معجزہ دیا دوسرے کے لیے فرمایا وادخل یدک کہ اپنی بغل میں ہاتھ دبا کر باہر نکالو وہ بغیر اسکے کہ اس میں کوئی برص کی سفیدی پیدا ہو چمکتا ہوا نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر فرمایا کہ منجملہ نو نشانیوں یعنی معجزات کے یہ دو نشانیاں ہیں انکو لیکر فرعون اور اسکی قوم کی طرف جاؤ وہ بدکردار لوگ ہیں حسب الحکم

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا

اور البتہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا تھا اور ان دونوں نے کہا سب تعریف ہو اُس اللہ کو جس نے ہمکو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت دی ہے اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور کہا

النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ

لوگو! ہمکو پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہمکو ہر ایک نعمت دی گئی بیشک یہ اُس کا صریح فضل ہے اور سلیمان کے لیئے اُس کا لشکر جمع کیا گیا جن اور آدمیوں اور پرندوں کا

الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

پھر وہ صف بستہ کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کے جنگل پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہ تمکو سلیمان اور اُس کا لشکر نہ پیس ڈالے اور انکو خبر بھی نہ ہو

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ

پھر سلیمان اُسکی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے رب مجھے توفیق دے کہ مَیں تیری اُن نعمتوں کا شکر کروں کہ جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی تھیں اور ایسا اچھا کام کروں کہ جسکو تو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھکو اپنے نیک بندوں میں داخل کر

حضرت موسیٰ اُنکے پاس گئے معجزات دکھائے وہ دل میں تو قائل ہو گئے مگر اپنی سرکشی اور غرور سے انکار کیا پھر دیکھو انکا کیا انجام ہوا غرق ہوئے قصہ کو یہاں مختصر کر دیا یہاں اسیقدر کافی تھا۔

ضاحکا حال موکدۃ وقیل مقدرۃ لان التبسم مبدء الضحک ویقرء ضحکا علی انہ (**ترکیب**) مصدر والعامل فیہ تبسم لانہ بمعنی ضحک حشر کا مفعول مالم یسم فاعلہ جنودہ۔

یہ دوسرا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے جو اس تفصیل (**تفسیر**) سے یہود و نصاریٰ کو بھی معلوم نہ تھا اسی حکیم و علیم نے حضرت کو بتلایا ہے فرماتا ہے ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا اُنکا علم اور دانش مشہور اور ضرب المثل ہے جسکے شکریہ میں وہ الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین کہتے تھے یہ مجمل تھا پھر اس علم کی آگے تفصیل فرماتا ہے بقولہ وورث سلیمان داؤد اس وراثت میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کوئی علم و دانش و نبوت کی وراثت کہتا ہے یہ چیزیں ورثہ میں نہیں آتیں مبدء غیب سے عطا ہوا کرتی ہیں پھر سلیمان کے وارث ہونیکے یہ معنی کہ جو کمالات اُنکے باپ کو عطا ہوئے تھے وہی اِس فرزند رشید کو بھی یعنی سلیمان کے کمالات نئے نہیں کہ انہیں کو عطا ہوئے ہوں بلکہ خاندانی ہیں۔ خاندانی اہلِ کمال کی نسبت اِنکے کمالات کا اپنے بزرگوں سے ورثہ پانا محاورہ میں آتا ہے اور یہی قول جمہور پسند ہے بعض کہتے ہیں کہ ملک و سلطنت کا ورثہ ہے وفیہ ما فیہ وقال ای سلیمان یہ اس علم اور ورثہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ سلیمان ع نے کہا کہ ہمکو جانوروں کی بولی بھی خدا تعالیٰ نے سکھائی اور ہمکو ہر ایک نعمت عطا کی ہے پھر ہر ایک نعمت کے مجموعہ میں سے بعض بعض خاص نعمتوں کا خدا تعالیٰ ذکر کرتا ہے (۱) وحشر لسلیمان الخ کہ سلیمان کے پاس تین قسم کا لشکر جمع تھا جنوں کا آدمیوں کا پرندوں کا جو تخت سلیمان کے اوپر سایہ کرتے تھے یہ کبوتر وغیرہ ہونگے جو خطوط اور فرامین پہنچانیکا کام دیتے ہونگے جیسا کہ آگے ہدہد کا ذکر آتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان کا خط لیکر بلقیس شاہزادی کے پاس گیا تھا (۲) حتی اذا اتوا الخ ایکبار سلیمان ع کا لشکر کسی ایسے مقام پر سے گزرا کہ جہاں چیونٹیوں کے بلے تھے اور وہ زمین پر چل رہی تھیں انمیں سے ایک چیونٹی نے کہا کہ اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں بیخبری میں اُنکے پاؤں کی روندن میں نہ آجاؤ یہ بات حضرت سلیمان ع کو معلوم ہو گئی کیونکہ خدا نے انکو بہت سے علوم عطا کیے تھے اسپر آپ ہنسے اسلیے کہ چیونٹی سلیمان کو بیخبری کا الزام لگاتی ہے دوم اسلیے کہ اسکو یہ معلوم نہیں کہ حضرت کو کیا کیا علم دیئے گئے ہیں سوم خدا تعالیٰ کی عنایت اور رحمت پر خیال کر کے کہ اُسنے مجھے ایسا بلند مرتبہ کیا اسلیے اسکے بعد سلیمان نے خدا سے دعا کی کہ مجھے شکر گذاری کی توفیق دے اور اس جاہ و حشم پر مغرور و متکبر نکرنا بلکہ اس بلند اقبالی پر اچھے کام کیا کروں اور جماعت صالحین سے باہر نہوں ٭ یہ قصہ گو بائبل میں نہیں مگر اسکی تصدیق کرنیوالی باتیں اول کتاب السلاطین کی چوتھے باب میں بہت کچھ ہیں جنمیں سے بعض جملہ یہ ہیں ۲۹- اور خدا نے سلیمان کو دانش اور خرد نہایت دی تھی اور دل کی وسعت بھی عنایت کی ایسی جیسے سمندر کے کنارے کی ریت اور سلیمان کی دانش اہل مشرق اور اہل مصر کی دانش سے کہیں زیادہ تھی الخ اور اُسنے درختوں کی کیفیت بیان کی سرو کے درخت سے لیکر جو لبنان میں تھا اُس زوفہ تک جو دیواروں پر اگتا ہے اور چارپایوں اور پرندوں اور رینگنیوالوں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا۔ منطق الطیر بیضاوی کہتے ہیں نطق کے معنی عرف میں ان الفاظ کا استعمال کرنا جو دلکی بات کو ظاہر کر دیں خواہ وہ مفرد ہوں خواہ مرکب اور نطق کا مجازاً اطلاق کبھی اُس حالت پر بھی ہوتا ہے کہ جس سے کوئی بات ظاہر کیجائے حیوانات کا نطق اسی طرح کا ہے کہ انکی آوازیں اُنکے تخیلات کے تابع ہیں جو بمنزلہ عبارات کے ہوتی ہیں اور شاید سلیمان علیہ السلام قوت قدسیہ سے ہر حیوان کا وہ خیال دریافت کر لیتے تھے کہ جس خیال سے اُسنے وہ آواز نکالی ہے انتہی ملخصًا اب حکیمانہ خیال کو بھی کوئی توجیہ کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات اُنکے نزدیک ناممکن نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت کو چیونٹی کا خیال معلوم ہو گیا ہوگا جو وہ اپنی جماعت کے آگے ظاہر کر رہی تھی۔ خدا نے حیوانات کو بھی علم اور ادراک دیا ہے اُنکے باہم ہمکلامی اور اطلاع دینے کے ذریعے پیدا کیے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم نہیں جانتے اس تقریر پر کیا ضرورت ہے کہ نملہ کسی قبیلہ کا نام رکھا جائے اور جن سے قوم عمالیق مراد لی جائے۔ ایسی توجیہیں دور از کار ہیں۔ واللہ اعلم۔

قصہ داؤد و سلیمان

مسئلہ منطق الطیر

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ○ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ

اور سلیمانؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو کہا کہ کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا ہوں کیا وہ غائب ہو گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں اسکو سخت سزا دونگا یا اسکو ذبح کر ڈالونگا یا وہ میرے پاس کوئی صاف وجہ

مُّبِيْنٍ ○ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ○ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ

بیان کرے پھر اس نے تھوڑی دیر کے بعد آ کر کہا کہ میں آپکے پاس وہ خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور سبا سے آپکے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں (یعنی) ایک عورت کو دیکھا کہ ان پر حکمرانی کر رہی ہے اور اس کو

كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ○ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

ہر چیز حاصل ہے اور اس کے پاس ایک بڑا تخت بھی ہے۔ میں نے اسکو اور اسکی قوم کو اللہ کے سوا آفتاب کو سجدہ کرتے ہوئے پایا اور شیطان نے ان کے اعمال کو انکے لیئے آراستہ کر دکھایا پھر انکو راہ راست سے روکدیا ہے

فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ○ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ

پھر انکو یہ بھی نہیں سوجھتا کہ اللہ ہی کو کیوں نہ سجدہ کریں کہ جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو آشکارا کیا کرتا ہے اور جو کچھ تم مخفی رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سبکو جانتا ہے اللہ کہ جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں مالک ہے

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ○

بڑے تخت کا سلیمان نے کہا ہم دیکھینگے تو سچ کہتا ہے یا جھوٹا ہے میرے اس خط کو لیجا کر ان پر ڈالدے پھر تو لوٹ آ پھر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ○ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ ع

بلقیس نے کہا کہ اے دربار والو میری طرف ایک فرمانِ محترم ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے سامنے تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلی آؤ

۲۳ وتفقد الطیر کہ پرندوں کی حاضری لی تو ان میں ہدہد کو نہ پایا فرمایا کہ اسکو سزا دونگا ورنہ کوئی عذر معقول بیان کرے تھوڑی دیر کے بعد ہدہد بھی حاضر ہوا اور اسنے سبا[1] کی شہزادی بلقیس کا حال بیان کیا کہ اسکے پاس سب ساز و سامان سلطنت حاصل ہیں اور ایک بڑا عمدہ تخت بھی ہے کہ جس پر جلوس کرتی ہے مگر یہ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں (وہ لوگ آفتاب پرست تھے یا تو صابی ہونگے یا کوئی اور مذہب مروج ہوگا جو شیطانی مذہب تھا) اور اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے آسمانوں کی چھپی ہوئی ستارے آفتاب و ماہتاب چھپ جاتے ہیں پھر انکو اللہ ہی ظاہر کرتا ہے پھر انکو کیا سجدہ کرنا چاہیئے اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اور اناج وغیرہ اس میں ہدہد نے اپنی خورش بھی ظاہر کر دی اور وہ اللہ جو دلکی مخفی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے وہ اللہ جو بڑے تخت کا مالک ہے یعنی اسکے تخت کے آگے انکے تخت کی کیا حقیقت ہے؟ یہاں تک ہدہد کی گفتگو تھی جو تمام ہوئی اب سلیمان علیہ السلام اسکے جواب میں فرماتے ہیں سننظر اصدقت الخ کہ ہم دیکھتے ہیں تو جھوٹا ہے کہ سچا ہے؟ جا تو میرا یہ نامہ لیجا اور جا کر اوپر سے ڈالدینا پھر چھپ کر دیکھنا کہ وہ آپس میں کیا کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام نے نامہ لکھا جس کا یہ عنوان تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی وأتونی مسلمین۔ اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ اسکے بعد واضح ہو کہ تم میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو جاؤ اور تکبر نکرو اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ سلیمان نے بعینہٖ یہی لکھا ہو بلکہ ممکن ہے کچھ اور ہو جس کا خلاصہ خدا تعالی نے یہ بیان کر دیا۔ لیکن سرنامہ پر بسم اللہ لکھی تھی یہ نامہ عبرانی زبان میں تھا۔ ہدہد نامہ لیکر گیا اور اوپر جا کر ڈالدیا یعنی بلقیس کے تخت پر اسنے پڑھا اور اپنے ارکان دولت سے ذکر کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ سلیمان کے پاس جاؤں یا نہ جاؤں۔

---

[1] سبا یشجب کا بیٹا اور وہ یعرب کا اور وہ قحطان کا جو تمام قبائل یمن کا باپ تھا پھر سبا کی بہت سی اولاد تھی پھر اسی کے نام سے یمن میں ایک شہر سبا بسا جو صنعاء سے تین دن کے فاصلہ پر ہے سبا سے مراد کر قبیلہ تو غیر منصرف ہے ورنہ منصرف (ک) بلقیس الہدہاد کی بیٹی وہ شرحبیل کا بیٹا وہ ذوی الاذغار کا وہ افریقس کا وہ ذوی المنار کا جسکو ابرہہ بھی کہتے تھے وہ صعب کا جسکو ذوالقرنین کہتے تھے وہ حارث الرائش کا جسکو تبع اول کہتے تھے۔ کئی پشت آگے چلکر اس کا نسب نامہ حمیر سے ملتا ہے جو سبا مذکور کا بیٹا تھا۔ اسی سبا نے مآرب کی زمین پر ایک پختہ بند بندھوا کر تالاب کے طور پر پانی جمع کیا تھا جس سے چھوٹی چھوٹی نہروں کے ذریعہ سے ملک میں بڑی سرسبزی تھی۔ آخر لوگوں کی ناشکری سے وہ بند ٹوٹا اور ملک برباد ہوا جیسا کہ سورۂ سبا میں مذکور ہے شداد بن عاد بن الملطاط بن سبا بھی سبا کی نسل میں سے تھا۔ بلقیس ان ہی کے تخت پر بیٹھی تھی اس قوم کی بڑی شان و شوکت کی سلطنت ہو چکی ہے۔ ان کے آثار اب تک ملک یمن میں پائے جاتے ہیں۔ از تاریخ ابو الفداء ناقلاً عن ابی سعید المغربی ۱۲ منہ

ترکیب
غیر بعید ای مکانا غیر بعید او وقتا غیر بعید او مکثا غیر بعید
الا یسجدوا لا زائدۃ وموضع الکلام نصب بدلا من اعمالہم او بحقیق وقیل حرف التنبیہ علی النفی من غیر تقدیر یحذف المجاز
مصدر بمعنی المخبوء من المطر والنبات
انہ من سلیمان بالکسر علی الاستیناف وبالفتح بدلا من کتاب او رفع بکریم الا تعلوا فتحہ رفع بدلا من کتاب

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ○ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ

وہ عورت یعنی بلقیس کہنے لگی کہ اے سردارو میرے معاملہ میں رائے دو میں کوئی بات تمہارے حاضر ہوئے بغیر طے نہیں کرتی انھوں نے کہا ہم لوگ زور آور اور بڑے سخت لڑنے والے ہیں اور سرکار کو اختیار ہے

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ○ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○

جو کچھ حکم دیں اسکو دیکھ لیجیے بلقیس نے کہا جب کسی بستی میں بادشاہ داخل ہوا کرتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ

اور میں انکے پاس کوئی تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لیکر آتے ہیں۔ پس جب وہ گروہ سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا کہ کیا تم میری مدد مال سے کرنا چاہتے ہو سو جو کچھ مجکو اللہ نے دے رکھا ہے

اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ○ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ قَالَ يٰٓاَيُّهَا

وہ بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا گیا ہے بلکہ تم ہی کچھ اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو گے انکے پاس واپس جاؤ ہم ان پر ایک ایسا لشکر بھیجتے ہیں کہ جنکا مقابلہ نہو سکے گا اور انکو ہم وہاں سے ذلیل کرکے نکالدینگے اور وہ ذلیل لوگ ہیں سلیمان نے کہا

الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

اے سردارو تم میں ایسا کوئی ہے کہ اس کے حاضر ہونیسے پہلے میرے پاس ملکہ کا تخت لا حاضر کرے۔ ایک زور آور جن بول اٹھا کہ آپکے دربار سے اٹھنے سے پہلے ہی میں اسکو لا حاضر کرتا ہوں اور میں اسپر قوی ہوں

اَمِيْنٌ ○ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ

امانت دار ہوں اُس شخص نے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا یہ عرض کیا کہ میں اسکو حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لا حاضر کرتا ہوں پھر جب اس تخت کو سلیمان نے اپنے پاس دھرا پایا تو کہنے لگے کہ یہ میرے رب کی عنایت سے ہے

لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ○

تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے بھلے کو اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پروا عزت والا ہے

عفریت التاء
زائدۃ والاصل
العفر یقال
عفریت وعفریۃ
ہو القوی [illegible]
[illegible]
[illegible]
آصف بن برخیا
[illegible]
[illegible]

انھوں نے کہا ہم بڑے قوی اور بڑے لڑنیوالے لوگ ہیں سلیمان سے کچھ خوف نہیں مگر تاہم جو آپکی رائے ہو وہی ٹھیک بلقیس بڑی عقلمند عورت تھی سوچی کہ لڑائی کا انجام برا ہے اگر سلیمان غالب آگیا تو اُلٹ پلٹ دیگا عزت داروں کو ذلیل کریگا اور بادشاہوں کا یہی دستور ہے صلح کر لینی بہتر ہے۔ اول مرتبہ اسکے پاس جانا تو مصلحت نہیں تحفہ تحائف دیکر ایلچیوں کو بھیجنا چاہیے اس سے سلیمان کی پوری کیفیت معلوم ہو جاویگی یہ بات سبکو پسند آئی بڑے بڑے بیش قیمت ہدیے دیکر ایلچیوں کو بھیجا تاکہ سلیمان اس مال کو دیکھکر نرم ہو جاویں مگر سلیمان علیہ السّلام کا مقصد اس بت پرست بادشاہزادی کو اسلام میں لانا اور بُرائی سے بچانا تھا اسلیئے ان تحفوں کو کچھ بھی خاطر میں نہ لاکر یہ فرمایا کہ اللہ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے ایسے ہدیوں سے تمھیں خوش ہو۔ جاؤ جاکر کہدو کہ حاضر ہوں ورنہ میں ایسا بھاری لشکر بھیجتا ہوں کہ جسکا کوئی مقابلہ نکرسکیگا اور میں انکو وہاں سے ذلیل و خوار کرکے نکالدونگا۔ ایلچی تو ادھر روانہ ہوئے اُدھر حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے کہا کوئی ہے کہ اسکے آنے سے پیشتر میرے پاس اس کا تخت اٹھا لاوے؟ ایک بڑے قوی جن نے کہا میں اسکو حضور کے پاس آپکے دربار کے رخصت ہونیسے پہلے لے آتا ہوں میں قوی بھی ہوں امانتدار بھی ہوں اسمیں کچھ خیانت نکرونگا مگر اس شخص نے کہ جسکو کتاب الٰہی کا علم تھا اسم اعظم جانتا تھا یہ کہا کہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں چنانچہ اُسنے لاکر سلیمان کے سامنے اسکو کھڑا کردیا سلیمان نے اسپر خدا کی عنایت کا بڑا شکریہ ادا کیا ومن شکر فانما الخ بھی کہدیا کہ جو کوئی خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے تو اپنے لیئے یعنی اللہ کو اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بندے کو کہ وہ اور بھی نعمتیں اسکو عطا کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ کو کچھ بھی پروا نہیں (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو دولت و حکومت کا کچھ بھی نشا نہیں چڑھتا) قال نکروا لھا الخ یہاں سے پھر اصل قصہ شروع ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اسکے تخت میں کچھ ایسا تغیر و تبدل کردو کہ اسکی پہلی صورت بدل جاوے تاکہ میں جب بلقیس آوے اسکی عقل کا امتحان کروں کہ

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ

سلیمان نے حکم دیا کہ اس کے تخت کو متغیر کر دو اُس کے امتحان کے لیے تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا اُن میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے پھر جب وہ آئی تو کہا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ ملکہ نے کہا گویا یہ

هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ

وہی ہے اور ہم کو تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا (کہ آپ برگزیدہ نبی ہیں) اور ہم تو مان چکے ہیں اور خدا کے سوا جو وہ غیر معبودوں کو پوجا کرتی تھی اسی نے اُسکو باز رکھا تھا کیونکہ وہ کافروں میں کی تھی ملکہ سے کہا گیا کہ محل میں چلیے

فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

پھر جب اُس نے اُسکے صحن بلوری کو دیکھا تو اُسکو پانی سمجھی اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا دیا سلیمان نے کہا کہ یہ تو ایک حوض ہے شیشوں سے پٹا ہوا وہ بولی کہ اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کی حکمبردار

ترکیب

ننظر بالجزم علی الجواب وبالرفع علی الاستیناف وصدہا۔ الفاعل اما الضمیر الراجع الی اللہ تعالیٰ او الی سلیمان ای وصدہا عما کانت الخ عبادتہا الشمس عن التقدم الی الاسلام انہا بالکسر علی الاستیناف وبالفتح علی البدل من ما یکون ما علی ہذا

(تفسیر)

مصدریۃ الصرح القصر وقیل عرصۃ الدار

کہ دنیاوی چیزوں کی پہچان میں جب یہ حال ہے تو خدا کی ذات وصفات کے پہچاننے میں تم نے کتنی غلطی نہ کی ہوگی؟ چنانچہ وہ آئی اور اُس سے پوچھا گیا کہ کیا آپکا ایسا ہی تخت ہے؟ اُسکو پہچان نہ سکی دھوکے میں آگئی کہا ایسا ہی میرا تخت ہے۔ اُسکو اسکے مشابہ بتلایا یہ نہیں کہا کہ یہ وہی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد بلقیس کو معلوم کرایا گیا کہ یہ وہی تخت ہے اسپر اُس نے بطور معذرت کے کہا واوتینا العلم الخ کہ حضور ہمکو کیا آزماتے ہیں ہم کو تو اس حالت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بڑے طاقتور ہیں۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں وکنا مسلمین اور ہم یہاں حاضر ہونے سے پہلے ہی آپکے فرمانبردار ہو چکے ہیں جس لیئے حاضر ہوئے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمانؑ کا کلام ہے کہ ہمکو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو نہ بتلا سکے گی اور ہم ہمیشہ سے اللہ کے فرمانبردار ہیں اور بلقیس کو ایمان لانے سے آفتاب پرستی نے روک رکھا تھا اور یہ اسلیئے کہ وہ بھی کافر قوم میں کی تھی وصدھا الخ کے یہ معنی ہیں۔ یا یہ کہ سلیمان نے اُسکو عبادت غیر اللہ سے روک دیا۔

پھر دوسرا امتحان اور کیا گیا قیل لہا ادخلی الصرح الخ صرح قصر کو بھی کہتے ہیں یعنی محل اور اُسکے صحن کو بھی کہتے ہیں حضرت سلیمان نے ایک ایسا محل بنایا تھا کہ جس کا صحن پانی کا حوض تھا جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تھیں مگر اُسکو اُوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اُسکے اُوپر سے آتے جاتے تھے جب بلقیس کو دربار میں بلایا تو اُس محل کے صدر میں تخت بچھوا کر اُسپر بیٹھے اور بلقیس کو آنیکا حکم دیا جس کا راستہ اُسی حوض پر سے تھا شیشہ وبلور میں پانی لہرانا اور مچھلیوں کا پھرنا دیکھکر یہ سمجھی کہ حوض ہے اسلیے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا وہ سمجھ گئی تھی کہ گھٹنے سے کم ہی کم پانی ہے کپڑا اُٹھانا تھا کہ سلیمان نے فرمایا انہ صرح ممرد من قواریر یہ حوض پانی کا شیشوں سے پٹا ہوا ہے کپڑا اُٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ عورت تھی اور اُسپر بادشاہ ملک کے عین دربار میں اسکی بیعقلی اور گنوارپن ثابت ہو جانیسے اُسکو سخت ندامت ہوئی اور سمجھ گئی کہ میری عقل خاک بھی نہیں سلیمان علیہ السلام کے روبرو صاف کہدیا رب انی ظلمت نفسی الخ کہ اے رب اسوقت تک میں بڑی خطاوار تھی اب سلیمان کیساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔ سلیمان کے ساتھ سے یہ مراد کہ سلیمان کی ہدایت اور رہنمائی سے یا یہ کہ جس طرح سلیمان لائے ہیں اسطرح میں بھی کیونکہ رب العالمین کے پہچاننے میں پہلے سے قاصر تھی ÷

قصہ تمام ہوا اب قرآن میں اس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ سلیمان کے ساتھ اُسنے شادی کی اور وہیں رہ گئی یا پھر یمن میں چلی گئی۔ نہ یہ کہ اُس وقت تک اُسکی شادی ہو چکی تھی کہ نہیں اور پھر شادی یمن میں کسکے ساتھ ہوئی؟ ان باتوں کا ثبوت تواریخ سے ہوگا ہم کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ نہ یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ بلقیس پر سلیمان غائبانہ عاشق تھے اور بلقیس کسی پری یا جنیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی اس لیئے مشہور تھا کہ اُسکی پنڈلیوں پر بال ہیں اِس بات کے دریافت کرنیکو سلیمانؑ نے

ع ۳

ف قال ابن قتیبۃ الصرح بلاط اتخذ لہا من قواریر وجعل تحتہ ماء وسمکا واصلہ من التصریح وہو الکشف ــ لجۃ ای معظم الماء ــ ممرد ای مسقف مسطح المرد المحکوک الاملس ومنہ الامرد للاملح وشجرۃ المرداء التی لا ورق لہا ۱۲ منہ

ف کیونکہ تخت مشابہ اسی پہلے ہم کو علم ہو کر آئے ہیں ۱۲ منہ

یہ تدبیر کی تھی۔ یہ سب افسانے ہیں جو اپنے خیالات کے مطابق لوگوں نے قرآن و احادیث میں شامل کر دیے ہیں۔ واللہ اعلم

فوائد (۱) قرآن مجید سے صرف یہ ثابت ہوا کہ ہدہد نے حضرت سلیمانؑ سے بلقیس کی مفصل کیفیت بیان کی اور حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو نامہ دیکر بھیجا جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ بلقیس مطیع ہو کر یہاں آوے بلقیس کے آنے سے پیشتر سلیمانؑ نے اُس کا تخت منگا لیا جسکے لانیکی بابت عفریت جن نے یہ کہا تھا کہ آپ کے اُٹھنے سے پیشتر اسکو لا سکتا ہوں مگر ایک شخص نے کہ جسکو کتاب کا علم تھا (نہ اسکا قرآن میں نام بتلایا ہے نہ یہ کہ کونسی کتاب کا اسکو علم تھا نہ یہ کہ کتاب کے علم سے کیا مُراد ہے؟ ہاں مفسروں نے اُس کا نام آصف بن برخیا بتلایا ہے اور اسکو سلیمانؑ کا وزیر کہا ہے اور علم کتاب سے مراد اسم اعظم کا علم بتلایا ہے) اسکو لا موجود کیا (۲) بلقیس آئی اور اسلام لائی (۳) ان باتوں پر عقلی قاعدہ سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا مگر تاہم مخالفوں نے دو قسم کے اعتراضات کیے ہیں اول اہل کتاب نے کہ یہ قصہ ہماری کتابوں میں نہیں اسلیئے غلط ہے۔

اسکا جواب ہم بارہا دے چکے ہیں کہ بہت سی کتابوں کے بائبل میں حوالے ہیں اور اب وہ کتابیں مفقود ہیں تو پھر اہل کتاب کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اُن میں نہ ہوگا ملاحظہ ہو اول سلاطین کا باب ۱۰(۲) پھر سلیمانؑ کے جملہ حالات کا حصر صرف کتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل پر کیونکر سمجھ لیا؟ دوسرا اعتراض فلسفیانہ خیالات کا ہے (۱) کہ اگر ہدہد جانور ہے تو اول اُسکی رفتار میں ایسی سرعت کہاں کہ تھوڑی سی دیر میں شام کے ملک سے اُڑ کر یمن میں پہنچ جائے اور وہاں سے لوٹ کر آ جائے دوم اُس جانور کو خدا پرستی اور آفتاب پرستی میں کیا فرق اور پھر اُسنے اسقدر لمبی چوڑی گفتگو سلیمانؑ سے کیونکر کی؟ یہ باتیں بعید از قیاس ہیں (۲) سلیمانؑ شام کے بادشاہ تھے کیا اُنکو بلقیس کا حال معلوم نہوا ہوگا جو وہ بھی ایک بڑی سلطنت کی مالک تھی باوجودیکہ تم کہتے ہو جن شیاطین اُنکے تابع تھے پھر صرف ہدہد نے خبر دی؟ (۳) سینکڑوں کوس کے فاصلہ سے بلقیس کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے سلیمانؑ کے پاس کیونکر آ گیا اور علم بالکتاب سے یہ قدرت کب حاصل ہو سکتی ہے کیا اب ایسے لوگ نہیں کہ ایک کتاب تو کیا سینکڑوں کتابوں کو دھوئے بیٹھے ہیں وہ تو دو کوس سے بھی اتنی جلدی تخت تو کیا کوئی تختہ بھی نہیں لا سکتے۔ یہ باتیں پُرانے افسانے ہیں۔

انکے جواب معتزلہ اور اُنکے پیرو و مریدانے بذریعہ تاویل کے یوں دیتے ہیں کہ الطیر جمع طائر پرند کو بھی کہتے ہیں اور تیز گھوڑے کے سوار کو بھی جیسا کہ کسی حدیث[1] میں آیا ہے کہ بہتر وہ شخص ہے کہ جو گھوڑے کی لگام کو اللہ کی راہ میں تھامے ہوئے تیار ہو کر جہاں کھٹکا پائے اُڑ جائے الغرض کلام عرب میں طائر تیز گھوڑے کے سوار کو بھی کہتے ہیں تفقد الطیر جمع طائر یعنی سواروں کی فوج کو دیکھا ان میں ہدہد کو نہ پایا جو ان کا سپہ سالار تھا اور ہدہد کا سپہ سالار ہونا کتاب السلاطین[2] سے ثابت ہے وہ نمک حلال سلطنت تھا بغیر اطلاع یمن کیطرف بلقیس کے حالات دریافت کرنے چلا گیا اور سلیمانؑ کو خبر دی فمکث غیر بعید کے یہ معنی نہیں کہ اُسی وقت آ موجود ہوا بلکہ بہت زمانہ نہیں گذرا معمولی زمانہ سفر سے بہت جلد آ گیا لوگوں نے ہدہد کو سچ مچ کا ہدہد جانور سمجھ لیا اور تفصیلی خبر سلیمانؑ کو معلوم نہ تھی اور یہ ممکن ہے کیونکہ اُس عہد میں تار اور ریل نہ ہونیکی وجہ سے غیر مملکتوں کے حال تفصیل سے بمشکل معلوم ہوتے تھے اب رہا تخت کا طرفۃ العین میں حاضر ہونا سو یہ قرآن مجید سے ثابت نہیں جو ثابت ہے سو یہ ہے کہ جب سلیمانؑ نے اسکو اپنے روبرو دیکھا تو شکر کیا کہ ایک بادشاہ کا تخت میرے روبرو خدا کی عنایت سے موجود ہے ہاں ایک عفریت بمعنی قوی جن یعنی عمالیقی آدمی نے یہ کہا تھا۔ اور قوی اور سخت آدمیوں کو جن سے تعبیر کیا کرتے ہیں جسطرح نیک کو فرشتہ سے اور خوبصورت کو پری سے اور ایک اہل علم نے بھی کہا تھا کہ میں طرفۃ العین الیک حاضر کرتا ہوں۔ اب یا تو وہ اُنکی زیادہ گوئی تھی یا ایک محاورہ کی بات ہے جلدی کام کرنیکو کہدیا کرتے ہیں کہ یہ کام طرفۃ العین میں یا پلک جھپکنے میں ہو گیا یا کر دونگا لیکن خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ پلک جھپکنے میں تخت آ گیا یہاں تک کہ اُسکے لانیوالے کا نام بھی نہیں بتلایا بلکہ یہ کہا ہے فلما راٰہ مستقرا عندہ ممکن ہے کہ یہ اہل علم کسی حکمت عملیہ سے تخت کو لایا ہو اور جلد لایا ہو۔

صحیح جواب یہ ہے کہ جانوروں کا خط لیجانا کچھ مشکل بات نہیں طوطے اور مینا کی گفتگو اور مالک کو باتوں پر مطلع کر دینا بارہا مشاہدہ میں آیا ہے پھر ہدہد نے ایسا کیا ہو تو کیا محال بات ہے؟ اور جب ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ جن ایک جداگانہ مخلوق ہے کہ اُسکے افعال و قوی انسانی افعال و قوی سے کہیں زیادہ قوی ہیں تو پھر اس سے ایسی بات کیا بعید ہے اسیطرح اسماء الٰہی اور روحانیات کی طاقتیں حد سے باہر ہیں جو اس زمانہ میں مفقود ہیں پھر سلیمان علیہ السلام کے پاس اگر کوئی ایسا شخص ہو تو کیا بعید ہے انسان کی عادت ہے جس بات کو آنکھ سے نہیں دیکھتا اور وہ اُسکے نزدیک محال معلوم ہوتی ہے تو انکار کر دیتا ہے تار برقی اور ریل کے جاری ہونے سے پیشتر جو کوئی ایسے حالات بیان کرتا تو مجنون شمار کیا جاتا تمام عالم خدا کے عجائب اسرار کا مجموعہ ہے سو وقت کے تعلیم یافتوں نے سمجھ لیا کہ ہم نے سب کا احاطہ کر لیا ہے حالانکہ اسرار روحانیات اور اُنکی تاثیرات اور نفوس قدسیہ کی قوتیں جو کرامت یا معجزہ کہلاتی ہیں ابھی تک اُنکے ذہن بلید تک بھی نہیں پہنچیں ان فنوں سے نا آشنا محض ہیں اسلیئے انکار کرتے ہیں تمسخر سے پیش آتے ہیں واللہ اعلم

[1] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خیر معاش الناس لہم رجل ممسک عنان فرسہ فی سبیل اللہ یطیر علی متنہ کلما سمع ہیعۃ او فزعۃ طار علیہ رواہ مسلم

[2] اول کتاب السلاطین [illegible] باب [illegible] دوم تواریخ باب [illegible] [illegible]

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

اور البتہ قوم ثمود کی طرف ہم نے اُنکے بھائی صالح کو بھیجا کہ اللہ کی بندگی کیا کرو پھر تو وہ دو فریق ہو کر باہم جھگڑنے لگے صالح نے کہا کہ اے قوم تم کس لیے نیکی سے پہلے بُرائی کے لیے جلدی کرتے ہو

الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِندَ اللَّهِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝

تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے کہ تم پر رحم کیا جاوے اُنھوں نے کہا ہم کو تو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست معلوم ہوئی اُس نے کہا تمھاری نحوست خدا کے پاس ہے بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو کہ فتنہ میں ڈالی گئی ہو

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ

اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین پر فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نکرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا باہم اللہ کی قسم کھاؤ کہ صالح اور اُس کے گھر والوں پر شبخون ماریںگے پھر اُس کے وارث سے کہدینگے

لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ

کہ ہم اُس کے کنبہ کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم سچے ہیں اور اُنھوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے بھی ایک داؤ کیا کہ انکو خبر بھی نہوئی پھر دیکھو اُنکے مکر کا کیسا انجام ہوا۔ ہم نے اُن کو

وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَلُوطًا إِذْ

اور اُنکی قوم کو غارت کر دیا پھر یہ اُنکے گھر ہیں خالی پڑے ہوئے ہیں اُنکے ظلم سے البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہو اُنکے لیے جو جانتے ہیں اور ہم نے اُنکو بچا لیا جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کیا کرتے تھے اور ہم نے لوط کو بھی بھیجا

قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ

جبکہ اُسنے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بے حیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے بھی ہو کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر خواہش کرکے آتے ہو بلکہ تم جاہل قوم ہو پھر اُسکی قوم کا اور کوئی جواب

قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا

نہ تھا بجز اسکے کہ یہ کہدیا لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکالدو کیونکہ یہ لوگ پاک رہا چاہتے ہیں پھر ہم نے لوط اور اُسکے گھرانے کو بچا لیا مگر اُسکی بیوی کو ہم اُس کو

مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ۝

پیچھے رہ جانے والوں میں سے ٹھیرا چکے تھے اور اُن پر پتھروں کا مینہ برسا دیا پھر کیا ہی بُرا مینہ تھا ڈرائے ہوؤں کا

۴ ع ۱۴ ۱۹

ولقد ارسلنا الی ثمود اخاھم صالحا یہ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہو اسکی شرح ہو چکی مگر اس جگہ عبارت کا حل کرنا ضروری ہو فاذا ھم الخ جب صالح علیہ السلام نے وعظ و دعوت اسلام شروع کی تو دو فریق ہو گئے ایک اہل توحید کا دوسرا وہی گمراہوں کا اور باہم جھگڑنے لگے لم تستعجلون حضرت صالح نے فرمایا تھا کہ اگر تم نہ مانوگے تو عذاب الٰہی نازل ہوگا وہ کہنے لگے عذاب کیوں نہیں آتا اسپر صالح نے فرمایا خدا سے بدی کیوں مانگتے ہو بھلائی خیر و برکت مانگو ایمان لاؤ استغفار کرو۔ قالوا اطیرنا حضرت صالح کی دعوت کے بعد اُن پر کچھ خشک سالی نمودار ہوئی تھی اسپر وہ صالح سے کہنے لگے یہ تو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست آئی ہو صالح ؑ نے فرمایا یہ تمھارے اعمال کی نحوست خدا کے ہاں مقدر تھی اور تمکو اس سے آزمایا جاتا ہو بل انتم قوم تفتنون۔ شہر میں نو شخص بڑے بدمعاش تھے باہم قسم کھائی کہ رات کو گھر میں گھسکر صالح اور اُسکے کنبے کو قتل کرڈالو اور پھر اُسکے وارثوں سے کہدینا کہ وہاں ہم موجود نہ تھے۔ آخر خدا نے صالح علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور وہ تمام قوم آسمانی بلا سے ہلاک ہوئی اور اُنکے گھر خالی ہوگئے انکا داؤ غلط ہوا خدا کی تدبیر صادق ہوئی اِنکے مکر اور فریب کی پاداش کو مکر و فریب سے تعبیر کرنا ایک محاورہ ہو ع بدی را بدی سہل باشد جزا، حالانکہ بدی کی جزا بد نہیں مگر چونکہ دونوں فعل ایک قسم کے ہوتے ہیں اس لیے علی سبیل المشاکلۃ اس پر بھی وہی لفظ بولا جاتا ہو جو لوگ ایسے محاورات نہیں سمجھتے وہ قرآن پر الزام لگاتے ہیں کہ اس میں خدائے قدوس کو بُرے صفات سے متصف بنایا ہو ولوطا الخ یہ چوتھا قصہ حضرت لوط کا ہو وانتم تبصرون یعنی تم جانتے ہو کہ یہ بیحیائی کا کام ہو پھر اسکو کیے جاتے ہو اس بات کا اُنکی طرف سے یہی جواب تھا کہ لوط کو اپنے شہر سے نکالدو یہ بڑی پاکیزگی ظاہر کرتے ہیں ائنکم لتاتون استفہام انکاری ہو یعنی تمکو ایسا نکرنا چاہیئے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے یعنی لڑکوں سے شہوت رانی کرو۔ قدرناھا من الغابرین حضرت لوط کو حکم ہوا تھا کہ بڑی رات سے شہر چھوڑ کر چلے جانا جو پیچھے رہیگا ہلاک ہوگا بیوی پیچھے رہ گئی تو وہ ہلاک ہوئی فرماتا ہے کہ ازل میں ٹھہر گیا تھا کہ وہ پیچھے رہے گی

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ءٰٓللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ

کہو سب تعریف اللہ کو ہے اور سلام اُسکے برگزیدہ بندوں پر ہے بھلا اللہ بہتر ہے یا وہ کہ جنکو وہ شریک بناتے ہیں بھلا کس نے بنائے ہیں آسمان و زمین اور کس نے تمھارے لیئے

مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ

آسمان سے پانی اُتارا ہی؟ پھر ہم نے ہی اُس سے تر و تازہ باغ اُگائے تمھیں کیا مقدور تھا کہ تم اُنکے درخت اُگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہی؟ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو کجروی کر رہے ہیں بھلا کون ہی کہ جس نے

الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

زمین کو ٹھیرنے کی جگہ بنایا اور اُس میں ندیاں بنائیں اور اُس کے لیئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہی؟ بلکہ اکثر وہ بے علم ہیں

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

بیقرار کی دعا قبول کیا کرتا ہے اور بُرائی کو دُور کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہی؟ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ کون ہی جو تم کو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں

وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

رستہ بتلاتا ہی؟ اور کون خوش خبری کی ہوائیں چلایا کرتا ہے اپنی رحمت سے آگے۔ کیا کوئی اور بھی معبود اللہ کے ساتھ ہی؟ اللہ پاک ہی اُنکے شرک کرنے سے بھلا کون ہی جو نئی خلقت پیدا کرتا ہی پھر اُسکو دوبارہ بنا دیگا اور کون تم کو

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

آسمان اور زمین سے روزی دیا کرتا ہی؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہی؟ کہو اپنی سند تو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ کہو اللہ کے سوا کوئی آسمانوں اور زمین کا رہنے والا غیب کی بات نہیں جانتا

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝ ع

اور اُنکو کیا خبر کہ وہ کب اُٹھائے جاوینگے بلکہ آخرت کے باب میں اُنکی سمجھ عاجز آگئی بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں

ع ۵

بارش و امثلہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصہ بیان فرما کر دشمنوں کی ہلاکت کا آنا ظاہر کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خطاب کرتا ہی کہ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی کہدو کہ سب تعریف اللہ کو ہی کہ جسنے اپنے پاکباز بندوں کو بچا لیا اور سرکشوں کو ہلاک کیا اور ان تمام برگزیدوں پر سلام و صلوٰۃ کہ جنہوں نے خدا کی راہ میں مخالفوں سے کیسے کیسے جور و جفا اُٹھائے ہیں؟ یہ کلام گویا قصص سابقہ کا خاتمہ ہے پر کس خوبی کا خاتمہ کہ جسکا بیان نہیں اور نیز یہ کلام آیندہ باتوں کیلئے تمہید بھی ہی کہ اللہ کی تعریف اور برگزیدوں پر سلام کرکے کوئی نصیحت یا عمدہ کام شروع کرنا چاہیئے اسکے بعد مشرکین کو اپنے عجائب قدرت ملاحظہ کراتا جاتا ہی اور پوچھتا جاتا ہی کہ بتلاؤ اللہ کے سوا یہ کسکے کام ہیں؟ اول تو مجملاً یہ فرما دیا کہ تمھارے معبود بہتر ہیں یا اللہ پھر اسکے بعد یہ چند دلائل اسکے بہتر اور قادر مطلق وحدہ لا شریک لہ ہونے پر بیان فرماتا ہی (۱) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا پھر اوپر سے پانی برسا کر اس سے عمدہ عمدہ اور کارآمد باغ اور درخت اُگانا یعنی کسنے تمھارے لیئے آسمان و زمین کا گھر بنایا اور اُس میں تمھارے لیئے روزی بھی پیدا کی (۲) زمین کو ٹھیرنے کے لیئے بنایا اور اُس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں جو انسان کی راحت کے سامان ہیں دو دریاؤں میں پردہ رکھا (۳) بیقراری کے وقت انسان کی فریادرسی وہی کرتا ہی نہ کہ اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہی ایک کے بعد دوسرا وارث و مالک ہوتا آتا ہی یعنی اُسکا احسان تم پر پشت در پشت ہی (۴) تمکو جنگل و دریا کی اندھیریوں میں رستہ وہی بتاتا ہی جنگل میں درختوں کی اندھیری پھر رات کی پھر ابر کی اسیطرح سمندر کے سفر میں جب رستہ بھول جاتے ہیں وہاں وہی رہنمائی کرتا ہے (۵) بارش کے آنے سے پیشتر خوش آیند ہوائیں وہی چلاتا ہی (۶) وہی ابتدا پیدا کرتا ہی وہی مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کریگا مبدء و معاد کیطرف بھی معاش کے بعد اشارہ کر دیا (۷) آسمان سے پانی کے ذریعے سے اور زمین سے نباتات کے واسطے سے ہم ہی تمکو روزی دیا کرتے ہیں یہ سب کام اللہ کرتا ہی یا کوئی اور یعنی اور کوئی معبود نہیں تمھارے بتوں کے معبود ہونے پر کیا دلیل ہے؟ آسمانوں و زمین کی مخفی بات اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا پھر وہ خدا کے شریک کس بات سے ہو گئے؟ بلکہ اُنکو یہ بھی معلوم نہیں کہ مر کر کب زندہ ہونگے بل ادارک علمہم ای انتہی و تکامل یعنی باوجودیکہ مشرکین کو معلوم کرا دیا گیا کہ آخرت برحق ہی مگر پھر اُس سے شک میں ہیں یا یہ معنی کہ ادارک بمعنی انتہی و فنی من قولک ادرکت الثمرۃ لان تلک غایتہا التی عندہا تعدم کہ انکا علم آخرت کے بارہ میں نیست ہو گیا جس سے وہ شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہیں ان تین باتوں کے لیئے تین اضراب ہیں کہ انکو حشر کا وقت معلوم نہیں بلکہ اسکو جان بھی نہیں سکتے بلکہ اس سے شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہیں۔ واللہ اعلم

ف دلائل توحید

سلسلہ بیان ہے اضرابات کا مضمون [illegible]

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

اور منکروں نے کہدیا کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو گئے تو کیا ہم پھر زمین سے نکلیں گے اس کا تو ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی وعدہ کیا گیا تھا یہ تو صرف پہلوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ

کہانیاں ہیں کہو تم زمین میں پھر کر دیکھو کہ کیا انجام ہوا گنہگاروں کا اے نبی تم نہ ان پر غم کھاؤ اور نہ انکے مکر کرنے سے دل تنگ ہوا کرو اور وہ کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کہدو شاید بعض وہ چیزیں کہ جنکی تم جلدی کرتے ہو تمھاری پیٹھ کے پیچھے آ لگی ہوں اور البتہ آپ کا رب تو لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے - اور البتہ آپکا رب جانتا ہے جو کچھ کہ انکے دلوں میں مخفی ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں ایسی کوئی بھی مخفی بات نہیں کہ جو کتاب مبین میں درج نہ ہو

اذا کا عامل لمخرجون کا مدلول ہو نخرج نہ خود لمخرجون کس لیئے کہ ہمزہ و انّ **(ترکیب)** و لام اسکے عمل کرنیسے مانع ہیں ہمزہ کا مکرر آنا انکار کی تاکید کیلئے ہے ردف لکم تبعکم و لحقکم لام تاکید کے لیئے زیادہ کیا گیا بعض الذی ردف کا فاعل غائبۃ صفات غالبہ سے ہے **(تفسیر)** ت مبالغہ کیلئے ہے جیسا کہ راوی کو مبالغۃً راویۃ کہتے ہیں یا اسم ہے ت ایسی ہے جیسے کہ عاقبۃ میں ✣ آپ انکے قصور علم اور اندھے ہونیکا بیان کیا جاتا ہے اور اس مناسبت سے مبدء میں کلام کرکے معاد میں کلام واقع ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قیامت میں شک دو ہی بات پر مبنی ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو سب بات پر قادر نہ سمجھا جاوے دوسرے یہ کہ ممکنات اور انکے حالات کے علم اور یادداشت سے اسکو عاری سمجھا جاوے کہ مرنیکے بعد ہر ایک جاندار کے اجزا کو اسی کے بدن میں جمع کرنا دشوار سمجھا جاوے انھیں بناؤں پر وہ حشر کے برپا ہونے میں کلام کرتے تھے - اپنا کمال قدرت تو آیات گزشتہ میں ثابت کر دیا تھا کہ جسنے آسمان و زمین اور سب چیزیں بنائیں اور تمھارے رزق کے کیسے کیسے سامان کیئے اسکے بعد اسکی قدرت میں شک کرنا کمال حماقت تھا اسلیئے انکے احمقانہ شبہہ کو اسکے بعد نقل کرتا ہے وقال الذین کفروا الخ یہ شبہہ انھیں دونوں باتوں پر مبنی ہے کہ آیا جب ہم مر گئے اور ریزے ریزے ہو گئے پھر انکو کیونکر جمع کیا جائیگا گویا اسکی قدرت کا بھی انکار کیا اور علم کا بھی کہ ہر ایک شخص کے اجزا اسکو کیونکر معلوم ہونگے ؟ یہ تو اصلی شبہہ تھا ولقد وعدنا الخ اسپر انکی فضول گفتگو تھی کہ یہ نا ممکن و غلط بات ہے نہ صرف ہم سے بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی پہلے انبیاء اور انکے نائب ایسی باتیں کہتے چلے گئے ہیں یہ کہانیاں اور افسانے ہیں اسکے بعد قل سیروا سے اس انکار کا دنیاوی بدنتیجہ بتلاتا ہے کہ ملک میں پھر کر دیکھو ایسے منکروں کا کیا انجام ہوا الٹی ہوئی بستیاں اوندھے گرے ہوئے قصور عالیہ انکے حال زار پر کیا کیا اشک حسرت بہا رہے ہیں اس آنیوالی مصیبت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم کا رنج و ملال ہونا ضروری تھا آپ سراسر رحمت الٰہی تھے اسپر آپ کو تسلی دیجاتی ہے ولا تحزن علیہم آپ ان ازلی بدنصیبوں پر کچھ رنج نہ کیجیے ولا تکن فی ضیق مما یمکرون اور نہ انکے مکر و فریب سے جو آپکے ساتھ کرتے ہیں تنگدل ہوں اس چشمہ الٰہی کو اپنی تدابیر کی ریتلی مٹی سے یہ بند نہ کر سکینگے بلکہ اس سے تو وہ اور بھی چاروں طرف پھوٹ نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اسکے بعد وہ بے نصیب بجائے خوف کرنے اور ایمان لانیکے دلیرانہ یہ پوچھا کرتے تھے ھذا الوعد الخ اگر سچے ہو تو بتاؤ وہ قیامت یا عذاب پھر کب آویگا اسکا جواب دیتا ہے قل عسی الخ کہ ان سے کہدو جسکی تم بہت جلدی کر رہے ہو شاید تمھارے بہت ہی قریب آ لگا ہو چنانچہ قحط اور بدر کا واقعہ بہت جلد پیش آیا اور یوں موت تو سر پر ہی کھڑی ہے جو قیامت کا دروازہ ہے مگر خدا کا فضل و کرم ہے جو جلدی سزا نہیں دیتا اسپر شکر کرنا چاہیئے نہ کہ دلیر ہونا مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے - قدرت کی بابت تو پہلے کلام ہو چکا گو وہاں سے علم کامل بھی سمجھا جاتا تھا لیکن وہ لوگ بلید الذہن تھے اسلئے علم کا اثبات صراحۃً کرنا پڑا فقولہ وان ربک لیعلم ما تکن صدورہم و ما یعلنون کہ خدا انکی دلکی باتوں کو جانتا ہے یعنی جن کا وجود ذہنی ہے وہ باتیں بھی تو اس سے مخفی نہیں چہ جائیکہ جن کا وجود خارج میں ہے اور انکے جمیع افعال و حرکات و حالات سے واقف ہے یعنی اعراض کہ جو غیر قار ہیں ادھر موجود ہوئے ادھر مٹ گئے چہ جائیکہ وہ چیزیں جو عرصہ تک قائم رہتی ہیں پھر تعمیم کرتا ہے وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین کہ اسپر کیا موقوف ہے جو چیزیں آسمان و زمین میں مخفی ہیں ابھی تک میدان ظہور میں نہیں آئی ہیں وہ سب کتاب مبین یعنی علم الٰہی میں ہیں جسکو کسی خاص اعتبار سے کتاب مبین اور کبھی لوح محفوظ سے تعبیر کیا جاتا ہے - اس میں انکے مکر اور مخفی تدابیر پر بھی تہدید ہے -

ع

گو یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ ان چیزوں کو جانتا ہے مگر چونکہ وہ سب کا خالق ہونا تسلیم کر لیا ہے تو خالق کو مخلوق کا علم ہونا ضروری ہے ۱۲ منہ

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں سناتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور البتہ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمان داروں کے لیئے آپ کا رب ان میں

بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا

اپنے حکم سے فیصلہ کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے خبردار ہے اے نبی پس اللہ پر توکل کر کیونکہ تم صریح حق پر ہو البتہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتے ہو جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر

مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا

بھاگ پڑیں اور نہ تم اندھوں کو انکی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہو تم تو انہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو وہ مان بھی لیتے ہیں اور جب ان پر وعدہ پورا ہوگا تو انکے لیئے ہم زمین سے

لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝

ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کریگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے

ع ۶ ۲

(**ترکیب**) اکثر یقص کا مفعول ہادی العمی علی الاضافۃ وبالتنوین النصب علی اعمال اسمہ الفاعل عن ضلالتہم ہادی سے متعلق اور ممکن ہے العمی سے متعلق والمعنی ان العمی صدر عن ضلالتہم تکلمہم من الکلام او من الکلم اذ قرئ تکلمہم ان الناس بالفتح (**تفسیر**) ای تکلمہم بان الناس وبالکسر علی الاستیناف۔

دلائل حقانیت قرآن مجید

مبدء و معاد میں کلام کر کے پھر نبوت میں کلام شروع ہوا ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی کامل اور روشن دلیل قرآن مجید ہے اسلیے سب سے پیشتر قرآن مجید کے ان کمالات کا ذکر کرتا ہے جو اسکے الہامی اور کلام الٰہی ہونیکے صادق شواہد ہیں از انجملہ ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون کہ اہل کتاب کو شرائع و حالات انبیاء و دیگر امور دینی کے جاننے کا بڑا دعوی تھا اور اب بھی انکے بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ عمدہ مطالب ہیں ہمارے ہاں سے لیئے گئے ہیں اور عرب کے لوگ بھی انکو علوم کا سرچشمہ جانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ علوم رسمیہ نہیں جانتے تھے لکھے پڑھے نہ تھے حضرت پر وہ قرآن مجید نازل ہوتا جو یقص علی بنی اسرائیل بنی اسرائیل کو بھی ان مواقع میں (کہ جہاں وہ خود گرداب اختلاف باہمی میں غوطے کھا رہے ہیں اور تردوات گوناگوں اور شکوک و شبہات بوقلموں میں گرفتار ہیں) رہنمائی کرتا ہے اور جو ٹھیک اور صحیح بات ہے وہی نبی کو بتلا رہا ہے اسکے الہامی ہونیکی صاف دلیل ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ جو قوم علوم کا سرچشمہ خیال کیجاتی تھی جب قرآن انکو صحیح بات بتلاتا ہے تو اب بجز اسکے اور کیا خیال ہو سکتا ہے کہ قرآن اس کا کلام ہے کہ جو تمام جاننے والوں سے زیادہ اور صحیح بات جاننے والا ہے اور وہ بجز اسکے اور کون ہے پس قرآن اسی کا کلام ہے اب بطور نظیر کے ہم چند وہ مقامات بتلاتا ہوں کہ جہاں قرآن مجید نے علماء بنی اسرائیل اور انکی کتب محرفہ توارت و انجیل کو انکی اغلاط فاحشہ پر متنبہ کیا ہے (۱) خدا تعالی کی ذات و صفات کے باب میں بہت سی غلطیاں ان میں تھیں جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی **اول** یہ کہ توارت موجودہ میں ہے کہ خدا نے چھ روز میں آسمان و زمین کو بنایا اور ساتویں روز آرام کیا۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے کیونکہ خدا تھکتا نہیں جو آرام کرے اس لیئے قرآن میں فرماتا ہے وما مسنا من لغوب کہ ہم کو آسمانوں اور زمین کے بنانے میں تکان نہیں ہوا **دوم** یہ کہ توریت سفر پیدایش اول باب کے ۲۶ ورس میں ہے تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں حالانکہ خدا کا کوئی مانند نہیں ہو سکتا اور نہ اسکی کوئی صورت و شکل ہے۔ یہ باتیں جسمانی چیزوں کے لیئے ہوتی ہیں۔ اس لیئے قرآن نے اصلاح دی لیس کمثلہ شیئ۔ کہ اس کے مشابہ اور اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے (**سوم** حضرت آدم کے قصہ میں عجب خلط ملط کیا ہے سفر پیدایش کے ۲ باب میں لکھا ہے کہ خداوند نے عدن کے پورب طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو وہاں رکھا اور اس باغ کے بیچ میں ایک درخت لگایا جو حیات کا اور نیک و بد کی پہچان کا درخت تھا اور آدم کو اس درخت کے کھانے سے منع کر دیا (دل میں خیال کہ ہمارے برابر ہو جائیگا) اور پھر آدم نے اسکو کھا لیا تو اسی رشک و حسد میں کر باغ سے نکال دیا جیسا کہ اسی سفر کے ۳ باب کے ۲۴ جملہ میں ہے اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اس لیئے خداوند نے اسکو باغ عدن سے باہر کر دیا۔ اس قصہ کو خدا تعالی نے قرآن مجید میں کس خوبی کے ساتھ صحیح

وہ مواقع کہ جہاں قرآن نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا ہے

بیان کیا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ پھر اسی سفر کے باب ۶ ورس ۵-۶ میں ہے تب خداوند زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو کیا ناقبت اندیش اور جاہل سمجھا۔ پھر کتاب خروج کے باب ۱۶ اور باب ۲۹ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ و دیگر مقامات میں ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی میں اترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور اسکے منہ سے آگ اور نتھنوں سے دھواں نکلا اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے ستر لوگوں نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ ہیں خدا کو کرسی پر بیٹھے دیکھا اور کھایا اور پیا۔ اور اس کا لباس برف سا سفید اور اسکے سر کے بال صاف اور ستھرے اون کی مانند تھے ٭ اور نیز کتاب خروج کے باب ۲۰ ورس ۵ اور باب ۳۴ ورس ۷ اور کتاب یرمیاہ کے باب ۳۲ ورس ۱۸ میں تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادوں کے گناہ کی سزا انکی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے اس کا بھی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فیصلہ کر دیا و لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ نہیں اٹھاتا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اس کی نیکی بدی اسی کے لیے ہے (۲) ملائکہ کی بابت اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی بابت زنا کاری بت پرستی شراب خواری دغا بازی قتل وغیرہ کی سینکڑوں تہمتیں انکی توریت و اناجیل سلہ میں ہیں چنانچہ انجیل میں مسیح علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے چور و قزاق تھے۔ ان سب باتوں سے قرآن مجید میں انبیاء کو پاک اور مبرا بتلایا و انہم عندنا لمن المصطفین الاخیار (۳) تاریخی واقعات میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اور طرز بیان میں بدعنوانیاں ہیں کہ جنکو حسب موقع قرآن مجید نے درست کیا اور ٹھیک ٹھیک بات کو بتلا دیا۔

(۴) خود یہودیوں میں صدوقی اور فریسی وغیرہ کئی فرقے تھے اس سبب سے کہ جب بار دیگر توریت بنائی گئی تو اس میں آخرت کا کچھ حال نہ لکھا گیا صدوقی فرقہ آخرت کا منکر ہو گیا اور باہم بڑی قیل و قال جوتی پیزار ہوا کرتی تھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بہت صاف صاف بیان فرما دیا (۵) باہم عیسائیوں کے فرقوں میں سخت اختلافات تھے یعقوب حواری کہتے تھے کہ بغیر عمل کیے ایمان معتبر نہیں جیسا کہ اسکے خط میں مذکور ہے برخلاف اسکے پولوس شریعت کی پابندی کو لعنت اور خدا کی ناراضی کا سبب بتلاتا تھا جیسا کہ اسکے نامجات میں متعدد جگہ مذکور ہے اور اسی قسم کے صدہا اختلافات ہیں کہ جنکی قرآن مجید نے صلاح کی اگر ہر ایک کو مفصل بیان کروں تو ایک دفتر کی حاجت پڑے انشاء اللہ اگر فرصت ملی تو اسی ایک آیۃ کی تفسیر ایک ضخیم کتاب میں لکھوں گا **ازانجملہ** یہ کہ قرآن ہدی و رحمۃ للمؤمنین کہ قرآن ایمانداروں کے لیے ہدایت ہے مبدء و معاد علم اخلاق و احکام قتل و قصاص و نماز و روزہ وغیرہا سے کوئی بات اسنے باقی نہیں چھوڑی اور دوسرا لطف یہ ہے کہ یہ رحمت بھی ہے یعنی کل احکام میں جو سختیاں پہلے تھیں سب دور کر دیگئیں سہولت کے لباس سے شریعت کو ملبوس کر دیا گیا۔ پھر ایسی کتاب دنیا میں کسی نبی کے بھی ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوئی چہ جائیکہ امی کے ہاتھ پر ظاہر ہو پھر اسکے الہامی اور اسکے خاتم النبیین ہونے میں کون شک ہے؟ پھر اس پہلی بات کی طرف رجوع کرتا ہے کہ ان ربک یقضی بینہم بحکمہ و ہو العزیز العلیم کہ انکے باہمی اختلاف میں تیرا رب اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے نہ انکی خواہش اور رائے سے کیونکہ وہ زبردست ہے کسی سے نہیں دبتا اور خبردار ہے ہر ایک بات اسکو ٹھیک معلوم ہے اے نبی فتوکل علی اللہ۔ اللہ پر بھروسہ رکھو جو فریق فیصلہ الٰہی سے ناخوش ہوگا تو آپ کا کیا کریگا؟ انک علی الحق المبین آپ تو صاف حق پر ہیں اور حق کا حامی اللہ ہے ان دلائل کے بعد عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے انک لا تسمع الموتی الخ کہ یہ تو بوجہ نہونے حس باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مُردوں اور بہروں کو سنانے کیلئے نہیں آئے ہو نہ تم ازلی اندھوں کو ہدایت کرنے آئے ہو آپ تو انھیں کو سنانے اور ہدایت کرنے آئے ہو کہ جنھیں ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے الا من یؤمن بآیاتنا سے یہی مراد ہے اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ مُردے زندوں کی بات سن سکتے ہیں یا نہیں؟ تکلف ہے اسکو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں کیونکہ موتیٰ سے مراد یہاں کفار ہیں واذا وقع علیہم القول الخ یہ قرآن مجید کے لیے ایک اور دلیل ہے جس میں قرب قیامت ایک دابہ یعنی جانور کے نکلنے اور کفار سے کلام کرنیکا ذکر ہے اور نیز اب یہاں سے پھر قیامت کا حال شروع کرتا ہے اور قیامت سے پیشتر اسکی بڑی علامت بیان فرماتا ہے کہ اذا وقع علیہم القول جب بات پوری ہو جاویگی یعنی انکے گناہوں کا اخیر الزام قائم ہونیکا وقت آئیگا تو اس سے پہلے

٭ ان سب باتوں کو قرآن تم نہایت رد کرتی ہیں ۱۲ منہ

سلہ انجیل یوحنا ۱۰ باب ۱۲ منہ

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ○ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا

اور جس روز ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ہر گروہ کو ہم جمع کرینگے تب وہ سب صف بستہ کھڑے کر دیئے جاوینگے یہانتک کہ جب حاضر ہو چکینگے تو اللہ فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم

عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ○ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

سمجھے بھی نہ تھے یا کیا کیا کرتے تھے اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جائیگا۔ پھر وہ بات بھی نکر سکینگے کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے انکے سکون کے لیئے رات کو اور دیکھنے کے لیئے دن کو بنایا ہے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ○

البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیئے جو ایمان رکھتے ہیں اور جس روز کہ صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب ہی تو گھبرا اٹھینگے مگر وہ کہ جسکو اللہ چاہے اور سب اسکے پاس سرنگوں ہو کر چلے آویں گے

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ○ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

اور اے مخاطب تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھ رہا ہے یہ تو بادلوں کی طرح اڑتے پھرینگے اس اللہ کی کاریگری سے کہ جسنے ہر شے کو ٹھیک کر دیا بیشک وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو جو کوئی نیکی لاویگا سو اسکو اس سے

خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ○ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○

بہتر بدلہ ملیگا اور وہ لوگ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے اور جو بدی لیکر آئینگے سو وہ مونہ کے بل آگ میں ڈالے جاویں گے (کہا جاویگا) تمکو وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ

(اے نبی کہدو) مجکو تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے اس رب کی عبادت کیا کروں کہ جس نے اسکو محترم کیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے یہ بھی حکم ہوا کہ میں فرمانبردار ہو کر رہوں اور یہ بھی کہ قرآن سنایا کروں پھر جو کوئی

اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ○ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ ع ۱۱ ع ۳

راہ پر آگیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہہ دو کہ بس میں بھی ڈر سنانے والوں میں سے ہوں اور کہو الحمد للہ وہ تمکو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا تم انکو پہچان لوگے اور آپکا رب انکے کاموں سے بیخبر نہیں ہے

ترکیب

یوم منصوب ہے اذکر محذوف سے من کل امۃ من تبعیض کے لیئے ممن یکذب بیان ہے فوجا مفعول نحشر کا ولم تحیطوا جملہ حال کے لیئے ای کذبتم بہا بادی الرائ غیر ناظرین فیہا نظر تعمق اماذا ام ای شئ کنتم تعملونہ تحسبہا جملہ حال ہے جبال سے یا ضمیر تری سے وہی تمر حال ہے ضمیر منصوب سے جو تحسبہا میں ہے ای تمر مرا مثل مر السحاب صنع اللہ مصدر موکد لنفسہ وہو مضمون الجملۃ المتقدمۃ کقولہ تعالیٰ وعد اللہ۔ وان اتلو معطوف ہے ان اکون پر۔

تفسیر

ہم لوگوں کے لیئے زمین سے ایک ایسا جانور یا چار پایہ نکالیں گے کہ جو لوگوں سے کلام کریگا اسلیئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے سو اب دیکھو خدا کی عجیب و غریب نشانی ظاہر ہوئی مگر اب کیا ہوتا ہے یا معنی کہ لوگوں سے وہ دابہ یہ کہیگا کہ یہ لوگ ہماری یعنی اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے یعنی انپر الزام قائم کریگا۔

دابۃ الارض مسلم نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی اول نشانیوں میں سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور دابۃ الارض کا لوگوں پر دن چڑھے ظاہر ہونا ہے اور ان میں سے جو کوئی پہلے ہو تو دوسری علامت اسکے ساتھ ہی ساتھ ہوگی اور بھی احادیث صحیحہ میں اسکا ذکر آیا ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صرف قریب قیامت کے ایک دابہ کا نکلنا ثابت ہوتا ہے جو لوگوں سے کلام کریگا اور قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگا اب قرآن میں یہ نہیں کہ وہ دابۃ الارض کس شکل کا ہوگا کوئی چارپایہ ہوگا یا دو پاؤں کا ہوگا انسان کی صورت ہوگی یا کسی اور چیز کی؟ یہ باتیں علماء نے ثابت کی ہیں معالم التنزیل

میں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ ایسا جانور نہ ہوگا کہ جسکے دم ہو بلکہ ڈاڑھی ہوگی مراد آپکی یہ کہ وہ ایک انسان ہوگا۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ جانور ہوگا کہ جو کوہ صفا کے زلزلہ آنے کے بعد اسکی کسی کھوہ میں سے نکلیگا اور لوگوں سے کلام کریگا اور اُس کا عام چرچا ہوگا۔ دابۃ الارض کی حقیقت بوجہ اختلاف اقوال علماء اسلام معلوم نہیں مگر قرب قیامت میں کوئی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نمودار ہوگی کہ جو قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگی۔ اب خواہ وہ کوئی انسان ہو جو ملک میں دورہ کرکے قدرت کے آثار دکھائے یا کوئی عجیب وغریب جانور ہو جو لوگوں سے باتیں کرے اور مشرکین اور منکرین کو الزام دے والعلم عند اللہ آمنا باللہ

علامت قیامت کے بعد حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے ویوم نحشر من کل امۃ فوجا کہ قیامت کے روز ہم ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ہر ایک جماعت کو جمع کرکے پوچھیں گے کہ تم نے بے سمجھے بوجھے میری آیتوں کو کیوں جھٹلایا؟ انکو وہاں کچھ جواب آئیگا۔ اولم یروا الخ یہ منکرین کے لیئے الزام دیا جاتا ہے کہ دنیا میں ہم نے اپنی قدرت وکمال کے بہت سے نشان دکھائے تھے منجملہ اُنکے رات اور دن تھے جو کسی سے بھی مخفی نہ تھے ان میں ہماری قدرت اور یکتائی کے بہت سے نمونہ تھے۔ اول یہ کہ زمانہ یعنی رات دن بھی کسی کے قبضۂ قدرت میں تھے جن میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ زمانہ کا اور چیزوں پر اثر ہے بڑھاپا جوانی زمانے کے آثار ہیں مگر زمانہ اُسی کے بس میں ہے۔ برخلاف انکے معبودوں کے کہ وہ زمانے کے بس میں ہیں دوم یہ کہ دن اور رات قیامت اور فنا کا نمونہ ہے رات کو سناٹا ہوتا ہے۔ دوست دشمن سب دوسرے عالم بیخودی میں ہوتے ہیں پھر صبح ہوتے بیدار اور شور وغل برپا ہو جاتا ہے سوم یہ کہ رات میں ظلمت دن میں نور ہے جس میں اشارہ ہے کہ یہ دنیا ظلمت کدہ ہے شہوات کی اندھیریاں محیط ہیں نیک وبد کچھ نہیں معلوم ہوتا صبح قیامت میں سب روشن ہو جائیگا اور اگر کچھ بھی نہ سمجھا تھا تو ادنیٰ بات یہ تو جانتے تھے کہ رات میں آرام اور دن میں کام ہوتا ہے یہ کسکی طرف سے نشان ہیں ویوم ینفخ فی الصور الخ یہاں سے پھر حشر اور اسکی ابتدا تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتا ہے کیونکہ اجمال کے بعد تفصیل خوب دل میں جم جاتی ہے۔ صور پھونکنے کا آلہ تریہی یا بگل کی مانند ہے۔ قیامت کی ابتدا یہیں سے ہوگی کہ اسرافیل فرشتہ اُسکو مُنہ سے لگا کر بجاویگا اسکی آواز اِس شدت کی ہوگی کہ اول حیوانات مر جائینگے پھر نباتات فنا ہونگے پھر جمادات اور اسکی ہیبتناک آواز سے آسمان وزمین کے سب لوگ گھبرا اُٹھیں گے مگر جنکو اللہ چاہیگا نہ گھبرائیں گے۔ وہ کون لوگ ہونگے بعض کہتے ہیں ملائکہ حوران جنت بعض کہتے ہیں اہل اللہ انبیاء اولیاء وشہداء۔ حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ بھی انھیں میں ہونگے وکل اتوہ داخرین اور سب اللہ کے پاس عاجز ہو کر چلے آئینگے یہ جب ہوگا کہ مر کر زندہ کرنے کے لیئے دوبارہ صور پھونکا جائیگا۔ اسلیئے علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ ویوم ینفخ فی الصور سے دوسری بار کا صور مراد ہے اور پہلے صور کا اثر ظاہر کرنے کے لیئے یہ جملہ ہے وتری الجبال کہ یہ پہاڑ جو تمکو جمے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں بادلوں کی طرح اُڑتے پھرینگے اسپر جو وہم ہو کہ یہ کیونکر ہوگا تو فرماتا ہے صنع اللہ الخ کہ یہ کام اُسی اللہ کا ہوگا کہ جسنے ہر شے کو مستحکم کیا ہے پس جو مستحکم کرنا جانتا ہے وہ اسکو اُکھیڑنا بھی جانتا ہے اُسکو تمہارے سب کام معلوم ہیں۔ یہ تمہید ہے میدان حشر کے بیان کی۔ اِس لیئے فرماتا ہے کہ اُس روز اِس قانون پر عمل ہوگا من جاء بالحسنۃ الخ کہ جو کوئی نیکی لیکر آویگا (ایمان وعمل نیک) وہ اس کا اس سے بہتر بدلہ پاویگا اور اُس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں رہیگا اور جو بُرائی لیکر آویگا کفر وشرک تو جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ فرشتے کہیں گے یہ تمہارے عمل بد کی سزا ہے اور کچھ نہیں۔

انما امرت ان اعبد رب ہذہ البلدۃ الخ مبدء ومعاد ونبوت میں کلام کرکے سورہ کو کس عمدہ خاتمہ پر تمام کرتا ہے جو تمام اگلے مضمون کا خلاصہ ہے اول یہ کہ لوگوں کو کہدو کہ مجکو صرف اِس شہر کے رب کی عبادت کا حکم ہوا ہے یعنی مکہ کے رب کی۔ صرف اللہ کی عبادت پر مامور ہوں توحید خالص میرا وظیفہ ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نہ صرف مکہ کا رب ہے بلکہ تمام شہروں کا اور کل مخلوقات کا لیکن ہذہ البلدہ کہنے سے قریش کو انفعال دلانا مقصود تھا کہ وہ رب کہ جسنے تمہارے اِس شہر کو

متبرک کیا حرمت دی جسکی بدولت تم عرب کی مار دھاڑ سے امن میں ہو اور اسی پر کیا منحصر ہے ولہ کل شیٔ اُسکی اور بہت خوبیاں ہیں اور ہر شئے اُسکے قبضہ میں ہے پس وہی پرستش کے قابل ہے دوم اُمرت ان اکون من المسلمین کہ توحید کے بعد خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نیک باتوں کا بجالانا بُری باتوں سے بچنا بھی میرا فرض ہے سوم وان اتلوا القرآن کہ تمکو قرآن سناؤں تبلیغ احکام کروں پھر جو ہدایت پر آویگا اپنا بھلا کریگا نہ مانیگا اپنا بُرا کریگا اس ترتیب میں یہ بھی اشارہ ہے کہ تبلیغ اُسی کا کام ہے جو خود توحید اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہو اُسی کی بات اثر بھی کرتی ہے۔ پھر اس خاتمہ کو کس عمدہ جملہ سے تمام کرتا ہے۔ قل الحمد للہ سب خوبیاں اللہ کے لیئے ہیں وہ تم کو اپنی وہ نشانیاں ابھی دکھاتا ہے جسکی تمکو جلدی ہے سو ان کو پہچان لوگے چنانچہ بدر اور قحط کا دخان دیکھ لیا وما ربک بغافل عما تعملون اور اللہ تمہارے کام سے غافل نہیں ہر ایک عمل کا بدلہ دیگا۔ ولہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ المصطفین الاخیار خصوصاً علی محمد سید الابرار و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار

فقط

تمت

۲۰م
الف ۱۷
۲۳۷

مصنفہ مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب

مصنف تفسیر حقانی بازار بلی ماران دہلی

عقائد الاسلام

مخفی نہین کہ خدا نے انسان کی نجات اور سعادت کے دو ہی بازو پیدا کئے ہین جن سے اڑکر منزل مقصود تک جاسکتا ہے - اول قوۃ نظریہ نی عقائد اور علمی حصہ دوسرے قوۃ عملیہ جو اعمال صالحہ کیطرف تحریک دلاتی ہے حضرات انبیا علیہم السلام اور شرائع و ادیان نہین دونون قوتون کی ی اصلاح وتہذیب کے لئے آئے ہین جنکی دونون قوتین ناقص رہ گئین وہ یہ پیکر جسمانی چھوڑنیکے بعد قبر اور حشر مین معذب ہونگی ر اول قوت دوسری سے اشرف و اعلی ہے مرنیکے بعد انسان کے ساتھ رہتی ہے اگر یہ درست ہوگئی تو عذاب ابدی سے محفوظ رہے گا - قوت ثانیہ کا جو علم متکفل ہے اُس کو فقہ کہتے ہین جسمین اردو مین بھی علمائے بہت مفید اور عمدہ تصانیف رائج کین اور قوۃ نظریہ کی اصلاح کا علم کلام متکفل ہے جس کو علم العقائد بھی کہتے ہین اُس مین اس خوبی اور اس ترتیب اور دلائل عقلیہ و نقلیہ کیساتھ صاف اور سلیس اردو مین اب تک کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی تھی کہ جس سے زمانۂ حال کے موافق خاص و عام اپنے عقائد کو موجودہ کدورتون سے جو مذاہب مختلفہ اور فلسفۂ جدید کے سبب پیدا ہوگئے ہین اور اس آندھی نے زمانہ کو تاریک کر رکھا ہے صاف رکھ سکین للہ الحمد کہ کتاب **عقائد الاسلام** جو ۲۰×۲۶ کی تقطیع پر عمدہ اور صاف کاغذ اور چھپائی کے قالب مین اب پھر بار چہارم بہت سی ترمیم و اضافے کے بعد ظہور مین آئی - اس کی قبولیت کی یہ ایک ادنی دلیل ہے کہ ہزارون جلدین بار بار طبع ہوئین زمانے کی دست قدردانی نے اُن کو ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا اور آنکھون پر رکھ لیا حرز ایمان سمجھکر سینہ سے لگایا یہ کتاب مدارس و اطفال اہل اسلام کے سلسلۂ درس مین داخل ہوگئی - اِس کو بچون اور مستورات کے لئے تعلیم مین رکھنا زمانہ کی ضرورتون نے فرض و واجب کردیا ہندوستان کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جہان کے علماء و اعیان نے اسکو قدردانی کی آنکھون سے نہ دیکھا ہو - اس کتاب کی بنظر رفاہ عام قیمت بھی کچھہ زیادہ نہین رکھی صرف ایک روپیہ چار آنے جسمین محصول ڈاک ہمارے ذمہ اور تاجرون کے لئے ایک خاص رعایت رکھی ہے جو جداگانہ طے ہوسکتی ہے ٭

المشتہر

محمد عبد القیوم کوٹھی نواب لوہارو - واقع بازار بلی ماران شہر دہلی

تفسیر حقانی

اے راستی کے تلاش کرنیوالو اے ارین کی پستیون سے نکلکر ترقی کی سیڑھیو نپر قدم دہرنیوالو! ای زمانہ کی اندھیریو نمین حیران و سرگردان مشعل ہدایت کی طالبو ای خدا پرستو اللہ کے طالبو علم آخرت کی مشتاقو! ادہر آؤ اور آنکھین کھولکر دیکھو کہ جس نور نے فاران کی چوٹیون سے جلوہ گر ہوکر تھوڑے سے دنون مین شرق سی مغرب تک دنیا کو منور کر دیا تھا اور جس آسمانی دستور العمل نے دنیا کی بد اخلاق و رشرک کو محو کرکے تہذیب و خدا پرستی پر چڑھا کر بنی آدم کیلئے نظیر قایم کر دیا تھا **قرآن مجید** ہی کہ جسکی برکات سی لاکھون طالب لسان نجات عربی زبان نہ جاننے اور اسکے مطالب و حقایق و دقائق پر مطلع نہونیکی وجہ سے محروم تھے اور سیکڑون قدیم اور نئے مذاہب کے اس بیجا شکوک و شبہات کے گرد و غبار سے جو اس زمانہ مین کالی گھٹا کی طرح سے اٹھا چلا آتا ہے اس آفتاب جہانتاب کی روشنی سے حصہ کافی نہ پاسکتے تھے لہذا اس زمانہ مین اسکی اردو سلیس مین ایسی تفسیر لکھی گئی کہ جسکو آجتک چشم فلک نے بھی نہین دیکھا ہوگا۔ یہ ادبی تفسیر اردو سلیس مین آٹھ جلدون مین تمام ہوئی ہے **اوّل جلد** کہ جسکو مقدمہ کہتے ہین تخمیناً بارہ جز کلان پر ہے۔ اسکے اول باب مین خداتعالی کا دلائل عقلیہ سے ثبوت اور خدا کے منکرین اور ملحدین کے شکوک و شبہات کا جواب شافی پھر اس کی صفات پر بحث ہی ضمن مین تمام مذاہب مخالفہ پر رد و قدح ہے پھر دلائل عقلیہ سی ملائکہ اور ان کی صفات کا ثبوت اور ان کا وجود مستقل و ہر صورت مین متشکل ہونا اور انکی ماہیت اور اسمین جو کچھ حکما اور اہل ادیان کے اقوال ہین ان کی تحقیق اور فرقہ نیچریہ کی تاویلات باطلہ کا بڑی شد و مد کے ساتھ رد۔ پھر نبوت کی بحث اور اسکی حقیقت الہام و وحی کے اقسام اور خرق عادات او معجزات کا ثبوت اور انکے متبعین اولیاء کرام مین بھی اس قوت کا ثبوت۔ اس بارہ مین مخالفین نبوت و منکرین معجزات فرقہ نیچریہ کے تمام دلائل ملمع کار کا جواب باصواب پھر روح اور عالم آخرت او وہان انسان کا جانا اور اسکے اعمال نیک و بد کے ثمرہ مرتب ہونا ان سب باتون کی کیفیت اسمین ادیان باطلہ و ملاحدہ کا رد تفصیل اقوال۔ دوسرے باب مین نزول قرآن اور اسکے جمع و ترتیب کی کیفیت اور آنحضرت علیہ السلام سے پیشتر عرب کے مذاہب اور انکے رسم و رواج کا تذکرہ اور آنحضرت کو وقائع عمریہ اور اسپر مخالفین کے شکوک و شبہات کا جواب مع شہادت محققین فرنگ۔ قرآن کے اعجاز پر بحث اور اسکے علوم خمسہ اور اس کے طرز تکلم کا بیان اس امر مین بھی جو کچھ مخالفون نے شکوک کئے ہین سب کا رد پھر شان نزول۔ پھر اختلاف قرأت آئمہ قراء اور انکے تلامذہ اور ہفت قرأت کا بیان اور مخالفین کے شبہات کا جواب پھر اصول تفسیر و ائمہ مفسرین اور انکے طبقات اور دیگر بیشمار امور ضروریہ سے بحث تیسرے باب مین توریت و اناجیل ربعہ و ژند و بید و دساتیر پر بحث کہ وہ کسکی تصنیف ہین اور انمین کیا کیا مضامین ہین اور کب تصنیف ہوئی ہین اور الہامی ہین کہ نہین۔ اور اگر الہامی ہین تو ابتک بلا تحریف دستیاب ہوتی ہین کہ نہین؟ یہ بحث بڑی طول طویل اور نہایت دلچسپ کئی فصلون مین ہے **دوسری جلد** جو صرف پارہ الم کی تفسیر ہے اسمین چند آیات جو ایک مطلب خاص سے علاقہ رکھتی ہین صرف پر نقل کیجاتی ہین انکے نیچے ان کا ترجمہ آجکل کے محاورہ کے موافق لکھا جاتا ہے۔ پھر ایک خط کھینچکر ترکیب نحوی اور مفردات الفاظ سے بحث ہوتی ہے پھر ربط آیات و شان نزول بروایات صحیحہ بیان کرکے آیات کا مطلب واضح کیا جاتا ہے پھر اگر ان آیات مین احکام ہین تو مسائل منصوصہ کی تصریح اور ائمہ مجتہدین کے اقوال و انکے دلائل اور صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار۔ اگر وہان قصص ہین تو انکی تاریخ کتب مخالفین سے تحقیق چنانچہ بنی اسرائیل کی تمام تاریخ اور انکے مقامات کا جغرافیہ و نقشہ بھی دیا گیا ہے۔ اور پھر آیات کے متعلق نکات محققانہ اور رموز صوفیانہ بھی ہین۔ اسی طرح دیگر مقامات کا بھی جغرافیہ و نقشہ ہے کوئی قصہ بے اصل نہین لکھا گیا ہے نہ بے تحقیق مفسرین کے اقوال پر اعتبار کیا گیا ہے احادیث صحیح مع سند اقوال سلف صالحین ہین مع حوالہ باین طرز محققانہ طریقہ اہل سنت والجماعت کی پوری پابندی ہے **تیسری** جلد مین سوا چار پارہ کی تفسیر ہے **چوتھی** جلد مین ہا یودنک کی تفسیر ہے **پانچوین** مین سورۂ حجر سے لیکر سورۂ نمل کے آخر تک سوا چھ پارہ کی تفسیر ہے اسمین بھی جا بجا ہر مقام مناسب پر نقشے دیے گئے ہین اور ایک مطول تاریخ بیت المقدس کی لکھی گئی۔ یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے دریائے ذخار کا ایک قطرہ ہے۔ الغرض زمانہ حال کے جسقدر شکوک و شبہات قرآن شریف اور اسلام پر کئے گئے ہین ان سب کا جواب شافی دیا گیا ہے۔ پھر بیان کی سلاست اور زبان کی لطافت دیکھنے سے تعلق ہے بہرحال ہر جلد کا یہی حال ہے کل آٹھ جلدین ہین مجموعہ کی قیمت پہلے [illegible] تھی اب [illegible] کردی گئی ہے اور جداگانہ ہر جلد کی قیمت یہ ہے۔ جلد اول [illegible] پھر ہر جلد [illegible] یہ جلدین مکرر طبع ہوئی ہین بصیغہ ویلوپی ایبل پارسل یا پیشگی قیمت روانہ کرنے پر مشتہر سے مل سکتی ہین۔

المشتہر

Checked
1987

محمد ابو الحسن مہتمم تفسیر حقانی دہلی محلہ بلیماران